قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ

معالم العترۃ

اردو ترجمہ

ینابیع المودۃ

علامہ جلیل شیخ سلیمان حسینی بلخی، قندوزی حنفی سنی مفتی اعظم قسطنطنیہ

ترجمہ و حواشی

از جناب مولانا ملک محمد شریف صاحب قبلہ ملتان

حسب فرمائش

عالی جناب حاجی الحرمین الشریفین ملک صادق علی صاحب عرفانی

ملنے کا پتہ:- شیعہ جنرل بک ایجنسی محلہ شیعہ لاہور

مطبوعہ انصاف پریس ریلوے روڈ - لاہور

بار اوّل

تاریخ اشاعت .. .. اگست ۱۹۶۳ء

تعداد اشاعت ۵۰۰

مطبع .. .. الفات پریس ریلوے روڈ لاہور

پرنٹر .. .. ملک رضا علی

پبلشر .. .. شیعہ جنرل بک ایجنسی لاہور

قیمت مجلد قسم اول سفید کاغذ .. .. پندرہ روپے ۱۵

قیمت مجلد قسم دوم .. .. .. گیارہ روپے ۱۱ بارہ روپے

نذرِ عقیدت

بخدمت سید الاولیاء امام الانس والجان ولی العصر والزمان الحجۃ ابن الحسن سلام اللہ علیہ وعلی ابائہ الطاہرین۔ عجل اللہ فرجہ۔

میرے آقا! میں تیری بارگاہ میں تیرے اور تیرے آباؤ اجداد علیہم السلام کے ذکر کو اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں پیش کر رہا ہوں۔ میرے مولا! مجھے اُمید ہے تیری اس کھوٹی پونجی کو شرف قبول عطا فرمائیں گے۔

فاوف لنا الکیل وتصدق علینا ان اللہ یجزی المتصدقین

محمد شریف عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

علامہ جلیل شیخ سلیمان حسینی بلخی قندوزی حنفی سنی کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے، آپ نے کتاب ینابیع المودۃ تالیف فرما کر لازوال شہرت حاصل کی ہے، آپ نے اس جلیل القدر کتاب کو بروز سوموار ۹ ماہ رمضان ۱۲۹۱ھ میں تالیف فرمایا۔ آپ سلطان عبد العزیز خاں والی قسطنطنیہ کے مصاحب خاص تھے اور آپ کی سلطنت کے مفتی اعظم تھے، آپ سنی المذہب اور صوفی مسلک کے پیرو ہیں، ۱۲۹۱ھ تک جس قدر کتب فضائل و مناقب اہل بیت اطہار میں علماء اہل سنت نے تحریر کی تھیں ان سب کو ماخذ قرار دے کر آپ نے اس لاجواب کتاب کو تالیف کیا ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ جا بجا ان کتب کے اقتباسات کو آپ نے اس کتاب میں نقل کیا ہے۔ جہاں تک میری معلومات نے پرواز کی ہے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ۱۲۹۱ھ تک اہل سنت کی کوئی ایسی تصنیف نہیں ہے جس سے فضائل محمدؐ و آل محمدؐ کو چن کر آپ نے اس کتاب میں درج نہ کیا ہو، اگر یہ کہا جائے تو ہرگز ہرگز مبالغہ نہ ہوگا کہ فضیلت اہل بیت کا کوئی ایسا گوشہ نہیں ہوگا جو آپ کی نظر سے اوجھل رہا ہو۔ اور اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ کتاب کیا ہے عرفان و معرفت اہل بیت علیہم السلام کا بحر ذخار ہے، اس کتاب کے مطالعہ سے حقیقت محمدؐ و آل محمدؐ آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے، مردہ دلوں کے لیے پیام حیات، بھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے رہبر کامل ہے۔ ولائے محمدؐ و آل محمدؐ کے ایسے ایسے ساغر پیش کئے گئے ہیں کہ ایک قطرہ دیکھتے ہی مخمور و مدہوش ہو جاتی ہے پھر کیا ہوتا ہے؟ ہمیشہ کے لئے آستانہ محمدؐ و آل محمدؐ پہ جبین سرنگوں ہو جاتی ہے۔ شقی ازلی کے سوا کوئی شخص اس کو ایک دفعہ پڑھنے والا سعادت ابدی سے محروم نہیں رہ سکتا۔ میرا ایمان ہے کہ اس کتاب کی موجودہ شکل لاتعداد انسانوں کو دامن اہل بیت علیہم السلام سے وابستہ کرے گی۔ اصل کتاب عربی میں تھی اردو داں طبقہ اس سے استفادہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس گنہگار نے اس کے اردو ترجمہ کرنے کی جسارت کی تائید الٰہی نے ساتھ دیا۔ آخرکار یہ انمول موتی اردو کے لباس میں ملبوس ہو گیا، معلوم کب تک اس کی اشاعت معرض التوا میں رہتی مگر پردۂ غیب سے اس کی اشاعت اور طباعت کے سامان مہیا ہو گئے، فخر قوم الحاج جناب ملک صادق علی صاحب عرفانی مدظلہ نے اسکی اشاعت کا بیڑا اٹھایا، اللہ تعالیٰ آپ کو بطفیل آئمہ معصومین علیہم السلام معہ اہل و عیال شاد و آباد رکھے اور علوم آل محمدؐ کی اشاعت کے سلسلہ میں آپکی توفیقات میں اور اضافہ کرے۔ آمین ثم آمین۔ میں ہمہ دانی کا دعویٰ نہیں کرتا۔ فوق کل ذی علم علیم میں ترجمہ کرنے میں کس قدر کامیاب ہوا ہوں یہ فیصلہ ناظرین کریں گے اگر کہیں لغزش ہوئی تو دامن عفو میں جگہ دے کر مجھے مطلع فرمائیں تاکہ اصلاح کی جائے۔ العفو عند کرام الناس مقبول، انسان خطا کا پتلا ہے۔ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان۔ قارئین کرام سے صرف دعائے خیر کا متمنی ہوں۔

محتاج دعا:۔ عبدہ المذنب، محمد شریف عفی عنہ۔ پشپ چاہ بچے والا۔
ملتان شہر، مغربی پاکستان۔ روز دوشنبہ۔ ۱۱ ذوالحجہ ۱۳۸۲ھ۔ ۶ مئی ۱۹۶۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

علامہ شیخ سلیمان قندوزی کے مختصر حالات زندگی

عالیجناب مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی، ناظم اعلیٰ مجلس علماء پاکستان (پشاور)

تحصیل علم اور اس میں کمال عطیہ باری ہوتا ہے، وہ جسے چاہتا ہے دولت علم سے مالامال کرتا ہے، اُس نے علم کو نور کی حیثیت دی ہے، رسول کریم نے اسے نور ہی سے تعبیر فرمایا ہے، ارشاد ہوتا ہے۔ العلم نور یقذفہ اللہ فی قلب من یشاء" علم اک نور ہے، خدا جس کے دل میں چاہتا ہے اُسے جاگزیں کرتا ہے، یہ ظاہر ہے کہ اُس علم سے مراد جو نور کی حیثیت رکھتا ہے، علم دین ہی ہے کیونکہ اس علم والے کو شریعت اسلامیہ نے عالم سمجھا ہے، جس کی جمع علماء ہے۔ علماء کو بڑی عظمت عطا کی گئی ہے۔ ان کے قلم کی روشنائی شہیدوں کے خون سے افضل بتائی گئی ہے، ارشاد ہوتا ہے۔ مداد العلماء افضل من دماء الشہداء" علماء کی روشنائی اور سیاہی شہداء کے خون سے افضل ہے۔ علامہ شیخ سلیمان قندوزی ان اساطین علماء میں سے تھے جن کی عظمت و بزرگی کا اعتراف فریقین کے علماء کو ہے، آپ کا حلقۂ ارادت نہایت وسیع تھا اور آپ حضرت آل محمد کی محبت کو سرمایۂ زندگی سمجھتے تھے، میرے محترم دوست علامہ سید مجتبےٰ حسن صاحب قبلہ کاموں پوری تحریر فرماتے ہیں۔

"علامہ شیخ سلیمان قندوزی، علم و فضل و ریاضت و جوشش تبلیغ و تعلیم و تربیت اور تصنیف و تالیف کے لحاظ سے غیر معمولی شخص تھے، ہمت و عزم کے پُتلے تھے۔ ابتداء سے محنت و مشقت کے عادی تھے۔ اور زندگی کے آخری ایام تک ان کی محنت و سعی کا سلسلہ جاری رہا۔"

آپ کی ولادت باسعادت: آپ اپنے وطن مالوف قصبہ قندوز میں پیدا ہوئے جو کہ علاقہ "بلخ" میں واقع ہے آپ کا سن ولادت ۱۲۲۰ ہجری ہے (ہدیۃ العارفین ج ۱ ص۴۰۸)

آپ کا پورا نام سلیمان بن ابراہیم خواجہ کلاں بن محمد بابا خواجہ بن محمد ابراہیم ابن شیخ ترسون قندوزی بلخی ہے آپ نے اعلیٰ تعلیم حاصل فرمائی، بخارا اُس عہد میں بھی علم و فضل کا مرکز تھا۔ آپ نے وہاں سے سند فضیلت حاصل کی، اس کے بعد سابق علماء کی طرح بصیرت و اطلاع کے لئے کر ہمت باندھ کر سفر کے لئے نکل پڑے۔

آپ کے تبلیغی سفر: علماء تاریخ کا بیان ہے کہ آپ نے اپنا کافی وقت اسلامی ممالک اور اُن مقامات کی سیاحت میں صرف کیا جن مقامات میں مسلمانوں کا اثر تھا۔ وہ اس سلسلہ میں ہندوستان اور افغانستان بھی پہنچے۔ یہاں لوگوں کو اپنے علم و فضل کے چشمہ سے سیراب کیا۔ صوفیوں کے اصحاب طریقت سے ملاقات ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ وہ مقامات سلوک اور علوم شرعیہ میں ترقی کرتے رہے۔

اس سفر کے بعد وہ اپنے وطن واپس تشریف لائے اور اپنے وطن میں انہوں نے بچوں کی تعلیم اور عوام کی تربیت کر فروغ

بخشا۔ ایک جامع مسجد اور ایک خانقاہ بھی تعمیر کرائی۔

ایک عرصہ تک وہ اپنے وطن میں مختلف قسم کے فرائض ادا فرماتے رہے، بالآخر پھر شوق سیاحت نے وطن چھوڑنے پر مجبور کیا، اب وطن چھوڑنا آپ کے لئے دشوار بن گیا تھا۔ کیونکہ وطن میں آپ کے ذمہ بہت سی ذمہ داریاں عائد ہو گئی تھیں جنہیں آپ بڑی تندہی اور محنت وسلیقہ سے انجام دیا کرتے تھے،

جب سفر کے عزم وارادہ میں استحکام پیدا ہو گیا تو آپ کو اپنے کام تقسیم کرنا پڑے، چنانچہ آپ نے اپنے بھتیجے "محمد صلاح" کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور تصوف کے سلسلہ کی ذمہ داریاں اُن کے سپرد کر دیں اور تعلیم وتدریس کی ذمہ داری، "ملا محمد عوض" پر عائد کر دی۔

اس کے بعد آپ اپنے وطن سے نکل کھڑے ہوتے۔ آپ کے اثرات اور آپ کی عقیدت نے لوگوں کے دلوں پر قبضہ کر لیا تھا، جہاں وہ جاتے اُن کے حلقہ بگوشوں کی جماعت سایہ کی طرح ساتھ رہتی۔

اس سفر میں اُن کے ساتھ تین سو ارادتمند تھے، آپ اپنے تمام ساتھیوں سمیت روم پہنچے۔ وہاں آپ نے دو سال قیام فرمایا۔ علامہ کی دلی خواہش یہ تھی کہ اپنی سیاحت کا اختتام مکہ معظمہ میں فرمائیں اور وہیں قیام پذیر رہ کر پیوند خاک ہو جائیں لیکن منظور قدرت نہ تھا اور یہ خواہش سر بر نہ ہو سکی۔

روم سے روانہ ہو کر آپ بغداد پہنچے۔ آپ کا دور دور شہرہ ہو چکا تھا اور آپ کے علم وفضل اور آپ کی ہر دلعزیزی سے سب واقف ہو چکے تھے۔ جہاں جاتے حکومت والے اور عوام اپنی آنکھوں پر بٹھاتے۔ بغداد میں آپ کا نہایت پرتپاک خیر مقدم ہوا۔ آپ نے وہاں علم وعرفان کی بارش فرمائی۔ بغداد تقریباً ہر عہد میں علم وفضل کا مرکز رہا ہے۔ اُس وقت آپ کے قیام سے بے انتہا استفادہ کیا گیا، لوگوں نے آپ کے بحر علم سے سیرابی حاصل کی۔

کچھ عرصہ بغداد میں قیام کے بعد آپ بارادہ ایران روانہ ہوتے۔ اور وہاں علم وعرفان کی بارش کرنے کے بعد وہاں سے روانہ ہو کر موصل، دیار بکر، حلب ہوتے ہوتے "قونیہ" پہنچے۔

"قونیہ" اُس وقت تصوف کا گہوارہ تھا۔ شیخ صدرالدین قونوی کے مقبرہ کے کتب خانہ میں تصوف کے نوادر تھے، خود شیخ اکبر صاحب فتوحات مکیہ کے قلم کی تصانیف وہاں محفوظ تھیں۔ آپ نے قونیہ میں تین سال قیام فرمایا۔ دوران قیام میں وہاں کے باشندے آپ سے علمی فیوض وبرکات حاصل کرتے رہے، آپ نے خود وہاں کے قیام سے یہ فائدہ اُٹھایا، کہ آپ کو جو تصوف کے نوادر ملے اُن میں سے اقتباسات قلمبند فرمائے۔

ماہ ذی الحجہ ۱۲۷۷ھ میں آپ پھر ایران تشریف لائے، ایران حکومت نے آپکا شاندار خیر مقدم کیا اور آپ کی بے انتہا عزت کی، آپ کے لئے مختلف قسم کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ آپ کا اگرچہ یہی ارادہ تھا کہ ارض مکہ کے پیوند بنیں، لیکن کچھ ایسے حالات پیدا ہوئے کہ آپ ایران ہی کے ہو کے رہ گئے،

آپ کا قیام اگرچہ ایران میں رہا لیکن آپ کا حلقۂ ارادت وسیع سے وسیع تر ہو گیا اور ممالک اسلامیہ کے حکمران آپ کے مرید ہوتے رہے، اُس وقت جو سلطنت ترک کا حکمران تھا وہ بھی آپ ہی کا مرید ہو گیا تھا۔

ایران کے دوران قیام میں آپ کے اوقات مریدوں اور اہل سلوک کی رہنمائی اور قرآن وحدیث کی تعلیم کے لئے وقف رہے

آپ کی تصانیف: آپ کو تصنیف وتالیف کا اچھا خاصہ شوق تھا، آپ بکثرت کتابیں لکھنے کے متمنی تھے۔ لیکن مریدوں کی کثرت اور ان کی آمدورفت کے تسلسل کی وجہ سے زیادہ کتابیں تحریر نہ فرما سکے۔

آپ کی تصانیف کی تعداد کے سلسلہ میں علامہ خیرالدین زرکلی مصری نے اپنی کتاب الاعلام قاموس تراجم ج ۳ ص۹۰ طبع مصر ۱۹۲۷ء میں اور مسٹر ذاکر حسین دہلوی نے اپنی "تاریخ اسلام" ج ۵ ص۹۲ میں صرف ایک کتاب "ینابیع المودة" کی نشان دہی کی ہے لیکن میرے نزدیک آپ کی دو کتابیں اور تھیں (۱) جمع الفوائد (۲) مشرق الاکوان جیسا کہ علامہ اسمٰعیل پاشا بغدادی کی کتاب ہدیۃ العارفین ج ۱ ص۴۰۴ طبع مصر ۱۹۵۱ء سے ظاہر ہے۔

ینابیع المودة: آپ کی تصانیف میں "ینابیع المودة" کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اور سچ یہ ہے کہ آپ نے اس کتاب کو بڑی محنت وجانفشانی سے تصنیف فرمایا ہے۔

یہ کتاب صحاح ستہ کے علاوہ، مسند احمد بن حنبل، فرائد السمطین حموینی، مناقب اخطب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی، فصول مہمہ علی بن احمد مالکی، جواہر العقدین سمہودی، مودة القربیٰ علی ہمدانی، صواعق محرقہ ابن حجر مکی، استیعاب ابن عبدالبر، اصابہ ابن حجر، مجمع الزوائد سیوطی، جامع الاصول، کتاب الاوسط طبرانی، مستدرک حاکم، تفسیر ثعلبی، نہج البلاغہ وغیرہ کا نچوڑ ہے۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہے اور سو ابواب پر مشتمل ہے۔ مصنف نے اس کتاب کا نام ینابیع المودة رکھا ہے اور بے شک یہ کتاب محبت ومودت اہل بیت کا سرچشمہ ہے، آپ نے اس کتاب میں مستند احادیث جمع فرمانے کی سعی کی ہے۔ یہ کتاب عہد قیام قسطنطنیہ میں لکھی گئی ہے۔

گزشتہ عہد میں اس کا فارسی میں ترجمہ کیا گیا تھا جو چھپ چکا ہے لیکن ترجمہ صاف نہیں ہے، اس کا ایک ترجمہ بزبان اُردو ۱۹۲۷ء میں کیا گیا تھا۔ مترجم کا اسم گرامی مولانا حامد علی بن منشی محمد علی بن منشی محمد عالم پانی پتی ہے موصوف کے ترجمہ کا ایک حصہ ۲۵۰ صفحات پر مشتمل لوگوں کی نگاہ سے گزرا ہے لیکن یہ نہیں معلوم کہ باقی حصے بھی چھپے ہیں یا نہیں۔ زیر نظر ترجمہ میرے عزیز دوست جناب مولانا ملک محمد شریف صاحب قبلہ کی کاوش کا نتیجہ ہے: میں نے ترجمہ پر جا بجا نگاہ کی ہے۔ ترجمہ نہایت عمدہ اور باسلیقہ ہے۔ ع

اللہ کرے زور قلم اُور زیادہ

کتاب ینابیع المودة کے متعلق ایڈورڈ فانڈیک کی رائے: علامہ شیخ سلیمان قندوزی کی کتاب ینابیع المودة کے متعلق ایڈورڈ فانڈیک اپنی مشہور عالم عربی کتاب "اکتفاء القنوع بما ھو مطبوع" میں لکھتا ہے:-

"فیھا اقتباسات کثیرة من المصنفات المذھبة مواد ا، لھا فائدة کبری........

وھی مرغوبة فی بلاد العجم"

اس کتاب ینابیع المودة میں بہت سی قدیم تصانیف کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے، اس کتاب سے

بہت بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں، یہ کتاب عجم کے شہروں میں بہت زیادہ مرغوب اور پسندیدہ ہے
مصنف الکتفاء القنوع کا بیان بالکل درست ہے، بے شک یہ بہت سی کتابوں سے فراہم کیا ہوا ذخیرہ ہے۔
اور اس کتاب سے بے حد فائدے ہیں، مجھے یقین ہے کہ جو شخص اس کتاب کا خلوص کے ساتھ مطالعہ کرے وہ اہلبیت
رسول کا گرویدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ کتاب سب سے پہلے قسطنطنیہ میں اس کے بعد بمبئی، ایران اور بمبئی میں چھپی قسطنطنیہ
میں اس کی اشاعت ۱۳۰۱ھ میں ہوئی تھی جیسا کہ بروکلمن ج ۶ ص ۱۳ سے واضح ہے۔ ہندوستان و پاکستان کے
مسلمان اس کتاب کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ ذاکرین و مبلغین اس کتاب کے اکثر حوالے دیا کرتے ہیں۔

شیخ سلیمان کا مسلک: علامہ شیخ سلیمان قندوزی کے صاحبزادے شیخ عبدالقادر کی تحریر سے واضح ہے کہ آپ صوفیوں کے نقشبندی سلسلہ سے منسلک تھے اور فروع میں حنفی فقہ کے پیرو تھے۔

آپ کی وفات حسرت آیات: یہ تو مسلم ہے کہ آپ کی وفات حسرت آیات، یوم پنجشنبہ ماہ شعبان ۱۲۹۴ھ ہوئی ہے (ہدیۃ العارفین ص ۴۰۸ ج ۱ طبع مصر)

لیکن اس میں اختلاف ہے کہ آپ کی وفات قسطنطنیہ میں واقع ہوئی ہے یا ایران میں۔ خیرالدین زرکلی نے
اپنی کتاب الاعلام قاموس تراجم کی جلد ۱ ص ۳۹ میں اور مورخ ذاکر حسین دہلوی نے اپنی تاریخ اسلام کی جلد پنجم
کے ص ۸۲ میں آپ کی وفات قسطنطنیہ میں بتائی ہے۔ لیکن میرے نزدیک یہ ہے کہ آپ نے دوران سیاحت میں
قسطنطنیہ میں بھی کافی عرصہ تک قیام فرمایا تھا اور وہیں آپ نے اپنی مشہور کتاب "ینابیع المودۃ" تالیف کی تھی۔
پھر ماہ ذی الحجہ ۱۲۷۷ھ میں آپ دوبارہ ایران واپس تشریف لائے تھے اور وہیں ۱۲۹۴ھ میں بعمر ۷۴ سال آپ کا
انتقال ہوگیا۔ اور شیخ مراد بخاری کی خانقاہ کے مقبرے میں آپ دفن کئے گئے۔

واللہ اعلم بالصواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو عالمین کا پالنے والا ہے۔ عدم سے وجود کو پیدا کیا۔ اپنی سخاوت کو عام کیا، اپنے مقصود کو ظاہر کیا۔ مخلوقات کی خلقت سے پہلے اپنے نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جلوہ افروز کیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قلم کے ذریعے علم ودلیعت کیا، انسان کو اس چیز سے آگاہ کیا جس کو وہ نہیں جانتا تھا اپنی مہربانی کا فیض جاری کرنے والا، محسن ہونے کی وجہ سے بے پایاں نیکی کرنے والا، منعم ہونے کی وجہ سے تمام کائنات پر بے حد سخاوت کرنے والا، مشفق ہونے کے باعث تمام دنیا پر عام ابر رحمت برسانے والا ہے اس کے نام پاکیزہ، اور اس کی نعمتیں بلند ہیں، اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، نہ اس کا کوئی مثیل اور مدمقابل ہے۔ بیوی اور فرزند سے پاک ہے۔ وہ اللہ ایک ہے۔ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے، اس کا کوئی ہمسر نہیں، بڑی بخشش والا ہے۔ بزرگ نیکیوں والا، خوبصورت نعمتوں والا۔ مختلف رحمتوں والا۔ لاتعداد بڑھنے والی برکتوں والا۔ یہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے سب سے پہلے اپنی ذاتِ مقدس کے نور سے حقیقت محمدیہ کو پیدا کیا۔ جو عوالم غیب اور ظاہر کی جامع، مقامات ملکوتیہ اور جبروتیہ کو گھیرے ہوئے ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوقات سے بہتر گردانا۔ کائنات کی ایجاد کے وقت محمدؐ کو حرفِ اول قرار دیا۔ آپ پر سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا۔ آپ کے دین اور طریقوں کو قیامت تک باقی رکھا۔ آپ کو ہر اس فرد کی طرف ہدایت کاملہ کے ساتھ جو ابدی نعمتوں کی طرف لے جاتی ہے۔ رسول بنا کر بھیجا۔ آپ کو تمام جن وانس کی طرف رحمت عظمیٰ اور نعمت بنا کر مبعوث کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی اور رافت سے آپ کو دونوں جہانوں کی کرامت اور شرافت سے نوازا۔ آپ کو واجب الوجود اور ممکن الوجود کے درمیان واسطہ ممکنات کی تخلیق میں علت غائی قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں کہا لولاک لما خلقت الافلاک (اے محمدؐ) آپ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔ قرآن میں کہا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (اے محمد) میں نے آپ کو تمام کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیرا (اے محمد) آپ کو تمام لوگوں کی طرف

خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین (اے محمد کہدو اگر اللہ تعالیٰ کے لئے فرزند ہو تو میں سب سے پہلا عبادت گزار بندہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ میرا رسول اپنی خواہش سے کچھ بھی نہیں کہتا۔ جو کچھ کہتا ہے وہ وحی خداوندی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص احسان کا سپاس گزار اور شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اپنے نبی اور حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت اور اولاد سے قرار دیا۔ مجھے اہل سنت وجماعت سے بنایا جو اہل بیت رسول اور آپ کی آل اور اصحاب سے محبت اور مودت کرتے ہیں جو ان کے اداب اور آثار سے تمسک کرتے ہیں جو ان کی راہنمائی، تمسک اور انوار سے ہدایت یافتہ ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کی تفاسیر کی تنزیل کے بارے میں اور اپنے نبی کی کتب حدیث کے مطالعہ کے معاملہ میں شوق کی دولت سے مالا مال کیا۔ ہمیں اوامر، نواہی کی بجا آوری، انبیا اور رسولوں کی تعظیم، اولیا اور صلحا کے احترام کی توفیق دی۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد اور بے حساب حمد اور شکر ہے۔ یہ دونوں اس کی ذات کی ہمیشگی کے ساتھ ہمیشہ رہیں اور اس کے بقا کے ساتھ باقی رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت فرشتگان حظائر قدس پر نازل ہو۔ اور اپنی جنس کے ان سرداروں پر جو رسول ہیں، نبی ہیں، وصی ہیں، ولی ہیں، صدیق ہیں شہید ہیں، صفی ہیں اور صالح ہیں۔ خاص طور پر محمد اور آپ کی پاک وپاکیزہ آل پر جو ہدایت کرنے والے ہیں محمد کے ان اصحاب پر جو (ایمان میں) کامل ہیں اور آپ کی امداد کرنے والے ہیں، آپ کے آداب سے تربیت یافتہ ہیں۔ آپ کے اخلاق حسنہ کو اپنا شعار بنالیا ہے، آپ کے رموز کے واقف ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام۔ اس کے فرشتگاں، انبیاء رسولوں اور تمام مخلوق کا درود آپ کے حبیب، رسول، تمام مخلوق سے بہتر آخری نبی ہمارے آقا محمد پر آپ کی اہل بیت اور آپ کی اولاد اور آپ کے اصحاب پر درود ہمیشہ ہو، اللہ تعالیٰ کی ہمیشگی کے ساتھ درود اور رحمت اللہ تعالیٰ کی بقا کے ساتھ ان حضرات پر دائمی ہمیشگی کے ساتھ باقی رہے۔ اے اللہ تعالیٰ ہمیں ان حضرات کے گروہ میں قرار دے۔ جیسے ہمیں ان کی اولاد سے قرار دیا ہے، آمین، اے دونوں جہانوں کے پالنے والے اما بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے حبیب سے فرمایا ہے قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیھا حسنا ان اللہ غفور شکور، (اے محمد) ان لوگوں سے کہدو میں تم سے اجر رسالت صرف یہ چاہتا ہوں کہ میرے قرابتداروں سے محبت کرو۔ جو نیکی حاصل کرے گا ہم اس کی نیکی میں اضافہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور شکر کرنے والا ہے۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ "اے اہل بیت اللہ تعالیٰ نے ارادہ کر رکھا

پر رحمت نازل کرے (مجوالہ سنن ابوداؤد)

۵۔ ابوہریرہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جب تک آدمی نماز میں مشغول رہتا ہے۔ اس وقت تک اس کے حق میں فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور یوں کہتے ہیں اے اللہ اس شخص پر رحمت نازل فرما اور اس پر رحم کر۔ (جمیع الفوائد باب فضل الصلوات بالجماعت)۔

۶۔ ابو امامہ نے رسول اللہ کی خدمت میں دو آدمیوں عالم اور عابد کی فضیلت کے متعلق دریافت کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے مجھے تمہارے ادنیٰ آدمی پر فضیلت حاصل ہے! اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے زمین اور آسمانوں میں رہنے والے حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بل میں، مچھلیاں سمندر میں، سب کے سب لوگوں کو تعلیم دینے والے کے حق میں دعائے خیر کرتے رہتے ہیں۔ (ترمذی)۔ (باب اطاعت امام)

۷۔ عوف رسول کی حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:۔
تمہارے اچھے امام وہ لوگ ہیں جن کو تم دوست رکھتے ہو اور وہ تمہیں دوست رکھتے ہیں (تم ان کے حق میں دعا کرتے ہو (وہ تمہارے حق میں دعا کرتے ہیں۔ برے امام وہ ہیں جن سے تم نفرت کرتے ہو اور تم سے نفرت کرتے ہیں۔ تم ان پر لعنت کرتے ہو۔ وہ تم پر لعنت کرتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا کہ انہیں ختم کیوں نہ کر دیں۔ فرمایا نہیں۔ جب تک تم میں نماز کو قائم رکھیں۔ (مسلم)

۸۔ کتاب اصابہ میں سعد بن عبادہ کے حالات میں احمد قیس بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما ہوئے۔ اور فرمایا السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ۔ پھر فرمایا اے میرے اللہ! اپنی رحمت آل سعد بن عبادہ پر نازل فرما۔

۹۔ ابوداؤد نے قیس بن سعد سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے میرے اللہ اپنی صلوٰۃ اور رحمت آل سعد بن عبادہ پر نازل فرما۔

۱۰۔ کدیر ضبی صحابی کے حالات میں تحریر ہے کہ آپ تشہد نماز میں کہا کرتے تھے اے اللہ نبی اور وصی پر اپنی رحمت نازل فرما۔

۱۱۔ میثم تمار کے حالات میں تحریر کیا گیا ہے۔ آپ کی عادت تھی جب حضرت علی کا ذکر کرتے تھے تو آپ پر درود بھیجا کرتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دیوان میں یہ اشعار تحریر ہیں۔ جس میں حضرت علی نے قریش سے خطاب کرتے ہوئے اپنے چچا حمزہ (اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پہ نازل ہو) کے حق میں فرماتے ہیں۔
(اے کفار) تعجب ہے تم نے کس ذات کو شہید کیا ہے۔ وہ نیک بخت لوگ تھے اور انہوں نے اچھائی کو پا لیا ہے۔

ان کے لئے پاک پاکیزہ جنت الفردوس ہے۔ جہاں انہیں نہ گرمی ستائے گی نہ سردی۔
جب ان کا ذکر ہو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر نازل ہو۔ حق کی حمایت میں پہلے بھی بہت سے معرکوں میں شامل ہوئے تھے۔
یہ لوگ ایسے ہیں کہ رسول اللہ سے وفا کی اور مصائب برداشت کئے۔ بلند کردار کے مالک تھے ان ہی حضرت حمزہ شیر خدا ہیں۔
ان کا قتل ہونا ایسا نہیں ہے جیسے میں کفار کو قتل کرتا ہوں میں تو انہیں سیدھا بھڑکتی ہوئی دوزخ میں ڈالتا ہوں جہاں جہنم کے فرشتے ان کے انتظار میں ہیں۔
فتوحات مکیہ کے شروع میں شیخ اکبر (محی الدین عربی) نے اپنے ہاتھ سے حضرت علی کے ذکر کے تحت لفظ صلی اللہ علیہ علی کے نام کے ساتھ الگ تحریر کیا ہے۔
ان آیات اور احادیث سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ صلوٰۃ اور سلام انبیاء اور فرشتوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ شرعی دلیل یہ ہے۔ کہ رسول اللہ نے نماز میں حکم دیا ہے کہ اس طرح درود پڑھا کرو۔
اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد وبارک علی محمد وعلی آل محمد
اے اللہ رحمت نازل کر محمدؐ اور آل محمدؐ پر اور برکت دے محمدؐ کو اور محمدؐ کی آل کو۔ سلام ہم پر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر ہو۔
دوسری شرعی دلیل یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہوتے وقت کہنا پڑتا ہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ مسلمان کو ملاقات کے وقت بھی السلام علیکم کہنا پڑتا ہے۔
مسلم بھائی کے پاس ایلچی کے ذریعہ یا خط کے ذریعہ سلام بھیجا جاتا ہے۔ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ صلوٰۃ اور سلام انبیاء اور فرشتوں کے ساتھ مختص ہے، یہ بات تعصب کی وجہ سے پیدا ہوئی، اور اُمت کے پھوٹ کے وقت پیدا ہوئی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں تعصب کی وبا سے محفوظ رکھے۔

۱۲۔ امام جعفر صادق نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کی تفسیر میں ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی میں فرمایا ہے کہ صلوات اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہو تو نبی کے لئے دعا ہوتی ہے۔

۱۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ پر ادھورا درود نہ بھیجا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا وہ ادھورا درود کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جو کہتے ہو اللھم صلی علی محمد ر آل کو چھوڑ جاتے ہو یہ ادھورا درود ہے۔ بلکہ یوں کہا کرو اللھم صل علی محمد وعلی آل محمدؐ (بحوالہ جواہر العقدین، صواعق محرقہ)

۱۴۔ حافظ ابو نعیم اور مفسرین کی ایک جماعت مجاہد اور ابو صالح سے روایت کرتی ہے۔ وہ دونوں حضرت

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا آل یٰسین سے مراد آل محمد ہے اور یٰسین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔

۱۵۔ کتاب اخبار عیون الرضا میں ریان بن صلت سے روایت ہے کہ امام علی بن موسیٰ کاظم مامون کے دربار میں تھے آپ سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی، سلام علی آل یٰسین۔ آپ نے فرمایا، مجھے میرے باپ نے ان سے ان کے آباء نے وہ حضرات حضرت امیر المومنین علی علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ یاسین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے۔ اور ہم لوگ آل یٰسین ہیں۔ وہ عام لوگ جو آپ کے اردگرد تھے انہوں نے کہا کہ اس میں کسی نے شک نہیں کیا کہ یاسین سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ امام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بڑی فضیلت دی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیا کی آل میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کے سوا کسی نبی کی آل پر سلام نہیں بھیجا۔ اور کہا ہے سلام علی آل یٰسین۔ یاسین کی اولاد پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو حضرت الیاس نبی علیہ السلام کے قصہ کے ضمن میں بیان کیا ہے۔ اور کہا سلامٌ علی آل یٰسین۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مراد اس آیت سے بھی نبی الیاس مقصود ہوتے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس طرح بیان فرماتے۔ سلام علی الیاس۔ اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے الیاس کی جمع پر سلام کیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ الیاس واحد ہے جمع نہیں ہے۔ بوجود اس کے اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ الیاس تین یا اس سے زیادہ تھے تو ضرور اللہ تعالیٰ اس طرح بیان فرماتا۔ سلام علی الالیاسین۔ معرب لام کے ساتھ کرتے یہ قاعدہ ہے کہ جمع کی تعریف الف اور لام کے ساتھ آتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے مومنین صابرین کو صلوات اور رحمت کی بشارت دی ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوات اور رحمت کے زیادہ سزاوار اور لائق ہیں۔ جب مومنین کی صلوات سے مراد دعا ہے تو یہ بات نہایت مناسب اور بہتر ہے۔ مومن اپنی دعا کی تکمیل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے سے کریں اور آپ کی آل کو بھی ساتھ شامل کریں۔

آئمہ اہل بیت علیہم السلام اپنی مناجات اور دعاؤں میں آل کو درود میں ساتھ شامل فرماتے تھے۔ اور یوں کہتے تھے اللھم صل علی محمد وال محمد۔ لفظ علی کو دوبارہ لایا جائے یا بغیر لفظ علی کے صرف واؤ کے عطف کو کافی سمجھا جائے (مؤلف کتاب کے نزدیک دونوں صورتیں ٹھیک ہیں) بعد میں علمائے کرام نے اس بات کی اصطلاح بنائی کہ جب انبیاء اور فرشتوں کا ذکر کرتے تھے تو ان پر صلوات اور سلام بھیجتے تھے (ان کے نام کے آگے علیہم الصلوٰۃ والسلام کہتے تھے) آل اور اصحاب کے ذکر کے وقت ان کے نام کے آگے رضی اللہ عنہم کہتے تھے۔

اس اصطلاح میں مضائقہ تو نہیں ہے لیکن کثرت ثواب اور بڑا اجر اس بات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے

فرمان کی متابعت کرتے ہوئے آل محمد پر بھی سلام بھیجنا چاہیئے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا "سلام علیٰ الیاس" آل یاسین پر سلام ہو۔ نیز فرمایا "ھو الذی یصلی علیکم وملئکتہ" اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو تم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا: "اولٓئک علیھم صلوات من ربھم ورحمتہ" ان لوگوں پر ان کے رب کی جانب سے صلوات اور رحمت ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کے رسول کی متابعت بھی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہا۔ "اللھم صلی علی آل ابی اوفی وآل فلان" اے اللہ آل ابی اوفیٰ اور آل فلاں پر رحمت نازل فرما۔ جس شخص نے یوں کہا "اللھم صلی علی حمزہؓ یا علی علیؑ" اے اللہ حمزہؓ پر رحمت نازل کر یا کہا علیؑ پر رحمت نازل کر یا ان دونوں کے علاوہ کسی اور کے حق میں کہا یا یوں کہنا:۔

صلوات اللہ علیہ یا صلی اللہ علیہ یا سلام اللہ علیہ یا علیہ یا علیھم السلام ضمیر واحد یا جمع کے ساتھ کہا اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پوری پیروی کی۔

علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو حکم دیا ہے کہ نماز کے تشہد میں درود بھیجتے وقت آپ کے اسم گرامی کے ساتھ آپ کی آل کو بھی درود میں شامل کیا کریں۔ امت کو منع فرما دیا تھا کہ آپ پر ادھورا درود نہ بھیجا کریں۔

جس شخص نے اپنی دعا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے مکمل کیا اور اس کی آل کو آپ کے نام کے ساتھ شامل کیا۔ تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی کمال رضامندی کو حاصل کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو بے شمار اجر عطا کرے گا۔ کیونکہ رسول اللہ آل میں سے ہیں اور آل رسول اللہ سے ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ نے اپنی ذات مقدسہ اور بزرگ کو آل میں داخل کیا ہے۔

۱۶۔ کتاب اصابہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام مہران کے حالات کے تحت علامہ ثوری عطا ابن سائب سے روایت کرتے ہیں کہ میں ام کلثوم کی خدمت میں صدقہ کی کوئی چیز لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا ہم آل محمد ہیں۔ صدقہ ہم پر حرام ہے۔ کسی قوم کا خادم اس قوم میں شمار ہوتا ہے۔

۱۷۔ اسی کتاب اصابہ میں رشید بن مالک کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص ایک تھال میں کچھ خرمے لایا۔ رسول اللہ نے فرمایا یہ صدقہ ہے۔ آپ نے اس کو لوگوں کو دے دیا۔ امام حسن علیہ السلام موجود تھے۔ آپ نے ایک خرمہ کو لے کر اپنے منہ میں ڈال دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن علیہ السلام کے دہن اقدس میں انگلی ڈال کر خرما کو نکال کر پھینک دیا اور فرمایا ہم آل محمد ہیں ہم صدقہ نہیں کھائیں گے۔

۱۸۔ جواہر العقدین میں امام حسن بن علی سے روایت ہے کہ میں اپنے نانا رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ہمارے پاس صدقہ کا مال آیا۔ میں نے اس سے ایک خرما لے کر اپنے منہ میں ڈال دیا۔ میرے نانا رسول اللہ نے اپنا ہاتھ میرے منہ میں ڈال کر اس خرما کو لعاب سمیت باہر نکال دیا اور فرمایا تمہیں معلوم نہیں ہم آل محمد ہیں۔ صدقہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے۔ اس روایت کو احمد اور طحاوی نے قوی اور جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۱۹۔ حافظ جمال الدین زرندی نے ابوالطفیل اور جعفر بن حیان سے روایت کی ہے۔ ان دونوں کا بیان ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا۔ "اے لوگو! میں اس کا فرزند ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا تھا۔ میں اس اہل بیت میں سے ایک فرد ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے ناپاکی کو دور رکھا تھا اور ان کو مکمل طور پر پاک و پاکیزہ بنا دیا تھا۔ میں اس اہلبیت کا ایک فرد ہوں جن پر جبرائیل نازل ہوتا تھا۔ اس اہل بیت میں سے ایک ہوں جن کی محبت کو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ و من یقترف حسنۃ نزد لہ فیہا حسنا۔

اے محمد ان سے کہدو کہ میں تم سے اجر رسالت اس کے سوا اور کوئی نہیں چاہتا۔ مگر یہ کہ میرے قرابتداروں سے محبت کرو جو شخص نیکی حاصل کرے گا۔ ہم اس کی نیکی میں اضافہ کریں گے۔ نیکی حاصل کرنا ہماری محبت ہے جب خداوند عالم کی یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما تو لوگوں نے عرض کی۔ اے اللہ تعالیٰ تعالیٰ کے رسول آپ پر صلوٰۃ کس طرح بھیجی جائے۔ رسول اللہ نے فرمایا اس طرح کہو اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ہم پر صلوٰۃ فریضہ واجبہ کی طرح بھیجے جس طرح رسول اللہ کے لئے غنیمت کا خمس حلال ہے۔ اس طرح ہمارے لئے حلال ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صدقہ حرام ہے اسی طرح ہم پر حرام ہے۔ میرے نانا رسول اللہ نے مباہلہ کے دن اپنے نفس کی جگہ میرے باپ کو، اپنے بیٹوں کی جگہ مجھے اور میرے بھائی حسینؑ کو اپنی عورتوں کی جگہ میری ماں فاطمہ سلام اللہ علیہا کو لے گئے تھے۔ ہم رسول اللہ کے اہل ہیں۔ ہم آپ کا گوشت اور خون ہیں ہم رسول اللہ سے ہیں۔ اور رسول اللہ ہم سے ہیں۔ رسول اللہ طلوع صبح کے وقت ہر روز ہمارے گھر پر تشریف لا تے تھے۔ اور فرماتے تھے تم پر درود ہو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت نازل کرے؟ حضرت نے یہ آیت پڑھی۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فمن کان علی بینۃ من ربہ و یتلوہ شاھد منہ

میرے نانا رسول اللہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے دلیل لے کر آئے ہیں۔ اور میرے باپ رسول اللہ کے

ساتھ ساتھ آئے ہیں اور رسول اللہ پر گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسولؐ اللہ کو حکم دیا کہ حج کے زمانہ میں سورت برأت کی تبلیغ میرا باپ سرانجام دے۔

جب میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے باپ اور آپ کے بھائی جعفر اور آپ کے غلام زید اپنے چچا حمزہ کی بیٹی کے متعلق فیصلہ کیا تھا تو میرے باپ سے فرمایا تھا اے علی تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں میرے بعد تم ہر مومن کے سردار ہو۔ مجھ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے ہو۔ سابقین سے سابق ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سابقین کو متاخرین پر فضیلت عطا کی ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے سابقین سے سابق کو سابقین پر فضیلت دی ہے۔ رسول اللہ پر ہماری نانی خدیجہ سلام اللہ علیہا کے سوا ہمارے باپ سے ایمان لانے میں کسی نے سبقت نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان اور اپنی رحمت کی وجہ سے تم پر فرائض مقرر کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ان باتوں کی ضرورت نہیں۔ بلکہ یہ اس کی رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ نہ آپ کو پاک سے جدا کرتا ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کا امتحان لے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ (ناسزا باتیں ہیں) ان کو مٹا دے تاکہ تم بڑھ چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف دوڑو اور جنت میں ایک دوسرے پر فضیلت والے مقام میں قیام رکھو۔

۲۰۔ امام احمد بن حنبل نے مسند مناقب میں نیز موفق خوارزمی نے تحریر کیا ہے۔ دونوں عبداللہ بن حنطب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے بنو ولیعہ تمہیں بچتے رہنا چاہیئے۔ ورنہ میں تمہارے پاس ایک ایسے آدمی کو روانہ کروں گا جو مجھ جیسا ہوگا۔ میرے حکم کو تم میں نافذ کریگا (تم سے) جہاد کرے گا (تمہاری) اولاد کو قید کرے گا۔ رسول اللہ حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ وہ یہ ہیں۔ ابن احمد نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے۔

۲۱۔ کتاب عیون الاخبار میں ریان بن صلت سے روایت ہے۔ امام علی رضا نے اللہ تعالیٰ کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين۔

رسول اللہ نے حضرت علی، حسن، حسین اور حضرت فاطمہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا وعلیہم کو ساتھ لیا تھا۔ رسول اللہ نے انفسنا سے نفس علی مراد لیا تھا۔ نیز اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی دلالت کرتا ہے "بنو ولیعہ کو باز رہنا چاہیئے۔ ورنہ ان کے پاس ایسے آدمی کو بھیجوں گا جو میری مانند ہوگا" یہ خصوصیت صرف حضرت علی کو ہے اس میں کوئی بشر بھی شامل نہیں ہو سکتا۔ ان دلائل سے یہ بات صاف ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آل کو اپنی ذات کے ساتھ شامل کیا تھا۔ جس شخص نے درود یا سلام آپ کی آل پر

بھیجا گویا کہ اس نے درود اور سلام آپ کی ذات مقدسہ پر بھیجا کیونکہ رسول اللہ ان میں سے ہیں اور وہ لوگ رسول اللہ سے ہیں۔ جس نے درود یا سلام میں رسول اللہ کے ساتھ آپ کی آل کو شامل کیا گویا کہ اس نے مکمل درود اور سلام رسول اللہ پر بھیجا۔

باب ۱

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے اوّل ہونے کے بیان میں)

"اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ قل ان کان للرحمٰن ولدٌ فانا اول العابدین۔ اے محمد ان سے کہدو کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فرزند بھی مان لیا جائے تو سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا ہوں"

۱۔ کتاب اصحابہ میں تحریر ہے میسرۃ الفجر سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول متی کنت نبیًا آپ زیور نبوت سے کب آراستہ کئے گئے تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا میں اس وقت نبی تھا جب آدم روح اور جسم کے منازل طے کر رہے تھے"

۲۔ جمع الفوائد میں جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ لوگ مختلف درختوں سے پیدا کئے گئے ہیں۔ میں اور علی ایک درخت سے پیدا کئے گئے ہیں۔

۳۔ کتاب اوسط میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول آپ پر نبوت کب واجب ہوئی تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے (بحوالہ ترمذی)

۴۔ وہ حدیث جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اول ما خلق اللہ نوری۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا تھا۔ اول ما خلق اللہ روحی۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کو پیدا کیا تھا۔ اول ما خلق اللہ العقل۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا تھا۔ اول ما خلق اللہ القلم۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا تھا۔ اول ما خلق اللہ نور نبیک یا جابر اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے نور کو پیدا کیا تھا" ان سب احادیث سے مراد حقیقت محمدیہ کی خلقت ہے جو تکمیل کے درجات طے کر رہی تھی۔ یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح تھی۔ رسول اللہ کی وہ حدیث

کہ میں اس وقت نبی تھا۔ جب حضرت آدم پانی اور مٹی سے خمیر کئے جا رہے تھے۔ یہ تمام باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے اول ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

۵۔ مشکوٰۃ میں ریاض بن ساریہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں اس وقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین تھا جس وقت آدم مٹی میں خمیر کئے جا رہے تھے۔ میں عنقریب تم کو اس بات کی حقیقت بتاؤں گا دعوت ابراہیم میں ہوں۔ بشارت حضرت عیسٰی میں ہوں۔ اپنی ماں کا خواب میں ہوں۔ جو مجھے جنتے وقت دیکھا تھا۔ آپ سے ایک نور بلند ہوا تھا جس سے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔ اسی طرح ہر ایک نبی کی ماں نے خواب دیکھی ہے۔ (بحوالہ شرح السنۃ اور احمد)

۶۔ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے باپ اور دادا علی بن حسین سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے چچا حسن سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔ میرے اہل بیت میرے نور سے پیدا کئے گئے۔ باقی تمام لوگ آگ سے پیدا ہوئے ہیں۔
(جمع الفوائد بحوالہ احمد، کبیر، بزار اور اسحٰق بن اسماعیل نشاپوری)

۷۔ ابو الحسن علی بن محمد معروف ابن مغازلی واسطی، شافعی اپنی کتاب مناقب میں سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں اور علیؑ اللہ تعالیٰ کے حضور میں ایک نور کی شکل میں موجود تھے۔ آدم کی خلقت سے چودہ ہزار سال پہلے یہ نور اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس بیان کرتا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو آدم کی پشت میں ودیعت کر دیا۔ میں اور علیؑ برابر ایک ہی شکل اور صورت میں رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صلب عبدالمطلب میں دو ٹکڑوں میں جدا کر دیا۔ مجھ میں نبوت کو قرار دیا اور علیؑ کو امامت عطا کی۔ اس حدیث کو دیلمی نے اپنی کتاب الفردوس میں حضرت سلمانؓ سے روایت کیا ہے۔

۸۔ نیز ابن مغازلی سالم بن ابی جعد سے وہ ابوذر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا۔ میں اور علیؑ نور کی شکل میں اللہ تعالیٰ کے عرش کے دائیں طرف اور اللہ کے حضور میں حضرت آدم کی خلقت سے چودہ ہزار سال پہلے موجود تھے۔ وہ نور اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس بیان کرتا تھا۔ میں اور علیؑ برابر ایک صورت میں رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو حصوں میں صلب عبدالمطلب میں جدا کر دیا۔ ایک جزء میں ہوں اور ایک جزء علیؑ ہیں۔

۹۔ فرائد السمطین میں حموینی نے زیاد بن منذر سے وہ ابو جعفر امام محمد باقر سے وہ اپنے باپ سے وہ آپ کے دادا حسین بن علی بن ابی طالب سلام اللہ علیہ سے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیہم سے روایت کرتے ہیں کہ ہم

لوگ اللہ کے حضور میں ایک نور کی شکل میں موجود تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو آدم کی صلب میں ودلیعت کیا۔ لگاتار اللہ تعالیٰ اس نور کو ایک پشت سے دوسری پشت کی طرف منتقل کرتا رہا حتیٰ کہ اس نور کو حضرت عبدالمطلب کی پشت میں ٹھہرایا پھر اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ کو صلب عبداللہ میں اور دوسرے حصے کو میرے چچا ابوطالب کی پشت میں قرار دیا۔ علی مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ علیؑ کا گوشت اور خون میرا گوشت اور خون ہے" اس حدیث کو بعینہٖ موفق خوارزمی نے نقل کیا ہے

۱۰۔ موفق بن احمد خوارزمی، اعمش سے وہ ابووائل سے وہ ابن مسعود سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو اس میں اپنی روح کو داخل فرمایا۔ اس بات پر حضرت آدم علیہ السلام کو چھینک آگئی۔ آپ نے کہا الحمدللہ، خداوند عالم نے آدم کی طرف وحی کی (اے آدم) تم نے میری حمد بیان کی ہے۔ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم اگر مجھے اپنے دو بندوں کا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو تمہیں بالکل پیدا نہ کرتا۔ آدم نے عرض کیا۔ اے میرے معبود وہ دونوں مجھ سے ہوں گے فرمایا ہاں آدم تم سے پیدا ہوں گے۔ ذرا اپنی آنکھ کو بلند کرکے اوپر دیکھ۔ حضرت آدم کیا دیکھتے ہیں کہ دامن عرش پر یہ عبارت تحریر ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ھو نبی الرحمۃ وعلیؑ مقیم الحجۃ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں اور نبی رحمت ہیں۔ اور علی حجت کے قائم کرنے والے ہیں۔

۱۱۔ حموینی نے سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا جو حضرت علی سے فرما رہے تھے (اے علی) تم اور میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔

باب ۲

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ دادا کی شرافت

یہ لوگ اچھا گروہ، اچھا قبیلہ اور اچھے زمانہ میں تھے
رسول اللہ کا نسب پاک تھا اور آپ کے اہل بیت
طاہر و پاکیزہ تھے۔ حضرت عباس کی مدح اور حدیث
جابر کے بیان میں

۱۔ نہج البلاغہ میں حضرت علی کا ایک خطبہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کی مدحت میں منقول ہے حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اچھی جگہ ودلیعت کیا۔ بہترین قرارگاہ

میں ان کو مقیم کیا۔ یہ حضرات بزرگ پشتوں سے پاکیزہ ارحام کی طرف منتقل ہوتے رہے۔ اگر ان میں سے کوئی بزرگ دنیا سے انتقال کر جاتا تو دوسرا اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم کرنے کے لئے کھڑا ہو جاتا تھا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی کرامت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی۔ آپ کو بہترین کان سے نکالا۔ بہترین درخت کی جڑ قرار دیا۔ اس بہترین درخت کی ٹہنیوں سے نبیوں کو پیدا کیا۔ اور اسی سے امین لوگوں کو پیدا کیا۔ محمد کی اولاد بہترین اولاد ہے۔ محمدؐ کی جڑ بہترین جڑ ہے۔ محمدؐ کا درخت بہترین درخت ہے (اللہ تعالیٰ کے) حرم میں پیدا ہوا (اللہ تعالیٰ کے) کرم کی آبیاری سے سیراب ہوا۔ جس کی شاخیں بہت لمبی ہیں۔ اس کے پھل کو کوئی حاصل نہیں کر سکتا (اہل بیت کے مدارج پر کوئی فائز نہیں ہو سکتا) وہ پرہیزگاروں کے امام ہیں، ہدایت کرنے والوں کے لئے بصیرت ہیں۔ روشن چراغ ہیں جس کی روشنی ہمیشہ پھیلی رہتی ہے۔ بلند ہونے والی روشنی ہیں جو برابر ضو فگن رہتی ہے۔ ایسا چقماق ہیں جس سے بجلی نکلتی رہتی ہے۔ اس کی چال درمیانہ ہے۔ اس کا طریقہ ہدایت ہے۔ آپ کا کلام صدق پر محمول۔ آپ کا حکم انصاف پر مبنی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس زمانے میں بھیجا جب انبیاء کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔ جب عمل صالح ٹھوکریں کھا رہا تھا، قومیں گمراہ ہو چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ تم پر (لوگو!) رحم کرے۔ نبی کے بتائے ہوئے راستہ پر اعمال بجا لاؤ۔ راستہ واضح ہے جو سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔ تم ایک کٹھن زمانہ میں لاپرواہی اور سستی سے کام لے رہے ہو۔ صحیفے کھلے ہوئے ہیں۔ قلم جاری ہیں۔ بدن صحیح و سالم ہیں۔ زبانیں آزاد ہیں۔ توبہ سنی جا سکتی ہے۔ اور اعمال قبول کئے جا سکتے ہیں۔"

۲۔ سنن ابو عیسیٰ ترمذی کے باب مناقب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں واثلہ بن اسقع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیمؑ سے حضرت اسمٰعیلؑ کو منتخب کیا اور مجھے بنو ہاشم سے منتخب کیا۔" یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ جمع الفوائد میں اس طرح تحریر ہے۔

۳۔ عبداللہ بن حارث عباس بن عبدالمطلب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول قریش اپنی قیام گاہوں میں بیٹھے ہوئے ایک دوسرے سے اپنے فضائل بیان کرتے ہیں۔ آپ کے متعلق کہتے ہیں کہ محمدؐ کی مثال اس کھجور کے درخت کی مانند ہے جو کھیتی نہ دینے والی زمین پر اگ گیا ہو۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا تو مجھے بہترین فرقہ میں جانبین سے بہتر قرار دیا۔ پھر مجھے بہترین قبائل میں قرار دیا۔ پھر مجھے بہترین قبیلہ میں قرار دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اچھے گھروں کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے اچھے گھر میں قرار دیا۔ میں ان سے نفس کے لحاظ اور گھر کے لحاظ سے

افضل ہوں"۔ نیز یہ حدیث جمع الفوائد میں مذکور ہے۔

۴۔ عبدالمطلب بن ودعہ سے روایت ہے کہ عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رسول اللہ نے عباس سے کوئی بات سماعت فرمائی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے۔ فرمایا۔ تم جانتے ہو میں کون ہوں"؟ حاضرین نے عرض کیا آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ آپ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا تو مجھے ان لوگوں میں قرار دیا جو بہتر تھے۔ پھر ان کے دو فرقے بنائے۔ تو مجھے ان میں سے اچھے فرقہ میں قرار دیا۔ پھر ان کے قبائل بنائے تو مجھے اچھے قبیلہ میں قرار دیا۔ پھر ان کو گھروں میں تقسیم کیا۔ مجھے اچھے گھر میں قرار دیا اور میں ان سے نفس کے اعتبار سے افضل ہوں"۔ یہ حدیث ہے، حق ہے، مشکوٰۃ میں مذکور ہے۔

۵۔ عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم سے روایت ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ناراضگی کے عالم میں حاضر ہوئے اور میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا (اے عباس) تمہیں کس بات نے ناراض کیا ہے؟ عرض کیا اے اللہ کے رسول ہمارے بارے میں قریش کو کیا کدورت ہے؟ جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو ہشاش بشاش چہروں سے ملتے ہیں۔ جب ہم سے ملتے ہیں تو ان کی یہ حالت نہیں ہوتی۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر ناراض ہوئے کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا تھا۔ پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ جب تک آدمی تمہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو دوست نہ رکھے گا اس وقت تک اس کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا اے لوگو! جس شخص نے میرے چچا کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ کسی انسان کا چچا اس کے باپ کے قائم مقام ہوتا ہے۔ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ انتہی ترمذی

۶۔ جمع الفوائد کے شروع باب سیر اور مغازی میں تحریر ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول میں چاہتا ہوں کہ آپ کی توصیف بیان کروں۔ رسول اللہ نے فرمایا بیان کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو بند نہ کرے۔ حضرت عباس نے مندرجہ ذیل اشعار بیان کئے:۔

اے محمدؐ، کائنات کی خلقت سے پہلے جب تمام دنیا تاریک تھی، آپ اس وقت موجود تھے۔ پاک، پاکیزہ اور روشن تھے۔ جب تمہیں ایک ایسے ظرف میں سپرد کر دیا گیا تھا جو پتے توڑ توڑ کر اپنے جسم کو ڈھانپ رہا تھا (مراد حضرت آدم ہیں) پھر اے محمدؐ آپ کائنات میں ایسی شکل میں تشریف لائے نہ تو آپ بشر کی اصلی صورت میں نمودار تھے۔ نہ گوشت تھے۔ نہ جما ہوا خون تھے۔

بلکہ آپ نطفہ کے لباس میں ملبوس ہو کر کشتی (نوح) پر سوار تھے۔ آپ نے قوم نوح کے بت کو جس کا نام نسر تھا لجام دے رکھی تھی۔ حالانکہ اس بت کے پجاری غرق ہو چکے تھے۔ جب حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ پوشیدہ صورت میں اس آگ میں ایک خول میں بند ہو کر ڈالے گئے تھے۔ اس آگ نے آپ کا کچھ بھی نہ بگاڑا تھا۔ آپ پے در پے صلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے .... آپ جب پیدا ہوئے تو ایسی چمک اٹھی اور آپ کے نور سے آسمان روشن ہو گیا۔ ہم اس روشنی اور نور میں موجود ہیں۔ ہدایت کے راستوں کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔

۷۔ مناقب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ "اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو تاریکی میں پیدا کیا۔ پھر اس پر اپنے نور کا چھینٹا دیا جس پر نور کا قطرہ پڑا وہ ہدایت پا گیا اور جس پر نہ پڑا وہ گمراہ ہو گیا" پھر حضرت علی علیہ السلام نے اس حدیث کی تفسیر یوں فرمائی۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی خلقت اور کائنات کو پیدا کرنا چاہا تو عدم سے موجودات کو صفحہ ہستی پر لا کر زمین اور آسمان کے وجود سے پہلے ان کی شکلوں کو اڑتے ہوئے غبار کی صورت میں پیدا کیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے ملکوت میں اکیلا، اپنے جبروت میں تن تنہا تھا۔ اپنے نور سے ایک اور نور کو پیدا کیا۔ وہ نور پیچ و تاب کی صورت میں چمک کر بلند ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کو ان پوشیدہ شکلوں کے درمیان جمع کیا۔ وہ شکلیں ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آمنے سامنے ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ سے کہا تم میرے چنے ہوئے اور منتخب ہو۔ تمہارا نور میرے نزدیک ثابت ہے۔ تم میری ہدایات کے خزانہ ہو پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو غیب کے پردے میں پوشیدہ کر دیا۔ اپنے علم کے پوشیدہ پردے میں ان کو ڈھانپ دیا۔ پھر دنیا کا بچھونا بچھایا۔ زمانہ کو اس میں دوڑایا، پانی کو جاری کیا۔ اس کی جھاگ کو بلند کیا۔ ہوا کا جھکڑ چلایا۔ عرش پانی پر بلند ہوا۔ زمین کا فرش پانی کے دوش پر بچھا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیدا کردہ اور ایجاد کردہ نور سے فرش کو پیدا کیا۔ اب ظاہری صورت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو اپنی توحید کے ساتھ ملا دیا۔ پھر وہ نور محمدؐ تمام عالم میں منتقل ہوتا رہا۔ ایک دنیا کے بعد دوسری دنیا میں، ایک زمانہ کے بعد دوسرے زمانہ میں، ایک صدی کے بعد دوسری صدی میں حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حقیقی شکل میں آخر زمانہ میں ظاہر کیا۔ یہ کلام میرے چچا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے اس قول کے مطابق ہے جس میں حضرت عباس نے عرض کیا تھا اے اللہ کے رسول میں چاہتا ہوں کہ آپ کی مدح کروں تو رسول اللہ نے فرمایا تھا اے عباس! کہو اللہ تعالیٰ تیرے منہ کو بند نہ کرے حضرت عباس نے عرض کیا تھا اے محمدؐ آپ کائنات کی پیدائش سے پہلے جبکہ تمام فضا پر تاریکی چھائی ہوئی تھی پاک پاکیزہ تھے اور اس ظرف میں ودیعت تھے جو پتے توڑ کر اپنا جسم چھپا رہا تھا الخ پھر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

بنی کی آل فیضان اقدس سے اپنی روحانی طاقت کے زور سے امداد طلب کرتی رہتی ہے۔ اور تمام کائنات کی امداد کرتی ہے۔ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے عبادت گزار بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قل ان کان للرحمان ولدٌ فانا اول العابدین میں اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ سب سے پہلا وجود جو حقیقت ہادیہ جامعہ اور تمام عالم پر محیط ہونے کی صورت میں ظاہر ہوا وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ باقی انبیا علیہم السلام طرف ہدایت ہیں۔ ان کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک منزلت اور عزت اس قدر ہے جس قدر ان کی ہدایت کا حلقہ وسیع تھا۔ مثلاً کسی بنی کے ہزار پیرو تھے کسی کے زیادہ اور کسی کے اس سے بھی کم۔ اگر روز ازل سے اللہ تعالیٰ کا مخلوقات کو اطاعت کے لئے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو دنیا میں کوئی چیز بھی موجود نہ ہوتی جو چیز اصل میں موجود نہ ہو وہ فرع میں بھی موجود نہیں ہوتی۔

۸۔ کتاب ابکار الافکار مؤلفہ شیخ صلاح الدین بن زین الدین بن احمد مشہود ابن صلاح حلبی قدس اللہ سرہٗ میں جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے :-

سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ عن اول شئ خلقه الله تعالیٰ قال. هو نور نبيك يا جابر خلقه الله ثم خلق فيه كل خير وخلق بعده كل شئ وحين خلقه اقامه مقام القرب اثنى عشر الف سنة ثم جعله اربعة اقسام فخلق العرش من قسم والكرسى من قسم وحملة العرش وخزنة الكرسى من قسم واقام القسم الرابع فى مقام الحب اثنى عشر الف سنة ثم جعله اربعة اقسام فخلق القلم من قسم واللوح من قسم والجنة من قسم واقام الرابع فى مقام الخوف اثنى عشر الف سنة ثم جعله اربعة اجزاء فخلق الملائكة من جزء والشمس من جزء والقمر والكواكب من جزء واقام الجزء الرابع فى مقام الرجا اثنى عشر الف سنة ثم جعله اربعة اجزاء فخلق العقل من جزء والعلم والحلم من جزء والعصمة والتوفيق من جزء واقام الجزء الرابع فى مقام الحيا اثنى عشر الف سنة ثم نظر الله تعالیٰ اليه فترشح ذلك النور عرقا فقطرت منه مائة الف وعشرون الفا واربعة الاف قطرة من النور فخلق الله سبحانه من كل قطرة روح نبى ورسول ثم تنفست ارواح الانبيا فخلق الله من انفاسهم ارواح الاوليا والشهداء والسعداء والمطيعين الى يوم القيامة فالعرش والكرسى وحملة العرش وخزنة الكرسى من نورى والقلم واللوح والكسروبيون والروحانيون من الملائكة والجنة وما فيها من النعيم من نورى وملائكة السموات السبع والشمس والقمر والكواكب من نورى والعقل والعلم

والحلم والعصمة والتوفيق من نوری وارواح الانبیاء والرسل من نوری وارواح الاولیا والشهداء والسعداء والصالحین من نتائج نوری ثم خلق الله اثنی عشر الف حجاب فاقام الله الجزء الرابع من نوری فی کل حجاب الف سنة وهی حجاب الکرامة والهیبة والرحمة والرافعة والعلم والحلم والوقار والسکینة والصبر والصدق والیقین. فلما اخرجه من هذه الحجب اضاء نوری ارض من المشرق الی المغرب کالسراج فی اللیل المظلم ثم خلق آدم علیه السلام واودع نوری فی صلبه متلالاء فی جبینه وسال الله عن هذا النور قال انه نور محمد ولدک ثم انتقل النور منه الی صلب شیث علیهما السلام وهذا ینقل الله نوری من طیب الی طیب ومن طاهر الی طاهر الی ان اوصله الله الی صلب ابی عبد الله بن عبد المطلب ومنه اوصله الله الی رحم امی آمنة ثم اخرجنی الی الدنیا فجعلنی سید المرسلین وخاتم النبیین ومبعوثا الی کافة الناس اجمعین ورحمة للعالمین وقائد الغر المحجلین هذا کان بدء خلقة نبیک یا جابر

جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا اے جابر تمہارے نبی کے نور کو پیدا کیا تھا جب اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا تو اس میں ہر قسم کی بھلائی ودلیعت کر دی۔ تمہارے نبی کی خلقت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ جب تمہارے نبی کے نور کو پیدا کیا تو بارہ ہزار سال مقام قرب میں رکھا۔ پھر اس کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ سے عرش کو خلق کیا۔ دوسرے حصے سے کرسی کو پیدا کیا۔ تیسرے حصے سے عرش اُٹھانے والوں اور کرسی کے نگہبانوں کو پیدا کیا۔ بقیہ چوتھے حصے کو پھر مقام حب میں بارہ ہزار سال رکھا۔ پھر ان کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ سے قلم پیدا کیا۔ دوسرے حصے سے لوح کو خلق فرمایا۔ تیسرے حصے سے بہشت کو پیدا کیا۔ پھر بقیہ چوتھے حصے کو مقام خوف میں بارہ ہزار سال رکھا۔ پھر اس حصہ کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ سے فرشتوں کو دوسرے سے سورج کو تیسرے سے چاند اور ستاروں کو پیدا کیا۔ پھر بقیہ چوتھے حصے کو مقام رجا میں بارہ ہزار سال رکھا۔ پھر اس کے چار حصے کئے ایک حصہ سے عقل، دوسرے سے علم اور حلم کو، تیسرے سے عصمت اور توفیق کو پیدا کیا۔ پھر بقیہ چوتھے حصے کو تقسیم کر کے مقام حیا میں بارہ ہزار سال رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کی طرف اپنی نگاہ دوڑائی اس نور سے ایک لاکھ چوبیس ہزار نور کے قطرے ٹپکے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قطرے سے نبی اور رسول کی روح کو پیدا کیا انبیاء کی روحوں نے سانس لیا ان کی سانس سے اللہ تعالیٰ نے ارواح اولیاء، شہداء، سعداء اور اطاعت

کرنے والوں کی روحوں کو پیدا کیا جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ عرش، کرسی، عرش اٹھانے والے اور کرسی کے نگران فرشتے میرے نور سے خلق ہوئے ہیں۔ قلم، لوح، کروبین، روحانین، فرشتے، جنت اور تمام نعمتیں جو اس میں مہیا ہیں میرے نور سے پیدا کی گئی ہیں۔ عقل، علم، حلم، عصمت اور توفیق میرے نور سے پیدا ہوتے ہیں۔ انبیا اور رسولوں کی روحیں میرے نور سے خلق کی گئی ہیں۔ اولیاء، شہداء، نیکو کار اور صالحین کی روحیں میرے نور کے نتائج سے پیدا کی گئی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بارہ ہزار پردے خلق فرمائے۔ پھر نور کے بقیہ چوتھے حصے کو ہر پردے میں ایک ایک ہزار سال رکھا اور یہ پردے کرامت، سعادت، ہیبت، رحمت، رفعت، علم، حلم، وقار، سکینہ، صبر، صدق اور یقین کے تھے جب ان پردوں سے میرے نور کو نکالا تو تمام زمین میرے نور سے مشرق سے لے کر مغرب تک اس طرح روشن ہو گئی جیسے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں چراغ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا۔ میرے نور کو اس کی صلب میں ودیعت کر دیا۔ میرا نور آدم کی پیشانی اور سبابہ انگلی میں چمکا۔ حضرت آدم نے اللہ تعالیٰ سے اس نور کے بارے میں دریافت کیا اللہ تعالیٰ نے کہا (اے آدم) یہ تیرے فرزند حضرت محمدؐ کا نور ہے پھر وہ نور شیث علیہ السلام کی صلب میں منتقل ہوا۔ اسی طرح میرا نور ایک پاک صلب سے دوسری پاک صلب اور ایک پاکیزہ پشت سے دوسری پاکیزہ پشت کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالے نے میرے نور کو میرے باپ عبداللہ بن عبدالمطلب کی پشت میں پہنچا دیا، وہاں سے میری ماں آمنہ کی رحم میں منتقل ہوا۔ پھر مجھے ظاہری شکل میں دنیا میں سرداروں کا سردار، خاتم النبیین، تمام لوگوں کا ہادی، تمام کائنات کے لئے رحمت، چمکتی ہوئی پیشانیوں والوں کا رہنما بنا کر بھیجا۔ اے جابر! اس طرح تیرے نبی کی خلقت ہوئی۔"

۹۔ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی کتاب الکبریت الاحمر کی شرح میں شیخ علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہ اللھم صل علی محمد کی شرح میں تحریر کرتے ہیں۔ مخلوق کی خلقت سے پہلے آپ کا نور پیدا کیا گیا۔ کائنات کے لئے ظاہری شکل میں آپ کا تشریف لانا باعث رحمت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی سبقت اور تقدم میں بہت احادیث وارد ہوئی ہیں۔ میں صرف ایک حدیث کے بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ پھر آپ نے جابر بن عبداللہ کی ذکر کردہ حدیث کو آخر تک تحریر کیا ہے۔

۱۰۔ الکبریت الاحمر کی شرح میں شیخ سمنانی حکیم ترمذی، طبرانی، بیہقی اور حافظ ابو نعیم کے حوالے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو دو قسموں میں پیدا کیا۔ مجھے ان میں سے اچھی قسم میں قرار دیا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال ہیں اصحاب یمین میں سے ہوں بلکہ میں اصحاب یمین سے بہتر ہوں۔ پھر دو قسموں کو تین حصوں میں تقسیم کیا تو مجھے ان تینوں میں جو بہتر حصہ تھا اس میں قرار دیا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ فاصحاب المیمنۃ ما اصحاب المیمنۃ و اصحاب المشئمۃ ما اصحاب المشئمۃ والسابقون السابقون اولئك المقربون۔ میں سابقین میں سے ہوں بلکہ ان سے بہتر ہوں۔ پھر تینوں قسموں کو قبائل کی صورت میں تقسیم کیا۔ مجھے ان میں سے بہتر قبیلہ میں قرار دیا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ میں اولاد آدم سے سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سے زیادہ عزت والا ہوں۔ لیکن مجھے اس بات پر فخر نہیں ہے۔ پھر قبیلوں کو گھروں کی شکل میں تقسیم کیا۔ مجھے ان میں بہتر گھر میں قرار دیا۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرًا۔ میں اور میرے اہل بیت گناہوں سے پاک ہیں نیز یہ حدیث تطھیرًا تک کتاب شفا قاضی عیاض میں اعمش سے وہ عبایۃ بن ربعی سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں، مذکور ہے۔

۱۱۔ ثعلبی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ رجب کو لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا میں نے تمہیں اس لئے جمع کیا ہے تاکہ تمہیں آگاہ کروں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ اور مجھے اچھی قسم میں قرار دیا ہے۔ پھر ثعلبی نے آخر تک حدیث مذکور بیان کی ہے۔ نیز اس حدیث کو حذیفہ بن یمان اور سلمان سے روایت کیا ہے۔

۱۲۔ کتاب شفا قاضی عیاض میں ابن عمر کی وہ حدیث بیان کی گئی ہے جس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کا انتخاب کیا۔ ان میں اولاد آدم کو منتخب کیا۔ پھر ان میں سے اولاد آدم کا چناؤ کیا۔ ان میں عرب کو منتخب کیا پھر عرب کا چناؤ کیا ان میں قریش کو منتخب کیا پھر قریش کا چناؤ کیا ان میں بنو ہاشم کو منتخب کیا۔ پھر بنو ہاشم سے مجھے منتخب کیا۔ میں ہمیشہ ایک بہتر سلسلہ سے دوسرے بہتر سلسلہ کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ خبردار! جس نے عرب کو دوست رکھا میں اس کو دوست رکھتا ہوں جس نے عرب سے بغض رکھا میں اس سے بغض رکھتا ہوں۔

۱۳۔ الشفا میں ابن عباس سے روایت ہے کہ قریش حضرت آدم کی خلقت سے دو ہزار برس پہلے اللہ تعالےٰ کے حضور میں ایک نور کی شکل میں موجود تھے۔ وہ نور اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا تھا اس کی تسبیح سن کر فرشتے تسبیح کرتے تھے۔ جب اللہ تعالےٰ نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو آدم کی پشت میں جاگزیں کر دیا۔

۱۴۔ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم کی پشت میں ڈال کر اتارا۔ حضرت نوح کی پشت میں ڈال کر کشتی نوح میں سوار کیا۔ حضرت ابراہیم کی پشت میں ڈال کر مجھے

ڈاگ لمز ودمیں) پھینکا۔ لگاتار اللہ تعالیٰ مجھے اصلاب کریمہ سے ارحام طاہرہ کی طرف منتقل کرتا رہا۔ حتیٰ کہ مجھے میرے والدین کے ذریعہ مجھے دنیا میں ظاہر کیا۔ ان دونوں کا سفاح (زنا) پر اجتماع ہرگز نہیں ہوا۔ اس حدیث کی صحت پر حضرت عباس کے وہ مشہور اشعار شاہد ہیں جو رسول اللہ کی مدح میں بیان کئے گئے۔

۱۵۔ الشفا میں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرائیل نے آکر یہ خبر دی ہے کہ میں نے مشرق اور مغرب کی زمین کو چھان مارا لیکن میں نے محمدؐ سے افضل کوئی آدمی نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی باپ کے فرزند کو دیکھا ہے جو بنو ہاشم سے افضل ہو۔

۱۶۔ شفا میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت لقد جاء کم رسول اللہ من انفسکم کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا اس سے نسب، دامادی اور شرافت مراد ہے۔ میرے آباؤ اجداد میں حضرت آدم سے لے کر اس وقت تک کسی کی بھی ولادت سفاح (زنا) پر نہیں بلکہ ہم تمام کے تمام صحیح نکاح سے پیدا ہوئے ہیں۔

۱۷۔ کلبی کا بیان ہے کہ میں نے سلسلہ حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پانچ صد ماؤں کے حالات تحریر کئے ہیں۔ میں نے ان میں سے کسی کے رشتہ زوجیت کو غیر نکاح میں منسلک نہیں دیکھا اور ان میں جاہلیت والی کوئی بات نہیں پائی جاتی تھی۔

۱۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کی اس آیت وتقلبک فی الساجدین (اے محمدؐ ہم) تیرا سجدہ گزاروں میں پھرتے رہنا (دیکھتے رہے ہیں) اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ ہم تجھے ایک نبی سے دوسرے نبی میں منتقل کرتے رہے ہیں حتیٰ کہ تمہیں دنیا میں نبی بنا کر ظاہر کیا ہے۔ (بحوالہ الشفا)

۱۹۔ جمع الفوائد میں رسول اللہ سے روایت ہے۔ حضرت آدم سے لے کر میرے والدین کے مجھے پیدا کرنے کے وقت تک میں نکاح کی حالت پر ظاہر ہوتا رہا ہوں۔ مجھے زنا کی ہوا تک نہیں لگی۔

۲۰۔ ابن عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا میری پیدائش سفاح پر نہیں ہوئی۔ میں نکاح اسلام پر پیدا ہوا ہوں۔ (بحوالہ کبیر)

۲۱۔ ابوہریرہ نے رسول اللہ کی حدیث بیان کی ہے۔ جس میں آپ فرماتے ہیں میں اولاد آدم کی بہترین صدی میں مرتبہ رسالت پر فائز ہوا ہوں۔ زمانہ بزمانہ (میں منتقل ہوتا رہا) حتیٰ کہ میں اس صدی میں مبعوث کیا گیا ہوں جس سے میرا تعلق تھا (بحوالہ بخاری)

۲۲۔ ترمذی میں ابو عمر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا ان پہ اپنا نور ڈالا جس پر نور پڑ گیا وہ ہدایت یافتہ ہوا اور جس پر نور نہ پڑا وہ گمراہ ہوا۔

(مؤلف) اس بنا پر میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے میں دامن قلم تنگ ہو جاتا ہے۔

۲۳۔ الشفاء میں حضرت امام جعفر صادق بن محمد باقر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوا کہ اس کی مخلوقات اس کی اطاعت سے عاجز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بات سے آگاہ کر دیا کہ وہ صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی اور کمال رحمت سے بطور واسطہ کے اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان ایک ایسی مخلوق نمودار کی جو شکل اور صورت سے ہو بہو ان سے ملتی جلتی تھی۔ ان کو اپنی مخلوق کے پاس سچا ایلچی بنا کر روانہ کیا۔ ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور ان کی موافقت کو اپنی موافقت قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

۲۴۔ ابو العالیہ اور حسن بصری نے سورہ فاتحہ کے ضمن میں کہا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خیار اہل بیت اور اصحاب مراد ہیں۔

۲۵۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون۔ تیری زندگی کی قسم وہ لوگ مدہوشی میں سرگرداں رہیں گے۔ ابن عباس کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق اور کسی جان کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ عزت والا پیدا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کی زندگی کے سوا کسی کی زندگی کی قسم نہیں کھائی۔

۲۶۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں فرمایا ہے واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم سے لے کر بعد میں جتنے نبی مبعوث بہ رسالت کئے سب سے اس بات کا عہد لیا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کی مدد کرنا۔ تمام انبیاء یہ عہد اپنی قوم سے لیا کرتے تھے۔"

۲۷۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح اس آیت کے معانی یہ ہیں کہ جب انبیا علیہم السلام کو عالم ذر میں حضرت آدم کی پشت سے نکالا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے اس بات کا عہد لیا تھا (محمدؐ کی مدد کرنا اور آپ پر ایمان لانا)

۲۸۔ قتادہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انا اول الانبیاء فی الخلق و اخرھم فی البعث۔ میں خلقت کے لحاظ سے سب نبیوں سے مقدم ہوں اور بعثت کے لحاظ سے سب سے آخری نبی ہوں۔

۲۹۔ سمرقندی نے کلبی سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت ان من شیعتہ لابراھیم کے متعلق نقل کیا ہے کہ شیعہ کی دعا حضرت

محمدؐ کی طرف عائد ہوتی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے۔
یعنی حضرت ابراہیمؑ حضرت محمدؐ کے دین اور طریقہ پر تھا۔ اس قاعدہ کو مشہور نحوی کہ اللہ تعالیٰ نے مکمل طور پر عطا کی تھی۔
ہے اور مکی نے اس سے نقل کیا ہے۔
۳۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم مختون اور ناف بریدہ صورت میں پیدا ہوئے۔ گئے
۳۱۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ گرامی روایت کرتی ہیں کہ آپ پاک وپاکیزہ حالت میں پیدا ہوئے۔ آپ پر کوئی آلائش نہیں تھی۔ آپ جب پیدا ہوئے تو اپنے سر مقدس کو بلند کر دیا تھا اور دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے آسمان کی طرف نگاہ کرتے تھے۔
۳۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ بیان فرماتی ہیں کہ جب حضرت کی ولادت ہوئی تو آپ کی ولادت کے ساتھ ساتھ ایک نور بلند ہوا جس کی روشنی کے باعث میں نے شام کے محلات کو دیکھ لیا تھا۔"
۳۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ کی وفات کے بعد آپ کو غسل دیا آپ پر کوئی بھی آلائش کی چیز موجود نہیں تھی بلکہ آپ کے جسم اقدس سے ایک پاک وپاکیزہ خوشبو بلند ہوتی تھی جو اس سے پہلے ہم نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ حضرت علی نے فرمایا کہ رسول اللہ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میرے سوا آپ کو کوئی شخص غسل نہ دے۔ نیز فرمایا تھا جس نے میرا ستر دیکھا وہ دونوں آنکھوں سے محروم ہو جائے گا۔"
۳۴۔ وہب بن منبہ کا بیان ہے کہ میں نے انبیاء سابقین علیہم السلام کی اکثر کتب میں پڑھا ہے۔ ان تمام میں یہ بات متفق علیہ موجود تھی کہ تمام لوگوں سے حضرت رسولؐ کی عقل تمیز اور رائے افضل تھی۔
۳۵۔ ابو محمد مکی اور ابو لیث سمرقندی اور ان دونوں کے علاوہ دیگر حضرات نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت آدم سے ترک اولیٰ ہوا تو بارگاہ ایزدی میں عرض کی تھی اللھم بحق محمد اغفر خطیئتی۔ اے میرے اللہ محمد کا واسطہ میری خطا کو بخش دے۔ فقال لہ تعالیٰ من این عرفتہ اللہ تعالیٰ نے آدم سے کہا یہ بات تمہیں کیسے معلوم ہوئی۔ قال رأیت فی کل موضع من الجنۃ مکتوبًا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انہ اکرم خلقک علیک فتاب اللہ علیہ و غفر لہ آدم نے عرض کیا میں نے جنت کے ہر مقام پر اس عبارت کو تحریر کیا ہوا دیکھا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس بات سے میں نے اندازہ کر لیا تھا کہ محمد آپ کے نزدیک بہت عزت والے بزرگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کی توبہ قبول کر لی تھی اور اس کو بخش دیا تھا۔ اس بات کے ماننے والے کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی اس آیت فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ کا یہی مطلب ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت آدم نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کیا تھا جب تم نے مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے اپنا سر بلند کر کے عرش کی طرف نگاہ دوڑائی تھی تو اس پر تحریر تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تب میں نے جانا کہ تمہارے نزدیک وہی زیادہ قدر اور عزت والا ہو سکتا ہے جس کا نام تمہارے نام کے ساتھ تحریر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کی طرف وحی کی مجھے میری عزت اور جلال کی قسم وہ آخری نبی ہے جو تمہاری اولاد میں سے ہوگا۔ اگر اس کا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں تمہیں ہرگز پیدا نہ کرتا۔

۲۶۔ رسول اللہ کا فرمان ہے کہ جب میں ذرا بڑا ہوا تو مجھے بتوں اور شاعری سے نفرت ہوئی تھی۔ مجھے جاہلیت کی کوئی چیز اچھی نہیں لگتی تھی۔ جب خانہ کعبہ کی بنا کے وقت قریش میں اس بات پر جھگڑا پیدا ہو گیا کہ حجر اسود کو کون خانہ کعبہ کی دیوار میں رکھے۔ آخر کار اس بات پر فیصلہ ہوا کہ کل جو سب سے پہلے ان پر داخل ہوگا وہ اس بات کا اہل ہوگا۔ سب سے پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے آپ کو دیکھ کر سب لوگ کہنے لگے یہ محمد ہیں یہ امین ہیں اور ہم ان پر راضی ہیں۔ یہ باتیں نبوت سے پہلے کی ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا میں آسمان اور زمین دونوں جگہ امین کے نام سے مشہور ہوں۔

۲۷۔ بزاز حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ارادہ کیا کہ وہ اپنے رسول کو اذان کی تعلیم دے تو حضرت کی خدمت میں حضرت جبرائیل گھوڑا لے کر حاضر ہوئے جس کا نام براق تھا حضرت نے سوار ہونے کا قصد فرمایا لیکن براق ذرا مجنوں کرنے لگا۔ جبرائیل نے کہا اے براق آرام کر تم پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا کوئی آدمی سوار نہیں ہوا۔ حضرت براق پر سوار ہو کر اس پردہ کے نزدیک لائے گئے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تھا۔ اسی دوران میں ایک فرشتہ پردہ کے اندر سے نمودار ہوا۔ رسول اللہ نے کہا، اے جبرائیل یہ کون فرشتہ ہے؟ جبرائیل نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ رسالت پر فائز کیا میں تمام مخلوق سے اللہ تعالیٰ کے قرب میں زیادہ نزدیک ہوں جب سے میں پیدا ہوا آج تک میں نے اس فرشتہ کی صورت نہیں دیکھی۔ فرشتہ نے حضرت سے کہا کہو اللہ اکبر اللہ اکبر پردہ کی پشت سے یہ آواز بلند ہوئی۔ میرے بندے نے سچ کہا میں ہر چیز سے بڑا ہوں۔ پھر فرشتہ نے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ۔ پردہ سے پھر آواز بلند ہوئی۔ میرے بندے نے سچ کہا۔ میں اللہ ہوں۔ عبادت کے لائق میں ہی ہوں۔ فرشتے نے کہا اشھد ان محمد رسول اللہ۔ اشھد ان محمداً رسول اللہ (پھر) پردہ کی پشت سے آواز بلند ہوئی۔ میرے عبد نے سچ کہا۔ بے شک محمد میرا رسول ہے۔ فرشتے نے بقیہ تمام اذان کا ذکر کیا لیکن جب اس نے حی علی الصلوٰۃ حی علی الصلوٰۃ کہا تو پردے کے اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ پھر فرشتہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس کو پکڑ کر آگے کی طرف بڑھا دیا۔

یہ جگہ وہ تھی جہاں آسمان والے رہتے ہیں حضرت آدم، نوح اور دیگر لوگ وہاں موجود تھے۔

۳۸۔ ابوجعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مکمل طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام آسمانوں اور زمین کے رہنے والوں پر شرف اور منزلت عطا کی تھی۔

۳۹۔ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جس رات رسول اللہ معراج کی طرف تشریف لے گئے اس رات میرے گھر میں تھے۔ حضرت نے عشا اخیر کو ہمارے ساتھ ادا کیا اور حضرت ہمارے ساتھ سو گئے ہم صبح سے تھوڑی دیر پہلے بیدار ہوئے۔ جب ہم نے صبح کی نماز پڑھی تو ہم نے آپ کی اقتدا میں ادا کی۔ حضرت نے فرمایا اے ام ہانی میں نے عشاء اخیر کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی تھی۔ پھر میں بیت المقدس گیا وہاں نماز پڑھی اب جیسا تم دیکھ رہے ہو صبح کی نماز تمہارے ساتھ ادا کی ہے یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت کو جسمانی معراج حاصل ہوئی تھی۔

۴۰۔ عن جعفر بن محمد الصادق رضی اللہ عنہما قال اوحی الیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا واسطۃ۔ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ حضرت پر وحی بلا واسطہ نازل ہوئی تھی۔ اسی طرح واسطی نے روایت کیا ہے۔

۴۱۔ امام جعفر صادق روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے اتنا زیادہ قریب ہوا کہ آپ قاب قوسین کی منزلت پر فیضیاب ہو گئے یا اس سے بھی زیادہ قریب۔ حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے قرب کی کوئی حد نہیں۔ بندوں کی طرف سے حد ہوتی ہے۔ قرب سے حد کی کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔ آپ کو معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کے اس قرب سے جبرائیل روک دیئے گئے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قرب کی منزلت تک پہنچ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کے دل میں معرفت اور ایمان کو بھر دیا تھا۔ اس کے بعد حضرت اور آگے بڑھے۔ آپ کا دل اس قدر قرب میں ہو گیا تھا حتیٰ کہ حضرت کے دل سے شک و شبہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا تھا۔ صحیح میں حضرت انس رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ معراج کی رات مجھے جبرائیل سدرۃ المنتہیٰ پر لے گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس قدر قریب ہوا کہ دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا تھا یا اس سے بھی کم۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ چاہا آپ سے کہا اور پچاس رکعت نماز کی وحی کی۔

۴۲۔ ابن قانع قاضی ابوالحمرا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میں معراج کی رات آسمان پر پہنچا تو عرش پر لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے محمد کی تائید علی کے ذریعہ کی۔

۴۳۔ شیخ علاؤالدولہ قدس سرہ شرح الکبریت الاحمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث روایت کرتے ہیں

جب اللہ تعالیٰ نے پانی پر عرش کو خلق کیا تو عرش مضطرب ہونے لگا اور قرار نہ پکڑ سکا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ عبارت تحریر فرمائی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تب عرش قرار پکڑنے لگا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کلمات کے تحت یہ فقرہ تحریر کیا۔ ایدتہ بعلی۔ میں نے رسول اللہ کی امداد علی کے ذریعہ کی۔

۴۴۔ حافظ ابو نعیم اپنی سند کے ساتھ ابو صالح، ابن عباس، ابوہریرہ اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان حضرات نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت ھو الذی ایدک بنصرہ و بالمومنین اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے (اے محمد) تمہاری امداد اپنی مدد اور مومنین کی نصرت سے کی۔ حضرت علیؑ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ نیز ان حضرات نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں نے عرش پر یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی تھی لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ محمد عبدی و رسولی ایدتہ بعلی و نصرتہ بعلی۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ذات عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، محمدؐ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے محمدؐ کی تائید اور مدد علیؑ کے ذریعہ کی۔

باب ۲

دنیا اس وقت تک قائم ہے جب تک اہل بیت علیہم السلام قائم ہیں

اہل بیت نزول بارش اور نعمت کا باعث
ہیں اور ان حضرات کے فضائل کے بیان میں

۱۔ امام احمد بن حنبل نے مناقب میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا النجوم امان لاھل السماء فاذا ذھبت النجوم ذھب اھل السماء واھل بیتی امان لاھل الارض فاذا ذھب اھل بیتی ذھب اھل الارض ستارے آسمان والوں کی امان کا باعث ہیں جب ستارے ختم ہو جائیں گے آسمان کے رہنے والے ختم ہو جائیں گے۔ میرے اہل بیت زمین والوں کے لئے باعث امان ہیں جب میرے اہل بیت دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو دنیا کے رہنے والے بھی ختم ہو جائیں گے۔

۲۔ امام احمد بن حنبل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ستارے آسمان والوں کے لئے باعث امان ہیں اور میرے اہل بیت زمین کے رہنے والوں کے لئے باعث

امان ہیں جب میرے اہل بیت دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو زمین کے رہنے والے آفات اور مصائب میں گرفتار ہو جائیں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ امام احمد نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو نبی کریم صلی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے پیدا کیا ہے۔ زمین کے بقا کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت اور عترت کی بقا پر موقوف رکھا ہے۔

۳۔ حموینی سلمہ بن اکوع سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ستارے آسمان والوں کے لئے امان کا سبب ہیں اور میرے اہل بیت زمین کے رہنے والوں کے لئے امان کا سبب ہیں"۔

۴۔ حموینی ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا: "میرے اہل بیت زمین کے رہنے والوں کے لئے امان ہیں جس طرح ستارے آسمان کے رہنے والوں کے لئے امان ہیں"۔

۵۔ حاکم نے جابر بن عبداللہ، ابوموسیٰ اشعری اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں یہ حضرات کہتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا "ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں۔ میرے اہل بیت زمین والوں کے لئے امان کا سبب ہیں۔ جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان والے ختم ہو جائیں گے۔ جب میرے اہل بیت دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو دنیا ختم ہو جائے گی۔

۶۔ نوادر الاصول میں سلمہ بن اکوع سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری اُمت کے لئے امان کا باعث ہیں"۔

۷۔ صواعق محرقہ میں ایک جماعت سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں۔ میرے اہل بیت میری امت کے لئے باعث امان ہیں۔

۸۔ حموینی امام محمد باقر سے آپ اپنے آباؤ اجداد وہ حضرت امیرالمومنین رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے علی جو چیز میں تمہیں تحریر کراؤں اس کو تحریر کرو۔ میں نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے رسول آپ کو میرے بھول جانے کا خوف ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا نہیں میں نے تمہارے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ وہ تمہیں ہر بات کا یاد رکھنے والا بنائے لیکن اپنے شریک کار آئمہ علیہم السلام کی خاطر لکھ لو جو تمہاری اولاد میں سے ہوں گے جن کے باعث میری امت باران سے سیراب ہوتی رہے گی اور ان کی وجہ سے ان کی دعا قبول ہوتی رہے گی۔ انہیں کے واسطہ سے لوگوں کے آفات و بلیات کو اللہ تعالیٰ دور کرے گا۔ انہیں کے باعث سے اللہ تعالیٰ آسمان سے باران رحمت نازل کرے گا۔ ان آئمہ سے یہ شخص (تمہارے بعد) پہلا شخص ہے۔ رسول اللہ نے امام حسن کی طرف اشارہ فرمایا اور یہ دوسرا ہے حضرت نے امام حسین کی طرف اشارہ فرمایا۔ پھر حضرت نے فرمایا باقی آئمہ رضی اللہ عنہم حسینؑ

کی اولاد سے پیدا ہوں گے۔"

۹۔ مناقب میں حضرت عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ بن علی مرتضیٰ علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا جناب امام حسن سے روایت کرتے ہیں۔ میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا اے لوگو! مجھے میری موت کا پیغام موصول ہو چکا ہے جس کو میں قبول کر لوں گا۔

وانی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی ان تمسکتم بھما لن تضلوا وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فتعلموا منھم ولا تعلموھم فانھم اعلم منکم ولا تخلو الارض منھم ولو خلت لانساخت باھلھا ثم قال اللھم انک لا تخلی الارض من حجۃ علی خلقک لئلا تبطل حجتک ولا تضل اولیاک بعد اذ ھدیتھم اولئک الا قلون عددا عند اللہ عزوجل ولقد دعوت اللہ تبارک وتعالیٰ ان یجعل العلم والحکمۃ فی عقبی وعقب عقبی وفی زرعی وزرع زرعی الی یوم القیامۃ فاستجیب لی۔

میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک کتاب خدا۔ دوسرے میری اولاد اپنے اہلبیت۔ اگر ان کا دامن پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ یہ دونوں آپس میں جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے۔ ان سے سیکھو اور ان کو نہ سکھاؤ۔ یہ تم سے زیادہ علم والے ہیں۔ ان سے زمین کبھی خالی نہ رہے گی۔ اگر زمین ان سے خالی ہو جائے گی تو اپنے رہنے والوں کے ساتھ دھنس جائے گی۔ اے میرے اللہ اپنی مخلوق کو اپنی حجت سے خالی نہ رکھنا تاکہ تمہاری حجت باطل نہ ہو جائے ہدایت کے بعد تیرے اولیاء گمراہ نہ ہو جائیں۔ اگرچہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تعداد کے لحاظ سے تھوڑے ہیں۔ لیکن عزت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑی منزلت والے ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ وہ میری پشت میں اور میری پشت کی پشت اور میری کھیتی میں اور میری کھیتی کی کھیتی میں قیامت تک علم اور حکمت قرار دے۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی ہے۔"

۱۰۔ مناقب میں ہشام بن حسان سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام سے جب لوگوں نے آپ کی خلافت کی بیعت کر لی تو اس کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا غالب گروہ ہم ہیں۔ ہم رسول اللہ کی قریبی اولاد ہیں۔ ہم رسول اللہ کی پاک و پاکیزہ اہل بیت ہیں۔ ہم ثقلین کا ایک حصہ ہیں جن کو میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت میں چھوڑا تھا۔ ہم کتاب خدا کے

دوسرے ساتھی ہیں جن میں ہر چیز کی تفصیل موجود ہے جس کے سامنے اور پیچھے باطل بھٹک نہیں سکتا قرآن مجید کی تفسیر کا دارومدار ہم پر موقوف ہے۔ ہم کتاب خدا کی تفسیر گمان سے نہیں کرتے بلکہ یقین کے ساتھ اس کے حقائق بیان کرتے ہیں۔ ہماری اطاعت کرو۔ ہماری اطاعت اُمت پر فرض کی گئی ہے۔ ہماری اطاعت اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کے ساتھ مقرون کی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے:۔

یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ دوسرے مقام پر ارشاد قدرت ہے ان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والی الرسول والی الامر منکم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم (اولی الامر سے مراد ہم ہیں) شیطان کے بھڑکانے میں نہ آؤ۔ کیونکہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

۱۱۔ حدیثی اعمش سے وہ امام جعفر صادق سے آپ اپنے باپ سے وہ آپ کے دادا امام علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں: ہم مسلمانوں کے امام ہیں۔ ہم عالمین میں اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں۔ ہم مومنین کے سردار ہیں۔ ہم روشن پیشانیوں والوں کے رہنما ہیں ہم مسلمانوں کے بہی خواہ ہیں۔ ہم زمین پر رہنے والوں کے لئے امان ہیں جس طرح ستارے آسمان پر رہنے والوں کے لئے امان ہیں۔ ہماری وجہ سے آسمان قرار پذیر ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے زمین پر گر پڑے۔ ہماری وجہ سے بارش ہوتی ہے۔ ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت پھیلتی ہے ہماری وجہ سے زمین کے برکات ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر ہم میں سے کوئی زمین پر موجود نہ ہو تو زمین اپنے رہنے والوں کے ساتھ دھنس جائے۔ پھر فرمایا جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اس وقت سے لے کر زمین پر حجت خدا ہمیشہ موجود رہتی ہے خواہ ظاہر میں موجود ہو یا پردہ میں مستور ہو۔ زمین حجت خدا سے کبھی خالی نہ رہے گی۔ اگر حجت خدا موجود نہ ہو تو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرے۔

اعمش کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ حجت غائب اور پوشیدہ سے کس طرح فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا جس طرح سورج بادل میں پوشیدہ ہو جاتا ہے تب بھی لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔

۱۲۔ امام علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا ہم اللہ تعالیٰ کی چلنے والی کشتی ہیں جو گہرے سمندر پر جاری ہو جو اس پر سوار ہوا وہ محفوظ ہو گیا۔ جس نے اس کشتی کو چھوڑ دیا وہ غرق ہو گیا۔ نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے ہماری محبت کا وعدہ اس وقت لیا تھا جب وہ اپنے باپ کی پشت میں تھے۔ ایسے لوگ ہماری محبت کو ترک نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت اس بات پر خمیر کی ہے:

نیز حضرت نے یہ اشعار ارشاد فرمائے:۔

۱۔ میں علم کے موتیوں کو پوشیدہ رکھتا ہوں تاکہ جاہل انسان حق کو دیکھے اور ہمارا امتحان کرے۔

ب۔ اسی روش پر ابوالحسنؑ رہے۔ حسینؑ رہے۔ اس بات کی ابالحسنؑ نے حسنؑ کو وصیت کی تھی۔

ج۔ بے شمار علم کے جواہر ایسے ہیں اگر میں ان کو واضح کر دوں تو لوگ کہیں گے تم ان لوگوں میں ہو جو بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔

د۔ مسلمانوں نے ہمارے خون کو مباح کر رکھا ہے۔ اس فعل کو اچھا سمجھ کر جو بات انہوں نے کی ہے روز قیامت نہایت بُرے اور خطرناک انجام سے دوچار ہوں گے۔"

(بحوالہ کتاب التنزلات الموصلیہ مؤلفہ شیخ اکبر اور کتاب سفینہ مؤلفہ صدر اعظم)

نیز امام نے فرمایا۔ نحن ابواب اللہ ونحن الصراط المستقیم ونحن عیبة علمه وتراجمة وحیه ونحن ارکان توحیدہ وموضع سرہ۔ "ہم اللہ تعالیٰ کے دروازے ہیں۔ ہم صراط مستقیم ہیں۔ ہم اللہ کے علم کا خزانہ ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی وحی کے ترجمان ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید کے ارکان ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے راز کی جگہ ہیں۔"

۱۳۔ حموینی نے اپنی کتاب فرائد السمطین میں ابوبصیر سے وہ خیثمہ الجعفی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا "ہم لوگ جنب اللہ، اللہ کے منتخب اور اللہ تعالیٰ کے بہترین لوگ ہیں۔ ہمارے سپرد انبیاء علیہم السلام کی میراث کی گئی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے امین ہیں۔ ہم حجت اللہ ہیں۔ ہم ایمان کے ستون ہیں۔ ہم اسلام کے مینار ہیں۔ ہم مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری وجہ سے کھولتا ہے اور ہماری وجہ سے بند کرتا ہے۔ ہم ہدایت کرنے والے امام ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے ہیں۔ ہم تاریکی کے چراغ ہیں۔ ہم ہدایت کی روشنی کے ستون ہیں۔ ہم حق کے لئے بلند نشان ہیں جس نے ہم کو پکڑا مقصود تک پہنچ گیا۔ جس نے ہم کو چھوڑ دیا وہ غرق ہو گیا۔ ہم سفید پیشانیوں والوں کے رہنما ہیں۔ ہم کھلا ہوا راستہ ہیں۔ ہم اللہ کی طرف سیدھا راستہ ہیں۔ ہم مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں ہم نبوت کا خزانہ ہیں۔ ہم رسالت کی جگہ ہیں۔ ہم فرشتوں کے اترنے کا مقام ہیں۔ ہم روشن راستہ اور چمکتا ہوا چراغ اس شخص کے لئے ہیں جس نے ہم سے روشنی حاصل کی۔ ہم اس شخص کے لئے راستہ ہیں۔ جس نے ہماری اقتدا کی۔ ہم ایسے امام ہیں جو لوگوں کو جنت کی طرف ہدایت کرتے ہیں۔ ہم اسلام کی مضبوط رسی ہیں۔ ہم پل اور عظیم الشان گذرگاہ ہیں جو اس پر گزرا منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ جس نے اس کو چھوڑ دیا مٹ گیا۔ ہم بلند کوہان ہیں۔ ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت نازل کرتا ہے۔ ہماری وجہ سے لوگ بارش سے سیراب ہوتے ہیں۔ ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ تم سے عذاب کو دور کرے گا۔ جس نے ہم کو پہچانا ہماری مدد کی ہمارے حق کو پہچانا اور ہمارے

امر کو مضبوطی سے پکڑا۔ وہ ہم میں سے ہے اور اس کی بازگشت ہماری طرف ہے۔

۱۴۔ (بحذف اسناد) مقداد بن اسود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، معرفۃ آل محمد براءۃ من النار، وحب آل محمد جواز علی الصراط والولایۃ لآل محمد امان من العذاب آل محمد کی معرفت آتش جہنم سے برأت کا باعث ہے۔ آل محمد کی محبت پل صراط پر گزرنے کے لئے پروانہ راہداری ہے۔ آل محمد کی ولایت عذاب سے امان کا سبب ہے"۔ یہ حدیث جواہر العقدین میں مذکور ہے کتاب الشفا میں اسناد کی تبدیلی کے ساتھ موجود ہے۔

۱۵۔ جواہر العقدین میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا "اے لوگو! اولاد انبیا میں سے یوسف بن یعقوب بن ابراہیم علیہم السلام کے سوا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس قدر منزلت اور عزت کسی نبی کی اولاد کو حاصل نہیں ہوئی جس قدر حضرت امام حسین بن علی علیہما السلام کو حاصل ہوئی ہے۔ اے لوگو! فضیلت، شرافت، منزلت اور ولایت رسول اللہ اور آپ کی اولاد کو حاصل ہے۔ یہ معانی باتیں تمہیں رحق سے ،برگشتہ نہ کر دیں"۔
(ابن حبان نے کتاب التینہ اور حافظ جمال الدین نے کتاب درر السمطین میں نقل کیا ہے)

۱۶۔ عالم مصر اور حجاز علامہ شریف سمہودی اپنی کتاب جواہر العقدین میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک آدمی کا بیان ہے کہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کر رہا تھا۔ ناگاہ میں نے ایک بزرگ کو ظاہر ہوتے ہوئے دیکھا کبھی وہ ظاہر ہو جاتا تھا اور کبھی غائب ہو جاتا تھا جب میرے قریب ہوا تو مجھے سلام کیا اور میں نے سلام کا جواب عرض کیا۔ میں نے عرض کیا اے نوجوان کہاں سے تشریف لا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ کی جانب سے آرہا ہوں"۔ میں نے عرض کی کہاں جانے کا قصد ہے۔ فرمایا" اللہ تعالیٰ کی جانب جا رہا ہوں" میں نے عرض کیا آپ کا زاد سفر کیا ہے؟ فرمایا "پرہیز گاری" میں نے عرض کیا، آپ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا "میں عربی ہوں"۔ میں نے عرض کیا ذرا اور وضاحت کیجئے۔ فرمایا، "میں قریشی ہوں" میں نے عرض کی اور وضاحت کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔ فرمایا "میں علوی ہوں" پھر آپ نے یہ اشعار ارشاد فرمائے۔

ا۔ ہم حوض کوثر پر لوگوں کو لانے والے اور ہٹانے والے ہیں۔ ہم حوض کوثر پر لانے والوں کو سعادت کی دولت سے مالا مال کر دیں گے۔

ب۔ جو شخص بھی کامیاب ہوا ہماری محبت کی وجہ سے کامیاب ہوا۔ ہماری محبت کی وجہ سے اس کی زاد راہ کم نہ ہوگی۔

ج۔ جس نے ہمیں خوش رکھا وہ ہم سے خوشی حاصل کرے گا۔ جس نے ہمیں دکھ دیا اس کی پیدائش ہی بری تھی
د۔ جس نے ہماری فضیلت کو چھپا دیا۔ اس کی وعدہ گاہ قیامت کا دن ہے۔
پھر فرمایا میں محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہوں۔ پھر میں نے غور سے دیکھا تو آپ کو مفقود پایا۔
مجھے علم نہیں ہے کہ آپ زمین کے اندر چلے گئے یا آسمان کی طرف تشریف لے گئے تھے۔

۱۷۔ حافظ عمرو بن بحر اپنی کتاب میں تحریر کرتے ہیں کہ مجھے ابو عبیدہ نے بیان کیا وہ امام جعفر صادق سے آپ اپنے آباؤ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہ کی بیعت کی گئی تو آپ نے مدینہ میں خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا "خبردار! میری نیک بخت اولاد اور پاکیزہ عترتیں بچپن میں تمام لوگوں سے زیادہ صابر اور بڑی عمر میں تمام لوگوں سے زیادہ علم والے ہوتے ہیں۔ خبردار! ہم اہل بیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم سے ہمارا علم ماخوذ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمارا حکم ہوتا ہے" ہم نے امام جعفر صادق علیہ السلام کا قول سنا آپ نے فرمایا۔ اگر تم نے ہمارے آثار کی پیروی کی تو ہماری بصیرت کی وجہ سے ہدایت پا جاؤ گے۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں ہلاک کر دیگا۔ حق کا جھنڈا ہمارے پاس ہے جس نے اس کو پکڑا منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ جس نے اس کو نہ پکڑا، غرق ہو گیا۔ خبردار! ہماری وجہ سے ہر مومن اپنے اعمال کا ثواب حاصل کرتا ہے۔ ہماری وجہ سے ذلت کی رسی تمہاری گردن سے نکال لی جائے گی۔ ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ کھولتا ہے اور ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ ختم کرتا ہے۔

۱۸۔ مناقب میں عبد الاعلیٰ بن اعین سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا۔ "مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنا۔ میں کتاب خدا کو زیادہ جاننے والا ہوں۔ کتاب خدا میں ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک تمام واقع ہونے والے حالات موجود ہیں۔ اس کتاب خدا میں آسمان، زمین، بہشت اور دوزخ کی خبر ہے۔ اس میں تمام وہ باتیں ہیں جو گزر چکی ہیں۔ اور وہ واقعات ہیں جو آئندہ ظہور پذیر ہوں گے۔ میں ان تمام واقعات کو اس طرح جانتا ہوں، اور دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کتاب میں ہر چیز کا بیان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا ہم وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے اور ہم اس کتاب کے وارث ہیں جس میں ہر بات صراحت کے ساتھ موجود ہے۔"

مناقب میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ

نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کے ذریعہ جو آئمہ ہیں اپنے دین کو واضح کیا۔ ان کے ذریعہ اپنے علم کے پوشیدہ چشموں کو ظاہر کیا۔ اُمت کے جس فرد نے اپنے امام کے واجب حقوق کو پہچانا وہ ایمان کی شیرینی کو پالے گا۔ اسلام کی فضیلت کی تر و تازگی کو محسوس کرے گا۔ اللہ تعالےٰ نے امام کو بطور نشان کے مخلوق میں نصب کیا اور حجت کی صورت میں اس کو زمین پر قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے امام کو وقار کا تاج پہنایا۔ اللہ تعالےٰ کے نور نے اس کو ڈھانپ لیا۔ امام کو آسمانی برکات کا سبب بنا دیا۔ جس کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں جو کچھ ملتا ہے اس کے اسباب (ائمہ) کے ذریعہ ملتا ہے۔ بندوں کی معرفت امام کی معرفت کے بغیر اللہ تعالےٰ قبول نہیں کرتا۔ امام وحی الٰہی کے پوشیدہ حقائق، سنت رسول کے لاینحل مشکلات اور فتنہ کی سحر کاریوں کی حقیقت کو بخوبی جانتا ہے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ اولاد حسینؑ کی پشت سے ان آئمہ کو چن کر مخلوق کے لئے بھیجتا رہے گا۔ ہر امام کو ان باتوں کے لئے چن لیتا ہے جب ایک امام اس دنیا سے تشریف لے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس امام کی پشت سے ایک اور امام کو منتخب کر کے اپنی مخلوق میں نصب کرتا ہے۔ وہ امام کا کھلا ہوا نشان اور ہدایت کے لئے روشنی کا مینار ہوتا ہے۔ یہ آئمہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقرر ہوتے ہیں۔ جو لوگوں کو حق کی طرف ہدایت کرتے اور یہ لوگ حق کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یہ لوگ حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کی بہترین اولاد ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت کے برگزیدہ لوگ ہیں۔ ان حضرات کو اللہ تعالےٰ نے عالم ذر میں ان کے اجسام کی خلقت کے پہلے عرش کے دائیں جانب چن لیا تھا۔ اپنی حکمت کے سبب سے ان کو اپنے علم غیب کے ذریعہ پوشیدہ کر دیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ان آئمہ علیہم السلام کو لوگوں کی زندگی کا سبب بنایا اور ان کو اسلام کا ستون قرار دیا۔

۲۰۔ عیون الاخبار میں ابو الصلت ہروی سے روایت ہے کہ امام علی الرضا ابن موسیٰ الکاظم علیہما السلام نے ارشاد فرمایا:۔ امام یکتائے روزگار ہوتا ہے۔ ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کے برابر کوئی عالم نہیں ہوتا۔ اس کا کوئی بدل نہیں ہوتا نہ اس کا کوئی مثل ہوتا نہ نظیر۔ تمام کمالات سے مخصوص ہوتا ہے۔ یہ کمالات بغیر طلب کے اسے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ کمالات وہ حاصل نہیں کرتا بلکہ اسے عطا کرنے والے محسن سے خود بخود ملتے ہیں۔ جو شخص امام کی معرفت کی حقیقت تک پہنچ جاتا ہے تو اس کے امکان میں یہ بات داخل ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے امام کو اختیار کرے۔ افسوس ہے کہ معرفت امام میں عقلیں گمراہ ہو گئی ہے اور دانشمندی سرگرداں ہے۔ بڑے بڑے لوگ ٹھوکریں کھا چکے ہیں اور حکماء عاجز آ چکے ہیں۔ فصحاء اور بلغاء امام کی کما حقہ وصف بیان کرنے یا آپ کی فضیلت بیان کرنے سے اندھے ہو چکے ہیں۔ امام کی صفت

یا تعریف کا حق کیسے بیان ہو سکتی ہے۔ عقلیں اس تک کیسے پہنچ سکتی ہیں۔ امام کی مثل کہاں مل سکتی ہے۔"

۲۱۔ نہج البلاغہ میں امیرالمومنین علیہ السلام کا ایک خطبہ درج ہے۔ جس کو آپ نے صفین کی جنگ کی واپسی کے بعد ارشاد فرمایا۔ جس میں آل محمد کا ذکر کیا ہے۔

هم موضع سره، ولجاء امره، وعيبة علمه، وموئل حكمه، وكهوف كتبه، وجبال دينه، بهم اقام انحناء ظهره، واذهب ارتعاد فرائصه، لا يقاس بآل محمد صلى الله عليه وآله من هذه الامة احد، ولا يسوى بهم من جرت نعمتهم عليه ابدا، هم اساس الدين، وعماد اليقين اليهم يفئ الغالى، وبهم يلحق التالى، ولهم خصائص الولاية، وفيهم الوصية والوراثة، الآن اذ رجع الحق الى اهله، ونقل الى منتقله۔

(اہل بیت رسول) اسرار خدا کے حامل ہیں۔ دین خدا کی پناہ گاہ ہیں، علم خدا کا خزانہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کا مرجع ہیں۔ (آسمانی) کتابوں کی گھاٹیاں ہیں، دین الٰہی کے پہاڑ ہیں۔ (اللہ نے) انہیں کے ذریعہ دین کی پشت کا خم سیدھا کیا۔ انہیں کے ذریعہ دین کی کپکپی کو دور کیا۔ اس امت کے کسی فرد کا آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اس شخص سے ان کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا جس پر ان کی نعمتیں ہمیشہ جاری رہتی ہیں۔ وہ دین کی بنیاد ہیں، یقین کے ستون ہیں حد سے بڑھ جانے والا ان کے پاس پناہ لیتا ہے۔ پیچھے رہ جانے والا ان سے آ کر ملتا ہے۔ ولایت کے خصوصیات ان ہی میں موجود ہیں (حضرت محمد) کی وصیت اور وراثت انہیں کے لئے ثابت ہے۔ اب تم (ایسی باتیں کہتے ہو) جب حق (خلافت) اپنی صحیح جگہ پر آ چکا ہے۔ جہاں اس نے آنا تھا وہاں پہنچ چکا ہے۔

۲۲۔ حضرت علیؑ کا ایک خطبہ ہے۔ "صرف آئمہ ہی مخلوق پر اللہ تعالیٰ کے نگران ہیں، اور وہی اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حالات سے آگاہ ہیں۔ بہشت میں کوئی داخل نہیں ہو گا مگر وہ شخص جو ان کی معرفت رکھتا ہو اور تم ان کی معرفت حاصل کرو۔ دوزخ میں کوئی داخل نہیں ہو گا، مگر وہ جو ان کا منکر ہو گا۔ ان کے منکر کا تم کبھی انکار کرو۔"

۲۳۔ حضرت کا ایک خطبہ ہے "ہماری وجہ سے تم نے تاریکی میں ہدایت حاصل کی اور ہماری وجہ سے بلندی پر پہنچے۔ جب سے میں نے حق کو دیکھا اس کے بعد میں نے حق میں کبھی شک نہیں کیا۔ حضرت موسیٰ کو اپنی جان کا خوف نہیں تھا بلکہ جہال اور گمراہ سلطنت کے غلبہ کا خوف تھا۔"

۲۴- آپ کے خطبہ کا ایک حصہ ہے "کہاں جا رہے ہو؟ کہاں بھاگتے ہو؟ جھنڈے قائم ہو چکے ہیں، نشانیاں ظاہر ہیں (روشنی کے) مینار نصب ہو چکے ہیں۔ کہاں سرگرداں ہو رہے ہو بلکہ کس چکر میں حیران اور پریشان ہو حالانکہ تمہارے نبی کی عترت تمہارے سامنے موجود ہے جو حق کی مہار اور صدق کی زبان ہیں۔ ان کو وہ اچھا مقام دو جو قرآن نے ان کو دیا ہے۔ ان کے پاس ایسے جاؤ جیسے پیاسا پانی کے پاس جاتا ہے۔
اے لوگو! خاتم النبیین کے فرمان کے مطابق عترت رسول کا دامن پکڑ لو۔ جو ہم میں سے مر جاتا ہے (تمہارے خیال میں) وہ مر جاتا ہے۔ حالانکہ وہ مرتا نہیں جو ہم سے بوسیدہ ہو جاتا ہے (تمہارے خیال میں) وہ بوسیدہ ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ بوسیدہ نہیں ہوتا۔ ایسی بات نہ کہا کرو جس کی تمہیں معرفت نہیں ہے۔
بہت سی حق بات کا تم انکار کرتے ہو۔ اس بات کی (اللہ تعالیٰ سے) معذرت طلب کرو جس کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیا میں وہ ہوں جس نے ثقل اکبر (قرآن) پر عمل نہیں کیا؟ کیا میں نے تم میں ثقل اصغر (اہل بیت) کو نہیں چھوڑا میں نے تم میں ایمان کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں۔ میں نے تم کو حلال اور حرام کے حدود کی واقفیت دلا دی ہے۔ میں نے اپنے عدل و انصاف سے تمہیں خیر و عافیت کا لباس پہنا دیا۔ اپنے قول اور فعل سے تمہارے لئے نیکیوں کا فرش بچھا دیا ہے۔
میں نے تم سے اپنے کریمانہ اخلاق کا مظاہرہ کیا ہے۔ تم اپنی رائے کو ایسی بات میں کیوں داخل کرتے ہو جس کی تہ تک آنکھ پہنچ نہیں سکتی۔ اور فکر کی بلند نگاہی وہاں کا تصور نہیں کر سکتی۔"

۲۵- نیز حضرت کا یہ فرمان ہے "اپنے نبی کی اہل بیت کا خیال رکھو۔ ان کے راستہ کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ ان کی سنت کی پیروی کرو۔ اپنے آپ کو ہدایت سے باہر نہ کرو۔ اپنے آپ کو ہرگز ہلاکت میں نہ ڈالو (اہل بیت) اگر وہ بیٹھ جائیں تو تم بیٹھ جاؤ اگر وہ کھڑے ہو جائیں تو تم کھڑے ہو جاؤ۔ ان کے آگے نہ بڑھو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے اور ان سے الگ بھی نہ ہو جاؤ، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔"

۲۶- حضرت کا ایک خطبہ یہ ہے۔ "ہم (اہل بیت) نبوت کا ظرف ہیں۔ رسالت کے قیام کی جگہ ہیں۔ فرشتوں کے اترنے کا مقام ہیں۔ علم کا خزانہ ہیں۔ حکمت و دانائی کا چشمہ ہیں۔ ہمارا مددگار اور دوست اللہ تعالیٰ کی رحمت کا انتظار کرتا ہے۔ ہمارا دشمن اور ہم سے بغض رکھنے والا عذاب کا منتظر رہتا ہے۔"

۲۷- حضرت کا ایک خطبہ یہ ہے۔ "عنقریب میرے بعد تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں حق سے زیادہ پوشیدہ بات اور کوئی نہیں ہوگی۔ باطل کی ترویج بہت زیادہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر بہت زیادہ بہتان باندھا جائے گا۔"

اس زمانہ میں کتاب خدا سے زیادہ کوئی چیز نفع بخش نہیں ہوگی جبکہ اس کو کما حقہ تلاوت کیا جائے جب اس کے مقامات میں تحریف کر دی جائے گی تو اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ شہروں میں امر بالمعروف المنکر بن جائے گا۔ اور امر بالمنکر امر بالمعروف ہو جائے گا۔ جانتے رہو تم نیکی کو اس وقت تک نہیں پہچان سکو گے جب تک اس چیز کو نہ جان لو جس نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔ اس وقت تک کتاب (خدا) کو نہیں پکڑ سکو گے جب تک اس ذریعہ کو نہ جان لو جس نے اس کو توڑا تھا۔ تم کتاب (خدا) کو اس وقت تک ہرگز مضبوطی سے نہ پکڑ سکو گے جب تک اس شخصیت کو نہ پہچان لو جس نے اس کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ یہ امور ان لوگوں سے دریافت کرنا جو ان کو جانتے ہیں جو علم کی زندگی کا باعث ہیں اور جہالت کے لئے پیغام موت ہیں۔ وہ اپنا حکم اپنے علم کے ذریعہ اپنی خاموشی اپنی گفتار سے اور اپنا ظاہر اپنے باطن سے تمہیں آگاہ کریں گے۔ وہ دین کی مخالفت نہیں کریں گے اور نہ وہ دین میں اختلاف کرتے ہیں۔ وہ اسلام کے ارکان ہیں۔ وہ لپٹ جانے کی کھوہ ہیں۔ انہیں کی وجہ سے حق اپنے مقام پہ واپس قائم ہوگا۔ اور باطل کی جڑ اکھاڑ دی جائے گی۔ باطل کی زبان جڑ سے کاٹ دی جائے گی۔ دین کو برتن کی طرح مضبوطی سے پکڑو اور اس کی سرپرستی کرو۔ صرف سننے اور روایت پر اکتفا نہ کرو۔ علم کے روایت کرنے والے بہت ہیں لیکن اس کی سرپرستی کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ علم لوگوں کے درمیان سچا گواہ اور خاموش بولنے والا ہے۔"

۲۸۔ امیرالمومنین علیہ السلام کے خطبہ کا ایک حصہ یہ ہے (اہل بیت رسول) ان میں ایمان کی خوبیاں ہیں وہ اللہ تعالےٰ کے خزانے ہیں اگر بولتے ہیں سچ بولتے ہیں۔ اگر وہ خاموش ہوں تو ان پر سبقت نہ کرو۔

۲۹۔ امیرالمومنین کے خطبہ کا ایک ٹکڑا یہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہمیں اور تمہیں اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے ہمیں اور تمہیں بخش دیا۔ زمین پہ فروتنی اختیار کرو مصیبت پر صبر کرو (ناجائز امور میں) اپنے ہاتھوں اپنی تلواروں اور اپنی زبانوں کو حرکت نہ دو۔ اس معاملہ میں جلدی نہ کرو۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جلدی مقرر نہیں کی۔ تم میں سے جو شخص اپنے بستر پہ اس حالت میں فوت ہو گیا کہ اس کے دل میں اپنے رب اپنے رسول اور اہل بیت کی پوری معرفت تھی تو وہ شہید ہو کر مرگیا۔ اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ وہ نیک اعمال کے ثواب کا جن کا اس نے ارادہ کیا تھا مستحق ہو گیا۔ اس کی صرف خالص نیت اس کے حق میں مفید ثابت ہوئی۔ گویا کہ اس نے (میدان جنگ میں) تلوار کھینچ کر جہاد کیا تھا۔ کیونکہ ہر شئے کے لئے ایک مدت مقرر ہے اور وقت معین ہے۔"

۲۰۔ حضرت نے ایک خط معاویہ کے پاس لکھا اس کا ایک ٹکڑا یہ ہے "ہم اللہ تعالیٰ کی صنعت کا نمونہ ہیں۔ لوگ ہماری خاطر پیدا کئے گئے ہیں۔"

۲۱۔ حضرت نے حضرت کمیل بن زیاد نخعی سے فرمایا۔ کمیل کا بیان ہے کہ امیرالمومنین علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے قبرستان کی طرف لے گئے۔ جب آپ آبادی سے باہر پہنچ گئے تو ایک لمبا سانس لیا پھر فرمایا اے کمیل" یہ دل (معرفت کے حصول کا) ظرف ہیں ان میں بہترین وہ ہیں۔ جو زیادہ نگہداشت رکھنے والا ہو۔ میں جو بات تمہیں بتاؤں اس کو اچھی طرح محفوظ رکھنا۔ لوگ تین قسموں پر منقسم ہیں۔ ایک عالم ربانی۔ دوسرا وہ طالب علم جو نجات کی راہ پر گامزن ہے (تیسرا) وہ ذلیل اور کمینہ گروہ ہے جو ہر ہانکنے والے کی پیروی کرتا ہے اور جدھر ہوا کا رخ دیکھتا ہے وہیں جھک جاتا ہے۔ علم کے نور سے روشنی حاصل نہیں کرتا۔ مضبوط ستون کی طرف پناہ نہیں لیتا۔ اے کمیل علم مال سے افضل ہے۔ علم (اپنی طاقت سے) تمہاری حفاظت کرے گا۔ اور مال کی تم خود حفاظت کرتے ہو۔ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم صرف کرنے سے بڑھتا ہے۔ مال کے پیدا کرنے والے۔ مال کے ضائع ہو جانے سے زوال پذیر ہو جاتا ہے۔ اے کمیل علم کی معرفت دین ہے جس کی پیروی کی جاتی ہے۔ جس کے ذریعے انسان زندگی میں دوسرے سے اپنی اطاعت منواتا ہے۔ مرنے کے بعد نیکنامی حاصل کرتا ہے۔ علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے۔ اے کمیل مال کے جمع کرنے والے ہلاک ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ زندہ ہوتے ہیں اور علماء مرنے کے بعد بھی جب تک دنیا موجود ہے زندہ رہتے ہیں۔ ان کا ظاہر جسم دنیا سے مفقود ہوتا ہے۔ لیکن ان کی تصاویر دلوں میں موجود رہتی ہیں۔ اس جگہ علم کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہے۔ حضرت نے اپنے دست اقدس سے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ کاش! اس کے اٹھانے والے مجھے مل جاتے۔ ہاں ملا کوئی تو، یا ایسا جو ذہین تو ہے مگر ناقابل اطمینان ہے اور جو دنیا کو دین کے لئے آلہ کار بنانے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی وجہ سے اس کے بندوں پر اور اس کی محبتوں کی وجہ سے اس کے دوستوں پر تفوق اور برتری جتلانے والا ہے یا جو ارباب حق و دانش کا مطیع تو ہے مگر اس کے دل کے گوشوں میں بصیرت کی روشنی نہیں ہے۔ بس ادھر ذرا سا شبہ لاحق ہوا جھٹ اس کے دل میں شکوک کی چنگاریاں بھڑکنے لگیں۔ تو معلوم ہونا چاہیئے نہ یہ اس قابل ہے نہ وہ اس قابل ہے۔ یا ایسا شخص ملتا ہے کہ جو لذتوں پر مٹا ہوا ہے۔ اور بآسانی خواہش نفسانی کی راہ پر کھنچ جانے والا ہے یا ایسا شخص جو جمع آوری و ذخیرہ اندوزی پر جان دیئے ہوئے ہے یہ دونوں بھی دین کے کسی امر کی اطاعت و پاسداری کرنے والے نہیں ہیں۔ ان دونوں سے انتہائی قریبی شباہت چرنے والے جانور

رکھتے ہیں۔ اسی طرح تو علم کے خزینہ داروں کے مرنے سے علم ختم ہوجاتا ہے۔ ہاں! مگر زمین ایسے فرد سے خالی نہیں رہتی کہ جو خدا کی حجت کو برقرار رکھتا ہے چاہے وہ ظاہر و مشہور ہو یا خائف پنہاں تاکہ اللہ کی دلیلیں اور نشانیاں مٹنے نہ پائیں اور وہ ہیں ہی کتنے اور کہاں پر ہیں؟ خدا کی قسم وہ گنتی میں بہت تھوڑے ہوتے ہیں اور اللہ کے قدر و منزلت میں بہت بلند۔ خداوند عالم ان کے ذریعہ سے اپنی حجتوں اور نشانیوں کی حفاظت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ان کو اپنے الیسوں کے سپرد کردیں۔ اور اپنے الیسوں کے دلوں میں انہیں بو دیں۔ علم نے ان کو ایک دم حقیقت و بصیرت کے انکشافات تک پہنچا دیا ہے۔ وہ یقین و اعتماد کی روح سے گھل مل گئے ہیں۔ اور ان چیزوں کو جنہیں آرام پسند لوگوں نے دشوار قرار دے رکھا تھا اپنے لئے سہل و آسان سمجھ لیا ہے اور جن چیزوں سے جاہل بھڑک اٹھتے ہیں۔ وہ ان سے جی لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ ایسے جسموں کے ساتھ دنیا میں رہتے ہیں کہ جن کی روحیں ملا اعلی سے وابستہ ہیں۔ یہی لوگ تو زمین میں اللہ کے نائب اور اس کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ ہائے ان کی دید کے لئے میرے شوق کی فراوانی (پھر حضرت نے فرمایا) اے کمیل جب مرضی ہو واپس جاؤ"۔ ؎۱

۳۲۔ غرر الحکم میں (حضرت کا فرمان درج ہے۔ جس میں ارشاد فرماتے ہیں) لاالہ الا اللہ (دین کے) شرطوں میں ایک شرط ہے۔ میں اور میری ذریت ان شرائط میں سے ایک شرط ہیں۔ ہمارا امر سخت اور بے حد دشوار ہے! اس کا متحمل صرف وہ بندہ ہوتا ہے۔ جس کے دل کا امتحان اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہو۔ ہماری حدیثا کو وہ سینے محفوظ رکھتے ہیں جو امانتدار ہوتے ہیں اور وہ اخلاق جو با وقار ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حق کے راستوں کو واضح اور اس کے طریقوں کو روشن کر دیا ہے (نافرمانی کی صورت میں) ہمیشگی کی بدبختی طاری ہوجاتی ہے۔ یا (فرمانبرداری کی حالت میں انسان) ابدی نیک بختی سے مالا مال ہوجاتا ہے۔

انا قسیم النار، وخازن الجنان، صاحب الحوض، وصاحب الاعراف ولیس منا اهل البیت امام الا وهو عارف باهل ولایته وذلك قول الله تعالى انما انت منذر ولكل قوم هاد انا یعسوب المؤمنین والمال یعسوب الفجار انی لعلی بینة من ربی وبصیرة من دینی، ویقین من امری، انی لعلی جادة الحق والهم لعلی مزلة الباطل

؎۱ کمیل بن زیاد حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خواص اصحاب میں تھے۔ علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے۔ کچھ عرصہ تک حضرت کے ہیئت میں عامل رہے۔ ۸۳ھ میں ۹۰ برس کی عمر میں حجاج بن یوسف ثقفی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ کوفہ کے باہر ایک کھلے ہوئے میدان میں مدفون ہیں۔ احقر نے جولائی ۱۹۶۱ سنہ ہجری میں اپنی بیٹی رضیہ فاطمہ کی معیت میں آپ کے مزار کی زیارت کی ہے ۱۲ (محمد شریف عفی عنہ)

اقول ما تسمعون واستغفر اللہ لی ولکم الا یفوز بالنجاۃ الا من تام لبشر الطالایمان
میں دوزخ کا بانٹنے والا ہوں۔ میں بہشت کا خزانچی ہوں۔ میں حوض رکوثر) کا مالک ہوں۔ میں اعراف
کا مالک ہوں۔ ہم اہل بیت میں جو امام کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے وہ اپنے ماننے والوں کو بخوبی جانتا
ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (اے محمد) آپ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے ایک
ہادی ہوتا ہے (ہادی سے مراد امام ہیں) میں مومنین کا سردار ہوں۔ مال نافرمانوں کا سردار ہے۔ میں اپنے
رب کی دلیل اور بصیرت کے ذریعہ اپنے دین پر قائم ہوں۔ مجھے میرے امر کا یقین ہے۔ میں حق
کے راستہ پر گامزن ہوں (ہمارے مخالف) باطل کی مزلت میں گرفتار ہیں۔ میں وہ بات کہہ رہا
ہوں جس کو تم سن رہے ہو۔ اللہ سے تمہارے لئے اور اپنے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں (روز
قیامت) وہ شخص رستگاری حاصل کرے گا۔ جو (دنیا میں) شرائط ایمان کے ساتھ قائم رہا۔"

۲۳۔ ابو اسحاق ثعلبی اپنی تفسیر میں قیس بن حازم سے وہ جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الا ومن مات علی حب آل محمد مات شہیدًا
تمہیں معلوم ہونا چاہئے جو شخص آل محمد کی محبت پر مر گیا وہ شہید ہو کر مرا۔" الا ومن مات علی حب آل محمد
مات مغفورًا لہ۔ خبردار! جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ مغفور ہو کر مرا۔ الا ومن مات علی حب
آل محمد مات تائبًا۔ خبردار! جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ تائب ہو کر مرا۔ الا ومن مات علی
حب آل محمد مات مومنًا مستکمل الایمان۔ خبردار جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ کامل الایمان
مومن ہو کر مرا۔ الا ومن مات علی حب آل محمد بشرہ ملک الموت بالجنۃ ثم منکر ونکیر خبردار!
جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا اس کو موت کا فرشتہ جنت کی بشارت دیتا ہے پھر منکر اور نکیر۔" الا ومن
مات علی حب آل محمد یزف الجنۃ کما تزف العروس الی بیت زوجھا۔ خبردار! جو شخص
آل محمد کی محبت پر فوت ہو گیا۔ بہشت کی طرف اس شان و شوکت اور اس سج دھج کے ساتھ جائے گا۔
جس طرح دلہن اپنے شوہر کے گھر ناز و انداز سے جاتی ہے۔ الا ومن مات علی حب آل محمد جعل
اللہ زوار قبرہ ملائکۃ الرحمۃ۔ خبردار جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہو گیا اس کی قبر کی زیارت
رحمت کے فرشتے کرتے ہیں۔ الا ومن مات علی حب آل محمد مات علی السنۃ والجماعۃ خبردار!
جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا وہ سنت اور جماعت پر مرا۔ الا ومن مات علی بغض آل محمد جاء
یوم القیامۃ مکتوب بین عینیہ آئس من رحمۃ اللہ۔ خبردار! جو شخص آل محمد کا دل میں
بغض رکھ کر مرا تو قیامت کے روز اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان

لکھا ہوا ہوگا۔ یہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہے الا ومن مات علی بغض آل محمد مات کافراً۔ خبردار!
جو شخص آل محمد کا بغض اپنے دل میں رکھ کر فوت ہوا وہ کافر ہو کر فوت ہوا۔ الا ومن مات علی بغض آل
محمد لم یشم رائحۃ الجنۃ۔ خبردار! جو شخص آل محمد کا کینہ اپنے دل میں لئے ہوئے فوت ہوا۔
وہ بہشت کی بو تک نہیں سونگھے گا۔"

(بحوالہ حموینی، افضل الخطاب اور روح البیان)

باب ۴

احادیث سفینہ نوح، حدیث باب حطہ بنو اسرائیل، حدیث ثقلین اور حدیث غدیر کے بیان میں

۱۔ مشکوٰۃ المصابیح میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ خانہ کعبہ کے دروازے کو پکڑے ہوئے
فرما رہے تھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ مثل اھل بیتی فیکم
مثل سفینۃ نوح، من رکبھا نجا ومن ترکھا غرق
میرے اہل بیت کی مثال تم میں کشتی نوح کی مانند ہے جو شخص کشتی نوح پر سوار ہو گیا تھا۔ نجات
پا گیا تھا اور جس نے کشتی نوح کو چھوڑ دیا تھا غرق ہو گیا تھا۔"

۲۔ الاوسط میں یہ فقرہ زیادہ ہے۔ انما مثل اھل بیتی فیکم مثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل
من دخلہ غفر لہ۔ "میرے اہل بیت کی مثال تم میں بنو اسرائیل کے باب حطہ کی مانند ہے
جو اس دروازے سے داخل ہو گیا تھا۔ اسے بخش دیا گیا تھا۔"

۳۔ ابو طفیل حضرت ابوذر سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوذر خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑے ہوئے کہہ رہے
تھے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ میرے اہل بیت کی مثال تم میں کشتی نوح کی مانند ہے۔ جو کشتی نوح پر سوار
ہو گیا تھا، نجات پا گیا تھا۔ جس نے اس کو چھوڑ دیا تھا غرق ہو گیا تھا اور میرے اہل بیت کی مثال تم
میں بنو اسرائیل کے باب حطہ کی مانند ہے۔ جو اس سے داخل ہو گیا تھا۔ اس کو بخش دیا گیا تھا۔
بحوالہ طبرانی الاوسط میں، ابویعلی الصغیر میں، امام احمد بن حنبل بروایت حضرت ابوذر اور جمع الفوائد۔
نیز اس حدیث کو بزار اور ابن مغازلی نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس سے روایت کیا ہے

نیز سلمہ بن اکوع نے اور ابن معتمر نے ابوذر سے اور سعید بن مسیب نے ابوذر سے روایت کیا ہے۔ نیز حموینی نے ابوذر غفاری سے اس فقرہ کی زیادتی کے ساتھ حدیث کو نقل کیا ہے "رسول اللہ نے فرمایا تمہیں میرے اہل بیت کی مثال تم میں بنو اسرائیل کے باب حطہ کی مانند ہے۔ جو اس سے داخل ہو گیا اس کو بخش دیا گیا!" ابن مغازلی نے ابوذر سے حدیث سفینہ اور حدیث باب حطہ کو نقل کیا ہے۔ حموینی نے حلیش بن معتمر سے وہ ابوذر سے اس حدیث کو نقل کرتے ہیں الفصول المہمہ میں مالکی نے حضرت ابوذر کے غلام رافع سے وہ حضرت ابوذر سے روایت کرتے ہیں۔ ثعلبی اور سمعانی نے بھی حدیث سفینہ کو نقل کیا ہے۔

۴۔ سلیم[1] بن قیس ہلالی کا بیان ہے کہ میں اور حلیش بن معتمر مکہ میں موجود تھے۔ اس اثنا میں حضرت ابوذر کھڑے ہو گئے آپ نے خانہ کعبہ کے دروازے کی زنجیر کو پکڑ کر فرمایا "جو شخص مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا اس کو معلوم ہونا چاہیئے میں جنارب بن جنادہ ابوذر ہوں۔ اے لوگو! میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میرے اہل بیت کی مثال تم میں کشتی نوح کی مانند ہے جو شخص کشتی نوح پر

---

[1] حضرت سلیم بن قیس ہلالی حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام کے صحابی ہیں۔ آپ کا انتقال ۹۰ھ میں ہوا۔ جناب سلیم نے ایک کتاب تالیف فرمائی تھی جو حال ہی میں مطبع حیدریہ نجف اشرف عراق سے شائع ہو گئی ہے۔ اس کتاب میں حضرت سلیم نے رسول اللہ کے انتقال کے بعد سے لیکر مابعد کے واقعات کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ آپ نے اس کتاب کو جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں بھی پڑھا تھا۔ امام نے سن کر فرمایا تھا یہ تمام ہماری احادیث ہیں۔ یہ جلیل القدر کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ گراں قدر کتاب حبیب صادق آل محمد کی خدمت میں پیش ہوئی۔ تو حضرت نے فرمایا من لم یکن عندہ من محبینا و شیعتنا کتاب سلیم بن قیس الهلالی لم یکن عندہ من امرنا شیٔ وھو ابجد الشیعۃ وھو سر من اسرار آل محمد جس ہمارے محب اور رشید کے پاس سلیم بن قیس ہلالی کی کتاب نہیں وہ ہمارے امر کے متعلق کچھ نہیں جانتا یہ کتاب شیعہ مذہب کا ابجد ہے اور اس میں آل محمد کے راز مخفی ہیں۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار میں اعتبار الکتب کے تحت اس کتاب کا بحوالہ حدیث امام جعفر صادق علیہ السلام ذکر کیا ہے۔ اس احقر نے اس کا اردو ترجمہ کر دیا ہے لیکن عصر حاضر کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ابھی تک اس کے ترجمہ کی اشاعت معرض التوا میں پڑی ہوئی ہے۔ خدا کرے وہ وقت جلد آئے جب یہ کتاب اردو کے لباس میں ملبوس ہو کر مومنین کے ہاتھوں میں پہنچ جائے اور دوستداران اہل بیت رسول کے ایمان کی زیادتی کا باعث ہو۔ آمین ۱۲

(الاحقر محمد شریف عفا اللہ عنہ و عن والدیہ)

سوار ہوگیا تھا، نجات پاگیا تھا، جس نے اس کو چھوڑ دیا تھا ہلاک ہوگیا تھا۔ میرے اہل بیت کی مثال تم میں بنو اسرائیل کے باب حطہ کی مانند ہے جو اس دروازے سے داخل ہوگیا تھا نجات پاگیا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ اگر تم ان کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ ایک کتاب خدا ہے دوسرے میری عترت ہے۔ یہ دونوں آپس میں جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے۔

۵۔ فرائد السمطین میں حموینی نے سعید بن جبیر سے وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے علی میں علم کا شہر ہوں تم اس کا دروازہ ہو شہر میں دروازے سے داخل ہونا پڑتا ہے۔ وہ شخص بالکل جھوٹا ہے جس کا یہ خیال ہے کہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے اور حالانکہ تم سے دشمنی رکھتا ہے۔ اے علی! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، تیرا گوشت میرا گوشت ہے۔ تیرا خون میرا خون ہے۔ تیری روح میری روح ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ تیری ظاہری بات میری ظاہری بات ہے۔ جس نے تیری اطاعت کی وہ سعید ہے۔ جس نے تم سے بغض رکھا وہ شقی ہے۔ جس نے تمہیں دوست رکھا وہ فائدہ میں رہے گا جس نے تم سے دشمنی کی وہ گھاٹے میں رہا۔ جو تیرا دامن پکڑے رہا کامیاب ہوگیا جس نے تم کو چھوڑ دیا ہلاک ہوگیا۔ میرے بعد تم اور تیری اولاد سے جو ائمہ پیدا ہوں گے ان کی مثال کشتی نوح کی مانند ہے جو شخص کشتی نوح پر سوار ہوگیا تھا نجات پاگیا تھا۔ جس نے کشتی نوح کو چھوڑ دیا تھا غرق ہوگیا تھا (اے علی) تم لوگوں کی مثال ستاروں کی مانند ہے۔ اگر ایک ستارہ غائب ہوجاتا ہے تو دوسرا ستارہ نمودار ہوجاتا ہے۔ یہی سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔"

فصل حدیث ثقلین اور حدیث غدیر میں

۶۔ (بحذف اسناد) یزید بن حیان کا بیان ہے کہ میں حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم زید بن ارقم کے پاس گئے جب ہم لوگ زید کے پاس بیٹھ گئے تو حصین نے کہا اے زید تم نے خیر کثیر کو حاصل کرلیا ہے۔ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور آپ کی حدیث کو سنا آپ کے ساتھ جہاد کیا اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی تھی۔ ہم لوگوں نے کہا اے زید وہ حدیث جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی ہمیں بیان کیجئے۔ زید نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے خدا کی قسم میں بوڑھا ہوگیا ہوں، میری موت قریب ہے ان بعض چیزوں کو بھول گیا ہوں جو رسول اللہ سے یاد کی تھیں اور جو حدیث میں تم سے بیان کروں اس کو قبول کرنا۔ اگر تم قبول نہ کرو تو مجھے اس بارے میں تکلیف نہ دیجئے۔ پھر زید نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہوکر ایک چشمہ پر ہمیں خطبہ دیا۔ اس چشمہ کو خم (غدیر) کہتے ہیں جو کہ اور مدینہ کی راہ کے درمیان ہے

رسول اللہ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی وعظ اور ذکر کیا۔ پھر فرمایا اے لوگو! قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا ایلچی پہنچ جائے اور میں اس کی بات (موت) کو قبول کر لوں۔ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک کتاب خدا ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ کتاب خدا کو پکڑو اور اس کے دامن سے متمسک ہو جاؤ۔ کتاب خدا کی پیروی پر ابھارا اور اس کی طرف رغبت دلائی۔ فرمایا (دوسرے) میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں۔ میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں (دو دفعہ فرمایا) حصین نے کہا اے زید آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی عورتیں آپ کے اہل بیت نہیں ہیں؟ زید نے کہا آپ کی عورتیں آپ کے اہل بیت ہیں۔ لیکن (در حقیقت) آپ کے اہل بیت وہ اشخاص ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ حصین نے کہا وہ کون ہیں؟ زید نے کہا وہ آل علیؑ، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس ہیں۔ حصین کا بیان ہے کہ میں نے کہا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ کہا ہاں۔

۷۔ (بحذف اسناد) جریر کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں (ایک) اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے جس نے اس سے تمسک کیا اور اس کو پکڑا وہ ہدایت پر ہے جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ گمراہ ہوا۔"

۸۔ (بحذف اسناد) یزید بن حیان زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں کہ ہم زید کے پاس گئے اور کہا، (اے زید) تم نے بھلائی کو دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل کیا اور رسول اللہ کی اقتدا میں نماز کو پڑھا الخ

ابو حیان کی حدیث بھی اسی طرح ہے مگر اس میں یہ زیادتی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا تمہیں یقین ہونا چاہیے کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ ایک کتاب خدا ہے۔ جو اللہ کی رسی ہے۔ جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت یافتہ ہے۔ جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ گمراہ ہے (دوسرے میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں۔ اسی روایت میں ہے کہ ہم نے کہا آپ کی عورتیں آپ کے اہل بیت نہیں ہیں؟ زید نے کہا خدا کی قسم عورت تو ایک مدت تک مرد کے ساتھ رہتی ہے پھر وہ اسے طلاق دے دیتا ہے تو وہ اپنے باپ اور قوم کے پاس لوٹ جاتی ہے۔ رسول اللہ کے اہل بیت وہ ہیں جو آپ کی جڑ اور عصبہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔"

۹۔ براء بن عازب سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ کے ساتھ تھے۔ ہم غدیر خم کے مقام پر اترے۔ نماز جامعہ کی ندا کی گئی۔ رسول اللہ نے نماز ظہر ادا فرمائی۔ حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم۔ قالوا بلی، قال الستم تعلمون انی اولی

بکل مؤمن نفسہ قالوا بلیٰ ، آخذاً بید علی فقال لھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ ۔ قال لقیہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقال ھنیئاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولی کل مؤمن و مؤمنۃ کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ میں مومنین کے نفسوں سے بہتر ہوں ۔ لوگوں نے کہا ایسا ہی ہے ۔ رسول اللہ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑے ہوئے ان سے کہا جس کا میں سردار ہوں اس کے علی سردار ہیں اے اللہ تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے ۔ براء کا بیان ہے کہ آپ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ملے اور کہنے لگے ۔ اے ابوطالب کے بیٹے تمہیں مبارک ہو ۔ آپ تو ہر مومن اور مومنہ کے سردار ہو گئے

(رجال ثعلبی بروایت براء)

۱۰۔ (بحذف اسناد) زید بن ارقم سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وادی خم غدیر میں اترے ۔ رسول اللہ نے خطبہ دیا اور فرمایا ” کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ میں ہر مومن سے اس کی جان سے افضل ہوں ۔ لوگوں نے عرض کیا ایسا ہی ہے ۔ فرمایا جس کا میں سردار ہوں اس کے علی سردار ہیں ۔ اے اللہ جو علی سے دوستی رکھے تو اس کو دوست رکھ جو علی سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ “

۱۱۔ (بحذف اسناد) جامع ترمذی باب مناقب اہل بیت میں جابر بن عبداللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حج کے موقع عرفہ کے دن اس حالت میں دیکھا کہ آپ اپنی قصویٰ نامی اونٹنی پر سوار ہو کر یہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے ” اے لوگو ! میں تم میں وہ چیز چھوڑتا ہوں ، اگر اس کو پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے ۔ کتاب خدا اور میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں “

۱۲۔ ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ” میں تم میں وہ چیز چھوڑنے والا ہوں اگر اس کا دامن پکڑو گے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے ۔ ایک چیز دوسری سے بڑی ہے ۔ ایک کتاب خدا ہے جو آسمان سے لے کر زمین تک اسی کی طرح کھچی ہوئی ہے ۔ دوسرے میری عترت جو اہل بیت ہیں ۔ یہ اس وقت تک جدا نہ ہوں گے ۔ حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے ۔ دیکھو (میرے بعد) ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو

۱۳۔ (بحذف اسناد) حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ آخری حج سے واپس تشریف لائے تو فرمایا اے لوگو ! مجھے (اللہ) لطیف اور خبیر نے خبر دی ہے کہ ہر نبی کو اپنے سے گذشتہ نبی کے مقابلہ میں نصف زندگی عطا ہوتی ہے ۔ قریب ہے کہ مجھے (اللہ کی جانب سے) بلاوا جائے تو میں اس پر لبیک کہوں گا ۔ میں حوض پر (قیامت کے روز) موجود ہوں گا جب وہاں تم میرے پاس وارد ہو گے تو میں تم سے دو چیزوں کے متعلق تم سے سوال کروں گا ۔ دیکھو ! (میرے بعد) ان دونوں سے کیا سلوک کرتے ہو

ایک ثقل اکبر ہے جو کتاب خدا ہے۔ اس کا ایک کونا اور حصہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھ میں۔ اس کو مضبوطی سے پکڑلو، ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اس (کتاب خدا) میں تبدیلی نہ کرو (دوسرے) میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں۔ مجھے لطیف اور خبیر (خدا) نے آگاہ کیا ہے کہ یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے۔ حتیٰ کہ حوض پر میرے پاس وارد ہوں گے۔"

۱۴۔ مشکوٰۃ المصابیح میں برأ بن عاذب سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خم غدیر کے مقام پر اُترے تو حضرت علی کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ میں ہر مومن کی جان سے بہتر ہوں۔ لوگوں نے کہا ایسا ہی ہے۔ فرمایا اے میرے اللہ جس کا میں سردار ہوں اس کے علی سردار ہیں۔ اے میرے اللہ! تو اس کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھ جو علیؑ سے دشمنی رکھے۔ حضرت علیؑ سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہو گئی۔ آپ نے عرض کیا اے ابو طالب کے فرزند تمہیں مبارک ہو کیونکہ آپ تمام مومنین اور مومنات کے سردار ہو گئے ہیں (بحوالہ روایت احمد بن حنبل)

۱۵۔ کتاب مودۃ القربیٰ میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا عنقریب مجھے بلایا جائے گا اور میں لبیک کہوں گا۔ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں (ایک اپنے رب کی کتاب (دوسرے) اپنی عترت جو میرے اہل بیت ہیں۔ دیکھو! ان کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو۔"

۱۶۔ کتاب ابن ماجہ میں برأ بن عازب سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس حج سے واپس آتے جس حج کو آپ نے ادا کیا تھا۔ آپ راستہ میں اُتر گئے۔ نماز جامعہ کا حکم فرمایا حضرت علیؑ کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا کیا میں مومنین کی جان سے افضل نہیں ہوں؟ لوگوں نے کہا ایسا ہی ہے۔ فرمایا کیا میں ہر مومن کی جان سے افضل نہیں ہوں؟ لوگوں نے کہا ایسا ہی ہے۔ فرمایا جس کا میں سردار ہوں یہ اس کے سردار ہیں۔ اے اللہ! تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔"

۱۷۔ مشکوٰۃ المصابیح میں زید بن ارقم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس کا میں سردار ہوں۔ اس کے علی سردار ہیں (اے اللہ) تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔ (بحوالہ روایت احمد بن حنبل اور جامع ترمذی)

۱۸۔ (بحذف اسناد) کتاب مسند احمد بن حنبل میں ابن سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ عنقریب مجھے بلایا جائے گا اور میں جواب دوں گا۔ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ اگر تم ان کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ ان میں ایک دوسری سے بڑی

ہے۔ بڑی ان میں کتاب خدا ہے۔ جو رسی کی طرح آسمان سے کھچی ہوئی زمین تک پہنچی ہے (دوسرے) میری اولاد ہے جو اہل بیت ہے۔ تمہیں یقین ہونا چاہیئے۔ یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے جب میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے"۔ ابن نمیر کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب اعمش سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "دیکھو! ان دونوں کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو"۔

۱۹۔ (بحذف اسناد) زیادات مسند میں علی بن ربیعہ کا بیان ہے کہ میں زید بن ارقم سے اس وقت ملا کہ جب آپ مختار کے پاس جا رہے تھے یا مختار کے ہاں سے واپس آرہے تھے۔ میں نے زید کی خدمت میں عرض کیا، کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ زید نے کہا، ہاں!

۲۰۔ (بحذف اسناد) زیادات المسند میں زید بن ثابت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں (ایک) کتاب خدا ہے جو رسی کی طرح آسمان اور زمین کے درمیان کھچی ہوئی ہے (دوسرے) میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ یہ دونوں جب تک میرے پاس حوض پر نہ پہنچ جائیں جدا نہ ہوں گے"۔

۲۱۔ (بحذف اسناد) زید بن ارقم کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری حج کے موقعہ پر مکہ سے واپس ہوکر غدیر جحفہ پر اُتر کر یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ "اے لوگو! میں اپنی گرانقدر چیز کے متعلق تم سے سوال کروں گا تم اس کے بارے میں میرا کیا خیال رکھتے ہو۔ ان دو میں بڑی کتاب خدا ہے۔ ایک کنارہ اور کونہ اس کا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کونہ اس کا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اس کو پکڑے رکھو۔ گمراہ نہ ہو جاؤ۔ دوسرے میری عترت ہے"۔ پھر حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا جس کا میں سردار ہوں اس کے علی سردار ہیں۔ اے اللہ! تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے"۔ رسول اللہ نے اس جملہ کو تین بار دہرایا۔

۲۲۔ (بحذف اسناد) زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ غدیر خم کے مقام پر اُترے۔ اس موقعہ پر ارشاد فرمایا "میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک دوسری سے بڑی ہے (ایک) کتاب خدا ہے (دوسری) میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ دیکھو! تم ان کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو۔ یہ دونوں اس وقت تک ہرگز جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں"۔ پھر حضرت علیؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا "جس کا میں سردار ہوں اس کے علی سردار ہیں۔ جس کا میں سردار ہوں اس کے یہ سردار ہیں"۔ پھر فرمایا۔ "اے اللہ! تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے

دشمنی رکھے۔" میں نے (ابوفضیل نے) کہا تم نے اس حدیث کو سُنا تھا۔ زید نے کہا جو شخص بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا اور کان سے سُنا تھا۔"

۲۳۔ (بحذف اسناد) ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ اے لوگو! میں نے تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑی ہیں۔ اگر تم ان دونوں کو پکڑ لو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک دوسری سے بڑی ہے (ایک) کتاب خدا ہے جو آسمان سے لے کر زمین تک کھچی ہوئی ہے (دوسری) میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ تمہیں یقین رکھنا چاہیئے کہ یہ دونوں اس وقت تک ہرگز جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد نہ ہو گے۔"

۲۴۔ (بحذف اسناد) مسند احمد بن حنبل میں بریدہ سے روایت ہے کہ میں یمن کی لڑائی میں حضرت علیؑ کے ساتھ شریک ہُوا تھا۔ میں نے علیؑ میں ایک ایسی بات دیکھی جس کا ذکر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کیا اور میں نے علیؑ کی عیب جوئی کی تھی۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا۔ فرمایا "اے بریدہ! میں مومنین کی جان سے افضل نہیں ہوں؟" میں نے عرض کیا ایسا ہی ہے۔ فرمایا "جس کا میں سردار ہوں۔ اس کے علی سردار ہیں۔"

فصل حدیث غدیر پر لوگوں کی شہادت

۱۔ (بحذف اسناد) مسند امام احمد بن حنبل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسجد کوفہ[1] کے صحن میں لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا میں ہر مسلمان سے خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ اس نے غدیر خم کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا سُنا تھا۔ سترہ آدمیوں نے

---

[1] مسجد کوفہ بہت بڑی مسجد ہے جس میں ایک ہی وقت میں لاکھوں آدمی سما سکتے ہیں۔ جس میں بارہ مصلے چبوتروں کی شکل میں بنے ہوئے ہیں۔ جہاں مختلف آئمہ اور انبیاء نے نماز ادا کی تھی جس جگہ حضرت امیرالمومنین بیٹھ کر فیصلہ جات فرمایا کرتے تھے۔ اس چبوترے کو اب بھی دکۃ القضاء امیرالمومنین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کا باعث جو تنور تھا وہ مسجد کوفہ کے اندر بیان کیا جاتا ہے۔ جہاں سے پانی اُبل پڑا تھا اور طوفان نوح آگیا تھا۔ روایات کی رو سے مسجد کوفہ فضیلت کے لحاظ سے مسجد الحرام سے کم نہیں ہے۔ مسجد کوفہ کے فضائل تحریر کرنے کا یہ محل نہیں ہے۔ ۱۲

(محمد شریف عفی عنہ)

کھڑے ہو کر عرض کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے ہاتھ کو پکڑا تھا تو لوگوں سے فرمایا تھا۔ کیا تم جانتے ہو کہ میں مومنین سے ان کی جان سے افضل ہوں۔ لوگوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ فرمایا جس کا میں سردار ہوں اس کے یہ علیؑ سردار ہیں۔ اے اللہ تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے، تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔"

۲۔ (بحذف اسناد) مسند امام احمد بن حنبل میں ابو عمر سے روایت ہے کہ میں نے علی کو (کوفہ کی مسجد کے) صحن میں لوگوں کو قسم دے کر دریافت کرتے ہوئے سنا۔ تیرہ آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی تھی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا من کنت مولاہ فھذا علیؑ مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ "جس کا میں سردار ہوں اس کے یہ علیؑ سردار ہیں اے اللہ! تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے۔ تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے"!

بحوالہ زیادات المسند مؤلفہ عبداللہ بن احمد بروایت ابو طفیل، ابن مغازی اور موفق بن احمد

۳۔ (بحذف اسناد) مسند احمد بن حنبل میں ریاح بن حارث سے روایت ہے کہ ایک گروہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں (مسجد کوفہ کے) صحن میں حاضر ہوا۔ انہوں نے کہا اے ہمارے آقا آپ پر ہمارا سلام ہو۔ حضرت نے فرمایا تم قوم عرب ہو میں تمہارا سردار و آقا کیسے ہوں؟" انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غدیر خم کے دن فرماتے ہوئے سنا تھا۔ جس کا میں سردار ہوں اس کے یہ علی سردار ہیں"۔ ریاح کا کہنا ہے کہ میں ان کے پیچھے ہو لیا اور ان سے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا کہ وہ انصار کا گروہ ہیں۔ اور ان میں ابو ایوب انصاری بھی ہے۔ (بحوالہ ابن مغازلی)

۴۔ کتاب اصابہ مؤلفہ شیخ ابن حجر عسقلانی شافعی میں ابو قدامہ کے حالات میں تحریر ہے جس کو ابو العباس احمد بن محمد سعید بن عقدہ نے کتاب الموالات میں ذکر کیا ہے۔ اس کتاب میں آپ نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے طریقوں کو جمع کیا ہے۔ اور ایک طریق میں ابو طفیل سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کوفہ میں حاضر تھے۔ حضرت نے (لوگوں سے) فرمایا۔ میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ (تم میں سے) غدیر خم کے روز کون موجود تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ اس کو اٹھنا چاہیئے اور (اس بات کی) گواہی دینا چاہیئے۔ سترہ آدمی کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اس بات کی گواہی دی کہ یہ حدیث رسول اللہ سے سنی تھی۔ اس حدیث کی ایک سند لعلی بن مرہ اور دوسری سند ابو اسحاق سے روایت ہے۔ ابو اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے اتنے لوگوں نے بیان کیا جن کا میں شمار نہیں کر سکتا اور ایک روایت کو ذر بن جبیش سے بیان کیا

گیا ہے کہ مسجد کوفہ کے صحن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لوگوں کو قسم دے کر (حدیث غدیر کے متعلق) دریافت کیا۔ سترہ آدمیوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ (گواہی دینے والے یہ حضرات تھے) قیس بن ثابت، حبیب بن بدیل بن ورقاء، زید بن شراحیل انصاری، عامر بن لیلی غفاری، عبدالرحمن بن مدلج، ابوایوب انصاری، ابوزینب انصاری، ابوقدامہ انصاری، عبدالرحمن بن عبدربہ اور ناجی بن عمرو خزاعی، وہ حضرات جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت طلبی کے بغیر حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی خبر دی ہے۔ ان میں حبہ بن جوین بجلی، حذیفہ بن اسید، عامر بن لیلی ضمرہ اور عبداللہ بن یامیل شامل ہیں۔ ان حضرات کا بیان ہے کہ جب غدیر خم کا دن تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (لوگوں کو) نماز جامعہ کے لئے بلایا۔ حضرت علیؑ کا ہاتھ بلند کیا حتیٰ کہ آپ کے دونوں بغلوں کی سفیدی کو ہم لوگوں نے دیکھا تھا۔ فرمایا جس کا میں سردار ہوں اس کے علیؑ سردار ہیں۔"

۵۔ مناقب میں حضرت سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو بات رسول اللہ نے عرفہ کے دن اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہو کر فرمائی تھی اور مسجد خیف میں بیان فرمائی تھی۔ غدیر کے دن فرمائی تھی اور جس دن آپ کا انتقال ہوا تھا منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا تھا وہ بات یہ تھی "اے لوگو! میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ اگر ان دونوں کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ان میں بڑی چیز کتاب خدا ہے اور چھوٹی چیز میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں (اللہ لطیف اور خبیر نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گی جب تک میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد نہ ہوں گی۔ حضرت نے دونوں سبابہ انگلیوں کے ساتھ اشارہ فرمایا۔ خبردار! ان میں ایک دوسری سے مقدم ہے۔ ان دونوں کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے ان کے آگے نہ بڑھو اور نہ ان کو چھوڑ دو اور نہ انہیں تعلیم دو۔ وہ علم میں تم سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔

۶۔ مسند احمد بن حنبل میں عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن عباس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے نو آدمی آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابن عباس یا ہمارے ساتھ کھڑے ہو جائیں یا ہمیں چھوڑ دیں ان لوگوں کو بھی چھوڑ دیجئے۔ ابن عباس نے کہا بلکہ میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ ان لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے گفتگو کی جس کا ہمیں علم نہیں ہے۔ لیکن عبداللہ ابن عباس کو ان کی آمد سے تکلیف ہوئی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ اپنا کپڑا جھاڑ رہے تھے اور کہہ رہے تھے ان لوگوں پر اف اور تف ہو ایسے شخص کے خلاف ہو گئے ہیں جس کی دس خصوصیات ہیں (ان میں سے ایک بھی کسی کو حاصل نہیں۔ فتح خیبر کے روز رسول اللہ نے جس کے حق میں

فرمایا تھا کل میں (کفار کے مقابلہ میں) ایسے شخص کو روانہ کروں گا جو ... نے کبھی رسوا نہیں کیا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اس کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہے۔ اس شرف کی جس کی (حضرت عمرؓ) نے خواہش کی تھی سو گئی تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ علیؑ کہاں ہیں۔ کسی نے کہا آٹا پیس رہے ہیں۔ فرمایا تم میں سے کوئی جا کر آٹا پیسے۔ حضرت علی اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کی آنکھیں آشوب کی وجہ سے دکھتی تھیں اور آپ دیکھ نہیں سکتے تھے۔ حضرت نے اپنا لعاب دہن آپ کی آنکھوں میں لگایا۔ پھر حضرت نے علم فوج کو تین مرتبہ ہلایا اور حضرت علی کو دے دیا۔ عبداللہ بن عباس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو سورہ برائت دے کر روانہ کیا۔ آپ کے جانے کے بعد (پیچھے سے) حضرت علی کو مکہ کی طرف روانہ کر دیا تھا اور فرمایا اس سورہ کو وہ شخص لے کر جا سکتا ہے جو مجھ سے ہو اور میں اس سے ہوں۔ رسول اللہ نے اپنے چچا سے فرمایا تھا تم میں کون میرا دنیا اور آخرت میں ساتھ دے گا۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا (اے اللہ کے رسول) میں آپ کا ساتھ دوں گا۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سب سے پہلے علیؑ مجھ پر ایمان لائے تھے۔ رسول اللہ نے اپنا کپڑا لے کر حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ پر ڈال دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے (ان کے حق میں) کہا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ عبداللہ بن عباس نے کہا کہ حضرت علی نے شب ہجرت اپنی جان بیچ ڈالی تھی۔ رسول اللہ کا کپڑا اوڑھ کر اپنی جگہ سو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ تبوک کے موقع پر لوگوں کے ساتھ تشریف لے گئے۔ حضرت علی نے عرض کیا۔ میں آپ کے ساتھ چلوں گا۔ رسول اللہ نے فرمایا نہیں۔ یہ سن کر حضرت علی رو پڑے تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہو جو ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تم نبی نہیں ہو۔ اس وقت یہی مناسب ہے کہ میں (جہاد میں) چلا جاؤں اور تم میرے قائم مقام رہو۔ رسول اللہ نے فرمایا تم میرے بعد ہر مومن اور ہر مومنہ کے سردار ہو۔ رسول اللہ نے مسجد کے تمام دروازے بند کرا دیئے تھے لیکن حضرت علی کا دروازہ کھلا رکھا تھا۔ آپ مسجد میں جنب کی حالت میں آتے جاتے رہتے تھے۔ حضرت علیؑ کی ادھر ہی سے راہ گزر تھی اور کہیں نہیں تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا جس کا میں سردار ہوں اس کے علی سردار ہیںؑ ۔[1]

---

[1] ان تمام احادیث کو امام نسائی نے اپنی کتاب خصائص امیرالمومنین علی علیہ السلام میں مفصل اور مختلف اسناد کے ساتھ درج کیا ہے۔ خصائص امیرالمومنین میں ایک لاجواب تالیف ہے۔ اس کتاب کی تالیف پر امام نسائی (باقی اگلے صفحہ پر)

۷۔ مناقب میں احمد بن عبداللہ بن سلام حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے ساتھ ظہر کی نماز ادا فرمائی تھی۔ پھر ہماری طرف اپنے بزرگ چہرہ کے ساتھ متوجہ ہوکر فرمایا "اے میرے اصحاب کا گروہ! میں تمہیں اللہ کے ساتھ تقویٰ اور اللہ کی اطاعت کی وصیت کرتا ہوں۔ مجھے (اللہ کی) دعوت پہنچ چکی ہے۔ میں اس کو قبول کر دوں گا۔ (وفات پا جاؤنگا) میں تم میں دو چیزیں چھوڑنے والا ہوں (ایک) کتاب خدا (دوسرے) میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ اگر ان کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے اور یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد نہ ہوں گے۔ ان سے تعلیم حاصل کرو اور ان کو تعلیم نہ دو وہ تم سے زیادہ عالم ہیں۔"

۸۔ عطا بن سائب ابو یحییٰ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا "اے گروہ مومنین! مجھے اللہ تعالیٰ نے وحی کی ہے کہ میں (اس دنیا سے) انتقال کرنے والا ہوں۔ میں تمہیں ایک ایسی بات سے آگاہ کرتا ہوں اگر تم اس پر عمل کروگے تو نجات پاؤ گے۔ اگر اس کو چھوڑ دوگے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ میرے اہل بیت میری اولاد اور میرے مخصوص بندے ہیں اور میری حمایت کرنے والے ہیں۔ تم سے دو گرانقدر چیزوں کے متعلق سوال (قیامت کے روز) کیا جائے گا (ایک) کتاب خدا ہے (دوسرے) میرے اہل بیت اور میری عترت ہیں۔ اگر تم ان دونوں سے متمسک ہو جاؤ گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ دیکھو! ان دونوں کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو۔"

۹۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے طلحہ، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعید بن ابی وقاص سے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے فرمایا تھا "میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں (ایک) کتاب خدا (دوسرے) میرے اہل بیت یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے۔ جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوگے، اگر ان کا اتباع کروگے اور ان کے دامن سے لپٹے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔" ان لوگوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کو جامع دمشق میں اس قدر زدوکوب کیا تھا کہ امام موصوف زخموں کی تاب نہ لاکر انتقال کر گئے تھے۔ یہ کتاب مصر سے شائع ہو چکی ہے۔ احقر نے اس کا اردو ترجمہ کرکے شائع کرا دیا ہے۔ اگر اردو میں حضرت کے خصائص کی تفصیل مطلوب ہو تو اس اردو ترجمہ میں ملاحظہ فرمائیں ۱۲ (محمد شریف عفی عنہ)

زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ سے فرمایا جس نے تم سے جنگ کی اس سے میری جنگ ہے جس نے تم سے صلح کی اس سے میری صلح ہے۔ بحوالہ ابن ماجہ بروایت زید بن ارقم۔

۱۱۔ مناقب میں محمد بن جریر طبری کی التاریخ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ حدیث غدیر کو ۷۵ طریقوں سے بیان کیا گیا ہے۔ محمد بن جریر نے اس بارے میں ایک الگ کتاب تحریر کی تھی جس کا نام آپ نے کتاب الولایہ رکھا تھا۔

۱۲۔ ابو العباس احمد بن محمد بن سعید بن عقدہ نے حدیث غدیر خم کو بیان کیا ہے اور خصوصیت سے اس حدیث کے متعلق ایک کتاب تحریر کی ہے جس کا نام الموالات رکھا ہے۔ آپ نے اس حدیث کو ایک سو پانچ طریقوں سے بیان کیا ہے۔

۱۳۔ علامہ علی بن موسیٰ اور علامہ علی بن محمد المعالی الجوینی الملقب امام الحرمین جو امام ابو حامد غزالی رحمہما اللہ کے استاد ہیں تعجب کرتے ہوئے یہ بات حکایت کی ہے کہ میں نے بغداد میں ایک کتاب فروش کے ہاں ایک کتاب دیکھی تھی جس میں حدیث غدیر خم کی روایت کو بیان کیا گیا تھا اور اس کتاب کی پشت پر تحریر تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے طریق اسناد میں اٹھائیسویں جلد ہے۔ اس کے بعد انتیسویں جلد منصہ شہود پر آئے گی۔

۱۴۔ حدیث ثقلین کو امیر المومنین علیؑ، امام حسن بن علی علیہما السلام، جابر بن عبداللہ انصاری[1]، ابن عباس، زید بن ارقم، ابو سعید خدری، ابوذر، زید بن ثابت، حذیفہ بن یمان، حذیفہ بن اسید، جبیر بن اسید، جبیر بن مطعم اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم نے بیان کیا ہے[1]

[1] حضرت جابر بن عبداللہ انصاری۔ یہ وہ بزرگ ہیں جن کو رسول اللہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں اپنا سلام کہنے کو فرمایا تھا۔ سب سے پہلے امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے شرف سے مشرف ہوئے۔ آپ کا مزار مدائن سرزمین عراق میں واقع ہے۔ حذیفہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کو رسول اللہ نے منافقین کے ناموں سے آگاہ کیا تھا۔ آپ بھی حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کے ساتھ ایک ہی مزار میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی کا مزار بھی مدائن میں واقع ہے۔ مدائن بغداد سے کوئی تیس میل دور ہے۔ علامہ ابو جعفر طوسی کی کتاب الفہرست کے حاشیہ پر تحریر ہے کہ حضرت سلمانؓ نے تین سو سال کی عمر میں انتقال کیا۔ مدائن سے پونے میل کے فاصلے سے طاق کسریٰ نوشیروان عادل رہا (باقی اگلے صفحہ پر)

۔ آئمہ اہل بیت علیہم السلام نے اپنے آباؤ اجداد سے انہوں نے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے، جابر بن عبداللہ ابوذر اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔

۔ ہم اب ان احادیث کو نقل کرتے ہیں جو علامہ شریف سمہودی مصری جو مصر اور حجاز کے علاقہ میں علامہ مصری کے نام سے مشہور ہیں کی کتاب جواہر العقدین میں مذکور ہیں۔ علامہ سمہودی نے مدینہ منورہ کی تاریخ تحریر کی ہے۔ مصنف جواہر العقدین میں تحریر کرتے ہیں کہ چوتھی بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد اپنی امت کو کتاب خدا اور اہل بیت نبی کے ساتھ تمسک کرنے کی ہدایت کی ہے۔

زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں تم میں (دو چیزیں) چھوڑنے والا ہوں کہ اگر ان کا دامن پکڑو گے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک دوسری سے بڑی ہے (ایک) کتاب خدا ہے۔ رسی کی طرح آسمان سے لے کر زمین تک کھچی ہوئی ہے اور دوسری میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پہ وارد نہ ہوں گے۔ دیکھو! ان کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو"

۱۷۔ امام احمد بن حنبل نے مسند میں ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "عنقریب مجھے بلایا جائے گا۔ میں جواب دوں گا۔ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں (ایک) کتاب خدا جو رسی کی طرح آسمان سے لے کر زمین تک کھچی ہوئی ہے (دوسرے) میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ اللہ لطیف اور خبیر نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ یہ اس وقت تک جدا نہیں ہوں گے۔ جب تک میرے پاس حوض پہ وارد ہوں گے۔ دیکھو! ان کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو"

(بحوالہ طبرانی اوسط میں اور ابو یعلی وغیرہما وسندہ لاباس فیہ)

۱۸۔ (بحذف اسناد) زید بن ارقم سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری حج سے واپس ہوتے تو غدیر خم کے مقام پر اتر گئے۔ پھر فرمایا اے لوگو! مجھے بلاوا آنے والا ہے۔ میں اس کو قبول کروں گا۔ میں نے تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑی ہیں ایک دوسری سے بڑی ہے ایک کتاب خدا ہے۔ دوسری میری عترت ہے۔ دیکھو تم ان میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو۔ یہ دونوں اس وقت تک

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کا محل ہے۔ اب محل سے صرف دروازہ اور کچھ دیوار موجود ہے۔ صرف دروازہ کو دیکھ کر محل کی بلندی اور وسعت کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ ایک بڑا درخت دروازے سے بخوبی گزر سکتا ہے۔ میں نے ان مقامات کو جولائی ۱۹۶۱ء میں دیکھا ہے ۱۲ منہ۔ محمد شریف عفی عنہ

میں جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں گے۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ میرا سردار ہے میں ہر مومن کا سردار ہوں۔"

یہ حدیث کی سند کا پہلا سلسلہ ہے دوسرا سلسلہ اس طرح ہے۔ اے لوگو! میں تم میں دو امر چھوڑنے والا ہوں۔ اگر ان دونوں کی پیروی کروگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب خدا ہے اور دوسرے میرے اہل بیت۔ یہ اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہ ہونگے۔"

(بحوالہ حافظ ابو محمد عبدالعزیز الاخضر فی معالم العترۃ النبویۃ)

۱۹۔ طبرانی نے اس حدیث کو روایت کرکے یہ عبارت زیادہ کی ہے (رسول اللہ نے فرمایا) "میں نے ان دونوں کو اللہ تعالیٰ سے سوال کرکے حاصل کیا تھا۔ اس نے یہ دونوں مجھے عطا کر دی تھیں۔ ان کے آگے نہ بڑھنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور نہ ان کے پیچھے رہنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ ان (اہل بیت) کو نہ سکھانا یہ تم سے زیادہ سیکھے ہوئے ہیں۔"

۲۰۔ حافظ جمال الدین محمد بن یوسف زرندی اپنی کتاب نظم درر السمطین میں ان الفاظ سے زید بن ارقم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری حج سے واپس تشریف لائے تھے تو فرمایا "اے لوگو! میں حوض پر تم سے پہلے موجود ہوں گا اور تم میرے بعد آ جاؤ گے۔ تم عنقریب مجھے حوض پر پاؤ گے۔ میں تم سے اپنی ثقلین کے متعلق دریافت کروں گا۔ کہ تم نے ان میں میرا کیا لحاظ رکھا تھا۔" ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول وہ دو گرانقدر چیزیں کیا ہیں؟ حضرت نے فرمایا ان میں بڑی ثقل اللہ کی کتاب ہے جس کا ایک کونہ اور کنارہ اللہ کے ہاتھ میں اور دوسرا تمہارے ہاتھ میں موجود ہے۔ چھوٹی ثقل میری عترت ہے۔ ان دونوں کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ جس نے میرے قبلہ کو قبول کر لیا اور میری دعوت کو مان لیا تو اسے چاہیئے کہ میری عترت کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے۔ ان کو قتل نہ کرنا۔ ان پر ظلم کرنا۔ ان کے حق میں کوتاہی نہ کرنا۔ میں نے ان دونوں کو اللہ سے مانگ کر حاصل کیا تھا۔ اللہ نے یہ دونوں چیزیں مجھے عطا کی تھیں۔ یہ دونوں میرے پاس اس طرح حوض پر وارد ہوں گی۔" حضرت نے دونوں تسبیح پڑھنے والی انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔ فرمایا "ان دونوں کا مددگار میرا مددگار ہے۔ ان کو چھوڑنے والا میرا چھوڑنے والا ہے۔ ان کو دوست رکھنے والا مجھے دوست رکھنے والا ہے ان کا دشمن میرا دشمن ہے۔"

۲۱۔ حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری حج سے واپس تشریف لائے تو منبر پر تشریف لے جا کر فرمایا۔ "اے لوگو! مجھ سے سوال کیا جائے گا اور تم

سے بھی باز پرس ہوگی اور تم کس بات کے قائل ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے (اللہ کی راہ میں) تبلیغ کی، کوشش فرمائی اور (لوگوں کو راہ راست کی) نصیحت کی۔ اللہ آپ کو اچھی جزا عطا کرے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں اور محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ جنت حق ہے۔ دوزخ حق ہے اور موت کے بعد دوبارہ اُٹھنا درست ہے۔" لوگوں نے عرض کیا ہاں اس بات کی ہم لوگ گواہی دیتے ہیں۔ فرمایا "اے اللہ! گواہ رہنا" پھر فرمایا اے لوگو! اللہ میرا سردار ہے اور میں مومنین کا سردار ہوں اور میں مومنین کی جان سے ان سے افضل ہوں۔ جس کا میں سردار ہوں، اس کے یہ علیؑ سردار ہیں۔ اے اللہ! تو اس سے دوستی رکھ جو اس سے دوستی رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے، پھر فرمایا: میں تم سے پہلے حوض (کوثر) پر موجود ہوں گا اور تم بھی میرے پاس حوض پر وارد ہوگے۔ حوض بصریٰ سے لے کر صفا کے علاقہ سے زیادہ چوڑا ہے۔ اس میں چاندی کے پیالوں کی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہوگی (جن کے ذریعہ پیاسی مخلوق حوض کوثر کے پانی سے سیراب کی جائے گی) جب تم میرے پاس حوض پر وارد ہوگے تو میں تم سے دو گرانقدر چیزوں کے متعلق سوال کروں گا۔ دیکھو! ان کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو۔ بڑی گرانقدر چیز کتاب خدا ہے جس کا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کنارہ تمہارے ہاتھ میں۔ دوسری چیز میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ اگر ان دونوں کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ مجھے (اللہ) لطیف اور خبیر نے آگاہ کیا ہے کہ یہ دونوں اس وقت تک ہرگز جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد نہ ہوں گے۔" بحوالہ طبرانی

۲۲۔ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء وغیرہ میں ابوطفیل سے روایت کی کہ حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بجا لائے اور پھر فرمایا: "میں اللہ کے نام پر قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ غدیر خم کے روز کون کون موجود تھا۔" حضرت نے فرمایا وہ شخص کھڑا ہو جو صرف یہ کہے کہ مجھے (غدیر خم کے متعلق) خبر دی گئی ہے یا مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے۔ وہ شخص کھڑا ہو جس کے کانوں نے سُنا ہو اور اس کے قلب نے محفوظ رکھا ہو۔ سترہ آدمی کھڑے ہوگئے (سترہ آدمی یہ ہیں) خذیمہ بن ثابت، سہل بن سعد، عدی بن حاتم، عقبہ بن عامر، ابوایوب انصاری، ابوسعید خدری، ابوشریح خزاعی، ابوقدامہ انصاری، ابویعلیٰ انصاری، ابوحثیم بن تیہان اور چند آدمی قریش کے اور تھے۔ حضرت نے فرمایا "بتاؤ تم نے کیا سنا تھا؟" ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے

ہیں کہ ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رسول اللہ کے آخری حج سے واپس آرہے تھے تو ہم غدیر خم کے مقام پر اُتر گئے۔ رسول اللہ نے نماز جامعہ کی منادی کرائی۔ ہم نے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ پھر حضرت قیام فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا۔ اے لوگو! (میرے متعلق کیا کہتے ہو) لوگوں نے عرض کیا (اے اللہ کے رسول) آپ نے (احکام خداوندی کی) تبلیغ فرمائی۔ رسول نے تین مرتبہ فرمایا۔ "اے میرے اللہ گواہ رہنا"۔ پھر فرمایا قریب ہے مجھے (پروردگار کی جانب سے) بلاوا آجائے اور میں اس کو قبول کرلوں گا۔ مجھ سے بھی سوال کیا جائے گا۔ اور تم سے بھی باز پرس ہوگی"۔ پھر فرمایا۔ "اے لوگو! میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک کتاب خدا، دوسرے میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں۔ اگر ان کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ دیکھو! ان کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو۔ یہ اس وقت تک ہرگز جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں گے۔ مجھے (اللہ) لطیف خبیر نے اس بات سے آگاہ کیا ہے"۔ پھر فرمایا۔ اللہ میرا سردار ہے اور میں مومنین کا سردار ہوں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میں تمہاری جانوں سے تم سے افضل ہوں۔ لوگوں نے تین بار عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے۔ پھر (رسول اللہ) نے آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر بلند کیا تھا اور فرمایا تھا "جس کا میں سردار ہوں اس کے یہ علیؑ سردار ہیں۔ اے اللہ! تو اس کو دوست رکھو جو علیؑ کو دوست رکھے۔ اور تو اس کو دشمن رکھ جو علیؑ سے دشمنی کرے"۔ حضرت نے فرمایا "تم لوگ سچ کہتے ہو اور میں بھی تمہارے ساتھ اس بات کا گواہ ہوں"۔

۲۳۔ (بحذف اسناد) ابوطفیل زید بن ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں تم میں اپنے دو قائم مقام چھوڑنے والا ہوں (ایک) کتاب خدا جو رسی کی طرح آسمان سے لے کر زمین تک کھینچ دی گئی ہے (دوسری) میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں یہ دونوں اس وقت ہرگز جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پر نہ پہنچ جائیں"۔

۲۴۔ مسند احمد بن حنبل میں عبد بن حمید کی روایت عمدہ سلسلہ روایت کے ساتھ تحریر ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں (رسول اللہ نے فرمایا) "میں تم میں ایسی چیز چھوڑنے والا ہوں اگر اس کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے (ایک) کتاب خدا ہے۔ (دوسرے) میری اولاد جو اہل بیت ہے۔ یہ دونوں اس وقت تک ہرگز جدا نہ ہوں گے۔ جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں گے"۔

۲۵۔ علامہ طبرانی نے اپنی کتاب الکبیر میں معتبر راویوں سے نقل کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں (رسول اللہ نے فرمایا) "میں تم میں (اپنے) دو قائم مقام چھوڑنے والا ہوں (ایک) کتاب خدا ہے۔ (دوسرے) میرے اہل بیت

ہیں۔ یہ دونوں اس وقت تک ہرگز آپس میں جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں"

۲۶۔ ضمرہ اسلمی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں (فرمایا) "میں تم میں ایک ایسی چیز چھوڑنے والا ہوں اگر اس کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ کتاب خدا اور میری اولاد جو اہل بیت ہیں۔ تمہیں یقین ہونا چاہیئے کہ یہ دونوں اس وقت تک آپس میں جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں۔" دیکھو! ان کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو۔"

۲۷۔ ابن عقدہ اپنی کتاب الموالات میں عامر بن ابی لیلیٰ بن ضمرہ اور حذیفہ بن اسید سے روایت کرتے ہیں۔ ان دونوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "اے لوگو! اللہ میرا سردار ہے میں تمہاری جان سے تم سے افضل ہوں۔ یقین جانو جس کا میں سردار ہوں، اس کے یہ سردار ہیں حضرت نے علیؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر بلند کیا حتیٰ کہ تمام حاضرین نے پہچان لیا تھا۔" پھر فرمایا۔ "اے اللہ! جو اس کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ اور جو اس کا دشمن ہو تو اس سے دشمنی رکھ۔" پھر فرمایا: "میں تم سے ثقلین کے متعلق سوال کروں گا۔ جب تم میرے پاس حوض پر وارد ہوگے۔ دیکھو! تم ان کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو۔" لوگوں نے عرض کیا ثقلین کیا چیز ہے۔ فرمایا: "ثقل اکبر کتاب خدا ہے۔ جس کا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کونہ تمہارے ہاتھ میں۔ ثقل اصغر میری اولاد ہے۔ مجھے لطیف و خبیر (اللہ) نے آگاہ کیا ہے یہ اسوقت تک جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ مجھ سے ملاقی ہوں گے۔ میں نے اللہ سے اس بات کا ان کے متعلق سوال کیا تھا اللہ نے میرا سوال پورا کر دیا۔ ان (اہلبیت) سے آگے نہ بڑھنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور ان کو مت سکھانا یہ تم سے زیادہ سیکھے ہوئے ہیں۔"

۲۸۔ (بحذوف اسناد) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے اگر اس کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے (ایک) کتاب خدا ہے جس کا ایک کونہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہیں۔ (دوسرے) میرے اہل بیت ہیں۔" بحوالہ ابن عقدہ۔ اسحاق بن راہویہ۔

۲۹۔ (بحذوف سند) علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (رسول اللہ نے فرمایا) "میں تم میں وہ چیز چھوڑنے والا ہوں۔ اگر اس کو پکڑے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے (ایک) کتاب خدا ہے جس کا ایک کونہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھ میں (دوسرے) میری اولاد ہے جو اہل بیت ہیں یہ اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں۔"

(بحوالہ درر اللآلی الدریۃ الطاہرۃ اور حافظ جعابی)

۳۰۔ بزار نے اس طرح نقل کیا ہے (رسول اللہ نے فرمایا) میں نے تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑی ہیں یعنی کتاب خدا اور میری اولاد جو میرے اہل بیت ہیں۔ تم لوگ ہرگز گمراہ نہ ہو گے اگر ان دونوں کا دامن پکڑے رہو گے۔"

۳۱۔ ابوذر سے روایت ہے کہ آپ خانہ کعبہ کے دروازے کی زنجیر پکڑ کر کہہ رہے تھے لوگو! میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں (ایک) کتاب خدا (دوسری) میری اولاد۔ یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں۔ دیکھو! ان دونوں کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو۔" بحوالہ ترمذی

۳۲۔ (بحذف سند) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام رافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے لوگو! میں نے تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑی ہیں۔ ایک ثقل اکبر ہے دوسری ثقل اصغر ہے۔ ثقل اکبر وہ رسی ہے جس کا ایک کونہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں۔ یہ اللہ کی کتاب ہے اگر اس کو پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ثقل اصغر میری اولاد ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ اللہ لطیف اور خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ اس وقت تک آپس میں جدا نہیں ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں۔ میں نے یہ بات ان دونوں کے متعلق سوال کی تھی اور اس نے میری بات قبول کر لی۔ اللہ تعالیٰ تم سے سوال کرے گا کہ تم نے کتاب خدا اور میرے اہل بیت کے متعلق میرا کیا خیال رکھا۔"

۳۳۔ (بحذف اسناد) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "میں تم میں گرانقدر چیزیں بطور قائم مقام کے چھوڑی ہیں اگر ان دونوں کا دامن پکڑو گے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے (ایک) کتاب خدا ہے (دوسری) میری اولاد جو میرے اہل بیت ہیں یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے۔"

۳۴۔ صواعق محرقہ میں یہ حدیث تیس صحابیوں سے روایت کی گئی ہے اور اکثر طرق روایات صحیح اور حسن ہے۔ بزار نے اپنی مسند میں ام ہانی بنت ابوطالب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج سے مراجعت فرما کر غدیر خم کے مقام پر نزول فرمایا۔ پھر کھڑے ہو کر اپنی جدائی کا پیغام سنایا۔ فرمایا "اے لوگو! قریب ہے کہ میرے پاس بلاوا آجائے اور میں اس کو قبول کر لوں۔ میں نے تم میں دو چیز چھوڑی ہے اگر تم اس کے دامن کو پکڑو گے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے (ایک) کتاب خدا ہے جس کا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں موجود ہے۔ (دوسری چیز) میری اولاد ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں۔ یہ دونوں چیزیں جدا نہ ہوں گی حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں گی۔"

۳۵۔ (بحذف اسناد) ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خم غدیر کے روز علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر اتنا بلند کیا کہ ہم نے آپ کی بغل کی سفیدی کو دیکھ لیا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا۔ "میں جس کا سردار ہوں اس کے علیؑ سردار ہیں۔" پھر فرمایا تھا "اے لوگو! میں تم میں دو گرانقدر چیزیں بطور قائم مقام کے چھوڑے جا رہا ہوں (ایک) کتاب خدا ہے (دوسرے) میری اولاد ہے۔ یہ دونوں اس وقت تک جُدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں۔

۳۶۔ (بحذف اسناد) فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپکی اس بیماری کے دوران جس میں آپ کا انتقال ہو گیا تھا فرماتے ہوئے سنا جبکہ حضرت کا تمام کا تمام حجرہ اصحاب سے کچھا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اے لوگو! قریب ہے کہ میرا دنیا سے جلد انتقال ہو جائے۔۔۔ یقین جانو میں تم میں اللہ کی کتاب اور اپنی اولاد جو اہل بیت ہیں چھوڑنے والا ہوں" پھر حضرت نے علیؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا "یہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں اس وقت تک جُدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض (کوثر) پہ وارد نہ ہوں" (روز قیامت) میں تم سے بازپرس کروں گا کہ تم نے ان کے بارے میں میرا کیا خیال رکھا تھا"

۳۷۔ (بحذف اسناد) عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ جس روز اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کے ذریعہ مکہ کو فتح کیا تھا اس کے بعد رسول اللہ طائف کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ حضرت نے طائف کا محاصرہ سترہ ساعت یا انیس رات تک جاری رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے طائف کو فتح کرا دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے۔ اللہ کی حمد وثنا بیان فرمائی۔ فرمایا۔ "میں تمہیں اپنی اولاد کے متعلق بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ تمہاری وعدہ گاہ حوض (کوثر) ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور نماز پڑھنا اور زکوٰۃ ضرور ادا کرنا۔ ورنہ میں تمہارے پاس ایک ایسا آدمی روانہ کروں گا جو مجھ جیسا ہو گا جو تمہاری گردنوں کو اُڑا دے گا۔" پھر حضرت نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "وہ یہ ہیں"

۳۸۔ (بحذف اسناد) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اس بیماری کے دوران جس میں آپ کا انتقال ہو گیا حضرت علی اور فضل بن عباس کا ہاتھ پکڑ کر ان دونوں کا سہارا لیتے ہوئے منبر پر تشریف لے گئے۔ فرمایا اے لوگو! میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے اگر اس کا دامن پکڑ لو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے (ایک) کتاب خدا ہے (دوسری) میری اولاد ہے جو اہل بیت ہیں۔ آپس میں خود نمائی نہ کرنا، حسد نہ کرنا، بغض نہ رکھنا اور جیسا تمہیں اللہ نے

حکم دیا ہے بھائی بھائی بن کر رہنا۔ پھر میں تمہیں اپنی اولاد کے بارے میں جو میرے اہل بیت ہیں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ میں اس گروہ انصار کے بارے میں بھی تمہیں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔" جابر کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرفہ کے دن اونٹنی جس کا نام قصویٰ تھا سوار ہوئے دیکھا اور آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے جس کو میں نے سنا (خطبہ یہ تھا) "اے لوگو! میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے اگر اس کو پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے (ایک) کتاب خدا ہے (دوسری) میری اولاد ہے جو اہل بیت ہیں۔ بحوالہ ترمذی

۳۹۔ (بحذف اسناد) جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ کے آخری حج کے موقعہ پر آپ کے ساتھ تھا۔ جب آپ جحفہ کے مقام پر پہنچے تو اتر پڑے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا۔ اے لوگو! مجھ سے سوال کیا جائے گا اور تم سے بھی باز پرس ہوگی۔ تم کیا بات کہتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے تبلیغ کی، نصیحت کی اور پوری طرح ان چیزوں کو ادا فرمایا۔" فرمایا میں تم سے پہلے حوض پر موجود ہونگا اور تم میرے پاس حوض پر وارد ہو گے۔ بس تم میں دو گرانقدر چیزیں قائم مقام کے طور پر چھوڑے جا رہا ہوں اگر ان کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے (ایک) کتاب خدا ہے (دوسری) میری اولاد ہے جو اہل بیت ہیں یہ اس وقت تک جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں تم سے تمہاری جانوں سے افضل ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے۔ علیؑ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے فرمایا۔ "جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علی مولا ہیں۔ اے اللہ تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔"

۴۰۔ حافظ جمال الدین زرندی عبداللہ بن زید بن ثابت وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص یہ چاہے کہ اس کو بھلا دیا جائے یعنی اس کو موت سے کچھ مہلت مل جائے اور جو نعمت اللہ نے اسے دی ہے اس سے فائدہ اُٹھائے تو میری وجہ سے اس شخص کو میرے اہل بیت سے حسن سلوک کرنا چاہیئے جو شخص میری وجہ سے میرے اہل بیت کا خیال نہیں کرتا اس کی عمر کوتاہ ہو جاتی ہے۔ وہ میرے پاس قیامت کے روز اسی حالت میں وارد ہو گا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو گا۔"

۴۱۔ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آخری بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دہن اقدس سے نکلی تھی وہ یہ تھی "میری وجہ سے میرے اہل بیت کے ساتھ بھلائی کرنا"۔ بحوالہ جواہر العقدین۔ الاوسط طبرانی

باب ۵

اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو لوگوں کی میل سے پاک کرنے کے بیان میں

۱۔ جمع الفوائد میں عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یہ صدقات لوگوں کی میل ہیں۔ نہ یہ محمد کے لئے حلال ہیں اور نہ آل محمد کے لئے۔" (رجال مسلم ابوداؤد اور نسائی)

۲۔ مشکوٰۃ میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے صدقے کے خرما میں سے ایک خرما لے کر اپنے منہ میں ڈال دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے حسنؑ "اس کو تھوک کر نکال دو"۔ پھر فرمایا کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے؟ (متفق علیہ از مسلم و بخاری)

۳۔ مشکوٰۃ میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جب کہیں سے کھانا پیش کیا جاتا تھا تو آپ فرماتے تھے "یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے؟" اگر کہا جاتا تھا کہ صدقہ ہے تو آپ صحابہ سے فرماتے تھے اس کو تم کھا جاؤ۔ حضرت خود نہیں کھاتے تھے اگر کہا جاتا تھا کہ یہ طعام ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے تو آپ صحابہ کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔ (متفق علیہ (بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے)

۴۔ جمع الفوائد میں ابورافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو مخزوم کے ایک شخص کو صدقہ کا مال بطور استعمال کے دیا تو ابورافع نے چاہا کہ وہ اس شخص کے ساتھ شریک ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔ کسی قوم کا غلام اس قوم میں شمار ہوتا ہے۔"

۵۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے اہل بیت میں تمہارے لئے صدقات کی کوئی چیز حلال نہیں کرتا اور نہ (مسلمانوں کے) ہاتھوں کی میل۔ (زکوٰۃ) تمہارا خمس میں پانچواں حصہ ہے جو تمہارے لئے کافی ہے۔"

۶۔ جواہر العقدین میں جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان نالابوں سے پانی نوش فرمایا۔ حضرت سے کہا گیا کہ آپ صدقہ کا پانی پیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا "ہم پر وہ صدقہ حرام ہے جو فرض ہوتا ہے۔"

۷۔ جواہر العقدین میں امام حسن بن علی علیہما السلام سے روایت ہے کہ میں اپنے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا۔ اسی دوران میں ہمارے پاس صدقہ کا مال آیا۔ میں نے اس سے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈال

دی۔ رسول اللہ نے اپنا ہاتھ میرے منہ میں ڈال کر اس کو لعاب سمیت نکال لیا۔ فرمایا۔ تمہیں علم نہیں ہے ہم آل محمدؐ میں صدقہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے۔"

۸۔ (بحذف اسناد) جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ نے ذوالقربیٰ کے حصہ کو بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب میں تقسیم کیا تو میں اور عثمان بن عفان حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ یہ لوگ تو اولاد ہاشم ہیں ہمیں ان کی فضیلت سے کوئی انکار نہیں۔ یہ فضیلت آپ کی وجہ سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنو ہاشم سے قرار دیا ہے۔ لیکن آپ نے اولاد مطلب کو بھی ذوالقربیٰ کا حصہ عطا کیا ہے اور ہمیں کچھ نہیں دیا۔ اولاد مطلب اور ہم آپ کے نزدیک ایک جیسے ہیں۔ حضرت نے فرمایا انہوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں حالتوں میں مجھے نہیں چھوڑا۔"

۹۔ رشید بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں موجود تھا۔ اسی اثنا میں ایک آدمی خرما کا تھال لے کر حاضر ہوا حضرت نے فرمایا یہ صدقہ ہے۔ آپ نے اس تھال کو لوگوں کے آگے کر دیا۔ امام حسن بن علی حضرت کے سامنے موجود تھے۔ حضرت امام حسن نے ایک کھجور کو لے کر اپنے منہ میں ڈال دیا۔ حضرت نے اپنی انگلی حضرت امام حسن کے منہ میں ڈال کر کھجور کو نکال کر باہر پھینک دیا۔ فرمایا ہم آل محمدؐ میں ہم صدقہ نہیں کھائیں گے۔ اولاد ہاشم اور اولاد مطلب ایک چیز ہیں۔ حضرت نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو اپنے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کر دیا۔" بحوالہ بخاری۔ ابو داؤد)

۱۰۔ ابو داؤد میں سدی سے روایت ہے کہ ذوالقربیٰ سے مراد اولاد مطلب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا انما الصدقات للفقراء والمساکین۔ صدقہ فقرا اور مسکینوں کا حق ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، واعلموا انما غنمتم من شئ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی جانتے رہو کہ جو مال غنیمت کا تمہیں ہاتھ آئے تو اس میں اللہ، رسول اور ذوالقربیٰ کا پانچواں حصہ ہے۔

فرمان خداوندی ہے ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القریٰ فللہ و للرسول و لذی القربیٰ۔ بستی والوں سے جو مال بطور غنیمت کے رسول کو ہاتھ آئے اس میں اللہ، رسول اور ذوالقربیٰ کا حصہ ہے۔

۱۱۔ جواہر العقدین میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کے ساتھ اس کے اہل بیت کو بہت سی چیزوں میں شریک کیا ہے۔ امام فخر الدین نے ان کو شمار کیا ہے۔

ا۔ سلام میں شریک کیا ہے نبی علیہ السلام کے متعلق کہا ہے۔ "اے نبی تم پر سلام، اللہ کی رحمت اور اللہ کی برکتیں نازل ہوں۔" اور اہل بیت کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ "سلام ہو یاسین کی آلؑ

یٰسین سے مراد رسول اللہ ہیں)

ب۔ جس طرح تشہد میں رسول اللہ پر درود بھیجنا ضروری ہے اس طرح آپ کی آل پر درود بھیجنا ضروری ہے۔ تاکہ محمدؐ پر درود ادھورا نہ ہو۔

ج۔ آلِ محمدؐ رسول اللہ کے ساتھ طہارت میں شریک ہیں۔ رسول اللہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے طٰہٰ (اے یا طاہر) ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ الا تذکرۃ لمن یخشیٰ۔ اے طاہر ہم نے قرآن اس لئے تم پر نازل نہیں کیا کہ تم تکلیف میں پڑ جاؤ بلکہ یہ قرآن ڈرنے والوں کے لئے ایک نصیحت ہے۔ (طٰہٰ سے مراد حضرت محمدؐ ہیں)

اہل بیت علیہم السلام کے متعلق ارشاد ہے۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرًا۔

د۔ آل محمد رسول اللہ کے ساتھ حرمت صدقہ میں شریک ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ "صدقہ نہ محمدؐ کے لئے حلال ہے اور نہ آل محمد کے لئے۔"

ھ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "محمد ان سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری متابعت کرو تب تمہیں اللہ دوست رکھے گا۔" اللہ تعالیٰ نے آپ کے اہل بیت کے متعلق فرمایا "محمد ان سے کہہ دو کہ میں اجر رسالت صرف یہ چاہتا ہوں کہ میرے قربیٰ سے محبت کرو۔"

۱۲۔ عیون الاخبار میں ریان بن صلت سے روایت ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام بمقام مرو[1] مامون کی مجلس میں تشریف لائے۔ مامون کی مجلس میں عراق اور خراسان کے علماء کی ایک جماعت جمع تھی۔ مامون نے علماء سے کہا مجھے اس آیت ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا کے معانی بتاؤ۔ علماء کی جماعت نے کہا اللہ نے اس سے تمام امت کو مراد لیا ہے۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ اولاد ہے۔ اگر تمام امت مراد ہوتی تو تمام کی تمام جنت میں جاتی حالانکہ اللہ نے فرمایا ہے "فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات باذن اللہ ذلک ھو الفضل الکبیر۔ کچھ (لوگ) ظالم ہیں، کچھ میانہ روی اختیار کرنے والے ہیں اور کچھ اللہ کے اذن سے نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے ہیں۔" یہ اللہ کی بڑی مہربانی ہے۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا پھر اللہ تعالےٰ نے تمام عترت طاہرہ کو جنت میں جمع کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے جنات عدن یدخلونھا یحلون فیھا من اساور من ذھب۔ وہ لوگ جنت عدن میں داخل ہوں گے جہاں وہ سونے کے

---

[1] حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

کنگنوں سے آراستہ کئے جائیں گے۔ وراثت کتاب صرف عترت طاہرہ کے لئے ثابت ہے۔ اس میں کوئی اور شریک نہیں ہے جن کی شان میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطھرکم تطھیرا اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا انی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی الا وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما ایھا الناس انکم لا تعلموھم فانھم اعلم منکم۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ان پر صدقہ حرام ہے اور کسی پر صدقہ حرام نہیں ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ وراثت اور طہارت ان لوگوں کے لئے ثابت ہوئی ہے جو منتخب اور ہدایت یافتہ ہوں نہ کہ تمام لوگ۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ولقد ارسلنا نوحا وابراھیم وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتاب فمنھم مھتد وکثیر منھم فاسقون (اس آیت سے یہ بات ثابت ہے کہ نبوت کے وارث اور کتاب کے وارث وہ لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہوں نہ کہ فاسق۔ (محمد کی) عترت کی فضیلت اوروں پر ثابت ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین ذریۃ بعضھا من بعض واللہ سمیع علیم (آل عمران سے مراد آل محمد ہے) اللہ کا فرمان ہے ام یحسدون الناس علی ما آتٰھم اللہ من فضلہ فقد اٰتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واتینٰھم ملکا عظیما۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمام مومنین سے خطاب کیا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یہ اہل بیت وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کتاب اور حکمت کے ساتھ مقرون کیا ہے اور اس بات پر لوگوں نے اُن پر حسد کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عترت کو اپنی کتاب کے بارہ مقامات پر منتخب کیا ہے۔

پہلا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان وانذر عشیرتک الاقربین ورھطک المخلصین۔ اے محمد اپنے قریبیوں کو ڈراؤ اور اپنے مخلص گروہ کو۔ ابی بن کعب کی قرائت میں ایسا ہے اور یہ بات عبداللہ بن مسعود کے قرآن میں موجود تھی اور یہ بہت بڑی منزلت ہے (اب قرآن مجید میں ورھطک المخلصین

لہ (حاشیہ صفحہ گزشتہ) مرو اس زمانہ میں ایران کی سلطنت کا دار الخلافہ تھا۔ یہ سرسبز شہر کرہ کے دامن میں اب بھی آباد ہے۔ نہایت خوبصورت شہر ہے طہران براستہ مشہد و قم وہاں سے براستہ لاری مقر شہر میں جاتے ہوئے راستہ میں پڑتا ہے۔ امام رضا علیہ السلام امون کے بلاوے پر مدینہ سے یہاں تشریف لائے اس وقت حضرت کی عمر قریباً انتیس سال تھی ۱۲۔ محمد شریف عفی عنہ

کا فقرہ نہیں ہے۔

دوسرا:۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔

تیسرا:۔ فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین (یہ آیت مباہلہ کے متعلق نازل ہوئی اور میدان مباہلہ میں) رسول صرف علیؑ حسنؑ حسینؑ اور حضرت فاطمہ صلوات اللہ وسلامہ علیہم کو لے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انفسنا سے نفس علی مراد لیا اور اس بات پر رسول اللہ کا وہ فرمان دلالت کرتا ہے جو اولاد ولیعہ کو فرمایا تھا (جو یہ تھا) اولاد ولیعہ کو باز رہنا چاہیئے ورنہ میں ان کے پاس ایسے جوان کو بھیجوں گا جو میری مانند ہوگا یعنی حضرت علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ ہوں گے۔ یہ وہ خصوصیت ہے جس میں علی کے ساتھ کوئی آدمی شریک نہیں ہو سکتا۔

چوتھا:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد سے لوگوں کو نکال دیا تھا۔ لیکن اپنی عترت کو رہنے دیا تھا۔ اس بارے میں لوگوں نے اور حضرت عباس نے رسول اللہ کے اس فعل پر اعتراض کیا تھا۔ عباس نے کہا اے اللہ کے رسول آپ نے علیؑ کو مسجد میں رہنے دیا ہے اور ہمیں نکال دیا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا نہ میں نے اس کو مسجد میں رہنے دیا اور نہ تم لوگوں کو نکالا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مسجد میں رہنے دیا ہے اور تم لوگوں کو نکال دیا ہے۔ اس کے متعلق رسول اللہ کا اپنا فرمان علی علیہ السلام کے متعلق موجود ہے (جو یہ ہے) تم کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے واوحینا الی موسیٰ واخیہ ان تبوا لقومکما بمصر بیوتا واجعلوا بیوتکم قبلۃ۔ اس آیت میں جو منزلت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھی وہ منزلت حضرت علیؑ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہے۔ بوجود اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہیں یقین ہونا چاہیئے کہ اس مسجد میں رسول اللہ اور اس کی آل کے علاوہ کوئی نہیں رہ سکتا۔ علماء کی جماعت نے کہا یہ بیان تم اہل بیت کے ہاں پایا جاتا ہے اور اس کا انکار کون کرے۔

پانچواں:۔ اللہ تعالیٰ کا قول وآت ذالقربیٰ حقہ اے محمد اپنے قرابتداروں کو ان کا حصہ دے دو یہ اہل بیت کے لئے خاص خصوصیت ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا یہ فدک کا علاقہ ہے جو بغیر جہاد کئے ہوئے حاصل ہوا ہے۔ جہاں گھوڑے اور سواریاں نہیں دوڑائی گئیں۔ اس لئے میرا خاص حق ہے۔

اس میں مسلمانوں کا کوئی حق نہیں جبکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تو میں نے فدک کو تمہارے لئے مقرر کر دیا ہے اور اس فدک کو اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے لے لو۔

چھٹا:۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ۔ یہ خصوصیت آل محمد کو حاصل ہے اور کسی کو حاصل نہیں۔ آل محمد کی محبت و مودت اللہ کی طرف سے ہر مومن پر فرض ہے جو مومن خلوص کے ساتھ آل محمدؐ کی محبت رکھے گا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے والذین اٰمنوا وعملوا الصالحات فی روضات الجنۃ لھم ما یشاؤن عند ربھم ذالک ھو الفضل الکبیر (وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ بہشت کے سبز باغوں میں رہیں گے۔ جہاں وہ چاہیں گے رہیں گے (یہ عطیہ) ان کو اپنے رب کی جانب سے عطا ہوا ہے۔ یہ اللہ کی بڑی مہربانی ہے۔

ذالک الذی یبشر عباده الذین امنوا وعملوا الصالحات (یہ وہ چیز ہے کہ جس کی بشارت اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں) اور آیت قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ (اہل بیت کے حق فضیلت میں) کھلی ہوئی تشریح ہے لیکن اکثر لوگوں نے اس آیت کی پابندی نہیں کی۔

ابوالحسن نے فرمایا مجھے میرے باپ نے حدیث بیان کی آپ میرے دادا سے وہ اپنے اباء سے وہ امیرالمومنین علی علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مہاجرین اور انصار جمع ہو کر عرض کرنے لگے اے اللہ کے رسول آپ کے پاس باہر کے ملکوں کے وفد آتے رہتے آپ کو خرچ کی ضرورت پڑتی ہے یہ ہمارا مال و جان حاضر ہے۔ اس کے متعلق اپنا حکم صادر فرمایئے۔ جتنا ہمیں عطا فرمائیے اور جس قدر اپنے پاس رکھیں بخوشی رکھ لیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے روح الامین کو نازل کر کے رسول اللہ کی خدمت میں بھیجا اور کہا اے محمد قل اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ (کہدو میں تم سے اجر رسالت صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے قرابتداروں سے محبت کرو) وہ لوگ چلے گئے۔ منافقین نے کہا کہ کیا چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم پر سوار کر دی ہے اور جو چیز ہم نے پیش کی تھی اس کو چھوڑ دیا ہے۔ اپنے بعد اپنے قرابتداروں کی محبت پر ہمیں برانگیختہ کیا ہے۔ یہ بات کچھ بھی نہیں ہے (معاذ اللہ) رسول اللہ نے مجلس میں بیٹھ کر جھوٹ کہدیا ہے یہ ایک کھلی ہوئی تہمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ام یقولون افترىٰ علی اللہ

کذباً فان یشاء یختم علی قلبک ویمح اللہ الباطل ویحق الحق بکلماتہ انہ علیم بذات الصدور (کیا وہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے اللہ پر جھوٹ کہا ہے اے محمد اگر اللہ چاہے تو تیرے دل پر مہر لگا دے اور باطل کو مٹا دے اور اپنے کلمات سے حق کو ثابت کر دے۔ وہ سینوں کی باتوں کو جاننے والا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کسی آدمی کو بھیج کر ان کو بلوا بھیجا اور فرمایا کیا بات ہے۔ کہنے لگے ہمارے بعض افراد نے سخت نازیبا کلام کیا جس کو ہم برا تصور کرتے ہیں۔ رسول اللہ نے یہ (مذکورہ بالا) آیت تلاوت فرمائی۔ یہ آیت سن کر وہ لوگ رو پڑے اور ان کا رونا زوروں پر تھا اسی دوران میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السیئات ویعلم ما تفعلون (اللہ وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور ان کے گناہوں کو معاف کر دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس کو جانتا ہے۔

ساتواں:۔ قرآن مجید کی یہ آیت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ہم نے آپ پر سلام کرنا تو سیکھ لیا ہے آپ پر درود کیسے بھیجیں۔ فرمایا کہو اللھم صل علی محمد وال محمد کما صلیت وبارکت علی ابراھیم وال ابراھیم فی العالمین انک حمید مجید اللہ تعالیٰ نے کہا سلام علی آل یٰسین سلام ہو یٰسین کی آل پر یعنی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آل پر سلام ہو۔ اللہ نے انبیا علیہم السلام کی آل میں سے کسی پر سلام نہیں بھیجا۔

آٹھواں:۔ آیت ہے انما غنمتم من شئ فان اللہ خمسہ وللرسول ولذی القربی۔ اللہ نے ذوالقربی کا حصہ اپنے حصے اور رسول کے حصے کے ساتھ شامل کیا ہے۔ یہ بھی آل محمد کی فضیلت ہے۔ امت کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ آیت میں لفظ یتامی اور مساکین کا جو ذکر ہے تو اس کے متعلق یہ ہے کہ یتیم جب اس کا یتیم ہونا ختم ہو جائے اور مسکین جب اس کا مسکین پن باقی نہ رہے تو اس کا مال غنیمت میں کوئی حصہ نہ رہے گا۔ لیکن حضرت کے ذوالقربی قیامت تک مال غنیمت کے حصہ میں حقدار رہیں گے۔ ان میں غنی اور فقیر برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے حصے کو اپنے حصہ کے ساتھ مقرون کیا ہے۔ اور اسی طرح اطاعت میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اپنے ساتھ شامل کیا ہے اور فرمایا یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ نیز فرمایا ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ

والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ اللہ نے ان حضرات کی تابعداری کو رسول اور اپنی تابعداری کے ساتھ مقرون کیا ہے۔ اسی طرح ان کی ولایت کو اپنی اور اپنے رسول کی ولایت کے ساتھ شامل کیا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کے حصے کو اپنے اور اپنے رسول کے حصہ کے ساتھ مال غنیمت میں شامل کیا ہے اور جب مال صدقہ کا قصہ درپیش ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور اپنے رسول کی شخصیت اور اہل بیت کے وجود کو اس سے پاک رکھا۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبھم والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ صدقہ محمد اور آل محمد پر حرام ہے۔ یہ لوگوں کے ہاتھ کی میل ہے۔ ان کے لئے یہ حلال نہیں ہے کیونکہ وہ ہر نجاست اور میل سے پاک ہیں۔ جب اللہ نے ان کو پاکیزہ بنایا تو ان کو اپنے لئے منتخب کر لیا اور ان حضرات کی ذات کے لئے وہ چیز پسند کی جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے اور ان کے وجود کے لئے اس بات کو نامناسب سمجھتا ہے جو بات اپنی ذات کے لئے ناگوار تصور کرتا ہے۔

نواں :- قرآن مجید کی آیت ہے۔ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (اگر تمہیں علم نہ ہو تو اہل ذکر سے دریافت کرو) اہل ذکر ہم اہل بیت ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (و آلہ) وسلم ذکر ہیں۔ ہم چونکہ آپ کے اہل بیت ہیں اس لئے اہل ذکر ہیں۔ چونکہ سورہ الطلاق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فاتقوا اللہ یا اولی الالباب الذین آمنوا قد انزل الیکم ذکراً رسولاً یتلوا علیکم آیات اللہ بینات (اے صاحبان عقل اللہ سے ڈرو، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں۔ تمہارے پاس ہم نے رسول کو جو ذکر ہے بھیجا جو اس کی روشن آیات تم پر تلاوت کرتا ہے)

دسواں :- قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی آیت ہے) حرمت علیکم امھاتکم وبناتکم واخواتکم۔ اس آیت میں اس بات کا بیان ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ کی آل ہیں اور تم رسول اللہ کی آل نہیں ہو۔ اگر تم رسول اللہ کی آل ہوتے تو آپ پر تمہاری بیٹیاں رشتہ زوجیت میں منسلک کرنے کے لئے حرام ہوتیں اگرچہ رسول اللہ زندہ ہی کیوں نہ ہوتے۔ لیکن اللہ نے ہماری بیٹیاں محمد پر حرام کر دی تھیں۔ کیونکہ وہ محمد کی اولاد تھیں۔

گیارھواں سورہ مومن میں ہے۔ قال رجل من آل فرعون یکتم ایمانہ اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم (یہ ایمان پوشیدہ رکھنے والا شخص) فرعون کے

مامون کا بیٹا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو فرعون کے نسب کے ساتھ منسوب کیا ہے اور اس کو فرعون کے دین کے ساتھ منسوب نہیں کیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں (آل سے) مخصوص کیا ہے۔ اگرچہ ہم ولادت کے اعتبار سے بھی رسول اللہ کی آل میں (باقی) لوگوں کو اللہ نے دین کے ساتھ مکمل کیا ہے۔ آل اور اُمت میں یہی فرق ہے۔

بارھواں: (اللہ تعالیٰ کی) آیت وامر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیھا۔ اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ پانچ نماز کے وقت حضرت علی اور حضرت فاطمہ علیہم السلام کے دروازے پر آکر فرماتے تھے الصلوٰۃ علیکم یرحمکم اللہ۔ نماز ادا کرو خدا تم پر رحمت نازل کرے ابوالحسن (علی) علیہ السلام نے کہا اللہ کا حمد ہے جس نے ہمیں اس کرامت عظمیٰ کے ساتھ مخصوص کیا۔" مامون اور علماء کہنے لگے اللہ تعالیٰ آپ کو اس امت کی جانب سے جزائے خیر عطا کرے۔ تم اہلبیت ہو۔ ہم مشتبہ مسئلہ کی شرح اور بیان تمہارے سوا اور کہیں نہیں ڈھونڈ سکتے۔

۱۳۔ (بحذف اسناد) محمد بن سیرین روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت (وھو الذی خلق من الماء بشراً فجعلہ نسباً وصھراً) سے مراد حضرت رسول اللہ، علی، فاطمہ علیہم السلام ہیں۔

۱۴۔ مشکوٰۃ میں اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ والہ وسلم نے اس آیت فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات کی تفسیر میں فرمایا کہ تمام کے تمام بہشت میں ہونگے (بحوالہ ترمذی)

۱۵۔ جواہر العقدین میں ابن عباس اور زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے ان دونوں کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ (عنقریب اللہ تم کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ مرضی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اہل بیت کو بہشت میں داخل کرے۔

۱۶۔ صواعق محرقہ میں قرطبی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی یہ تھی کہ آپ کے اہل بیت میں سے کسی آدمی کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں داخل نہ کرے (العیاذ باللہ)

باب ۶

ان احادیث کے ذکر میں کہ حب علی ایمان ہے۔ حدیث فتح خیبر اور حدیث منزلت کے بیان میں

۱۔ صحیح مسلم کے جزو ثالث کے شروع باب الدلیل میں ہے کہ انصار اور حضرت علیؓ کی محبت ایمان ہے اور علامات ایمان میں شامل ہے اور ان حضرات سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔

۲۔ (بحذف اسناد) عدی بن ثابت ذر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جان کو پیدا کیا کہ نبیؐ امی نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ مجھے مومن دوست رکھے گا۔ اور منافق مجھ سے بغض رکھے گا۔"

۳۔ صحیح نسائی میں اعمش عدی بن ثابت سے وہ ذر سے روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ سے نبیؐ امی نے عہد کیا تھا کہ نہیں دوست رکھے گا تمہیں مگر مومن اور تم سے بغض نہیں رکھے گا۔ مگر منافق۔
(بحوالہ مسند احمد بن حنبل اور طبرانی)

۴۔ سنن ترمذی میں اعمش عدی بن ثابت سے وہ ذر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ تمہیں مومن دوست رکھے گا اور تم سے منافق بغض رکھے گا۔" یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

۵۔ ترمذی میں مساور اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کو منافق دوست نہیں رکھے گا اور مومن آپ سے بغض نہیں رکھے گا۔" یہ حدیث حسن اور غریب ہے۔

۶۔ (بحذف اسناد) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم گروہ انصار منافقین کو علیؓ کے بغض کی وجہ سے جانتے تھے۔" یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو اعمش سے وہ ابو صالح سے وہ ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔

۷۔ امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم گروہ انصار منافقین کو علی کے بغض کی وجہ سے جانتے تھے۔" (جو علی سے بغض رکھتا تھا وہ منافق ہوتا تھا)

۸۔ مسند احمد بن حنبل میں اعمش سے وہ ابو صالح سے وہ ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ ہم گروہ انصار

منافقین کو نہیں جانتے تھے مگر علیؓ کے بغض کی وجہ سے۔"

۹۔ امام احمد بن حنبل مسند میں اعمش سے وہ عدی بن ثابت سے وہ زر بن حبیش سے وہ علی کرم اللہ وجہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عہد کیا تھا کہ تمہیں دوست نہیں رکھے گا مگر مومن اور تم سے بغض نہیں رکھے گا مگر منافق۔"

۱۰۔ عبداللہ بن احمد زوائد المسند میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس نے ہم اہلبیت سے بغض رکھا وہ منافق ہے۔"

۱۱۔ الجمع بین الصحیحین میں حضرت علی سے آپ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ (اے علی) تم سے محبت نہیں رکھے گا مگر مومن۔ تم سے بغض نہیں رکھے گا مگر منافق۔

۱۲۔ حافظ ابونعیم حلیۃ الاولیا میں عدی بن ثابت سے وہ زر بن حبیش سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے علی بن ابی طالب کو فرماتے ہوئے سنا "قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور روح کو پیدا کیا۔ مجھ سے نبی نے عہد کیا تھا کہ تمہیں دوست نہیں رکھے گا مگر مومن اور تم سے بغض نہیں رکھے گا مگر منافق" ابونعیم نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ایک جماعت نے اس کو روایت کیا ہے۔

۱۳۔ سنن ابن ماجہ قزوینی میں اعمش سے وہ عدی بن ثابت سے وہ زر بن حبیش سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عہد کیا تھا کہ مجھے دوست نہیں رکھیگا مگر مومن اور مجھ سے دشمنی نہیں رکھے گا مگر منافق۔"

۱۴۔ مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علی کو نہیں دوست رکھے گا مگر منافق اور علی سے بغض نہیں رکھے گا مگر منافق۔" اس کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

۱۵۔ ام المومنین ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس نے علی کو گالیاں دیں اس نے مجھے گالیاں دیں۔" اس کو احمد نے روایت کیا ہے۔

۱۶۔ نہج البلاغہ میں علی علیہ السلام نے فرمایا ہے "اگر میں مومن کی ناک کو اپنی اس تلوار سے ٹکڑے کر دوں کہ وہ میرے ساتھ بغض رکھے تو وہ ہرگز میرے ساتھ بغض نہیں رکھے گا۔ اگر منافق پر دنیا کی تمام نعمتیں پیش کر دوں کہ وہ مجھے دوست رکھے تو ہرگز مجھے دوست نہیں رکھے گا۔ یہ فیصلہ نبی امی صلعم کی زبان سے ہو چکا ہے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا تھا اے علیؑ مومن تم سے بغض نہیں رکھے گا۔ اور منافق تمہیں دوست نہیں رکھے گا۔"

١٧۔ عبداللہ بن احمد زوائد المسند میں ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس نے ہم اہلبیت سے بغض رکھا اس کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈالے گا۔"

١٨۔ مشکوٰۃ میں سہل بن سعید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خیبر کے روز فرمایا کہ کل میں ایسے مرد کو علم دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عنایت کرے گا۔ وہ ایسا مرد ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتا ہے جب صبح کا وقت ہوا تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس غرض کے لئے حاضر ہوئے کہ حضرت ان کو علم عنایت کریں گے رسول اللہ نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ آپ کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا آپ کو میرے پاس لاؤ۔ علیؑ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ نے آپ کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا آپ بالکل ٹھیک ہو گئے گویا کہ آپ کی آنکھوں میں کوئی تکلیف اور درد تھا ہی نہیں۔ رسول اللہ نے آپ کو علم عطا کر دیا۔ علیؑ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ان سے اس وقت تک جہاد کرتا رہوں جب تک ہماری مانند (مسلمان) نہ ہو جائیں۔ حضرت نے فرمایا (اے علی) میانہ روی سے چلے جایئے جب ان کے علاقہ میں اتر جائیں تو پھر ان کو اسلام کی دعوت دینا اور ان کو اس بات سے آگاہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ان پر کیا کیا واجب ہیں۔ خدا کی قسم اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ ان میں سے ایک آدمی کو بھی راہ راست پہ لے آئے تو تمہارے لئے یہ بات سرخ اونٹوں کے حصول سے بہتر ہے۔" متفق علیہ بخاری اور مسلم نے اس حدیث کو سلمہ بن اکوع کی سند سے بھی روایت کیا ہے

١٩۔ مسلم نے ابی ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کی جنگ کے روز فرمایا کہ میں یہ علم کل ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اس کے ہاتھوں پہ فتح دے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے سرداری کی خواہش اس روز کے سوا کبھی نہیں ہوئی۔ میں متواتر اس خواہش میں سرگرداں رہا کہ مجھے علم عطا کیا جائے گا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو بلا کر علم فوج آپ کے سپرد کر دیا اور فرمایا (اے علی) سیدھے چلے جاؤ۔ ادھر ادھر نہ دیکھنا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تجھے کامیابی کی دولت سے نوازے گا۔ حضرت عمر نے کہا کہ حضرت علیؑ پیدل تشریف لے گئے پھر ٹھہر گئے اور بلند آواز سے کہا اے اللہ کے رسول ان سے کب تک لڑتا رہوں۔ حضرت نے فرمایا اس وقت تک لڑتے رہو جب تک یہ لوگ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت

کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ جب وہ لوگ اس بات کا اقرار کرلیں تو تم پر اس شہادت کی وجہ سے اُن کا خون بہانا اور مال لینا منع ہے۔ اور ان کا حساب کتاب اللہ کے ہاں ہے۔ اللہ نے علیؑ کو فتح مندی کی دولت سے مالا مال کیا۔" ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ خیبر حضرت علی کے ہاتھ سے فتح ہوا۔

۲۰۔ جمع الفوائد میں تحریر ہے کہ قلعہ خیبر کا مالک مرحب تھا۔ وہ قلعہ سے باہر نکل کر یہ رجز پڑھنے لگا:۔

"خیبر کا قلعہ مجھے جانتا ہے۔ میرا نام مرحب ہے۔ ہتھیاروں سے لیس ہوں۔ تجربہ کار جنگ جُو، اور بہادر ہوں جبکہ جنگ کے شعلے بھڑک اُٹھتے ہیں۔"

حضرت علی نے (جواباً) یہ رجز پڑھا:۔

"میں وہ ہوں جس کا نام اس کی ماں نے حیدر (سانپ کے دو ٹکڑے کرنیوالا) نام رکھا۔ گھنے جنگل میں رہائش رکھنے والا خونخوار اور بہادر شیر ہوں۔ سخت موٹی کلائیوں والا اور مضبوط گردن والا ہوں۔ جنگل کے شیر کی مانند نہایت ہیبت ناک ہوں۔ میں اپنی تلوار سے (تمہارے سروں پر) ایسی چوٹیں لگاؤں گا جیسے لوہار سندان پر لوہے کو چوٹیں لگاتا ہے۔ تمہیں ایسی ضرب لگاؤں گا جس سے تمہاری پیٹھ کی ہڈی دو ٹکڑے ہوجائے گی۔"

حضرت نے مرحب کے سر پہ ایسا بھرپور وار کیا جس سے وہ قتل ہوگیا۔ یہ قلعہ حضرت علیؑ کے ہاتھ سے فتح ہوا۔ (بحوالہ مسلم ابوداؤد)

۲۱۔ عبداللہ بن احمد زوائد المسند میں بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے خیبر کا محاصرہ ایک مدت تک جاری رکھا۔ لیکن خیبر فتح نہ ہوسکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے فرمایا:۔

"کل میں علم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ اور رسول اس کو دوست رکھتا ہے۔ وہ قلعہ کو فتح کئے بغیر واپس نہیں لوٹے گا۔ ہم نے رات اس خوشی میں بسر کی کہ کل ہمیں فتح نصیب ہوگی۔ اس کا ہم نے بے چینی سے انتظار کیا۔ پھر رسول اللہ نے علی کو کھڑا کیا اور آپ کو علم عنایت کیا۔ اللہ نے آپ کو فتح نصیب کی۔ اور بے چینی سے رات بسر کرنے والوں میں میں بھی تھا۔"

۲۲۔ (بحذف اسناد) صحیح بخاری میں مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ تبوک کی طرف تشریف لے گئے اور علی کو اپنا قائم مقام بنایا۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا کہ آپ مجھے اپنا قائم مقام لڑکوں اور عورتوں میں کرتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ تم

اس بات پر رضامند نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھی۔ لیکن یہ یقین جانو کہ میرے بعد کوئی اور نبی نہیں ہوگا"۔

۲۳۔ (بحذف اسناد) صحیح بخاری میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کیا تم اس بات پر رضامند نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہو جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھی"۔

۲۴۔ (بحذف اسناد) صحیح مسلم میں عامر بن سعد سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھی۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"۔ سعید کا بیان ہے کہ مجھے یہ بات مناسب معلوم ہوئی کہ میں خود اس بارے میں سعد سے ملاقات کروں گا۔ میں نے سعد سے ملاقات کی اور وہ حدیث بیان کی جو مجھے عامر نے بیان کی تھی۔ سعید نے کہا میں نے یہ حدیث (رسول اللہ سے) سنی ہے۔ سعید کا بیان ہے کہ میں نے کہا۔ تم نے یہ حدیث سنی ہے۔ سعد نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں پر رکھ کر کہا۔ ہاں! میں نے یہ حدیث سنی ہے) ورنہ یہ دونوں کان بند ہو جائیں۔

۲۵۔ مسلم میں مصعب بن سعد سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ تبوک کے موقعہ پر علی بن ابی طالب کو اپنا خلیفہ بنایا۔ علیؑ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں خلیفہ بناتے ہیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو تمہیں مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسےٰؑ سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

۲۶۔ مسلم میں ابراہیم بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہو جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھا"۔

۲۷۔ امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں عطیہ بن عوفی سے وہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت علیؑ سے فرمایا تمہیں مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ نیز امام احمد نے اس حدیث کو سعد بن ابی وقاص سے اور اسماء بنت عمیس سے۔ سعید بن زید ترمذی سے یہ سعید بن مسیب سے وہ سعد بن ابی وقاص

سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت علی سے فرمایا تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسٰے سے حاصل تھی۔" یہ حدیث صحیح ہے۔

۲۸۔ مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کو جنگ بدر کے روز (دشمنوں کی طرف) اس طرح بڑھتے ہوئے دیکھا۔ جس طرح تیز رو اسپ بڑھتا ہے۔ اور فرماتے جاتے تھے۔ سے جنگ کے بہادران یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ اگرچہ میری عمر چھوٹی ہے۔ لیکن جنگ کے آداب سے اچھی طرح واقف ہوں۔ جب رات چھا جائیگی تو ان پر بلائے ناگہانی کی طرح حملہ کروں گا۔

۲۹۔ (بحذف اسناد) عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "علی ہیں۔ اس کا گوشت میرا گوشت اس کا خون میرا خون اس کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسٰی سے حاصل تھی مگر میرے بعد نبی نہیں ہو گا۔"

۳۰۔ (بحذف اسناد) ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے آپ سے فرمایا اے ام سلمہ سنو اور گواہ رہو یہ علیؑ میرے علم کا ظرف اور میرا دروازہ ہیں جہاں سے داخل ہونا ہے۔ دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں اور میرے ساتھ (بہشت کے) بلند حصہ میں قیام پذیر ہوں گے۔"

۳۱۔ (بحذف سند) زید بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں مسجد میں داخل ہوا۔ رسول اللہ نے اپنے اصحاب کا ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارہ قائم کیا۔ علیؑ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسولؐ آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ بھائی چارہ قائم کیا ہے۔ لیکن میرے ساتھ ایسا نہیں کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا۔ میں نے تمہیں اپنی ذات کے لئے اٹھا رکھا ہے۔ تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسٰے سے حاصل تھی۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ تم میرے بھائی ہو۔ تم میرے وارث ہو۔ تم میرے ساتھ میرے محل میں میری بیٹی فاطمہؑ کے ساتھ رہو گے۔ تم میرے رفیق ہو۔ پھر رسول اللہ نے یہ آیت پڑھی، (اہل بہشت) بھائی بھائی ہوں گے ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر قیام فرما ہوں گے۔" اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کی نگاہ سے پیش آئیں گے۔

۳۲۔ (بحذف اسناد) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علیؑ مسجد میں جو چیز میرے لئے جائز ہے وہ تمہارے لئے بھی جائز ہے۔ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسٰے سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ تم قیامت کے روز میرے حوض سے لوگوں کو ایسے ہٹاؤ گے جیسے بیماری زدہ اونٹ پانی سے

ہٹایا جاتا ہے۔ ان کو اپنے موسیٰ عصا سے ہٹاؤ گے۔ گویا کہ میں اپنے حوض پر تمہارے مقام کو دیکھ رہا ہوں۔"

۲۳۔ (بحذف اسناد) عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ معاویہ نے سعد کو حکم دیا کہ تمہیں ابوتراب کو سب کرنے سے کونسی چیز منع کرتی ہے، سعد نے کہا تین چیزیں ہیں جب تک میں ان کو یاد رکھوں گا ابوتراب کو گالیاں نہیں دوں گا۔ اگر میرے لئے ان میں ایک چیز بھی حاصل ہو جاتی تو وہ میرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہوتی۔ پہلی چیز جو آپ کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے فرمائی تھی، وہ یہ تھی کہ جب رسول اللہ نے ایک جنگ کے موقعہ پر آپ کو خلیفہ بنایا تھا تو علی نے عرض کیا تھا۔ اے اللہ کے رسول مجھے تو آپ نے عورتوں اور بچوں میں خلیفہ مقرر کیا ہے۔ آپ سے رسول اللہ نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہو جو ہارون کو موسے سے حاصل تھا لیکن میرے بعد نبوت کا سلسلہ نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ کو خیبر کی لڑائی کے روز فرماتے ہوئے سنا تھا کل میں اس شخص کو علم دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس کو دوست رکھتا ہے۔ ہم نے اس بشارت کے باعث رات نہایت بے چینی سے بسر کی۔ رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کو بلایا۔ آپ اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ رسولؐ اللہ نے آپ کی دونوں آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا۔ اور علم آپ کے سپرد کر دیا۔ اور اللہ نے آپ کے ذریعہ فتح عطا کی۔

تیسری بات یہ ہے۔ کہ جب آیت ندع ابناء نا و ابناءکم نازل ہوئی تو رسول اللہ نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو بلا کر فرمایا اے میرے اللہ! یہ میرے اہل بیت (اور ان حضرات کو ساتھ لے کر میدان مباہلہ میں تشریف لے گئے) بحوالہ مسلم اور ترمذی۔

۲۴۔ ابن ماجہ میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ معاویہ ایک حج کے موقعہ پر آیا اور آپ کے پاس سعد داخل ہوئے۔ ان حضرات نے حضرت علیؑ کا ذکر کیا۔ سعد نے ان لوگوں سے ایسی بات سنی جس کی وجہ سے ناراض ہو گئے اور کہنے لگے اے معاویہ، تم ایسے آدمی کے متعلق ناسزا باتیں کہتے ہو جس کے متعلق میں نے رسول اللہ سے سنا جس کا میں سردار ہوں اس کے علیؑ سردار ہیں۔" نیز میں نے رسول اللہ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا۔ کہ "اے علیؑ تم کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسےؑ سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔" اور رسول اللہ کو یہ بھی فرماتے ہوئے (جنگ خیبر کے موقعہ پر) سنا کہ میں کل علم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس

کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔

۲۵۔ عبدالعزیز بن ابی حازم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی سہل بن سعد ساعدی کے پاس آکر کہنے لگا کہ یہ شخص مدینہ کا گورنر ہے۔ شارح بخاری علامہ قسطلانی کا بیان ہے وہ مروان بن حکم تھا حضرت علی کو منبر کے پاس بیٹھکر ان الفاظ سے یاد کرتا رہتا ہے۔ ابو حازم کا بیان ہے کہ سہل بن سعد نے اس شخص سے دریافت کیا کہ وہ شخص کیا کہتا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ وہ علیؑ کے متعلق ابو تراب کہتا رہتا ہے۔ یہ سُن کر سہل ہنس پڑے اور کہنے لگے خدا کی قسم یہ نام تو آپ کا رسولؐ اللہ نے رکھا تھا۔ یہ نام تو حضرت کو اور ناموں کی نسبت بہت پسند تھا۔ ابو حازم کا بیان ہے میں نے سہل سے یہ حدیث دریافت کی اور عرض کیا اے ابو العباس اس کا کیا قصہ ہے۔ سہل نے کہا حضرت علیؑ جناب فاطمہؑ کے پاس تشریف لے گئے۔ پھر جاکر مسجد میں لیٹ گئے۔ رسول اللہ نے جناب فاطمہ سے فرمایا کہ تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے۔ جناب سیدہ نے عرض کیا مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ رسول اللہ مسجد میں علیؑ کے پاس تشریف لے گئے اور علیؑ کی یہ حالت تھی کہ آپکی چادر پشت مبارک سے گر چکی تھی اور حضرت کی پشت پر خاک لگی ہوئی تھی۔ رسولؐ اللہ نے علیؑ کی پشت سے مٹی کو صاف کرنا شروع کر دیا۔ اور رسول اللہ نے دو مرتبہ فرمایا اے ابو تراب اُٹھ کر بیٹھ جاؤ۔" بحوالہ بخاری

۲۶۔ دیگر بحذف سند، سہل بن سعد کا بیان ہے کہ آل مروان کا ایک آدمی مدینہ منورہ کا گورنر مقرر ہوا اور اس نے سہل بن سعد کو بلا کر اس بات کا حکم دیا کہ وہ حضرت علی کو گالیاں دے۔ سہل نے اس بات سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا اگر اس بات سے انکار ہے تو یوں کہو رحم اللہ ابا تراب۔ لیکن اس نے اس طرح بھی نہ کہا۔ نامہ لکھنے والے نے لعن اللہ کی بجائے رحم اللہ لکھ دیا۔ اس سے اس کا مقصد لعن اللہ تھا۔ سہل نے کہا حضرت علیؑ کو ابو تراب سے زیادہ اپنا اور کوئی نام مرغوب نہ تھا۔ حضرت کو جب اس نام کے ساتھ بلایا جاتا تھا تو آپ بہت خوش ہوتے تھے۔ سہل سے کہا گیا کہ ہمیں اس بات سے آگاہ کیجئے کہ علی کا نام ابو تراب کیونکر پڑا۔ اس نے کہا کہ رسولؐ اللہ جب فاطمہؑ کے گھر میں تشریف لائے اور وہاں علی موجود نہیں تھے اپنی دختر نیک اختر سے دریافت فرمایا کہ تیرے چچا کے بیٹے کہاں ہیں۔ جناب سیدہ نے عرض کیا۔ میرے اور آپ کے درمیان ایک معاملہ کی وجہ سے شکر رنجی پیدا ہوگئی ہے۔ اس لئے مجھے کہکر تشریف نہیں لے گئے۔ رسول اللہ نے ایک آدمی سے کہا، دیکھو! وہ کہاں ہیں؟ اس نے آکر عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ مسجد

لہ جو مسلمان پنجتن پاک کو معصوم تصور کرتے ہیں وہ اس حدیث کی صحت تسلیم نہیں کریں گے۔ ۱۲ مترجم

میں سوتے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ تشریف لائے اور حضرت کو اس حالت میں پایا کہ بدن کے ایک حصہ سے چادر گری ہوئی تھی اور اس جگہ مٹی لگی ہوئی تھی۔ رسول اللہ نے مٹی کو صاف کرنا شروع کر دیا اور فرمایا اے ابو تراب اُٹھو! اے ابو تراب اُٹھو! (بحوالہ مسلم)

باب ۷

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

اور حدیث علی منی و انا منہ

۱۔ صاحب المناقب نے امام جعفر صادقؑ آپ اپنے باپ سے اور وہ آپ کے دادا علیؑ بن حسینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ امام حسن علیہم السلام نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ جب کفار نجران نے میرے نانا سے جھگڑا کیا تو اللہ تعالٰے نے میرے نانا کی خاطر کہا قل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ (محمد ان سے کہہ دو کہ ہم اپنے فرزند بلا کر (میدان مباہلہ میں) لائیں تم اپنے فرزند۔ ہم اپنی عورتیں بلا کر لائیں تو تم اپنی عورتیں بلا کر لاؤ۔ ہم اپنے نفسوں کو لائیں تم اپنے نفسوں کو لاؤ۔ پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں) میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نفس کے طور پر میرے باپ کو لے گئے تھے اور اپنے فرزندوں کی جگہ مجھے اور میرے بھائی حسینؑ اور عورتوں کی بجائے میری ماں فاطمہؑ کو لے گئے تھے۔ ہم رسول اللہ کے اہل ہیں۔ ہم آپ کا گوشت، خون، اور نفس ہیں۔ وہ ہم سے ہیں اور ہم اُن سے ہیں۔

۲۔ عیون الرضا میں ریان بن صلت سے روایت ہے کہ امام رضا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے نے انفسنا سے نفس علیؑ مراد لیا تھا اور اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول دلالت کرتا ہے۔ "بنو ولیعہ کو باز رہنا چاہیئے ورنہ ان کے پاس ایسا آدمی روانہ کروں گا جو میرے نفس کی مثل ہوگا۔ یعنی علیؑ کو روانہ کروں گا۔ یہ علیؑ کی وہ خصوصیت ہے جس میں آپ کی کوئی بشر ہمسری نہیں کر سکتا۔ یہ واقعہ پہلے پانچویں باب میں گزر چکا ہے۔

۳۔ امام احمد بن حنبل نے مسند اور مناقب میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اولاد ولیعہ کو باز رہنا چاہیئے۔ ورنہ میں ان کے پاس ایسا آدمی بھیجوں گا۔ جو میرے

نفس کی مانند ہو گا۔ جو تم میں میرا حکم نافذ کرے گا۔ (تمہارے ساتھ) جہاد کرے گا۔ اور (تمہاری) اولاد کو قیدی بنائے گا۔ رسول اللہ علی کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا یہ وہ ہیں۔ دو مرتبہ ایسا فرمایا۔

۴۔ مسند احمد بن حنبل میں عبداللہ بن حنطب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثقیف کے وفد سے فرمایا تمہیں اسلام لانا چاہیئے۔ ورنہ میں تمہارے پاس ایسا آدمی روانہ کروں گا۔ جو میرے نفس کی مانند ہوگا۔ وہ تمہاری گردنیں اڑا دے گا۔ تمہاری اولاد کو قید کرے گا، اور تم سے مال چھین لے گا۔ رسول اللہ حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا وہ یہ ہیں۔

۵۔ مناقب میں علی بن حسن امام علی رضا سے آپ اپنے باپ سے آپ اپنے آباء طاہرین سے وہ حضرات حضرت امیرالمومنین علیہم التحیۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ "اے لوگو! اللہ کا مہینہ (ماہ صیام) برکت ا رحمت اور مغفرت کا پیغام لے کر آگیا ہے۔ آپ نے ماہ رمضان کی فضیلت بیان کی۔ پھر رو پڑے میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول آپ کیوں روتے ہیں" فرمایا اے علی! میں اس بات پر روتا ہوں کہ تم پر اس ماہ میں ایک مصیبت نازل ہو گی۔ میں تم پر وہ مصیبت نازل ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ تم (مسجد کوفہ میں) نماز کا ارادہ کر رہے ہو۔ اولین اور آخرین میں سب سے زیادہ بدبخت ترین انسان حضرت صالح کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا (یعنی اس کی مانند) اٹھ کر تمہارے سر پر ضربت لگا رہا ہے۔ تمہارے سر کے خون سے تمہاری ڈاڑھی کو خضاب کر رہا ہے" میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ اس وقت میرا دین تو صحیح و سالم ہوگا۔ فرمایا۔ تمہارا دین سالم ہوگا۔ میں نے عرض کیا یہ تو خوشخبری کی بات ہے اور شکریہ ادا کرنے کے قابل ہے" پھر فرمایا اے علی جس نے تم کو قتل کیا اس نے مجھ کو قتل کیا۔ جس نے تمہیں ناراض کیا۔ اس نے مجھے ناراض کیا۔ جس نے تم پر سب کیا اس نے مجھ پر سب کیا۔ تم مجھ سے میرے نفس کی مانند ہو۔ تمہاری روح میری روح سے اور تمہاری مٹی میری مٹی سے پیدا کی گئی ہے۔ اللہ نے تمہیں اور مجھے اپنے نور سے خلق کیا۔ مجھے چنا اور تمہیں منتخب کیا۔ میرا انتخاب نبوت کے لیئے ہوا۔ تمہارا چناؤ امامت کے لیئے۔ جس نے تمہاری امامت کا انکار کیا اس نے میری نبوت کا انکار کیا۔ اے علی! تم میرے وصی، وارث اور میرے فرزندوں کے باپ ہو۔ میری بیٹی تمہاری بیوی ہے۔ تیرا حکم میرا حکم اور تیری نہی میری نہی ہے۔ مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا اور مجھے مخلوق سے بہتر گردانا۔ آپ اللہ کی مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔ اللہ کے راز کے امین ہیں۔ اللہ کے بندوں پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔

۶۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ علی کو مجھ سے وہ نسبت

ہے جو میرے سر کو مجھ سے ۔

۷۔ سنن ترمذی میں عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (جنگ کی طرف) ایک لشکر روانہ کیا اور ان کا سالار علی کرم اللہ وجہ کو مقرر فرمایا۔ حضرت نے ایک لونڈی کو لے لیا۔ لیکن دوسرے سپاہیوں نے اس پر اعتراض کیا۔ چار صحابیوں نے آپس میں پیکٹ کر لیا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو رسول اللہ کو علیؑ کے اس فعل سے آگاہ کریں گے۔ مسلمانوں کا یہ دستور تھا کہ جب سفر سے واپس آتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہلے حاضر ہو کر سلام کر کے پھر اپنے گھروں کو جایا کرتے تھے۔ جب یہ لشکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان میں سے ایک صاحب نے کھڑے ہو کر رسولؐ اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ آپ ملاحظہ نہیں فرماتے کہ علی نے کیا کیا کام کیا ہے۔ رسولؐ اللہ نے اس کی بات سن کر اس سے اپنا منہ پھیر لیا۔ دوسرے نے کھڑے ہو کر وہی بات دہرائی۔ رسول اللہ نے اس سے بھی منہ پھیر لیا۔ پھر تیسرے نے کھڑے ہو کر وہی بات دہرائی، رسولؐ اللہ نے اس سے بھی منہ پھیر لیا۔ حتیٰ کہ چوتھے آدمی نے وہی بات اعادہ کی جو پہلے تینوں کہہ چکے تھے۔ رسول اللہ ان سب کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ تم علیؑ سے کیا چاہتے ہو؟ چار مرتبہ ایسا فرمایا: رسول اللہ کے چہرہ مبارک سے غصہ ٹپک رہا تھا۔ فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے سردار ہیں۔

۸۔ ترمذی میں براء ابن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو لشکر روانہ فرمائے ایک لشکر پر حضرت علی کو اور دوسرے پر خالد بن ولید کو سالار مقرر فرمایا۔ حضرت علی نے قلعہ فتح کر لیا۔ اور وہاں سے ایک لونڈی کو نکال کر لے آئے۔ براء ابن عازب کا بیان ہے کہ خالد بن ولید نے ایک شکایتی خط لکھا جس میں حضرت علیؑ کی شکایت کی گئی۔ میرے ہاتھ رسول اللہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ میں نے خط کو رسولؐ اللہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے خط کو پڑھا تو آپ بے چین ہو گئے۔ فرمایا تم نے ایسے آدمی میں کیا عیب دیکھا ہے جو اللہ کو اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتا ہے۔ براء نے کہا میں اللہ تعالےٰ سے اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی ناراضگی کی پناہ مانگتا ہوں (اے اللہ کے رسول) میں تو صرف ایک قاصد کی حیثیت سے حاضر ہوا ہوں۔ رسول اللہ چپ ہو گئے۔

۹۔ اصابہ میں وہب بن حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دفعہ علی بن ابی طالب کے

ساتھ سفر کیا اور میں نے علی میں ناپسندیدہ باتوں کو دیکھا۔ میں نے انہیں باتوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکایت کر دی۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ تم علی کے متعلق ایسی بات ہرگز نہ کہنا وہ میرے بعد تمہارے سردار ہیں۔

۱۰۔ مشکوٰۃ میں حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ میرا پیغام وہ یا میں خود پہنچا سکتا ہوں یا علیؑ"

۱۱۔ مشکوٰۃ میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ علیؑ میرے بعد ہر مومن کے سردار ہیں"

۱۲۔ مشکوٰۃ میں برأ بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے حضرت علی سے فرمایا" تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں"

۱۳۔ حموینی فرائد السمطین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کیلے کا خوشہ روانہ کیا۔ رسول اللہ نے کیلے کے چھلکے کو اپنے دست مبارک سے اتارنا شروع کیا۔ اور رس میرے منہ میں ڈالتے تھے۔ ایک کہنے والے نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! آپ علی کو دوست رکھتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں"

۱۴۔ امام احمد بن حنبل مسند میں حبشی بن جنادہ سلولی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "علی مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ میں اپنا پیغام خود پہنچا سکتا ہوں یا علیؑ"

۱۵۔ اصابہ میں وہب بن حمزہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دفعہ علی بن ابی طالب کے ساتھ گیا اور میں نے آپ میں بعض ایسی چیزیں ملاحظہ کیں جن کو میں مکروہ سمجھتا تھا۔ جب میں واپس آیا تو میں نے آپ کی شکایت رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم سے کر دی۔ رسول اللہ نے فرمایا علیؑ کے متعلق ایسا نہ کہا کرو۔ وہ میرے بعد تمہارے سردار ہیں"

۱۶۔ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ نے جب حضرت علیؑ اور آپ کے بھائی جعفر اور اپنے غلام زید کے درمیان حضرت حمزہ کی لڑکی کے جھگڑے کے بارے میں فیصلہ کیا تو حضرت رسولؐ نے فرمایا" اے علی تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ اور تم میرے بعد ہر مومن کے سردار ہو" پورا خطبہ پہلے گزر چکا ہے۔

۱۷۔ مناقب میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور جبرائیل نے کہا میں تم دونوں سے ہوں"۔

۱۸۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "اے ام سلمہ! علیؑ مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ اس کا گوشت میرا، اس کا خون میرا خون ہے اس کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسےٰ سے حاصل تھی۔ اے ام سلمہ! سنو! اور گواہ رہو۔ یہ علی مسلمانوں کے سردار ہیں"۔

۱۹۔ (بحذف اسناد) مخدوج بن یزید زھلی روایت کرتے ہیں کہ جب آیت اصحاب الجنة هم الفائزون نازل ہوئی تو ہم لوگوں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول اصحاب جنت کون لوگ ہیں؟ فرمایا جس نے میری اطاعت کی اور میرے بعد علیؑ کو دوست رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کی ہتھیلی کو پکڑ کر فرمایا "کہ علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں جس نے اس سے جنگ کی اس نے مجھ سے جنگ کی اور جس نے مجھ سے جنگ کی اس نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا" پھر فرمایا "اے علی! تیری جنگ میری جنگ، تیری صلح میری صلح۔ تم میرے اور میری امت کے درمیان نشان ہو" عطیہ کا بیان ہے کہ میں نے زید بن ارقم سے مخدوج کی حدیث کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا خدا کی قسم رسول اللہ نے یہ حدیث ہم سے بیان کی تھی"۔

۲۰۔ کنوز الدقائق مناوی میں ہے کہ (رسول اللہ نے فرمایا) علی مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے سردار ہیں"۔

۲۱۔ ابو داؤد طیالسی میں ہے کہ (رسول اللہ نے فرمایا) علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ میرا پیغام یا میں خود ادا کر سکتا ہوں یا علیؑ"۔

۲۲۔ مناقب میں جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "علیؑ میں چند ایسے خصائل پائے جاتے ہیں اگر ان میں ایک خصلت بھی کسی آدمی میں پائی جاتی تو اس کی فضیلت اور شرافت کے لئے صرف وہی کافی تھی۔ (ایک تو) رسول اللہ کا فرمان کہ جس کا میں سردار ہوں اس کے علی سردار ہیں (دوسرا) رسول اللہ کا فرمان کہ علیؑ کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسےٰؑ سے حاصل تھی (تیسرا) علیؑ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں (چوتھا) علیؑ میرے لئے میرے نفس کی مانند ہیں۔ اس کی تابعداری میری تابعداری ہے۔ اس کی نافرمانبرداری میری نافرمانبرداری ہے (پانچواں) علیؑ کی جنگ اس کی جنگ ہے۔ علیؑ کی صلح اللہ کی صلح ہے (چھٹا) علیؑ کا دوست

خدا کا دوست ہے۔ علیؑ کا دشمن خدا کا دشمن ہے (ساتواں) علیؑ اللہ کے بندوں پر اللہ کی حجت ہیں" (آٹھواں) علیؑ کی محبت ایمان ہے۔ علیؑ سے بغض رکھنا کفر ہے (نواں) علیؑ کا گروہ اللہ کا گروہ، علیؑ کے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے (دسواں) علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ ہے اور یہ دونوں جدا نہ ہوں گے۔ (گیارھواں) علی بہشت اور دوزخ کے بانٹنے والے ہیں۔ (بارھواں) جس نے علیؑ کو چھوڑ دیا اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ جس نے مجھے چھوڑ دیا اس نے خدا کو چھوڑ دیا (تیرھواں) علیؑ کے شیعہ قیامت کے روز کامیاب ہوں گے"۔

باب ۸

حدیث طیر کے بیان میں

۱۔ امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام سفینہ سے روایت کرتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت نے رسول اللہ کی خدمت میں دو بھونے ہوئے پرندے دو روٹیوں کے درمیان میں رکھ کر بطور ہدیہ کے پیش کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے میرے اللہ میرے پاس اس شخص کو بھیج جو تیرے نزدیک اور تمہارے رسولؐ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہو جو میرے ساتھ اس پرندے کو تناول کرے۔ حضرت علیؑ تشریف لائے اور آپؐ کے ساتھ وہ پرندہ کھایا" موفق بن احمد نے حدیث طیر کو انس سے دو طریقوں سے بیان کیا ہے۔

۲۔ حدیث طیر کو ۲۴ آدمیوں نے انس سے روایت کیا ہے۔ ان میں سعید بن مسیب، سدی اور اسمٰعیل ہیں۔ ابن مغازی نے حدیث طیر کو ۲۰ طریقوں سے بیان کیا ہے۔

۳۔ سنن ابوداؤد میں انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھونا ہوا پرندہ موجود تھا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا اے میرے اللہ! میرے پاس اپنی مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب بندے کو بھیج جو میرے ساتھ کھائے۔ حضرت علیؑ تشریف لائے اور رسولؐ اللہ کے ساتھ (پرندہ) تناول فرمایا"۔

باب ۹

احادیث مواخات میں

۱۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں زید بن ابی اوفیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ حضرت علی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ لیکن میرے اور کسی کے درمیان بھائی چارہ قائم نہیں فرمایا۔ رسول اللہ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ مجھے نبی بنا کر بھیجا میں نے تمہیں اپنی ذات کے لئے چھوڑ رکھا ہے۔ تمہیں مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ تم میرے بھائی اور وارث ہو۔ تم بہشت میں میرے ساتھ میری بیٹی فاطمہ کے ساتھ رہو گے۔ تم میرے بھائی اور رفیق ہو۔" پھر رسول اللہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (اہل بہشت، بہشت میں) تختوں پر بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے بھائی بھائی ہوں گے۔ اللہ کی راہ میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوئے آپس میں دیکھیں گے۔"

۲۔ مشکوٰۃ میں ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ حضرت علیؑ اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ میرے اور کسی کے درمیان بھائی چارہ قائم نہ فرمایا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تم میرے دنیا و آخرت میں بھائی ہو۔ (بحوالہ ترمذی) ترمذی نے اس حدیث کو زید بن ابی اوفیٰ سے بھی روایت کیا ہے۔

۳۔ عبداللہ بن احمد نے زیادات المسند میں سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور حضرت علی سے فرمایا تم میرے بھائی ہو۔"

۴۔ امام احمد بن حنبل نے مسند میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ رسول اللہ نے ہم مرتبہ آدمیوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا۔ حضرت علیؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا یہ میرے بھائی ہیں۔"

۵۔ موفق بن احمد نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کو یہ اشعار

پڑھتے ہوئے سُنا۔

و۔ میں مصطفیٰ کا بھائی ہوں۔ میرے نسب میں کوئی شک نہیں۔ میں نے رسول اللہ کے ساتھ پرورش پائی۔ آپ کے دونوں سبط میرے فرزند ہیں۔

ب۔ میرے دادا اور رسول اللہ کا دادا ایک ہیں۔ فاطمہؑ میری بیوی ہے (یہ) بات بے وقوف آدمی کی نہیں ہے۔

ج۔ میں نے رسول اللہ کی اس وقت تصدیق کی تھی جب کہ تمام لوگوں پر گمراہی اور شرکت کی ذلت طاری تھی۔

د۔ اللہ تعالیٰ کا حمد اور شکر ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ اپنے بندے کے ساتھ مہربان ہے۔ باقی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ موفق بن احمد نے گیارہ احادیث مواخات کے بارے میں بیان کی ہیں۔

عبداللہ بن احمد حنبل نے زوائد المسند میں مواخات کی چھ حدیثیں روایت کی ہیں۔ ابن مغازلی نے بھی چھ حدیثیں روایت کی ہیں"۔

۶۔ عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں محدوج بن زائد ہذلی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ حضرت علی سے فرمایا تم میرے بھائی ہو۔ تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسےٰ سے حاصل تھی۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ تمہیں میرا الواء الحمد دیا جائے گا۔ اے علی تمہیں خوشخبری ہو، روز قیامت سب سے پہلے میں اور آپ بلائے جائیں گے جب مجھے کپڑے پہنائے جائیں گے اس وقت تمہیں کپڑے پہنائے جائیں گے۔ جب مجھے بلایا جائیگا اس وقت تمہیں بلایا جائے گا۔ جب مجھے زندہ کیا جائے گا۔ اس وقت تمہیں زندہ کیا جائے گا۔ حسنؑ اور حسینؑ تمہارے ساتھ ہوں گے۔ حتیٰ کہ تم حضرت ابراہیم اور میرے درمیان عرش کے سایہ میں قیام فرما ہوگے۔ پھر ایک آواز دینے والا آواز دے گا۔ تمہارا اچھا باپ ابراہیمؑ ہے۔ تمہارا اچھا بھائی علیؑ ہیں"۔

۷۔ کتاب المسامرہ جو حضرت شیخ محی الدین عربی کی تالیف ہے۔ ہم نے اس کتاب سے ایک حدیث محمد بن اسحاق مطلبی کی روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قائم کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگ اللہ کی خاطر ایک دوسرے کے بھائی بن جاؤ" پھر رسول اللہ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "یہ میرے بھائی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؓ بھائی تھے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب اور رسول اللہ کے غلام زید بن حارثہؓ آپس میں بھائی تھے۔ معاذ بن جبل اور جعفر بن ابی طالب، ابوبکر صدیقؓ اور خارجہ بن ابو زہیر، عمرؓ بن الخطاب اور عتبان بن مالک، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعید بن ربیع، زبیر بن عوام اور سلمہ بن سلامہ وقشی، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ زبیر اور عبدالرحمٰن بن مسعود آپس میں بھائی بھائی تھے۔"

عثمان بن عفان اور اوس بن ثابت بن منذر۔ طلحہ بن عبیداللہ اور کعب بن، سعد بن زید بن عمرو بن نفیل اور ابی بن کعب، مصعب بن عمیر بن ہاشم اور ابوایوب خالد بن زید، ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور عباد بن بشیر بن قیس، عمار بن یاسر اور حذیفہ بن الیمان۔ حاطب بن بلتعہ اور عویمر بن عامر، بلال اور ابو رویحہ، عبداللہ بن عبدالرحمٰن خثعمی آپس میں بھائی بھائی بنائے گئے تھے۔

ابو اسحاق کا بیان ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق ہمیں کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ان اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا۔"

باب ۱۰

حدیث نجویٰ کے بیان میں

۱۔ امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ طائف کے موقعہ پر حضرت علی کو بلا کر آپ سے راز کی باتیں بیان فرمائیں۔ اور رسول اللہ کی رازداری بہت لمبی ہوگئی۔ حضرت کے اصحاب کی ایک جماعت نے اس بات کو مکروہ تصور کیا۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ رسول اللہ نے آج اپنے ابن عم کے ساتھ طویل سرگوشی کی ہے۔ رسول اللہ کو اس بات کی خبر ہوگئی کہ ایک کہنے والے نے یہ کہا ہے کہ آج رسول اللہ نے اپنے ابن عم کے ساتھ طویل سرگوشی کی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا میں نے علیؑ سے سرگوشی نہیں کی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے علیؑ سے سرگوشی کی ہے۔"

۲۔ ترمذی میں جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کے روز حضرت علی کو بلایا اور آپ سے سرگوشی فرمائی۔ لوگوں نے کہا رسول اللہ نے اپنے ابن عم کے ساتھ طویل سرگوشی کی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا میں نے علیؑ سے سرگوشی نہیں کی بلکہ آپ سے اللہ نے سرگوشی کی ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ مشکوٰۃ میں حدیث نجویٰ تحریر ہے۔ ابن مغازلی نے چھ احادیث نجویٰ کے بارے میں بیان کی ہیں۔" ترمذی

نے نجوی کے بارے میں صرف ایک حدیث ابوزبیر سے جابر کی روایت سے بیان کی ہے۔

۳۔ (بحذف اسناد) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اہل شوریٰ سے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کے روز میرے ساتھ سرگوشی فرمائی تھی اور یہ سرگوشی لمبی ہو گئی تھی؟ بعض نے کہا اے اللہ کے رسول آپ نے ہمیں چھوڑ کر راز داری کی باتیں فرمائی ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا میں نے اس سے راز داری کی باتیں نہیں کیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے راز داری کی گفتگو کی ہے۔" حاضرین نے کہا ایسا ہی ہے۔

۴۔ مناقب میں عمران بن الحسین سے روایت کی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ طائف کے روز رسول اللہ نے علیؑ سے رازداری کی باتیں بیان فرمائیں تھیں۔ حضرت نے فرمایا ہاں ایسا ہوا تھا۔ جب دونوں کے درمیان طائف میں رازداری کی باتیں ہو رہی تھیں تو جبرائیل نازل ہو کر ان دونوں کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔" نیز اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ابورافع اور سلمہ کمیل رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے۔

باب ۱۱

حدیث خاصف النعل کے بیان میں

۱۔ ترمذی نے ربعی بن حراش سے روایت کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب نے ہمیں رحبہ (صحن مسجد کوفہ) میں بیان فرمایا کہ جب حدیبیہ کا دن تھا تو کچھ لوگ مشرکین ہمارے پاس آئے جن میں سہیل بن عمر اور کچھ مشرک رئیس تھے۔ آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ کچھ ہمارے بیٹے بھائی اور غلام آپ کے پاس آ گئے ہیں۔ ان کو دین میں کوئی سوجھ بوجھ نہیں ہے۔ صرف ہمارا مال اور سامان لے کر بھاگ آئے ہیں۔ ان لوگوں کو ہمارے پاس واپس لوٹا دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے گروہ قریش! تمہیں باز رہنا چاہیئے۔ ورنہ تمہارے پاس ایسے آدمی کو روانہ کروں گا جو دین کے معاملہ میں تلوار سے تمہاری گردنیں اڑا دے گا۔ جس کے دل کا امتحان اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہے۔ صحابہؓ عرض کرنے لگے اے اللہ کے رسول وہ کون ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے اللہ کے رسول وہ کون ہیں؟ حضرت عمرؓ نے کہا اے اللہ کے رسول وہ کون ہیں؟ رسول اللہ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو جوتی درست کر رہا ہے۔ حضرت نے علیؑ کو اپنی جوتی درست کرنے کے لیے دی تھی۔ پھر حضرت علیؑ

علی ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا اسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ اس حدیث کو ابوداؤد احمد بن حنبل اور موفق بن احمد نے ربعی بن حراش سے روایت کیا ہے۔ نیز حافظ ابونعیم نے ، خطیب نے تاریخ میں اور سمعانی نے بیان کیا ہے۔

۲۔ احمد نے مسند میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اولاد ولیعہ سے فرمایا اے اولاد ولیعہ تمہیں باز رہنا چاہیئے۔ ورنہ میں تمہارے پاس ایسا انسان روانہ کروں گا جو میرے نفس کی مانند ہوگا۔ جو تم میں میرا حکم نافذ کرے گا (تم سے) جہاد کرے گا (تمہاری) اولاد کو غلام بنائے گا" حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ یہ وہ ہیں" رسول اللہ نے ایسا دو مرتبہ فرمایا۔

۳۔ جمع الفوائد میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں ایک ایسا آدمی موجود ہے جس طرح میں نے قرآن کی تنزیل کے موقعہ پر جہاد کیا تھا اس طرح وہ بھی قرآن کی تفسیر پر جہاد کرے گا۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا وہ شخص میں ہوں؟ فرمایا نہیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا وہ آدمی میں ہوں؟ فرمایا "نہیں" فرمایا "یہ وہ شخص ہے جو نعلین کو درست کر رہا ہے"۔ رسول اللہ نے حضرت علی کو اپنی نعلین مبارک درست کرنے کے لئے دی تھی۔

۴۔ کتاب اصابہ میں عبدالرحمٰن بن بشیر انصاری سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے۔ اسی دوران میں رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ جس طرح میں نے تم سے تنزیل قرآن .... کے موقعہ پر جہاد کیا تھا۔ اسی طرح قرآن کی تفسیر و تشریح کے موقعہ پر ایک آدمی تم سے جہاد کرے گا۔" حضرت ابوبکر نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ شخص میں ہوں؟ فرمایا "نہیں" حضرت عمر نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ شخص میں ہوں؟ فرمایا "نہیں" فرمایا۔ یہ وہ شخص ہے جو جوتی درست کر رہا ہے"۔ ہم چل کر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ بی بی عائشہ کے گھر میں رسول اللہ کی جوتی درست کر رہے ہیں۔ ہم لوگوں نے یہ بشارت حضرت علیؑ کو سنائی۔

باب ۱۲

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سبقت اسلام کے بارے میں

۱۔ ترمذی میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوموار یا منگل کے روز مامور بہ رسالت ہوئے۔ حموینی نے اس حدیث کو انس سے روایت کیا ہے۔ نیز ترمذی نے اس حدیث کو مسلم سے وہ حبہ سے آپ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں

۲۔ عباد بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا "میں اللہ کا بندہ ہوں۔ رسول اللہ کا بھائی ہوں میں صدیق اکبر ہوں۔ ان باتوں کا میرے بعد وہ شخص دعویٰ دار ہوگا جو کذاب ہوگا۔ میں نے تمام لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی تھی۔" بحوالہ ابن ماجہ قزوینی، احمد بن حنبل، حافظ ابو نعیم، ثعلبی اور حموینی۔"

۳۔ ابن مغازلی اور حموینی نے ابو ایوب انصاری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ پر اور علیؑ پر فرشتوں نے سات سال درود پڑھا۔ اس وقت میرے ساتھ علیؑ کے علاوہ اور کوئی شخص موجود نہ تھا۔" اس حدیث کو موفق بن احمد نے عکرمہ سے آپ نے ابن عباس سے اور انس سے روایت کیا ہے۔

۴۔ موفق بن احمد اور حموینی ابو رافع رسول اللہ کے غلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سوموار کے روز اول وقت میں نماز ادا کی تھی۔ حضرت خدیجہ نے سوموار کے روز اول وقت میں نماز ادا کی تھی۔ حضرت خدیجہؑ نے سوموار کے آخر میں نماز پڑھی اور حضرت علیؑ نے منگل کی صبح کو نماز ادا کی۔ سات سال کچھ ماہ ہم پوشیدہ طور نماز ادا کرتے رہے۔ اس وقت ہمارے ساتھ کوئی نماز پڑھنے والا نہ تھا۔

۵۔ موفق بن احمد عمرو بن میمون سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ کے بعد جو شخص اسلام لایا وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے۔ بعض اہل کوفہ نے جنگ صفین کے موقعہ پر اشعار کے ذریعہ آپ کی مدح کی ہے۔

۶۔ (اے علی) آپ وہ امام ہیں جس کی اطاعت کر کے ہم قیامت کے روز اللہ کی مغفرت چاہتے ہیں۔

ب۔ آپ نے دین کی مشتبہ بات واضح کر دی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا عطا کرے۔ یہ آپکا احسان ہے۔

ج۔ میری جان اس شخص پر قربان ہو جائے تمام لوگوں سے پہلے اسلام لایا۔ رسول اللہ کے بعد آپ ہمارے بہترین آقا ہیں۔

د۔ آپ میں دو اصاف بیک وقت جمع ہیں۔ رسول اللہ کے بھائی بھی ہیں اور مومنین کے سردار بھی۔ ررسول اللہ کی تمام لوگوں سے پہلے تصدیق کرنے والے اور ایمان لانے والے ہیں۔"

۶۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل مقسم سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ کے بعد سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت علی ہیں۔"

۷۔ عبد اور موفق بن احمد زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں۔ "سب سے پہلے رسول اللہ کے ساتھ حضرت علی نے نماز پڑھی۔

۸۔ عبداللہ حسن بصری وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ کے بعد سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت علی ہیں۔"

۹۔ عبداللہ عبداللہ بن یحییٰ سے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے تین سال پہلے رسول اللہ کے ساتھ نماز ادا کی تھی۔ اس وقت آپ کے ساتھ کوئی اور نماز ادا نہیں کرتا تھا۔"

۱۰۔ ابن مغازلی مجاہد سے وہ ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت والسابقون السابقون کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ یوشع بن نون اور مومن آل فرعون نے ایمان لانے میں حضرت موسیٰ کی طرف اصحاب یٰسین نے حضرت عیسیٰ کی طرف اور حضرت علی نے رسول اللہ کی طرف سبقت کی تھی۔ نیز موفق بن احمد نے مجاہد سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔

۱۱۔ ابن مغازلی ابو ایوب انصاری کے غلام عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ فرشتوں نے مجھ پر اور علیؑ پر سات سال درود بھیجا۔ اس وقت میرے ساتھ علیؑ کے سوا اور کوئی نماز نہیں پڑھتا تھا۔"

۱۲۔ ابن مغازلی سلمان کی روایت بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں میں سے مجھ پر سب سے پہلے حوض پر وارد ہونے والے اور ان سب سے پہلے اسلام لانے والے علی ابن ابی طالب ہیں۔"

۱۳۔ موفق بن احمد ثعلبی نے حدیث سلمانؓ کو عفیف کندی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میں ایک تاجر آدمی تھا۔ میں حج کے زمانہ میں مکہ آیا اور عباس بن عبدالمطلب کے گھر میں اترا۔ جب میں اور عباس بیٹھے ہوئے تھے تو اسی اثنا میں ایک نوجوان کعبہ میں داخل ہوئے۔ اور ایک لڑکا آیا جو اس نوجوان

کے دائیں پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ اور ایک عورت آئی اور وہ اس نوجوان کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ ان سب نے رکوع کیا۔ سجدے میں گئے۔ پھر انہوں نے اپنے اپنے سروں کو بلند کیا۔ میں نے کہا اے عباس یہ ایک عجیب واقعہ ہے۔ ابن عباس نے کہا ہاں عجیب واقعہ ہے۔ یہ محمدؐ ہیں۔ یہ محمد ہیں۔ میرے بھائی کے فرزند ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے اس کو رسول کو بنا کر بھیجا ہے۔ کسریٰ اور قیصر کے خزانے میرے ہاتھ پر فتح ہوں گے۔ اس پر ایمان لانے والوں میں یہ لڑکا علی بن ابی طالب اور اس کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہیں۔" یہ حدیث عفیف کندی کتاب اصابہ میں اور ذخائر العقبیٰ میں مذکور ہے۔"

۱۴۔ ثعلبی عبادہ بن عبداللہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا۔ "میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ اس کے رسولؐ کا بھائی ہوں۔ میں صدیق اکبر ہوں۔ میرے بعد ان باتوں کا دعوےٰ کرنے والا کذاب اور جھوٹا ہے۔ میں نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی تھی۔"

۱۵۔ موفق بن احمد عکرمہ سے، وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "فرشتوں نے مجھ پر اور علیؑ پر سات سال درود پڑھا۔ اس وقت میرے ساتھ علیؑ کے سوا اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔"

۱۶۔ موفق بن احمد ابو معمر سے روایت کرتے ہیں کہ انس بن مالک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ فرشتوں نے مجھ پر اور علیؑ پر سات سال درود بھیجا۔ لا الہ الا اللہ کی شہادت میرے اور علیؑ کے سوا اور کسی شخص کی طرف سے آسمان کی طرف بلند نہیں ہوتی تھی۔"

۱۷۔ موفق بن احمد ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضورؐ نبی صلعم کے متعلق سب سے پہلے جو بات معلوم کی وہ یہ تھی کہ میں مکہ میں آیا اور عباس بن عبدالمطلب کے گھر میں اُترا۔ جب میں آپ کے پاس موجود تھا تو اس اثنا میں باب صفا کی جانب سے ایک آدمی آیا۔ اور اس کے ساتھ ایک لڑکا اور ایک عورت موجود تھی۔ اس آدمی نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ پھر اس کو لڑکے نے بوسہ دیا۔ پھر اس عورت نے بوسہ دیا۔ پھر انہوں نے بیت الحرام کا سات مرتبہ طواف کیا۔ میں نے کہا اے عباس ہم تمہارے اس دین کو تو نہیں جانتے۔ عباس نے کہا یہ میرے بھائی کے فرزند محمدؐ ہیں۔ اور یہ لڑکا علی بن ابی طالب ہیں اور یہ عورت ان کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے۔ روئے زمین پر صرف یہ تین آدمی ہیں جو اس دین پر قائم ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔"

۱۸۔ موفق بن احمد سلمہ بن کہیل سے وہ حبہ عرنی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا "میں پہلا آدمی ہوں جو سب سے پہلے اسلام لایا۔"

۱۹۔ موفق بن احمد اور حموینی نے ابو رافع سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے سوموار کے شروع روز میں نماز ادا فرمائی اور حضرت خدیجہ نے سوموار کے آخر میں نماز ادا فرمائی۔ اور حضرت علیؓ نے منگل کی صبح کے وقت نماز ادا کی۔ لوگوں سے پہلے یہ حضرات پوشیدہ طور پر سات سال اور کچھ ماہ نماز ادا فرماتے رہے"۔

۲۰۔ موفق بن احمد نے عروہ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت علیؓ آٹھ سال کی عمر میں اسلام لائے۔

۲۱۔ حموینی نے ابو رافع سے آپ ابوذر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو حضرت علیؑ سے فرماتے ہوئے سُنا۔" تم سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے۔ تم قیامت کے روز سب سے پہلے مجھے ملو گے اور تم صدیق اکبر ہو۔ تم حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والے ہو اور تم مومنین کے یعسوب (سردار) ہو اور مال کفار کا یعسوب (سردار) ہے"۔

۲۲۔ حموینی ابو ایوب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ" فرشتوں نے مجھ پر اور علیؓ پر سات سال درود بھیجا کیونکہ ہم اس وقت نماز ادا کرتے تھے اور ہمارے سوا اور کوئی نماز نہیں پڑھتا تھا"۔

۲۳۔ حموینی نے عمرو بن میمون سے آپ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ جس نے سب سے پہلے میرے ساتھ نماز ادا کی وہ علی ہیں"۔

۲۴۔ دیلمی اپنی کتاب فردوس کے باب اللام جزو ثانی میں ابو ایوب انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا" کہ فرشتوں نے پہلے اس کے کہ کوئی بشر اسلام لائے مجھ پر اور علی پر سات سال درود بھیجتے رہے"۔

۲۵۔ دیلمی نے کتاب فردوس کے جزو اول اور باب الالف میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔" جس شخص نے سب سے پہلے میرے ساتھ نماز ادا کی۔ وہ علی بن ابی طالب ہیں"۔

۲۶۔ کتاب مناقب میں ابو زبیر مکی سے آپ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ صلعم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس اثنا میں حضرت علی تشریف لائے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ تمہارے پاس میرے بھائی تشریف لاتے ہیں۔ پھر رسول اللہ خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو اپنے ہاتھ مبارک سے مس کیا۔ پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یہ (علیؑ) اور اس کے شیعہ قیامت کے روز کامیاب ہوں گے"۔ پھر فرمایا۔ یہ تم سب سے پہلے میرے ساتھ ایمان لانے والے ہیں۔ اور سب سے زیادہ عہد خدا کو پورا کرنے والے ہیں۔ اور تم سب سے زیادہ امر خدا کو قائم کرنے والے ہیں۔ تم سے زیادہ لوگوں کے ساتھ عدل کرنے

والے ہیں اور تم سب سے زیادہ (لوگوں کے درمیان) برابر تقسیم کرنے والے ہیں۔ تم سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک فضیلت والے ہیں"۔ فرمایا (یہ) آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ۔ جابر نے کہا کہ صحابہ کا یہ دستور تھا۔ جب حضرت علی تشریف لاتے تھے تو کہتے تھے خیر البریہ (تمام مخلوق سے اچھے) آ گئے۔

۲۷۔ مناقب میں ابو زبیر مکی سے روایت ہے وہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے برگزیدہ کیا اور مجھے منتخب کیا اور مجھے رسول بنایا اور مجھ پر تمام کتابوں کی سردار کتاب نازل فرمائی۔ میں نے عرض کیا۔ اے میرے اللہ! اے میرے آقا! تم نے موسیٰ کو فرعون کی طرف روانہ کیا اور موسیٰ نے تم سے سوال کیا کہ آپ اس کے ساتھ اس کے بھائی ہارون کو موسیٰ کے ساتھ وزیر بنائیں اور ہارون کے ذریعہ حضرت موسیٰ کے بازو کو مضبوط کریں تاکہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے قول کی تصدیق کرے۔ اے میرے آقا! اے میرے اللہ تو میرے اہل سے ایک شخص کو میرا وزیر مقرر کر تاکہ اس کے ذریعہ میرا بازو مضبوط ہو تو اللہ نے میرے لئے میرے بھائی علی کو میرا وزیر اور میرا بھائی مقرر کیا اور اس کے دل میں شجاعت کو بٹھا دیا۔ اور دشمنوں پر علی کی ہیبت کو ڈال دیا یہ پہلے انسان ہیں جو مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی اور یہ پہلے فرد ہیں جس نے میرے ساتھ اللہ کو اکیلا کہا اور میں نے یہ بات اللہ سے سوال کر کے کی تھی اس نے مجھے علی عطا کیا۔ وہ اوصیاء کے سردار ہیں۔ اس کے ساتھ ملا رہنا سعادت مندی ہے اور اس کی اطاعت میں موت پانا شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔ اور اس کا نام تورات میں میرے نام کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اس کی بیوی میری بیٹی صدیقہ کبریٰ ہے۔ اس کے دونوں فرزند جوانان بہشت کے سردار ہیں۔ وہ میرے بیٹے ہیں۔ وہ (علی) وہ دونوں حسنین اور ان کے بعد ہونے والے ائمہ انبیاء کے بعد اللہ کی مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں۔ یہ حضرات میری امت میں میرے علم کے دروازے ہیں۔ جس نے ان کی پیروی کی وہ آگ سے نجات پا گیا اور جس نے ان کی اقتدا کی۔ صراط مستقیم کی طرف ہدایت پا گیا۔ اللہ تعالیٰ جس بندے میں ان کی محبت سپرد کرتا ہے اس کو بہشت میں داخل کرتا ہے۔

۲۸۔ امام حسن بن علی علیہما السلام نے اپنے خطبہ میں بیان فرمایا۔ جو پہلے گزر چکا ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا۔ "میرے باپ سب سے پہلے ایمان والے ہیں وہ سابقین سے سابق ہیں۔ اللہ نے سابقین کو خلقین پر فضیلت عطا کی ہے۔ جس طرح سابقین سے سابق کو سابقین پر فضیلت عطا کی ہے"۔

باب ۱۳

علی علیہ السلام کے ایمان کی پختگی اور قوت توکل کے بیان میں

۱۔ نہج البلاغہ میں حضرت کا ایک فرمان جو ذعلب یمانی کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ ذعلب نے کہا۔ اے امیرالمومنین! آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے فرمایا۔ "مجھ جیسا بندہ کبھی نہ دیکھے۔" ذعلب نے کہا۔ آپ نے اللہ کو کیسے دیکھا ہے؟ فرمایا! اے ذعلب! اللہ کو ظاہری آنکھیں مشاہدہ نہیں کر سکتیں۔ دل حقائق ایمان کی روشنی میں اس کو ملاحظہ کرسکتے ہیں۔

۲۔ بحذف اسناد حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے فتح خیبر کے روز فرمایا۔ اگر میری اُمت کے لوگ تمہارے بارے میں وہ بات نہ کہتے جو نصاریٰ عیسےٰ بن مریم کے متعلق کہتے ہیں تو آج تمہارے حق میں ایسی بات کہتا کہ مسلمانوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرتے تو وہ تمہارے قدموں کی مٹی اور تیری طہارت سے بچے ہوئے پانی کو اکٹھا لیتے۔ اور اس سے شفا حاصل کرتے لیکن تمہارے لئے یہی بات کافی ہے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تم میرے وارث ہو گے اور میں تمہارا وارث ہوں گا اور تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ اے علیؑ تم میرے قرض کو ادا کرو گے۔ میری سنت پر جہاد کرو گے۔ لوگوں میں سے جنت میں میرے زیادہ قریب ہو گے۔ تم حوض پر میرے خلیفہ ہو گے۔ منافقین کو وہاں سے ہٹاؤ گے تم سب سے پہلے مجھ پر حوض پر وارد ہو گے۔ تم میری اُمت میں پہلے جنت میں داخل ہو گے۔ تمہارے شیعہ نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے۔ ایک دوسرے کو مسرور نگاہوں سے دیکھ رہے ہونگے میرے اردگرد ان کے چہرے روشن ہوں گے۔ میں ان کی شفاعت کروں گا۔ وہ بھی جنت میں میرے ہمسائے ہوں گے۔ تمہارے دشمن کل پیاس کی شدت میں مبتلا ہوں گے۔ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے جن پر کوڑے لگائے جا رہے ہوں گے۔ یہ کوڑے آگ کے ہوں گے۔ اے علی! تمہاری جنگ میری جنگ ہے۔ اور تمہاری صلح میری صلح ہے۔ تیرا راز میرا راز ہے۔ تیرا ظاہر میرا ظاہر ہے۔ تیرے سینے کا بھید میرے سینے کے بھید کی مانند ہے۔ تم میرے علم کا دروازہ ہو۔ تیرے فرزند میرے فرزند ہیں۔ تیرا گوشت میرا گوشت، تیرا خون میرا خون ہے۔ حق تیرے ساتھ ہے۔ حق تیری زبان پر، تیرے دل میں اور تیری دونوں آنکھوں کے درمیان ہے۔ ایمان تمہارے گوشت اور خون میں اس طرح ملا ہوا ہے جیسے

میرا گوشت اور خون تمہارے جسم میں مخلوط ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں یہ بشارت دوں کہ تم اور تمہاری عترت جنت میں ہوگی۔ اور تمہارا دشمن دوزخ میں ہوگا۔ تم سے بغض رکھنے والا میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوگا۔ تمہیں دوست رکھنے والا اس سے غائب نہ ہوگا۔" حضرت علی نے فرمایا:۔ "میں اللہ تعالیٰ کے سجدہ میں گر گیا۔ اسلام اور قرآن کی طرف سے جو جو نعمتیں مجھ پر عطا فرمائیں اس کی حمد بجا لایا"

۳۔ موفق بن احمد اپنی مسند سے ابو عبید سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک قوم کو دیکھا کہ حضرت علیؑ کو سب کر رہے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز منبر پر تشریف لے گئے اور علی کی فضیلت اور سبقت اسلام کا تذکرہ کیا پھر کہا مجھے معتبر آدمی نے حدیث بیان کی ہے۔ مجھے غزالی بن مالک غفاری نے حدیث بیان کی ہے۔ وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ جناب ام سلمہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم میرے پاس تشریف فرما تھے۔ اسی دوران میں جبرائیل آئے اور رسول اللہ سے بات چیت کی۔ رسول اللہ متبسم ہو کر ہنس پڑے۔ جب جبرائیل چلے گئے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کیوں ہنس پڑے تھے۔ فرمایا مجھے جبرائیل نے آگاہ کیا ہے کہ وہ حضرت علیؑ کے پاس اس وقت گزرے جب آپ اپنے اونٹوں کا گلہ چرا رہے تھے۔ آپ نیند کی حالت میں تھے۔ آپ کے جسم کے ایک حصہ سے کپڑا اتر گیا تھا۔ میں نے آپ کے کپڑے کو آپ پر ڈال دیا (اسی اثنا میں) میں نے علیؑ کے ایمان کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی۔"

۴۔ (بحذف اسناد) علی بن حسین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی بن ابی طالب سے فرمایا "اے ابوالحسن اگر تمام مخلوق کا ایمان اور اعمال ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دئے جائیں اور تمہارا صرف جنگ اُحد کا عمل ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو تمہارا عمل تمام مخلوق کے تمام اعمال پر بھاری ہوگا۔ احد کی جنگ کے روز اللہ تعالیٰ مقرب فرشتوں سے تیرے ذریعہ فخر کرتا تھا۔ سات آسمانوں کے پردے اٹھا دیئے گئے تھے۔ بہشت اور اہل بہشت نے تجھے دیکھا تھا۔ تیرے کام سے رب العالمین خوش ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس روز کا تمہیں ایسا بدلہ دے گا کہ جس کو دیکھ کر ہر نبی، رسول، صدیق اور شہید رشک کرے گا۔"

۵۔ مناقب میں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میری امت میں زیادہ حلیم جو زیادہ علم والا، زیادہ صحیح دین والا، زیادہ یقین والا، مکمل صبر والا، زیادہ سخی اور زیادہ بہادر دل والے علیؑ ہیں اور وہ میری امت میں امام ہیں۔"

۶۔ زید شحام امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام ایک جھکی ہوئی دیوار کے نیچے تشریف فرما تھے۔ ایک آدمی نے عرض کیا آپ اس کے نیچے تشریف نہ رکھئے فرمایا کیا آدمی اپنی موت کی نگہبانی کر سکتا ہے؟ جب حضرت کھڑے ہو گئے تو دیوار گر پڑی۔"

۷۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت قنبر حضرت علی کو بہت زیادہ دوست رکھتے تھے۔ جب حضرت علی علیہ السلام باہر تشریف لے جاتے تھے تو حضرت قنبر تلوار لے کر اس کے پیچھے چل پڑتے تھے۔ ایک رات حضرت نے قنبر کو دیکھ لیا اور فرمایا اے قنبر تم کس لئے آتے ہو؟ عرض کیا اس لئے حاضر ہوا تاکہ آپ کے پیچھے چلتا رہوں (تاکہ دشمن آپ کو گزند نہ پہنچا سکے) حضرت نے فرمایا آسمان والوں سے مجھے بچاؤ گے یا زمین والوں سے؟ جب تک مشیت ایزدی نہ ہو زمین والے میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔" (اے قنبر) واپس چلے جاؤ" قنبر واپس ہوا۔

۸۔ امیر المومنین علیہ السلام کا اپنا کلام ہے لو کشف لی الغطاء ما ازددت یقیناً (اللہ تعالیٰ کے حق میں) اگر میرے لئے پردے ہٹا لئے جائیں تو میرا یقین اس سے زیادہ نہیں ہوگا۔"

۹۔ حضرت جنگ صفین کے موقع پر (فوج کی) صفوں کے درمیان چکر لگا رہے تھے۔ آپ سے آپ کے بیٹے امام حسن علیہما السلام نے عرض کیا یہ جنگ کا کیا طریقہ ہے؟ "فرمایا اے میرے بیٹے تیرا باپ موت سے نہیں ڈرتا خواہ موت کی طرف خود کود پڑے یا موت خود اس پر واقع ہو جائے۔" جب آپ کو ابن ملجم نے ضرب لگائی تو آپ نے فرمایا فزت ورب الکعبۃ۔ رب کعبہ کی قسم میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔"

۱۰۔ آپ کا کلام ہے "جب سے مجھے حق دکھایا گیا اس کے بعد میں نے اس میں کبھی شک نہیں کیا۔"

۱۱۔ امیر المومنین علیہ السلام کا کلام ہے فرمایا" مجھے اس شخص کے متعلق تعجب ہوتا جو اللہ کے بارے میں شک کرتا ہے۔ حالانکہ پہلی پیدائش کو دیکھ چکا ہے۔"

۱۲۔ اسید بن صفوان سے روایت ہے کہ جس روز امیر المومنین علیہ السلام کا انتقال ہوا تو ایک شخص روتا ہوا حاضر ہو کر کہنے لگا۔ آج کے روز نبوت کی خلافت ختم ہو گئی۔ اے ابوالحسنؑ تم پر اللہ رحمت نازل کرے۔ تم قوم سے پہلے اسلام لانے والے تھے۔ تمام لوگوں سے ایمان میں زیادہ مخلص تھے۔ یقین میں بڑھے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا بہت ڈر رکھتے تھے۔ زیادہ تکلیف برداشت کرنے والے تھے۔ بہت امتحان والے تھے۔ رسول اللہ صلعم کے لئے بہت مناسب تھے۔"

باب ۱۴

امیر علیہ السّلام کی علم کی زیادتی کے بیان میں

۱۔ ابن طلحہ حلبی شافعی کی کتاب الدر المنظم میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے یہ اشعار درج ہیں:۔

ؤ۔ میں اولین کے علم سے بہرہ یاب ہوں۔ آخرین کے علم کی پوشیدہ کان ہوں۔

ب۔ میں تمام پوشیدہ بھیدوں کو ظاہر کرنے والا ہوں۔ میرے پاس نئی اور پرانی بات کا علم ہے

ج۔ میں ہر تقاضے والے سے زیادہ تقاضے والا ہوں۔ تمام عالمین پر محیط اور علیم ہوں۔

پھر امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر اس قدر بیان کر دوں جس سے ستر اونٹوں کا بار ہو جائے۔"

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں علم کا شہر علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے گھروں میں دروازوں سے آیا کرو۔" جو شخص علم (نبوت) حاصل کرنا چاہے اس کو دروازہ (علی) کے پاس سے آنا چاہیئے۔"

۳۔ نہج البلاغہ میں حضرت علیہ السلام کا کلام درج ہے جس میں اپنے اصحاب سے فرماتے ہیں۔ عنقریب میرے بعد تم پر ایسا شخص مسلط ہو جائے گا جو بہت کھانے والا اور پیٹو ہو گا جو کچھ پائے گا اس کو کھا جائے گا جو نہ پائے گا اس کو تلاش کرے گا۔ تم اس کو قتل کر دینا۔ لیکن تم اس کو ہرگز قتل نہ کر سکو گے۔ تمہیں یقین ہونا چاہیئے کہ وہ تمہیں مجھ سے سب کرنے اور بیزاری ظاہر کرنے کا حکم دے گا۔ جب مجھ پر سب کرنے کو کہے تو مجھ پر سب کرنا (بامر مجبوری) کیونکہ اس میں میری زکوٰۃ ہے اور تمہارے لئے نجات کا باعث ہے۔ جب مجھ سے برأت کا حکم دے تو مجھ سے برأت نہ کرنا۔ کیونکہ میں فطرت (اسلام) پر پیدا ہوا ہوں۔ ایمان لانے اور ہجرت کرنے میں میں نے سبقت کی ہے۔

۴۔ جب حضرت نے خوارج پر چڑھائی کا عزم کیا تو کسی نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ قوم (خوارج) نہروان کی پل کو عبور کر چکے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ان کے پچھاڑے جانے کی جگہ نطفہ ہے۔ ان میں دس آدمی نہیں بچیں گے اور تمہارے دس نہیں مارے جائیں گے۔

(توضیح) خوارج کے نو آدمی بھاگ گئے تھے اور حضرت کے اصحاب میں سے آٹھ آدمی قتل ہو گئے تھے۔ حضرت نے فرات کے پانی کو نطفہ کہا ہے۔ خوارج کے چار ہزار آدمی نہر فرات کے

سامنے قتل کر دیئے گئے تھے اور باقیوں نے حضرت سے امان طلب کر لی تھی۔ خوارج کے قتل کرنے والوں کی تعداد ۹ یا ۱۰ تھی۔

۵۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے جس میں قوم ترک کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

گویا میں اس قوم کی طرف دیکھ رہا ہوں جس کے چہرے ڈھالوں کی مانند ہیں جن پر چمڑا تہ بہ تہ منڈھا ہوا ہے۔ یہ ریشم اور دیباج کے کپڑے زیب تن کرتے ہیں۔ اچھے گھوڑے پسند کرتے ہیں۔ اس جگہ قتل و غارت کا بازار گرم ہوگا۔ زخمی آدمی مقتول پر سے ہو کر گزر رہے ہوں گے۔ بھاگنے والے قیدیوں سے کم نہیں ہوں گے۔ حضرت کے ایک صحابی نے عرض کیا جو قبیلہ بنی کلب سے تعلق رکھتا تھا۔ اے امیر المومنین! آپ کو علم غیب حاصل ہے۔ فرمایا اے برادر کلبی یہ غیب کی بات نہیں ہے۔ بلکہ صاحب علم کی بتائی ہوئی باتیں ہیں۔ علم غیب تو قیامت کے جاننے کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کیا ہے "اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے" اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ شکموں میں کیا ہے، نر ہے یا مادہ، بدصورت ہے یا خوبصورت، سخی ہے یا بخیل، بدبخت ہے یا نیک بخت۔ دوزخ کی خوراک ہے یا بہشت میں انبیاء کا ساتھی۔ یہ علم غیب ہے جس کو اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ رہا اس کے علاوہ دوسرا علم، اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو عطا کیا اور انہوں نے مجھے بتایا ہے اور میرے لئے دعا فرمائی تھی کہ میرا سینہ اس کو یاد رکھے۔ اور میری پسلیاں اس کو گھیرے رکھیں۔

۶۔ حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے جس میں آنے والے حوادث کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ وہ خواہش کو ہدایت کی طرف موڑے گا جبکہ لوگوں نے ہدایت کو خواہش کی طرف موڑ دیا ہوگا۔ وہ اپنی رائے کو قرآن کی طرف موڑے گا جب لوگوں نے اپنی رائے کو قرآن سے موڑ لیا ہوگا۔ زمین اپنے خزانے اس کے حوالے کر دے گی۔ اور اپنی کنجیاں اس کے سپرد کر دے گی۔ وہ تمہیں دکھائے گا کہ عدالت کی حکومت کیا ہوتی ہے۔ کتاب اور سنت مردہ کو زندہ کرے گا۔[1]

۷۔ حضرت کا ایک خطبہ ہے: وہ لوگ کہاں ہیں۔ جو جھوٹ اور ظلم کا دعویٰ ہمارے مقابلہ کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہم پر حسد کرتے ہیں اور ہم پر زیادتی کرتے ہیں۔ اللہ نے ہمیں بلند کیا اور ان کو پست کیا۔ ہمیں عطا کیا ان کو محروم رکھا۔ ہمیں داخل کیا اور ان کو نکال دیا۔ ہمارے ذریعہ سے ہدایت حاصل ہوتی ہے اور ہمارے ذریعے سے اندھا پن روشن ہوتا ہے۔

۸۔ حضرت علیہ السلام کا خطبہ ہے جس میں فرمایا۔ تم میں سے ہر شخص کو اس کے محرم محل اور اس کی تمام

۱؎ حضرت کا اشارہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی طرف ہے۔ - مترجم عفی عنہ

حالت سے آگاہ کردوں۔ میں ایسا ضرور کر سکتا ہوں لیکن مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں تم اس وجہ سے رسول اللہ صلعم کے ساتھ کفر نہ کر جاؤ۔ میں ان خاص لوگوں کو آگاہ کر دوں گا جو اس بات پر ایمان لا چکے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ (محمدؐ) کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ تمام مخلوق پر برگزیدہ بنایا۔ میں جو کچھ کہتا ہوں سچ کہتا ہوں۔ رسول اللہؐ نے ان تمام باتوں کا مجھ سے عہد لیا تھا۔ ہلاکت کی جگہ کو بتایا جو جو ہلاک ہوگا نجات کا مقام بتایا جو جو نجات پائے گا۔ اس خلافت کے انجام کار کے متعلق بتایا تھا۔ جو واقعہ میرے ساتھ گزرتا ہے۔ اس کو میں نے اپنے کان سے سُنا ہے۔ آپ نے مجھے آگاہ کیا تھا۔ اے لوگو! جس کام کے متعلق میں نے تمہیں ابھارا ہے اس کو تم سب سے پہلے میں نے خود کیا ہے۔ جس برائی سے تمہیں روکا ہے۔ میں خود اس سے تم سے پہلے دور ہو گیا ہوں"

۹۔ امام علیہ السلام کا خطبہ ہے (اے لوگو! جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو اس سے پہلے کہ مجھے نہ پاؤ (کیا) فلاں آدمی زمین کی باتوں سے آسمان کی باتیں مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ پہلے اس سے کہ فتنہ اپنے پاؤں سے (تمہیں) ہلاک کر ڈالے۔ اپنی مہار معصیت روند ڈالے اور اپنی قوم کے عقلوں کو ختم کر دے۔"

۱۰۔ حضرت علیہ السلام کا خطبہ ہے۔ "تم میرا مقام قریبی قرابت اور منزلت خصوصی جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل تھی جانتے ہو۔ (رسول اللہ نے) مجھے اپنی گود میں اٹھایا۔ میں وہ بچہ ہوں جسے رسول اللہ نے سینہ سے لگایا۔ اپنے بستر میں میری حفاظت کرتے تھے۔ آپ کا جسم مجھ سے مس ہوتا تھا میں آپ کا پسینہ سونگھتا تھا۔ آپ پہلے غذا کو چباتے تھے پھر مجھے کھلاتے تھے۔ آپ نے میری بات کو کبھی جھوٹا اور میرے کام میں کبھی دھوکا نہ پایا۔ (میں وہ شخص ہوں) جس کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس وقت ملا دیا۔ جب اس نے (اپنی ماں کا دودھ چھوڑا تھا) اللہ کے فرشتوں میں ایک بڑا فرشتہ تھا جو دن رات رسول اللہ کے اچھے اطوار اور محاسن اخلاق کی نشانیوں پر چلتا تھا۔ میں حضرت کی اتباع اس طرح کرتا تھا جس طرح دودھ سے الگ کیا ہوا بچہ اپنی ماں کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ میرے لئے اپنے اخلاق کا روزانہ ایک علم بلند کرتے تھے اور مجھے اس کی پیروی کا حکم فرماتے تھے۔ رسول اللہ ہر سال غار حرا میں قیام پذیر ہوتے تھے۔ میں اور حضرت خدیجہؓ کے سوا آپ کو کوئی نہیں دیکھتا تھا۔ میں ان دونوں میں تیسرا آدمی ہوتا تھا۔ میں نور وحی اور نور رسالت کو دیکھتا تھا۔ میں نبوت کی خوشبو کو سونگھتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو شیطان کے کراہنے کی آواز کو سُنا تھا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ یہ کس کے کراہنے کی آواز ہے۔ آپ نے فرمایا یہ شیطان کے کراہنے کی آواز ہے۔ یہ اپنی عبادت سے مایوس

ہو چکا ہے (اے علی) جس طرح تم سن رہے ہو اسی طرح میں سُن رہا ہوں۔ جس طرح تم دیکھتے ہو اسی طرح میں دیکھتا ہوں لیکن تم نبی نہیں ہو۔ تم وزیر ہو۔ تم خیر پر ہو۔ میں رسول اللہ کے اس وقت ساتھ تھا۔ جب آپ کے پاس قریش کا ایک گروہ آکر کہنے لگا۔ اے محمد تم نے ایک امر عظیم کا دعویٰ کیا ہے۔ جس کا نہ تیرے آباؤ اجداد نے اور نہ تیرے اہل بیت میں سے کسی نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے۔ ہم تم سے ایک بات کا سوال کرتے ہیں اگر تم اس بات کا جواب ہمیں دے دو اور وہ بات ہمیں دکھلا دی تو ہم جان لیں گے کہ آپ نبی اور رسولؐ ہیں۔ اگر آپ نے یہ بات سرانجام نہ دی تو ہم یہی تصور کریں گے کہ آپ جادوگر اور جھوٹے ہیں۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو۔ اُنھوں نے کہا۔ تم اس درخت کو بلاؤ وہ جڑوں سمیت تمہارے سامنے آکر کھڑا ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ ہر چیز پہ قدرت رکھتا ہے۔ اگر اللہ نے ایسا کر دیا تو کیا تم ایمان لے آؤ گے اور حق کی گواہی دو گے انھوں نے کہا ہاں (ایسا کریں گے) آپ نے فرمایا جس چیز کا تم مطالبہ کرتے ہو وہ میں تمہیں دکھلاتا ہوں۔ لیکن مجھے اس بات کا پختہ علم ہے کہ تم بھلائی کی طرف نہیں لوٹو گے۔ تم میں وہ لوگ بھی جو (چاہ) قلیب میں (بدر کی لڑائی کے روز) ڈالے جائیں گے۔ اور تم میں وہ حضرات بھی ہیں جو احزاب کا ساتھ دیں گے۔ پھر حضرت نے فرمایا اے درخت اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو اپنی جڑوں سمیت اُکھڑ کر میرے سامنے اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ۔ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ درخت اُکھڑ کر آ گیا تھا۔ اور اس سے سخت بھن بھناہٹ اور پرندے کے پھڑپھڑانے کی طرح آواز آرہی تھی۔ آخر کار وہ درخت رسول اللہ صلعم کے سامنے بلند ہو کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس نے اپنی بلند ٹہنیوں کو رسول اللہ صلعم پر ڈال دیا تھا اور اپنی بعض ٹہنیوں کو میرے کندھے پر رکھ دیا تھا۔ میں رسول اللہ صلعم کی دائیں جانب کھڑا تھا۔ جب قوم نے اس بات کو دیکھا تو کہنے لگے بلندی امر تکبر ہے اس کو حکم دیجئے کہ یہ پھر اپنی جگہ پر چلا جائے۔ رسول اللہ نے اس کو حکم دیا وہ اپنی پہلی جگہ پر چلا گیا۔ پھر کہنے لگے بلندی امر تکبر ہے۔ اب اس کو حکم دیجئے کہ آدھا آپ کے پاس آ جائے اور آدھا جگہ پہ ٹھہرا رہے۔ حضرت نے درخت کو اس بات کا حکم دیا وہ آپ کی خدمت میں عجیب ترین صورت میں حاضر ہوا۔ اور اس سے بہت زیادہ بھنبھناہٹ کی آواز پیدا ہو رہی تھی۔ قریب تھا کہ درخت (محبت کی وجہ سے) رسول اللہ صلعم کے ساتھ لپٹ جائے۔ قریش کہنے لگے یہ کفر اور سرکشی ہے۔ اس آدھے حصے کو حکم دیجئے کہ وہ اپنے دوسرے نصف کی طرف لوٹ جائے جیسا پہلے تھا۔ رسول اللہ صلعم نے اس کو حکم دیا وہ واپس چلا گیا۔ میں (علی) نے عرض کیا اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اے اللہ کے رسول

میں پہلا شخص ہوں جو آپ پر ایمان لارہا ہوں۔ درخت نے جو کچھ کیا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا ہے۔ تیری نبوت کی تصدیق کی ہے۔ جو کچھ کیا تیرے حکم کی بزرگی کی وجہ سے کیا ہے۔ تمام قوم نے کہا بلکہ (محمد) جادوگر اور بہت جھوٹے ہیں۔ اور عجیب جادو کیا ہے۔ اس (علی) میں تھوڑا (جادو) ہے تیرے شریف کام کی یہ تصدیق کرے گا۔ ان کی مراد میری ذات تھی۔ میں اس قوم میں سے ہوں جن کو اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں ہوتی۔ ان کی پیشانیاں صدیقین کی پیشانیوں کی طرح ہوتی ہیں۔ ان کا کلام نکوکاروں کا کلام ہوتا ہے۔ رات کے آباد کرنے والے اور دن کی روشنی کا نشان ہیں۔ قرآن کی رسی کو پکڑنے والے ہیں۔ اللہ کی سنتوں اور رسول اللہ صلعم کی سنتوں کو دوست رکھتے ہیں۔ نہ تکبر کرتے ہیں اور نہ تعلی اور نہ غلو سے کام لیتے ہیں۔ محبت کی خاطر اپنے دلوں کو خراب نہیں کرتے۔ عمل کرنے کی وجہ سے اپنے جسموں کو ضائع نہیں کرتے۔ کتاب غرر الحکم میں (حضرت نے) بنو امیہ کے ذکر کے تحت فرمایا ان کی عمدہ زندگی ایک تھوک کی طرح ہے جس کو یہ لوگ تھوڑی دیر کھائیں گے۔ پھر تمام کو پھینک دیں گے۔"

١١۔ حضرت سے عالم بالا کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ ایسی صورت ہے جو مادہ سے خالی ہے۔ قوت اور استعداد سے بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس صورت پر تجلی ڈالی۔ وہ چمک اٹھی۔ اس پر اپنا طلوع کیا وہ روشن ہوگئی۔ اس کی صورت میں اپنا عکس ڈالا۔ اس سے اپنے افعال کا صدور ظاہر کیا۔ انسان کو صاحب نفس ناطقہ پیدا کیا۔ جب نفس ناطقہ کو علم اور عمل سے مزین کیا تو وہ ان ابتدائی جواہر کے مشابہ ہوگیا جس کو اس نے علت قرار دیا تھا۔ جب نفس ناطقہ کے مزاج میں اعتدال پیدا کیا اور اس کے اضداد کو جدا کر دیا تو وہ ہفت افلاک کے ساتھ شریک ہوگیا۔"

١٢۔ حضرت سے قضاء قدر کے متعلق سوال کیا گیا۔ فرمایا۔ "راستہ نہایت تاریک ہے اس پر چلنے کی کوشش نہ کرو۔ نہایت گہرا سمندر ہے اس کی تہ میں جانے کی سعی نہ کرو۔ یہ اللہ کا بھید ہے۔ اس میں تکلیف نہ کرو۔"

١٣۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان کو شرک سے پاک کرنے کے لئے فرض کیا ہے اور نماز کو تکبر سے بچانے کے لئے۔ زکوٰۃ کو روزی کا سبب بنانے کے لئے۔ روزے کو خلوص کا امتحان لینے کے لئے۔ حج کو دین کی تقویت کے لئے۔ جہاد کو اسلام کی عزت کے لئے۔ امر بالمعروف کو عوام کی اصلاح کے لئے۔ نہی عن المنکر بے وقوفوں کو روکنے کے لئے۔ صلہ رحم تعداد کو بڑھانے کے لئے قصاص جانوں کو بچانے کے لئے۔ حدود کا قائم کرنا ممنوع باتوں میں عیب لگانے کے احترام میں

شراب کا ترک کرنا عقل کی حفاظت کے لیے۔ چوری سے بچنے کو عفت اختیار کرنے کی خاطر۔ زنا چھوڑنا نسب کی حفاظت کے لیے۔ ترک لواطت کرنا نسل بڑھانے کے لیے، شہادتوں کو تکالیف پر غلبہ پانے کے لیے۔ جھوٹ چھوڑنا سچائی اختیار کرنے کے لیے۔ سلام کو خوف سے امان کے لیے۔ امانت کو امت کے انتظام کے لیے۔ طاعت کو امامت کی تعظیم کے لیے فرض کیا ہے"۔

۱۴۔ وہ دیوان جو حضرت علی علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔ اس میں یہ اشعار درج ہیں۔ جن میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:۔

۱۔ لوگ جانتے ہیں کہ اسلام میں میرا حصہ ہر حصہ سے زیادہ ہے۔

۲۔ احمد جو نبی ہیں میرے بھائی اور خسر ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے درود بھیجا۔ آپ میرے چچا کے فرزند ہیں۔

۳۔ میں تمام لوگوں کی اسلام کی طرف راہنمائی کرنے والا ہوں۔ خواہ وہ عرب ہوں یا عجم

۴۔ میں اسلام کی خاطر سردار، رئیس اور بڑے سرکش کو قتل کرنے والا ہوں۔

۵۔ قرآن میں اللہ نے لوگوں پر میری محبت لازم قرار دی ہے۔ میری اطاعت کو واجب اور فرض گردانا ہے۔

۶۔ جس طرح ہارونؑ موسیٰؑ کا بھائی تھا۔ اسی طرح میں حضرت کا بھائی ہوں اور یہ میرا نام ہے۔

۷۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے لوگوں میں مجھے کھڑا کر کے ان کا امام بنایا تھا۔ یہ بات ان کو غدیر خم کے روز بتائی تھی۔

۸۔ تم میں کون ایسا ہے جو میرے حصہ میں میری برابری کر سکتا ہے۔ میرے اسلام میں، میری سبقت میں اور میرے رشتہ میں۔

۹۔ ہلاکت ہے۔ ہلاکت ہے پھر ہلاکت ہے۔ اس شخص کے لئے جو کل اللہ کے حضور میں میرے مظلمہ کے ساتھ ملاقات کرے گا۔

۱۰۔ میری اطاعت کے منکر اور مجھے ختم کرنے کا ارادہ رکھنے والے کے لئے ہلاکت ہے۔ پھر ہلاکت اور پھر ہلاکت ہے۔

۱۱۔ اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جو بے وقوفی کی وجہ سے بدبخت ہو گیا ہے۔ میرے جرم کے بغیر میری دشمنی کا ارادہ رکھتا ہے۔

۱۵۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے جب حارث ہمدانی کو بڑھاپے کی وجہ سے آخرت کے خوف سے غمگین حالت

میں دیکھا تو یہ نظم ارشاد فرمائی ۔ یہ نظم حضرت علی علیہ السلام کی نہیں ہے ۔ بلکہ سید حمیری رحمہ اللہ نے حضرت کے کلام کو نظم کیا ہے ۔

ا ۔ اے حارث ہمدانی جو شخص مومن ہو خواہ منافق، جب مرتا ہے تو وہ مجھے دیکھتا ہے ۔

ب ۔ وہ مجھے اپنی آنکھ سے پہچانتا ہے ۔ میں اس کو اس کی صفت، نام اور جو کچھ کام کیا ہے جانتا ہوں ۔

ج ۔ اے حارث! تم مجھے پل صراط پر ملو گے ۔ تم لغزش اور ٹھوکر کا خوف نہ کرو ۔

د ۔ جب تم دوزخ کو عبور کرنے کے لئے ٹھہرو گے تو میں اس سے کہوں گا اس آدمی کو چھوڑ دو اور اس کے قریب نہ جاؤ ۔

ح ۔ اے جہنم! اس کو چھوڑ دو اس کے قریب تک نہ جاؤ ۔ اس کی رسی وصی کی رسی سے منسلک ہے

خ ۔ میں تمہیں پیاس کے وقت (حوض کوثر کا) ٹھنڈا پانی پلاؤں گا ۔ وہ اتنا میٹھا ہوگا کہ تم اس کو شہد خیال کرو گے ۔

ف ۔ حارث کے متعلق علی کی بات نے تمہیں تعجب میں ڈال دیا ہے ۔ حارث کے حق میں یہ عجیب ترین بات ہے ۔

۱۶ ۔ الدر المنظم میں ہے کہ حضرت نے فرمایا تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تمام آسمانی کتب کے راز قرآن میں موجود ہیں ۔ اور تمام قرآن کا علم سورہ فاتحہ میں موجود ہے ۔ تمام فاتحہ کا علم بسم اللہ الرحمن الرحیم میں موجود ہے ۔ تمام بسم اللہ کا علم بسم اللہ کے با میں موجود ہے اور تمام بائے بسم اللہ کا علم با کے نقطہ میں موجود ہے ۔ امام علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا "میں وہ نقطہ ہوں جو بسم اللہ کی با کے نیچے موجود ہے"

۱۷ ۔ نیز حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ،، علم ایک نقطہ ہے جس کو جاہلوں نے زیادہ کر دیا ہے ۔ الف وحدت پر دلالت کرتا ہے جس کو راسخون فی العلم جانتے ہیں "

۱۸ ۔ نیز حضرت نے فرمایا :۔ سلونی عن اسرار الغیوب فانی وارث علوم الانبیاء والمرسلین ۔ غیب کے راز مجھ سے پوچھو میں انبیاء اور رسولوں کے علوم کا وارث ہوں "

۱۹ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امام علی رضی اللہ عنہ کو علم کے نو حصے عطا کئے گئے ہیں اور آپ دسویں کو بھی باقی لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں ۔"

۲۰ ۔ نیز ابن عباس نے کہا کہ ایک چاندنی رات کو حضرت علی نماز عشاء کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے بقیع کی طرف لے گئے ۔ فرمایا اے عبداللہ پڑھو! میں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تلاوت کی ۔ آپ مجھے صبح کے طلوع ہونے تک بات

بسم اللہ کے رموز سے آگاہ فرماتے رہے۔"

۲۱۔ مناقب میں نقل کیا گیا ہے کہ صفین کی لڑائی کے روز جب شام والوں نے قرآن کو حکم بنانے کا ارادہ کیا تو امام علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا انا القرآن الناطق۔ میں خود بولنے والا قرآن ہوں۔"

۲۲ ابن مغازی نے اپنی سند سے ابو الصباح سے اور آپ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میں بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوا تھا۔ تو اللہ تعالٰی نے مجھ سے گفتگو فرمائی تھی اور مجھے راز کی باتوں سے آگاہ کیا۔ مجھے جو باتیں معلوم ہوتی تھیں وہ میں نے سب علیؑ کو بتا دی ہیں۔ آپ میرے علم کا دروازہ ہیں۔"

۲۳۔ موفق بن احمد اپنی سند سے سلیمان اعمش سے .. اپنے باپ سے، آپ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، "خدا کی قسم جو آیت نازل ہوئی میں اس بات کو جانتا ہوں کہ کیوں نازل ہوئی۔ کہاں نازل ہوئی۔ اور کس کے اوپر نازل ہوئی۔ اللہ نے مجھے زبان فصیح اور عقلمند دل سے نوازا ہے۔"

۲۴۔ موفق بن احمد اپنی سند سے ابو الطفیل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "مجھ سے کتاب خدا کے متعلق دریافت کرو۔ میں ہر آیت کے متعلق جانتا ہوں کہ رات کو نازل ہوئی یا دن میں اتری۔ میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پہ اتری۔"

۲۵۔ حموینی نے اپنی سند میں شقیق سے وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن مجید سات حرفوں میں نازل ہوا۔ اس قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔ علی علیہ السلام کے پاس قرآن کے ظاہر اور باطن دونوں کا علم ہے۔"

۲۶۔ کلبی کی روایت ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کے علم کی تعلیم دی گئی اور علیؑ کو نبی صلعم کے علم کی تعلیم دی گئی۔ میرا علم علیؑ کے علم سے ماخوذ ہے۔ میرا علم اور صحابہ کا علم علیؑ کے علم کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسے پانی کے ایک قطرے کو سات سمندروں کے اندر ڈال دیا جائے۔"

۲۷۔ (بحذف اسناد) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلعم کی خدمت میں موجود تھا آپ سے حضرت علی کے علم کے متعلق دریافت کیا گیا۔ فرمایا۔ "دانائی کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ علی کو نو حصے عطا ہوئے اور باقی تمام لوگوں کو صرف ایک حصہ ملا۔ اور آپ دسویں حصے کو بھی باقی لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں۔"

۲۸۔ موفق بن احمد اپنی سند میں سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ "میری امت میں علیؑ سب سے زیادہ علم والے ہیں۔"

۱۹۔ (بحذف اسناد) ابن عباسؓ جو امام المفسرین میں سے روایت ہے کہ "علم کے دس جز ہیں۔ نو جز علیؓ میں ہیں اور باقی لوگوں میں دسواں جز ہے۔ لیکن علیؓ باقی لوگوں سے اس دسویں جز کو بھی زیادہ جانتے ہیں۔"

۲۰۔ نیز ابن عباس سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے مجھے بائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے نقطہ کی تفسیر رات کے وقت بتانی شروع فرمائی۔ حتی کہ صبح کے ستون نمودار ہو گئے۔ لیکن آپ ابھی (نقطہ کی تفسیر) فارغ نہیں ہوئے تھے۔" میں نے اپنے آپ کو حضرت کے پہلو میں ایک ذرہ کی مانند پایا جو متلاطم سمندر کے پہلو میں موجود ہو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اگر میرے لئے مسند بچھا دی جائے اور میں اس پر بیٹھ جاؤں تو میں اہل تورات کا تورات سے، انجیل والوں کا انجیل سے اور قرآن والوں کا قرآن سے حکم دے سکتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت علیؓ کی طرف احکام قرآن کے متعلق رجوع کرتے تھے اور حضرت سے فتویٰ لیتے تھے۔ اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بے شمار مقامات پر کہا ہے اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتے۔ رسول اللہ نے فرمایا، علی بن ابی طالب میری امت میں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔"

۲۱۔ شرح الکبریت الاحمر میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر میرے لئے مسند بچھا دی جائے اور میں اس پر بیٹھ جاؤں تو تورات والوں کا تورات سے، انجیل والوں کا انجیل سے اور فرقان (قرآن) والوں کا فرقان سے فیصلہ کر سکتا ہوں۔" دیکھئے کہ آپ خاتم الرسل اور سابق انبیا کے شرائع کے کس قدر جامع تھے۔ حضرت علی کو ان تمام علوم کی جامعیت کتب کے مطالعہ سے حاصل نہیں ہوئی بلکہ یہ جامعیت وراثت کے طور پر علم لدنی کی حیثیت سے اور الہامات الٰہیہ کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی۔ یہ مرتبہ انسان کامل کا ہے۔ تنزلات خمسہ کے بعد انسان کامل کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے جنہیں صوفیا اپنی زبان زبان میں الحضرات الخمسہ کہتے ہیں۔ انسانِ کامل تمام مظاہر الٰہیہ کا جامع ہوتا ہے۔ وہ ہمارے نبی صلعم ہیں اور آپ کا وارث (علیؓ) ہے۔

۲۲۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جبرائیل میرے پاس جنت کا ایک قالین لائے اور میں اس پر بیٹھ گیا۔ جب میں اپنے رب کے حضور میں حاضر ہوا تو اللہ نے میرے ساتھ بات چیت فرمائی اور راز کی باتوں سے مجھے آگاہ کیا۔ جو چیز میں نے بارگاہ ایزدی سے حاصل کی وہ سب کی سب علیؓ کو تعلیم کر دی۔ علیؓ میرے علم کا دروازہ ہیں۔ پھر علیؓ کو اپنی طرف بلایا اور فرمایا اے علیؓ تیری صلح میری صلح ہے۔ تیری جنگ میری جنگ ہے۔ تم میرے اور میری امت کے درمیان ایک نشان (علم) ہو۔"

۲۳۔ مناقب میں تحریر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سوال کیا گیا کہ عیسٰی بن مریم مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے اور سلیمان بن داؤد پرندوں کی بولی سمجھ لیا کرتے تھے۔ کیا جناب کو بھی یہ رتبہ حاصل ہے۔ حضرت امیر نے فرمایا کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام ہدہد کے غائب ہونے پر ہدہد پر ناراض ہو گئے تھے۔ کیونکہ ہدہد پانی کو جانتا تھا (کہ زمین کے نیچے کہاں نزدیک ہے) ہدہد پانی کے لئے رہنمائی کرتا تھا۔ سلیمان کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ پانی ہوا کے نیچے ہے۔ حالانکہ ہوا، چیونٹیاں، انسان، جن، شیاطین اور مردہ مخلوق آپ کے تابع تھی۔

اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے۔ ولوان قرانا سیرت بہ الجبال او قطعت بہ الارض او کلم بہ الموتی اگر اس قرآن کے ذریعہ پہاڑ چلائے جائیں، زمین کی مسافت طے ہو جائے مردے بولنے لگ جائے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وما من غائبۃ فی السماء والارض الا فی کتاب مبین (جو چیز آسمان اور زمین میں پوشیدہ ہے اس کا ذکر کتاب مبین میں موجود ہے)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا (ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں سے چن لیا تھا) ہم اس قرآن کے وارث ہیں جس کے ذریعہ پہاڑ چلنے لگ جاتے ہیں اور شہروں کی مسافت ختم ہو جاتی ہے اور مردہ بولنے لگ جاتے ہیں ہم اس قرآن کے ذریعہ جانتے ہیں کہ پانی کہاں ہے۔ اور ہم اس کتاب کے وارث ہیں جس میں ہر چیز کا کھلا ہوا بیان موجود ہے۔"

۲۴۔ (بحذف اسناد) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ "میں حکمت کا گھر ہوں علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔"

۲۵۔ سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "میں حکمت کا گھر ہوں علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔"

۲۶۔ (بحذف اسناد) اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے جو امیر المومنین علی علیہ السلام کے کاتب تھے (کہ ہمیں ہمارے آقا (علی) نے اپنے ساتھ کوفہ سے مدائن چلنے کو فرمایا۔ ہم اتوار کے روز روانہ ہوئے۔ عمر بن حریث سات آدمیوں کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔ یہ لوگ بھی اتوار کو چلے لیکن حیرہ کے ایک مکان میں ٹھہر گئے جس کو خورنق کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم یہاں سیر و تفریح کریں گے۔ یہاں سے بدھ کے روز چل کر جمعہ کی نماز سے پہلے علیؑ سے مل جائیں گے۔ جب یہ لوگ کھانا کھا رہے تھے تو ایک گوہ نکلی، جس کو ان لوگوں نے شکار کر لیا۔ عمر بن حریث نے گوہ کو لے کر اپنی ہتھیلی پر بٹھا دیا اور ان حضرات سے

کہا کہ اس کی بیعت کرو۔ یہ امیر المومنین ہیں۔ ساتوں آدمیوں نے گوہ کی بیعت کی اور عمر بیعت کرنے والوں میں آٹھویں آدمی تھے۔ (مدائن میں) یہ لوگ مسجد میں وارد ہوئے ان کی طرف دیکھ کر امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ "اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک ہزار باتیں تعلیم فرمائی تھیں، اور ہر بات میں ایک ہزار دروازے تھے اور ہر دروازے کی ایک ہزار کنجیاں تھیں۔ میں اس علم کو جانتا ہوں۔ نیز میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یوم ندعو کل اناس باما مھم (قیامت کے روز ہر آدمی اپنے امام کے ساتھ بلایا جائے گا۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ قیامت کے روز آٹھ آدمی اپنے امام کے ساتھ اُٹھائے جائیں گے۔ اور ان کا امام گوہ ہوگی۔ اگر میں چاہوں تو ان کے نام بھی بتا سکتا ہوں۔" اصبغ کا بیان ہے کہ میں نے عمرو بن حریث کو دیکھا کہ وہ رعب اور شرمندگی کی وجہ سے گر پڑا تھا۔"

۳۷۔ (بحذف اسناد) ابن عباس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ کے بازوؤں کو پکڑ کر فرمایا۔ "یہ نیکو کاروں کے امیر اور کفار کے قاتل ہیں۔ وہ شخص فتح مند ہے جس نے اس کی مدد کی۔ اس آدمی کو چھوڑ دیا گیا ہے جس نے اس کو چھوڑ دیا۔" حضرت نے ان الفاظ سے اپنی آواز کو بلند کیا۔ پھر فرمایا۔ "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ جو شخص علم حاصل کرنا چاہے اس کو دروازے سے آنا چاہیئے۔"

۳۸۔ (بحذف اسناد) حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ لوگ گھروں میں دروازوں سے آتے ہیں۔"

۳۹۔ (بحذف اسناد) امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ "اے علی! میں علم کا شہر ہوں اور تم اس کا دروازہ ہو۔ جس نے اس بات کا گمان کیا کہ وہ شہر میں ایسے ہی پہنچ جائے گا جھوٹا ہے وہ دروازہ کے ذریعہ ہی شہر میں داخل ہوگا۔"

۴۰۔ اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ جب امیر المومنین علیہ السلام خلافت پر متمکن ہوئے تو حضرت نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس کو ابو سعید بحتری نے آخر تک ذکر کیا ہے۔ حضرت نے اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا۔ "میرے بیٹے منبر پر تشریف لے جاؤ اور کچھ بیان کرو۔ امام حسن منبر پر تشریف لے گئے حمد اور صلوات کے بعد ارشاد فرمایا۔ "اے لوگو! میں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہیں۔ شہر میں دروازہ سے داخل ہونا پڑتا ہے۔" آپ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ پھر حضرت نے اپنے فرزند حسین علیہ السلام سے فرمایا۔ "بیٹے اُٹھو

اور منبر پر جاکر کچھ بیان کرو"۔ امام حسین منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ حمد و صلوات کے بعد فرمایا۔ "اے لوگو! میں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علیؑ ہدایت کا شہر ہیں جو اس میں داخل ہوا نجات پاگیا اور جو اس سے باہر رہا ہلاک ہوگیا"۔ (یہ کہکر) امام حسین نیچے اتر آئے۔ پھر علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ "اے لوگو! یہ دونوں فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آپ کی ودیعت ہیں۔ میں ان دونوں کو اُمت کے سپرد کرتا ہوں اور ان دونوں کے متعلق سوال کرنے والا ہوں"۔

۴۱۔ سلمہ بن کہیل سے روایت ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اگر اُمت میرے ساتھ اتفاق کرے اور میرے لئے مسند بچھا دی جائے تو میں اہل تورات اور اہل انجیل کے درمیان وہ حکم کروں گا جو ان دونوں کتابوں میں نازل ہوا ہے۔ حتیٰ کہ یہ دونوں کتابیں آسمان کی طرف چلی جائیں"۔ اور میں قرآن والوں کے بارے میں وہ حکم کروں جو قرآن میں نازل ہوا ہے"۔

۴۲۔ (بحذف اسناد) محمد بن کعب سے روایت ہے کہ حضرت ابوطالب نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپ علیؑ کے دہن اقدس میں اپنا لعاب دہن ڈال رہے ہیں۔ ابوطالب نے کہا اے فرزند برادر کیا کر رہے ہو۔ فرمایا۔ "ایمان اور حکمت" (ودیعت کر رہا ہوں) حضرت ابوطالب نے علی سے فرمایا "اے فرزند اپنے چچا کے فرزند کی مدد کرو اور اس کے وزیر بنے رہو"۔

۴۳۔ (بحذف اسناد) امام المتقین (علی) علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: "اے علی میں علم کا شہر ہوں اور تم اس کا دروازہ ہو۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ وہ شہر میں دروازہ کے بغیر داخل ہوگا وہ جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (گھروں میں دروازوں سے آیا کرو) علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: "میں بہشت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ جو شخص بہشت کا ارادہ کرے، وہ دروازہ سے ہو کر آئے"۔

۴۴۔ کتاب المناقب میں اعمش عبایہ بن ربعی سے روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے، (اے لوگو!) جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے کہ مجھے (اس دنیا میں) نہ پاؤ۔ خدا کی قسم میں زمین کی سرسبزی اور خشکی اور وہ قوم جو ایک سو آدمی کو گمراہ کرے گی یا سو آدمیوں کو ہدایت کرے گی۔ میں ان کے قیامت تک ہونے والے رہنما، اس کو چلانے والے اور اس کے لئے نکلنے والے کو جانتا ہوں"۔ اسی طرح امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

۴۶۔ یحیی بن ام طویل سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو آیت قرآن کی دونوں دفتیوں کے درمیان موجود ہے میں اس کو جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ کہاں نازل ہوئی میرے

دونوں پہلوؤں کے اندر علم کا دریا موجزن ہے۔ اس سے پہلے کہ تم مجھے نہ پاؤ جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو۔"
فرمایا اگر میں کسی آیت کے نزول کے وقت غیر حاضر ہوتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھے یاد کروا دیتے تھے۔ جب میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ مجھے وہ آیت پڑھوا دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے اے علیؑ اللہ نے اپنے بندے پر یہ چیز نازل کی ہے اور اس کی تفسیر یہ ہے۔ رسول اللہ مجھے اس آیت کی تنزیل اور تفسیر تعلیم فرما دیا کرتے تھے۔

۴۷۔ فصل الخطاب میں ہے کہ شیخ ابو عبدالرحمٰن سلمی نیشاپوری نے تاریخ مشائخ صوفیہ میں تحریر کیا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے زمانہ میں اپنے اہل بیت کے تمام افراد سے (اعلم میں) فائق تھے۔ شیخ جنید نے فرمایا ہے کہ اگر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ جنگوں سے فارغ ہو جاتے تو ہمارے پاس یہ علم اس قدر پہنچتا جس کو اٹھا نہ سکتے۔ ہمارے صاحب نے اس امر میں اس علم کی طرف اشارہ کیا جو اب دلوں میں موجود ہے اور ان حقائق کی طرف راہنمائی کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علیؑ کی ذات میں موجود تھے۔

۴۸۔ شرح التعرف میں تحریر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ باتفاق امت تمام عارفین کے سردار ہیں اور آپ کا ایک ایسا مقولہ ہے جس کو آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کسی نے کہا (وہ یہ ہے) ایک دفعہ آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو! میرے پہلو میں علم کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ مجھ میں رسول اللہ نے علم اس قدر چن چن کر تعلیم کیا ہے جس طرح پرندہ دانے چن کر اپنے بچے کو کھلاتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر مجھے تورات و انجیل کے احکام بیان کرنے کی اجازت دی جائے تو میں وہ باتیں بتاؤں گا جو ان دونوں کتابوں میں موجود نہیں اور یہ دونوں کتابیں میری بات کی تصدیق کریں گی۔"

۴۹۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ قرآن سات حرفوں میں نازل ہوا اور ہر حرف کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ علی بن ابی طالب (ہر حرف کے) ظاہر اور باطن کو جانتے ہیں۔"

۵۰۔ کتاب مناقب میں اپنی سند کے ساتھ عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسجد کوفہ کے منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا لوگو! مجھ سے پوچھو! مجھ سے پوچھو! خدا کی قسم کتاب اللہ کی جس آیت کے متعلق مجھ سے دریافت کرو گے تو میں اس کے متعلق تمہیں آگاہ کروں گا کہ کب نازل ہوئی۔ رات میں نازل ہوئی یا دن میں۔ رسول قیام فرما تھے تب نازل ہوئی یا آپ تشریف لے جا رہے تھے تب اتری۔ میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پہ نازل ہوئی۔ کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ مومن کے حق

میں نازل ہوئی یا منافق کے بارے میں اُتری۔ اللہ کی اس آیت سے کیا مراد تھی۔ عام حکم کے متعلق تھی یا حکم خاص تھا۔" ابن الکوا نے حضرت کی خدمت میں التماس کی مجھے اس آیت الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریہ کے متعلق آگاہ فرمایئے (وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے وہ تمام لوگوں سے اچھے ہیں) آپ نے فرمایا۔ "وہ لوگ ہم ہیں اور ہمارا اتباع کرنے والے لوگ ہیں کہ جن کی پیشانیاں قیامت کے روز چمکتی ہوں گی۔ پانی سے سیراب ہوں گے۔ یہ لوگ اپنی پیشانیوں سے پہچانے جائیں گے

۵۱۔ مسند احمد میں ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علی اپنے اصحاب کو ہزار چیزیں بتاتے تھے اور دکھاتے تھے۔ اور حضرت علی نے برسر منبر فرمایا۔ اس سے پہلے کہ مجھے نہ پاؤ جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو! مجھ سے کتاب خدا کے بارے میں دریافت کرو۔ میں ہر ایک آیت کے متعلق جانتا ہوں کہ وہ کہاں نازل ہوئی۔ پہاڑ کے دامن میں نازل ہوئی یا میدان میں یا زمین پر اُتری۔ مجھ سے (آنے والے) فتنوں کے متعلق پوچھو۔ میں (آنے والے) ہر فتنہ کو جانتا ہوں۔ اس فتنہ کو کون کھڑا کرے گا اور اس میں کون قتل ہو جائیگا۔"

۵۲۔ (حذف اسناد) سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب کے سوا صحابہ میں سے کسی نے نہیں کہا سلونی جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو۔"

۵۳۔ (حذف سند) ابو سعید بختری نے کہا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو مسجد کوفہ کے منبر پر تشریف فرما دیکھا اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر اوڑھی ہوئی تھی اور رسولؐ کی تلوار کو لگائے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ زیب سر کئے ہوا تھا۔ منبر پر تشریف فرما ہو کر اپنے شکم مقدس سے کپڑا اُتار دیا تھا فرمایا "قبل اس کے کہ مجھے (دنیا میں) نہ پاؤ جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان علم کا سمندر موجزن ہے۔ یہ علم کا ظرف ہے۔ یہ لعاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس میں وہ علم ہے جس کو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چن چن کر تعلیم دیا تھا۔ خدا کی قسم اگر میرے لئے مسند بچھا دی جائے اور میں اس پر بیٹھ جاؤں تو تورات والوں کو تورات سے اور انجیل والوں کو انجیل سے فتویٰ دوں گا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تورات کو اور انجیل کو گویا کر دے تو وہ دونوں کہنے لگیں کہ علی نے سچ کہا ہے۔ نہیں وہ فتویٰ دیا ہے جو مجھ میں موجود ہے۔ تم کتاب کو پڑھتے ہو کیا اس کو تم سمجھتے نہیں ہو؟"

۵۴۔ حموینی نے زاذان سے روایت کی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پیدا کیا اور روح کو خلق فرمایا۔ قریش میں کوئی ایسا آدمی موجود نہیں

جس کے بارے میں کچھ نہ کچھ نازل نہ ہُوا ہو۔ مگر میں جانتا ہُوں کہ کونسی آیت اس کو بہشت میں لے جائیگی اور کون سی آیت اس کو جہنم میں گھسیٹے گی۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے امیرالمومنین آپکی شان میں کون سی چیز نازل ہوئی ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی (یہ) آیت افمن کان علی بینة من ربه و یتلوه شاهد منه۔ رسول اللہ صلعم اپنے رب کے بینہ پر قائم تھے اور میں رسول اللہ کا تالی اور گواہ ہُوں۔"

۵۵۔ (حذف سند) ابوسعید خدری اور سلمان فارسی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا علی میری اُمت میں سب سے زیادہ (درست) فیصلہ کرنے والے ہیں۔"

۵۶۔ (حذف سند) حمید بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں علیؑ کے صادر کردہ ایک فیصلہ کا ذکر ہُوا۔ رسول اللہ نے تعجب سے فرمایا اور کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم اہل بیت میں حکمت کو ودلعیت کیا۔"

۵۷۔ (حذف سند) حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خُطاب رضی اللہ عنہ ایک پاگل عورت کو رجم کرنا چاہتے تھے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا تمھیں کیا ہو گیا ہے میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ تین آدمیوں پر سزا معاف ہے۔ سونے والا حتیٰ کہ جاگ جائے۔ مجنوں حتیٰ کہ درست ہو جائے اور عقل والا ہو جائے۔ بچہ حتیٰ کہ محتلم ہو جائے۔ حضرت عمرؓ نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔

۵۸۔ (حذف سند) ابوحرب سے روایت ہے کہ حضرت عمر کی خدمت میں ایک عورت پیش کی گئی جس نے چھ ماہ میں بچہ جنا تھا۔ آپ نے اس عورت کے رجم کرنے کا خیال فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس عورت پر رجم کی سزا موجب اللہ تعالیٰ کی آیت کے نہیں ہے والوالدات یرضعن اولادهن حولین کاملین۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا حمله وفصاله ثلاثون شهرًا۔ دو سال دودھ پلانے کی مدت ہے جو چوبیس ماہ ہوتے ہیں اور باقی چھ ماہ بچ گئے جو زمانہ حمل کی مدت ہے۔ حضرت عمر نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔"

۵۹۔ موفق بن احمد اپنی سند سے حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت حضرت عمر بن خطاب کی خدمت میں پیش کی گئی۔ عورت حاملہ تھی۔ آپ نے اس سے پوچھا اس نے برائی کا اعتراف کیا۔ آپ نے اس کے رجم کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی نے حضرت عمر سے فرمایا تم اس عورت پر حکم صادر کر سکتے ہو لیکن جو بچہ اس کے شکم میں ہے اس پر تمہیں حکم صادر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ آپ نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور کہا علی ایسا فرزند پیدا کرنے سے عورتیں عاجز ہیں۔ اگر علی نہ ہوتے تو عمر

ہلاک ہو جاتے۔ کہا اے اللہ مجھے اس مشکل تک باقی نہ رکھنا جس میں علی زندہ نہ ہوں۔

۶۰۔ ایک یہودی نے حضرت سے اس وقت سوال کیا جب آپ اپنا قدم مبارک (گھوڑے) کی رکاب میں ڈال چکے تھے کہ کون سا ایسا عدد ہے جس کی تو کسور ہوں۔ اس کا نصف ہو، ثلث ہو، ربع ہو، خمس ہو سدس ہو، سبع ہو، ثمن ہو، نواں حصہ ہو اور دسواں حصہ ہو۔ حضرت نے فوراً جواب دیا کہ تم ہفتہ کے دنوں کو سال کے دنوں کے ساتھ ضرب دو اور جو چیز حاصل ہو وہ آپ کا مقصد ہے۔ یہودی اسلام لے آیا اور اس مسئلہ کا نام مسئلہ رکابیہ پڑ گیا"

۶۱۔ موفق بن احمد اپنی سند میں سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! مجھے اس مشکل تک باقی نہ رکھنا جس میں علی موجود نہ ہو"

۶۲۔ مسند احمد میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی نے تین آدمیوں کے درمیان فیصلہ صادر فرمایا، جنہوں نے ایک ہی طہر میں ایک عورت سے منہ کالا کیا تھا اور یہ واقعہ زمانہ جاہلیت کا تھا۔ ان کے درمیان لڑکے کے بارے میں قرعہ اندازی فرمائی۔ جس کے حق میں لڑکے کا قرعہ نکلے گا۔ لڑکا اسی کا ہوگا۔ حضرت نے بچے کی دیت کو تینوں آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے لڑکے کے نسب کو مشتبہ کر دیا ہے۔ گویا کہ انہوں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ آپ نے دیت کا تیسرا حصہ اس شخص کے ذمہ لگایا جس کے حق میں لڑکے کا قرعہ نکلا تھا۔ اور باقی دو ثلث دوسرے دو آدمیوں کے ذمے لگائے اور یہ تمام دیت لڑکے کی ماں کو دلوا دی۔ (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلعم اس قدر ہنسے کہ آپ کے اندر کے دانت بھی ظاہر ہوگئے۔ رسول اللہ نے فرمایا جو فیصلہ علیؑ نے کیا ہے اس میں ترمیم کی گنجائش نہیں ہے"

۶۳۔ (حذفت سند) امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے یمن کے علاقہ میں شیر کے شکار کے لئے زمین میں ایک گڑھا کھودا۔ شیر اس گڑھے میں گر گیا۔ شیر کو دیکھنے کی خاطر گڑھے پر بھیڑ لگ گئی۔ جب لوگ شیر کو دیکھ رہے تھے ان میں سے ایک آدمی گڑھے میں گر پڑا۔ اس نے گرتے وقت دوسرے کو پکڑ لیا۔ دوسرے نے تیسرے کو اور تیسرے نے چوتھے کو پکڑا (یہ سب کے سب گڑھے میں گر پڑے) اور شیر کے زخموں کی تاب نہ لاکر مر گئے۔ لوگوں نے ان کے وارثان نے آپس میں جھگڑنا شروع کر دیا۔ آپ نے اول آدمی پر دیت کا چوتھا حصہ مقرر کیا۔ اس لئے کہ اس نے اپنی کمزوری کی وجہ سے ہلاک کیا تھا۔ دوسرے پر ثلث دیت اور تیسرے پر نصف دیت اور چوتھے پر پوری دیت مقرر فرمائی۔ اور اس تمام دیت کو ان قبائل کے اوپر عائد کر دیا جو جمع ہوئے تھے۔ بعض لوگ اس بات پر راضی ہو گئے۔ اور بعض ناراض ہو گئے اور اس مقدمہ کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پیش کیا اور آپ نے حضرت علی کے فیصلہ

کو بحال رکھا۔

۶۴۔ (حضرت سند) علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے یمن کی طرف قاضی بنا کر روانہ کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے اس قوم کی طرف روانہ فرماتے ہیں جس میں مجھ سے زیادہ عمر والے لوگ موجود ہیں اور میں نوجوان ہوں۔ رسول اللہ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینہ پر رکھ کر فرمایا اے اللہ! علی کی زبان کو ثابت رکھ۔" فرمایا جب فریقین بیٹھ جائیں تو جب تک دونوں کی بات کو نہ سن لینا اس سے پہلے ان کے درمیان فیصلہ نہ کرنا۔" حضرت علی نے فرمایا" کہ اس کے بعد مجھے فیصلہ کرنے میں کوئی مشکل پیدا نہ ہوئی۔"

۶۵۔ (بحذف سند) امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم کے زمانے میں ایک بیل نے گدھے کو مار دیا۔ یہ لوگ رسول اللہ کی خدمت میں فیصلہ کو حاضر ہوئے۔ رسول اللہ اپنے اصحاب کے مجمع میں قیام فرماتھے۔ فرمایا" تم لوگ ان کے درمیان فیصلہ کر دو۔" اصحاب نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ جانور نے جانور کو مار دیا ہے۔ لہذا جانور پر کوئی چیز لازم نہیں آتی۔ رسول اللہ نے فرمایا" اے علیؑ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر دو۔" عرض کیا" اے اللہ کے رسولؐ بہت بہتر۔ فرمایا" اگر بیل گدھے کے ٹھکانے پر گیا تھا تو بیل کے مالک پر ضمان لازم ہے۔ اگر گدھا بیل کے ٹھکانے پر گیا تھا تو بیل کے مالک پر کوئی ضمان نہیں ہے"۔ رسول اللہ صلعم نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا" اللہ کا شکر ہے جس نے تجھ سے ایسا شخص بنایا جو مدلل فیصلہ صادر کرتا ہے۔" اس طرح امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

۶۶۔ امام احمد اپنی مسند میں اپنی سند میں جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے حجاز اور کوفہ میں مدعی کے گواہ سے قسم لے کر فیصلہ صادر فرمایا۔"

۶۷۔ مناقب میں اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ میں امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ اسی دوران میں ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے امیرالمومنین میں آپ سے اللہ کی خاطر محبت کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ رسول اللہ صلعم نے مجھے ایک ہزار حدیث کی تعلیم دی تھی۔ اور ہر حدیث کا ایک ایک ہزار باب ہے۔ لوگوں کی عالم ارواح میں ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی تھی۔ جس کا جس سے تعارف تھا وہ (اس دنیا میں اس سے مانوس ہے۔ جو عالم ارواح میں جس کا انکار کرتا تھا وہ (اس دنیا میں) اس سے اختلاف کرتا ہے۔ خدا کی قسم تم جھوٹ بکتے ہو۔ میرے محبین کے چہروں کی طرح تمہارا چہرہ نہیں ہے۔ تمہارا نام مجھ سے محبت کرنے والوں کی فہرست میں درج نہیں ہے۔" پھر ایک اور آدمی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا اے امیرالمومنین میں آپ کو اللہ کی خاطر دوست رکھتا ہوں۔

آپ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔" فرمایا " ہماری طینت اور ہمارے محبین کی طینت علم خدا میں خزانہ کی گئی ہے صلب آدم علیہ السلام میں اس سے عہد و پیمان لیا گیا تھا (اس مٹی سے پیدا شدہ) ایک دوسرے کو چھوڑ نہیں سکتا۔ (دوسری مٹی سے پیدا شدہ انسان) ان میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اپنے لئے فقر کی چادر کو تیار کر لے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا تھا خدا کی قسم فقر ہمارے محبین کی طرف وادی کے درمیان سیلاب کی دوڑ سے بھی زیادہ تیزی سے دوڑے گا۔"

۶۸۔ (حذف سند) امام محمد باقر اپنے باپ سے اور آپ کے باپ آپ کے دادا امام حسین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی یہ آیت نازل ہوئی کل شیٔ احصیناہ فی امام مبین (ہم نے ہر چیز کو امام مبین میں اکٹھا کر دیا ہے) لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول امام مبین سے تورات یا انجیل یا قرآن مجید مراد ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا "نہیں"۔ رسول اللہ میرے باپ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے "یہ امام مبین ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اکٹھا کر دیا ہے۔"

۶۹۔ نیز صالح بن سہل امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت "کل شیٔ احصیناہ فی امام مبین۔ امیر المومنین (علیؑ) صلوات اللہ علیہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔"

۷۰۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ جا رہا تھا۔ ہم ایک ایسی وادی سے گزرے جو چیونٹیوں سے بھری ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین اللہ کی مخلوق میں آپ ایسے کسی فرد کو جانتے ہیں جو یہ بتا سکے کہ یہ چیونٹیاں کتنی مقدار میں ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ "ہاں اے عمار میں اس شخص کو جانتا ہوں جو صرف ان کی تعداد ہی کو نہیں بتاتے گا بلکہ یہ بھی بتائیگا کہ ان میں نر کتنے ہیں اور مادہ کتنی ہیں۔ میں نے عرض کیا وہ شخص کون ہے؟ فرمایا اے عمار تم نے سورہ یٰسین کو نہیں پڑھا "کل شیٔ احصیناہ فی امام مبین" میں نے عرض کیا ہاں پڑھا ہے اے میرے آقا۔ فرمایا "وہ امام مبین میں ہوں۔"

۷۱۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں علی علیہ السلام کے ہمراہ جا رہا تھا۔ ہمارا گزر ایک ایسی وادی سے ہوا جو سیلاب کی طرح چیونٹیوں سے بھری ہوئی تھی۔ میں نے کہا اللہ اکبر۔ ان کی تعداد کو شمار کرنے والا بہت بزرگ ہے۔ علی علیہ السلام نے فرمایا اس طرح نہ کہو بلکہ یہ کہو کہ ان کا پیدا کرنے والا بزرگ ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے تمہیں اور مجھے انسانی صورت میں پیدا کیا۔ میں اللہ کے حکم سے ان کی تعداد کو جانتا ہوں۔ ان میں نر کی تعداد کو بھی جانتا ہوں اور مادہ کو بھی۔"

۷۲۔ اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے

ہزار باب علم کے تعلیم فرمائے تھے اور میرے لئے ایک ایک باب سے ہزار ہزار باب اور کھل گیا تھا۔ یہ ایک لاکھ باب ہوتا ہے حتیٰ کہ میں نے قیامت تک ہونے والا علم کان دما یکون کو جان لیا ۔ میں علم منایا، علم بلایا اور فصل خطاب کو جانتا ہوں "۔

۴۳۔ نیز امام زین العابدین، امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ کو علم کا ہزار باب تعلیم فرمایا تھا۔ اور آپ پر ہر باب سے ہزار باب اور کھل گیا تھا "۔

۴۴۔ (بحذف اسناد) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ نے یوشع بن نون کو وصیت کی اور یوشع نے اپنے بیٹے ہارون کو وصیت کی۔ حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع نے حضرت مسیحؑ اور ہمارے نبی (محمدؐ) علیہ السلام کی بشارت دی۔ جب اللہ تعالیٰ نے مسیح کو مبعوث کیا تو مسیحؑ نے اپنی امت سے کہا، کہ عنقریب میرے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد ہوگا جو اسماعیل علیہ السلام کا فرزند ہوگا۔ وہ اگر میری اور تمہاری تصدیق کرے گا۔ اولاد ہارون سے لے کر حضرت مسیح تک وصیت واسطوں کے ذریعہ جاری رہی۔ مسیح کے بعد وصیت حواریوں میں جاری رہی۔ حواریوں کے بعد مستحفظین میں وصیت کا سلسلہ جاری جا رہا تھا۔ مستحفظین (کتاب خدا کی حفاظت کرنے والے) اسم اکبر کی حفاظت کرتے تھے۔ اور اسم اکبر وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ ہر چیز معلوم کی جا سکتی ہے۔ اور یہ کتاب انبیاء اور اوصیاء علیہم السلام کے پاس رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لقد ارسلنا من قبلک رسلا وانزلنا معهم الکتاب المیزان (ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان کو نازل کیا) یہ کتاب اسم اکبر ہے جس میں کتاب شیث، ادریس، نوح، ابراہیم، شعیب اور موسیٰ علیہم السلام میزان شرائع اور احکام شامل ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان هذا لفی الصحف الاولی صحف ابراهیم وموسیٰ۔ صحف ابراہیم اور موسیٰ اسم اکبر تھے۔ یہ وصیت لگاتار ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف منتقل ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ یہ وصیت حضرت محمد صلعم کی خدمت میں سپرد کر دی گئی۔ آپ کی بعثت کے بعد ایک عقب نے جو مستحفظین میں سے تھا وصیت کو آپ کے سپرد کیا۔ جب آپ کی نبوت کے دن مکمل ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ اسم اکبر، میراث العلم اور آثار علم نبوت علیؑ کے سپرد کر دو، اللہ تعالیٰ نے کہا، زمین میں ایک ایسا عالم ہمیشہ موجود رہے گا جس کے ذریعہ میری اطاعت اور میری ولایت کا علم ہوتا رہے گا۔ تاکہ وہ عالم رسول اللہ کے انتقال سے لے کر دوسرے نبی کے خروج کے وقت تک لوگوں پر حجت رہیگا ایسے عالم کو رسول اللہؐ نے ہزار کلمات اور ہزار باب کی وصیت کی۔ ہر کلمہ اور ہر باب سے ہزار کلمہ اور ہزار باب اور کھل گیا ہے "۔

باب ۱۵

رسول اللہ صلعم سے علی علیہ السلام کی خاطر عہد لینا اور آپ کو وصی بنانا

۱۔ جمع الفوائد میں ابن عباس سے روایت ہے کہ ہم گروہ اصحاب رسول صلعم اس بات کے متعلق گفتگو کیا کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کی خاطر ستر عہد لیئے تھے اور کسی کے لیئے کوئی عہد نہیں لیا تھا۔

۲۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ ہم گروہ اصحاب رسولؐ اس بات کا تذکرہ کیا کرتے تھے کہ نبی صلعم نے حضرت علیؑ کے لئے اسیٔ عہد لئے تھے اور کسی کے لئے کوئی عہد نہیں لیا تھا۔

۳۔ ابونعیم حلیۃ الاولیا میں اپنی سند میں ابو برزہ اسلمی سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے علی کے متعلق عہد لیا ہے کہ علی ہدایت کا علم ہیں۔ میرے دوستوں کے امام ہیں۔ جس نے میری اطاعت کی اس کے لئے نور ہیں۔ آپ وہ کلمہ ہیں جس کو متقین نے لازم پکڑا ہے۔ جس نے اس کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ جس نے اس سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا (اے ابو برزہ) علیؑ کو اس بات کی خوشخبری سنا دو۔ حضرت علی تشریف لائے میں نے آپ کو یہ خوشخبری سنا دی۔ حضرت علی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کے قبضہ میں ہوں۔ اگر وہ مجھے عذاب دے گا تو میرے گناہ کے باعث ایسا ہوگا۔ اگر یہ بات پوری ہوگئی جس کی آپ نے مجھے بشارت دی تو یہ اللہ کی مہربانی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے اللہ علیؑ کے قلب کو روشن کر اور اس کو ایمان کا مرغزار مقام بنا۔ رسول نے فرمایا۔ میرے رب نے علیؑ کے لئے یہ بات کر دی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اس کو امتحان کے لئے مخصوص کیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ اے میرے رب وہ میرے بھائی اور میرے وصی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا امتحان ہوگا اور اس کے ذریعہ اور لوگوں کا امتحان ہوگا۔

۴۔ مسند احمد بن حنبل میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ ہم نے سلمان سے کہا کہ رسول اللہ صلعم سے آپ کے وصی کے متعلق سوال کرو۔ سلمان نے کہا اے اللہ کے رسول آپ کا وصی کون ہوگا؟ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے سلمان موسیٰ کا وصی کون تھا؟ سلمان نے عرض کیا۔ یوشع بن نون۔ فرمایا۔ میرا وصی، میرا وارث میرا قرضہ چکائیگا اور میرے وعدے کو پورا کرے گا۔ وہ علی بن ابی طالب ہیں۔

۵۔ وانذر عشیرتک الاقربین کی تفسیر میں علامہ ثعلبی نے براء بن عازب کی روایت سے حدیث وصیت کو علیؑ کے لئے بیان کیا ہے۔"

۶۔ ابن عباس سے جابر بن عبداللہ، بریدہ اور ابو ایوب انصاری سے ابن مغازلی نے حدیث وصیت کو علی علیہ السلام کے لئے روایت کیا ہے۔

۷۔ موفق بن احمد نے حدیث وصیت برائے علی کو بریدہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ ہر نبی کا وصی اور وارث ہوتا ہے۔ میرے وصی اور میرے وارث علی ہیں۔"

۸۔ موفق بن احمد ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کا ایک وصی چنا ہے۔ میرے بعد میری اولاد میں میرے اہل بیت اور میری امت میں میرے وصی علی ہیں۔"

موفق بن احمد نے انس کی روایت سے، حموینی نے امام علی بن موسے رضا کی روایت سے اس حدیث وصیت کو بیان کیا ہے۔

۹۔ حموینی نے ابوذر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں خاتم النبیین ہوں، اے علی تم قیامت تک خاتم الوصیین ہو۔"

۱۰۔ (بحذف اسناد) امام جعفر صادق اپنے آبا طاہرین سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صبح کے وقت جبرائیل نے فرحاں اور شاداں صورت میں نازل ہو کر کہا (اے محمد) تمیری آنکھ اس عزت افزائی کے باعث ٹھنڈی ہو گئی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے بھائی اور تمہارے وصی اور آپ کی امت کے امام علی ابن ابی طالب کو عطا کی ہے۔" میں نے کہا اے جبرائیل، وہ اللہ تعالیٰ کی کونسی عزت افزائی ہے جو میرے بھائی کو عطا ہوئی؟ جبرائیل نے کہا کہ کل رات اللہ تعالیٰ اپنے بندوں، فرشتوں اور عرش اٹھانے والے فرشتوں پر فخر کر رہا تھا اور کہا تھا اے میرے فرشتو! میری زمین میں میری حجت کو دیکھو۔ میری عظمت کے اظہار کی خاطر اپنے رخسار کو مٹی پر رکھا ہوا ہے (اے فرشتو!) میں تمہیں گواہ کر کے کہتا ہوں کہ وہ میری مخلوق کے امام اور میری تمام کائنات کے مولا ہیں۔"

۱۱۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا قیامت کے روز چار آدمی سوار ہوں گے۔ میں براق پر سوار ہوں گا۔ میرا بھائی صالحؑ اپنی اس اونٹنی پر سوار ہو گا۔ جس کی کونچیں کاٹ ڈالی گئی تھیں۔ میرے چچا حمزہ غضباء نامی اونٹنی پر سوار ہوں گے اور علی ابن ابی طالب جنت کی ایک اونٹنی پر سوار ہوں گے۔ جس کی پیشانی کھلی ہوئی ہوگی۔ علی کے جسم پر دو سبز کپڑے کے حلے ہوں گے جو جنت کے کپڑوں سے ہوں گے۔ یہ کپڑے اللہ کی طرف سے بھیجے گئے ہوں گے۔ آپ کے سر پہ نور کا تاج

ہوگا۔ اس تاج کے ستر ہزار رکن ہوں گے۔ ہر رکن میں سرخ یاقوت جڑے ہوں گے۔ یاقوت کی چمک سے سوار کی تین دن کی مسافت کے برابر فاصلہ روشن ہو جائے گا۔ علی کے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور علی یہ آواز بلند کرتے ہوں گے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ مخلوق کہے گی یہ کون شخص ہے۔ مقرب فرشتہ ہے یا وہ نبی ہے جو رسالت کے درجہ پر فائز ہوا تھا۔ یارب العالمین کے عرش اٹھانے والوں میں سے کوئی ہے۔ عرش کی جانب سے ایک آواز بلند ہوگی۔ یہ علیؑ ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی ہیں۔"

۱۲۔ حافظ ابونعیم اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں ابوبرزہ اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے علی کے متعلق مجھ سے ایک عہد لیا تھا۔ کہ علی ہدایت کا نشان ہیں۔ میرے اولیا کے امام ہیں۔ جس نے میری اطاعت کی اس کے لئے نور ہیں۔ علی وہ کلمہ ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے متقین پر لازم قرار دیا۔ جس نے اسے دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ جس نے اس سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ (اے برزہ) اس بات کی علیؑ کو بشارت دے دو۔ جب حضرت علی تشریف لائے تو میں نے آپ کو اس بات کی بشارت دے دی۔ علیؑ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کے قبضہ میں ہوں۔ اگر اس نے مجھے عذاب دیا تو ایسا میرے گناہ کی وجہ سے ہوگا۔ اگر وہ بات پوری ہوگئی جس کی اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے اور میری عزت افزائی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا اے اللہ علی کے دل کو زرگ بنا اور اس کو ایمان کا مرغزار مقام بنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے علی کے ساتھ ایسا کر دیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا علی ایک خاص امتحان کے ساتھ مختص ہو چکے ہیں۔ یہ امتحان رسول اللہ کے کسی صحابی کے لئے مقرر نہیں ہوا۔ میں نے عرض کیا اے میرے رب علی میرے بھائی اور میرے وصی ہیں۔ خداوند نے فرمایا۔ یہ بات میرے علم میں پہلے گزر چکی ہے۔ وہ اس امتحان میں ضرور مبتلا ہوں گے۔"

۱۳۔ (حذف اسناد) امیرالمومنین علیہ السلام نے جب محمد بن ابوبکر کو مصر والوں کے پاس روانہ کیا تو ان کو ایک خط تحریر فرمایا۔ جس میں تحریر فرمایا کہ تم لوگوں کو ہند کے چھوٹے فرزند سے بچنا چاہیئے۔ تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ امام ہدایت اور امام گمراہی برابر نہیں ہیں۔ نبی کا وصی اور نبی کا دشمن برابر نہیں ہیں۔"

۱۴۔ کتاب مناقب میں امام جعفر صادقؑ سے ایک روایت درج ہے۔ آپ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم کے ساتھ نبوت سے پہلے ایک روشنی کو ملاحظہ فرمایا تھا۔ اور ایک (غیبی) آواز کو سنا تھا۔ رسول اللہ نے علیؑ سے فرمایا تھا اگر میں خاتم الانبیاء نہ ہوتا تو تم نبوت میں شریک ہوتے۔ اگر تم نبی نہیں ہو تو تم نبی کے وصی اور اس کے وارث ہو، بلکہ تم اوصیاء کے سردار اور پرہیزگاروں کے امام ہو۔"

۱۵۔ مناقب میں سلسلہ روایت کے ساتھ ایک روایت جابر جعفی سے منقول ہے۔ آپ امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں۔ امام محمد باقر اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے صفین کی جنگ کے روز ایک خطبہ حمد و صلوات کے بعد ارشاد فرمایا۔ کہا (اے لوگو!) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم میں کتاب خدا کو چھوڑا۔ تمہیں کتاب خدا کی پیروی کا حکم دیا اور اس کی مخالفت سے تمہیں منع کیا۔ مجھ سے ایک ایسا وعدہ لیا جس سے میں پہلو تہی نہیں کروں گا۔ تم اپنے دشمن کے سامنے حاضر ہو گئے ہو۔ اور تم اس بات کو بھی جانتے ہو کہ ان کا سردار وہ شخص ہے (جس کو نکے کے روز رسول اللہ نے) آزاد کیا تھا۔ یہ اپنے ساتھیوں کو جہنم کی طرف دعوت دیتا ہے۔ تمہارے سامنے تمہارے نبی کا چچا زاد بھائی آپ کا وصی اور وارث موجود ہے جو تمہیں بہشت اور تمہارے رب کی اطاعت اور تمہارے نبی کی سنت کی پیروی کی طرف بلاتا ہے خدا کی قسم میں حق پر قائم ہوں اور یہ لوگ جو باطل پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ ان کے ساتھ جہاد کرو۔" آپ کے اصحاب نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین ہمارے ساتھ ہمارے دشمن سے لڑنے کے لئے کھڑے ہو جائیے۔ خدا کی قسم ہم اس بات پر آپ سے کوئی بدلہ و معاوضہ نہیں چاہتے۔ بلکہ آپ کے قدموں پر لڑ کر موت سے ہمکنار ہونا چاہتے ہیں۔ اور صرف آپ کے ساتھ زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ حضرت نے ان حضرات سے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری اس تلوار کی طرف دیکھ کر فرمایا لا سیف الا ذوالفقار و لا فتی الا علی۔ تلوار صرف ذوالفقار ہے اور نوجوان صرف علیؑ ہیں۔ فرمایا اے علی تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو مرتبہ ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اے علی تمہاری موت اور زندگی میرے ساتھ ہوگی۔ پھر امیر المومنین نے فرمایا نہ میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ میں گمراہ ہوا ہوں۔ اور نہ میری وجہ سے کوئی گمراہ ہوا ہے۔ اور نہ میں نے نبی کے عہد کو فراموش کیا ہے۔ میں اپنے رب کی دلیل اور روشن طریقہ پر قائم ہوں۔ اس کے بعد امیر المومنین کے اصحاب جہاد کے لئے کھڑے ہو گئے۔ خمیس کے روز طلوع آفتاب سے لیکر آفتاب کی سرخی کے غائب ہونے تک جہاد کیا۔ نماز اپنے اوقات کے وقت صرف تکبیر کے ساتھ ادا کی گئی تھی۔ اس روز حضرت علی علیہ السلام نے شام والوں کے پانچ سو پانچ آدمیوں کو قتل کیا۔ صبح کے وقت شامیوں نے قرآن مجید کو نیزوں پر بلند کر دیا۔

۱۶۔ موفق بن احمد نے اپنی سند میں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ رسول اللہ صلعم کی مرض موت کے وقت آپکی خدمت میں حاضر ہوئیں اور رو پڑیں۔ رسول اللہ نے فرمایا اے فاطمہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تمہارے لئے کرامت ہے تمہارا شوہر اس شخص کو بنایا ہے جو صلح کے

معاملہ میں تمام لوگوں سے آگے بڑھا ہوا ہے۔ جو سب سے زیادہ علم والا اور بہت بڑے صابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر اپنی نگاہ انتخاب کو دوڑایا۔ مجھے ان لوگوں سے منتخب کیا۔ مجھے نبی اور رسول بنا کر بھیجا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری مرتبہ نگاہ انتخاب کو دوڑایا۔ ان سے تمہارے شوہر کو منتخب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی کہ تمہاری شادی علی سے کر دوں اور اس کو اپنا وصی بناؤں" ابن مغازی نے یہ عبارت اور اضافہ کی ہے رسول اللہ نے فرمایا" اے فاطمہ ہم اہل بیت کو اللہ تعالیٰ نے سات خصائل اور خصوصیات ایسے عطا کئے ہیں کہ ایسے خصائل اور خصوصیات کسی شخص کو نصیب نہیں ہوئے۔ نہ اولین کو یہ خصوصیات حاصل ہوئے اور نہ آخرین ان کو حاصل کرتے ہیں۔ انبیاء میں افضل تمہارے باپ ہیں اور ہمارا وصی تمام اوصیاء سے بہتر ہے۔ وہ تمہارے شوہر ہیں۔ ہمارا شہید تمام شہداء سے بہتر ہے۔ وہ ہم میں سے تمہارے چچا حمزہ ہیں جس کو قدرت نے دو پر عطا کئے ہیں جن کے ذریعہ آپ بہشت میں جہاں چاہتے ہیں اُڑا کرتے ہیں وہ تمہارے چچا کے بیٹے جعفر ہیں۔ اور ہم میں دو ایسے فرزند ہیں جو جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ یہ تمہارے دونوں بیٹے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اس امت کا مہدی (عجل اللہ فرجہ) جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے وہ تمہارے فرزند ہوں گے۔

حموینی نے اس عبارت کا اور اضافہ کیا ہے" وہ تمہارا فرزند جب زمین پر ظلم اور ستم کا دور دورہ ہوگا اس کو عدل و انصاف سے بدل دے گا۔ اے فاطمہ غم نہ کھانا اور رونا چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ تم پر مجھ سے زیادہ مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ تیری منزلت اور مقام جو میرے دل میں قائم ہے اُسی کی وجہ سے تمہاری شادی ایک ایک ایسے شوہر سے قائم کی ہے جو عظیم المرتبت، شرافت و فضیلت والا، بزرگ ترین نسب والا، رعیت پر زیادہ رحم کرنے والا، انصاف ترین مساوی تقسیم کرنے والا، اور فیصلہ کرنے میں سب لوگوں سے زیادہ بالبصیرت ہے۔"

۱۷۔ اصبغ بن نباتہ سے مناقب میں روایت درج ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا اے لوگو! میں کائنات کا امام ہوں۔ میں مخلوق میں بہترین انسان کا وصی ہوں۔ میں پاکیزہ اور ہدایت کرنے والی اولاد کا باپ ہوں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصی، ولی اصفی اور حبیب ہوں۔ میں مومنین کا امیر، سفید پیشانیوں والوں کا راہنما اور اوصیا کا سردار ہوں۔ میری جنگ اللہ کی جنگ، میری صلح اللہ کی صلح، میری اطاعت اللہ کی اطاعت، میری ولایت اللہ کی ولایت، میرے پیروکار اولیاء اللہ اور میرے انصار اللہ کے انصار ہیں۔"

۱۸۔ کتاب مناقب میں اپنی سند کے ساتھ تحریر ہے کہ امام جعفر صادق اپنے باپ سے، آپ کا باپ آپ کے دادا، علی بن حسین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اس کا

ایک غلام حضرت علی کرم اللہ وجہ کی تنقیص کرتا ہے۔ آپ نے کسی آدمی کو بھیج کر بلوالیا۔ جب وہ غلام حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس سے کہا اے میرے فرزند میں تمہیں ایک حدیث سے آگاہ کرتی ہوں جس کو میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا تھا اور رسول اللہ نے فرمایا تھا اے ام سلمہ! میری ایک بات سنو اور تم اس پر گواہ رہو یہ علی دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں۔ دنیا میں میرا جھنڈا اٹھانے والے ہیں۔ اور کل روز قیامت میرا جھنڈا لواء الحمد اٹھائیں گے۔ یہ علی میرے وصی ہیں۔ میرے وعدوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ اور میرے حوض سے منافقین کو دور بھگانے والے ہیں۔ اے ام سلمہ! یہ علی مسلمانوں کے سردار، متقین کے امام۔ سفید پیشانیوں والوں کے قائد بیعت توڑنے والوں، ظلم کرنے والوں اور اسلام سے نکل جانے والوں کے قاتل ہیں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول بیعت توڑنے والے کون ہیں؟ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے علی کی بیعت مدینہ میں کی تھی۔ اور بصرہ میں جاکر توڑ دی تھی۔ میں نے عرض کیا، ظلم کرنے والے کون ہیں۔ فرمایا یہ شام کے رہنے والے ہیں، اور ابو سفیان کے بیٹے اور اس کے ساتھی ہیں۔ میں نے عرض کیا اسلام سے نکلنے والے کون ہیں؟ فرمایا اصحاب نہروان ہیں۔ جناب ام سلمہ کے غلام نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں میری طرف سے جزائے خیر عطا کرے میں علی کو کبھی گالیاں نہ دوں گا"

۱۹۔ حموینی اپنی سند کے ساتھ جمیل بن صالح سے روایت کرتے ہیں وہ امام جعفر صادق سے آپ اپنے آباء طاہرین، وہ حضرات حضرت امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ "فاطمہ میرے دل کی خوشی، اس کے دونوں نور نظر میرے دل کا میوہ، اس کا شوہر میری آنکھ کا نور اور اس کے بیٹے کی اولاد سے جو ائمہ پیدا ہوں گے میرے رب کے امین ہیں اور یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی کھینچی ہوئی مخلوق اور اللہ تعالیٰ کے درمیان رسی ہیں جس شخص نے ان حضرات کے دامن کو پکڑا وہ نجات پا گیا اور جس نے ان کے دامن کو چھوڑ دیا وہ ہلاک ہوگیا"

۲۰۔ حموینی نے اعمش سے روایت کی ہے، وہ ابو وائل سے وہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "علی کی اطاعت میری اطاعت اور علی کی نافرمانی میری نافرمانی ہے"

۲۱۔ (حذف اسناد) ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جب میں معراج کے موقعہ پر آسمان کی طرف گیا۔ جب میں جبرائیل کے ساتھ چوتھے آسمان پر پہنچا تو میں نے وہاں ایک سرخ یاقوت کا بنا ہوا مکان دیکھا۔ جبرائیل نے کہا یہ بیت المعمور ہے اے محمدؐ اٹھو اور اس میں نماز ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو میرے پیچھے ایک صف میں جمع کردیا۔ میں نے ان کے ساتھ نماز ادا کی۔ میں جب نماز کا سلام کہہ چکا تو میرے پاس اللہ کی جانب سے ایک پیغام پہنچا۔ اے محمدؐ تمہارا رب تمہیں سلام کہتا ہے اور تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ ان

رسولوں سے دریافت کرو کہ تم سے پہلے کس بات پر رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ میں نے کہا اے رسولوں کا گروہ مجھ سے پہلے میرے رب نے تم کو کس بات کے لئے بھیجا تھا۔ رسولوں نے کہا اے محمد تمہاری نبوت اور علی بن ابی طالب کی ولایت کی خاطر اور اسی کی طرف اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے واسئل من ارسلنا قبلک من رسلنا (اے محمد اپنے ان رسولوں سے دریافت کرو جو تم سے پہلے موجود تھے) نیز اس واقعہ کو دیلمی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

۲۲۔ طلحہ بن زید امام جعفر صادق سے آپ اپنے آبائے طاہرین سے یہ حضرات حضرت امیرالمومنین علی علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جب کسی نبی کا انتقال ہوتا ہے تو اللہ اس نبی کو اس بات کا حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں میں افضل ترین فرد کے متعلق وصیت کرے۔ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم اپنے چچا زاد بھائی علی کے متعلق وصیت کرو۔ میں نے اس بات کو گذشتہ کتب اسماویہ میں لکھ دیا ہے۔ اور میں نے ان کتب میں تحریر کر دیا ہے کہ علی تمہارے وصی ہیں۔ میں نے اس بات کا مخلوق سے اپنے انبیاء اور رسولوں سے میثاق لیا ہے۔ اے محمد میں نے ان تمام لوگوں سے اپنی ربوبیت، تمہاری نبوت اور علی بن ابی طالب کی ولایت اور وصایت کا میثاق وعہد لیا ہے۔"

۲۳۔ کتاب الاصابہ میں ابولیلیٰ غفاری کا بیان درج ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میرے بعد عنقریب ایک فتنہ نمودار ہوگا۔ تم علی بن ابی طالب کا دامن پکڑنا۔ علی سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا اور یہ سب سے پہلے شخص ہوں گے جو قیامت کے روز سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کریں گے۔ یہ صدیق اکبر ہیں۔ یہ اس امت کے فاروق ہیں۔ یہ مومنین کے یعسوب ہیں۔ مال منافقین کا یعسوب ہے۔

۲۴۔ یحییٰ بن عبدالرحمٰن انصاری کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرمؐ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جس شخص نے علیؑ کو اس کی زندگی اور اس کی موت کے بعد دوست رکھا تو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے روز کے لئے اس کے لئے امن و امان لکھ دیا ہے۔"

۲۵۔ لیلیٰ غفاریہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلعم نے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ "یہ علی لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ میرے ساتھ عہد کے بارے میں آخری اور قیامت کے روز سب لوگوں سے پہلے قیام فرما ہوں گے۔"

۲۶۔ السجذف استاد معاذۃ غفاریہ کا بیان ہے کہ میں حضرت عائشہ کے گھر میں رسول اللہ صلعم کی تیمار دار تھی۔ (ایک دن کی بات ہے) حضرت علی دروازہ کے باہر موجود تھے۔ رسول اللہ نے بی بی عائشہ سے فرمایا۔ یہ

(علی) تمام مردوں سے زیادہ مجھے محبوب ہیں۔ اور میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ عزت والے ہیں (اے عائشہ) اس کے حق کو پہچان لے اور اس کے لئے اچھی جگہ مہیا کرو (دیکھو) علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔"

۲۷۔ ام خالدہ زید بن ثابت کی بیوی کا بیان ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلعم ایک حویلی میں ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے اصحاب بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اچانک رسول اللہ نے فرمایا، جو شخص سب سے پہلے ہمیں دکھائی دے اُسے دیکھنے والے اہل جنت میں سے ہیں۔ ہم نے دیکھنا شروع کر دیا کہ دیکھیں کون (سب سے پہلے) داخل ہوتا ہے (اسی دوران میں سب سے پہلے) علی بن ابی طالب تشریف لائے۔"

۲۸۔ سراجیل بن مرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو حضرت علیؑ سے فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اے علی تمہیں خوشخبری ہو۔ تمہاری زندگی اور تمہاری موت میرے ساتھ ہوگی۔"

۲۹۔ ام سلمہؓ کے غلام صبیح سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ کے گھر کے دروازہ پر ایک دن موجود تھا۔ حضرت علی حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسینؑ تشریف لائے تو رسول اللہ صلعم نے ان کو اپنی خیبری چادر اوڑھا دی۔"

۳۰۔ (حذف سند) ابن عمر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ کسی شخص نے آپ سے سوال کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات کس کی زبان میں آپ سے گفتگو فرمائی تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ میرے رب نے میرے ساتھ علی کی زبان میں گفتگو فرمائی تھی اور مجھے اس بات کا الہام فرمایا کہ میں یہ بات کہوں کہ اے میرے رب آپ مجھ سے گفتگو فرما رہے ہیں یا علیؑ ؟ اللہ نے فرمایا ! اے محمدؐ میں ایک ایسی چیز ہوں جو اور اشیا کی مانند نہیں ہوں۔ میرا لوگوں کے ساتھ قیاس نہیں ہو سکتا۔ شبہات سے میری وصعت بیان نہیں ہو سکتی۔ میں نے تمہیں اپنے نور سے پیدا کیا اور تمہارے نور سے علیؑ کو پیدا کیا اور میں نے تمہارے دل کا مطالعہ کیا تو تمہارے دل میں علیؑ کی محبت کے سوا اور کسی کی محبت زیادہ نہ تھی۔ تو میں نے تمہارے ساتھ علی کی زبان میں گفتگو کرنا مناسب سمجھا تاکہ تمہارا دل مطمئن ہو۔" یہی مصلحت تھی کہ شیخ عطار قدس سرہٗ نے یہ شعر ارشاد فرمایا ؎

مصطفےٰ اسرار حق از وی شنفت

ہم از او بشنود ہم با او بگفت

حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اللہ کے راز علیؑ کی زبان سے سنے۔ پھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وہ راز علیؑ کو سنائے اور علیؑ کو بتائے۔

باب ۱۶

علی علیہ السلام دوزخ اور بہشت کی تقسیم کرنیوالے ہیں

۱۔ (بحذف اسناد) ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ سے فرمایا اے علی جب قیامت کا دن ہو گا تمہارے لئے ایک نور کا تخت لایا جائے گا اور تمہارے سر پر ایک تاج ہو گا جس کی روشنی ہے ممکن ہو گا کہ اہل موقف کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آواز بلند ہو گی کہ محمدؐ کے وصی کہاں ہیں؟ (اے علیؑ) تم کہو گے کہ میں یہاں موجود ہوں۔ منادی ندا دے گا۔ جس کے کہیں دوست رکھا تھا اس کو بہشت میں داخل کرو اور جس نے تم سے دشمنی رکھی تھی اس کو دوزخ میں داخل کرو۔ اے علی! تم بہشت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو۔"

۲۔ (حذف سند) ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علیؑ تم جنت اور دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہو۔ تم بہشت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ گے، اپنے دوستوں کو بلا حساب بہشت میں داخل کرو گے۔

۳۔ (حذف سند) عامر بن واثلہ کنانی سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے شوریٰ کے موقعہ پر ایک طویل حدیث بیان فرمائی اور اہل شوریٰ سے فرمایا "میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس کے متعلق رسول اللہ نے میرے سوا فرمایا ہو کہ تم بہشت اور دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہو۔ اصحاب نے عرض کیا نہیں۔"

۴۔ (بحذف سند) ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم فرماتے تھے "جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو میرا وسیلہ دے کر سوال کیا کرو۔ آپ سے وسیلہ کے متعلق سوال کیا گیا کہ وہ کیا چیز ہے۔ فرمایا یہ جنت میں ایک درجہ ہے۔ جس کی ایک ہزار سیڑھیاں ہیں۔ ایک سیڑھی سے لے کر دوسری سیڑھی تک ایک تیز رفتار گھوڑے کے ایک ماہ چلنے کی مسافت کے برابر فاصلہ ہے۔

سیڑھیاں یہ ہیں:۔

زبرجد کی سیڑھی سے لؤلؤ کی سیڑھی تک، وہاں سے یاقوت کی سیڑھی تک۔ وہاں سے زمرد کی سیڑھی تک۔ وہاں سے مرجان کی سیڑھی۔ وہاں سے کافور کی سیڑھی، وہاں سے عنبر کی سیڑھی تک۔ وہاں سے یلنجوج کی سیڑھی تک۔ اسی طرح مختلف موتیوں کی سیڑھیاں ہوں گی۔ یہ سیڑھیاں انبیاء کے درجات کے درمیان اس طرح روشن ہوں گی جس طرح چاند ستاروں کے درمیان ضوفگن ہوتا ہے

ایک آواز دینے والا آواز بلند کرے گا کہ یہ درجہ محمد خاتم الانبیاء کا ہے۔ میں اس وقت ایک نور کی چادر کو ملبوس کئے ہوں گا۔ میرے سر پہ رسالت اور کرامت کا تاج ہوگا۔ علی ابن ابی طالب میرے سامنے موجود ہوں گے۔ میرا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔ وہ جھنڈا لواء الحمد ہوگا۔ جس پر یہ عبارت تحریر ہوگی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ واولیاء علی المفلحون الفائزون۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ محمد اللہ کے رسول اور علی اللہ کے ولی ہیں۔ اور علی کے دوست فلاح یافتہ اور کامیاب ہیں۔ خدا کی قسم میں سب سے بلند درجہ پر چڑھ جاؤں گا اور آپ مجھ سے نچلے درجہ میں قیام فرما ہوں گے۔ اور آپ کے ہاتھ میں میرا جھنڈا ہوگا۔ اس دن جو رسول، نبی، صدیق، شہید اور مومن موجود ہوگا وہ اپنی نظریں اٹھا کر ہماری طرف دیکھیں گے اور یہ کہیں گے ان دو بندوں کی کیا خوش قسمتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو کس قدر کرم بنایا ہے؟ ایک آواز دینے والا آواز دے گا جس کو تمام مخلوقات سنے گی۔ یہ اللہ کے حبیب محمدؐ ہیں اور یہ اللہ کے ولی علیؑ ہیں۔ جنت کا خزانچی رضوان نامی فرشتہ میرے پاس آکر کہے گا اے محمدؐ! میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں جنت کی کنجیاں آپ کے سپرد کر دوں۔ اے اللہ کے رسول میں ان کنجیوں کو آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ میں اس سے بہشت کی کنجیاں وصول کرکے اپنے بھائی علیؑ کے سپرد کر دوں گا۔ پھر میرے پاس ایک اور فرشتہ حاضر ہوگا جو دوزخ کا خزانچی ہوگا اور کہے گا کہ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کے پاس دوزخ کی کنجیاں لے آؤں۔ اے اللہ کے رسول میں دوزخ کی کنجیاں آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ میں وہ کنجیاں وصول کرکے اپنے بھائی علیؑ کے حوالے کر دوں گا۔ علی جہنم کے کنارے کھڑے ہو کر اس کی مہار کو اپنے ہاتھ میں لے لیں گے۔ جہنم کے شعلے بلند ہوں گے۔ اس کی گرمی کی شدت نقطۂ عروج پر ہوگی۔ جہنم کہے گی اے علیؑ میری مہار چھوڑ دیجئے۔ آپ کے نور کے جلوے نے میرے شعلوں کو بجھا دیا ہے۔ حضرت علی جہنم کو حکم دیں گے یہ میرا دوست ہے اس کو چھوڑ دو۔ اور یہ میرا دشمن ہے اس کو پکڑ لو۔ اس دن جہنم علیؑ کے حکم کی اطاعت تمہارے غلام کی اطاعت سے زیادہ کرے گی۔ یہی وجہ ہے کہ علی دوزخ اور بہشت کے تقسیم کرنے والے ہیں۔

نیز اس حدیث کو صاحب مناقب نے امام جعفر صادق سے روایت کیا ہے۔ آپ اپنے آباء علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے منبر پر اپنے خطبہ میں یہ بات ارشاد فرمائی تھی۔ اور اس خطبہ کا نام خطبہ وسیلہ ہے۔

۵۔ وہ تفسیر جو آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے ایک امام (امام حسن عسکریؑ) کی طرف منسوب ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علیؑ تم جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو اور تم دوزخ سے کہو گے کہ یہ آدمی میرا ہے اور یہ تمہارا ہے۔

۶۔ (حذفِ سند) امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علیؑ اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم جہنم کے کنارے کھڑے ہوگے۔ اور جہنم پر پل بچھا ہوا ہوگا۔ اور تم لوگوں سے کہو گے (پل کو) عبور کرو اور جہنم کو حکم دو گے یہ میرا ہے اور یہ تمہارا ہے۔"

۷۔ مناقب میں محمد بن حمران سے روایت ہے۔ آپ امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں القیا فی جہنم کل کفار عنید روایت کرتے ہیں (اے دونوں آدمیو جہنم میں ہر انکار کرنے والے سرکش کو ڈال دو)۔ جب قیامت کا روز ہوگا تو حضرت محمد صلعم اور علیؑ پل صراط پر قیام فرما ہوں گے۔ ایک آواز دینے والا آواز دے گا تم دونوں جہنم میں ہر اس شخص کو ڈال دو، اے محمد جس نے تمہاری نبوت کا انکار کیا اور اے علیؑ جس نے تمہاری ولایت سے سرکشی کی۔"

۸۔ امام جعفر صادق اپنے آبا و طاہرین سے، یہ حضرات حضرت علی علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جب لوگ ایک راستہ پر جمع ہوں گے تو میں اور علی اس وقت عرش کی دائیں جانب موجود ہوں گے۔ پھر (اے علی) میرا رب مجھے اور تجھے کہے گا تم دونوں اس شخص کو جہنم میں ڈال دو جس نے تم دونوں سے بغض رکھا اور تم دونوں کو جھٹلایا۔"

ابو سعید خدری سے بھی اسی طرح روایت منقول ہے۔

۹۔ (حذفِ اسناد) کوفہ کے ایک فقیہہ نے بیان کیا کہ کچھ لوگ اعمش کی بیماری کے وقت آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور یہ لوگ اعمش سے کہنے لگے کہ تم علیؑ کے فضائل بیان کرتے تھے اور اس کے بعد کبھی بیان نہ کرنا۔ اعمش نے کہا مجھے سہارا دے کر بٹھا دو۔ چنانچہ تکیہ لگا کر اعمش کو بٹھا دیا گیا اور اعمش نے کہا کہ مجھے ابو متوکل نے ابو سعید خدری کے حوالے سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو اللہ تعالی مجھے اور علی بن ابی طالب سے کہے گا۔ تم دونوں اس شخص کو جہنم میں داخل کرو جو تم دونوں سے بغض رکھتا تھا۔ اور جو شخص تم دونوں کو دوست رکھتا ہے۔ اس کو بہشت میں داخل کرو اور اس کے بارے میں اللہ تعالی کی یہ آیت ہے۔ القیا فی جہنم کل کفار عنید (اے دونوں ہر کافر اور سرکش کو جہنم میں ڈال دو) جس نے میری نبوت کا انکار کیا ہو اور علیؑ کی فرمانبرداری سے سرکشی کی ہو۔"

۱۰۔ مناقب میں ابو الطفیل عامر بن واثلہ سے روایت ہے آپ بزرگ ہیں جن کے متعلق متفق علیہ فیصلہ ہے کہ آپ تمام صحابہ سے آخر میں فوت ہوئے ہیں۔ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علی تم میرے وصی ہو۔ تیری جنگ میری جنگ، تیری صلح میری صلح ہے تم خود امام ہو اور گیارہ آئمہ کے باپ ہو جو پاک اور معصوم ہیں۔ ان میں ایک امام ایسا ہوگا جو ظلم و ستم

پھر پوری دنیا کو عدل و انصاف کے دور دورہ میں تبدیل کر دے گا۔ اے علی ان حضرات سے بغض رکھنے والے کے لئے ہلاکت ہے۔ جو شخص تمہیں اور تمہاری اولاد کو اللہ کی خاطر دوست رکھے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ اور تمہاری اولاد کے ساتھ محشور کرے گا۔ اے علی! تم میرے ساتھ بلند درجات پہ فائز ہو گے۔ تم جنت اور دوزخ کے بانٹنے والے ہو۔ تم اپنے محبین کو جنت میں اور تم سے بغض رکھنے والوں کو دوزخ میں ڈالو گے"

۱۱۔ کتاب عیون الرضا میں ابو الصلت ہروی سے روایت ہے کہ مامون نے امام علی رضا ابن موسیٰ کاظم علیہما السلام سے دریافت کیا کہ مجھے اپنے جد امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق آگاہ فرمایئے کہ وہ کون سا سبب ہے جس کی بناء پر علی دوزخ اور جہنم کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ امام نے فرمایا کیا تم اپنے آباء سے روایت نہیں کرتے وہ سب لوگ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ علی کی محبت ایمان کی علامت ہے اور آپ سے بغض رکھنا کفر کی نشانی ہے مامون نے کہا ہاں۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا جب جنت مومن کے لئے اور جہنم کافر کے لئے مقرر ہے اور جنت اور جہنم کی تقسیم آپ سے محبت اور بغض پر موقوف ہے تو آپ جنت اور جہنم کے تقسیم کرنے والے ٹھہرے۔ مامون نے کہا، اللہ آپ کے بعد مجھے اللہ تعالیٰ باقی نہ رکھے۔ تم اپنے جد رسول اللہ صلعم کے وارث ہو۔ ابو الصلت ہروی کا بیان ہے کہ جب امام رضا علیہ السلام واپس اپنے گھر میں تشریف لائے تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ اے فرزند رسول آپ نے کس قدر پیارا جواب امیر المومنین (مامون) کو دیا ہے۔ فرمایا اے ابو صلت یہ جواب تو میں نے صرف اس نہج سے دیا جس کو وہ خود تسلیم کرتا تھا۔ ورنہ میں نے اپنے باپ کو حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا ہے وہ اپنے آباء کرام سے روایت کرتے تھے۔ یہ سب حضرات حضرت علی علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علی تم قیامت کے روز بہشت اور دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہو اور جہنم سے کہو گے یہ میرا ہے اور یہ تمہارا ہے"

۱۲۔ (حذف سند) امام رضا علیہ السلام سے مامون نے پوچھا کہ کون سی وجہ ہے کہ تمہارے جد امیر المومنین علی علیہ السلام جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ پھر آپ نے مذکورہ بالا حدیث کو یہ میرا ہے اور یہ تمہارا ہے تک بیان فرمایا۔

۱۳۔ کتاب الشفاء کے باب المعجزات میں درج ہے کہ جہاں تک میں غیب کی باتوں سے مطلع ہوا ہوں ان میں ایک بات یہ بھی ہے کہ علی جنت اور جہنم کی تقسیم کرنے والے ہیں۔ اپنے دوستوں کو بہشت میں داخل کریں گے اور اپنے دشمنوں کو جہنم میں ڈالیں گے"۔ اور یہ اشعار امام شافعیؒ کی طرف منسوب ہیں،

علی حبہ جنۃ — قسیم النار والجنۃ
وصی المصطفیٰ حقا — امام الانس والجنۃ

(ترجمہ) علی کی محبت ڈھال کا کام دیتی ہے۔ علی جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ خدا کی قسم آپ محمد مصطفیٰ کے وصی ہیں۔ اور تمام انسانوں اور جنوں کے امام ہیں۔

۱۴۔ (محذوف اسناد) ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جب قیامت کا روز ہوگا تو علی فردوس پر تشریف فرما ہوں گے۔ فردوس ایک کرسی ہے۔ جو جنت کے اوپر بلند ہوگی۔ اور اس فردوس کے اوپر عرش رب العالمین ہے۔ جس کی سطح سے جنت کی نہریں پھوٹ کر نکلتی ہیں اور بہشت کے باغات میں آکر جاری ہوتی ہیں۔ علیؑ ایک نور کی کرسی پر جلوہ افروز ہوں گے اور حضرت علیؑ کے سامنے نہر تسنیم جاری ہوگی۔ پل صراط کو علی کی ولایت اور آپ کے اہل بیت کی ولایت کی سند کے بغیر کوئی شخص عبور نہیں کر سکے گا۔ حضرت علیؑ اپنے محبین کو جنت میں اور اپنے سے بغض رکھنے والوں کو جہنم میں داخل کریں گے۔"

۱۵۔ (محذوف اسناد) حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علیؑ تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو حضرت شیث کو حضرت آدم سے حاصل تھا۔ اور سام کو حضرت نوح سے، اسحاق کو حضرت ابراہیم سے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وصی بھا ابراھیم بنیہ ویعقوب اور ہارون کو حضرت موسیٰ سے اور حضرت شمعون کو حضرت عیسیٰ سے حاصل تھا اے علی تم میرے وصی ہو تم میرے وارث ہو تم سب لوگوں میں صلح میں بڑھے ہوئے ہو۔ علم کے لحاظ سے زیادہ ہو۔ صبر کے لحاظ سے سب سے زیادہ صبر والے ہو۔ دل کے زیادہ بہادر ہو۔ ہاتھ کے لحاظ سے زیادہ سخی ہو۔ تم میری امت کے امام ہو۔ تم جنت اور دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہو۔ تیری محبت کی وجہ سے نیک لوگ بدکار لوگوں سے جدا ہوتے ہیں اور تمہاری محبت مومنین، منافقین اور کفار کے درمیان تمیز کا باعث ہے۔"

باب ۱۷

مسجد میں علیؑ کے دروازے کے سوا باقی دروازے بند ہو گئے

۱۔ مناوی مصری کی کتاب کنوز الدقائق میں روایت ہے (کہ رسول اللہ نے فرمایا) مسجد میں علیؑ اور میرے سوا کوئی شخص مجنب[1] نہیں ہو سکتا۔ (بحوالہ بخاری مسلم)

۲۔ سنن ترمذی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (مسجد کے تمام دروازے علیؑ کے دروازہ کے سوا بند کرا دیئے تھے۔"

۳۔ ترمذی میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ میرے اور تمہارے سوا کوئی اور شخص اس مسجد میں جنب کرنے کا مجاز نہیں۔"

۴۔ مسند احمد میں زید بن ارقم سے روایت ہے کہ کچھ اصحاب (رسول) کے دروازے مسجد کی طرف کھلتے تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا علی کے دروازہ کے سوا تمام دروازے بند کر دو۔ بعض لوگوں نے رسول اللہ کی اس بات پر اعتراض کیا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: میں نے کسی چیز کو بند کیا ہے اور نہ کھولا ہے۔ مجھے اس بات کا حکم دیا ہے، میں نے اس کی پیروی کی۔ نیز موفق بن احمد نے زید سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔"

۵۔ مسند احمد بن حنبل میں نسیم سے روایت ہے کہ میں نے خثعم کے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ " اے میرے اللہ میں وہ بات کہتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰ نے کہی تھی۔ اے میرے اللہ! میرے اہل میں میرے بھائی علی کو میرا وزیر بنا۔ اس کے ذریعہ میرے بازو کو مضبوط کر۔ اس کو میرے کام میں شریک فرما تاکہ ہم تیری تسبیح اور تیرا ذکر زیادہ کر سکیں۔ تم ہمارے معاملات سے آگاہ ہو" نیز یہی حدیث مناقب میں اسما بنت عمیس کے حوالے سے بیان کی گئی ہے۔

۶۔ (بحذف اسناد) ابن عمر وغیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ مسجد کی طرف تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ نے اپنے نبی موسیٰ کی طرف وحی کی تھی کہ میری خاطر ایک پاکیزہ مسجد تیار کر جس میں حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون قیام کریں۔ اللہ نے مجھے وحی کی ہے کہ میں مسجد کو پاک و پاکیزہ کر دوں اس میں میں اور میرا بھائی علی قیام کریں۔
موفق بن احمد ابو ذر اور طفیل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے اہل شوریٰ پہ دروازوں کے

---

[1] نبی اور امام پر جنب کی کیفیت طاری نہیں ہوتی۔ حدیث میں یہ لفظ محض استعارہ کے طور پر مستعمل ہوا ہے ۱۲۔ محمد شریف عفی عنہ

بند کرانے والی حدیث کے ذریعہ احتجاج فرمایا تھا۔ نیز حموینی نے ابن مسعود، بریدہ اسلمی، ابن عباس، ابن عمر اور ام سلمہؓ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ نیز اس دروازے بند کرنے والی حدیث کو محمد بن اسحاق مطلبی صاحب المغازی نے سعید بن ابی وقاص اور عامر شعبیؒ سے روایت کیا ہے۔ نیز صاحب مناقب نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔

۷۔ مناقب میں ابو الطفیل حذیفہ بن اسید غفاریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا کہ بعض لوگوں کے دلوں میں کچھ کدورت پائی جاتی ہے کہ میں نے علی کو مسجد میں ساکن کر دیا ہے اور ان لوگوں کو نکال دیا ہے۔ خدا کی قسم نہ میں نے ان لوگوں کو نکالا ہے اور نہ میں نے علی کو مسجد میں ٹھہرایا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مسجد سے نکال دیا ہے اور علی کو ساکن کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی فرمائی تھی کہ تم مصر میں اپنی قوم کے لئے کچھ گھر تیار کرو۔ اور اپنے گھروں کو قبلہ قرار دے کر اللہ کی نماز قائم کرو۔ پھر اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ مسجد میں کوئی شخص ہارون اور ان کی اولاد کے سوا قیام نہ کرے اور نہ اس میں کوئی نکاح کرے اور نہ اس میں کوئی جنب کرے۔ علی کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے، جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ علی میرے بھائی ہیں۔ اس مسجد میں علی اور اولاد علی کے سوا کوئی نکاح کرنے کا مجاز نہیں۔ جس کو یہ بات بری معلوم ہوتی تھی وہ وہاں ہے آپ نے شام کی طرف اشارہ کیا۔" نیز صاحب مناقب نے رسول اللہ کے غلام ابو رافع سے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

۸۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے علیؑ کے دروازہ کے سوا باقی دروازے بند کرا دئے۔ علی مسجد میں جنب کی حالت میں تشریف لاتے تھے۔ یہ حضرت علی کا دستور تھا اور کسی کا یہ طریقہ نہیں تھا۔

۹۔ موفق بن احمد جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ "اے علیؑ! میرے لئے جو چیز اس مسجد میں رہ کر حلال ہے۔ وہی چیز اس مسجد میں رہ کر تمہارے لئے حلال ہے۔ تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے۔ جو منزلت ہارون کو موسےٰ سے حاصل تھی۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم قیامت کے روز اپنے عوسج عصا سے لوگوں کو اس طرح ہٹاؤ گے جس طرح پیاسے اونٹ کو پانی سے ہٹایا جاتا ہے۔ میں اپنے حوض پر تمہارے قیام کے مقام کو دیکھ رہا ہوں۔"

باب ۱۸

حضرت علی علیہ السلام کا سورۂ برأت کی بعض آیات کا اہل مکہ کو تبلیغ کرنا

۱۔ ترمذی میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو سورہ برأت کی آیات دے کر اہل مکہ کے) پاس روانہ کیا۔ پھر رسول اللہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو واپس طلب کر لیا اور کہا ان آیات کو وہ شخص پہنچا سکتا ہے جو میرے اہل سے ہو۔ آپ نے علیؑ کو بلا کر وہ آیات آپ کے سپرد کر دیں؛

۲۔ جمع الفوائد میں حضرت جابر سے روایت ہے عمرہ جعرانہ سے واپس آکر رسول اللہ نے حضرت ابوبکرؓ کو حج کے لئے روانہ کیا۔ ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ جا رہے تھے۔ مقام عرج پر صبح ہو گئی۔ حضرت ابوبکر تکبیر کہنے کے لئے سیدھے ہوتے۔ آپ نے اپنی پشت کی جانب سے اونٹنی کے بلبلانے کی آواز سنی: تکبیر کہنے سے رک گئے۔ کہا یہ رسول اللہ کی جدعا اونٹنی کے بلبلانے کی آواز ہے۔ شاید رسول اللہ تشریف لا رہے ہیں (انہیں آنے دو) ہم آپ کی اقتدا میں نماز ادا کریں گے۔ ہم لوگ کیا دیکھتے ہیں کہ علی علیہ السلام اس اونٹنی پر سوار ہیں۔ حضرت ابوبکر نے کہا (اے علی) امیر بن کر آئے ہو یا قاصد ہو کر تشریف لائے ہو۔ حضرت علی نے فرمایا نہیں مجھے تو رسول اللہ نے سورۂ برأت دیکر روانہ فرمایا ہے کہ میں ان آیات کو مواقف حج کے موقعہ پر لوگوں پر پڑھوں۔ ہم مکہ میں آگئے۔ ترویہ سے ایک دن پہلے حضرت ابوبکر نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ اور ان کو مناسک حج بتائے۔ جب آپ فارغ ہو گئے تو حضرت علی قیام پذیر ہوتے۔ آپ نے لوگوں پر سورۂ برأت پڑھ کر ختم کر دی۔ قربانی کے دن حضرت ابوبکر نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور حضرت علی نے لوگوں پر سورہ برأت پڑھی۔ جب منیٰ سے واپسی کا دن ہوا تو اسی طرح حضرت ابوبکر نے خطبہ دیا اور حضرت علی نے کھڑے ہو کر لوگوں پر سورہ برأت پڑھی۔ (بحوالہ نسائی)

۳۔ ترمذی بن مقسم سے روایت ہے آپ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے ابوبکرؓ کو ان کلمات کی منادی کے لئے (حج کی طرف) روانہ کیا تھا۔ پھر آپ کے پیچھے حضرت علیؑ کو روانہ کر دیا تھا۔ راستہ میں حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ کی قصویٰ نامی اونٹنی کی آواز کو سنا۔ خوف کے مارے حضرت ابوبکرؓ یہ خیال کرتے ہوئے باہر نکلے کہ رسول اللہ تشریف لا رہے ہیں۔ تو آپ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت علی تشریف لا رہے ہیں۔ علی نے آپ کو رسول اللہ کا خط دیا۔ جس میں رسول اللہ نے کلمات

(آیات برأت) کی منادی کا حکم حضرت علی کو دیا تھا۔ یہ دونوں حضرات چل کر (مکہ) میں تشریف لائے۔ تشریق کے دنوں میں حضرت علیؑ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو اللہ کے حقوق اور رسول اللہ کے حقوق سے آگاہ کیا۔ اور تمام مشرکین سے بیزاری کا حکم دیا۔ مشرک اس جگہ چار ماہ تک رہ سکتے ہیں۔ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرنے پائے گا۔ خانہ کعبہ کا طواف کوئی ننگا آدمی نہیں کر سکے گا۔ جنت میں مومن داخل ہو گا۔ اور یہ منادی حضرت علی کر رہے تھے۔ جب آپ تھک گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر ان کلمات کی منادی لوگوں میں کر دی۔

۴۔ ترمذی میں زید بن تبیع سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت علی سے سوال کیا کہ آپ ذوالحجہ میں کیا چیزیں لے کر (مکہ کی طرف) روانہ ہوئے تھے۔ فرمایا میں چار چیزیں لے کر (مکہ) روانہ ہوا تھا۔

۱۔ کوئی شخص خانہ کعبہ کا طواف ننگے ہو کر نہیں کرے گا۔

۲۔ اگر کسی شخص اور رسول اللہ میں کوئی معاہدہ ہے تو وہ اپنی مدت تک قائم ہے۔

۳۔ اگر کوئی معاہدہ نہیں ہے تو اس کی مدت چار ماہ ہے۔

۴۔ جنت میں مومن داخل ہو گا۔ اس سال کے بعد مشرک اور مسلمان اکٹھے جمع نہ ہوں گے۔ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

باب ۱۹

علیؑ کی رسول اللہ سے خصوصیت۔ آپ کا سید العرب ہونا اور علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے

۱۔ پیغمبر کے وہ اصحاب جو (احکام شریعت کے) امین مقرر کئے گئے تھے وہ اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ میں نے ایک لمحہ بھی اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی نافرمانی نہیں کی۔ میں نے اس جوانمردی کے بل بوتے پر کہ جس سے مجھے اللہ نے سرفراز کیا ہے۔ رسول اللہ کی دل و جان سے مدد ایسے مقامات پر کی جن مقامات سے بہادر لوگوں کے قدم اکھڑ جاتے تھے۔ جن کے قدم پیچھے ہٹ جاتے تھے۔ جب رسول اللہ کا انتقال ہوا تو آپ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ جب رسول اللہ کی روح مبارک نے میرے ہاتھوں پر مفارقت کی تھی (بطور برکت) میں نے اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرہ پر پھیر لیا۔ رسول اللہ کو میں نے غسل دیا اور اس بات پر فرشتے میرے مددگار تھے (رسول اللہ کی وفات سے) اطراف و اکناف نالہ زاری

سے گونج رہے تھے (فرشتوں کا) ایک گروہ آتا تھا اور دوسرا اوپر چلا جاتا تھا۔ فرشتے حضرت پر نماز پڑھتے تھے اور ان کی ہلکی آواز برابر میرے کانوں میں آرہی تھی۔ آخر کار ہم لوگوں نے آپ کو قبر میں چھپا دیا۔ زندگی اور موت کے بعد مجھ سے زیادہ رسول اللہ کا کون حقدار ہے۔ تم عقلمندی کے ساتھ دشمن سے جہاد کرو اور خالص نیت کے ساتھ آگے بڑھو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں حق کی راہ پر قائم ہوں۔ وہ (اہل شام) پھسلنے کی گھاٹی پر قائم ہیں۔ میں جو کہہ رہا ہوں تم سن رہے ہو۔ میں اپنے لئے اور تمہارے لئے اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔

۲۔ احذف (اسناد) حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ مجھے رسول اللہ صلعم سے وہ منزلت حاصل تھی کہ ایسی منزلت مخلوقات میں سے کسی کو حاصل نہ تھی۔ میں رسول اللہ کی خدمت میں ہر صبح کو حاضر ہو کر عرض کرتا تھا، السلام علیک یا نبی اللہ: اے اللہ کے نبی آپ پر سلام ہو۔ اگر رسول اللہ کھنکارتے تھے تو میں واپس اپنے اہل کے ہاں چلا جاتا تھا۔ ورنہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا تھا۔ میں رسول اللہ کی خدمت میں دو دفعہ جاتا تھا۔ ایک رات کے وقت دوسرے صبح کے وقت (یہ جانا اسرار و رموز کے بیان کے متعلق ہوتا تھا)

۳۔ ترمذی میں ام عطیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ایک لشکر کہیں روانہ فرمایا جس میں حضرت علی علیہ السلام بھی موجود تھے۔ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کئے ہوئے تھے۔ "اے میرے اللہ! مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک میں علی کو نہ دیکھ لوں۔"

۴۔ جمع الفوائد میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔"

۵۔ جمع الفوائد میں انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ عرب کا سردار کون ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں۔ عرب کے سردار علی ہیں۔"

۶۔ جمع الفوائد میں طلق بن محمد سے روایت ہے کہ میں نے عمران بن حصین کو دیکھا کہ آپ حضرت علی کی طرف نگاہ لگا کر دیکھ رہے تھے۔ آپ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا۔ آپ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ بحوالہ احمد بن حنبل

۷۔ ابن مغازلی اپنی سند میں عمران بن حصین، واثلہ بن اسقع اور ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ موفق بن احمد نے اپنی سند میں مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ ابن مسعود سے اس حدیث کو روایت کیا ہے

حموینی نے اپنی سند میں ثوبان، ابوسعید خدری اور عمران بن حصین سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

باب ۲۰

حضرت علی قرآن کے ساتھ ہیں اور آپ کے بعض فضائل

۱۔ جمع الفوائد میں ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا" علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوضِ کوثر پہ وارد ہوں گے۔

۲۔ حموینی اپنی سند میں شہر بن حوشب سے روایت کرتے ہیں کہ میں ام سلمہؓ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ابوثابت حضرت علی کا غلام آپ سے اجازت لے کر اندر حاضر ہوا۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا اے ابوثابت (جب لوگوں کے) دل اڑنے لگے تھے تو تمہارا دل کہاں اڑا تھا۔ ابوثابت نے عرض کیا کہ میں نے علی کی تابعداری کی۔ بی بی صاحبہ نے فرمایا تم نے حق کام کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں گے۔" موفق بن احمد اور علامہ زمخشری نے اس حدیث کو اپنی سند کے ساتھ ام سلمہؓ سے روایت کیا ہے۔"

۳۔ (بحذف سند) ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا" حق وہاں ہوگا جہاں علی ہونگے"۔

۴۔ موفق بن احمد نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا" علی کی محبت نیکی ہے جس کے ہوتے ہوتے برائی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی اور علی سے بغض رکھنا ایک برائی ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی فائدہ نہیں دے سکتی۔"

۵۔ (بحذف اسناد) جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ میدان عرفات میں تشریف فرما تھے اور فرمایا" اے علی! اپنے ہاتھ کی ہتھیلی میرے ہاتھ کی ہتھیلی میں دے دو۔ اے علیؑ! میں اور تم ایک درخت سے پیدا کئے گئے ہیں۔ میں اس درخت کی اصل ہوں اور تم اس کا تنا ہو اور حسنؑ اور حسینؑ اس کی ٹہنیاں ہیں۔ جو شخص کسی ٹہنی کو پکڑے گا۔ بہشت میں داخل ہو جائے گا۔ اے علیؑ اگر امت میری روزہ رکھتے رکھتے حنا کی مانند ہو جائے اور نماز ادا کرتے کرتے کمان کی مانند ہو جائے۔ پھر وہ تمہارے ساتھ بغض رکھے تو ضرور اللہ تعالیٰ ان کو منہ کے بل جہنم میں گرائے گا۔"

۶۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ نے حضرت علی کے پاس بلانے کے لئے بھیجا

جب حضرت علی تشریف لائے تو رسول اللہ نے آپ سے فرمایا اے علی، تم دنیا میں لوگوں کے سردار ہو اور آخرت میں بھی لوگوں کے سردار ہو۔ جس نے تمہیں دوست رکھا۔ اس نے مجھے دوست رکھا۔ تمہارا دوست میرا دوست ہے۔ میرا دوست اللہ کا دوست ہے۔ تمہارا دشمن میرا دشمن ہے۔ میرا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ جس نے تمہیں دوست رکھا اس کے لئے خوشخبری ہے جس نے تم سے بغض رکھا اس کے لئے ہلاکت ہے۔"

۷۔ (حذف سند) عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا۔ "اے علی! جس نے تمہیں دوست رکھا اور تمہاری بات کی تصدیق کی اس کے لئے خوشخبری ہے۔ جس نے تم سے بغض رکھا اور تمہاری بات کو جھٹلایا اس کے لئے ہلاکت ہے۔"

۸۔ (حذف سند) امام زہری سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک کو کہتے ہوئے سُنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی ذات عبادت کے لائق نہیں۔ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ مومن کی کتاب کا عنوان حضرت علی بن ابی طالب کی محبت ہے۔"

۹۔ (حذف سند) ابن عباس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا اگر تم لوگ علی بن ابی طالب کی محبت پر اجماع کر لیتے تو اللہ تعالیٰ دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔"

۱۰۔ جمع الفوائد میں ابو رافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے علی کی شان میں فرمایا۔ "جس نے اس سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے خدا سے بغض رکھا۔ جس نے علی کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ جس نے مجھے دوست رکھا اس نے خدا کو دوست رکھا۔

۱۱۔ جمع الفوائد میں ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ "اے علی! جس نے مجھے چھوڑ دیا اس نے خدا کو چھوڑ دیا۔ اے علی جس نے تجھے چھوڑ دیا اس نے مجھے چھوڑ دیا۔"

۱۲۔ معاویہ بن ثعلبہ حمانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علی جس نے تمہیں دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔" (بحوالہ بخاری)

باب ۲۱

آیت من یشری اور والذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار کی تفسیر

۱۔ (بحذف اسناد) علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پہلا شخص جس نے اللہ کی مرضی کی خاطر اپنی جان کو فروخت کر ڈالا وہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہٗ کی ذات ہے۔ جس نے (شب ہجرت) رسولؐ اللہ کے بستر پر رات بسر کی تھی۔ حضرت علی جب رسول اللہ صلعم کے بستر پر رات کو سوئے تھے تو یہ اشعار ارشاد فرماتے۔

ا۔ میں نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر اس بہترین ذات کو بچایا، جو زمین پر چلنے والوں (اللہ کے) قدیم گھر اور حجر (اسود) کے طواف والوں سے افضل تھی

ب۔ وہ اللہ کے رسول تھے۔ اللہ تعالیٰ کو اس بات کا خوف ہوا کہیں (کفار مکہ) رسول کے ساتھ دھوکہ نہ کریں۔ احسان کرنے والے خدا نے آپ کو کفار کے مکر سے نجات دی۔

ج۔ اللہ کے رسول نے غار (حرا) میں امن سے رات بسر کی۔ اللہ کی حفاظت میں رہے اور پردہ میں پوشیدہ رہے۔

د۔ میں نے رات اس حالت میں بسر کی کہ ان (کفار) کے حرکات کو دیکھا تھا جو انہوں نے رات کے وقت میرے لئے انجام دیئے تھے اور میں نے اپنی جان کو قتل اور قید کے مقام پر ڈال دیا تھا۔"

۲۔ (بحذف اسناد) ہند بن ابی ہالہ رسول اللہ صلعم کے پروردہ سے روایت ہے کہ جس رات رسول اللہ نے مکہ سے خروج فرمایا تو آپ کے بستر مبارک پر حضرت علی رات کو سوئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی:۔ "ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ۔ بعض آدمی وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مرضیاں حاصل کرنے کی خاطر اپنی جان کو فروخت کر دیتے ہیں۔ رسول اللہ نے جبرائیل اور میکائیل کی طرف وحی کی۔ میں نے تم دونوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا ہے، اور ایک کی عمر دوسرے کی عمر سے زیادہ مقرر کی ہے تم میں سے کون ایسا فرد ہے جو اپنی جان کو اپنے دوسرے بھائی کی خاطر قربان کر دے۔ دونوں فرشتوں نے موت کو مکروہ تصور کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی طرف وحی کی کہ میں نے اپنے ولی علیؑ اور اپنے نبی محمدؐ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور علی نے اپنی زندگی نبی پر قربان کر

دی ہے۔ علی نے بستر رسولؐ پر رات کو سو کر رسول کی جان کو بچایا ہے۔ تم دونوں زمین پر نازل ہو کر جاؤ اور علی کی جان اس کے دشمن سے بچاؤ۔ وہ دونوں فرشتے اُتر کر جبرائیل حضرت علی کے سر کی جانب اور میکائیل آپ کے دونوں پاؤں کی جانب بیٹھ گئے۔ اور جبرائیل کہتے تھے اے ابو طالب کے فرزند تمہیں مبارک ہو تمہاری مانند کون ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ فرشتوں کے ساتھ فخر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله۔ بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کی مرضیاں حاصل کرنے کی خاطر اپنی جان فروخت کر دیتے ہیں۔

۳۔ الجذف (اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے پاس چار درہم تھے۔ آپ نے ایک کو (راہ خدا میں) رات کو بطور صدقہ کے دیا۔ دوسرے کو دن میں تیسرے کو پوشیدہ طور پر دیا اور چوتھے کو ظاہری طور پر تصدق کیا تو اللہ تعالیٰ نے (آپ کے حق میں) یہ آیت نازل فرمائی۔ الذین ینفقون اموالهم باللیل والنهار سرًا وعلانیة فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون (وہ لوگ جو اپنا مال رات کو، دن کو، پوشیدہ طور اور ظاہری طور پر (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔ ان کا اجر ان کے رب کے ذمہ ہے اور ان لوگوں پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ غم واندوہ میں مبتلا ہوں گے۔

۴۔ جمع الفوائد میں سورہ بقر کی تفسیر کے متعلق ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان والذین ینفقون اموالهم باللیل والنهار سرًا وعلانیة یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت علی کے پاس چار درہم تھے۔ آپ نے ایک درہم کو رات میں دوسرے کو دن میں تیسرے کو پوشیدہ طور اور چوتھے کو ظاہری طور پر اللہ کی راہ میں خرچ کیا تھا۔ (بحوالہ معجم کبیر)

باب ۲۲

تفسیر اجعلتم سقایة الحاج الخ و فان تظاهرا علیه الخ و یوفون بالنذر الخ کے بیان میں

۱۔ الجذف (اسناد) محمد بن کعب قرظی کا بیان ہے کہ طلحہ بن شیبہ بنی عبد الدار میں سے تھا، عباس بن عبدالمطلب اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے آپس میں ایک دوسرے پر فخر کیا۔ طلحہ نے کہا میرے پاس خانہ کعبہ کی کنجی ہے۔ عباس نے کہا میں حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں اور حضرت نے فرمایا میں لوگوں سے پہلے چھ ماہ نماز ادا کرتا رہا ہوں اور میں صاحب جہاد ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اجعلتم سقایة الحاج وعمارة

المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوون عند اللہ
کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر کو اس شخص کے برابر کر دیا ہے جو اللہ پر ایمان لایا اور قیامت
کے دن پر ایمان لایا۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہ لوگ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہو سکتے" ابن المغازلی، حموینی
حافظ ابو نعیم نے اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

۲- (بحذف اسناد) اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ جب یہ آیت فان تظاھرا علیہ فان اللہ مولاہ
وجبرائیل وصالح المؤمنین والملائکۃ بعد ذالک ظھیراً نازل ہوئی تو رسول اللہ نے حضرت علی
سے فرمایا یقین جانو کہ میں تمہیں ایک بشارت سے آگاہ کرتا ہوں کہ آپ کا نام جبرائیل کے نام کے
ساتھ مقرون ہو گیا ہے اور رسول اللہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (صالح المؤمنین سے مراد) آپ ہیں
اور آپ کے اہل بیت کے صالح مومن مراد ہیں"

۳- بخاری اور موصلی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متظاہرین کے
متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد حضرت حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما ہیں

۴- موفق بن احمد نے حدیث متظاہرین (چڑھائی کرنے والیاں) کے متعلق حضرت علی اور ابن عباس کے حوالے
سے بیان کیا ہے کہ حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما ہیں۔

۵- (بحذف اسناد مجاہد حضرت ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے اس قول یوفون بالنذر ویخافون یوماً کان
شرہ مستطیراً ویطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً ویتیماً واسیراً کے متعلق روایت کرتے
ہیں کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے اور دونوں شہزادوں کے نانا رسول اللہ
دونوں کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور بعض اصحاب نے بھی دونوں شہزادوں کی بیمار پرسی کی، اور
ان حضرات نے عرض کیا اے ابوالحسن آپ اپنے دونوں فرزندوں کے لئے کوئی چیز نذر مان لیں۔ حضرت
نے فرمایا اگر میرے دونوں فرزند اس بیماری سے تندرست ہو گئے تو میں تین روزے اللہ تعالیٰ کے
شکریہ کی خاطر رکھوں گا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہی منت مانی اور ایک نوکرانی جس کا نام
فضہ تھا اس نے بھی دونوں حضرات کی منت کے ساتھ اپنی منت مانی اور بچوں نے بھی کہا ہم بھی تین روزے (منت کے)
روزے رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں شہزادوں کو خیر و سلامتی کے لباس سے ملبوس کیا۔ لیکن ان حضرات
کے پاس خرچ کرنے کے لئے تھوڑی بہت کوئی چیز بھی موجود نہ تھی۔ حضرت علیؑ ایک یہودی کے ہاں
تشریف لے گئے جس کا نام شمعون ابن حابا تھا۔ حضرت نے اس سے کہا کہ ایک اون کی اٹی مجھے
دے دو جس کو تمہاری خاطر رسول اللہ کی بیٹی کاتے گی اور اس کے عوض میں تم مجھے تین صاع جو کے

دے دو۔ اس نے کہا ہاں (منظور ہے) اس نے حضرت کو اون کی اٹی دے دی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جو کے ایک صاع کو پیس کر آٹا تیار کیا اور اس کی پانچ روٹیاں تیار کیں۔ تاکہ ہر ایک فرد کو ایک ایک روٹی حصہ میں میسر آسکے۔ حضرت علی نے مغرب کی نماز رسول اللہ کی اقتدا میں ادا فرمائی جب گھر تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ ناگاہ ایک مسکین نے دروازہ پر کھڑے ہوکر کہا السلام علیکم یا اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک مسکین آدمی ہوں مجھے کھانے کے لئے کوئی چیز خیرات کی جائے۔ سب حضرات نے اس کو اپنا اپنا کھانا دے دیا۔ ان حضرات نے تین دن تک سادہ پانی کے سوا کوئی چیز نہ کھائی۔ چوتھے دن ان حضرات نے اپنی نذر کو پورا کر دیا تھا۔ حضرت علیؑ کے دائیں دست مبارک سے امام حسن کا ہاتھ اور بائیں دست مبارک سے امام حسین کا ہاتھ پکڑ کر رسول اللہ کی خدمت میں روانہ ہوئے اور یہ دونوں صاحبزادے پرندے کے بچوں کی مانند بھوک کی شدت کی وجہ سے کانپ رہے تھے۔ جب رسولؐ اللہ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو اپنی بیٹی فاطمہ کے پاس تشریف لائے اور یہ حضرات بھی سیدہ کے پاس آگئے۔ جناب سیدہؑ محراب عبادت میں نماز ادا فرما رہی تھیں اور شدت بھوک کی وجہ سے آپ کا شکم مبارک پشت کی طرف لگا ہوا تھا۔ اور دونوں آنکھوں میں حلقے پڑ گئے تھے۔ جب رسول اللہ نے اپنی پارہ جگر کی یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو (بے ساختہ) رسول اللہ کی زبان سے یہ کلمہ جاری ہوا۔ اے اللہ! فریاد ہے۔ محمد کے اہل بیت بھوک سے مر رہے ہیں۔ جبرائیل نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوکر سورہ ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئًا مذکورًا تلاوت کی۔ یہ حدیث تفسیر بیضاوی اور تفسیر روح المعانی اور کتاب سارہ میں مذکور ہے۔

باب ۲۳

وکفی اللہ الخ ھو الذی ایدک الخ افمن وعدناہ اور رجال صدقوا ما عاھدوا کی تفسیر

۱۔ حافظ جلال الدین سیوطی نے کہا ہے کہ مصحف ابن مسعود میں یہ آیت اس طرح تھی کفی اللہ المومنین القتال بعلی اللہ نے مومنین کو علی کے ذریعہ لڑائی سے بچالیا۔

۲۔ مناقب میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ (جنگ خندق کے روز) جب حضرت علی عمرو بن عبدود کے مقابلہ کے لئے نکلے تو رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا۔ برز الایمان کلہ الی الشرک کلہ کل ایمان کل شرک کے مقابلہ

میں جارہا ہے۔" جب حضرت نے عمرو کو واصل نار کیا۔ تو رسول نے حضرت علی سے فرمایا: "اے علی تمہیں بشارت ہو فلو وزن عملک الیوم بعمل امتی لرجح عملک بعملهم۔ اگر صرف تمہارے آج کے دن کا عمل میری امت کے تمام اعمال کے ساتھ وزن کیا جائے تو تمہارا عمل زیادہ وزنی ہوگا۔"

۳۔ (بحذف اسناد) امام جعفر صادق اللہ تعالیٰ کے قول هو الذی ایدك بنصره وبالمومنین کے متعلق روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ میں نے عرش پر یہ عبارت تحریر کی ہوئی دیکھی تھی۔ لا اله الا الله وحده لا شریک له محمد عبدی ورسولی ایدته ونصرته بعلی بن ابی طالب۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ محمد میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے اس کی تائید اور مدد علی بن ابی طالب کے ذریعہ کی۔

۴۔ کتاب الشفا میں ابن قانع قاضی ابوالحمرا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب میں شب معراج آسمان پر گیا تو عرش پر یہ عبارت مرقوم تھی لا اله الا الله محمد رسول الله ایدته بعلی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے اس کی مدد علیؑ کے ذریعہ کی۔

۵۔ مناقب میں حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ضربة علی فی یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامة۔ جنگ خندق کے روز علی کی تلوار کی ایک ضرب میری امت کے قیامت تک ہونے والے اعمال سے افضل ہے۔

۶۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت علی نے عمرو بن عبدود عامری کو قتل کر دیا تو آپ رسول اللہ کی خدمت میں اس شان سے حاضر ہوئے کہ آپ کی تلوار سے خون کے قطرات ٹپک رہے تھے۔ جب رسولؐ نے علی کو دیکھا تو فرمایا اے میرے پالنے والے علی کو ایسی فضیلت عطا کر جو نہ پہلے کسی کو عطا کی ہو اور نہ بعد میں کسی آنے والے کو نصیب ہو۔ جبرائیل رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کے ہاتھ میں جنت کی ایک صندوق تھی۔ اور رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ صندوق بطور تحفہ کے علی کو دے دیجئے۔ رسول اللہ نے صندوق علی کے حوالے کر دی علی کے ہاتھ پر وہ صندوق خود بخود دو حصوں میں کھل گئی۔ اس میں سبز ریشم کا ایک کپڑا تھا۔ اس پر یہ دو سطریں تحریر تھیں۔ تحفة من الطالب الغالب الی علی بن ابی طالب۔ طالب غالب کا تحفہ علی بن ابی طالب کے پاس روانہ ہے۔"

خطیب خوارزمی نے بھی اس حدیث کو ابن عباس کی روایت سے بیان کیا ہے۔ صاحب روضۃ الفضائل اور صاحب ثاقب المناقب نے سالم بن ابی جعدہ سے وہ حضرت جابر بن عبداللہ سے اس

حدیث کو روایت کرتے ہیں۔

۷۔ شیخ عطار نے اپنی کتاب مظہر الصفات میں تحریر کیا ہے کہ میں نے اپنے شیخ نجم الدین کبری قدس اللہ روحہ کی خدمت میں موجود تھا تو آپ نے مجھے یہ حدیث بیان کی کہ آپ پر کیفیت وجد اور قوی حال کی صورت طاری ہو گئی۔ میں بھی آپ کے ساتھ رو پڑا۔ دنیا ہماری نگاہوں میں حقیر ہو گئی اور ہم نے دنیا کی محبت کو اپنے دلوں سے باہر نکال دیا۔"

۸۔ (بحذف اسناد) عبداللہ بن مسعود (صاحب مصحف) قرآن مجید کی اس آیت کو یوں پڑھا کرتے تھے و کفی اللہ المومنین القتال بعلی (اللہ نے علی کے ذریعہ مومنین کو جنگ سے بچا لیا۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ عمرو بن عبدود ایک مشہور بہادر تھا جو ہزار بہادروں کے برابر تصور کیا جاتا تھا۔ یہ جنگ احد میں شریک نہیں ہوا تھا۔ بلکہ جنگ بدر اور جنگ خندق میں شریک ہوا۔ جنگ خندق میں جب لڑنے کے لئے نکلا تو رسول اللہ نے فرمایا "اس سے کوئی لڑنے کے لئے موجود ہے؟ کسی شخص نے کوئی جواب نہ دیا حضرت علیؑ نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول میں اس کے مقابلہ میں جانے کے لئے تیار ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا "یہ عمرو ہے۔ تم بیٹھ جاؤ۔" رسول اللہ نے دوسری دفعہ آواز دی لیکن کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علی کھڑے ہو گئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول میں جانے کے لئے تیار ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا "یہ عمرو ہے۔" حضرت علی نے عرض کیا اگر عمرو ہے تو ہونے دو۔" رسول اللہ نے آپ کو اجازت دے دی۔ حذیفہ بن الیمان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی زرہ فضول آپ کے زیب تن کی اور اپنے عمامہ سحاب کو نو پیچ دے کر آپ کے سر مبارک پر باندھا۔ فرمایا "اے علیؑ آگے بڑھو" جب حضرت علی (عمرو کے مقابلہ میں) روانہ ہوتے تو رسول اللہ نے فرمایا:- "برز الایمان کلہ الی الشرک کلہ" کل ایمان (علی) کل شرک (عمرو) کے مقابلہ میں جا رہا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا "اے میرے پالنے والے مجھے اکیلا نہ چھوڑنا۔ اس کی (علیؑ کی) سامنے پیچھے، دائیں، بائیں اوپر اور نیچے (ہر شش جہات سے) حفاظت فرمانا۔" حضرت علی علیہ السلام اور عمرو آپس میں لڑنے کے لئے مقابل ہو گئے۔ عمرو نے حضرت علی کو اپنی تلوار کی ایک ایسی ضرب لگائی جس سے آپ کا چہرہ اقدس زخمی ہو گیا۔ پھر علی علیہ السلام نے عمرو کے شانہ پر ایک ایسا وار کیا جس کی تاب نہ لا کر عمرو زمین پر گر پڑا۔ ہم نے حضرت علی علیہ السلام کی تکبیر کی آواز کو سنا۔ رسول اللہ نے فرمایا علیؑ نے عمرو کو قتل کر دیا ہے۔ فرمایا اے علیؑ میں تمہیں بشارت دیتا ہوں اگر تمہارا آج کے دن کا عمل میری امت کے اعمال سے وزن کیا جائے تو تمہارا عمل وزنی ہو گا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ (و کفی اللہ المومنین القتال) بعلی۔ اللہ نے مومنین کو جنگ سے بچا لیا" علی کے ذریعہ۔

۹۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول "اللہ نے مومنین کو جنگ سے بچا لیا" کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت حضرت علیؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ آپ نے عمرو بن عبدود کو قتل کر دیا تھا"۔

۱۰۔ حموینی اپنی سند میں مجاہد سے آپ ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق روایت کرتے ہیں۔ افمن وعدناہ وعداً حسناً فھو لاقیہ (جس شخص سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہے وہ اس وعدے کو ضرور پائے گا) یہ آیت حضرت علی اور حضرت حمزہ کے متعلق نازل ہوئی ہے"۔

۱۱۔ حافظ ابو نعیم نے ابن عباس اور حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے۔ دونوں کا متفق بیان ہے، کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ہم لوگوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ایک بات پر وعدہ لیا تھا ہم نے اس کو اللہ اور اس کے رسول کی خاطر پورا کر دیا تھا۔ وعدہ کرنے والوں میں میں، حمزہ، جعفر اور عبیدہ بن حارث تھے"۔ میرے ساتھ وعدہ کرنے والے مجھ سے پہلے تشریف (انتقال) کر چکے ہیں ان کے بعد میں صرف رہ گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں یہ آیت نازل کی (رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضی نحبہ (کچھ آدمی ایسے ہیں جو اللہ نے ان سے عہد لیا تھا انہوں نے اس کو سچا کر دکھایا۔ ان میں بعض وہ ہیں جو اپنا وعدہ پورا کر چکے ہیں (ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا) بعض وہ ہیں جو انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ حضرت نے فرمایا میں انتظار کر رہا ہوں اور میں نے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی"۔ نیز یہ حدیث امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔

باب ۲۴

الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات طوبیٰ لھم وحسن مآب۔ فتلقی آدم من ربہ کلمات کی تفسیر

۱۔ علامہ ثعلبی نے جابر جعفی سے آپ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم سے اللہ کے اس قول الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات طوبیٰ لھم وحسن مآب کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا (طوبیٰ) جنت میں ایک درخت ہے جس کی جڑ میرے گھر میں ہے اور اس کی شاخ اس جنت پر سایہ فگن ہوگی۔ رسول اللہ کی خدمت میں عرض گزاری کہ اے اللہ کے رسول ہم آپ سے اس جڑ کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا میں نے ان لوگوں کو کہا کہ اس درخت کی جڑ علی کے گھر میں ہے اور اس کی شاخ اہل جنت پر سایہ کر رہی ہوگی۔ فرمایا کل کو میرا اور علی کا گھر ایک جگہ میں واقع ہوگا"۔

۲۔ علامہ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا طوبیٰ ایک درخت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ اور اس میں اپنی روح کو نفخ فرمایا ہے۔ جس سے زیور اور پوشاکیں پیدا ہوں گی اور اس کی شاخیں جنت کے کوٹ سے باہر دکھائی دیتی ہوں گی۔

۳۔ اصبغ بن نباتہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حروف ابجد کی تفسیر بیان کی۔ فرمایا طا سے طوبیٰ مراد ہے۔ طوبیٰ ایک درخت کا نام ہے جس کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے لگایا اس میں اپنی روح کو پھونکا۔ اس کی شاخیں جنت کے کوٹ سے باہر دکھائی دیتی ہوں گی۔ جس سے زیور اور پوشاکیں پیدا ہوں گی۔ اس کے پھل اہل جنت کے منہ کے سامنے لٹک رہے ہوں گے۔ اہل جنت زیور، پوشاک اور پھل میں سے جو چیز بھی چاہیں گے وہ ان کو پیش کر دے گا۔ جو چیز بھی طوبیٰ سے لے لی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ پھر سے اس پر موجود کر دے گا۔"

۴۔ ابن مغازلی نے اپنی سند میں سعید بن جبیر سے آپ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ سے ان کلمات کے متعلق جن کو آدم نے اپنے رب سے سیکھا اور اللہ نے اس کی توبہ قبول کر لی تھی۔ دریافت کیا گیا۔ رسول اللہ نے فرمایا آدم نے اللہ سے علی، فاطمہ، حسن اور حسین کا واسطہ دیا تھا۔ (کلمات سے مراد یہ لوگ ہیں) اللہ نے آدم کی توبہ قبول کر لی تھی اور آپ سے درگزر کیا تھا"

۵۔ امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ علی بن حسین نے فرمایا مجھے میرے باپ نے حدیث بیان کی آپ سے آپ کے باپ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ آپ رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اے اللہ کے بندو آدم علیہ السلام نے اپنی صلب میں ایک نور کو شعلہ مارتا ہوا دیکھا۔ حبیب اللہ تعالیٰ نے دامن عرش سے ہماری شکلیں حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں منتقل کیں۔ حضرت آدم نے نور کو دیکھا اور ان شکلوں کی شناخت نہ کر سکے۔ آدم نے کہا اے میرے رب یہ کیا نور ہیں؟ فرمایا شکلوں کے نور ہیں۔ میں نے عرش کے بہترین حصے سے منتقل کر کے ان کو تیری پشت کے اندر ودیعت کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تجھے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ تمہیں سجدہ کریں۔ تم ان صورتوں کے لئے بطور ظرف کے ہو۔ آدم علیہ السلام نے سوال کیا اے میرے پالنے والے ان صورتوں کو مجھ سے بیان فرما دیجئے۔ اللہ نے فرمایا اے آدم دامن عرش کی طرف دیکھو۔ آدم علیہ السلام نے دیکھا ہمارے نور کی صورتیں دامن عرش پر قائم ہو گئیں۔ عرش پر ہماری نورانی شکلیں چھپ گئیں۔ آدم نے عرض کیا اے میرے پالنے والے یہ کیا صورتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا اے آدم! یہ وہ صورتیں ہیں جو میری تمام مخلوق اور میری تمام خلقت سے افضل ہیں۔ یہ محمدؐ ہیں۔ میں اپنے افعال میں محمود ہوں۔ میں نے اس کے نام کو اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ یہ علیؑ ہیں میں علی عظیم ہوں۔ میں نے اپنے نام سے

اس کے نام کو مشتق کیا ہے۔ یہ فاطمہ ہیں۔ میں فاطر السمٰوٰت والارض ہوں۔ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہوں، فیصلہ کے دن اپنے دشمنوں کو اپنی رحمت سے روک دوں گا۔ میں اپنے دوستوں کو ان لوگوں سے دور رکھوں گا ان سے بیزاری کرتے ہیں اور ان پر عیب لگاتے ہیں۔ میں نے اپنے نام سے آپ کے نام کو مشتق کیا ہے۔ یہ حسن ہیں۔ یہ حسین ہیں۔ میں محسن اور نیکی کرنے والا ہوں اور مجھ سے احسان صادر ہوتا ہے۔ میں نے ان دونوں کے نام کو اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ یہ میری مخلوق کے بہترین لوگ ہیں اور میری خلقت کے بزرگ افراد ہیں۔ ان حضرات کی وجہ سے میں لوگوں کو پکڑوں گا۔ اور انہیں کی وجہ سے میں لوگوں کو (ہر چیز) عطا کروں گا۔ انہیں کی وجہ سے لوگوں کو عذاب دوں گا، اور انہیں کی وجہ سے لوگوں کو ثواب دوں گا۔ اے آدم اگر تمہیں کوئی مصیبت لاحق ہو جائے تو انہیں کے ذریعہ میرا وسیلہ تلاش کرنا۔ ان کو اپنی شفاعت کرنے والا بنانا میں نے اپنی ذات پر قسم کھا رکھی ہے کہ جو شخص انہیں کی وجہ سے میرے پاس اُمید لے کر آئے گا۔ میں اس کو کبھی نا امید نہیں لوٹاؤں گا۔ ان کی وجہ سے میں کسی سائل کو خالی واپس نہ کروں گا۔ یہی سبب تھا کہ جب آدم سے ترک اولیٰ صادر ہوا تھا تو انہیں کے ذریعہ سے آدم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی اور اللہ نے آدم کی توبہ قبول کر کے آپ سے درگزر کیا تھا۔

۶۔ مناقب میں حضرت مفضل سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق دریافت کیا و اذا ابتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمات۔ حضرت نے فرمایا یہ وہ کلمات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت آدم نے سیکھے تھے اور اللہ نے حضرت آدم کی توبہ قبول کر لی تھی۔ اور آدم نے عرض کیا تھا اے میرے پالنے والے میں حضرت محمد، علی، فاطمہ، حسن اور حسین کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میری توبہ قبول فرما۔ اللہ نے آدم کی توبہ قبول کر لی تھی۔ اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول کے فرزند! اللہ تعالیٰ نے اپنے قول فاتمھن سے کیا مراد لیا ہے۔ فرمایا آدم نے قائم مہدی (عجل اللہ فرجہٗ) تک بارہ ائمہ کا نام لیا تھا اور ان میں سے نو امام حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے۔

باب ۲۵

من جاء بالحسنۃ فلہٗ خیر منھا کی تفسیر

۱۔ قرآن مجید کی اس آیت کے متعلق من جاء بالحسنۃ فلہٗ خیر منھا وھم من فزع یومئذٍ امنون ومن جاء بالسیئۃِ فکبت وجوھھم فی النار ھل تجزون الا ما کنتم تعملون (جس نے ایک نیکی بجالائی اس کو اس سے بہتر بدلہ ملے گا۔ وہ اس دن (قیامت) کے ڈر سے امن میں ہوں گے اور جو شخص برائی بجالائے گا ان کو منہ کے بل آگ میں گرا دیا جائے گا۔ نہیں وہی بدلہ ملے گا جو کچھ تم عمل کرتے ہو)۔ حافظ ابونعیم، حموینی اور علامہ ثعلبی نے اپنی اپنی سندوں سے ابوعبداللہ جدلی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے علی کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا اے ابوعبداللہ تمہیں ایک نیکی کے متعلق آگاہ کروں گا اگر انسان اس کو بجالائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ اگر ایک برائی کے متعلق آگاہ کروں اگر انسان وہ برائی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل آگ میں ڈال دے گا۔ اور اس برائی کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہ کرے گا، فرمایا نیکی سے مراد ہماری محبت ہے اور برائی سے مراد ہم سے بغض رکھنا مراد ہے۔"

۲۔ مناقب میں عبدالرحمٰن بن کثیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، آپ اپنے باپ سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں اور یہ عبارت اور اضافہ کی ہے۔ فرمایا نیکی سے مراد ولایت کی معرفت اور ہم اہل بیت سے محبت کرنا مراد ہے اور برائی سے ولایت کا انکار اور ہم اہل بیت سے بغض رکھنا مراد ہے۔

۳۔ مناقب میں جابر جعفی سے روایت ہے آپ امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق روایت کرتے من جاء بالحسنۃ نزد لہٗ فیھا حسنًا (جو شخص نیکی بجالائے گا ہم اس کی نیکی میں اضافہ کریں گے) امام نے فرمایا جس شخص نے اوصیاء آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دوستی رکھی اور ان کے آثار کی پیروی کی۔ اسی طرح گذشتہ انبیاء اور مومنین سے اپنی محبت زیادہ کرتا ہے حتیٰ کہ ایسے لوگوں کی محبت حضرت آدم علیہ السلام تک پہنچ جاتی ہے اور اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو شخص نیکی بجالائے گا اس کو اس سے بہتر نیکی ملے گی یہ نیکی جنت کا داخلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے قل ما سالتکم من اجر فھو لکم۔ جس اجر کا تم سے سوال کیا ہے وہ تمہاری بھلائی کی خاطر کیا ہے۔ اجر سے مراد مودت (اہل بیت) ہے تم سے صرف مودت (اہل بیت کا) سوال کیا ہے اور اس میں تمہاری بھلائی ہے۔ تم اس مودت (اہل بیت کے ہوتے ہوئے) ہدایت یافتہ ہو اور اس کی وجہ سے نیک بخت ہو اور اس کی وجہ سے قیامت کے عذاب سے نجات پاؤ گے۔"

۵۔ ابن کثیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق روایت کرتے ہیں من جاء بالحسنة فلہٗ عشر امثالها (جو شخص ایک نیکی بجالائے گا اس کو اس جیسی دس نیکیاں ملیں گی) امام نے فرمایا یہ عام مسلمانوں کے متعلق ہے لیکن وہ نیکی جس کو انسان بجالائے گا۔ اس کو اس نیکی سے اچھی نیکی ملے گی۔ اور وہ لوگ (قیامت کے) خوف سے امن میں ہوں گے۔ فرمایا اس سے مراد ہماری ولایت اور محبت ہے۔"

۶۔ محمد بن زید بن علی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابو عبداللہ جدلی امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا اے ابو عبداللہ یقین جانو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی ایک آیت من جاء بالحسنة سے لیکر کنتم تعملون تک آگاہ کروں اس نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں ضرور آگاہ فرمایئے۔ آپ نے فرمایا حسنہ سے مراد ہم اہل بیت کی محبت ہے اور سیئہ سے ہم اہل بیت سے بغض رکھنا مراد ہے۔"

باب ۲۶

فاما نذهبن بك فانا منهم منتقمون او نرينك الذی وعدهم فانا عليهم مقتدرون

تین آیات کی تفسیر

۱۔ حافظ ابو نعیم اپنی سند میں ذر بن حبیش سے روایت کرتے ہیں۔ آپ حذیفہ بن الیمان سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق کہا انا منهم منتقمون (ہم ان لوگوں سے بدلہ لیں گے) یعنی علی کے ذریعہ بدلہ لیں گے۔

۲۔ ابن مغازلی نے اپنی سند میں امام محمد باقر اور جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے آخری حج کے موقع پر ارشاد فرمایا "میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑاتے رہو۔ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت کو نازل فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا فاستمسك بالذی اوحی الیك انك علی صراط مستقیم وانه (ای علیاً) لعلم للساعة ولقومك ولسوف تسئلون۔ عن حب علی اے محمد اس چیز کو مضبوطی سے پکڑے رہو جس کی تمہاری طرف وحی کی گئی ہے۔ بے شک تم سیدھی راہ پر قائم ہو۔ بیشک وہ یعنی علی قیامت کے لئے علم ہیں اور تمہاری قوم کے لئے بھی اور عنقریب تم سے سوال کیا جائے گا یعنی علی کی محبت کا سوال کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان افمن کان علی بینة من ربه ویتلوه شاهد منه کے متعلق حموینی نے اپنی کتاب فرائد السمطین میں ابن عباس اور زاذان سے روایت کی ہے۔ یہ دونوں

حضرات حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ اپنے رب کی جانب سے دلیل لے کر تشریف لائے تھے اور میں رسول اللہ کا تالی اور گواہ ہوں اور آپ کی جنس سے ہوں۔ حموینی نے اس حدیث کو جابر بن عبداللہ اور بختری سے روایت کیا ہے۔ یہ دونوں حضرت علی سے روایت کرتے ہیں۔ موفق بن احمد نے اپنی سند میں ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ حافظ ابونعیم، علامہ ثعلبی اور مورخ واقدی نے اپنی اپنی سندوں میں ابن عباس اور زادان اور جابر سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔ یہ سب حضرات حضرت علی سے روایت کرتے ہیں۔

۳ - ابن مغازلی نے اپنی سند میں عباد بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہوئے سنا۔ "کتاب خدا کی کوئی ایسی آیت نازل نہیں ہوئی۔ مگر میں جانتا ہوں کہ وہ آیت کب نازل ہوئی اور کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ قریش کے ہر آدمی کے متعلق کوئی نہ کوئی آیت ضرور نازل ہوئی۔ وہ آیت اس کو جنت میں یا دوزخ میں لے جائیگی۔ ایک شخص نے عرض کیا اے امیرالمومنین آپ کے بارے میں کونسی آیت نازل ہوئی۔ فرمایا کیا تم یہ آیت نہیں پڑھتے ہو افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ۔ رسول اللہ اللہ کی طرف سے دلیل لیکر آئے تھے اور میں رسول اللہ کا تالی اور گواہ ہوں میں رسول اللہ کی جنس سے ہوں۔" اس حدیث کا امام زین العابدین، امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام نے ذکر فرمایا ہے۔ امام حسن بن علی علیہم السلام نے اس آیت کا ذکر کرنے کے بعد اس کی تفسیر بیان کی جو حضرت علی علیہ السلام کے خطبہ کے مطابق تھی۔

۴ - آیت انما انت منذر ولکل قوم ھاد (اے محمد تم ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کا ایک ہدایت کرنے والا ہوتا ہے)

ثعلبی نے کشاف میں عطا بن سائب سے وہ سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کی یہ آیت نازل ہوئی انما انت منذر ولکل قوم ھاد تو رسول اللہ نے اپنے ہاتھ اپنے سینہ مبارک پر رکھکر فرمایا۔ ڈرانے والا میں ہوں اور ہادی علی ہیں۔ اے علی تیری وجہ سے ہدایت یافتہ لوگ ہدایت حاصل کریں گے۔"

۵ - ثعلبی نے سدی سے وہ عبد خیر سے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے روایت کرتے ہیں کہ ڈرانے والے نبی کریم صلعم ہیں اور ہدایت کرنے والا بنو ہاشم کا ایک آدمی ہے۔ اس سے حضرت نے اپنی ذات کو مراد لیا تھا۔" اس حدیث کو حموینی نے اپنی سند میں ابوہریرہ سے نقل کیا ہے۔ صاحب المناقب نے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

۶۔ ابوالقاسم حاکم حسکانی نے حکم بن جبیر سے وہ بریدہ اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے طہارت کے لئے پانی طلب فرمایا طہارت کے بعد اپنا ہاتھ اپنے سینہ پر پیوست کر دیا ہے۔ فرمایا کہ ڈرانے والا میں ہوں۔ پھر اپنے دست مبارک کو علیؑ کے سینہ پر رکھ کر فرمایا تم ہر قوم کے ہادی ہو۔ پھر حضرت علی سے فرمایا تم لوگوں کو ندا دینے والے ہو۔ تم ہدایت کا مقصد ہو۔ سفید پیشانیوں والوں کے امیر ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں تم ایسے ہی ہو" اس حدیث کو مالکی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

۷۔ انساب ثلاثہ کے جامع سید علی ہمدانی اپنی کتاب مشارق الاذواق میں تحریر کیا ہے رسول اللہ نے فرمایا۔ ڈرانے والا میں ہوں اور ہدایت کرنے والے تم ہو اور تمہاری وجہ سے ہدایت پانے لوگ ہدایت حاصل کریں گے۔ مناقب میں ابوحمزہ ثمالی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے ایسے ہی سنا ہے جیسے ابوالقاسم حاکم حسکانی نے بیان کیا ہے۔

۸۔ مناقب میں محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے اس آیت کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہر امام اپنے زمانہ میں قوم کا ہادی ہوتا ہے۔

۹۔ مناقب میں عبدالرحمن امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا میں ڈرانے والا ہوں اور ہدایت کرنے والے علی ہیں۔ (امام نے فرمایا) خدا کی قسم ہم میں قیامت تک ایک ایک ہادی رہے گا"

۱۰۔ ابوعبید امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی اور اس میں یہ بات اضافہ فرمائی کہ جب کوئی آیت کسی آدمی پر نازل ہوتی ہے اور وہ آدمی مر جاتا ہے تو آیت بھی مر جاتی ہے اور کتاب بھی مر جاتی ہے۔ لیکن کتاب زندہ ہے اس کا حکم اس شخص کے بارے میں جاری رہے گا۔ جو باقی اور موجود ہے۔ اور اس کا حکم اس شخص کے متعلق بھی جاری رہے گا جو (اس دنیا سے) گزر گیا۔

باب ۲۷

آیت اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقة کی تفسیر

(جب تم کوئی راز کی بات رسول سے کہنا چاہو تو اپنے راز کہنے سے پہلے صدقہ ادا کرو)

۱۔ بحذف اسناد۔ ابوعبداللہ بخاری نے اپنی تاریخ میں اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق کہا ہے اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقة کو اس آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ فان لم تفعلو وتاب اللہ علیکم حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اس آیت پر میرے سوا اور کسی نے عمل نہیں کیا اور میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس اُمت پر اس آیت کے حکم میں اپنے اس قول کے بعد تخفیف کر دی ہے ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجواکم صدقات۔ ابن مغازی نے علی بن علقمہ سے وہ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں نیز ابن مغازلی نے مجاہد سے روایت کی ہے وہ حضرت علی علیہ السلام سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔

نیز مجاہد سے وہ ابو عمر سے دونوں حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے روایت کرتے ہیں۔ موفق بن احمد اور حموینی نے ابن عباس اور مجاہد سے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔ حافظ ابونعیم اس حدیث کو ابوصالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔

۲۔ موفق بن احمد حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں ایک ایسی آیت ہے جس پر مجھ سے پہلے نہ کسی نے عمل کیا اور نہ میرے بعد کوئی اس پر عمل کرے گا اور وہ آیت یہ ہے یا ایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقة۔ پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی

۳۔ مناقب میں کحول علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میرے سوا اس آیت پر کسی نے عمل نہیں کیا۔ یہ آیت نازل ہوئی ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجواکم صدقات فان لم تفعلوا وتاب اللہ علیکم الخ توبہ گناہ کی ہوتی ہے۔

۴۔ کلبی ابوصالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام کے پاس ایک دینار موجود تھا جس کو آپ نے دس درہم کے عوض میں فروخت کر دیا تھا۔ جب رسول سے راز کی بات کہنے کی ضرورت ہوتی تھی تو آپ ایک درہم رسول کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ نے دس مرتبہ ایسا کیا۔ پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی اور اس پر علی کے سوا اور کسی نے عمل نہ کیا۔

باب ۲۸

فلما راوہ زلفۃ سیئت وجوہ الذین کفروا وقیل ھذا الذی کنتم بہ تدعون

ان دو آیات کی تفسیر

۱۔ حاکم اپنی سند میں اعمش سے وہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی کے مخالفین اور آپ سے جنگ کرنے والے اللہ کے نزدیک حضرت علی کی منزلت دیکھیں گے تو ان لوگوں کے چہرے بگڑ جائیں گے جو کافر ہیں۔ یعنی انہوں نے اللہ کی نعمت کا کفر کیا۔ وہ نعمت حضرت علی کی امامت ہے (وقیل ھذا الذی کنتم بہ تدعون) یہ وہ بات ہے جس کا تم دعویٰ کرتے تھے یعنی اس بات کا دعویٰ کرتے تھے کہ علی کی مخالفت کرنا اور آپ سے جنگ کرنا ایسی بات ہے جس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

۲۔ فاذن موذن بینہم یقول الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔ واذان من اللہ ورسولہ کی تفسیر

ابوالقاسم حاکم اپنی سند میں محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ اپنے باپ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اعلان کرنے والا میں ہوں گا۔

۳۔ (بحذف اسناد) ابن عباس حضرت علی سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کتاب خدا میں میرے نام موجود ہیں لیکن لوگ ان کو نہیں جانتے۔ ان میں سے ایک یہ ہے اذن موذن بینھم یقول الا لعنۃ اللہ علی الظالمین (قیامت کے روز) ایک موذن اعلان کرے گا اور کہے گا کہ یقین جانو کہ اللہ کی لعنت ظالموں پر واقع ہے۔ (حضرت نے فرمایا) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے میری ولایت کو جھٹلایا اور میرے حق کو چھپایا۔"

۴۔ مناقب میں جابر جعفی امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امیرالمومنین صلوات اللہ علیہ نے نہروان کی واپسی کے بعد کوفہ میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضرت کو معلوم ہوا کہ معاویہ بن سفیان آپ کو گالیاں دیتا ہے اور آپ کے اصحاب کو قتل کرتا ہے۔ آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس میں یہ بھی ارشاد فرمایا دنیا اور آخرت میں میں ہی موذن ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فاذن موذن بینھم یقول الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔ وہ موذن میں ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واذان من اللہ ورسولہ الی الناس

یوم الحج الاکبر وہ اذان میں ہوں"

۵۔ محمد بن فضیل احمد بن عمر حلالی سے وہ ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مؤذن سے مراد امیرالمومنین صلوات اللہ کی ذات والا صفات ہے (قیامت کے بعد آپ ایسی اذان دیں گے جن کو تمام مخلوق سنے گی۔ اور اس بات پر دلیل اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے و اذان من اللہ و رسولہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ "وہ اذان میں ہوں"؟

باب ۲۹

وعلی الاعراف رجال یعرفون کلاً بسیماھم

(اعراف میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو تمام لوگوں کو ان کی پیشانیوں سے پہچانیں گے)

۱۔ حاکم اپنی سند میں اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ ابن الکواء نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر اس آیت کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا اے الکواء کے بیٹے تم پر افسوس ہے۔ ہم لوگ قیامت کے روز جنت اور جہنم کے درمیان قیامت فرما ہوں گے۔ جس شخص نے ہمیں دوست رکھا ہوگا ہم اس کی پیشانی سے اس کو پہچان لینگے اور ہم اسکو جنت میں داخل کرینگے اور جس نے ہم سے بغض رکھا ہوگا اسکو بھی اسکی پیشانی سے پہچان لینگے۔

۲۔ علامہ ثعلبی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اعراف پل صراط سے ایک بلند جگہ کا نام ہے جس پر عباس، حمزہ اور جعفر قیام فرما ہوں گے۔ اپنے دوستوں کو ان کے چہروں کی سفیدی سے پہچان لیں گے۔ اور جس شخص نے ان سے بغض رکھا ہوگا۔ ان کو ان کے چہرے کی سیاہی سے پہچانیں گے"۔

۳۔ مناقب میں زاذان سلمان فارسیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو حضرت علی سے دس مرتبہ سے زیادہ فرماتے ہوئے سنا۔" اے علی تم اور وہ اوصیاء جو تمہارے فرزند ہوں گے جنت اور دوزخ کے درمیان بطور اعراف کے ہیں۔ جنت میں وہ شخص داخل ہوگا جو تم کو جانتا ہوگا: اور آپ حضرات اس کو جانتے ہوں گے۔ دوزخ میں وہ داخل ہوگا جس نے تم کو نہ پہچانا ہوگا۔ اور تم اس کو نہ پہچانتے ہوگے!

۴۔ مناقب میں معروف کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابن الکواء امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضرت سے اس آیت کے متعلق سوال کیا۔ حضرت نے فرمایا ہم لوگ اعراف ہیں۔ ہم اپنے ہم اپنے مددگاروں کو ان کی پیشانیوں سے پہچانیں گے۔ ہم لوگ وہ اعراف ہیں کہ ہماری معرفت کی وجہ سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ ہم لوگ وہ اعراف ہیں کہ ہماری معرفت کی وجہ سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

ہم لوگ وہ اعراف ہیں کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ ہمیں پل صراط پر ٹھہرائے گا۔ جنت میں وہ شخص داخل ہوگا۔ جو ہماری معرفت رکھتا ہوگا۔ اور ہم اس کو جانتے ہوں گے۔ اور دوزخ میں وہ شخص داخل ہوگا جس نے ہمارا انکار کیا ہوگا اور ہم اس کا انکار کریں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو لوگوں کو اپنی شناخت خود بخود کرا دیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے (اپنی شناخت کے لئے) دروازے، راستے، طریق اور وجہ مقرر کی ہے۔ اس وجہ کے ذریعہ انسان اللہ کی بارگاہ میں پہنچ سکتا ہے۔ جو شخص ہماری ولایت کا انکار کرے گا اور ہم پر کسی اور کو فضیلت دے گا۔ ایسے لوگ سیدھی راہ سے پھرے ہوئے ہوں گے۔ وہ شخص جس نے لوگوں کو سیدھے راستہ پر قائم کیا ہوگا اس شخص کے برابر نہیں ہوگا۔ جب کہ اس کے (پیرو) لوگ دوسرے گندے چشموں کی طرف ایک دوسرے میں گرے ہوئے چلے گئے ہوں گے۔ جو شخص ہماری طرف آیا وہ صاف اور ستھرے چشموں کی طرف آیا۔ ایسے چشمے اپنے رب کے حکم سے جاری ہیں۔ یہ چشمے کبھی ختم اور خالی نہ ہوں گے۔

باب ۲۰

قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب کی تفسیر

۱۔ ثعلبی اور ابن مغازی نے اپنی اپنی سندوں میں عبداللہ بن عطا سے روایت کیا ہے کہ میں امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں مسجد میں موجود تھا۔ میں نے عبداللہ بن سلام کے فرزند کو دیکھا اور کہا کہ یہ اس شخص کا فرزند ہے جس کے پاس کل کتاب کا علم ہے۔ امام نے فرمایا (یہ نہیں ہے بلکہ) اس سے علی بن ابی طالب کی ذات مقصود ہے۔

۲۔ ثعلبی اور ابونعیم نے اپنی اپنی سندوں میں نادان سے روایت کی ہے۔ آپ محمد بن حنفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس شخص کے پاس کل کتاب کا علم ہے وہ علی بن ابی طالب ہیں۔

۳۔ فضیل بن یسار امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت من عندہٗ علم الکتاب حضرت علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ آپ ہی اس امت کے عالم ہیں۔

۴۔ ایک دوسری روایت میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ (اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے) ہمیں مراد لیا ہے۔ علیؑ رسول اللہ کے بعد ہم سے افضل، اولیٰ اور ہم سے بہتر ہیں۔

۵۔ عمر بن اذینہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ امیرالمومنین صلوات اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ خبردار! وہ تمام علم جس کو حضرت آدم آسمان سے زمین پر لائے تھے اور وہ تمام فضیلتیں جو خاتم النبیین تک انبیاء میں موجود تھیں یہ تمام چیزیں خاتم النبیین کی اولاد میں موجود ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام

نے فرمایا خدا کی قسم تمام کتاب کا علم ہمارے پاس موجود ہے۔ سلیمان بن داؤد نبی علیہم السلام کے وزیر آصف بن برخیا کے پاس اسم اعظم کے ایک حرف اور بعض کتاب کا علم تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وعندہ علم من الکتاب۔ یعنی (آصف بن برخیا کے پاس الکتاب کے کچھ حصہ کا علم تھا) آصف بن برخیا نے حضرت سلیمان سے کہا تھا: میں تمہیں بلقیس کا تخت آنکھ جھپکنے سے پہلے لاکر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا وکتبنالہ فی الالواح من کل شئی موعظۃ۔ ہم نے موسیٰ کے لئے تختیوں میں بعض چیزیں اور نصیحت لکھ دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو من کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ لفظ من بعض کے معانی میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا ولابین لکم بعض الذی تختلفون فیہ (جن باتوں میں تم اختلاف کرتے تھے وہ تمہارے لئے بعض بیان کی گئی ہیں۔ اور یہاں بھی کلمہ بعض کا استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے علی کے حق میں فرمایا ہے ومن عندہ علم الکتاب (جس کے پاس کل کتاب کا علم ہے اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ (کتاب میں ہر خشک و تر کا بیان موجود ہے۔ اس کتاب کا علم علی کے پاس موجود ہے۔"

۶۔ عطیہ عوفی ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے اس آیت ومن عندہ علم من الکتاب کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد میرے بھائی سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے وزیر ہیں۔ میں نے حضرت سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق سوال کیا قل کفیٰ باللہ شہیدًا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب۔ رسول اللہ نے فرمایا یہ آیت میرے بھائی علی بن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

۷۔ صاحب المناقب مندرجہ ذیل واسطوں سے اپنی کتاب میں روایت کرتے ہیں۔
(ا) محمد بن مسلم۔ ابوحمزہ ثمالی اور جابر بن یزید امام محمد باقر علیہ السلام سے۔
(ب) علی بن فضال، فضیل بن یسار اور ابوبصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے
(ج) احمد بن محمد حلبی اور محمد فضیل امام رضا علیہ السلام سے۔
(د) موسیٰ بن جعفر اور زید بن علی علیہم السلام (ک) محمد بن حنیفہ (ی) سلمان فارسی
(۲) ابوسعید خدری (ی) اسمٰعیل سدی۔ ان سب حضرات کا متفق علیہ بیان ہے کہ آیت قل کفیٰ باللہ شہیدًا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب (اے محمد ان سے کہدو کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور وہ شخص جس کے پاس کل کتاب کا علم ہے بطور گواہ کافی ہیں۔ علی بن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔

۸۔ مناقب میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے

اور حضرت سلیمان بن داؤد پرندوں کی بولی سمجھا کرتے تھے۔ کیا آپ کو یہ مرتبہ حاصل ہے۔ حضرت نے فرمایا سلیمان بن داؤد علیہما السلام ہدہد کے غائب ہو جانے پر اس پر ناراض ہو گیا تھا۔ ہدہد پانی کے متعلق جانتا تھا اور پانی کے متعلق راہنمائی کرتا تھا۔ سلیمان کو علم نہیں تھا کہ پانی ہوا کے نیچے موجود ہے۔ حالانکہ حضرت سلیمان کی اطاعت میں ہوا، چیونٹیاں، انس، جن، شیاطین اور مردد موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے ولوان قرانا سیرت به الجبال او قطعت به الارض او کلم به الموتی۔ اگر اس قرآن کے ذریعہ پہاڑ اپنی جگہ سے چلائے جائیں اور اس کے ذریعہ شہروں کا فاصلہ طے کر لیا جائے اور مردے زندہ کر دیئے جائیں (تو تمام کام اللہ ہی کے لئے ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آسمان اور زمین کی ہر غائب چیز کا ذکر کتاب مبین میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں سے چن لیا تھا۔" ہم اس قرآن کے وارث ہیں جس کے ذریعہ پہاڑ چلائے جا سکتے ہیں۔ شہروں کا فاصلہ قطع کیا جا سکتا ہے اور مردوں کو زندہ کیا جا سکتا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ پانی کہاں ہے اور ہم اس کتاب کے وارث ہیں۔ جس میں ہر چیز کا کھلا ہوا بیان موجود ہے:

۹۔ سعید بن جبیر سے سوال کیا گیا کہ من عندہٗ علم الکتاب سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں۔ آپ نے کہا نہیں اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ سورہ مکی ہے اور عبداللہ بن سلام ہجرت کے بعد مدینہ میں اسلام لائے تھے۔

۱۰۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ من عندہٗ علم الکتاب سے مراد حضرت علی ہیں۔ حضرت علی تفسیر، تشریح ناسخ اور منسوخ کے عالم ہیں۔

۱۱۔ محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیرالمومنین صلوات اللہ علیہ کے پاس کتاب اول اور سفر کا علم تھا۔

۱۲۔ سلیم بن قیس ہلالی اپنی کتاب میں قیس بن سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ من عندہٗ علم الکتاب سے مراد علی ہیں۔ معاویہ بن ابی سفیان نے کہا تھا کہ من عندہ علم الکتاب سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں۔ سعد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی انما انت منذر و لکل قوم هاد اور نیز یہ آیت نازل فرمائی افمن کان علی بینة من ربه و یتلوه شاهد منه۔ پہلی آیت میں ہادی اور دوسری آیت میں شاہد سے مراد حضرت علی ہیں۔ رسول اللہ نے غدیر کے روز علی علیہ السلام کو کھڑا کر کے فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں اور علی کو فرمایا تھا تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا (سعد سے یہ حدیث سن کر) معاویہ ایسا خاموش ہوا کہ جواب دینے کی سکت نہ رہی۔"

۶۴ بعض محققین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء، اشرف الرسل اور اکرم الخلق کو اپنے احسان، مہربانی اور فضل عظیم کے ساتھ بھیجا۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے علم اور لطف میں پہلے طے ہو چکی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے قول لتؤمنن بہ ولتنصرنہٗ محمد پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنے کا انبیا اور اپنے بندوں سے عہد اور میثاق لیا جب اللہ تعالیٰ نے اہل عرب، قریش اور خاص طور پر بنو ہاشم پر اپنی اس آیت کے مطابق و انذر عشیرتک الاقربین ورھطک المخلصین سعادت کبریٰ اور ہدایت عظمیٰ کے دروازے کھول دیئے تو رسول اللہ کے انتقال کے بعد عقل اس بات پر تقاضا کرتی ہے کہ ایک ایسا آدمی ہونا چاہیئے جو کتاب خدا کے تمام اسرار و رموز کا واقف ہو اور ایسا آدمی بنو ہاشم میں ہونا چاہیئے۔ جو تمام قریش سے رسول اللہ کے نزدیک زیادہ قریب ہو۔ جس کا اسلام سب سے پہلے ہو جو اسرارِ رسالت اور وحی کے رموز سے بخوبی واقف ہو۔ بے نظیر پیروی کی حیثیت سے تمام اوقات رسول اللہ کی خدمت میں حاضر رہا ہو اور رسول اللہ کے تمام اعمال و اقوال کو بنظر غائر جانتا ہو۔ عالم طفولیت میں تمام مراسم جاہلیت سے پاک و پاکیزہ ہو۔ رسول اللہ کے اخلاق اور آداب سے تربیت یافتہ ہو اور اولاد رشید کی مانند ہو۔ یہ تمام شرائط علی کے سوا اور کسی ذات میں نہیں پائے جاتے عبداللہ بن سلام کا تقدم ہی کیا وہ تو ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے۔ اس کو تو ہجرت سے پہلے سورتوں کے نزول کے سبب کا پتہ تک نہیں تھا۔ جب اس کی یہ حالت ہو تو اسلام لانے کے بعد سورتوں کی تفسیر کیسے بیان کرے گا۔ حضرت سلمان فارسی نے اپنی لمبی زندگی ۲۵۰ سال انجیل، تورات، زبور، کتب سابق انبیاء اور قرآن مجید کے اسرار و رموز سمجھنے میں صرف کر دی۔ لیکن مذکورہ بالا شرائط کے نہ ہونے کی وجہ سے آپ کے پاس کل کتاب کا علم نہیں تھا۔ ابن سلام جس نے انجیل تک کو نہیں پڑھا اس کے پاس کل کتاب کا علم کیسے ہو سکتا ہے اور ساتھ ہی اس میں مذکورہ بالا شرائط کا بھی فقدان ہے۔ حضرت علی جو دین کے یعسوب ہیں ان سے اسرار و رموز اور حقائق کا صدور ہوا ہے۔ عبداللہ بن سلام سے تو ایسی کوئی بات بھی صادر نہیں ہوئی۔ مثلاً حضرت علی نے فرمایا سلونی قبل ان تفقدونی فان بین جنبی علوماً کالبحار الزواخر مجھ سے جو چاہو پوچھ لو پہلے اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔ میرے دونوں پہلوؤں میں علوم کے بحر ذخائر موجزن ہیں۔ اسی طرح آپ کی اولاد ائمہ ہدیٰ علیہم السلام سے معارف، کتاب اللہ کی تفسیر اور اسرار کا صدور ہوا ۔

باب ۳۱

"وانذر عشیرتک الاقربین" کی تفسیر

۱۔ جمع الفوائد میں حضرت علی سے روایت ہے کہ جب آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ نے بنو عبدالمطلب کے تمام گروہ کو ایک جگہ جمع فرمایا۔ ان کے لئے ایک ایک کھانا تیار کیا گیا۔ ان لوگوں نے پیٹ بھر کھانا کھایا اور کھانا پھر ویسے کا ویسا بچ گیا۔ پھر آپ نے شراب کو طلب کیا۔ انہوں نے سیر ہو کر شراب پی اور پھر شراب ویسی کی ویسی باقی تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا اے اولاد عبدالمطلب! میں تمہاری طرف خاص طور اور عام لوگوں کی طرف عام بھیجا گیا ہوں اور اس آیت میں جو کچھ تم لوگوں نے دیکھنا تھا دیکھ لیا ہے۔ تم میں سے کون ایسا شخص ہے جو میری بیعت کرے اور میرا بھائی ہو اور جنت میں میرا ساتھی ہو۔ میرے سوا کوئی شخص کھڑا نہ ہوا۔ اور تمام لوگوں سے سن کے لحاظ سے میں چھوٹا تھا۔ رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ (آپ نے اسی طرح تین مرتبہ فرمایا) جب میں آپ کی خدمت میں کھڑا ہو جاتا تھا تو ہر مرتبہ آپ یہی فرماتے تھے بیٹھ جاؤ۔ جب تیسری مرتبہ یہی واقعہ ہوا۔ آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا وہ علی میرے بھائی اور جنت میں میرے ساتھی ہیں۔

۲۔ امام احمد اپنی مسند میں عباد بن عبداللہ اسدی سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو رسول اللہ نے اپنے اہل بیت کے افراد کو جمع کیا۔ تیس آدمی جمع ہوئے۔ کھایا پیا۔ تین دن ایسا ہوا۔ رسول اللہ نے فرمایا "جو شخص میرے قرض اور وعدوں کی میری طرف سے (آج) ضمانت دے گا وہ (کل قیامت کے روز) میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اور میرے اہل میں میرا خلیفہ ہوگا۔ حضرت علی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں حاضر ہوں"۔ ثعلبی نے اس حدیث کو اس آیت کی تفسیر کے بارے میں ذکر کیا ہے۔

۳۔ الشفاء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے اولاد مطلب کے ہی تیس آدمیوں کو ایک جگہ جمع فرمایا۔ آپ نے ان کے لئے ایک ایک مد کھانے کا تیار کرایا۔ یہ لوگ کھا کر سیر ہو گئے۔ اور کھانا ویسے کا ویسا بچ گیا تھا۔ پھر آپ نے (شراب کا) پیالہ طلب فرمایا۔ اس کو پی کر سیراب ہو گئے۔ اور یہ ویسے کا ویسا بچ گیا۔

۴۔ صحیح مسلم میں سعید بن جبیر عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت وانذر عشیرتک الاقربین و رھطک المخلصین نازل ہوئی تھی۔

۵ - عیون الاخبار میں ریان بن الصلت ہروی امام علی رضا علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت وانذر عشیرتک الاقربین ورھطک المخلصین کے بارے میں روایت کرتے ہیں ۔ امام نے فرمایا یہ آیت ابی بن کعب کی قرأت کے مطابق ہے اور عبداللہ بن مسعود کے قرآن میں یہ آیت اسی طرح موجود تھی ۔ اہل بیت کے لئے اس میں بہت بڑی فضیلت ہے ۔ اور یہ بہت بڑی منزلت ہے ۔"

باب ۳۲

قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ کی تفسیر

۱ - (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ جس وقت آیت قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا ۔ اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں جن سے محبت کرنا ہم پر واجب قرار دیا گیا ہے ۔ فرمایا وہ علی ، فاطمہ ، حسن اور حسین ہیں ۔

۲ - بخاری اور مسلم میں ہے کہ ابن عباس سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا ۔ آپ نے کہا کہ سعید بن جبیر نے کہا یہ آیت آل محمد کے رشتہ داروں کے حق میں نازل ہوئی ہے ۔

۳ - (بحذف اسناد) زاذان علی کرم اللہ وجہ سے روایت کرتے ہیں کہ آل حم اور عسق ہماری مودت کی آیت ہیں ۔ ان کو ہر مومن یاد رکھتا ہے ۔ پھر حضرت نے یہ آیت پڑھی ۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ

۴ - ملا نے سیرت میں اور محب طبری نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرا اجر تم پر یہ مقرر کیا ہے کہ تم (میرے) قربیٰ سے محبت کرو اور میں کل (روز قیامت) اس مودت کے بارے میں تم سے سوال کروں گا ۔"

۵ - امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے ۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق قل ما سألتکم من اجر فھو لکم (جس اجر کا میں نے تم سے سوال کیا وہ تمہارے لئے ہے) امام نے فرمایا اجر سے مراد قربیٰ (آل محمد) سے محبت کرنا ہے ۔" میں اس کے علاوہ اور کسی چیز کا تم سے سوال نہیں کروں گا ۔ اور یہ اجر تمہارے فائدے کے لئے ہے ۔ اسی کی بدولت تم ہدایت پاؤ گے ۔ قیامت کے روز اس کے ذریعہ اللہ کے عذاب سے نجات حاصل کرو گے ۔ مودت مشتق ہے ود سے اور ود مضبوط محبت کو کہتے ہیں جو ہمیشہ قائم اور ثابت رہے ۔"

۶۔ (بحذف اسناد) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت کے روز بندے کے قدم اس وقت تک نہیں اٹھیں گے جب تک اس سے اس بات کے متعلق نہ دریافت کر لیا جائے گا کہ اس نے عمر کس کام میں فنا کی۔ مال کہاں سے پیدا کیا۔ اور کہاں خرچ کیا۔ اور ہم اہل بیت کی محبت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔"

۷۔ قربیٰ (آل محمد) کی محبت کا وجوب اور ان کا پاک ہونا ان دونوں باتوں کو امام حسین بن علی علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں ذکر کیا ہے جو اس کتاب کے مقدمہ میں بیان ہو چکا ہے۔ اس آیت کا اور اس کے علاوہ آیات کا ذکر باب پنجم میں امام علی رضا علیہ السلام کے کلام میں کیا گیا ہے۔

باب ۳۲

آیت تطہیر اور حدیث ثقلین کی تفسیر

۱۔ صحیح مسلم میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم دوسری صبح کو باہر تشریف لے گئے۔ آپ سیاہ بالوں کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت امام حسن تشریف لائے۔ آپ نے اس کو امام حسین تشریف لائے اس کو، جناب فاطمہ تشریف لائیں آپ کو، پھر حضرت علی تشریف لائے آپ کو، چادر کے اندر داخل فرما کر فرمایا۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔

۲۔ (بحذف اسناد) عمر بن ابی سلمہ ربیب رسول اللہ صلعم سے روایت ہے کہ آیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا جناب ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی تھی۔ رسول اللہ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو طلب فرمایا اور ان حضرات پر چادر کو اڑھا دیا۔ علی رسول کے پیچھے تھے اور رسول نے سب پر چادر اوڑھ دی۔ پھر فرمایا اے میرے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں اور ان سے ناپاک چیز کو دور رکھ اور ان کو پاک و پاکیزہ بنا۔ جناب ام سلمہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی میں ان حضرات کے ساتھ شامل ہو جاؤں۔ رسول اللہ نے فرمایا تم اپنی جگہ پر ٹھہری رہو اور تم بھلائی پر قائم رہو۔"

۳۔ جناب ام سلمہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسنؑ، امام حسینؑ، حضرت علی اور جناب فاطمہ پر چادر کو ڈال کر فرمایا، اے میرے اللہ! یہ لوگ میرے اہل بیت اور میرے خاص افراد ہیں۔ ان سے ناپاک چیز کو دور رکھ اور ان کو کما حقہ پاک و پاکیزہ بنا۔ ام سلمہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول!

میں ان حضرات کے ساتھ شامل ہو جاؤں۔ رسول اللہ نے فرمایا تم اپنی جگہ پہ ٹھہری رہو اور تیری بازگشت بھلائی پہ ہے۔

(بحوالہ ترمذی بعد ذکر مناقب الاصحاب۔ شرح الکبریت الاحمر، بیہقی اور حاکم بروایت ام سلمہ)

۴۔ طبرانی نے ابن جریر اور ابن منذر کے حوالے سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا میرے گھر میں نازل ہوئی تھی۔ جناب فاطمہ ایک پتھر کی ہنڈیا لائیں جس میں ترید موجود تھی۔ رسول اللہ نے جناب سیدہ سے فرمایا کہ اپنے شوہر علی حسن اور حسین کو میرے پاس بلاؤ۔ جناب نے ان حضرات کو بلایا۔ جب یہ لوگ کھانا تناول فرما رہے تھے تو اس دوران میں یہ آیت نازل ہوئی۔

رسول اللہ نے ان حضرات کو خیبری چادر میں ڈھانپ دیا۔ یہ چادر رسول اللہ خود اوڑھے ہوئے تھے۔ فرمایا اے میرے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص افراد ہیں۔ ان سے ناپاک چیز کو دور رکھ اور انہیں پاک و پاکیزہ بنا۔" رسول اللہ نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا۔"

۵۔ ابجدث اسناد واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم جناب فاطمہؑ کے گھر میں تشریف لائے۔ آپ نے علی اور فاطمہ کو قریب بلا کر ان دونوں کو اپنے سامنے بٹھا دیا۔ اور حسن اور حسین کو اپنے زانو مبارک پر بٹھایا اور ان حضرات پر اپنا کپڑا اوڑھا دیا اور میں ان حضرات کی پشت کی جانب کھڑا ہوا تھا۔ رسول اللہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اور فرمایا اے میرے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے ناپاک چیز کو دور رکھ اور ان کو کما حقہ پاک و پاکیزہ کر۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ میں بھی آپ کے اہل سے ہوں۔ فرمایا تم میرے اہل سے ہو۔ واثلہ کا بیان ہے کہ میں جو امید کرتا تھا آپ نے وہی امید دلائی۔"

۶۔ ابن سعد حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ ہم وہ اہل بیت ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔

۷۔ امام احمد بن حنبل اور ابن ابی شیبہ نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ جناب فاطمہؑ کے دروازے سے صبح کی نماز کے لئے گزرتے تھے تو فرمایا کرتے تھے۔ "اے اہل بیت اللہ تم پر رحمت نازل کرے۔ نماز کا وقت آ گیا ہے۔" آپ تین مرتبہ ایسا فرمایا کرتے تھے اور چھ ماہ حضرت کا یہی معمول رہا۔"

(بحوالہ شرح الکبریت الاحمر، حدیث الکساء، حدیث الصلوٰۃ یا اہل بیت امام رضا علیہ السلام کے کلام میں باب پنجم میں پہلے ذکر ہو چکی ہے۔

۸۔ (بحذف اسناد) ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ یہ آیت پانچ آدمیوں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔ رسول اللہ صلعم، حضرت علیؑ، جناب فاطمہ، امام حسن اور امام حسین"۔

۹۔ ایک روایت میں ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے میرے اللہ! یہ آل محمد ہیں۔ اپنی رحمت اور برکت آل محمد پہ نازل فرما۔ جس طرح تو نے اپنی رحمت اور برکت ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل فرمائی۔ بے شک تو تعریف والا اور بزرگ ہے"۔

۱۰۔ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے میرے اللہ! یہ حضرات مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ اپنی رحمت، برکت، مہربانی، بخشش اور رضامندی مجھ پہ اور ان پہ نازل فرما"۔

۱۱۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اے میرے اللہ! یہ میرے اہل بیت حق ہیں۔ ان سے نجس چیز کو دور رکھ اور انہیں کما حقہ، پاک و پاکیزہ بنا۔ رسول اللہؐ نے ایسا تین مرتبہ فرمایا۔ اسی روایت کے آخر میں ان حضرات سے فرمایا "میری اس سے جنگ ہے جس نے تم سے جنگ کی اور میری اس سے صلح ہے جس نے تم سے صلح کی۔

۱۲۔ ایک دوسری روایت زینب سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ نے آسمان کی جانب سے نزول رحمت خداوندی کو ملاحظہ فرمایا تو کہا مجھے کون علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو بلا کر لا دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ میں بلا کر لاتی ہوں۔ میں ان حضرات کو بلا کر لائی۔ رسول اللہ نے ان کو اپنی چادر کے اندر داخل کر لیا۔ اور جبرائیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے اور ان ذوات مقدسہ کے ساتھ وہ بھی چادر کے اندر چلے گئے۔"

۱۳۔ ایک اور روایت میں حافظ جمال الدین زرندی، حافظ ابن مردویہ سے روایت کرتے ہیں اور آپ جناب ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل جیسا کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے ان حضرات کے ساتھ چادر کے اندر تھے (شعر امام حسین السلام) سے

نحن جبرائیل غدا سادسنا — ولنا الکعبہ ثم الحرمین

جبرائیل ہمارا چھٹا تھا۔ کعبہ بھی ہمارا ہے اور حرمین کے بھی ہم مالک ہیں"۔

۱۴۔ محب طبری نے کہا کہ یہ حقیقت رسول اللہ سے کئی بار صادر ہو چکی ہے۔ ایک مرتبہ جناب ام سلمہ کے گھر میں۔ دوسری مرتبہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر میں۔

شریف سمہودی کا بیان ہے کہ انما کا کلمہ حصر کے لئے آتا ہے اور یہ اس بات پر دلالت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ارادہ صرف ان کی ذات کی طہارت کے ساتھ منحصر ہے۔ طہارت کے لفظ کی تاکید

معقول مطلق کے ساتھ کی ہے ۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان حضرات کی طہارت، طہارت کاملہ اور اعلیٰ مراتب کی طہارت ہے "۔ کتاب الشفاء میں حدیث کساء عمر بن ابی سلمہ سے روایت کی گئی ہے ۔

باب ۳۴

والذین آمنوا واتبعتہم ذریاتہم بایمان الحقنا بھم ذریاتہم کی تفسیر

۱۔ جمع الفوائد میں عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب آدمی جنت میں داخل ہوگا تو وہ اپنے والدین، بیوی اور اپنی اولاد کے متعلق دریافت کرے گا کہ وہ کہاں ہیں ؟ ــــ کہا جائے گا کہ ان کا درجہ اور عمل تمہارے درجے اور عمل کے مقام پر نہیں پہنچا ۔ وہ شخص کہے گا اے میرے رب میں نے اپنی خاطر اور ان کی خاطر اعمال بجالائے تھے ۔ حکم دیا جائے گا کہ اس شخص کو ان کے ساتھ ملا دو ۔ (بحوالہ کبیر و صغیر)

۲۔ السجذف سند ابن عباس سے روایت ہے کہ مومن کی اولاد کا درجہ جنت میں اس شخص کے درجہ کے ساتھ بلند کر دیا جائے گا ۔ اگرچہ اس کی اولاد نے اس سے کم اعمال بجالائے ہوں گے ۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ۔ والذین امنوا واتبعتہم ذریاتہم بایمان الحقنا بھم ذریاتہم وما التناھم من عملھم ۔ اللہ تعالیٰ کہے گا ہم نے ان کے اعمال کو کم نہیں کیا ۔ حاکم کا بیان ہے کہ جب مطلق مومنین کی اولاد کا یہ معاملہ ہے تو اولاد رسول زیادہ اولیٰ اور زیادہ حقدار ہے کہ وہ رسول اللہ کے ساتھ جنت میں ملا دی جائے ۔

باب ۳۵

وممن خلقنا امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون کی تفسیر

۱۔ موفق بن احمد خوارزمی نے زادان سے روایت کی ہے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ۔ بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے ۔ صرف ایک فرقہ بہشت میں داخل ہوگا اور یہ جنت میں جانے والے وہ لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وممن خلقنا امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون ۔ ان لوگوں میں خود میں ہوں اور میرے دوست ہیں اور میرے پیرو ہیں ۔"

۲۔ (محذوف اسناد) علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی میری اُمت میں تیری مثال عیسیٰ بن مریم کی مانند ہے۔ حضرت عیسیٰ کی اُمت کے تین فرقے ہو گئے تھے۔ ایک فرقہ مومنین کا تھا جو آپ کے حواری تھے۔ اور دوسرا فرقہ آپ سے دشمنی رکھتا تھا اور تیسرا فرقہ وہ تھا جو آپ کے حق میں غلو کرتا تھا۔ جو اللہ کے دین سے نکل گئے تھے وہ نصاریٰ ہیں (اے علی) تیرے بارے میں میری اُمت کے تین فرقے ہو جائیں گے۔ ایک فرقہ تیری پیروی کرے گا اور تمہیں دوست رکھے گا۔ اور یہ لوگ مومن ہیں اور ایک فرقہ تم سے دشمنی رکھے گا۔ یہ ناکثین (جمل والے) مارقین (صفین والے) اور فاسق لوگ ہیں۔ تیسرا فرقہ تیرے بارے میں غلو کرے گا (یہ لوگ نصیری ہیں جو حضرت علی کو خدا مانتے ہیں) یہ لوگ گمراہ ہیں۔ اے علی تیرے پیرو جنت میں داخل ہوں گے۔ تمہارا دشمن اور تمہارے بارے میں غلو سے کام لینے والے جہنم میں داخل ہوں گے۔

۳۔ مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے مجھے فرمایا (اے علی) تیری مثال عیسیٰ جیسی ہے۔ یہودیوں نے عیسیٰ سے بغض رکھا حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ کی ماں پر بہتان باندھا۔ اور نصاریٰ نے آپ کو دوست رکھا حتیٰ کہ آپ کو اس رتبہ سے گرا دیا جو (اللہ کی طرف سے) اپنی ذات کے لئے مقرر تھا۔ حضرت علی نے فرمایا میرے بارے میں دو آدمی ہلاک ہو جائیں گے۔ دوست دار جو مجھے اس حد سے زیادہ بڑھائے گا جو مجھ میں موجود نہیں ہو گی (دوسرا میرے ساتھ) بغض رکھنے والا جس کی سرشت میں میری دشمنی ہو گی!

۴۔ نہج البلاغہ میں امیر المومنین علیؑ نے فرمایا: میرے بارے میں دو آدمی ہلاک ہو جائیں گے: غلو کرنے والا محب اور بغض رکھنے والا دشمن!

باب ۳۶

وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحا ثم اھتدیٰ کی تفسیر

۱۔ (محذوف اسناد) حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس آیت میں ایک ایسی آیت ہے جو ہماری ولایت کی طرف ہدایت کرتی ہے۔ حاکم نے اس روایت کو تین طریقوں سے بیان کیا ہے۔ پہلا طریقہ داؤد بن کثیر روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا "میں آپ پر قربان ہو جاؤں اس آیت میں کونسی ہدایت حاصل کرنا ہے۔ فرمایا ہماری ولایت کی طرف ہدایت حاصل کرنا ہے۔ ہم میں سے ایک امام کے بعد دوسرے امام کی معرفت حاصل کرنا ہے۔

دوسرا طریقہ :۔ ثابت بنانی انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس آیت میں اہل بیت نبی صلعم کی ولایت کی طرف ہدایت حاصل کرنا ہے۔

تیسرا طریقہ :۔ امام محمد باقر سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

۲۔ صاحب المناقب (امام احمد بن حنبل) نے اس حدیث کو چار طریقوں سے بیان کیا ہے :۔

پہلا طریقہ :۔ ابو سعید ہمدانی وہ امام محمد باقرؑ آپ اپنے باپ سے۔ آپ کا باپ آپ کے دادا حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر کسی آدمی نے توبہ کر لی۔ ایمان لایا اور نیک عمل بجا لایا اور ہماری ولایت محبت اور فضیلت کی معرفت حاصل نہ کی تو ان باتوں میں سے کوئی بات اُس کو فائدہ نہ دے گی۔

دوسرا طریقہ :۔ محمد بن لغیض بن مختار اپنے باپ سے وہ امام محمد باقر سے وہ اپنے باپ سے وہ آپ کے دادا حضرت علی رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ! تمہیں اس لئے پیدا کیا گیا ہے تاکہ تو اللہ کی عبادت کرے اور تیرے ذریعہ دین کے مقام کو شرف حاصل ہو۔ اور تیرے ذریعہ مٹا ہوا راستہ اصلاح پذیر ہو۔ تیرے بارے میں جو گمراہ ہوا سو وہ گمراہ ہو گیا۔ جس نے تیری ولایت کی طرف ہدایت حاصل نہ کی وہ ہرگز اللہ کی طرف ہدایت نہیں پا سکتا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔ وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحا ثم اھتدیٰ یعنی تیری ولایت کی طرف ہدایت حاصل کی۔

تیسرا طریقہ :۔ حارث بن یحییٰ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے حارث کیا تم نہیں دیکھتے ؟ کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے شرط عائد کر دی ہے کہ انسان کو اس وقت تک توبہ کوئی فائدہ نہ دے گی اور نہ ایمان لانا اور نہ عمل صالح بجا لانا کوئی فائدہ دے گا۔ جب تک ہماری ولایت کی طرف ہدایت نہ حاصل کرے گا۔"

چوتھا طریقہ :۔ عیسیٰ بن داؤد نجار امام موسیٰ کاظم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ اپنے باپ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس آیت میں ہماری ولایت کی طرف ہدایت حاصل کرنا مقصود ہے۔"

باب ۳۷

ومن یسلم وجهه الی اللہ وھو محسن فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لہا کی تفسیر

۱۔ مناقب میں سفیان بن عینیہ امام زہری سے روایت کرتے ہیں۔ آپ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا یہ آیت حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ آپ پہلے شخص ہیں جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص کا اظہار کیا۔ آپ کی (اس آیت میں) مدح کی گئی ہے۔ یعنی آپ وہ فرمانبردار مومن ہیں جس نے مضبوط رسی کو مضبوطی سے پکڑا۔ اس قول کا یہی مطلب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی ذات عبادت کے لائق نہیں۔ خدا کی قسم علی بن ابی طالب اسی بات پر قتل کیے گئے تھے۔"

۲۔ (بحذف اسناد) امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ مضبوط رسی سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا مقصود ہے! نیز ہارون بن سعید نے زید بن علی بن حسین علیہ السلام سے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ کی تفسیر

۱۔ مناقب میں امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے روایت ہے کہ صراط مستقیم سے مراد امام ہے۔ ولا تتبع السبل اور راستوں کی پیروی نہ کرو۔ غیر امام کی پیروی نہ کرو۔ وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے متفرق کر دے گا اور ہم لوگ (آئمہ علیہم السلام) اللہ تعالیٰ کا راستہ ہیں۔"

یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان کی تفسیر

۱۔ المناقب میں مسعدہ بن صدقہ امام جعفر صادق سے آپ اپنے باپ سے آپ کا باپ آپ کے دادا حسینؑ سے آپ امیر المومنین علی علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا خبردار! وہ علم جس کو لے کر حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اترے تھے اور جس کی بدولت خاتم الانبیاء تک تمام انبیاء کو فضیلت دی گئی وہ تمام کا تمام علم خاتم الانبیاء کی اولاد میں موجود ہے۔ تم کہاں سرگرداں ہو رہے ہو اور کہاں جا رہے ہو۔ اولاد محمد تم میں ایسی ہے جیسے اصحاب کہف (اپنی قوم میں) اور خاتم الانبیاء باب حطہ کی مانند ہے۔ وہ لوگ سلامتی کا دروازہ ہیں

اور یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ کے اس قول میں موجود ہیں۔ یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان۔ اے وہ لوگو جو ایمان لے آئے ہو تم سب کے تمام سلامتی کے دروازے کے اندر داخل ہو جاؤ۔ شیطان کے نشانات کی پیروی نہ کرو۔

۲۔ حاکم نے اپنی صحیح میں علی بن حسین، امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے روایت کی ہے۔ ان حضرات نے فرمایا "سلامتی سے ہماری ولایت مراد ہے"۔

لتسئلن یومئذ عن النعیم کی تفسیر

۱۔ حافظ ابونعیم نے اپنی جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا النعیم سے مراد امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی ولایت ہے۔

۲۔ حاکم بن احمد بیہقی نے کہا کہ ہمیں محمد بن عیسیٰ صوفی نے حدیث بیان کی۔ اس نے کہا مجھے ابوذر کوان قاسم بن اسماعیل نے حدیث بیان کی۔ اس نے کہا مجھے ابراہیم بن عباس مولیٰ کاتب نے ۲۲۲ھ میں اہواز (ایران میں ایک شہر کا نام ہے) حدیث بیان کی کہ ہم ایک دن امام علی بن موسیٰ الرضا علیہم السلام کی خدمت میں موجود تھے۔ اسی دوران میں ایک فقیہہ نے کہا نعیم سے مراد اس آیت میں ٹھنڈا پانی ہے امام نے بلند آواز سے اس سے فرمایا تم اسی طرح اس کی تفسیر کرتے ہو اور اپنے خیال کے مطابق اس کو دعا کرتے ہو۔ ایک گروہ نے کہا نعیم سے مراد ٹھنڈا پانی ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا اس سے مراد نیند ہے۔ اور ان کے علاوہ کچھ نے کہا اس سے مراد پاکیزہ کھانا ہے۔ امام نے فرمایا میرے باپ نے اپنے باپ امام جعفر بن محمد علیہم السلام کی خدمت میں تمہارے یہی اقوال بیان فرماتے تھے۔ آپ سن کر ناراض ہو گئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کو عطا کی ہیں۔ ان کے متعلق ان سے نہیں سوال کرے گا اور نہ لوگوں پر اپنا احسان جتائے گا۔ جب احسان جتانا مخلوق کے نزدیک قبیح ہے تو اس کی نسبت اللہ تعالیٰ سے کیسے دی جا سکتی ہے۔ اللہ کی عظمت بلند ہے۔ جو بات مخلوق کے لئے پسند نہیں کرتا (وہ اپنی ذات کے لئے کیسے پسند کرے گا)

اس نعیم سے مراد ہم اہل بیت کی محبت اور دوستی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی توحید اور اپنے رسول کی رسالت کے بعد اس کے متعلق سوال کرے گا۔ اگر بندے نے اس بات کو پورا کر دیا تو اس کا بدلہ جنت کی نعمتیں ہیں جن کے لئے ہرگز زوال نہیں ہے۔ میرے باپ موسیٰ نے فرمایا کہ مجھے میرے باپ جعفر صادقؑ نے حدیث بیان کی وہ اپنے باپ محمد بن علی۔ آپ اپنے باپ علی بن حسین۔ آپ اپنے باپ حسین بن علی

بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی! سب سے پہلے جو چیز بندے سے پوچھی جائے گی وہ اس بات کی شہادت دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں اور تم مومنین کے سردار ہو۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ اور میں لایا اگر اس نے ان باتوں کا اقرار کیا اور اس بات کا اعتقاد رکھا تو وہ ان نعمتوں کی طرف چلا جائے گا جن کے لئے کبھی بھی زوال نہیں۔"

۳. مناقب میں اصبغ بن نباتہ کی روایت ہیں علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس ایت میں نعیم سے مراد ہم لوگ ہیں۔"

۴. امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم نعیم سے مراد کھانا پینا مراد نہیں ہے بلکہ ہماری ولایت مراد ہے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہم مومن کے لئے نعیم ہیں اور کافر کے لئے علقم (حنظل)

وقفوهم انهم مسئولون کی تفسیر

(اے فرشتو) ان لوگوں کو ٹھہراؤ ان سے کچھ پوچھا جائیگا)

۱. (بحذف اسناد) ابو سعید خدری رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا اس آیت میں کہ ان سے سوال کیا جائے گا۔ ان سے علی بن ابی طالب کی ولایت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

۲. (بحذف اسناد) ابن عباس نے رسول اللہ صلعم سے روایت کی ہے کہ اس آیت میں علی بن ابی طالب کی ولایت کے متعلق سوال کیا جائے گا"

۳. (بحذف اسناد) ایک جماعت اہل بیت سے روایت ہے کہ لوگوں سے حب اہل بیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔"

۴. (بحذف اسناد) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ اولین اور آخرین کو جمع کرے گا اور پل صراط کو جہنم پر نصب کر دے گا جہنم پر سے کوئی شخص عبور نہیں کر سکے گا جب تک اس کے پاس علی بن ابی طالب کی محبت کی ٹکٹ نہیں ہو گی۔

۵. (بحذف اسناد) حضرت علی رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو بندے کے دونوں قدم اس وقت تک حرکت نہیں کریں گے۔ جب تک اس سے چار چیزوں کے متعلق سوال نہ کیا جائے گا۔ اپنی عمر کو کس بات میں ختم کیا۔ جوانی کو کس امتحان میں ڈالا۔ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور ہم اہل بیت کی محبت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

۶۔ (بحذف اسناد) زاذان حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہمارے متعلق آل۔ حم عسق میں ایک ایسی آیت ہے۔ اس آیت کو ہمارے مودت کے متعلق ہر مومن کے سوا اور کوئی یاد نہیں کرے گا۔ پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ

۷۔ (بحذف اسناد) محب طبری نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا اجر تم پر یہ مقرر کیا ہے تم (میرے) قربیٰ سے محبت رکھو اور کل (قیامت کے روز) اس کے متعلق تم سے سوال کروں گا"۔

۸۔ (بحذف سند) موفق بن احمد نے اپنی کتاب المناقب میں ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ بندے کا ایک قدم دوسرے قدم سے قیامت کے روز آگے نہ بڑھے گا۔ حتیٰ کہ اس سے سوال کیا جائے گا کہ اس نے اپنی عمر کو کن باتوں میں ختم کیا۔ اپنے جسم کو کن حالات میں مصروف رکھا۔ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ اور ہم اہل بیت کی محبت کے متعلق سوال کیا جائے گا"۔

۹۔ (بحذف اسناد) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو حضرت علی فردوس کے اوپر قیام فرما ہوں گے۔ فردوس ایک پہاڑ کا نام ہے جو جنت کے اوپر بلند ہوگا۔ رب العالمین کا عرش اس کے اوپر ہے۔ جنت کی نہریں عرش کے دامن سے بہتی ہیں اور نہریں جنت میں آکر الگ الگ بہتی ہیں۔ حضرت علی ایک نور کی کرسی پر قیام فرما ہوں گے۔ آپ کے سامنے (نہر) تسنیم جاری ہوگی۔ پل صراط سے صرف وہ شخص عبور کر سکے گا جس کے پاس ولایت علی اور ولایت اہل بیت کا پروانہ ہوگا۔ حضرت اپنے دوستوں کو جنت میں اور آپ سے بغض رکھنے والوں کو جہنم میں داخل کریں گے"۔

۱۰۔ (بحذف اسناد) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز بندے کا قدم لگاتار ایک جگہ قائم رہے گا۔ حتیٰ کہ اس سے چار چیزوں کے متعلق سوال کیا جائیگا کہ تم نے اپنی عمر کو کس معاملہ میں فنا کیا۔ اور اپنے جسم کو کہاں مبتلا رکھا۔ تم نے اپنا مال کہاں سے کمایا، اور کہاں اس کو رکھا (خرچ کیا) اور ہم اہل بیت کی محبت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

۱۱۔ (بحذف اسناد) انس بن مالک اپنے باپ سے آپ کا باپ آپ کے دادا سے وہ نبی کریم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو جہنم پر ایک پل نصب کر دیا جائے گا۔ پل کو صرف وہ شخص عبور کر سکے گا جس کے پاس ایک ٹکٹ ہوگا۔ جس پر علی بن ابی طالب کی ولایت (محبت) تحریر ہوگی۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے۔ وقفوھم انھم مسئولون انہیں ٹھہراؤ ان سے کچھ دریافت کرنا ہے۔ ان سے علیؑ کی ولایت کے متعلق سوال کرنا ہے"۔

وان الذین لا یومنون بالاخرۃ عن الصراط لناکبون کی تفسیر

۱۔ حموینی اپنی سند میں اصبغ بن نباتہ سے آپ علی کرم اللہ وجہٗ سے اس آیت کے متعلق روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "صراط ہم اہل بیت کی ولایت ہے"۔

۲۔ (بحذف اسناد) امیر المومنین علی علیہم السلام سے اس آیت کے متعلق روایت ہے کہ ہم اہل بیت کی ولایت (صراط) سے گر جائیں گے"۔

۳۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق روایت ہے کہ وہ امام (صراط) سے پھر جائیں گے۔

انک لتدعوھم الی صراط مستقیم کی تفسیر

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ صراط مستقیم سے امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت مراد ہے"۔

باب ۳۸

یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کی تفسیر

۱۔ المناقب میں تفسیر مجاہد کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت امیر المومنین علیہ السلام کے حق میں اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا تھا۔ حضرت علی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں خلیفہ بناتے ہیں۔ فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسٰی سے حاصل تھا۔ جب موسٰی نے (ہارون سے) کہا کہ میری قوم میں خلیفہ بنو اور (ان کی) اصلاح کرو"۔

۲۔ المناقب میں حسن بن صالح امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں اولی الامر ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہیں۔

۳۔ حموینی اپنی سند میں سلیم بن قیس عدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے علی علیہ السلام کو حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ میں مسجد مدینہ میں دیکھا۔ مہاجرین اور انصار کا ایک گروہ آپس میں اپنے اپنے فضائل بیان کر رہا تھا اور حضرت علی علیہ السلام بالکل خاموش تھے۔ ان لوگوں نے عرض کیا اے ابو الحسنؑ آپ بھی کچھ بیان فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا "اے گروہ قریش و انصار میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ تمہیں یہ فضیلت کہاں سے اللہ تعالیٰ

نے عطا کی ہے۔ یہ فضیلت تمہیں خود بخود حاصل ہو گئی ہے یا کسی غیر کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔ اُنھوں نے عرض کیا، یہ فضیلت ہمیں اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے اور حضرت محمد صلعم کی وجہ سے ہم پر احسان کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا تم اس بات کو نہیں مانتے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا کہ میں اور میرے اہل بیت ایک نور کی شکل میں بارگاہ ایزدی کے سامنے رواں اور دواں تھے۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے چودہ ہزار سال پہلے کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور اس نور کو آدم کی صلب میں ودیعت کر دیا۔ آدم کو زمین پر اُتارا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کو نوح علیہ السلام کی صلب میں رکھکر کشتی پر سوار کیا۔ پھر اس نور کو ابراہیم علیہ السلام کی صلب میں ڈال کر آگ میں پھینکا۔ لگاتار اللہ تعالیٰ اس نور کو اصلاب کریمہ سے ارحام مطہرہ کی طرف اباء اور امہات کے ذریعہ منتقل کرتا رہا۔ ان میں کوئی آدمی بھی غیر نکاح کی حالت میں - - - - - - منسلک نہیں تھا۔

سابقین (اصحاب) اور اہل بدر نے یک زبان ہو کر عرض کیا ہاں ہم نے اس حدیث کو سُنا تھا۔ پھر حضرت نے فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں سابق کو مسبوق پر فضیلت دی ہے۔ اس امت میں اسلام لانے میں مجھ سے کسی شخص نے سبقت نہیں کی۔ ان لوگوں نے عرض کیا۔ ہاں (ٹھیک ہے) فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ جب آیت والسابقون السابقون اولئک المقربون نازل ہوئی تھی تو رسول اللہ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تھا کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ اللہ نے اس آیت کو انبیاء اور ان کے اوصیاء کے حق میں نازل کیا ہے۔ میں اللہ کے انبیاء اور رسولوں سے افضل ہوں اور علی میرے وصی ہیں۔ اور اوصیاء سے افضل ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ جب آیت یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون اور لم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المومنین ولیجۃ نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس بات کا حکم دیا تھا کہ ولایت امر کے متعلق لوگوں کو آگاہ کر دیں کہ وہ کون کون حضرات ہیں) اور ان لوگوں سے ولایت کی پوری پوری تشریح اس طرح کر دیں۔ جس طرح ان لوگوں کو نماز زکوٰۃ اور حج کی تفاصیل سے آگاہ کیا تھا۔ (اس حکم کے بعد رسول نے) مجھے غدیر خم کے مقام پر لوگوں کے سامنے کھڑا کر کے فرمایا۔ اے لوگو اللہ جل جلالہ نے میرے پاس ایک ایسا پیغام بھیجا ہے جس کے باعث میرا سینہ تنگ ہو گیا ہے اور مجھے یہ خیال بھی دامنگیر ہے کہ لوگ اس بات پر میری تکذیب کریں گے۔ لیکن کیا کروں میرے رب نے مجھے دھمکایا ہے۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ میرا مولا ہے اور میں مومنین کا مولا ہوں۔ میں ان سے ان

کی جان سے بھی زیادہ بہتر ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا تھا ہاں اے اللہ کے رسول (یہ بات حق ہے) پھر رسول اللہؐ نے میرے ہاتھ کو پکڑے ہوئے فرمایا تھا جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔ اے میرے اللہ تو اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے تو اس سے دشمنی رکھ جو علی سے دشمنی رکھے۔ حضرت سلمان فارسی نے کھڑے ہو کر عرض کیا تھا اے اللہ کے رسول علی کی ولایت کا کیا مقصد ہے؟ رسول اللہؐ نے فرمایا علی کی ولایت میری ولایت کی مانند ہے۔ جس کی جان سے میں افضل ہوں اسی کی جان سے علی افضل ہیں۔ اس دوران میں یہ آیت نازل ہوئی تھی الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا۔ اللہ بہت بڑا ہے اس نے دین مکمل کر دیا ہے اور نعمت کو تمام کر دیا اور میری رسالت اور میرے بعد علی کی ولایت پر راضی ہو گیا۔ حاضرین نے عرض کیا تھا۔ اے اللہ کے رسول یہ آیات خاص طور علی کے حق میں نازل ہوتے ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہاں! علی کے اور قیامت تک ہونے والے میرے اوصیا کے حق میں نازل ہوئے۔ حاضرین نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ان حضرات کو ہم سے بیان کر دیجئے۔ فرمایا میرا بھائی، میرا وارث، میرا وصی علیؑ ہیں اور میرے بعد ہر مومن کے سردار ہیں۔ پھر میرا بیٹا حسنؑ پھر حسینؑ ہو گا پھر حسینؑ کے نو فرزند ہوں گے۔ قرآن ان حضرات کے ساتھ ہو گا اور وہ حضرات قرآن کے ساتھ ہوں گے۔ نہ قرآن ان سے جدا ہو گا اور نہ یہ قرآن سے جدا ہوں گے۔ آخر کار میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہوں گے بعض حضرات نے عرض کیا تھا کہ ہم نے اس بات کو سنا تھا اور اس کی گواہی دیتے ہیں۔ بعض نے کہا (اے علیؑ) جو کچھ آپ نے فرمایا اس کا بیشتر حصہ ہمیں یاد ہے لیکن کل واقعہ یاد نہیں ہے۔ ان حضرات جنہوں نے پورا واقعہ یاد رکھا ہے ہمارے بہترین اور بزرگ افراد ہیں۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا کے نزول کے وقت مجھے، فاطمہ اور میرے دونوں فرزندوں حسن اور حسین کو جمع کیا تھا۔ اور ہم پر (اپنی) چادر ڈال کر فرمایا تھا اے میرے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں ان کا گوشت میرا گوشت ہے۔ جو چیز ان کو تکلیف دے گی وہ مجھے تکلیف دے گی جو بات انہیں مجروح کرے گی وہ مجھے مجروح کرے گی۔ (اے اللہ) ان سے نجاست کو دور رکھ اور انہیں کما حقہ پاک و پاکیزہ بنا۔ ام سلمہ نے عرض کیا تھا اے اللہ کے رسول اور میں! فرمایا (اے ام سلمہ) تمہاری بازگشت بھلائی پر قائم ہو گی۔ ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ام سلمہ نے یہ حدیث ہم سے بیان کی تھی۔ پھر حضرت نے فرمایا۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر تم سے دریافت کرتا ہوں کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین کو نازل فرمایا تھا تو سلمان نے عرض کیا تھا اے اللہ کے رسول! یہ آیت خاص ہے یا عام تو رسول اللہؐ نے فرمایا تھا جن کو حکم دیا گیا

ہے وہ عام مومنین میں لیکن صادقین خاص لوگ ہیں (ان میں) میرے بھائی اور آپ کے بعد میرے قیامت تک ہونے والے اوصیاء مراد ہیں۔ حاضرین نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر تم سے دریافت کرتا ہوں کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ غزوۂ تبوک کے موقعہ پر جب رسول اللہ نے مجھے اپنا خلیفہ مقرر فرمایا تھا تو میں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ مقرر کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ نے فرمایا تھا (اے علی) مدینہ کی حالت میری وجہ سے ٹھیک رہ سکتی ہے یا تمہاری وجہ سے اور تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسٰی سے حاصل تھی۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے۔ فرمایا میں تمہیں اللہ تعالٰی کی قسم دے کر تم سے دریافت کرتا ہوں کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ جب سورہ حج یا ایھا الذین امنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر الی اخر سورہ نازل ہوئی تھی تو سلمان نے عرض کیا تھا اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں جن پر آپ گواہ ہیں اور وہ لوگ لوگوں پر گواہ ہیں رسول اللہ نے فرمایا تھا) یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالٰی نے چن لیا ہے اور ان پر دین کے معاملہ میں کوئی حرج مقرر نہیں کی (یہ لوگ) حضرت ابراہیم کی ملت ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالٰی نے اس سے تیرہ آدمیوں کو خاص طور سے مراد لیا ہے۔ سلمان نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ آدمی ہم سے بیان فرمایئے۔ فرمایا ایک میں ہوں اور میرے بھائی علی ہیں۔ اور میرے گیارہ فرزند ہیں۔ حاضرین نے عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے۔ فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر تم سے دریافت کرتا ہوں۔ کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ رسول اللہ نے اپنے خطبہ میں کئی مقامات پر فرمایا اور اپنے آخری خطبہ میں بھی ارشاد فرمایا جس کے بعد آپ نے کوئی خطبہ نہیں فرمایا۔ اے لوگو! میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب دوسرے میری اولاد جو میرے اہل بیت ہیں۔ ان دونوں کا دامن پکڑو۔ ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ مجھے مہربان باریک بین خدا نے آگاہ کیا ہے اور مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ یہ دونوں آپس میں ہرگز ہرگز جدا نہ ہوں گے۔ آخر کار میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہوں گے۔ تمام حاضرین نے عرض کیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات بیان فرمائی تھی۔[1]

۴۔ المناقب میں سند مذکور کے ساتھ حضرت سلیم بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؑ

---

[1] مذکورہ بالا تمام حدیث حضرت سلیم بن قیس ہلالی کی اپنی تالیف کردہ کتاب کتاب السقیفہ مطبوعہ مطبع حیدریہ نجف اشرف میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ اور عجیب وغریب باتیں اس لاجواب تالیف میں درج فرمائی ہیں۔ حضرت سلیم حضرت علی کے صحابی ہیں آپ کا انتقال سنہ ۹۰ھ میں ہوا۔ ۱۲

(محمد شریف عفی عنہ)

صلوات اللہ علیہ سے اسوقت فرماتے ہوئے سنا جب آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ (اے علی) مجھے وہ چھوٹی سی بات بتائیے جس کی وجہ سے بندہ مومن ہو جاتا ہے اور اس کر بات سے آگاہ کیجیے جس کی بدولت بندہ کافر ہو جاتا ہے۔ یا وہ مختصر سی چیز فرمائیے جسکی وجہ سے بندہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ حضرت نے اس شخص سے فرمایا تم نے سوال کیا ہے اور جواب کو غور سے سمجھو! وہ مختصر سی چیز جسکی وجہ سے بندہ مومن بن جاتا ہے۔ وہ یہ ہے اللہ تعالیٰ بندہ کو اپنی کما حقہ معرفت عطا نہیں کرتا بوجود اسکے وہ اسکی اطاعت کا اقرار کرتا ہے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اسکو پوری معرفت عطا نہیں کی لیکن پھر بھی وہ اسکی اطاعت کا اقرار کرتا ہے۔ اور اسکو اپنے امام زمین پر اپنی حجت اور مخلوق پر اپنے گواہ کی معرفت اسکو کما حقہ عطا نہیں کرتا لیکن پھر بھی وہ اسکی اطاعت کا اقرار کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا اے امیرالمومنین جو باتیں آپ نے بیان فرمائی ہیں ان تمام سے ناواقف ہو (تب فرمایا) ہاں! اگر اس کو حکم دیا جائے تو وہ اطاعت کرے اور جب اسے منع کیا جائے تو وہ باز آجائے۔ اور وہ کم درجہ جس کی وجہ سے بندہ کافر ہو جاتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان نے کسی چیز کے متعلق محض خیال کیا کہ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اور اس کا حکم دیا ہے اور اسی مفروضہ کو ایک دین کی شکل دے دی اور اس پہ کاربند ہو گیا اور اس نے یہی خیال کیا کہ وہ اس سے اللہ کی عبادت کرتا ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتا بلکہ شیطان کی عبادت کرتا ہے۔ اور وہ مختصر سی چیز جس کی وجہ سے بندہ گمراہ ہو جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ شخص اللہ کی محبت اور اس کے بندوں کی گواہ کی معرفت نہیں رکھتا جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے اور جس کی ولایت کو بندوں پر فرض قرار دیا ہے۔ میں نے عرض کیا اے امیرالمومنین ان حضرات کی توصیف سے ہمیں آگاہ فرمایئے۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور اپنے نبی کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور کہا یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے ذرا مجھے وضاحت سے بیان فرمایئے۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذکر رسول اللہ نے کئی مقامات پر فرمایا ہے۔ اور اپنے آخری خطبہ میں بھی جن کا ذکر کیا ہے۔ جس روز اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا سے اٹھا لیا تھا فرمایا تھا۔ "میں نے تم میں دو امروں کو چھوڑا ہے۔ اگر ان دونوں کا دامن پکڑو گے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک کتاب خدا ہے دوسری میری اولاد ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ بے حد مہربان باریک بین خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ یہ دونوں ہرگز ہرگز جدا نہ ہوں گے۔ آخرکار میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہوں گے۔ آپ نے دونوں تسبیح والی انگلیوں کو جمع کر کے فرمایا یہ دونوں اس طرح ساتھ رہیں گے۔ آپ نے ایک تسبیح والی انگلی کو دوسری درمیان والی انگلی سے جمع کر کے فرمایا میں اس طرح کہتا ہوں۔ ان دونوں کا دامن پکڑو اور ان سے آگے نہ بڑھو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔!!

۵۔ المناقب میں عیسیٰ بن سری کی سند سے روایت کی گئی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت

میں عرض کیا۔ کہ مجھے کوئی ایسی حدیث بیان فرمایئے جو یہ ثابت کر دے کہ اسلام کے ستون کون ہیں۔ اگر میں ان پر کاربند ہو جاؤں تو میرا عمل پاکیزہ ہو جائے۔ اور جس بات سے میں ناواقف ہوں اس کی ناواقفیت مجھے کوئی نقصان نہ دے سکے۔ امام نے فرمایا کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی ذات عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور اس بات کا اقرار کرنا کہ آپ نے جو چیز پیش کی ہے وہ اللہ کی جانب سے ہے۔ مال میں زکوٰۃ کا ہونا حق ہے اور اس بات کا اقرار کرنا کہ جس ولایت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہ ولایت آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا من مات لم یعرف امامہ مات میتۃ جاھلیۃ جو شخص اپنے امام کو پہچانے بغیر مر گیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (میرے بعد تمہارے اولی الامر) علی صلوات اللہ علیہ ہیں۔ آپ کے بعد امام حسنؑ۔ آپ کے بعد امام حسین۔ پھر آپ کے بعد علی بن حسین۔ پھر محمد بن علی ہیں۔ یہ امر (خلافت) اسی طرح جاری رہے گا۔ زمین صرف امام کے ذریعہ ہی اصلاح پذیر ہوتی ہے اور جو شخص اس حالت میں مر گیا اور وہ اپنے امام کو نہیں جانتا تھا تو وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔ تم میں سے ہر شخص کے لیے امام کی معرفت رکھنا بے حد ضروری ہے۔ جب روح یہاں پہنچ جائے گی۔ امام نے سینہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ تب انسان کہے گا (کاش) وہ اچھے امر پر قائم ہوتا۔"

۴۔ المناقب میں ابن معاویہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان خفتم تنازعا فی الامر فارجعوہ الی اللہ والی الرسول والی اولی الامر منکم (اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو صاحب امر ہو اس کی اطاعت کرو۔ اگر تمہیں کسی امر کے جھگڑے کا خوف لاحق ہو جائے تو اس امر کو اللہ رسول اور تم میں سے جو صاحب امر ہو اس کی طرف لے جاؤ) پھر امام نے فرمایا یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی تھی۔ (لوگ ائمہ کی) اطاعت کا حکم کس طرح دیتے ہیں (جب کہ) ان سے جھگڑا کرنے والوں کو کھلی چھٹی دے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولو ردوہ الی اللہ والی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم اللہ تعالیٰ نے صاحب امر کے پاس لوگوں کے متنازعہ فیہ مسئلہ کو لوٹا دیا ہے۔ یہ صاحب امر وہ حضرات ہیں جن کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور اختلافی مسئلہ کو ان کی طرف لے جانے کا حکم دیا ہے!

باب ۳۹

وجعلها کلمۃ باقیۃ فی عقبہ لعلہم یرجعون کی تفسیر

۱۔ (بحذف اسناد) امیر المومنین علی علیہم السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت وجعلها کلمة باقية فی عقبه لعلهم يرجعون کو ہمارے حق میں نازل کیا ہے اور امامت کو امام حسین علیہ السلام کی پشت میں قیامت تک کے لئے قرار دیا ہے۔

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ کی تفسیر

۱۔ المناقب میں علی بن حسین علیہما السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ امامت کو مکمل کر کے رہے گا اور یہ امامت ایک نور ہے اور اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فامنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا الایۃ۔ امام نے فرمایا نور سے مراد امام ہے۔

ونزعنا مافی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین کی تفسیر!

۱۔ (بحذف اسناد) امام حسن بن علی علیہما السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ونزعنا مافی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین۔ ہم ان کے سینوں سے بغض کو نکال لیں گے۔ وہ لوگ بھائی بھائی ہو کر ایک دوسرے کے مقابل میں (بہشت کے) تختوں پر قیام فرما ہوں گے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لایبغیان کی تفسیر

۱۔ (بحذف اسناد) امام جعفر صادق علیہ السلام اور دیگر حضرات سے اس آیت کی تفسیر کے متعلق روایت ہے کہ حضرت علی اور جناب فاطمہ دو گہرے سمندر ہیں جو ایک دوسرے سے بغاوت نہیں کرتے۔ ان دونوں کے درمیان برزخ (واسطہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان دونوں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں اور وہ موتی اور مونگے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام ہیں

۲۔ المناقب میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ابو سعید خدری نے کہا کہ یہ آیت مرج البحرین

یلتقین بینھما برزخ لا یبغیان یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان۔ دو سمندر جاری ہیں۔ جو آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ ان کے درمیان ایک پردہ ہے۔ یہ ایک دوسرے پر بغاوت نہیں کرتے اور ان دونوں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم، علیؑ، فاطمہؑ، حسن اور حسین کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ ان حضرات کو مومن دوست رکھے گا۔ اور کافر ان سے بغض رکھے گا۔ ان کو دوست رکھکر مومن بن جاؤ اور ان سے بغض رکھ کر کافر بن جاؤ جس کی وجہ سے جہنم میں ڈال دیئے جاؤ"۔

ومن یقترف حسنۃ نزدلہ فیھا حسنا کی تفسیر

۱۔ ثعلبی اپنی سند میں ابن مالک آپ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ نیکی حاصل کرنے سے مراد ہماری مودت حاصل کرنا ہے۔

۲۔ (بحذف سند) حسن بن علی علیہما السلام نے اپنے خطبہ میں فرمایا نیکی حاصل کرنے سے مراد ہماری مودت حاصل کرنا ہے۔ اس بات کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصھرا کی تفسیر

۱۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت خمسہ اہل عبا کی شان میں نازل ہوئی ہے کہا پانی سے مراد نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جو تمام مخلوق کی خلقت سے پہلے موجود تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کو آدم علیہ السلام کی صلب میں ودیعت کیا۔ اللہ تعالیٰ لگاتار اس نور کو ایک صلب سے دوسری صلب کی طرف منتقل کرتا رہا۔ جب یہ نور صلب جناب عبدالمطلب میں وارد ہوا تو اس کے دو جزء کئے گئے۔ ایک جزء عبداللہ کی صلب میں منتقل ہوا جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ دوسرا جزء صلب ابوطالب میں منتقل ہوا۔ جس سے حضرت علی پیدا ہوئے۔ پھر انہوں نے نکاح کا رشتہ جوڑا علی کی شادی فاطمہ سے کر دی جس سے حسن اور حسین پیدا ہوئے"۔

۲۔ ابن مسعود، جابر، براء، انس اور جناب ام سلمہ سے روایت ہے کہ یہ آیت خمسہ اہل عبا کے حق میں نازل ہوئی ہے"۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کی تفسیر

(اللہ کی رسی کو تمام کے تمام مضبوطی سے پکڑو)

۱۔ (بحذف سند) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی وہ رسی ہیں جس

کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا ۔ تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور الگ الگ نہ ہو جاؤ۔"

۲۔ (بحذف سند) ابن عباس سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اسی دوران میں ایک دیہاتی رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ ہم نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم لوگ اللہ کی رسی کو پکڑ لو۔ وہ اللہ کی رسی کیا چیز ہے جس کو ہم پکڑیں۔ رسول اللہ صلعم نے اپنا ہاتھ علی کے ہاتھ پر مار کر فرمایا۔ اس شخص کے دامن کو پکڑ لو یہ اللہ کی مضبوط رسی ہیں۔"

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون کی تفسیر

(اگر تمہیں علم نہیں ہے تو صاحبان ذکر سے دریافت کرو)

۱۔ ثعلبی نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا۔ اہل ذکر ہم لوگ ہیں۔"

۲۔ عیون الاخبار میں امام علی رضا بن موسیٰ کاظم علیہما السلام سے روایت ہے کہ امت کو چاہیئے کہ اپنے امور دین دریافت کرتے رہیں کیونکہ ہم صاحبان ذکر ہیں۔ رسول اللہ صلعم اور ہم لوگ اللہ کی اس آیت کی رو سے ذکر والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ طلاق میں فرمایا ہے فاتقوا اللہ یا اولی الالباب الذین اٰمنوا قد انزل اللہ الیکم ذکرًا رسولًا یتلوا علیکم اٰیات اللہ بینات ۔ اے وہ صاحبان عقل جو ایمان لے آئے ہو اللہ سے ڈرتے رہو۔ اس نے تمہاری طرف ذکر کو نازل کیا جو رسول ہیں۔ وہ تم پر اللہ کی واضح آیات تلاوت کرتا ہے۔

(۳)۔ (بحذف اسناد) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا، ذکر کے دو معانی ہیں۔ ایک قرآن، دوسرے محمد صلعم اور ہم لوگ ذکر والے ہیں۔ ذکر دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ذکر کے معنی قرآن جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کی اس آیت میں واقع ہوا ہے وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم ہم نے تمہاری طرف ذکر کو نازل کیا تاکہ تم لوگوں سے وہ چیزیں بیان کر دیں جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے۔ اور دوسرا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وانہ لذکر لک ولقومک وسوف تسئلون یہ (قرآن) تمہارے لئے اور تمہاری قوم کے لئے ذکر ہے اور عنقریب تم سے سوال کیا جائے گا۔ اور ذکر وہ معانی جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مستعمل ہوتے ہیں۔ وہ آیت سورہ اخلاق میں موجود ہے۔ فاتقوا یا اولی الالباب سے لے کر آخر تک۔"

٭

یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصّادقین کی تفسیر

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کی معیت اختیار کرو)

۱۔ بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ اس آیت میں سچے لوگوں سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیتؑ ہیں۔

۲۔ (بحذف اسناد) امام محمد باقر اور امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ سچے لوگ آئمہ اہل بیت علیہم السلام ہیں۔"

وآت ذاالقربیٰ حقہ کی تفسیر

(اے محمد اپنے قرابتداروں کو ان کا حق دے دو)

۱۔ ثعلبی اپنی تفسیر میں علی بن حسین علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک شامی آدمی سے فرمایا۔ میں (رسول اللہ کا) قرابتدار ہوں جس کے حق ادا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے (محمد کو) حکم دیا ہے

۲۔ جمع الفوائد میں ابو سعید کا بیان ہے کہ جب آیت وآت ذاالقربیٰ حقہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ کو بلا کر آپ کو فدک کا علاقہ عطا کر دیا تھا۔"

۳۔ عیون الاخبار میں امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جب وآت ذاالقربیٰ حقہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بلا کر فرمایا یہ فدک کا علاقہ تمہارا ہے اور میں نے اس کو تمہارے لئے مقرر کر دیا ہے۔"

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کی تفسیر

(اے رسول وہ چیز پہنچا دے جو تم پر تمہارے رب کی جانب سے نازل ہوئی ہے)

۱۔ ثعلبی نے ابو صالح سے وہ ابن عباس اور امام محمد باقر علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں۔ دونوں حضرات کا بیان ہے کہ یہ آیت حضرت علی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔"

۲۔ (بحذف سند) ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ غدیر خم کے موقع پر یہ آیت حضرت علی کے حق میں نازل ہوئی تھی۔"

وتعیہا اذن واعیہ ——— کی تفسیر

۱۔ (بحذف سند) حضرت علی علیہا السلام سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھ لگا لیا

اور فرمایا کہ مجھے میرے رب نے حکم دیا کہ میں تمہیں اپنے نزدیک کروں اور تمہیں دور نہ رکھوں اور تمہیں تعلیم دوں جس کو تمہارا کان سنتا جائے اور محفوظ رکھتا جائے۔ اور یہ آیت نازل ہوئی"۔

۲۔ (بحذف سند) بریدہ اسلمی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو علی سے فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے میرے رب نے حکم دیا کہ میں تمہیں نزدیک کروں اور تجھے دور نہ کروں اور تمہیں تعلیم دوں جس کو تمہارا کان سنتا جائے اور یاد رکھتا جائے۔ اور اور یہ آیت نازل ہوئی۔

۳۔ (بحذف سند) ابن عباس رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا تھا کہ وہ اس بات کو علی کے کان میں گزار دے۔ حضرت علی نے فرمایا میں نے جو بات رسول اللہ سے سنی اس کو محفوظ رکھا اور یاد کیا اور میں کبھی اس کو نہیں بھولا۔

۴۔ المناقب میں یحیٰی بن سالم امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ نے فرمایا اے علی اس سے تمہارا کان مراد ہے"۔

۵۔ (بحذف سند) حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ میرا کان یاد رکھنے والا کان ہے"۔

۶۔ شرح المواقف میں اللہ تعالیٰ کے اس قول تعیھا واعیۃ کے متعلق تحریر کیا ہے واعیۃ کے معانی یاد رکھنے والا ہے۔ اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ اس سے مراد حضرت علی ہیں۔ اور حضرت علی کا اپنا قول بھی ہے "اگر میرے لئے مسند بچھا دی جائے اور میں اس پر بیٹھ جاؤں تو میں توراۃ والوں کو توراۃ سے انجیل والوں کو انجیل اور قرآن والوں کو قرآن سے ان کی کتابوں سے فیصلہ کر سکتا ہوں۔ آپ کا یہ بھی قول ہے کہ جو آیت جنگل، میدان، پہاڑ، رات اور دن جس وقت بھی نازل ہوئی ہے میں اس کے متعلق جانتا ہوں کس کے بارے میں نازل ہوئی اور کس چیز میں نازل ہوئی۔

۷۔ المناقب میں اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ جب حضرت علی کوفہ میں تشریف لائے تو آپ چالیس دن تک صبح کی نماز میں سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ کی تلاوت فرماتے رہے۔ کسی شخص نے آپ کی اس بات پر اعتراض کیا تو حضرت نے فرمایا کہ میں (قرآن کی) ناسخ، منسوخ، محکم اور متشابہ آیات کو جانتا ہوں اور کوئی ایسا حرف نازل نہیں ہوا مگر میں اس کی حقیقت کو جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوا۔ کس دن نازل ہوا اور کس مقام پر نازل ہوا۔ کیا تم اس آیت کو نہیں پڑھتے۔ ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم و موسیٰ۔ یہ بات پہلے صحیفوں میں ہے۔ ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفہ میں موجود ہے۔ اللہ کی قسم یہ صحیفے میرے پاس موجود ہیں۔ میں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلعم سے اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ سے جو وراثت لے حاصل کئے ہیں۔ اللہ کی قسم میں وہ شخص ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے

بارے میں (یہ آیت) نازل فرمائی "وتعیہا اذن واعیۃ" اگر ہم لوگ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو آپ ہمیں وحی سے آگاہ فرماتے تھے۔ میں اس بات کو محفوظ رکھتا تھا اور لوگ اس کو فوت کر جاتے تھے۔ جب ہم لوگ (رسول اللہ کے ہاں سے) باہر نکلتے تھے تو یہ لوگ کہتے تھے کہ رسول اللہ نے ابھی کیا کہا تھا۔"

ام یحسدون الناس علی ما آتاھم اللہ من فضلہ کی تفسیر

(اللہ نے اپنی مہربانی سے جو کچھ ان لوگوں کو دیا ہے کیا لوگ اس بات کا ان پر حسد کرتے ہیں)

۱۔ (بحذف سند) ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت نبیؐ اور علیؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔"

۲۔ (بحذف سند) امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہم وہ لوگ ہیں جن پر حسد کیا گیا ہے۔"

باب ۴۰

حضرت علی شبیہ انبیا علیہم السلام ہیں!

آپ کے فضائل اس قدر زیادہ ہیں جو شمار سے باہر ہیں

۱۔ (بحذف اسناد) ابوحمراء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ والی نوح فی عزمہ والی ابراھیم فی حلمہ والی موسٰی فی ھیبتہ والی عیسٰی فی زھدہ فلینظر الی علی بن ابی طالب۔ جو شخص حضرت آدم کا علم، حضرت نوح کا عزم، حضرت ابراہیم کا صبر، حضرت موسیٰ کی ہیبت اور حضرت عیسیٰ کا زہد دیکھنا چاہیے اس کو حضرت علی بن ابی طالب کی طرف دیکھنا چاہیئے۔"

۲۔ موفق بن احمد نے محمد بن منصور سے روایت کی ہے کہ میں نے امام احمد حنبل کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت علی بن ابی طالب کے اسقدر فضائل موجود ہیں کہ صحابہ میں سے کسی کے بھی اس قدر فضائل بیان نہیں ہوئے۔ امام احمد نے کہا کہ ایک شخص نے ابن عباس سے کہا کہ سبحان اللہ علی بن ابی طالب کے فضائل اور مناقب اس قدر ... ہیں میرا خیال ہے کہ ان فضائل اور مناقب کی تعداد تین ہزار ہے۔ ابن عباس نے کہا یوں کیوں نہیں کہتے ہو کہ یہ فضائل تیس ہزار کے قریب ہیں۔"

۳۔ منصور دوانقی نے اپنی خلافت کے زمانہ میں کہا اے سلیمان مجھے اس بات سے آگاہ کیجئے کہ علی بن ابیطالب کے فضائل میں کتنی احادیث بیان ہوئی ہیں۔ منصور نے کہا تم پر افسوس ہے تم نے کتنی احادیث یاد کی ہیں۔ میں نے عرض کیا دس ہزار حدیث یا ایک ہزار حدیث جب میں نے کہا ایک ہزار احادیث تو منصور نے ان احادیث کو کم تصور کیا اور کہا اے سلیمان تمہارے لئے ہلاکت ہو، تم نے پہلے بیان کیا تھا (علی کے حق میں) دس ہزار احادیث بیان ہوئی ہیں۔"

۴۔ (حذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لو ان الاشجار اقلام والبحر مداد والجن حساب والانس کتاب ما احصوا فضائل علی بن ابی طالب اگر تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائے جنات حساب کرنے بیٹھ جائیں اور تمام انسان لکھنے لگ جائیں تو تب بھی علی کے فضائل کا شمار نہیں کر سکتے۔"

۵۔ (حذف سند) امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ صلعم نے فرمایا کہ اصحاب کا ایک گروہ (یہ کہتا ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی علی کے اس قدر فضائل مقرر کئے ہیں۔ جن کی کثرت شمار میں نہیں آسکتی۔ اگر کوئی شخص علی کی فضیلت کا اقرار کرتے ہوئے اس کو بیان کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کے گذشتہ اور آئندہ تمام گناہ بخش دے گا۔ اور جو شخص علی کے فضائل میں سے ایک فضیلت لکھ دے گا جب تک اس کتاب کا نشان رہے گا فرشتے اس کے حق میں استغفار کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص علی کے فضائل میں سے ایک فضیلت کو سن لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے وہ تمام گناہ بخش دے گا جو اس نے سننے کی وجہ حاصل کئے ہیں۔ جس شخص نے علی کی کتاب فضائل کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے دو گناہ بخش دے گا۔ جن کو اس نے دیکھنے کی وجہ سے ارتکاب کیا ہے۔ پھر فرمایا علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ علی کا ذکر عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی بندے کا ایمان قبول نہیں کرتا جب تک وہ علی سے تولا نہ کرے اور آپ کے دشمنوں پر تبرا نہ کرے۔"

۶۔ المناقب میں سماک بن حرب سے روایت ہے وہ سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ علی کے بارے میں اختلاف کیوں کرتے ہیں۔ کہا اے جبیر کے بیٹے تم نے مجھ سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا ہے۔ علی کے لئے ایک رات میں تین ہزار فضائل ہیں۔ یہ چاہ بدر کی قربت کی رات تھی۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے تین ہزار فرشتوں نے آپ پر سلام کیا تھا۔ تم مجھ سے رسول اللہ کے وصی آپ کے حوض کے نگران اور محشر میں آپ کے علم کے اٹھانے والے کے متعلق دریافت کرتے ہو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں عبداللہ بن عباس کی جان ہے۔ اگر تمام دنیا کے سمندر سیاہی میں منتقل ہو جائیں۔ اور تمام دنیا کے درخت

قلموں کی صورت میں تبدیل ہو جائیں اور دنیا کی تمام ربانی پذیر مخلوقات لکھنے بیٹھ جائے اور وہ علی بن ابی طالب کے مناقب اور فضائل لکھنا شروع کر دیں تو وہ علی کے فضائل اور مناقب کا احاطہ نہ کر سکیں گے۔

جمع الفوائد میں مذکور ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں چاہ بدر پر پانی نکال رہا تھا۔ ایک دفعہ سخت ہوا کا جھکڑ آیا۔ پھر سخت ہوا کا جھکڑ آیا اور پھر سخت ہوا کا جھکڑ چلا۔ پہلی ہوا کے جھکڑ کے ساتھ میکائیل، دوسری کے ساتھ اسرافیل اور تیسری کے ساتھ جبرائیل تشریف لائے اور ہر ایک کے ساتھ ایک ایک ہزار فرشتہ تھا اور انہوں نے آکر مجھے سلام کیا۔" بحوالہ احمد اور موصلی۔

مسند امام احمد بن حنبل میں روایت مذکور ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ بدر کی رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لوگوں کو پانی سے کون سیراب کرے گا۔ لوگوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں حاضر ہوں۔ آپ نے مشک کو اٹھایا اور لے کر کنواں کے پاس تشریف لائے۔ کنواں بہت ہی گہرا اور تاریک تھا۔ حضرت علی کنواں کے اندر اُتر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کی طرف وحی کی کہ محمد اور اس کے گروہ کی مدد کرو۔ یہ فرشتے آسمان سے نیچے اُترے۔ جب کنوئیں کے محاذ میں آئے تو حضرت علی پر اپنے رب کی جانب سے سلام کیا۔"

اسی بارے میں کسی شاعر نے یہ شعر کہا ہے۔ ؎

اعنی الذی سلم علیہ جبرائیل فی لیلۃ بدر میکائیل واسرافیل

میری مراد اس ذات سے جس پر بدر کی رات جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل نے سلام کیا۔"

بحذف اسناد، حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ حضرت علی نے اصحاب شوریٰ سے فرمایا کہ تم میں کوئی ایسا آدمی موجود ہے جو میری مانند ہو سکے۔ جس پر ایک لمحہ میں چاہ بدر کی رات کے موقع پر جبکہ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پانی لایا تھا۔ تین ہزار فرشتوں نے سلام کیا۔ جن میں جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل موجود تھے۔" ان لوگوں نے کہا نہیں۔ اس روایت کو ابن سعود نے بھی نقل کیا ہے۔

المناقب میں ابوطفیل سے روایت ہے۔ آپ نے کہا کہ بعض صحابہ نے کہا ہے کہ حضرت علی کے اتنے فضائل ہیں۔ اگر انہیں ایک ایک لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے تو لوگوں کو کافی حد تک بھلائی پہنچ جائے گی۔"

کتاب اصابہ میں عبداللہ بن سلام کے غلام خالد سے روایت ہے کہ جنگ حدیبیہ کے موقع پر جب رسول اللہ جحفہ کے مقام پر تشریف فرما ہوئے تو آپ نے پانی نہ پا کر سعد بن ابی وقاص کو پانی کی تلاش میں روانہ فرمایا۔ سعد پانی لئے بغیر واپس آپ کی خدمت میں (پانی نہ ملنے پر) معذرت خواہ ہوا۔ پھر رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کو روانہ فرمایا۔ آپ اس وقت تک واپس نہ آئے جب تک پانی کی مشک کو بھر کر نہ لائے۔"

باب ۱۴۱

حضرت علی کا حق مسلمانوں پر ایسا ہے جیسے باپ کا حق بیٹے پر

۱۔ (بحذف اسناد) ابو ایوب انصاری وغیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ صلعم نے فرمایا علی کا حق مسلمانوں پر ایسا ہے جیسے باپ کا حق بیٹے پر۔"

۲۔ ابن مغازلی حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تمہارا حق مسلمانوں پر ایسا ہے جیسے باپ کا حق اپنے فرزند پر۔

۳۔ المناقب میں علی بن حسین اپنے باپ سے۔ آپ آپ کے دادا امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے میری اطاعت تم پر فرض قرار دی ہے اور تمہیں میری نافرمانی سے منع کیا ہے اور میرے بعد تم پر علی کی اطاعت فرض مقرر کی ہے۔ تمہیں علی کی نافرمانی سے منع کیا ہے۔ علی میرے وصی اور میرے وارث ہیں۔ علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں۔ علی کی محبت ایمان علی سے بغض رکھنا کفر ہے۔ علیؑ کا دوست میرا دوست، علی سے بغض رکھنے والا مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔ علی اس کے سردار ہیں جس کا میں سردار ہوں۔ میں ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت کا سردار ہوں۔ میں اور علی دونوں اس اُمت کے باپ ہیں۔"

۴۔ المناقب میں اعمش امام جعفر صادق آپ اپنے آباء کرام کے واسطہ سے امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے علی) تم میرے بھائی، میرے وارث اور میرے وصی ہو۔ تمہارا محب میرا محب، تم سے بغض رکھنے والا مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔ اے علی میں اور تم دونوں اس امت کے باپ ہیں۔ اے علیؑ میں اور تم اور وہ ائمہ جو تمہارے فرزند ہیں اس دنیا میں لوگوں کے سردار ہیں آخرت میں دلوگوں کے) بادشاہ ہیں جس نے ہم لوگوں کو پہچانا اس نے اللہ کو پہچانا۔ جس نے ہمارا انکار کیا اس نے اللہ کا انکار کیا۔

۵۔ مناوی نے اپنی کتاب کنوز الدقائق میں تحریر کیا ہے کہ علی کا حق اس اُمت پر ایسا ہے جیسے باپ کا حق اپنے فرزند پر قائم ہوتا ہے۔"

۶۔ المناقب میں سعید بن عقیصا سید الشہدا حسین بن علی علیہما السلام سے آپ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں۔ میں نبوت کے لئے منتخب کیا گیا

ہوں اور تم امامت کے لئے چنے گئے ہو۔ میں اور تم دونوں اس امت کے باپ ہیں۔ تم میرے وصی میرے وارث اور میرے فرزندوں کے باپ ہو۔ تیری پیروی میری پیروی ہے۔ تیرے دوست میرے دوست، تیرے دشمن میرے دشمن ہیں۔ تم حوض پر اور مقام محمود پر میرے ساتھی ہو۔ جس طرح تم میرا جھنڈا دنیا میں اٹھاتے تھے۔ اسی طرح میرا جھنڈا قیامت کے روز اٹھاؤ گے۔ جس نے تمہیں دوست رکھا نیک بخت ہوگیا اور جس نے تمہیں دشمن رکھا وہ بدبخت ہوگیا۔ فرشتے تیری محبت اور دوستی سے اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں۔ آسمان میں تم سے محبت رکھنے والے زمین کی نسبت زیادہ ہیں۔ اے علی! تم میرے بعد لوگوں پر اللہ کی حجت ہو۔ تیری بات میری بات، تیرا حکم میرا حکم، تیری نہی میری نہی، تیری طاعت میری طاعت تیری نافرمانی میری نافرمانی، تیرا گروہ میرا گروہ اور میرا گروہ اللہ کا گروہ ہے۔ پھر آپ نے یہ تلاوت فرمائی ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون جس شخص نے اللہ اس کے رسول اور ان لوگوں کو دوست رکھا جو ایمان لائے (یہ لوگ) اللہ کا گروہ ہیں اور یہی لوگ غالب ہیں۔

باب ۴۲

صدیق تین ہیں۔ علی کرم اللہ وجہہ ان ستر ہزار انسانوں کے امام ہیں جو بہشت میں بغیر حساب

داخل ہوں گے۔ اس حدیث کا بیان "اے علی جو تمہیں دوست رکھیگا اللہ اس کا خاتمہ امن اور ایمان کے ساتھ کرے گا۔ اس بات کا بیان کہ علی کی حب نیکی اور آپ سے بغض رکھنا برائی۔ اللہ نے آپ سے حب رکھنے کا حکم دیا۔

مومن کے صحیفہ کا عنوان علی کی حب ہے۔ اگر لوگ علی کی محبت پر جمع ہو جاتے تو اللہ دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ علی کی شان قل ھو اللہ احد کی مانند ہے۔ علی کے حق میں تین سو آیات سے زیادہ نازل ہوئی ہیں۔ اہل بیت کے حق میں چوتھا حصہ قرآن کا نازل ہوا ہے۔ حدیث اشتیاق جنت

۱۔ (الحذف اسناد) الجلیلی اور ابوایوب انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدیق تین شخص ہیں:۔

۱۔ حبیب نجار: یہ وہ مومن ہیں جنہوں نے کہا تھا اے میری قوم رسولوں کی تابعداری کرو
۲۔ حزقیل مومن آل فرعون جس نے کہا تھا کہ تم اس آدمی کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔
۳۔ علی بن ابی طالب ہیں۔ آپ ان سے افضل ہیں۔"

۲۔ ابن مغازلی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یدخل من امتی سبعون الفا لاحساب علیهم ثم التفت الی علی وقال هم الذین جاهدوا وامامهم هذا ۔ میری امت کے ستر ہزار انسان (بہشت میں) داخل ہوں گے۔ جن سے کوئی حساب نہیں لیا جائیگا۔ رسول اللہ علی کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے جہاد کیا۔ اور ان کے امام یہ (علی) ہیں۔"

۳۔ مسند احمد میں ابو منیرہ علی کرم اللہ وجہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے تلاش کیا۔ ایک دیوار کے دامن میں مجھے سویا ہوا پاکر اپنے پاؤں مبارک سے مجھے بیدار کیا۔ فرمایا اٹھو! خدا کی قسم میں اس بات پر تم سے راضی ہوں۔ تم میرے بھائی ہو اور میرے فرزندوں کے باپ ہو۔ تم میری سنت پر جہاد کرو گے۔ جو شخص میرے عہد پر مر گیا وہ اللہ کی امان میں ہے (اے علی) جو شخص تیرے عہد پر فوت ہو گیا وہ اپنا فرض پورا کر گیا۔ تیری موت کے بعد جو شخص تیری محبت پر مر گیا، خواہ سورج طلوع کرے یا غروب اللہ تعالیٰ اس کے لئے امن اور ایمان کی مہر لگا دے گا۔"

۴۔ کتاب اصابہ میں یحییٰ بن عبدالرحمٰن انصاری سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے علی کو اس کی زندگی اور اس کی موت کے بعد دوست رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کے لئے امن اور امان کو لکھ دیا ہے۔"

۵۔ دیگر اسناد، عمار کا بیان ہے میں نے ابوذر جندب بن جنادہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے فرماتے ہوئے دیکھا۔ "اے علی تم میرے بھائی ہو اور میرے صفی ہو۔ تم میرے وصی میرے وزیر اور میرے امین ہو۔ تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ جو شخص تمہیں دوست رکھتے ہوئے انتقال کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے امن اور امان کی مہر لگا دیتا ہے۔" اور جو شخص اس حالت میں فوت ہو گیا کہ وہ تم سے بغض رکھتا تھا اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔"

۶۔ موفق بن احمد خوارزمی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا علی کی محبت نیکی ہے جس

کے ہوتے ہوئے کوئی برائی نقصان نہیں دیتی اور علی سے بغض رکھنا برائی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی۔"

۷۔ موفق ابوذر سے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے محمد اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم علی کو دوست رکھو اور اس کو بھی دوست رکھو جو علی سے دوستی رکھے۔"

۸۔ امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور موفق خوارزمی نے ابن بریدہ سے روایت کی ہے۔ آپ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار اشخاص کے ساتھ محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور مجھے اس بات کی بھی خبر دی ہے کہ وہ ان کو دوست رکھتا ہے۔ کہا گیا اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا علی ان میں سے ایک ہیں۔ آپ نے تین بار ایسا فرمایا۔ ابوذر، سلمان اور مقداد بن اسود کندی ہیں۔"

۹۔ ابن مغازلی امام زہری سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک کو کہتے ہوئے سنا۔ قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ مومن کے صحیفہ کا عنوان علی بن ابی طالب کی محبت ہے۔"

۱۰۔ موفق خوارزمی نے طاوس سے روایت کی ہے۔ آپ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ تمام کے تمام علی بن ابی طالب کی محبت پر اکٹھے ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ جہنم کو پیدا نہ کرتا۔"

۱۱۔ موفق ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! تمہاری مثال لوگوں میں ایسی ہے جیسے قرآن میں سورہ قل ھو اللہ احد کی ہے۔ جس نے سورہ قل ھو اللہ احد کو ایک مرتبہ پڑھا گویا کہ اس نے قرآن کا تیسرا حصہ پڑھ لیا۔ جس نے قل اللہ احد کو دو مرتبہ پڑھا ایسا ہے جیسا کہ اس نے قرآن کے دو حصے پڑھ لیے۔ جس نے سورہ قل ھو اللہ کو تین مرتبہ پڑھا گویا کہ اس نے تمام قرآن پڑھ لیا۔ اے علی اسی طرح تم ہو۔ جس شخص نے تمہیں دل کے ساتھ دوست رکھا اس نے تیسرا حصہ ایمان کا حصہ کر لیا۔ جس شخص نے تمہیں دل اور زبان کے ساتھ دوست رکھا اس نے ایمان کے دو حصے کر لئے۔ جس شخص نے تمہیں دل زبان اور ہاتھ کے ساتھ دوست رکھا اس نے تمام ایمان کو جمع کر لیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا۔ اگر تمہیں تمام زمین کے رہنے والے اس طرح دوست رکھتے جس طرح تمام آسمان والے تمہیں دوست رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کسی ایک کو آگ کا عذاب نہ دیتا۔"

۱۲۔ ابن مغازلی نعمان بن بشیر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ علی کی مثال اس اُمت میں سورہ قل

ہو اللہ احد کی طرح ہے۔"

۱۳۔ (حذف سند) ابن عباسؓ روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: کہ جو بھی آیت یا ایہا الذین آمنوا کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے علی اس آیت کے رئیس اور امیر ہیں۔"

۱۴۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو آیت بھی یا ایہا الذین امنوا کی صورت میں نازل کی ہے۔ علی اس آیت کے امیر اور شریف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اصحاب محمد صلعم کی کئی مقامات پر سرزنش کی ہے۔ لیکن علی کا ذکر بھلائی کے ساتھ کیا ہے۔"

۱۵۔ طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ علی کی مدح میں تین سو سے زیادہ آیات نازل ہوئے ہیں۔"

۱۶ دیوان شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا (ع) دین میں ہوں۔ مومنین کو اس کے قبول کرنے میں کوئی شک نہیں (میں دین کی) وحی ہوں۔ (یعنی) وحی کے آیات ہوں۔"

[redacted]۔ غرر الحکم میں تحریر ہے کہ (رسول اللہ نے فرمایا) لاالہ الا اللہ کے کچھ شروط ہیں۔ میں اور میری اولاد ان شروط کی ایک شرط ہیں۔"

۱۸۔ المناقب میں اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ قرآن چار حصوں میں نازل ہوا۔ ایک چوتھائی ہمارے حق میں ہے۔ ایک چوتھائی ہمارے دشمن کے بارے میں۔ ایک چوتھائی سنن اور امثال میں۔ ایک چوتھائی فرائض اور احکام میں۔ قرآن کی اچھی آیتیں ہمارے لیے ہیں۔"

۱۹۔ مشکوٰۃ میں حسن بصری انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جنت تین آدمیوں، علی، عمار، سلمانؓ کی مشتاق ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

باب ۴۳

ان احادیث کے بارے میں کہ علی کی حب میں سعادت ہے۔ حدیث قضیب احمر، حدیث لن یخرجوکم جنت اور حدیث باغی گروہ

۱۔ (بحذف سند) زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: جو شخص اس بات کو دوست رکھتا ہو کہ وہ قضیب احمر کو پکڑے یہ وہ درخت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی دائیں جانب جنت عدن میں لگایا ہے تو اسے چاہیے وہ علی بن ابی طالب کی محبت میں متمسک ہو جائے۔"

۲۔ (بحذف سند) ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: "جس شخص کو اس بات میں خوشی محسوس ہو

کہ اس کی زندگی میری زندگی اور اس کی موت میری موت کی مانند ہو۔ اور اس کی سکونت عدن (بہشت) کے باغوں میں ہو۔ جن میں میرے رب نے درخت قضیب کو لگایا ہے تو ایسے شخص کو چاہیئے وہ علی اور علی کے دوست کو دوست رکھے۔ علی کے بعد ان آئمہ کی پیروی کرے جو علی کے فرزند ہیں۔ کیونکہ یہ آئمہ میری اولاد میں یہ میری مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔ انہیں فہم اور علم عطا کیا گیا ہے۔ میری امت کے ان لوگوں کے لیئے جو ان کی فضیلت کو جھٹلائیں گے اور ان کے معاملہ میں میرا خیال نہ کریں گے، ہلاکت ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ میری شفاعت نصیب نہ کرے گا۔"

۳۔ کتاب الاصابہ میں زیاد بن مطرب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کی یہ آرزو ہو اس کی زندگی میری زندگی پر اور اس کی موت میری موت پر قائم ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ علی سے اور آپ کے بعد آپ کی اولاد سے محبت کرے گا۔"

۴۔ (بحذف اسناد) امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباء کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صبح سویرے سویرے جبرائیل نے خوش خوش نازل ہو کر کہا (اے محمد) میرے اور تمہارے بھائی اتیرے وصی اور تیری امت کے امام علی بن ابی طالب کو جو اللہ تعالیٰ نے بزرگی عطا کی ہے، اس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئی ہیں۔ کل رات اللہ تعالیٰ اپنے بندوں، فرشتوں اور عرش اٹھانے والے فرشتوں سے فخر کر رہا تھا اور کہا اے میرے فرشتو! زمین پر میری حجت کو دیکھو! کہ میری عظمت کی خاطر کس طرح اپنے رخسار کو خاک آلود کیا ہے۔ میں تمہیں گواہ کر کے کہتا ہوں کہ علی میری مخلوق کے امام اور تمام کائنات کے سردار ہیں۔

۵۔ ابن مغازلی امام جعفر صادق سے آپ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے وہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ "اے علی اگر میری امت کے اعمال ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں اور تیرا صرف احد کے دن کا عمل ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو تیرا عمل بھاری ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے احد کے دن تیرے ذریعہ مقرب فرشتوں سے فخر کیا تھا۔ سات آسمانوں کے پردے ہٹا دئے گئے تھے۔ جنت اور ساکنین جنت نے تمہاری طرف دیکھا تھا۔ رب العالمین تیری بزرگی کی وجہ سے خوش ہوا تھا۔

۶۔ (بحذف اسناد) جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے بابا رسول اللہ صلعم عرفہ کی رات تشریف لے گئے تھے اور ہم لوگوں سے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فخر کیا ہے۔ تم لوگوں کو عام طور اور علی کو خاص طور بخش دیا ہے۔ میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ نیک بخت وہ ہے۔ پورا نیک بخت وہ ہے اور

کہا حقیقت نیک بخت وہ ہے جس نے علی کو علی کی زندگی میں اور علی کو اس کی موت کے بعد دوست رکھا۔

۷۔ حموینی اور موفق بن احمد نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ جو شخص یہ پسند کرے کہ وہ میری زندگی بسر کرے اور میری طرح موت مرے اور جنت خلد میں رہے جس کا وعدہ میرے رب نے مجھ سے کیا ہے جس میں قضیب نامی درخت بویا گیا ہے تو اسے چاہیئے کہ علی سے تولا کرے علی ہرگز ہرگز تمہیں ہدایت سے باہر نہیں نکالیں گے اور ہرگز ہرگز تمہیں ہلاکت میں نہیں ڈالیں گے:

۸۔ (بحذف اسناد) امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ میری زندگی کی طرح زندگی بسر کرے اور میری موت کی طرح موت مرے اور اس جنت میں داخل ہو۔ جس کا وعدہ مجھ سے میرے رب نے کیا ہے۔ تو اسے چاہیئے کہ علی سے اور آپ کی پاکیزہ اولاد سے جو آپ کے بعد ہدایت کے امام اور تاریکی کے چراغ ہیں سے محبت کرے۔ یہ حضرات تمہیں ہدایت کے دروازے سے نکال کر گمراہی کے دروازے پر ہرگز ہرگز نہیں لے جائیں گے۔

۹۔ (بحذف اسناد) ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات اچھی معلوم ہو کہ وہ میری طرح زندگی بسر کرے اور میری طرح موت سے ہمکنار ہو اور سرخ یاقوتی قضیب کو پکڑے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے تو اسے چاہیئے وہ علی بن ابی طالب کی ولایت سے متمسک ہو جائے۔

۱۰۔ (بحذف اسناد) امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں نے اپنے نانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص یہ بات پسند کرتا ہو کہ وہ میری زندگی کی طرح زندگی بسر کرے اور میری موت کی طرح موت مرے اور جنت عدن میں داخل ہو، جس کا میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا اور جس میں قضیب نامی درخت اپنے ہاتھ سے لگایا اور اس میں اپنی روح پھونکی ہے تو ایسے شخص کو چاہیئے وہ علی کی ذات سے تولا کرے اور آپ کے بعد آپ کی اولاد سے تولا کرے جو پاک و پاکیزہ ہیں۔ ہدایت کے امام ہیں۔ تاریکی کے چراغ ہیں۔ یہ حضرات تم لوگوں کو ہدایت کے دروازے سے نکال ہلاکت کے دروازے پر نہیں لے جائیں گے:

۱۱۔ (بحذف اسناد) علقمہ اور اسود کا بیان ہے کہ ہم ابوایوب انصاری کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ہم نے عرض کیا اے ابوایوب نبی کریم صلعم کی وجہ سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے بزرگی اور فضیلت کی دولت سے مالا مال کیا ہے ہمیں اپنے اس خروج کی وجہ بتلایئے۔ آپ نے حضرت علی کے ساتھ چل کر لا الہ الا اللہ پڑھنے والوں سے جنگ کی تھی۔ ابوایوب نے کہا میں تم دونوں سے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں میرے ساتھ اس گھر میں

رسول اللہ موجود تھے۔ جس گھر میں تم دونوں میرے ساتھ تشریف رکھتے ہو۔ حضرت علی رسول اللہ کی دائیں جانب میں بائیں جانب اور انس رسول اللہ کے سامنے بیٹھے ہوتے تھے۔ گھر میں ہمارے سوا اور کوئی موجود نہیں تھا۔ اسی دوران میں دق الباب ہوا۔ رسول اللہ نے انس سے فرمایا عمار کے لئے دروازہ کھول دو۔ عمار نے داخل ہوکر رسول اللہ پر سلام عرض کیا۔ رسول اللہ صلعم نے آپ کو سلام کا جواب دیا اور خوش آمدید کہا۔ فرمایا اے عمار! عنقریب میرے بعد میری امت میں ناگفتہ بہ امور صادر ہوں گے۔ آخر کار ان امور کی وجہ سے لوگوں میں تلوار چلے گی۔ وہ ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔ ایک دوسرے سے بیزاری کریں گے (لاسکما) جب تم ان باتوں کو دیکھو تو میری دائیں طرف بیٹھنے والے اصلع یعنی علی کا ساتھ دینا۔ تمام لوگ ایک وادی میں چل رہے ہوں گے۔ صرف علیؑ ایک (اکیلی) وادی میں چل رہے ہوں گے۔ اے عمار لوگوں کو چھوڑ دینا اور علی کی وادی میں چل پڑنا اور علی تمہیں ہدایت سے الگ نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی تمہیں ہلاکت میں داخل کرے گا اے عمار! علی کی اطاعت میری اطاعت اور میری اطاعت اللہ جل شانہ کی اطاعت ہے۔"

۱۲۔ جمع الفوائد میں تحریر ہے کہ ابو عبس نے حذیفہ سے کہا کہ امیر المومنین عثمان قتل کردیئے گئے ہیں۔ اب آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں۔ حذیفہ نے کہا میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم عمار کے طریقہ کو لازم پکڑو۔ انہوں نے کہا عمار علی کو نہیں چھوڑیں گے۔ حذیفہ نے کہا حسد حسد کو ہلاک کرتا ہے۔ علی سے عمار کا قرب تمہیں عمار سے نفرت دلائے گا۔ خدا کی قسم علی عمار سے افضل ہیں۔ مٹی اور بادل میں بہت بڑا فرق ہے۔ عمار نیکو کار لوگوں میں سے ہیں"۔
(بحوالہ کبیر)

۱۳۔ ابو سعید رسول اللہ صلعم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا عمار کے معاملہ میں افسوس کا مقام ہے عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ یہ ان لوگوں کو جنت کی طرف دعوت دیں گے اور وہ لوگ عمار کو جہنم کی طرف بلائیں گے"۔ (بحوالہ بخاری)

۱۴۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عمار سے فرمایا۔ "تمہیں بشارت ہو (اے عمار) تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔ (بحوالہ ترمذی)

روزنیا نے یہ عبارت زیادہ تحریر کی ہے کہ صفین کی لڑائی کے روز (عمار) کو پیاس لگ گئی تھی۔ آپ کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا جس میں دودھ تھا۔ جب عمار نے پیالہ دیکھا تو اللہ اکبر کہا، پھر فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے آگاہ فرمایا تھا۔ کہ اس دنیا میں میرا آخری رزق دودھ ہوگا۔ جیسا کہ اس پیالہ میں موجود ہے۔ پھر آپ نے دشمن پر حملہ کردیا۔ واپس بالکل نہ ہوئے۔ آخر کار قتل ہوگئے"۔

۱۵۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھ سے ناکثین (بیعت توڑنے والے جنہوں نے جنگ جمل

برپا کی تھی) قاسطین (صفین والے) اور مارقین (خوارج نہروان میں لڑنے والے) سے جنگ کرنے کا عہد لیا تھا۔"

۱۶۔ مشکوٰۃ میں ابو قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عمار سے فرمایا یا اس وقت کی بات ہے جب حضرت عمار مدینہ کے باہر خندق کھود رہے تھے۔ اور رسول اللہ عمار کے سر پہ ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے سمیہ کا بیٹا بُرا ہے (اے عمار) تمیں باغی گروہ قتل کرے گا۔ (مسلم)

۱۷۔ نیز کتاب مسلم میں ام المومنین ام سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عمار سے فرمایا (اے عمار) تمیں باغی گروہ قتل کرے گا۔"

۱۸۔ سنن ترمذی میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا (اے) عمار تمہیں بشارت ہو تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔"

۱۹۔ جمع الفوائد میں عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا کہ جب رسول اللہ صلعم مسجد کو تیار کر رہے تھے تو آپ نے عمار سے فرمایا۔ تم جہاد پر زیادہ حریص ہو۔ اور تم اہل جنت سے ہو اور تمہیں ضرور باغی گروہ قتل کرے گا۔ عمرو عاص نے معاویہ سے کہا تو پھر تم نے عمار کو کیوں قتل کیا۔ معاویہ نے کہا خدا کی قسم تم اپنی بات میں ضرور دلیل پیش کرتے ہو۔ کیا ہم نے عمار کو قتل کیا ہے ؟ عمار کو اس شخص نے قتل کیا ہے، جو عمار کو اپنے ساتھ لے آیا ہے وہ علی ہیں۔" بحوالہ احمد

۲۰۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص نے دو آدمیوں کو حضرت عمار کے سر کے بارے میں جھگڑتے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے ہر ایک آدمی اس بات کا مدعی تھا کہ عمار کو اس نے قتل کیا ہے۔ عبداللہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ معاویہ نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے ؟ کیا تم ہمارے ساتھ تھے ؟ عبداللہ نے کہا میرے باپ نے میری شکایت نبی کریم صلعم کی خدمت میں کی تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا جب تک تیرا باپ زندہ ہے اس کی اطاعت کرتے رہو اور اس کی نافرمانی نہ کرو۔ (جنگ صفین کے موقعہ پر) میں آپ لوگوں کے ساتھ تھا لیکن میں جنگ نہیں کر رہا تھا۔" بحوالہ احمد

۲۱۔ عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ مجھے کسی چیز کا افسوس نہیں ہوا مگر اس بات کا ضرور افسوس رہا کہ میں نے علیؑ کی معیت میں باغی گروہ کے ساتھ کیوں جنگ نہ کی۔

۲۲۔ کتاب اصابہ میں حضرت عمار کے حالات کے تحت تحریر ہے کہ نبی کریم صلعم نے اس بارے میں احادیث تواتر کے درجے کو پہنچ چکی ہیں کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ عمار صفین کی جنگ میں قتل کر دیئے گئے تھے اور آپ حضرت علی کے ساتھ تھے اور یہ واقعہ ۳۷ھ ماہ ربیع الاول

کا ہے حضرت عمار کی عمر ۹۳ یا صرف ۹۰ سال تھی۔

۲۲۔ کتاب الاصابہ میں ابولیلیٰ غفاری کے حالات کے تحت تحریر ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا۔ "کہ عنقریب میرے بعد فتنہ کھڑا ہو جائے گا۔ جب یہ بات وقوع پذیر ہو تو علی بن ابی طالب کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ علی وہ ہیں جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے۔ اور قیامت کے روز سب سے پہلے مجھے ملیں گے۔ علی صدیق اکبر اور اس اُمت کے فاروق ہیں۔ آپ مومنین کے یعسوب (سردار) ہیں مال منافقین کا سردار ہے۔

باب ۴۴

حدیث لحمک لحمی، حدیث لولا ان تقول فیک، حدیث طوبیٰ، حدیث حوض، حدیث

طوبیٰ لمن احبک، حدیث اولیٰ من احبہٗ اور حدیث ان علیاً رایۃ الھدیٰ

۱۔ موفق بن احمد خوارزمی یحییٰ اور مجاہد سے روایت کرتے ہیں۔ یہ دونوں حضرات ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ "اے ام سلمہ یہ علی، اس کا گوشت میرا گوشت، اس کا خون میرا خون اور اس کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اے ام سلمہ سننا اور گواہ رہنا۔ یہ علی مومنین کے امیر، مسلمانوں کے سردار، یہ میرے علم کا ظرف، یہ میرا دروازہ ہیں جہاں سے میرے پاس آنا ہوگا۔ یہ دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں۔ اور یہ بلند کوہان پر میرے ساتھ ہوں گے"!

۲۔ (بحذف اسناد) ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم زینب بنت حجش کے مکان سے نکل کر جناب ام سلمہؓ کے گھر میں تشریف لائے اور وہ دن حضرت ام سلمہ کی باری کا تھا۔ حضرت علی تشریف فرما ہوئے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ "اے ام سلمہ! یہ علی ہیں ان کو دوست رکھو: اس کا خون میرا خون ہے علی میرے علم کا ظرف ہیں۔ سننا اور اس بات پر گواہ رہنا۔ اگر کوئی انسان رکن اور مقام کے درمیان ہزار سال اور ہزار سال اور ہزار سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اللہ سے اس حالت میں ملاقات کرے کہ وہ علی اور میری اولاد سے بغض رکھتا ہو تو قیامت کے روز اس کو اس کی ناک کے دونوں سوراخوں کے بل جہنم میں اوندھا ڈال دیا جائے گا"!

۳۔ حموینی سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ "اے علی میں دانائی کا شہر ہوں اور تم اس کا دروازہ ہو۔ شہر میں صرف دروازہ سے داخل ہونا پڑتا ہے۔ وہ شخص بالکل جھوٹا ہے جو اس بات کا مدعی ہے کہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے حالانکہ وہ تم سے بغض رکھتا ہے۔ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تیرا گوشت میرا گوشت، تیرا خون میرا خون، تیری روح، میری روح، تیرا باطن میرا باطن، تیرا ظاہر میرا ظاہر، تم میری امت کے امام ہو۔ اور میرے وصی ہو۔ جس نے تیری اطاعت کی وہ نیک بخت ہو گیا۔ جس نے تیری نافرمانی کی وہ بدبخت ہو گیا۔ جس نے تجھے دوست رکھا وہ فائدہ میں رہا، جس نے تمہاری نافرمانی کی وہ گھاٹے میں رہا۔ جس نے تمہیں پکڑے رکھا وہ کامیاب ہو گیا۔ جس نے تمہیں چھوڑ دیا وہ ہلاک ہو گیا۔ تیری مثال اور تیرے ان فرزندوں کی مثال جو آئمہ ہیں نوح کی کشتی کی مانند ہے۔ جو شخص کشتی نوح پر سوار ہوا تھا نجات پا گیا تھا اور جس نے اس کشتی کو چھوڑ دیا تھا وہ ہلاک ہو گیا تھا۔ قیامت تک ہم لوگوں کی مثال ستاروں کی مانند ہے۔ جب ایک ستارہ غائب ہو جاتا ہے تو دوسرا ستارہ طلوع کرتا ہے۔"

۴۔ (بحذف اسناد) امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس روز خیبر اللہ کی قدرت سے فتح ہو گیا تھا تو اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے علی اگر میری امت کے لوگ تمہارے بارے میں ایسی باتیں نہ کہتے جس طرح نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کہتے ہیں تو میں تیرے بارے میں ایک ایسی بات کہتا کہ مسلمانوں کے جس گروہ کے پاس سے تمہارا گزر ہوتا تو وہ تمہارے دونوں پاؤں کی مٹی اور تیری طہارت سے بچا ہوا پانی اٹھا لیتے اور اس کے ذریعہ شفا حاصل کرتے لیکن تمہارے لئے صرف یہی بات کافی ہے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، تم میرے وارث ہو گے، میں تمہارا وارث ہوں گا۔ تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اے علی تم میرا قرض ادا کرو گے تم میری سنت پر جہاد کرو گے۔ تم آخرت میں سب لوگوں سے زیادہ میرے قریب ہو گے۔ تم کل حوض پر میرے خلیفہ ہو گے۔ تم حوض پر سب سے پہلے مجھ پر وارد ہو گے۔ تم منافقین کو میرے حوض سے دور کرو گے۔ تم میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے۔ تمہارے محب اور پیرو نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے۔ سیر و سیراب ہوں گے۔ ان کے چہرے روشن ہوں گے میرے اردگرد ہوں گے۔ میں ان کی شفاعت کروں گا۔ وہ کل میرے ہمسائے ہوں گے۔ تیرے دشمن کل (قیامت کے روز) پیاس سے تڑپ رہے ہوں گے۔ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ جن کو کوڑوں سے مارا جائے گا۔ یہ آگ کے کوڑے ہوں گے۔ جن سے ان کو مارا گیا ہوگا۔

(اے علی) تیری جنگ میری جنگ ، تیری صلح میری صلح ، تیرا باطن میرا باطن ، تیرا ظاہر میرا ظاہر ، تیرے سینہ کا راز میرے سینہ کا راز ہے (اے علی) تم میرے علم کا دروازہ ہو۔ تیرے فرزند میرے فرزند ، تیرا گوشت میرا گوشت ، تیرا خون میرا خون ہے ۔ حق تیرے ساتھ ہوگا ۔ حق تیری زبان ، تیرے دل اور تیری دونوں آنکھوں کے درمیان ہوگا ۔ ایمان تیرے گوشت اور خون میں اس طرح ملا ہوا ہے جس طرح میرا گوشت اور خون میرے جسم میں ملا ہوا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہ بشارت تمہیں سنا دوں ۔ کہ تم ، تمہاری اولاد اور تمہارا محب جنت میں ہوں گے ۔ تیرا دشمن حوض پر وارد نہیں ہوگا ۔ تیرا محب حوض سے غیر حاضر نہیں ہوگا ۔ حضرت علی کا بیان ہے کہ میں یہ سن کر ، اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گر گیا اور میں نے اللہ کی حمد بجا لائی ۔ کہ اس نے کس قدر اسلام اور قرآن کی نعمت سے مجھے نوازا ہے ۔ خاتم الانبیاء اور سید المرسلین کے نزدیک مجھے محبوب بنایا ہے "۔

۵۔ امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر میری امت کے لوگ تمہارے بارے میں وہ بات نہ کہتے جو حضرت عیسیٰ بن مریم کے متعلق نصاریٰ کہتے ہیں تو میں تیرے حق میں ایک ایسی بات کہہ دیتا جب تم مسلمانوں کے گروہ کے پاس سے گزر کرتے تو وہ تیری قدموں کی خاک برکت کے لئے اٹھا لیتے "۔

۶۔ (بحذف اسناد) امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے آتے ہوئے دیکھا اور آپ کے اصحاب آپ کے ارد گرد موجود تھے فرمایا (اے علی) تیرے بارے میں عیسیٰ بن مریم کی مشابہت پائی جاتی ہے ۔ اگر میری امت کے لوگ تیرے بارے میں وہ بات نہ کہتے جو عیسیٰ بن مریم کے بارے میں نصاریٰ کہتے ہیں تو میں تیرے حق میں ایک ایسی بات کہتا اگر تم لوگوں کے کسی گروہ کے پاس سے گزرتے تو وہ تیرے دونوں قدموں کی مٹی کو اٹھا لیتے اور اس کو باعث برکت خیال کرتے اور اس کے ذریعہ شفا طلب کرتے ۔ منافق کہنے لگے محمد اس بات پر راضی نہیں ہوئے ۔ آخرکار اپنے بھائی کو مثیل عیسیٰ بن مریم بنا دیا ہے (تب) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ولما ضرب عیسیٰ ابن مریم مثلا اذا قومک منہ یصدون وقالوا ءالہتنا خیر ام ہو ما ضربوہ لک الا جدلا بل ہم قوم خصمون ان ہو (اے علی) الا عبد انعمنا علیہ وجعلناہ مثلا لبنی اسرائیل جب عیسیٰ بن مریم کی مثال بیان کی جاتی ہے تو تمہاری قوم اس سے اٹھا کرتی ہے اور کہتے ہیں کہ ہمارے خدا اچھے ہیں یا وہ ۔ اس کی مثال تم سے جھگڑے کے طور بیان کرتے ہیں ۔ جبکہ یہ جھگڑالو قوم ہے ۔ نہیں ہے

وہ یعنی علی مگر بندہ جس پر ہم نے انعام کیا ہے اور ہم نے اس کو بنو اسرائیل کے لئے مثال بنایا ہے۔ حضرت حضرت سلمان سے بھی اسی طرح روایت ہے۔

ایک دوسرے طریقہ سے ابو بصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس طرح بیان کیا ہے۔ اس کے مطابق امام جعفر صادق کا قول ہے آپ دعا میں فرماتے ہیں۔ "اے میرے اللہ ہم تیرے منذر اور نذیر محمد کو دوست کہتے ہیں۔ جس پر تو نے رحمت نازل فرمائی۔ وہ تیرے بندے اور رسول ہیں جس نے لوگوں کو غدیر کے روز علی کی ولایت کی طرف بلایا اور تو نے علی پر انعام کیا اور اس کو بنو اسرائیل کے لئے مثلاً بنایا۔"

۷۔ ثعلبی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم سے اللہ کی اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا الذین امنوا وعملوا الصالحات طوبیٰ لهم وحسن مآب فرمایا۔ طوبیٰ جنت کا ایک درخت ہے جس کی جڑ میرے گھر میں اور اس کی شاخیں ساکنین جنت پر پھیلی ہوں گی۔ آپ سے کہا گیا، اے اللہ کے رسول ہم آپ سے اسی درخت کے بارے دریافت کرتے ہیں۔ (رسول اللہ نے فرمایا) میں نے کہہ تو دیا ہے کہ وہ جنت کا ایک درخت ہے جس کی جڑ علیؑ اور فاطمہ کے گھر میں ہے اور اس کی شاخیں اہل جنت پر سایہ فگن ہوں گی۔ فرمایا میرا گھر، علی اور فاطمہ کا گھر کل کو ایک جگہ میں واقع ہوں گے۔ یہ (طوبیٰ) ایسا درخت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اور اس میں اپنی روح پھونکی ہے۔ اس سے زیور اور پوشاکیں پیدا ہوتی ہیں اور اس کی شاخیں جنت کی دیواروں کے باہر دکھی جاتی ہیں۔

۸۔ المناقب میں اصبغ بن نباتہ امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ نے حروف ابجد کی تفسیر فرمائی اور طا کی تفسیر میں فرمایا "طا سے طوبیٰ مراد ہے۔ طوبیٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اور اس میں اپنی روح نفخ فرمائی ہے اور اس کی شاخیں جنت کی دیواروں کے باہر دکھائی دیتی ہیں۔ جس سے زیور اور پوشاکیں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ چیزیں لوگوں کے منہ کے سامنے لٹکی ہوں گی۔ زیور، پھل اور پوشاک میں سے جو چیز بھی انسان چاہیں گے۔ وہ ان کی خدمت میں پیش کر دے گا۔ اگر کوئی چیز اس سے لی جائے گی تو دوبارہ اللہ تعالیٰ پہلے کی طرح اس پر موجود کر دے گا۔"

۹۔ حافظ ابو نعیم ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی تم میرے حوض پر موجود ہو گے۔ وہاں سے منافقین کو بھگاؤ گے۔ حوض کے لوٹے ستاروں کے عدد کے برابر ہوں گے

تم حسین، حسن، حمزہ اور جعفر جنت میں بھائی بھائی ہوگے۔ جنت کے تختوں پر تشریف فرما ہوکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوگے۔ تم اور تیری تابعداری کرنے والے میرے ساتھ ہوں گے۔ پھر آپ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا "ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین"۔ مسند احمد بن حنبل میں حسن بن علی سے روایت ہے کہ یہ آیت ہمارے حق میں نازل ہوئی ہے۔ نیز ابن مغازی نے بھی اس کو بیان کیا ہے۔

۱۰۔ موفق خوارزمی نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "اے علی جس نے تمہیں دوست رکھا اور تم سے تولا کیا اس کو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ جنت میں ساکن کرے گا۔ پھر آپ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا ان المتقین فی جنات ونھر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔ متقین لوگ بہشتوں میں اور نہر میں قدرت والے مالک کے پاس ٹھکانے میں قیام فرما ہوں گے۔"

۱۱۔ جمع الفوائد میں جابر اور ابوہریرہ سے روایت درج ہے کہ یہ دونوں حضرت علی سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا (اے علی) قیامت کے دن تم میرے حوض پر ساتھ ہوگے؟

۱۲۔ ابوسعید (خدری) نے رسول اللہ صلعم سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا اے علی قیامت کے دن تمہارے ہاتھ جنت کا ایک عصا ہوگا۔ جس کے ذریعہ تم میرے حوض سے منافقین کو ہٹاؤ گے۔

۱۳۔ جواہر العقدین میں ہے کہ طبرانی نے ابوکثیر سے روایت کی ہے کہ میں امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص آکر حضرت کی خدمت میں معروض تھا کہ معاویہ بن خدیج ابوسفیان کے فرزند کے پاس آپ کے والد محترم کو گالیاں دیتا ہے۔ حضرت نے اسی شخص سے فرمایا اگر اس کے بعد کبھی اس شخص کو دیکھو تو وہ شخص مجھے دکھلانا۔ میں نے ایک دن اس شخص کو دیکھا۔ اور میں نے وہ شخص آپ کو دکھلا دیا۔ امام حسن نے خدیج کے بیٹے سے کہا کہ تم جگر چبانے والے کے بیٹے کے پاس میرے والد کو گالیاں دیتے ہو۔ اگر تم میرے پاس حوض پر وارد ہوئے اور میں نہیں دیکھتا کہ تم حوض پر وارد بھی ہو گے؛ (ورنہ) تم ضرور میرے باپ کو اس حالت میں پاؤ گے کہ دامن سمیٹے دونوں آستینوں کو چڑھاتے ہوئے منافقین کو حوض رسول اللہ صلعم سے بھگا رہے ہوں گے۔ اور یہ فرمان صادق مصدق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔"

۱۴۔ امام احمد نے مناقب میں تحریر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کو پانچ چیزیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ وہ میرے لئے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہیں۔ حتیٰ کہ آپ نے فرمایا تیسری بات

یہ ہے کہ علی میرے حوض پر قیام فرما ہوں گے۔ میری اُمت میں سے جس شخص کو پہچان لیں گے اس کو سیراب کریں گے

۱۵۔ المناقب میں سعید بن جبیر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: اے علی تم میرے حوض کے مالک ہو گے اور جھنڈے کو اٹھائے ہوئے ہو گے۔ میرے دل کے حبیب ہو، میرے وصی ہو اور میرے علم کے وارث ہو۔ مجھ سے پہلے تمہیں انبیا کے متروکات سپرد کئے گئے ہوں گے۔ اللہ کی زمین میں اللہ کے امین اور مخلوقات میں اللہ کی حجت ہو۔ تم ایمان کے رکن اور اسلام کے ستون ہو۔ تم تاریکی کا چراغ ہو۔ ہدایت کا روشن مینار ہو اور دنیا والوں کے لئے بلند نشان ہو۔ اے علی جس نے تیری اتباع کی وہ نجات پا گیا۔ جس نے تمہیں چھوڑ دیا وہ ہلاک ہو گیا۔ تم واضح راستہ اور صراط مستقیم ہو۔ تم سفید پیشانیوں والوں کے راہنما ہو اور مومنین کے سردار ہو۔ جس کا میں مولا ہوں تم اس کے مولا ہو۔ میں ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کا مولا ہوں۔ تمہیں وہ شخص دوست رکھے گا جس کی ولادت پاک و پاکیزہ طور پر ہوئی ہو گی۔ جب مجھے رب آسمان پر لے گیا تھا تو میرے رب نے مجھ سے گفتگو فرمائی تھی۔ اور فرمایا تھا۔ اے محمد علی کو میری طرف سے سلام کہدو اور اس کو اس بات سے آگاہ کر دو کہ وہ میرے دوستوں کے امام ہیں۔ اور میری اطاعت کرنے والے کے لئے نور ہیں (اے علی) تمہیں اس بندگی کے حاصل ہونے کی وجہ سے مبارک ہو!

۱۶۔ عیون الاخبار میں امام رضا علیہ السلام سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا گیا کہ رسول اللہ نے فرمایا اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اهتدیتم میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ امام نے فرمایا حدیث تو صحیح ہے لیکن رسول اللہ کی مراد اس سے یہ ہے کہ جن اصحاب نے آپ کے بعد دین کو تبدیل اور متغیر نہ کیا ہو۔ کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ قیامت کے دن میرے اصحاب میرے حوض سے اس طرح ہٹائے جائیں گے جس طرح آوارہ گرد اونٹ پانی سے ہٹائے جاتے ہیں۔ اس وقت میں (بارگاہ ایزدی میں) عرض کروں گا اے میرے رب یہ تو میرے اصحاب ہیں، کہا جائے گا۔ آپ کو علم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد بدعتیں پیدا کی تھیں۔ انہیں پکڑ کر بائیں جانب لے جایا جائے گا۔ میں کہوں گا ان لوگوں کے لئے دوری ہو اور ان لوگوں کے لئے ہلاکت ہو! اصحاب کو (حوض سے) ہٹانے کے متعلق احادیث وارد ہوئی ہیں۔ ان میں نو احادیث مسلم میں اور آٹھ احادیث بخاری میں بیان کی گئی ہیں نیز ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں بھی اس کے متعلق احادیث موجود ہیں۔ اور مشکوٰۃ میں دو حدیثیں بیان ہوئی ہیں؟

۱۷۔ حموینی نے علی بن مہدی رقی سے روایت بیان کی ہے وہ امام رضا علیہ السلام سے آپ اپنے باپ سے وہ

اپنے اباء سے یہ حضرات امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علی! جس شخص نے تمہیں دوست رکھا اور تمہاری تصدیق کی اس کے لیئے خوشخبری ہے اور جس شخص نے تم سے بغض رکھا اور تمہیں جھٹلایا اس کے لیئے ہلاکت ہے۔ تمہیں دوست رکھنے والے آسمان والوں میں مشہور (معروف) ہیں۔ یہ لوگ دین والے، پرہیزگاری والے اور خوبصورت راستے والے عاجزی والے ہیں۔ ان کی آنکھیں فروتنی والی اور ان کے دل ڈرنے والے ہیں۔ یہ لوگ تیری ولایت کو پہچانتے ہیں۔ ان لوگوں کی زبانیں تیری بزرگی بیان کرنے میں گویا رہتی ہیں۔ تیرے اور ان آئمہ کے جو تیرے فرزند ہوں گے کے فرط اشتیاق میں ان کی آنکھیں اشکبار رہتی ہیں۔ وہ اس بات پر عمل کرتے ہیں جس کا حکم انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں دیا اور جو حکم ان لوگوں کو میں نے دیا اور جو حکم انہیں تم نے دیا اس پر عمل کرتے ہیں اور جو حکم قرآن اور میری سنت سے انہیں ان آئمہ نے دیا جو تیرے فرزند ہیں عمل کرتے ہیں۔ وہ لوگ ایک دوسرے سے صلہ رحم کرتے ہیں اور آپس میں محبت کرتے ہیں۔ فرشتے ان پر درود بھیجتے ہیں۔ ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔ اگر ان میں کوئی گنہگار ہو تو اس کے لیئے مغفرت طلب کرتے ہیں

۱۰۔ موفق بن احمد خوارزمی اعمش سے وہ ابو وائل سے وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آسمان والوں میں سے جس نے سب سے پہلے حضرت علی کو اپنا بھائی بنایا وہ اسرافیل تھے۔ پھر میکائیل نے پھر جبرائیل نے (علی کو اپنا بھائی بنایا)۔ آسمان والوں میں سے سب سے پہلے جس نے علی کو دوست رکھا وہ عرش اٹھانے والے (فرشتے) ہیں۔ پھر جنت کے خزانچی رضوان نے پھر موت کے فرشتے نے۔ موت کا فرشتہ علی ابن ابی طالب کے محب پر اس طرح رحم کرتا ہے جس طرح وہ انبیا علیہم السلام پر (ان کی قبض ارواح کے وقت) کرتا ہے۔

باب ۴۵

ان احادیث کے بیان کے بارے میں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے امتحان کے بارے میں وارد ہوئیں

۱۔ حافظ ابونعیم نے اپنی سند کے ساتھ کتاب حلیۃ الاولیاء میں ابو برزہ اسلمی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے علی کے متعلق عہد کیا کہ علی ہدایت کے نشان ہیں۔ میرے اولیاء کے امام ہیں اس کے لئے نور ہیں جس نے میری اطاعت کی۔ آپ وہ کلمہ ہیں جس کو متقین نے لازمی پکڑا ہے۔ جس نے اس

کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ جس نے اس کو ناراض رکھا اس نے مجھے ناراض رکھا۔ اے ابو برزہ) اس بات کی علی کو بشارت دے دو۔ حضرت علی تشریف لائے۔ میں نے اس بات کی اس کو بشارت دے دی۔ حضرت علی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں اللہ کا بندہ ہوں اگر وہ مجھے عذاب دے گا تو یہ بات میرے گناہ کی وجہ سے ہو گی (اللہ تعالیٰ مجھ سے) اس بات کو پورا کرائے جس کی مجھے بشارت دی ہے۔ اللہ میرا مالک ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میں نے کہا اے میرے اللہ علی کے دل کو بزرگ بنا (در علی کو ایمان کا سر سبز مقام دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ایسا کر دیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کہا۔ میں نے علی کو مصائب اور امتحان کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ میں نے عرض کیا اے میرے رب! علی تو میرے بھائی اور میرے وصی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ بات میری قضا و قدر میں پہلے گزر چکی ہے۔ وہ ضرور امتحان اور تکلیف میں مبتلا ہوں گے"۔

۲۔ دبحذف اسناد) حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ جا رہا تھا۔ ہم لوگ ایک باغ میں وارد ہوئے۔ رسول اللہ نے مجھے گلے لگا لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا میں اس لئے رو رہا ہوں کہ لوگوں کے دلوں میں تیرے متعلق پوشیدہ کینے ہیں۔ وہ لوگ ان کینوں کو میرے بعد ظاہر کریں گے۔ میں نے عرض کیا میرا دین تو سالم ہوگا؟ فرمایا تمہارا دین سالم ہوگا"۔

۳۔ موفق بن احمد نے ابو سعید حذری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے علی کو اس بات کی خبر دی تھی۔ کہ آپ کے دشمن آپ سے جنگ کریں گے۔ یہ سُن کر حضرت علی رو پڑے۔ حضرت علی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میں آپ سے اپنے حق قرابت اور حق صحبت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اپنے پاس بلالے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے علی! میں نے تیرے متعلق مقررہ وقت پر موت کی دعا کی ہے۔ حضرت علی نے کہا میں ان سے کس بات پر جنگ کروں گا۔ فرمایا ان لوگوں نے دین میں نئی نئی باتیں داخل کر دی ہوں گی"۔

۴۔ موفق بن احمد اپنی سند میں عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے خیبر کی لڑائی کے روز علم حضرت علی کو دے دیا تھا۔ اللہ نے خیبر کو علی کے ہاتھ پر فتح کیا تھا۔ رسول اللہ نے غدیر خم کے روز لوگوں کو آگاہ کیا کہ علی ہر مومن اور ہر مومنہ کے مولا ہیں۔ فرمایا۔ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں تم لوگوں سے قرآن کی تفسیر کے متعلق اس طرح جہاد کرو گے جس طرح میں نے قرآن کی تنزیل کے موقعہ پر لوگوں سے جہاد کیا تھا۔ فرمایا اے علی! تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔

لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ علی علے فرمایا میری اس سے صلح ہے جس سے تمہاری صلح ہے۔ میری اس سے جنگ ہے جس سے تمہاری جنگ ہے۔ تم اسلام ودین کی مضبوط رسی ہو۔ میرے بعد تم لوگوں پر مشتبہ باتوں کی وضاحت کروگے اور میرے بعد ہر مومن اور مومنہ کے سردار ہو۔ اور تم وہ ہو جس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر۔ تم میری سنت پر قائم رہنے والے ہو اور بدکردار قوم کو (حوض کوثر سے) بھگانے والے ہو۔ میں اور تم پہلے شخص ہوں گے جن سے زمین شق کی جائے گی (قبر سے باہر نکلیں گے) تم میرے ساتھ جنت میں داخل ہوگے۔ حسن (، حسین اور فاطمہ ہمارے ساتھ ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی ہے کہ میں تمہیں تمہاری حقیقت بیان کردوں۔ میں نے لوگوں سے کہہ دیا اور ان تک بات پہنچادی ہے۔ جس کے پہنچانے کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا تھا۔ پھر حضرت علی سے فرمایا لوگوں کے ان کینوں سے بچتے رہنا جن کو انہوں نے چھپا رکھا ہے اور میری موت کے بعد ان کو ظاہر کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلعم رو پڑے۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا مجھے جبرائیل نے خبر دی ہے کہ وہ لوگ تم پر میرے بعد ظلم کریں گے۔ یہ ظلم میری اولاد سے بالکل ختم نہیں ہوگا۔ حتیٰ کہ ان کا قائم قیام فرما ہوگا (پھر) ان حضرات کا کلمہ بلند ہوگا۔ امت کا ان کی مودت پر اجماع ہوگا۔ ان کے عیب جو کم ہوں گے۔ ان سے نفرت کرنے والے ذلیل ہوں گے۔ ان کی تعریف کرنے والے بہت ہونگے یہ اس وقت ہوگا جب شہر تہس نہس ہوں گے۔ بندے کمزور کردیئے جائیں گے۔ جب نجات سے مایوسی ہوچکی ہوگی۔ اس وقت قائم وآل محمد عجل اللہ فرجہ) مع اپنے اصحاب کے قیام فرما ہوں گے۔ اللہ حق کو غلبہ دے گا۔ یہ لوگ اپنی تلواروں سے باطل کو بجھادیں گے۔ کچھ لوگ شوق سے ان کا اتباع کریں گے اور بعض لوگ ڈر کے مارے ان کی پیروی کریں گے۔ تمہیں کشائش کی بشارت ہو! اللہ کا وعدہ حق ہے جس کے وہ خلاف نہیں کرتا۔ اس کا فیصلہ اٹل ہے جس کو وہ واپس نہیں لیتا وہ حکیم اور خبیر ہے۔ بے شک اللہ کی فتح قریب ہے۔ اے میرے اللہ یہ لوگ میرے اہل میں۔ ان سے نجاست کو دور رکھ اور انہیں کما حقہ پاک و پاکیزہ فرما۔ اے میرے اللہ ان کی حفاظت کرنا اور ان کی نگرانی کرنا اور ان کا ہو کے رہنا۔ ان کی مدد کرنا، ان کو عزت دینا، ان کو ذلیل نہ کرنا۔ ان میں میرے لحاظ کا خیال رکھنا۔ تو جس چیز کو چاہتا ہے قدرت رکھتا ہے۔

۵۔ سنن ابن ماجہ قزوینی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اسی دوران میں بنو ہاشم کے نوجوان آتے ہوئے دکھائی دیے۔ جب رسول اللہ صلعم نے ان کو دیکھا

تو آپ کی دونوں آنکھوں میں آنسو بھر آئے ۔ اور آپ کا رنگ متغیر ہو گیا ۔ میں نے خدمت میں عرض کیا ۔ میں آپ کے چہرے پر ایک ایسی چیز دیکھ رہا ہوں جس کو میں مکروہ سمجھتا ہوں ۔ فرمایا ہم لوگ اہل بیت ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیا کی بجائے آخرت کو پسند کیا ہے ۔ میرے بعد تھوڑے عرصہ کے اندر میرے اہل بیت ایک امتحان اور مصیبت میں مبتلا ہوں گے ۔ (اپنے وطن سے) نکالے اور بھگائے جائیں گے ۔ حتیٰ کہ (وہ زمانہ آئے گا کہ) مشرق کی جانب سے ایک قوم آئے گی ۔ جن کے ساتھ سیاہ جھنڈے ہوں گے ۔ وہ لوگ لوگوں سے نیکی کا مطالبہ کریں گے لیکن لوگ ان کو نیکی نہیں دیں گے ۔ یہ لوگ ان سے جنگ کر کے فتح یاب ہو جائیں گے ۔ (اب) یہ لوگ ان کا مطالبہ پورا کریں گے ۔ لیکن یہ حضرات اب اس چیز کو قبول نہیں کریں گے ۔ حتیٰ کہ یہ لوگ اس نیکی کو میرے اہل بیت کے ایک ایسے مرد کے حوالے کریں گے جس نے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیا ہو گا ۔ (اور اس سے پہلے) لوگوں نے اس کو ظلم و ستم سے بھر دیا ہو گا ۔ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی کو بھی پائے تو ان کے پاس جانا چاہیئے ۔ اگرچہ برف پر چل کر کیوں نہ جانا پڑے ۔"

- حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا ، "ہر وہ کینہ و عناد جس کو قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خاطر پوشیدہ کر رکھا تھا ۔ اس کینہ کو میرے متعلق ظاہر کر دیا اور میرے بعد عنقریب میری اولاد میں وہ کینہ ظاہر کریں گے ۔ میں نے قریش کا کیا بگاڑا ہے ؟ یہی ہے کہ میں نے اللہ اور رسول کے حکم کی وجہ سے ان کو قتل کیا ہے ۔ کیا یہی اس شخص کا معاوضہ ہے ؟ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ۔ کاش کہ ! وہ لوگ مسلمان ہوتے !

- حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے دیوان میں (یہ اشعار ہیں) آپ نے فرمایا ؎

ا ۔ تم قریش کے لوگ میرے قتل کرنے کے آرزومند ہو ۔ تمہارے رب کی قسم ایسا نہیں ہو گا ۔ تم کوئی نیکی نہیں حاصل کرو گے اور نہ کامیاب ہو گے ۔

ب ۔ کیا میں ایسا ہو گیا ہوں کہ میرے اہل (بیت) اور شیعوں نے دین کے بارے میں فسق و فجور کیے اور میں نے انہیں کھلا چھوڑ دیا ہے ؟

ج ۔ ان لوگوں نے میری بیعت کر کے میرے ساتھ وفا نہیں کی ۔ ان لوگوں نے مکر کے پردہ میں میرے ساتھ دشمنی کی ہے ۔

باب ۴۶

حدیث شہد کی مکھی جس کا نام صیجانی تھا۔ حدیث ناشپاتی و ورق آس، صندوق اور بادام کا بیان

۱۔ حموینی نے فرائد السمطین میں اپنی سند کے ساتھ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ کے ساتھ ایک گلی میں جا رہا تھا۔ علی کا ہاتھ رسول اللہ کے ہاتھ میں تھا۔ ہمارا گزر ایک شہد کی مکھی کے پاس سے ہوا۔ شہد کی مکھی نے چلا کر کہا یہ محمد ہیں جو انبیا کے سردار ہیں۔ یہ علی ہیں جو اوصیا کے سردار ہیں اور آئمہ طاہرین کے باپ ہیں۔ پھر ہمارا گزر ایک اور شہد کی مکھی کے پاس سے ہوا۔ مکھی نے چلا کر کہا یہ (محمدؐ) ہدایت یافتہ ہیں۔ اور یہ علی ہدایت کرنے والے ہیں۔ پھر ہم ایک اور شہد کی مکھی کے پاس سے گزرے۔ مکھی نے چلا کر کہا یہ محمد ہیں جو اللہ کے رسول ہیں اور یہ علی ہیں جو اللہ کی تلوار ہیں۔ نبیؐ نے فرمایا۔ اے علی! اس کا نام صیجانی رکھو۔ اس دن سے اس کا نام صیجانی پڑ گیا۔

۲۔ الجوت اسناد، حضرت علی ابن ابی طالب حضرت رسول صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ جب میں آسمان پر گیا تھا تو جبرائیل نے میرا ہاتھ پکڑ کر جنت کی ایک قالین پر بٹھا دیا اور مجھے ایک ناشپاتی دی اور میں نے اس کو الٹا پلٹا وہ گر گئی۔ اس سے ایک خوبصورت عورت نمودار ہوئی۔ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت عورت کبھی نہیں دیکھی تھی۔ وہ عورت کہنے لگی۔ اے اللہ کے رسول تم پر سلام ہو۔ میں نے کہا تم کون ہو۔ اس نے کہا میرا نام راضیہ مرضیہ ہے۔ مجھے تین چیزوں سے بنایا گیا۔ میرا نچلا حصہ مشک سے، درمیان والا حصہ کافور سے اور میرا اوپر والا حصہ عنبر سے بنایا گیا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے آب حیات سے گوندھا ہے۔ پھر مجھے اللہ جبار نے کہا ہو جا۔ پس میں ہو گئی۔ اور اللہ نے مجھے تیرے بھائی علی بن ابی طالب کی خاطر پیدا کیا ہے۔ اس حدیث کو علامہ زمخشری نے اپنی کتاب ربیع الابرار میں بھی بیان کیا ہے۔ نیز کتاب المناقب میں اعمش عطیہ عوفی سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں، لیکن یہ عبارت اور زائد کی ہے کہ اس چیونٹی کے آنکھوں کے دونوں پردے اس کی چونچ کے آگے تک تھے۔ میں نے کہا۔ اے احمد تم پر سلام ہو اے محمد تم پر سلام ہو!

۳۔ موفق بن احمد اپنی سند میں امام محمد باقر علیہ السلام آپ جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

نے فرمایا۔ میرے پاس جنت کے آس کا سبز پتہ جبرائیل لے کر نازل ہوئے۔ جس پر سفید عبارت تحریر تھی "میں اللہ ہوں۔ میں نے اپنی مخلوق پر علی کی مودت فرض کر دی ہے۔ اے میرے حبیب (محمد) میری طرف سے لوگوں کو یہ بات پہنچا دو۔"

۴۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ جب تین دفعہ مبارزت طلبی کے بعد خندق کی جنگ کے روز عمرو بن عبدود عامری کو جو تمام عرب سے زیادہ بہادر تھا حضرت علی نے قتل کر دیا۔ حضرت علی کی تلوار سے خون بہ رہا تھا۔ جب رسول اللہ صلعم نے خون کو بہتے ہوئے دیکھا۔ تو فرمایا۔ اے میرے اللہ! علی کو ایسی فضیلت عطا کر کہ ایسی فضیلت کسی کو عطا نہ کی ہو۔ جبرائیل نازل ہوئے۔ آپ کے ساتھ جنت کی ایک صندوق تھی اور عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ اس صندوق کو علی کے حوالے کر دو۔ حضرت علی نے جب اس صندوق کو لیا، تو وہ صندوق حضرت علی کے ہاتھ پر دو حصوں میں کھل گئی جس میں سبز رنگ کے ریشم کا ایک ٹکڑا تھا۔ جس پر یہ دو سطریں تحریر تھیں۔ "اللہ غالب کا تحفہ ہے علی بن ابی طالب علی کے لئے۔"

۵۔ نیز صاحب روضۃ الفضائل اور صاحب ثاقب المناقب دونوں نے سالم بن ابی جعد سے آپ جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ شیخ فریدالدین عطار نیشاپوری قدس سرہٗ کتاب مظہر الصفات میں تحریر کرتے ہیں کہ میں اپنے شیخ اور معتمد شیخ نجم الدین کبری قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں موجود تھا آپ نے مجھے یہ حدیث بیان فرمائی۔ آپ پر وجد اور حال قوی غالب ہوگیا۔ آپ بھی رو پڑے اور میں بھی رو پڑا۔ اور دنیا ہماری آنکھوں کے سامنے ذلیل ہوگئی۔

۶۔ المناقب میں حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: کہ ضربۃ علی یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ۔ خندق کے روز علی کی ایک ضربت میری امت کے قیامت تک ہونے والے اعمال سے افضل ہے۔"

۷۔ حافظ ابونعیم نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب خندق کے روز حضرت علی نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وکفی اللہ المومنین القتال۔ اللہ نے مومنین کو جنگ سے بچا لیا یعنی۔ علی کے ذریعہ۔

۸۔ حافظ جلال الدین نے روایت کیا ہے کہ ابن مسعود کے قرآن میں یہ آیت اس طرح تھی (وکفی اللہ المومنین القتال) یعنی اللہ نے مومنین کو علی کے ذریعہ جنگ سے بچا لیا۔

۹۔ ابن مغازلی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جبرائیل نازل ہوئے اور ان کے ساتھ

بادام موجود تھا۔ کہا اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ سے فرماتا ہے کہ اس بادام کو توڑ دو۔ جب رسول نے بادام کو توڑا تو اس سے ایک سبز ورق نمودار ہوا۔ جس پر یہ عبارت تحریر تھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی و نصرتہ بہ۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے آپ کی تائید اور نصرت علی کے ذریعہ کی۔"

باب ۴۷

سورج کا غروب ہونے کے بعد واپس لوٹنا

۱۔ جمع الفوائد میں اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عصر کی نماز صہبا کے مقام پر ادا فرمائی۔ حضرت علی کو کسی کام کی خاطر بھیج دیا۔ جب حضرت علیؑ واپس تشریف لائے تو رسول اللہ عصر کی نماز پڑھ چکے تھے۔ رسول اللہ نے اپنا سر مبارک علی کی گود میں رکھ دیا۔ رسول اللہ کو نیند آگئی۔ حضرت علیؑ نے کوئی حرکت نہ کی۔ آخر کار سورج غائب ہو گیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے میرے اللہ تیرے بندے علی نے تیرے نبیؐ کی خاطر اپنے نفس پر ضبط سے کام لیا۔ اس کی خاطر سورج پھر واپس لوٹا۔ اسماء کا بیان ہے کہ سورج حضرت علی کے لئے ظاہر ہو گیا۔ حتیٰ کہ سورج پہاڑوں اور زمین پر طلوع ہو گیا تھا۔ حضرت علی قیام فرما ہوتے اور وضو فرما کر نماز عصر ادا کی۔ پھر سورج غروب ہو گیا۔ یہ واقعہ صہبا کے مقام کا ہے۔

۲۔ رحذوف اسناد، اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کی طرف وحی فرمائی۔ وحی نے رسول اللہ کو ڈھانپ لیا۔ علی نے اپنے کپڑے سے رسول اللہ کو چھپا دیا۔ سورج غائب ہو گیا۔ جب وحی چلی گئی، تو رسول اللہ نے فرمایا: اے علی تم نے عصر کی نماز ادا کی ہے۔ علی نے عرض کیا نہیں اے اللہ کے رسول۔ آپ کی وجہ سے نماز سے غافل ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے اللہ! علی کی طرف سورج لوٹا دے۔ اسماء کا بیان ہے سورج واپس آگیا۔ حتیٰ کہ میرے حجرے کے قریب آگیا۔"

۳۔ کتاب الارشاد میں ام سلمہ، اسماء بنت عمیس، جابر بن عبداللہ، ابو سعید خدری اور ان کے علاوہ صحابہ کی ایک جماعت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم گھر میں تھے۔ آپ کو وحی نے ڈھانپ لیا۔ رسول اللہ نے علی کی ران کا سہارا لیا۔ رسول اللہ نے اپنا سر نہ اٹھایا۔ اس دوران میں سورج غروب ہو گیا۔ حضرت علی نے عصر کی نماز اشاروں سے ادا فرمائی۔ جب رسول اللہ کو ہوش آئی تو فرمایا اے میرے اللہ علی کی خاطر سورج کو واپس لوٹا دے۔ سورج واپس لوٹ آیا۔ آسمان پر وقت عصر ہو گیا۔ حضرت علی نے نماز عصر ادا کی۔ سورج پھر غائب ہو گیا۔

حسان بن ثابت نے یہ اشعار پڑھے :

۴۔ (ا) اے قوم علی کی مانند کون ہو سکتا ہے۔ غروب ہونے کے بعد جن کی خاطر سورج پھر واپس لوٹا تھا۔
(ب) آپ رسول اللہ کے بھائی اور داماد ہیں۔ ایسے بھائی جن کی نظیر صحابہ میں نہیں مل سکتی۔ نیز اس حدیث کو امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے آباء طاہرین سے روایت کیا ہے۔

۵۔ الشفاء میں تحریر ہے کہ طحاوی نے مشکل الحدیث میں اسماء بنت عمیس سے اس حدیث کو دو طریق سے روایت کیا ہے (۱) رسول اللہ صلعم کو جب وحی ہوئی تھی تو آپ کا سر حضرت علی کی گود میں تھا۔ حضرت علی نے عصر کی نماز ادا نہیں فرمائی تھی اور سورج غروب ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ تم نے نماز کو ادا کیا ہے۔ حضرت علی نے عرض کیا نہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے میرے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں ہے اس پر سورج کو دوبارہ لوٹا دے۔ اسماء کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا تھا کہ سورج غروب ہو گیا تھا۔ اور غروب ہونے کے بعد پھر طلوع ہوا تھا۔ اور سورج پہاڑوں اور زمین پر ٹھہرا ہوا تھا۔ اور یہ واقعہ صہبا کے مقام کا ہے جو خیبر کے علاقہ میں واقع ہے۔ علامہ طحاوی نے کہا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں، حدیث شق القمر اور حدیث رد الشمس اپنے مقام پر صحیح ثابت ہیں۔ اور ان دونوں احادیث کو معتبر راویوں نے روایت کیا ہے۔

علامہ ابن حجر نے الصواعق المحرقہ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت علی کی واضح کرامات میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ حضرت علی کی خاطر سورج واپس لوٹا تھا۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک آپ کی گود میں تھا۔ اور حضرت علی نے عصر کی نماز ادا نہیں فرمائی تھی اور سورج غروب ہو گیا تھا جب وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چلی گئی تھی تو رسول اللہ نے فرمایا اے میرے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں مصروف تھے اس پر سورج کو واپس لوٹا دے۔ غروب ہونے کے بعد سورج پھر نمودار ہوا۔ علامہ طحاوی نے اس حدیث کو صحیح مانا ہے اور قاضی عیاض نے اس کو اپنی کتاب الشفاء میں تحریر کیا ہے۔ شیخ الاسلام ابو ذرعہ نے اس حدیث کو حسن تحریر کیا ہے اور آپ کی اتباع اور لوگوں نے بھی کی ہے۔ کتاب الکبریت الاحمر میں تحریر ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی نے کہا۔ اے میرے اللہ تو نے اس کے لئے سورج کو واپس لوٹایا اور اس کے لئے چاند کے دو ٹکڑے کئے۔ الکبریت الاحمر کے شارح نے مذکور حدیث کو رد الشمس کے واقعہ میں بیان کیا ہے۔"

۶۔ المناقب میں ابو جعفر امام محمد باقر اپنے باپ سے وہ آپ کے دادا حسین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب میرے باپ (امیر المومنین علیؑ) نہروان کی جنگ سے واپس ہوتے تھے تو آپ کا گذر سرزمین بابل سے

ہوا تھا۔ نماز عصر کا وقت آگیا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایسی زمین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تین دفعہ دھنس دیا ہے۔ نبی کے وصی کے لئے اس پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ جویریہ بن مسہر عبدی کا بیان ہے کہ لوگوں نے وہاں نماز ادا کی میں سو سواروں کے ساتھ امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ رہا۔ آخر کار ہم نے زمین بابل کے سر کو طے کر لیا اور سورج غروب ہو گیا تھا۔ حضرت سواری سے نیچے اتر پڑے اور مجھے فرمایا میرے لئے پانی لے آؤ۔ میں نے حضرت کی خدمت میں پانی پیش کر دیا۔ آپ نے وضو فرمایا اور کہا اے جویریہ کے بیٹے عصر کی اذان کہو!" میں نے اپنے دل میں سوچا کہ ہم لوگ عصر کی نماز کیسے پڑھیں گے۔ سورج تو غروب ہو چکا ہے۔ میں نے اذان کہہ دی۔ مجھے فرمایا اقامت کہو، میں نے اقامت کہہ دی۔ میں ابھی اقامت کہہ ہی رہا تھا کہ حضرت کے دونوں لب مبارک متحرک ہوئے۔ فوراً گیا ہوا کہ سورج واپس لوٹ آیا۔ ہم نے آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔ جب ہم لوگ نماز سے فارغ ہو گئے تو سورج جلدی سے ایسے غائب ہو گیا۔ جیسے چراغ پانی کے طشت میں رکھے ہوئے غائب ہو جاتے۔ ستارے جگمگانے لگے۔ حضرت میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے کمزور یقین رکھنے والے نماز مغرب کی اذان کہو۔ [1]

---

[1] بابل کی سرزمین عراق میں واقع ہے۔ بابل کے قدیم کھنڈرات اور چاہ بابل جس کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے اب سرزمین عراق میں آثار قدیمہ کی صورت میں موجود ہے۔ اس وقت چاہ بابل اور شہر بابل تباہ شدہ حالت میں موجود ہے۔ چاہ بابل پاٹ کر اس کے اوپر سبزے کے ساتھ شیر کی شکل بنا دی گئی ہے۔ بابل کی عمارات کی اینٹوں پر ایک ہرن نما جانور قریباً ہر اینٹ کی زینت بنا ہوا ہے۔ یہ جانور اس وقت عراق کی سرزمین سے نیست و نابود ہو چکا ہے۔ منہدم شہر کا عجائب گھر حال ہی میں تیار ہو رہا تھا۔ عجائب گھر کی عمارت پر بھی مذکورالصدر جانور کی تصاویر منقش کی کی جا رہی تھیں۔ بابل کے منہدم شہر سے کوئی ایک میل کے فاصلہ پر حضرت عمران بن علی علیہ السلام کا مزار مقدس ایک ریت کے ٹیلے کے اوپر موجود ہے۔ حضرت کی ضریح زمین کے اندر کافی گہرائی میں موجود ہے۔ سیڑھی کے ذریعہ اتر کر آپ کی ضریح کے پاس جانا پڑتا ہے۔ آپ کی قبر کے اردگرد لکڑی کا جنگلا لگا ہوا ہے۔ جہاں امیر المومنین علیہ السلام نے سورج کو واپس لوٹایا تھا۔ وہ جگہ اسی علاقہ میں موجود ہے۔ شہر بابل سے کافی فاصلہ پر موجود ہے۔ اس وقت وہاں ایک کچی مسجد بنی ہوئی ہے جو مسجد رد الشمس کے نام سے مشہور ہے۔ مسجد کے اندر ایک بیری اور تین کھجور کے درخت موجود ہیں۔ یہ مسجد رد الشمس کربلا معلیٰ سے نجف جاتے ہوئے راستہ میں پکی سڑک کے نزدیک پڑتی ہے۔ پکی سڑک سے قریباً دو ایکڑ زمین کے فاصلہ پر مسجد موجود ہے۔ احقر نے ان مقامات کی زیارت جولائی ۱۹۶۱ء میں کی ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام کے اگر مفصل معجزات ملاحظہ فرمانا چاہیں تو آپ کتاب عیون المعجزات مؤلف علامہ شیخ (باقی اگلے صفحہ پر)

۷. موفق بن احمد خوارزمی نے اپنی سند میں مجاہد سے روایت کی ہے کہ ابن عباس سے روایت کیا گیا کہ آپ علی ابن ابی طالب کی شان میں کیا کہتے ہیں۔ عبداللہ بن عباس نے کہا خدا کی قسم وہ ثقلین کے ایک فرد ہیں۔ کلمہ شہادتین پڑھنے میں سبقت کی ہے۔ دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔ دو دفعہ بیعت کی ہے۔ آپ دو فرزندوں حسن اور حسین کے باپ ہیں۔ آپ کی خاطر دو دفعہ سورج واپس لوٹا۔ آپ کی مثل اُمّہ میں ذی القرنین کی مانند ہے۔ وہ میرے اور تمام جن و انس کے مولا ہیں۔"

باب ۴۸

حضرت نبی کریم صلعم کا حضرت علی کو خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھانا

۱۔ جمع الفوائد میں حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں اور نبی صلعم چل کر کعبہ کے پاس پہنچے۔ رسول اللہ نے مجھے فرمایا (اے علی) بیٹھ جاؤ۔ رسول اللہ میرے کندھے پر سوار ہو گئے۔ جب میں اُٹھنے لگا تو رسول اللہ نے مجھ میں کمزوری کو محسوس فرمایا۔ آپ مجھ سے نیچے اُتر آئے۔ حضرت میری خاطر بیٹھ گئے۔ مجھے فرمایا میرے کندھے پر بیٹھ جاؤ۔ میں رسول اللہ کے دونوں کندھوں پر سوار ہو گیا۔ رسول اللہ مجھے اُٹھاتے ہوئے قیام فرما ہو گئے میں اتنا بلند ہوا میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے اُفق تک پہنچ جاؤں گا۔ میں مکان (خانہ کعبہ) کی چھت پر چڑھ گیا۔ گھر کی چھت پر زرد تانبے کی مورتی رکھی ہوئی تھی۔ میں نے اس کو دائیں بائیں، سامنے اور پیچھے کی جانب حرکت دینا شروع کر دیا۔ جب میں نے اس مورتی کو اپنی گرفت میں پوری طرح سے لے لیا۔ تو رسول اللہ نے فرمایا اس کو نیچے پھینک دو۔ میں نے اس کو نیچے پھینک دیا وہ گر کر شیشہ کی طرح چور چور ہو گئی۔ پھر میں نیچے اُتر آیا۔ میں نے اور رسول اللہ صلعم نے جلدی جلدی چلنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ ہم گھروں میں پوشیدہ ہو گئے۔ ہمیں اس بات کا خوف دامنگیر تھا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حسین بن عبدالوہاب علم پانچویں صدی ہجری کا مطالعہ فرمائیں۔ یہ حدیث بھی مذکور الصدر کتاب میں درج ہے۔ ناچیز نے اس جلیل القدر کتاب کا اردو میں ترجمہ کر دیا ہے جو ۱۹۶۲ء میں ملتان سے شائع ہو چکا ہے۔ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ بارہ آئمہ معصومین علیہم السلام اور جناب سیدہ کے معجزات درج ہیں۔ میرے خیال میں اردو زبان میں ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی ۱۲

(محمد شریف عفی عنہ)

کہ لوگوں میں سے کوئی آدمی ہمیں نہ مل جائے۔

۲- المناقب میں محمد بن حرب ہلالی سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آقا امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ وہ کونسی بات تھی جس کی وجہ سے حضرت علی خانہ کعبہ کی چھت پر سے بت گرانے کے وقت رسول اللہ کو نہ اُٹھا سکے۔ حالانکہ آپ اتنی طاقت کے مالک تھے کہ آپ نے خیبر کے دروازہ کو اکھاڑ کر خندق کے اوپر پھینک دیا تھا۔ یہ دروازہ اس قدر وزنی تھا کہ چالیس آدمی اس کو نہیں اٹھا سکتے تھے۔ نبی کریم صلعم کو صرف خچر یا دراز گوش سواری کے وقت اُٹھا لیتے تھے۔ حضرت علی رسول اللہ کو کس طرح نہ اُٹھا سکے۔ امام نے فرمایا۔ نبی صلعم نے علی کی کمزوری علی کے لڑکپن کی وجہ سے محسوس کی تھی اور اپنے قدموں کو علی کے کندھے پر رکھنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان دونوں کی خلقت ایک نور سے ہے۔ رسول نے اپنے نور کے اس جزو کو اُٹھایا ہوا تھا۔ جو رسول سے بعد میں آنے والا اور موخر تھا (جزو اول کو پہلے اور جزو دوم کو بعد میں ہونا چاہیئے تھا) اس کے متعلق خود حضرت علی نے فرمایا ہے۔ میں احمد سے اس طرح ہوں جس طرح ہتھیلی ہاتھ سے اور کلائی بازو سے ہوتی ہے (امام نے فرمایا) یہ دونوں حضرات مخلوق کی خلقت سے پہلے ایک نور کی صورت میں موجود تھے۔ فرشتوں نے جب اس نور کو جگمگاتے دیکھا تو کہا اے ہمارے پروردگار یہ نور کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ نور میرے نور سے ہے۔ اگر یہ نور نہ ہوتا تو میں مخلوق کو پیدا نہ کرتا۔ پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیرخم کے روز علیؑ کے ہاتھ کو اتنا بلند کیا تھا کہ لوگوں نے حضرت علی کی دونوں بغلوں کی سفیدی کو دیکھ لیا تھا اور رسولؐ نے علیؑ کو مسلمانوں کا مولا قرار دیا تھا۔ جس روز حسن اور حسین بنو نجار کے باغ میں سوئے ہوئے تھے، تو رسول اللہ نے ان دونوں کو اُٹھا لیا تھا اور رسول اللہ نے فرمایا تھا یہ دونوں سوار خوب ہیں اور ان دونوں کا باپ ان دونوں سے افضل ہے۔ رسول اللہ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز ادا فرمائی تھی اور سجدہ کو لمبا کر دیا تھا فرمایا تھا کہ میرا فرزند (حسین) مجھ پر سوار ہو گیا تھا۔ میں نے اس بات کو ناپسند کیا تھا کہ میں اپنے سر کو (سجدہ سے) اٹھاؤں حتیٰ کہ حسین اپنی مرضی سے خود بخود اتر جاتے۔ رسول اللہ نے یہ فعل اس لئے کیا تھا کہ ان حضرات کی بزرگی اور شرف اور قدر و منزلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی ہے۔ علی کو اپنی پشت پر اس لئے سوار کیا تھا کہ اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ علی آپ کے فرزندوں کے باپ ہیں اور آخر علی کے صلب سے پیدا ہوں گے۔ رسولؐ نے نماز استسقاء کے موقع پر جس طرح اپنی چادر کو اُلٹ دیا تھا یہ اس بات کی علامت تھی کہ آپ نے قحط سالی کو شادابی میں تبدیل کر دیا تھا۔ (رسول کا علی کو اُٹھانا) اس بات کی علامت ہے کہ جس کو معصوم اُٹھاتا ہے وہ بھی معصوم ہوتا ہے۔ فرمایا! اے علی! اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ نے تمہارے تابعداروں اور محبین کے گناہ مجھ پر لاد دیئے تھے۔ پھر مجھے بخش دیا اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے گزشتہ اور آیندہ گناہ بخش دے۔ (رسول اللہ کا یہ فرمان) اس بات کا ثبوت ہے کہ رسول اللہ صلعم درخت کی جڑ ہیں۔ علی، حسن اور حسین اس درخت کی ٹہنیاں ہیں۔ پھر امام جعفر صادق نے فرمایا یہی راز تھا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ علی میرے نفس اور میرے بھائی ہیں۔ اس کی اطاعت کرو۔

۳۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے یہ اشعار بیان فرمائے ہیں۔

ا۔ مجھے کسی نے کہا کہ علی کی مدح کرو۔ علی کا ذکر جلانے والی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

ب۔ میں نے کہا کہ میں ایسے آدمی کی مدح نہیں کروں گا۔ جس کے بارے میں عقل گمراہ ہو کر اس کی عبادت کرنے لگ گئی۔

ج۔ شب معراج جب نبی مصطفےٰ کو اللہ تعالیٰ نے اوپر اٹھایا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میری پشت پر رکھ کر فرمایا (اے محمد) کیا تمہارا قلب کچھ ٹھنڈک محسوس کرتا ہے؟

د۔ حضرت علی نے اس جگہ اپنے قدم رکھے تھے۔ جس جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ رکھا تھا۔

باب ۴۹

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سورج کا کلام کرنا، حدیث بساط، حدیث برتن، پانی اور تولیہ

۱۔ (بحذف اسناد) حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے ابی الحسن سورج سے بات چیت فرمایئے وہ آپ سے گفتگو کرے گا۔ میں نے (آفتاب سے) کہا اے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے تم پر سلام ہو۔ آفتاب نے کہا اے امیر المومنین، امام المتقین وقائد الغر المحجلین تم پر سلام ہو۔ میں اللہ تعالیٰ کے سجدۂ شکر میں گر گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ اے میرے بھائی اور اے میرے حبیب اٹھو۔ اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے آسمان والوں پر فخر و مباہات کرتا ہے۔"

۲۔ (بحذف اسناد) سلمان، ابوذر، ابن مسعود، ابن عباد، اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مکہ فتح کرا دیا تو (رسول اللہ نے) ہوازن کا ارادہ فرمایا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔" اے علی اٹھو

اور اپنی وہ کرامت دیکھو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر کی ہے۔ آفتاب سے گفتگو کرو۔ حضرت علی اُٹھے اور کہا۔ "اے اپنے رب کی اطاعت میں چکر کاٹنے والے بندے تم پر سلام ہو" آفتاب نے اس طرح جواب دیا۔ "اے رسول کے بھائی اور وصی اور زمین پر اللہ کی حجت تم پر سلام ہو۔ علی اللہ تعالیٰ کے شکریہ کی خاطر سجدے میں گر پڑے۔ رسول اللہ صلعم علی کو اُٹھا رہے تھے اور آپ کا چہرہ صاف کرتے تھے اور فرمایا۔ "اے میرے حبیب تمہیں بشارت ہو۔ اللہ تعالیٰ عرش اُٹھانے والوں اور آسمانوں میں رہنے والوں سے تیرے ذریعہ فخر اور مباہات کرتا ہے۔ پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا "شکر ہے اس ذات کا جس نے مجھے تمام انبیا پر افضل گردانا۔ اوصیاء کے سردار علی کے ذریعہ میری مدد کی پھر رسول اللہ صلعم نے اس آیت کو تلاوت فرمایا۔ ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعًا وکرھًا الخ۔ "آسمانوں میں بسنے والے اور زمین میں رہنے والے خوشی اور ناخوشی سے اس کے لئے اسلام لے آئے۔

۳۔ مناقب میں ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام جابر بن عبداللہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام سے سورج نے سات مرتبہ گفتگو کی۔

۴۔ علامہ ثعلبی ابان سے وہ انس سے اور نیز مجاہد سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ کی خدمت میں فندف کی چادریں بطور ہدیہ کے پیش کی گئیں۔ رسول اللہ نے فرمایا اے انس اس کو بچھاؤ۔ میں نے اس چادر کو بچھا دیا۔ پھر رسول اللہ نے مجھے فرمایا۔ دس اصحاب کو بلاؤ۔ میں نے ان کو بلا لیا جب حضرات داخل ہوئے تو رسول اللہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ چادر پر بیٹھ جائیں۔ پھر علی کو طلب فرمایا۔ کافی دیر تک آپ سے راز و نیاز کی باتیں فرمائیں۔ پھر علی کو حکم دیا کہ وہ چادر کے درمیان بیٹھ جائیں۔ علی اس چادر کے وسط میں تشریف فرما ہوئے حضرت علی نے فرمایا اے ہوا! ہمیں اُٹھا لے۔ ہم لوگوں کو ہوا نے اُٹھا لیا۔ انس کا بیان ہے کہ ناگاہ ہوا نے ہمارے ساتھ سرسرانا شروع کر دیا۔ پھر حضرت علی نے فرمایا اے ہوا ہمیں نیچے رکھ دے۔ ہوا نے ہمیں ایک جگہ نیچے رکھ دیا۔ حضرت علی نے فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ کونسی یہ جگہ ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ ہمیں اس بات کا علم نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا یہ جگہ اصحاب کہف اور رقیم کے رہنے کی جگہ ہے۔ اٹھو اور اپنے بھائیوں پر سلام کرو۔ ہم نے ان لوگوں پر سلام کیا لیکن اُنہوں نے سلام کا کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور فرمایا! اے بچے لوگو تم پر سلام ہو (اصحاب کہف اور رقیم نے) عرض کیا تم پر سلام اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں"۔

انس کا بیان ہے کہ حضرت علی نے ان لوگوں سے کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم نے ہمارے بھائیوں کے سلام کا جواب نہیں دیا؟ انہوں نے عرض کیا ہم لوگ صدیقین کا گروہ ہیں۔ ہم لوگ صرف نبی اور وصی سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ پھر وہ لوگ اپنی نیند میں اس وقت تک کے لئے محو ہو گئے ہیں جب تک کہ قائم مہدی علیہ السلام خروج فرمائیں گے۔ حضرت قائم آل محمد کے خروج کے وقت اللہ تعالیٰ انہیں زندہ کر دے گا۔ ہم لوگ پھر چادر پر بیٹھ گئے اور حضرت علی نے ہوا کو حکم دیا کہ اے ہوا اٹھا لے۔ ہوا نے ہمیں اٹھا لیا۔ ہمارے ساتھ سر سراہنے لگی۔ پھر حضرت نے فرمایا اے ہوا! ہمیں نیچے رکھ دے۔ ہوا نے ہمیں حرہ میں رکھ دیا۔ حضرت علی نے کہا کہ ہم لوگ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نماز کی آخری رکعت کے وقت پہنچے۔ ہم لوگ آکر نماز کی آخری رکعت میں شامل ہو گئے!

۵۔ جمع الفوائد میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں وما یعلمھم الا قلیل کے بارے میں ابن عباس سے روایت ہے کہ میں ان قلیل لوگوں میں شامل ہوں۔ اصحاب کہف سات آدمی تھے۔ یملیخا جو رقم لے کر شہر کی طرف گیا تھا مسینیا، مرطوس تیبونس، دردونس، الکفاسططیوس۔ سیسوس یہ صاحب چرواہا تھے۔ ایک کتا تھا جس کا نام قطمیر تھا۔ ابو عبدالرحمن نے کہا ہے کہ میرے باپ نے مجھے کہا کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جس شخص نے ان ناموں کو کسی چیز پر لکھ کر آگ میں ڈال دیا تو آگ ختم ہو جاتی ہے گی۔

۶۔ (بحذف اسناد) انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عصر کی نماز ادا فرمائی۔ پہلی رکعت کے رکوع میں دیر فرمائی۔ ہم لوگوں نے خیال کیا کہ رسول اللہ کو سہو ہو گیا ہے۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور نماز میں بہت ایجاز سے کام لیا۔ اور سلام پھیرا۔ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ آواز دی اے علی، میرے قریب ہو جاؤ۔ حضرت علی آخری صف سے صفوف کے درمیان چلتے چلتے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے آخری صف میں کھڑے ہونے پر مجبور کیا تھا۔ حضرت علی نے عرض کیا مجھے وضو نہیں تھا۔ میں اپنے گھر میں وارد ہوا۔ وہاں مجھے پانی نہ ملا۔ میں نے حسن اور حسین کو آواز دی۔ کسی نے مجھے آواز کا جواب نہ دیا۔ ناگاہ ایک غیبی آواز نے مجھے آواز دی۔ اے ابوالحسن! میں نے سونے کا ایک برتن دیکھا۔ جس میں پانی موجود تھا اور اس پر تولیہ دیا ہوا تھا۔ میں نے اے اللہ کے رسولؐ اس پانی سے وضو کیا ہے جو مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ مجھے علم نہیں ہے کہ یہ دونوں چیزیں کہاں سے آئی تھیں اور مجھ سے انہیں کون لے گیا ہے۔ رسول اللہ صلعم مسکرا دئے۔ اور علی کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ برتن، پانی اور تولیہ جنت کے ہیں۔ برتن اور پانی تمہارے پاس جبرائیل لائے تھے اور جو شخصیت تمہارے

پاسس تولیہ لائی تھی وہ حضرت میکائیل تھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔ اسرافیل میرے گھٹنے کو اپنے ہاتھ سے پکڑے رہے۔ حتیٰ کہ آپ میرے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے۔ اللہ اور اسس کے فرشتے تمہیں دوست رکھتے ہیں۔

باب ۵۰

حدیث تمہارا اچھا باپ حضرت ابراہیم اور تمہارا اچھا بھائی علی ہیں

شوریٰ کے متعلق احادیث کا بیان

۱۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اپنے اسناد کے ذریعہ مخدوج بن زید ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ پھر فرمایا اے علی تم میرے بھائی ہو اور تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ مگر یہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اے علی! کیا تمہیں اسس بات کا علم نہیں کہ قیامت کے روز سب سے پہلے میں بلایا جاؤں گا۔ میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا۔ جنت کے سبز جوڑے پہنے ہوا ہوں گا۔ پھر میرا باپ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بلایا جائے گا۔ وہ عرش کی دائیں جانب قیام فرما ہوں گے۔ پھر اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام بلائے جائیں گے۔ ایک کے بعد دوسرا آئے گا۔ اور عرش کی دائیں جانب ایک لائن میں کھڑے ہوں گے یہ حضرات جنت کے سبز جوڑے زیب تن کئے ہوں گے۔ اے علی! یقین جانو! میں تمہیں ایک خبر سے آگاہ کرتا ہوں۔ میری اُمت کا تمام اُمتوں سے پہلے قیامت کے روز حساب ہوگا۔ اے علی تمہیں خوشخبری ہو۔ میں سب سے پہلے قیامت کے دن بلایا جاؤں گا۔ پھر تم میری قرابت اور میرے نزدیک تمہاری منزلت کی وجہ سے بلائے جاؤ گے۔ میرا جھنڈا جس کا نام حمد ہے تمہارے حوالے کیا جائے گا۔ تم صفوں کے درمیان چلو گے۔ قیامت کے روز حضرت آدم اور تمام انبیا میرے جھنڈے کا سایہ حاصل کریں گے۔ جھنڈے کی لمبائی ہزار سال (راہ) چلنے کے برابر ہوگی۔ اس کی سنان سرخ یاقوت کی ہوگی۔ اسس کی لکڑی چاندی کی ہوگی۔ اس کے تین پھریرے ہوں گے جو تینوں کے تینوں نوری ہوں گے (ایک) پھریرا مشرق میں پھیلا ہوگا۔ (دوسرا) پھریرا مغرب میں ہوگا (تیسرا) پھریرا دنیا کے درمیان ہوگا۔

جس پر تین سطریں ہوں گی۔ پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تحریر ہوگی۔ دوسری سطر میں الحمد للہ رب العالمین تیسری سطر میں یہ عبارت ہوگی۔ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ہر سطر کی لمبائی ایک ہزار سال راہ چلنے کے برابر ہوگی اس کا عرض ایک ہزار سال راہ چلنے کے برابر ہوگا۔ تم اس جھنڈے کو لیکر چلو گے۔ امام حسن تمہاری دائیں جانب اور امام حسین تمہاری بائیں جانب ہوں گے۔ حتیٰ کہ تم میرے اور حضرت ابراہیم کے درمیان عرش کے سایہ کے تحت آکر قیام فرما ہو جاؤ گے۔ اس مقام پر تمہیں جنت کا سبز جوڑا پہنایا جائے گا۔ پھر عرش کے نزدیک سے ایک آواز دینے والا آواز دے گا۔ تمہارا اچھا باپ حضرت ابراہیم ہیں۔ تمہارے اچھے بھائی علی ہیں۔ اے علی یقین جانو۔ میں تمہیں ایک خوشخبری سناتا ہوں۔ جب وقت مجھے بلایا جائے گا۔ اس وقت تمہیں بلایا جائے گا۔ جس وقت مجھے لباس پہنایا جائے گا۔ اس وقت تمہیں لباس پہنایا جائے گا۔ جب میں زندہ کیا جاؤں گا اس وقت تم زندہ کئے جاؤ گے!

۲۔ موفق بن احمد خوارزمی نے اپنے اسناد میں ابراہیم نخعی سے آپ علقمہ سے آپ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب شوریٰ کا روز ہوا تو حضرت علیؑ نے اہل شوریٰ سے کہا۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر تم سے دریافت کرتا ہوں، کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ جبرائیل نے کہا تھا لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی۔ انہوں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جبرائیل نے کہا اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ تم علی کو دوست رکھو۔ اور اس شخص کو بھی دوست رکھو جو علی کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ علی کو دوست رکھتا ہے اور اس شخص کو بھی دوست رکھتا ہے جو علی کو دوست رکھتا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں! (اس بات کو رسول اللہ کی زبانی سنا ہے) آپ نے فرمایا کیا تم اس بات کو جانتے ہو، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب میں ساتویں آسمان پر (شب معراج) گیا تھا تو میری طرف نور کی چادر بلند ہوئی۔ پھر میری طرف نور کے پردے بلند ہوئے۔ میرے ساتھ جبار (اللہ) نے گفتگو فرمائی۔ اور میرے ساتھ کئی چیزیں بیان فرمائیں۔ جب میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سے واپس لوٹا تو پردوں کی دوسری جانب سے ایک آواز دینے والے نے آواز دی۔ تیرا اچھا باپ ابراہیم ہے۔ تیرا اچھا بھائی علی ہیں اور اس کو اپنا وصی بنانا۔ انہوں نے کہا ہاں (اس بات کو رسول اللہ سے سنا ہے) حضرت نے فرمایا کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ مسجد کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے لیکن میرا دروازہ چھوڑ دیا گیا تھا۔ میرے سوا جنب کی حالت میں تم میں سے کوئی شخص بھی مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ انہوں نے کہا ہاں (اس بات کو رسول اللہ سے سنا ہے) فرمایا کہ تم اس بات کو جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس امام حسن اور امام حسین موجود تھے اور یہ دونوں کھیل رہے

سکتے۔ رسول اللہ نے فرمایا اے حسن شاباش! جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے عرض کیا اے میرے باپ حسین چھوٹے ہیں اور حسن کے مقابل میں بہت کمزور ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں کہتا ہوں اے حسن شاباش تو جبرائیل کہتا ہے اے حسین شاباش۔ انہوں نے کہا ہاں اس حدیث کو سنا ہے) حضرت علی نے اہل شوریٰ سے فرمایا کیا تم میں سے کسی کے لئے یہ فضیلت اور منزلت حاصل ہے؟ ان لوگوں نے کہا، نہیں!"

باب ۵۱

حضرت علی علیہ السلام کی ہمت کی بلندی اور آپ کا تارک الدنیا ہونا

۱۔ نہج البلاغہ میں امیر علیہ السلام کا ایک خطبہ درج ہے۔

"خدا کی قسم میں نے اپنی اس قمیص میں اتنے پیوند لگائے ہیں کہ مجھے پیوند لگانے والے سے شرم آنے لگی ہے۔ مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ کیا آپ اسے اتاریں گے نہیں؟ میں نے اسے کہا میری نظروں سے دور ہو کہ صبح کے وقت ہی لوگوں کو رات کے چلنے کی قدر معلوم ہوتی ہے اور وہ اس کی مدح کرتے ہیں۔"

۲۔ حضرت امیر علیہ السلام کا کلام ہے: "خدا کی قسم تمہاری یہ دنیا میری نظروں میں سور کی ان انتڑیوں سے بھی زیادہ ذلیل ہے جو کسی کوڑھی کے ہاتھ میں ہوں۔"

۳۔ حضرت امیر علیہ السلام کا خطبہ ہے (آپ نے فرمایا) جب میں امر خلافت لے کر کھڑا ہوا۔ تو ایک گروہ نے (میری) بیعت کو توڑ دیا۔ دوسرا گروہ دین سے نکل گیا۔ تیسرا فسق و فجور میں مبتلا ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنا تک نہیں۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یہ آخرت کا گھر ہے جس کو ہم نے ان لوگوں کے لئے بنایا ہے جو زمین پر بلندی اور فساد نہیں چاہتے۔ اور نیک انجام پرہیز گار لوگوں کا ہے۔" ہاں خدا کی قسم انہوں نے کلام خدا کو سنا ہے اور یاد رکھا ہے۔ لیکن دنیا ان کی آنکھوں میں بن سنور کر پیش ہو گئی۔ اور دنیا کے حسن و جمال نے انہیں دیوانہ بنا دیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ میں شگاف ڈالا۔ اور روح کو پیدا کیا۔ اگر (مقررہ وقت) کو حاضر ہونا نہ ہوتا اور مددگار کے وجود سے حجت قائم نہ ہوتی اور اللہ نے علی کو اس بات کا پابند نہ بنایا ہوتا کہ وہ ظالم کے ظلم اور مظلوم کی فریاد کو برداشت نہ کریں۔ تو میں ضرور دنیا کی رسی اس کی پشت پر ڈال دیتا۔ میں نے تمہاری دنیا کو بھیڑ کے ناک آنے سے بھی زیادہ ذلیل پایا ہے۔

۴۔ ضرار بن ضمرہ ضبابی سے روایت ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے حضرت علی کو بعض

موقعوں پر دیکھا جبکہ رات اپنے دامن ظلمت کو پھیلا چکی تھی تو آپ محراب عبادت میں ایستادہ ریش مبارک کو ہاتھوں میں پکڑے ہوئے مار گزیدہ کی طرح تڑپ رہے تھے اور غم رسیدوں کی طرح رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے دنیا اے دنیا! مجھ سے دور ہو، کیا میرے سامنے اپنے کو لائی ہے یا میری مشتاق بن کر آئی ہے؟ تیرا وہ وقت نہ آئے کہ تو مجھے فریب دے سکے۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے جا کسی اور کو جل دے۔ مجھے تیری خواہش نہیں ہے۔ میں تو تین بار تجھے طلاق دے چکا ہوں کہ جس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں۔ تیری زندگی تھوڑی، تیری اہمیت بہت ہی کم، تیری آرزو ذلیل و پست ہے۔ افسوس زادراہ تھوڑا، راستہ طویل، سفر دور دراز، منزل سخت اور کٹھن تکلیف دہ ہے۔

۵۔ حضرت علی علیہ السلام نے عثمان بن حنیف انصاری کو جو حضرت کی جانب سے بصرہ کا گورنر تھا۔ خط تحریر فرمایا آپ کو معلوم ہوا کہ وہاں کے لوگوں نے اس کو کھانے کی دعوت دی ہے اور وہ اس دعوت میں شریک ہوا ہے۔ حضرت نے تحریر فرمایا اے حنیف کے بیٹے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہیں بصرہ کے نوجوانوں میں سے ایک نوجوان نے کھانے کی دعوت دی ہے اور تم وہاں فوراً پہنچ گئے۔ مختلف قسم کے عمدہ عمدہ کھانے تمہاری خدمت میں پیش کئے جا رہے تھے اور بڑے بڑے پیالے تمہاری طرف بڑھائے جا رہے تھے۔ مجھے امید نہ تھی کہ تم ان کی دعوت کو قبول کر لو گے۔ جن کے ہاں غریب و لاچار دھتکارے گئے ہوں اور امیر لوگوں کو دعوت دی گئی ہو۔ دیکھو جو چیز تم کھاتے ہو کھا لیا کرو اور جس چیز کے متعلق تمہیں شک ہو اس کو پھینک دیا کرو۔ جس چیز کے پاک ہونے کا یقین ہو اس کو کھا لیا کرو۔ خبردار! ہر مقتدی کا ایک امام ہوتا ہے جس کی پیروی کرتا ہے اور اس کے علم کے نور سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ خبردار تمہارا امام تو ایک ایسا شخص ہے جس نے اس دنیا میں صرف دو پرانی چادروں اور کھانے میں دو روٹیوں پر اکتفا کر لی ہے۔ یہ درست ہے کہ یہ بات تمہارے بس کی نہیں ہے۔ لیکن اتنا تو کرو کہ پرہیزگاری، کوشش، پاکدامنی اور سلامتی روی میں میری مدد کرو۔ خدا کی قسم میں نے تمہاری دنیا میں سونا جمع نہیں کر رکھا۔ اور نہ اس کے مال و منال میں ذخیرے جمع کر لئے ہیں۔ نہ میں نے ان پرانے کپڑوں کی بجائے کوئی اور بوسیدہ کپڑا چھپا کر رکھا ہے اس آسمان کے سایہ میں ہمارے پاس صرف فدک کا علاقہ موجود تھا۔ اس پر بھی کچھ لوگوں کے منہ سے رال ٹپکی اور دوسرے فریق نے اس کے جانے کی پروا نہ کی اور بہترین فیصلہ کرنے والا اللہ ہے۔ بھلا میں فدک یا فدک کے علاوہ کسی اور چیز کو لے کر کیا کروں گا۔ جب نفس کی کل منزل قبر قرار پانے والی ہے۔ کہ جس کی اندھیاریوں میں اس کے نشانات مٹ جائیں گے۔ اور اس کی خبریں ناپید ہو جائیں گی۔ وہ ایک ایسا گڑھا ہے کہ اگر اس کا پھیلاؤ بڑھا بھی دیا جائے اور گورکن کے ہاتھ اسے کشادہ بھی رکھیں جب بھی پتھر اور کنکر اس کو تنگ کر دیں گے۔

اور مسلسل مٹی ڈالے جانے کی وجہ سے اس کی درازیں بند ہو جائیں گی۔ میری توجہ تو صرف اسی طرف ہے کہ میں تقویٰ الٰہی کے ذریعہ اپنے نفس کو بے قابو نہ ہونے دوں تاکہ اس دن کہ جب خوف حد سے بڑھ جائے گا۔ وہ مطمئن رہے اور پھسلنے کی جگہ پر مضبوطی سے جما رہے۔ اگر میں چاہتا تو صاف ستھرے شہد، عمدہ گیہوں اور ریشم کے بنے ہوئے کپڑوں کے لئے ذرائع مہیا کر سکتا تھا، لیکن ایسا کہاں ہو سکتا ہے کہ خواہشیں مجھے مغلوب بنالیں اور حرص مجھے اچھے اچھے کھانوں کے چن لینے کی دعوت دے جبکہ حجاز و یمامہ میں ایسے لوگ ہوں کہ جنہیں ایک روٹی ملنے کی بھی آس نہ ہو اور انہیں پیٹ بھر کر کھانا بھی نصیب نہ ہوا ہو۔ کیا میں شکم سیر ہو کر پڑا رہا کروں۔ حالانکہ میرے گرد و پیش بھوکے پیٹ اور پیاسے جگر تڑپتے ہوں۔ یا میں ایسا ہو جاؤں جیسے کہنے والے نے کہا ہے کہ تمہاری بیماری یہ کیا کم ہے کہ تم پیٹ بھر کر لمبی تان لو اور تمہارے گرد کچھ ایسے جگر ہوں جو سوکھے چمڑے کو ترس رہے ہوں۔ کیا میں اسی میں مگن رہوں کہ مجھے امیر المومنین کہا جاتا ہے۔ مگر میں زمانہ کی سختیوں میں مومنوں کا شریک و ہمدم اور زندگی کی بدمزگیوں میں ان کے لئے نمونہ نہ بنوں۔ میں اس لئے تو پیدا نہیں ہوا ہوں کہ اچھے اچھے کھانوں کی فکر میں لگا رہوں، اس بندھے ہوئے چوپایہ کی طرح جسے صرف اپنے چارے ہی کی فکر رہتی ہے یا اس کھلے ہوئے جانور کی طرح کہ جس کا کام منہ مارنا ہوتا ہے۔ وہ گھاس سے پیٹ بھر لیتا ہے اور جو مقصد پیش نظر ہوتا ہے اس سے غافل رہتا ہے۔ کیا میں بے قید و بند چھوڑ دیا گیا ہوں؟ یا بیکار کھلے بندوں رہا کر دیا گیا ہوں۔ کہ گمراہی کی رسیوں کو کھینچتا رہوں۔ اور بھٹکنے کی جگہوں میں منہ اٹھائے پھرتا رہوں۔ میں سمجھتا ہوں تم میں سے کوئی کہے گا کہ جب ابن ابی طالب کی خوراک یہ ہے تو ضعف و ناتوانی نے اسے حریفوں سے بھڑنے اور دلیروں سے ٹکرانے سے بٹھا دیا ہوگا۔ مگر یاد رکھو کہ جنگل کے درخت کی لکڑی مضبوط ہوتی ہے اور تر و تازہ پیڑوں کی چھال کمزور اور پتلی ہوتی ہے۔ اور صحرائی جھاڑ کا ایندھن زیادہ بھڑکتا ہے اور دیر سے بجھتا ہے۔ مجھے رسول سے وہی نسبت ہے جو ایک ہی درخت سے پھوٹنے والی دو شاخوں کو ایک دوسرے سے اور کلائی کو بازو سے ہوتی ہے۔ خدا کی قسم اگر تمام عرب ایکا کر کے مجھ سے بھڑنا چاہیں تو میدان چھوڑ کر پیٹھ نہ دکھاؤں گا۔ اور موقع پاتے ہی ان کی گردنیں دبوچ لینے کے لئے لپک کر آگے بڑھوں گا اور کوشش کروں گا کہ اس الٹی کھوپڑی والے بے ہنگم ڈھانچے سے زمین کو پاک کر دوں تاکہ کھلیان کے دانوں سے کنکر نکل جائے۔ اے دنیا میرا پیچھا چھوڑ دے۔ تیری باگ ڈور تیرے کاندھے پر ہے۔ میں تیرے پنجوں سے نکل چکا ہوں۔ تیرے پھندوں سے باہر ہو چکا ہوں۔ اور تیری پھسلنے کی جگہوں میں بڑھنے سے قدم روک رکھے ہیں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں تو نے کھیل و تفریح کی باتوں سے چکمے دیئے؟ کدھر ہیں وہ جماعتیں جنہیں تو نے اپنی آرائشوں سے ورغلائے رکھا۔ وہ تو قبروں میں جکڑے ہوئے اور خاک لحد میں دبکے ہوئے ہیں۔ اگر تو دکھائی دینے والا مجسمہ

اور سامنے آنے والا ڈھانچہ ہوتی تو بخدا میں تجھ پر اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں جاری کرتا کہ تو نے بندوں کو امیدیں دلا دلا کر بہکایا ۔ قوموں کی قوموں کو ہلاکت کے گڑھوں میں لا پھینکا اور تاجداروں کو تباہیوں کے حوالے کر دیا اور سختیوں کے گھاٹ پر لا اتارا جن پر اس کے بعد نہ سیراب ہونے کے لئے اترا جائیگا اور نہ سیراب ہو کر پلٹا جائے گا ۔ پناہ بخدا جو تیری پھسلن پر قدم رکھے گا وہ ضرور پھسلے گا جو تیری موجوں پر سوار ہو گا وہ ضرور ڈوبے گا اور جو تیرے پھندوں سے بچ کر رہے گا وہ توفیق سے ہمکنار ہو گا ۔ تجھ سے دامن چھڑا لینے والا پروا نہیں کرتا اگرچہ دنیا کی وسعتیں اس کے لئے تنگ ہو جائیں ۔ اس کے نزدیک تو دنیا ایک دن کے برابر ہے کہ جو ختم ہوا چاہتا ہے مجھ سے دور ہو ۔ میں تیرے قابو میں آنے والا نہیں کہ تو مجھے ذلتوں میں جھونک دے اور نہ میں تیرے سامنے اپنی باگ ڈھیلی چھوڑنے والا ہوں کہ تو مجھے ہنکالے جائے ۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں ایسی قسم جس میں اللہ کی مشیت کے علاوہ کسی چیز کا استثنا نہیں کرتا کہ میں اپنے نفس کو ایسا سدھاؤں گا کہ وہ کھانے میں ایک روٹی کے ملنے پر خوش ہو جائے اور اس کے ساتھ صرف نمک پر اکتفا کرے ۔ اور اپنی آنکھوں کا سوتا اس طرح خالی کر دوں گا جس طرح وہ چشمۂ آب جس کا پانی تہ نشین ہو چکا ہو ۔ کیا جس طرح بکریاں پیٹ بھر لینے کے بعد سینہ کے بل بیٹھ جاتی ہیں اور سیر ہو کر اپنے باڑے میں گھس جاتی ہیں ۔ اسی طرح علی بھی اپنے پاس کا کھالے اور بس سو جائے ، اس کی آنکھیں بے نور ہو جائیں ۔ اگر وہ زندگی کے طویل سال گزارنے کے بعد کھلے ہوئے چوپاؤں اور چرنے والے جانوروں کی پیروی کرنے لگے ۔ خوشا نصیب اس شخص کے کہ جس نے اللہ کے فرائض کو پورا کیا ، سختی اور مصیبت میں صبر کئے پڑا رہا ۔ راتوں کو اپنی آنکھوں کو بیدار رکھا اور جب نیند کا غلبہ ہوا تو ہاتھ کو تکیہ بنا کر ان لوگوں کے ساتھ فرش خاک پر پڑا رہا ۔ کہ جن کی آنکھیں خوف حشر سے بیدار ، پہلو بچھونوں سے الگ اور ہونٹ یاد خدا میں زمزمہ سنج رہتے ہیں اور کثرت استغفار سے جن کے گناہ چھٹ گئے ہیں ۔ یہی اللہ کا گروہ ہے اور بیشک اللہ کا گروہ ہی کامران ہونے والا ہے ۔ اے ابن حنیف ! اللہ سے ڈرو اور اپنی ہی روٹیوں پر قناعت کرو ۔ تاکہ جہنم کی آگ سے چھٹکارا پا سکو ۔

۲۶۔ امیر علیہ السلام کا کلام ہے (فرمایا) خدا کی قسم مجھے سعدان کے کانٹوں پر جاگتے ہوئے رات بسر کرنا اور زنجیروں میں مقید ہو کر گھسیٹا جانا اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے اس حالت میں ملاقات کروں کہ میں نے کسی بندے پر ظلم کیا ہو یا دنیا کے مال سے کوئی چیز زبردستی حاصل کی ہو ۔ میں اپنی ذات کی خاطر کسی پر ظلم کس طرح کر سکتا ہوں جو بہت جلد فنا کی طرف جانے والی ہے اور مدتوں تک مٹی کے نیچے دبی رہنے والی ہے "

۲۷۔ حضرت امیر علیہ السلام کا فرمان ہے ۔ بصرہ میں اپنے ایک صحابی علاء بن زیاد حارثی کے ہاں عیادت کے لئے تشریف

لے گئے تو اس کے گھر کی وسعت کو دیکھ کر فرمایا۔ تم دنیا میں اس گھر کی وسعت کو کیا کرو گے؟ در آنحالیکہ آخرت میں تم گھر کی وسعت کے زیادہ محتاج ہو کہ جہاں تم نے ہمیشہ رہنا ہے، ہاں اگر اس کے ساتھ تم آخرت میں بھی وسیع گھر چاہتے ہو تو اس میں مہمانوں کی مہمان نوازی، قریبیوں سے اچھا برتاؤ اور موقع اور محل کے مطابق حقوق کی ادائیگی کرو۔ اگر ایسا کیا تو اس کے ذریعے آخرت کی کامرانیوں کو پاؤ گے۔ علاء بن زیاد نے کہا یا امیرالمومنین مجھے اپنے بھائی عاصم بن زیاد کی آپ سے شکایت کرنا ہے۔ حضرت نے پوچھا کیوں اسے کیا ہوا؟ علاء نے کہا کہ اس نے بالوں کی چادر اوڑھ لی ہے اور دنیا سے بالکل بے لگاؤ ہو گیا ہے تو حضرت نے کہا کہ اسے میرے پاس لاؤ جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا اے اپنی جان کے دشمن تمہیں شیطان خبیث نے بھٹکا دیا ہے تمہیں اپنی آل و اولاد پر ترس نہیں آتا اور کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ اللہ نے جن پاکیزہ چیزوں کو تمہارے لئے حلال کیا ہے اگر تم انہیں کھاؤ برتو گے تو اسے ناگوار گزرے گا۔ تم اللہ کی نظروں میں اس سے کہیں زیادہ گرے ہو تاکہ وہ تمہارے لئے یہ چاہے۔ اس نے کہا یا امیرالمومنین یہ آپ کا پہناوا بھی تو موٹا جھوٹا ہے اور کھانا روکھا سوکھا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ تم پر حیف ہے میں تمہارے مانند نہیں ہوں، خدا نے آئمہ حق پر فرض کیا ہے کہ وہ اپنے کو مفلس و نادار لوگوں کی سطح پر رکھیں تاکہ مفلوک الحال اپنے فقر کی وجہ سے پیچ و تاب نہ کھائے

۸۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نام خط تحریر فرمایا ا العبد انسان کو کبھی ایسی چیز کا ملنا خوش کرتا ہے جو اس کے ہاتھوں جانے والی ہوتی ہی نہیں اور کبھی ایسی چیز کا ہاتھ سے نکل جانا اسے غمگین کرتا ہے جو اسے حاصل ہونے والی ہوتی ہی نہیں۔ یہ خوشی اور غم بیکار ہے تمہاری خوشی صرف آخرت کی حاصل کی ہوئی چیزوں پر ہونا چاہیئے۔ اس میں سے کوئی چیز جاتی رہے تو اس پہ رنج نہ ہونا چاہیئے اور جو چیز دنیا سے پاؤ اس پر زیادہ خوش نہ ہو، اور جو چیز اس سے جاتی رہے اس پر بے قرار ہو کر افسوس کرنے نہ لگو بلکہ تمہیں موت کے بعد پیش آنے والے حالات کی طرف توجہ موڑنا چاہیئے۔

۹۔ موفق بن احمد خوارزمی ابو مریم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمار بن یاسر کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا۔" اے علی! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسی چیز سے زینت دی ہے جو اللہ تعالیٰ کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ کا دنیا سے کنارہ کشی کرنا آپ کا غرباء کو دوست رکھنا، ان کی پیروی پر آپ کا راضی ہونا اور غربا آپ کے امام ہونے پر رضامند ہیں۔ اے علیؑ! جس نے تمہیں دوست رکھا اور تمہاری تصدیق کی۔ اس کے لئے بشارت اور خوشخبری ہے اور جس نے تم سے بغض رکھا اور تمہیں جھٹلایا اس کے لئے ہلاکت ہے۔ ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ قیامت کے روز اسے جھوٹے لوگوں کے مقام پر کھڑا کرے گا۔

۱۰۔ موفق خوارزمی نے عدی بن ثابت سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں فالودہ پیش کیا گیا آپ نے

اس کے کھانے سے انکار فرمادیا اور کہا کہ یہ ایسی چیز ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تناول نہیں فرمایا تھا میں اس کے کھانے کو اس لئے پسند نہیں کرتا۔

۱۱۔ المناقب میں چادریں فروخت کرنے والے صالح سے روایت ہے کہ میں حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے کوفہ میں ملا۔ حضرت کھجوروں کو اٹھائے ہوئے تھے۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا اے امیر المومنین میں ان کھجوروں کو آپ کی بجائے اٹھا کر آپ کے دولتکدہ پر پہنچا دیتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا عیالدار ان کے اٹھانے کا زیادہ حقدار ہے۔ آپ نے کھجوریں مجھے اٹھانے کے لئے عطا نہ فرمائیں۔ میں حضرت کے ساتھ آپ کے گھر تک چل کر آیا۔ آپ کھجوریں لے کر گھر میں داخل ہوئے۔ پھر آپ اسی چادر کے واپس تشریف لائے جس پر کھجوروں کے چھلکے لگے ہوئے تھے۔ اور آپ نے لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی۔"

۱۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام غلام کی طرح تشریف فرما ہوتے تھے اور غلام کی مانند کھانا کھاتے تھے۔ آپ لوگوں کو گیہوں کی روٹی اور گوشت کھلاتے تھے اور اپنے گھر والوں کے پاس تشریف لے جا کر خود جو کی روٹی زیتون یا سرکہ کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔ آپ سنبلانی کھردرے کپڑے کی قمیص خریدتے تھے۔ اس کا بہتر حصہ اپنے غلام قنبر کو دے دیتے تھے اور اس کا خراب حصہ خود زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر حضرت پر بیک وقت دو مشکل مرحلے پیش ہو جاتے تھے تو آپ ان دونوں کاموں میں اس کام کو منتخب فرما لیتے تھے جو ان میں مشکل ترین ہوتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو سخت مشکل پیش ہوتی وہ آپ پر بھروسہ فرماتے ہوئے اس مہم میں آپ کو روانہ فرماتے تھے۔ آپ پانچ سال کے قریب خلیفہ رہے۔ آپ نے پکی اور نہ ہی کچی اینٹ کی کوئی عمارت بنائی۔ (انتقال کے وقت) آپ کی میراث میں سات سو درہم کے سوا بخشش کرنے سے بچ گئے تھے جس سے اپنے افراد خاندان کی خاطر خادم خریدنا چاہتے تھے چاندی اور سونے کی کوئی چیز بطور میراث نہ چھوڑی۔ آپ کا کام اور عمل کرنے کا دستور العمل اس شخص کی مانند تھا جس کے پیش نظر جنت اور جہنم دونوں ہوں۔ حضرت نے اپنے ہاتھ کی کمائی اور خون و پسینہ سے کمائے ہوئے مال سے ہزار غلام کو آزاد کرایا تھا۔ آپ ہر کام اللہ تعالیٰ کی خاطر اور اللہ کی رضا جوئی کی خاطر کرتے تھے حضرت امام علی بن حسین علیہما السلام عبادت (الٰہی) میں اس قدر کوشش فرماتے تھے کہ آپ کے بعد کوئی شخص اس قدر کوشش نہیں کرے گا۔ ایک مرتبہ آپ کا فرزند ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت کو (کثرت عبادت کی وجہ سے) اس حالت میں پایا کہ رات کو جاگنے اور بھوک کی وجہ سے آپ کا رنگ زرد پڑ چکا تھا۔ (خوف خدا سے) رونے کی وجہ سے آنکھیں دھنس چکی تھیں (کثرت سجود کی وجہ سے پیشانی مبارک پر اونٹ کے گھٹنے کی طرح گٹھا پڑ چکا تھا۔ کثرت سجود کے باعث ناک کے

درمیان پردہ پر سوراخ ہوگیا تھا۔ نماز میں طویل قیام کی وجہ سے حضرت کی دونوں پنڈلیاں اور قدم مبارک متورم ہو چکے تھے۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں از روئے شفقت حضرت کی یہ حالت دیکھ کر اپنے قابو میں نہ رہا اور رو پڑا۔ آپ اس حالت میں کچھ غور و فکر کر رہے تھے۔ میرے حاضر ہونے کے تھوڑی بعد آپ میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ "اے میرے فرزند مجھے وہ صحیفے لاکر دو جس میں میرے دادا امیرالمومنین علیہ السلام کی عبادت درج ہے۔ میں نے وہ صحائف لاکر حضرت کی خدمت میں پیش کر دئے۔ حضرت نے تھوڑا سا ان میں پڑھا اور غم اور بے قراری سے ملول ہو کر ان کو رکھ دیا اور فرمایا کہ امیرالمومنین کی عبادت کے برابر عبادت کرنے کی کس شخص میں طاقت ہے۔"

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب حضرت امیرالمومنین علیہ السلام بیت المال میں تشریف لاتے تھے تو مستحقین کو جمع کر کے مال پر ہاتھ ڈالتے تھے۔ اور فرماتے تھے اے زرد (سونا) اے سفید (چاندی) مجھے دھوکہ دیتے ہو مجھے دھوکہ دیتے ہو مجھے دھوکہ دیتے ہو۔ حضرت اس وقت تک بیت المال سے باہر نہیں نکلتے تھے حتیٰ کہ ہر مستحق کو اس کا مناسب حصہ عطا کر دیتے تھے (مال تقسیم فرمانے کے بعد) حکم دیتے تھے کہ بیت المال میں پانی چھڑک کر جھاڑو دے دیا جائے۔ پھر آپ بیت المال میں دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔ پھر فرماتے تھے اے دنیا! خواہ تم میرے سامنے بحالت مجبوری پیش ہو یا شوق و محبت کی خاطر جلوہ افروز ہو۔ میں نے تو تجھے تین طلاقیں دے دی ہیں۔ اب تو میرے لئے تیرے بارے میں رجوع بھی نہیں ہو سکتا۔"

۱۳۔ کتاب فصل الخطاب اور مسند امام احمد بن حنبل میں مرقوم ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ کہ تم مجھے اس حالت میں دیکھتے ہو کہ میں نے شکم پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھا ہوا ہے (میں نے) آج کے دن جو صدقہ تقسیم کیا ہے اس کی تعداد چار ہزار دینار ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ چالیس ہزار دینار ہے۔ علماء کا کہنا ہے کہ اس سے حضرت کی مراد اپنے اس مال کی زکوٰۃ نہیں ہے جو آپ کے تصرف میں تھا بلکہ اس سے آپ کے اوقاف کے مال کا صدقہ مراد ہے جس کو حضرت نے بطور صدقہ جاریہ کے وقف کی صورت میں قائم کیا تھا اور اس وقت جائیداد سے غلہ کی مالیت کی تعداد اس قدر ہوتی تھی۔ حضرت پر ایک موٹی چادر ہوتی تھی جس کو پانچ درہم میں خرید فرمایا تھا۔ احادیث آپ کی فضیلت میں بے شمار وارد ہوئی ہیں۔

۱۴۔ ابوالحسن علی بن احمد علقمہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی ایک ٹوکری موجود تھی۔ جس پر ایک یا دو روٹیاں جو کے آٹے

کی رکھی ہوئی تھیں۔ جو کے چھلکے روٹی پر صاف دکھائی دیتے تھے۔ حضرت روٹی کو اپنے دونوں گھٹنوں سے توڑ کر تناول فرما رہے تھے۔ میں نے ایک حبشن نوکرانی سے کہا جس کا نام فضہ تھا کہ تم نے اس آٹے کو کیوں نہیں چھانا اس نے کہا کہ حضرت بغیر چھانے ہوئے آٹے کی روٹی کھاتے ہیں۔ (اگر میں آٹے کو چھان لوں) تو اس کا گناہ میری گردن پر ہوگا۔ یہ سن کر حضرت ہنس پڑے اور فرمایا کہ میں نے اس کو حکم دیا ہے کہ تم آٹے کو چھانا نہ کرو۔ ہم لوگوں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا کہ اس طرح میں اپنے نفس کو ذلیل کرتا ہوں تاکہ مومن میری پیروی کریں۔ اور ایسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اپنے اصحاب سے ملاقات کروں۔ پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس سے بھی زیادہ سوکھی روٹی تناول فرمایا کرتے تھے۔

۱۵۔ عدی بن حاتم طائی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کی خدمت میں سادہ پانی، جو کی روٹی کے ٹکڑے اور نمک موجود تھا۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ سارا دن ریاضت اور مشقت میں بسر کرتے ہیں (عبادت کے لئے) ساری رات جاگنے کی کوفت میں گزارتے ہیں۔ پھر (کھانے پینے کے معاملہ میں) آپ کا یہ طور و طریقہ ہے۔ فرمایا میں قناعت کی پابندی سے نفس کی بیماریوں کو دور کرتا ہوں۔ ورنہ نفس تو بقدر کفایت سے زیادہ طلب کرے گا۔"

۱۶۔ احنف بن قیس سے روایت ہے کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں آپ کے افطار کے وقت حاضر ہوا۔ آپ نے ایک چمڑے کا مہر شدہ تھیلا منگوایا جس میں جو کا آٹا موجود تھا۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ نے اس خوف کے مارے اس پر مہر لگا دی ہے کہ کوئی اس سے آٹا لے نہ جائے۔ فرمایا نہیں بلکہ مجھے اس بات کا اندیشہ تھا کہ کہیں حسنؓ اور حسینؓ اس میں گھی یا زیتون نہ ملا دیں۔ میں نے عرض کیا کیا یہ دونوں چیزیں آپ پر حرام ہیں۔ فرمایا نہیں لیکن آئمہ پر یہ بات واجب ہے کہ وہ کھانا تناول کریں جس کو مفلس اور بالکل نادار لوگ کھاتے ہوں۔ تاکہ غریب کو اپنی غربت کی شکایت نہ رہے اور امیر اپنے امیرانہ پن کی بناء پر اتراتا نہ پھرے۔"

۱۷۔ سید علی ہمدانی قدس سرہ دو سبب لنا بر کا تہ ذخیرہ حاتا کتاب ذخیرۃ الملوک میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مسجد کوفہ میں اعتکاف فرما تھے۔ انطار کے وقت آپ کی خدمت میں ایک اعرابی حاضر ہوا۔ حضرت علی نے چمڑے کے تھیلے سے جو کے ستو نکال کر اس میں سے کچھ اعرابی کو عنایت کئے۔ اعرابی نے ستو نہ کھایا بلکہ اس ستو کو اپنے عمامہ کے ایک پلہ میں رکھ دیا۔ اعرابی نے حسنین رضی اللہ عنہما کے دولت کدہ پر حاضر ہو کر دونوں شہزادوں کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور ان دونوں سے کہنے لگا

کہ میں نے مسجد میں ایک مسافر بزرگ کو دیکھا ہے جس کے پاس اس ستو کے سوا اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ مجھے اس شخص پر رحم آتا ہے۔ میں اس کھانے میں سے کچھ حصہ اس شخص کے پاس لے جانا چاہتا ہوں تاکہ وہ بھی اس کھانے میں سے تناول کرے۔ دونوں شہزادے رسن کر رو پڑے اور دونوں نے فرمایا کہ وہ تو ہمارے باپ امیرالمومنین علی ہیں۔ اپنے نفس پر اس ریاضت کے ساتھ جہاد کرتے ہیں۔

۱۰۔ کتاب نہج البلاغہ کی شرح میں تحریر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل مشہور و معروف ہیں جس کا اقرار آپ کے دشمنان نے بھی کیا ہے۔ آپ کے دشمنوں نے ہر حیلہ اور بہانے سے پوری کوشش سے حضرت کے فضائل کو مٹانے کی سعی کی ہے اور حضرت پر تمام منبروں پر (معاذاللہ) لعنت کرتے رہے ہیں۔ ان کے اس عمل سے حضرت کی منزلت بڑھتی گئی ہے۔ آپ کا علم آپ کو بطور میراث اور الہام ودیعت کیا گیا ہے۔ عبداللہ بن عباس آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ کے اور آپ کے چچا کے بیٹے علی کے علم میں کتنا فرق ہے۔ عبداللہ بن عباس نے کہا جس طرح بارش کا ایک قطرہ بحر بیکراں کے مقابل میں ہوتا ہے۔ علم قرآن، علم طریقت اور حقیقت (احوال تصوف) علم نحو اور صرف تمام کے تمام آپ نے ایجاد کئے ہیں۔ آپ کی بہادری بہت مشہور ہے۔ مثال کے طور پر بیان کی جاتی ہے۔ حضرت علی نے (جنگ صفین کے موقع پر) معاویہ کو اپنے ساتھ جنگ کرنے کی دعوت دی تاکہ لوگ اس لڑائی سے نجات حاصل کریں۔ عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا کہ علی نے تیرے ساتھ انصاف سے کام لیا۔ معاویہ نے کہا (اے عمرو عاص) تم نے آج کے دن کے سوا جب بھی مجھے نصیحت کی کبھی دھوکہ نہیں دیا۔ تم مجھے ابوالحسن کے ساتھ جنگ کرنے کو کہتے ہو حالانکہ تمہیں اس بات کا علم ہے کہ آپ وہ بہادر ہیں جو (مدمقابل کو سر پر) ہتھوڑے کی مانند چوٹیں لگاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میرے مرنے کے بعد تم ملک شام پر حکومت کرنے کی لالچ رکھتے ہو۔ عمرو بن عبدود کی بہن نے عمرو بن عبدود کا مرثیہ کہا ہے۔ ؎

لو کان قاتل عمرو غیر قاتله   لکنت ابکی علیه اخر الابد

لکن قاتله من لا نظیر له   وکان یدعی ابوه بیضة البلد

عمرو کو اگر علی کے سوا کوئی اور شخص قتل کرتا تو میں قیامت تک روتی رہتی لیکن عمرو کا قاتل وہ شخص ہے جس کی نظیر نہیں ہے اور جس کے باپ کو شہر (مکہ کا) سردار کہا جاتا ہے۔ آپ کی قوت اور طاقت ضرب المثل ہے۔ اس کی ذات والاصفات وہ ہے جس نے خیبر کے دروازے کو اکھاڑ کر رکھ دیا تھا۔ لوگوں کی ایک جماعت نے جمع ہو کر خیبر کے دروازے کو اکھاڑنا چاہا لیکن نہ اکھاڑ سکے تھے۔ اپنی خلافت

کے زمانہ میں صفین کی طرف تشریف لے جاتے وقت راستہ میں ایک بہت بڑے پتھر کو اپنے دست مبارک سے اکھاڑ دیا تھا۔ اور اس کے نیچے سے پانی جاری ہو گیا تھا۔ تمام لشکر نے مل کر اس پتھر کو اکھاڑنا چاہا تھا لیکن وہ اس پتھر کو نہ اکھاڑ سکے تھے۔ حضرت کے جود و سخا کا یہ عالم تھا کہ سارا دن روزہ رکھتے تھے اور رشام کو، اپنا کھانا دوسرے آدمی کو دے دیتے تھے۔ مدینہ کے یہودیوں کی کھجوروں کو اپنے ہاتھ سے سیراب فرماتے (آپ کے ہاتھوں پر گھٹے پڑ گئے تھے۔ اور جو اجرت ملتی تھی وہ صدقہ کے طور پر دے دیا کرتے (خود بھوک کے باعث) اپنے پیٹ پر پتھر باندھ دیا کرتے۔ علامہ شعبی کا بیان ہے کہ حضرت نے سائل کو کبھی نہیں کا لفظ نہیں کہا۔ معاویہ بن ابوسفیان جو آپ سے بغض رکھتا تھا۔ اور آپ کے عیوب تلاش کرنے میں سرگردان رہتا تھا، نے کہا کہ اگر علی کی ملکیت میں ایک گھر سونے کا بھرا ہوا اور دوسرا بھوسے کا بھرا ہوا ہوتا تھا تو آپ بھوسے سے پہلے سونے کو خرچ کر دیا کرتے تھے (تمام مال کو مستحقین میں تقسیم فرمانے کے بعد بیت المال میں جھاڑو دلا دیا کرتے تھے اور اس میں نماز ادا فرماتے اور فرمایا کرتے اے زرد (سونا) اے سفید (چاندی) مجھے دھوکہ دیتی ہو، مجھے دھوکہ دیتی ہو۔ آپ نے میراث کے طور پر کسی چیز کو نہ چھوڑا۔ حالانکہ شام کے سوا تمام ملک آپ کے قبضہ میں تھا۔

بردباری اور درگزر کرنے کی یہ حالت تھی کہ جمل کی جنگ کے موقعہ پر آپ نے مروان بن حکم کو پکڑ لیا تھا۔ اور مروان آپ کا بدترین دشمن اور آپ سے بے حد کینہ رکھنے والا انسان تھا لیکن آپ نے اس سے درگزر فرمایا۔ عبداللہ بن زبیر آپ کو برملا گالیاں دیا کرتا تھا۔ عبداللہ بن زبیر نے بصرہ کی لڑائی کے روز خطبہ دیا اور لوگوں سے کہا کہ (معاذاللہ) تمہارے پاس علی بن ابی طالب آئے ہیں جو بے وقوف اور کمینے انسان ہیں۔" جمل کی لڑائی میں عبداللہ بن زبیر پکڑا ہوا گرفتار ہو کر حضرت کی خدمت میں پیش ہوا لیکن آپ نے اسے معاف فرما دیا۔ حضرت نے صرف اتنا اس سے کہا کہ "تم چلے جاؤ میں تمہاری شکل دیکھنا نہیں چاہتا۔" علی علیہ السلام نے فرمایا۔" زبیر کے فرزند عبداللہ کے بڑے ہونے سے پہلے زبیر ہمیشہ ہم اہل بیت میں شمار ہوتا تھا۔ سعید بن عاص آپ کا دشمن تھا۔ جمل کی لڑائی کے بعد مکہ میں پکڑا گیا۔ آپ نے اس سے درگزر فرمایا اور اسے کچھ بھی نہ کہا۔ ام المومنین بی بی عائشہ پر (جمل کی لڑائی میں) کامیاب ہونے کے بعد آپ کی تعظیم اور تکریم فرمائی اور عبدالقیس کی بیس عورتوں کے سر پر عمامے بندھوا کر اور انہیں تلواروں سے مسلح کر کے آپ کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ جب ام المومنین بی بی عائشہ مدینہ میں پہنچ گئیں تو ان عورتوں نے اپنے سروں سے عمامے اتار دیئے اور کہنے لگیں ہم عورتیں ہیں (مرد نہیں ہیں) آپ جب اہل بصرہ پر کامیاب ہوئے تو آپ نے ان سے تلوار کو روک لیا اور آپ کے اعلانچی نے یہ اعلان کیا کہ غلام کا پیچھا نہ کیا

جائے۔ زخمی اور قیدی کو قتل نہ کیا جائے۔ جس شخص نے اپنے ہتھیار اتار دیے ہیں وہ امان میں ہے اور جو شخص امام کے لشکر کی طرف چلا گیا ہے وہ بھی امان میں ہے۔ اہل بصرہ کا مال لیا اور نہ ہی ان کی اولاد کو قید کیا۔ آپ نے فتح مکہ والے روز کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاسی فرمائی۔ (صفین کی جنگ کے موقع پر) معاویہ کے لشکر نے دریائے فرات کے گھاٹ پر قبضہ کر لیا۔ رؤساء شام نے معاویہ سے کہا کہ ہم لوگ ان لوگوں کو پیاس سے اس طرح قتل کر دیں گے جس طرح ان لوگوں نے حضرت عثمان کو پیاس کے ساتھ قتل کر دیا تھا۔ اصحاب علی نے معاویہ کے ساتھیوں سے پینے کے لئے پانی طلب کیا۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم تم لوگوں کو پانی کا ایک قطرہ تک نصیب نہیں ہوگا۔ جس طرح ابن عفان پیاس کی حالت میں فوت ہو گئے تھے تم بھی اسی طرح مر جاؤ گے۔ جب حضرت علی علیہ السلام نے اس حالت کو ملاحظہ فرمایا تو آپ نے اپنے لشکر کی معیت میں لشکر معاویہ پر بھرپور حملہ فرمایا۔ آپ نے ان کو ان کے مراکز سے علیحدہ کر کے پانی پر قبضہ کر لیا۔ اصحاب علی نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ اے امیر المومنین ہم ان لوگوں سے پانی کو اس طرح منع کر دیں گے جس طرح ان لوگوں نے آپ کو اور ہم لوگوں کو پانی سے منع کیا تھا اور ہم ان لوگوں کو پانی کا ایک قطرہ تک نہ پینے دیں گے۔ یہ لوگ پیاس کی وجہ سے مر جائیں گے اور ہمیں ان سے جنگ کرنے کی ضرورت بھی نہ رہے گی۔ امیر المومنین نے فرمایا خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ میں ان سے ان جیسا سلوک نہیں کروں گا۔ ان کے لئے گھاٹ کا کچھ حصہ خالی کر دو۔ تلوار کی زد میں (ان سے) کوئی رعایت نہ ہوگی۔"

۱۸۔ جس طرح لوگوں کو شہر مکہ اور شہر مصر کے وجود کا یقین ہے اسی طرح آپ کا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا تمام لوگوں کے نزدیک مسلم و معلوم اور معلومات ضروریہ میں شامل ہے۔ جنگ بدر میں ستر مشرکین قتل کئے گئے تھے، ان میں چھتیس آدمی آپ نے قتل کئے تھے۔ مسلمانوں اور فرشتوں نے چونتیس مشرک قتل کئے تھے۔ جب آپ محمد بن عمر واقدی کی کتاب مغازی، یحیٰی بن جابر بلاذری کی کتاب تاریخ الاشراف اور محمد بن اسحاق مطلبی وغیرہم کی کتاب مغازی کی طرف رجوع فرمائیں گے تو آپ کو اسی بات کی صحت کا پورا علم ہو جائے گا۔ ان لوگوں کو چھوڑ دیجئے جن کو آپ نے بدر کی لڑائی کے علاوہ احد، خندق، حنین اور خیبر کی لڑائیوں میں قتل کیا تھا۔

امیر علیہ السلام کی فصاحت کے متعلق صرف اس قدر کافی ہے کہ آپ امام الفصحاء اور سید البلغاء تھے۔ عبد الحمید بن یحیٰی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کے خطبات میں سے صرف ستر خطبے حفظ کئے تھے۔ جن کی بدولت میرے ہاں فیوض و برکات پائے جاتے ہیں۔ اصبغ بن نباتہ کا بیان

ہے کہ میں نے علی علیہ السلام کی خطابت سے ایک خزانہ یاد کیا ہے۔ جتنا ان کو مصرف میں لایا جائے۔ اسی قدر خیر و برکت بڑھتی اور زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ میں نے علی علیہ السلام کے مواعظ کی سو فصلیں از بر کی ہیں۔ تمہاری تسلی کے لیئے صرف اس قدر کافی ہے کہ جس قدر حضرت علی علیہ السلام کا کلام تدوین کیا گیا ہے، فصحاء صحابہ میں سے کسی کا کلام اس کے مقابل میں عشر عشیر بھی جمع نہیں ہوا۔ اس بارے میں ابو عثمان عمرو بن بحر جاحظ نے آپ کی تعریف جو اپنی کتاب البیان والتبیین اور اپنی دیگر کتب میں کی ہے آپ کو کافی معلوم کر دے گی"

اخلاق کی بلندی، خندہ پیشانی، زبان کی شیرینی اور مسکرا کر باتیں کرنا یہ اوصاف اس قدر پائے جاتے تھے کہ آپ کو ضرب المثل کے طور پر بیان کیا جاتا تھا۔

صعصعہ بن صوحان وغیرہ اپنے شیعوں اور آپ کے اصحاب کا بیان ہے کہ آپ ہم میں ایسے رہتے سہتے تھے جیسے ہم میں سے ایک فرد ہیں۔ آپ نرم پہلو والے اور بے حد منکسر المزاج تھے۔ ان باتوں کے باوجود ہم لوگ حضرت کے رعب اور دبدبے سے اس قدر خائف رہتے تھے، جس طرح قیدی کے سر پر جلاد تلوار لے کر کھڑا ہو۔"

دنیا سے بے تعلقی یہ تھی کہ آپ کو سید الزہاد کہا جاتا ہے۔ آپ نے پیٹ بھر کر کھانا کبھی نہ کھایا۔ آپ تمام لوگوں سے زیادہ خستہ حالت کا کھانا اور لباس پہنا کرتے تھے۔ عبداللہ بن ابی رافع نے کہا کہ ایک دفعہ عید کے روز میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کی خدمت میں چمڑے کا مہر شدہ تھیلا پیش کیا گیا۔ جس میں جو کی سوکھی سڑی روٹی موجود تھی۔ آپ نے اس کو تناول فرمایا۔ میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا (اے امیر المومنین) آپ نے اس پر مہر کیوں لگا رکھی ہے۔ فرمایا۔ ان دو بچوں کا ڈر ہے کہ کہیں اس میں گھی یا زیتون نہ ملا دیں۔ آپ کے کپڑے میں کبھی چمڑے کے اور کبھی کھجور کی پتی کے پیوند لگے ہوتے تھے۔ آپ کی نعلین مبارک خرمے کے لیف کی ہوتی تھی۔ آپ موٹا، کھردرا کپڑا پہنا کرتے۔ اگر آستین لمبی ہو جاتی تو اس کو کاٹ دیا کرتے۔ آپ کا سالن سرکہ یا نمک ہوتا تھا۔ اگر اس سے کچھ اور زیادتی کی تو زمین کی سبزی میں سے کوئی چیز ہوتی تھی۔ اگر اس سے بھی زیادتی ہوتی۔ تو تھوڑی مقدار میں اونٹ کا دودھ ساتھ ہوتا تھا۔ آپ گوشت بہت کم کھایا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ اپنے شکموں کو حیوان کی قبریں نہ بنایا کرو۔ آپ کی ذات وہ تھی جس نے دنیا کو تین بار طلاق دے دی تھی۔ آپ کی خدمت میں ملک شام کے سوا تمام اسلامی علاقہ جات کا مال آتا تھا۔ آپ اس کو لوگوں میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے"

۱۹۔ کتاب المناقب میں تحریر ہے کہ آپ کی وہ قمیص جس میں آپ کو شہید کیا گیا تھا وہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

کے پاس موجود تھی۔ جس کا طول بارہ اور عرض تین بالشت تھا اور اس پر حضرت کے خون کے نشانات موجود تھے۔

عبادت کے معاملہ میں تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار تھے اور آپ کی نماز اور روزہ تمام لوگوں سے زیادہ ہوتا تھا۔ آپ نے لوگوں کو نماز شب اور وظیفہ پڑھنے کی تعلیم دی تھی۔ (صفین کی جنگ کے موقعہ پر) لیلۃ الہریر کی رات تیر آپ کے سامنے بلند ہو کر گرتے تھے۔ اور آپ کے کانوں کے دونوں گوشوں کے نزدیک سے گزر رہے تھے۔ لیکن آپ کو مطلق اس بات کا کوئی خوف نہیں تھا۔ سجدوں کے طول کے باعث حضرت کی پیشانی مبارک پر اونٹ کے قدم کی مانند نشان پڑا ہوا تھا۔ اگر آپ حضرت کی دعاؤں اور مناجات میں غور و فکر کریں تو آپ کو ان میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور جلال کے درس ملیں گے اللہ کی ہیبت اور عظمت کا آپ کے دل میں خضوع اور خشوع پیدا ہوگا۔ اور آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں کس قدر اخلاص اور کس درجہ پر مقام عبدیت حاصل تھا۔ علی بن حسین علیہم السلام سے دریافت کیا گیا اور آپ عبادت کے انتہائی درجہ پر فائز تھے۔ تو آپ کی عبادت کو آپ کے دادا علی (علی علیہ السلام) کی عبادت سے کتنا لگاؤ ہے۔ فرمایا میری عبادت کو میرے دادا کی عبادت سے اتنا لگاؤ ہے جس قدر میرے دادا کی عبادت کو رسول اللہ صلعم کی عبادت سے لگاؤ تھا۔ قرآن پڑھنے اور اس میں مصروف رہنے کے متعلق تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ نے رسول اللہ کے زمانہ میں قرآن مجید کو زبانی یاد کر لیا تھا اور آپ کے سوا اور کسی شخص نے قرآن یاد نہیں کیا تھا۔ پھر آپ نے سب سے پہلے قرآن مجید کو جمع کیا تھا۔ رائے اور تدبیر کے معاملہ میں آپ تمام لوگوں سے زیادہ صائب الرائے اور سب سے زیادہ صحیح تدبیر رکھتے تھے۔ اور آپ کے دشمن کہا کرتے تھے کہ ہم نے علی کو شریعت کے امور میں مقید پایا ہے اور ہم نے آپ سے خلاف شرع کسی فعل کو سرزد ہوتے نہیں دیکھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے فرمایا اگر دین اور پرہیزگاری کا ڈر نہ ہوتا تو میں تمام عرب سے زیادہ چالاک ہوتا۔ معاویہ مجھ سے زیادہ چالاک اور سیاست دان نہیں ہے لیکن [redacted] دھوکہ دیتا ہے اور فسق و فجور برپا کرتا ہے۔ اگر مجھے دھوکہ بازی کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں لوگوں سے زیادہ چالاک اور سیاست دان ہوتا لیکن ہر دھوکہ بازی فسق و فجور کی طرف لے جاتی ہے اور ہر فسق و فجور کفر میں مبتلا کر دیتا ہے۔ قیامت کے دن ہر دھوکہ باز اور بے وفائی کرنے والے کے لئے جھنڈا نصب کیا جائے گا جس کے ذریعہ وہ پہچانا جائے گا۔ خدا کی قسم میں لوگوں کو مکر اور فریب میں مبتلا نہیں کروں گا۔ اور نہ ہی مصائب کے وقت کمزوریاں دکھاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا ہدایت کا امام اور ہلاکت کا امام نبی کا دوست اور نبی کا دشمن برابر نہیں ہو سکتے۔

سیاست کے معاملہ میں آپ ذات باری تعالیٰ کے حق میں نہایت سخت تھے۔ جب کہ ایک گروہ نے آپ

کو خدا کہنا شروع کر دیا تھا) تو آپ نے ان لوگوں کو آگ میں جلا دیا تھا۔ میں ایسے شخص کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ باوجودیکہ ذمی لوگ رسول اللہ کی نبوت کی تکذیب کرتے تھے۔ لیکن آپ کو دوست رکھتے تھے۔ فلاسفر اہل اسلام سے دشمنی کے باوجود آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔ شاہان افرنج اور روم نے اپنی عبادت گاہوں میں آپ کی تصویر اسی شکل کی بنا رکھی تھی کہ آپ تلوار اٹھائے ہوئے معرکہ قتال کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں۔ ترک اور دیلم کے بادشاہوں نے آپ کی شکل اپنی تلواروں پر منقش کر رکھی تھی۔ عضد الدولہ بن بویہ، رکن الدولہ بن عضد الدولہ، الپ ارسلان اور آپ کا بیٹا ملک شاہ ان سب حضرات نے اپنی اپنی تلواروں پر حضرت کی تصویر بنا رکھی تھی۔ یہ حضرات اس تصویر کو باعث برکت خیال کرتے تھے۔ اور اس سے نصرت اور کامیابی کی شگون لیتے تھے۔ میں اس شخص کے متعلق کیا کہہ سکتا ہوں جس کو ہر شخص دوست رکھتا ہو۔ اپنے آپ کو حضرت کی طرف منسوب کرنے میں فخر اور عزت تصور کرتا ہو۔ جوانمردی اور بہادری آپ کی خاص صفت ہے اور مشہور و معروف شعر کے ذریعہ جس میں آپ کی مدح کی گئی ہے۔ لوگوں نے جنگ احد کے موقعہ پر آسمان سے یہ آواز سنی تھی۔ لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی۔ میرے امکان میں ایسی ذات کی تعریف نہیں ہے جس کا باپ ابو طالب ہو جو سید البطحٰی، شیخ قریش اور رئیس مکہ ہوں۔ کندی کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ کندی نے نبی کریم صلعم کو نبوت کے آغاز میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور آپ کے ساتھ ایک لڑکا اور عورت بھی نماز ادا کر رہی تھی۔ کندی کا بیان ہے کہ میں نے عباس کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ کون آدمی ہے۔ اس نے کہا یہ میرے بھائی کا فرزند محمد ہے۔ جو اس بات کا مدعی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ آپ کی پیروی اس لڑکے نے کی ہے جس کا نام علی ہے اور یہ بھی میرے بھائی کے نور چشم ہیں یا اس عورت نے آپ کی پیروی کا دم مارا ہے جو آپ کی زوجہ محترمہ ہیں جن کا نام خدیجہ ہے۔ کندی نے کہا کہ میں نے عباس کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ لوگ اس شخص کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں۔ اس نے کہا کہ ہم لوگ اس انتظار میں ہیں کہ دیکھیں ہمارے سردار ابو طالب اس بارے میں کیا رویہ اختیار کرتے ہیں۔" رسول اللہ صلعم کی بچپن میں حضرت ابو طالب نے کفالت فرمائی تھی اور جب رسول اللہ صلعم بڑے ہوئے تو آپ ہی رسول اللہ کی حمایت، نصرت اور آپ کے دشمنوں کی تکالیف آپ سے دور کرتے رہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جب حضرت ابو طالب کا مکہ میں انتقال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم کو وحی کی کہ اب تم مکہ سے ہجرت کر جاؤ۔ تمہاری نصرت و امداد کرنے والے کا اس دنیا سے انتقال ہو چکا ہے۔ حضرت علی کو یہ شرف اور بزرگی اپنے باپ کی جانب سے عطا ہوئی ہے کہ آپ کے چچا کے فرزند حضرت محمد صلعم ہیں جو اولین اور آخرین کے سردار ہیں۔ آپ کے بھائی حضرت جعفر ہیں۔ جن کو قدرت نے دو پر عطا کیے ہیں۔ آپ کی زوجہ

محترمہ (فاطمہ) تمام کائنات کی عورتوں کی سردار ہیں۔ آپ کے دونوں فرزند جوانان بہشت کے سردار ہیں آپ آباء اجداد کے سلسلہ نسب کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ متحد ہیں۔ نیز آپ اولاد کے بارے میں بھی رسول اللہ سے متحد ہیں (آپ کے فرزند حسنین رسول اللہ کے فرزند ہیں) حضرت علی رسول اللہ نے اصول اور فروع دونوں باتوں میں رسول اللہ سے ملے ہوئے ہیں۔ آپ کا گوشت اور خون رسول اللہ کے گوشت اور خون سے ملا ہوا ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں حضرات کے نور کو پیدا کیا اس وقت سے یہ دونوں آپس میں ساتھ ساتھ رہے۔ حضرت عبداللہ اور حضرت ابوطالب ان دونوں بھائیوں میں آکر وہ نور الگ الگ ہو گیا۔ رسول اللہ اور علی کی ماں ایک ہیں (جناب رسولؐ علی کی والدہ کو اپنی ماں کہا کرتے تھے) جناب عبداللہ کی صلب سے انبیا کے سردار اور جناب ابوطالب کی پشت سے اوصیائے سردار پیدا ہوئے۔ یہ رسول اول ہیں اور یہ علی تالی ہیں۔ یہ (رسول) ڈرانے والے ہیں اور یہ (علی) ہادی ہیں۔ اکثر صاحبان حدیث کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت علی سب لوگوں سے پہلے رسول اللہ پر ایمان لانے والے ہیں۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے خود فرمایا ہے کہ میں ہی صدیق اکبر ہوں اور میں ہی فاروق اعظم ہوں۔ لوگوں سے پہلے میں ہی اسلام لایا ہوں اور لوگوں سے پہلے میں نے نماز پڑھی ہے۔ جس شخص نے کتب حدیث کا مطالعہ کیا ہے وہ اس بات کو بخوبی جانتا ہے۔
مورخ واقدی اور ابن جریر کا نظریہ یہ ہے کہ فاطمہ بنت اسد حضرت علی، حضرت جعفر، حضرت عقیل اور ام ہانی کی والدہ ماجدہ، دس مسلمانوں کے بعد اسلام لائی تھیں اور اسلام لانے والوں میں آپ کا گیارھواں نمبر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی تکریم اور تعظیم میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھتے تھے اور آپ کو اپنی ماں کہکر یاد فرماتے تھے۔ رسول اللہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔ رسول اللہ جناب فاطمہ بنت اسد کی قبر کی لحد میں اتر کر جناب فاطمہ بنت اسد کے ساتھ لیٹ گئے تھے (واللہ اکبر) رسول اللہ نے فرمایا حضرت ابوطالب کے انتقال کے بعد فاطمہ بنت اسد کے سوا میرے ساتھ اور زیادہ نیکی کرنے والا کوئی نہیں تھا"

احمد بن یحییٰ بلاذری اور علی بن حسین اصفہانی نے بیان کیا ہے کہ قریش قحط سالی کا شکار ہو گئے تھے۔ رسول اللہ نے اپنے چچا حمزہ سے فرمایا کہ اس موقعہ پر آپ ابوطالب کا بوجھ ہلکا کیوں نہیں کرتے۔ جناب حمزہ نے جناب جعفر کو اپنی کفالت میں اور رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کو اپنی کفالت میں لے لیا تھا۔ حضرت علی کی اس وقت عمر صرف چھ سال تھی۔ رسول اللہ نے حضرت علی کی تربیت بہترین طریقہ پر کی تھی اور رسول اللہ علی کے ساتھ اس قسم کا سلوک کرتے تھے جس طرح حضرت ابوطالب رسول اللہ کے ساتھ برتاؤ

کیا کرتے تھے۔ جب حضرت عبدالمطلبؓ کا انتقال ہوگیا تو جناب ابوطالب نے رسول اللہؐ کو اپنی نگرانی میں لے لیا۔ اور یہ واقعہ حضرت علی علیہ السلام کے اس قول سے مطابقت رکھتا ہے کہ میں نے اس امت سے سات سال پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔ حضرت علی کا فرمان ہے کہ (رسول کے ساتھ) میں آواز کو سنتا تھا اور روشنی کو ملاحظہ کرتا تھا۔ یہ قصہ سات سال متواتر ہوتا رہا اور یہ تبلیغ اور انذار سے پہلے کی بات ہے۔ جب رسول اللہ نے اعلان نبوت فرمایا تو اس وقت حضرت علیؑ کی عمر تیرہ سال کی تھی۔ جس وقت حضرت علی علیہ السلام کے والدؓ ماجد نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سپرد کیا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک صرف چھ سال کی تھی۔ یہ بات صحیح اور درست ہے کہ آپ نے تمام لوگوں سے پہلے اللہ تعالیٰ کی سات سال عبادت کی تھی۔ حضرت عبداللہ، حضرت ابوطالب اور زبیر کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھیں۔ باقی تمام اولاد جناب عبدالمطلب مختلف امہات سے تھی۔

انتہی الشرح (نہج البلاغہ مؤلفہ علامہ ابن ابی الحدید)

باب ۵۲

ان واقعات کے بیان میں جن کو ابو عثمان عمر بن جاحظ بصری معتزلی صاحب کتاب البیان التبیین جو علماء محققین اور مشاہیر متقدمین سے ہیں نے اپنے رسالہ میں تحریر کئے ہیں۔ رحمہ اللہ

اہل بیت کی غیروں پر فضیلت کے بارے میں خواہ مخواہ کے جھگڑوں اور تنازعات نے صحیح اور سلیم عقلوں میں نقص اور اخلاق حسنہ میں فساد پیدا کر دیا ہے۔ ہم پر حق کی تلاش اور حق کی اتباع اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن) میں جو مقصد طلب کیا ہے وہ ہم پر واجب ہے۔ ہمیں تعصب اور خواہشات نفسانی کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ گذشتہ لوگوں، اساتذہ اور آبا ؤ اجداد کی فرسودہ تقلید سے کنارہ کشی کرنا چاہیئے۔ تمہیں اس بات کا یقین ہونا چاہیئے اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشا یہ ہوتا کہ بنو ہاشم اور دیگر لوگوں میں مساوات واقع ہے تو اللہ تعالیٰ بنو ہاشم کو سہم ذوی القربٰی کے ساتھ مخصوص نہ کرتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ سے کہا "اے محمدؐ اپنے قریبی رشتہ دار کو ڈراؤ" اور خداوند عالم نے فرمایا "اے محمدؐ یہ ذکر تمہارے لئے اور تمہاری قوم کے لئے ہے

عنقریب تم لوگوں سے اس بات کا سوال کیا جائے گا۔" جب رسول اللہ کی قوم کو وہ خصوصیات حاصل ہیں جو اور لوگوں کو حاصل نہیں ہیں تو جو شخص جس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ قریب ہوگا اس کی قدر و منزلت اسی معیار سے اور اونچی ہوگی۔ اگر اللہ تعالیٰ اور لوگوں کو بنو ہاشم کے ساتھ مساوی قرار دیتا تو بنو ہاشم پر صدقہ کو حرام نہ کرتا۔ بنو ہاشم پر اللہ تعالیٰ کا صدقہ کو حرام قرار دینا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بنو ہاشم کی بزرگی اور طہارت اللہ کے نزدیک مسلم ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے برسر منبر ایک جماعت کے سامنے ارشاد فرمایا تھا: "ہم اہل بیت ہیں قوم کے کسی فرد کا ہمارے ساتھ قیاس نہیں کیا جاسکتا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہ پاکیزہ افراد حضرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ، دو فرزند حسنؑ اور حسینؑ، دو شہید ایک اللہ کا شیر حمزہؓ دوسرے دو پروں والے جناب جعفرؓ، مکہ کے سردار، پرندوں کے خوراک بہم پہنچانے والے حضرت عبدالمطلبؓ، حاجیوں کو پانی پلانے والے عباس اور رسول اللہ کے حامی و ناصر آپ سے زیادہ محبت کرنے والے، آپ کے کفیل اور مربی، آپ کی نبوت کا اقرار کرنے والے اور آپ کی رسالت کے معترف، اور رسول اللہ کی اپنے بہت سے اشعار میں تعریف کرنے والے اور قریش کے شیخ حضرت ابوطالبؑ یہ لوگ سب کے سب بنو ہاشم سے تعلق رکھتے ہیں۔"

رسول اللہ صلعم نے فرمایا:" میں تم لوگوں میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک ان میں سے دوسری سے بڑی ہے۔ ایک کتاب خدا ہے جو آسمان سے لے کر زمین تک کھنچی ہوئی ہے۔ دوسری میری اولاد ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ مجھے بے حد مہربان اور نہایت باریک بین (خدا) نے خبر دی کہ یہ اس وقت تک جدا نہیں ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ رسول اللہ نے فرمایا ہر سبب اور نسب قیامت کے روز ختم ہو جاتے گا لیکن میرا سبب اور رشتہ قائم رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کا شکر ہے جس نے ہمیں ان لوگوں میں قرار دیا جو ہمارے نبی کے فرزندوں اور قرابتداروں کو دوست رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہم لوگوں کو ان سے محبت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے مودت کرنا ہم پر اپنے اس فرمان کے ذریعہ فرض قرار دیا ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ (قیامت کے روز) ہم سے ان سے محبت کرنے کے بارے میں اللہ کے اس فرمان کے مطابق پوچھا جائے گا۔ وقفوھم مسئولون (اے فرشتو) ان لوگوں کو روکو ان سے کچھ دریافت کرنا ہے۔" یعنی ان سے اہل بیت سے محبت رکھنے کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اگر ہم لوگ حضرت علی بن ابی طالب کے فضائل شریف، مقامات بزرگ، بلند درجات اور روشن فضائل کو شمار کرنا

شروع کر دیں تو اس بارے میں بہت بڑی لمبی چوڑی مجلدات اور دفاتر ختم ہو جائیں گے۔ آپ آدم علیہ السلام کی صحیح جڑ ہیں۔ آپ کا نسب بے عیب ہے۔ آپ کی ولادت گاہ ایک بلند مقام (خانہ کعبہ) ہے۔ آپ کی نشوونما مبارک اور بزرگ ہاتھوں میں ہوئی ہے۔ آپ کی منزلت بلند اور عمل زیادہ ہے اور آپ کے علم کی وسعت بہت زیادہ ہے۔ آپ کی مثال اور ہمسری کوئی آدمی نہیں کر سکتا۔ آپ بلند ہمت اور قوت کاملہ کے مالک تھے۔ آپ کا طرز تکلم معجزانہ اور زبان مبارک خطیبانہ تھی۔ آپ کا سینہ (علم کے لحاظ سے) بہت کشادہ اور فراخ تھا۔ آپ کے اخلاق حمیدہ آپ کی فطرت میں سموئے ہوئے تھے۔ آپ کی گفتگو آپ کی بزرگی پر گواہ ہے۔ آپ کے تمام فضائل کا احاطہ کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ جب کہ ہماری کتابیں آپ کے تمام ارشادات کی تفسیر کو اپنے دامن میں جگہ دینے سے قاصر ہیں تو ہم کما حقہ آپ کی حقیقت کو بالتفصیل کیسے بیان کر سکتے ہیں۔ اس جملہ کو صرف اہتمام حجت کے طور پر اس شخص کے لئے بیان کیا ہے جو حضرت کی فضیلت کی معرفت رکھنے کا ارادہ رکھتا ہو۔" حسنؑ اور حسینؑ ان دونوں حضرات کے متعلق ان کے نانا کا فرمان ہے کہ یہ دونوں شہزادے جوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔ پسندیدہ اعمال اور پاکیزہ علوم میں ان دونوں کا حصہ ہر حصہ دار سے بڑھا ہوا ہے۔ محمد بن حنفیہ کے متعلق تمام دنیا کو اقرار ہے کہ آپ اپنے زمانہ کے یکتائے روزگار اور اپنے زمانہ کے بہادر ترین انسان تھے۔ فضل اور کمال میں انسان کامل تھے۔
علیؑ بن حسین کے بارے میں مختلف مذاہب کے لوگ آپ کی فضیلت اور بزرگی کے اقرار کرنے میں یک زبان ہیں۔ آپ کی بزرگی اور امامت کے بارے میں کسی ایک فرد نے شبہ و اشتباہ نہیں کیا۔
مدینہ کے لوگ کہا کرتے تھے کہ ہم نے ایک زمانہ میں ایسے تین افراد کو نہیں دیکھا جن کے نام علی ہوں اور ان میں کا ہر ایک فرد خلافت پر متمکن ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو اور ان میں تمام ایک جیسے ایسے بہترین خصوصیات پائے جاتے ہوں۔ ان حضرات کی مراد ان تین حضرات کے متعلق ہوتی تھی۔ علی بن حسین بن علی، علی بن عبداللہ بن جعفر طیار اور علی بن عبداللہ بن عباس۔ ان حضرات کا ایک ایک فرزند پیدا ہوا۔ اور انہوں نے اس کا نام محمد رکھا۔ نیز یہ حضرات بھی بزرگی، شرافت اور بھلائی کے لحاظ سے اپنے آباء کا نمونہ تھے اور ان میں سے ہر ایک شخص خلافت کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ اور ان میں ایک ایسی فضیلت اور بزرگی پائی جاتی تھی۔ اور ان حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں امام محمد باقر بن علی بن ابو عبداللہ حسین، محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر طیار اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔ اسلام میں اتفاقات میں سے ایک عجیب اتفاق ہے۔"

اصحاب اخبار اور حاملان حدیث جانتے ہیں کہ انہوں نے علی بن ابی طالب

جوانمردی اور بہادری:- حضرت حمزہؓ اور جناب جعفر طیار رضوان اللہ علیہم جیسی بہادری اور جوانمردی کسی کی نہیں سُنی۔ روئے زمین پر بنو ہاشم کے سوا ایسی قوم موجود نہیں جو میدانِ کارزار میں نہایت دلجمعی کے ساتھ ثابت قدم رہتی ہو۔ اور زیادہ تر تلواروں کی دھار کے نیچے قتل ہوتی ہو۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے بنو ہاشم اور بنو اُمیہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ہم لوگ بہادرترین، بزرگ ترین اور سخی ترین افراد ہیں اور بنو اُمیہ منکرترین، سکارترین اور بے حد غدار لوگ ہیں۔ نیز فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں علی بن ابی طالب کی جان ہے۔ تلوار کے ہزار وار کھا کر مرنا علیؑ کے لئے بستر کی موت مرنے سے زیادہ آسان ہو۔ جو اللہ کی اطاعت کے بغیر ہو"

اور مجھے اس بات کا علم ہے کہ بنو ہاشم کا ایک آدمی بلاحساب بہشت میں داخل ہوگا۔ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے افراد کی تعداد کے برابر اللہ کے ہاں لوگوں کی شفاعت کرے گا۔ ان اوصاف کے ہوتے ہوئے بھی تم بنو ہاشم میں زیادہ عبادت کرنے کے اوصاف پاؤ گے۔ ان حضرات کے ساتھ کوئی شخص برابری نہیں کر سکتا۔ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب علی بن حسین، علی بن عبداللہ بن جعفر طیار اور علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم علم، حلم، غصہ کو ضبط رکھنے، بہترین درگزر کرنے اور بہت جد وجہد کرنے میں ایک جیسی خصوصیات رکھتے تھے اور یہ سب حضرات ہر رات ہزار رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ اگر ان حضرات کی ایک خصوصیت کسی اور آدمی کو لاحق ہو جاتے تو وہ خود بھی ہلاک ہو جاتے اور دوسرے کو بھی ہلاک کر دے۔ یہ حضرات جب بھی مصائب اور تکالیف کا شکار ہوتے۔ آلام کی شدت کے بڑھنے میں ان کی نیکی اور بھلائی اور بڑھتی جاتی تھی اور جب رنج ومحن دور ہو جاتا تھا تو یہ لوگ اللہ کی عظمت کے اظہار کی خاطر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے تاکہ جنت کے بلند درجات حاصل کر سکیں اور رب الوہت کی ہمسائیگی میں کامیاب اور کامران ہو کر رہیں۔ ایک دوسری بات جو حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہٗ کی شرافت ذاتی پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے باپ حضرت ابوطالب اور آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب اور دادا کے والد ماجد حضرت ہاشم بن عبدمناف بن قصی ہیں اور والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہیں اور بھائی حضرت جعفر طیار ہیں جو دو پروں کے مالک ہیں اور بہشت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے رہتے ہیں۔ دو آپ کے بھائی عقیل ہیں جسے رسول اللہ نے فرمایا تھا اے عقیل میں تمہیں دو حیثیتوں سے دوست رکھتا ہوں۔ ایک تیری قرابت کی وجہ سے اور دوسرے اپنے چچا ابوطالب سے محبت کی

وجہ سے۔ آپ کی ہمشیرہ معظمہ جناب ام ہانی ہیں۔ آپ وہ مخدوم ہیں جن کے دولت خانہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصیٰ کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ وہاں سے بلند آسمانوں کی طرف وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ اور وہاں سے قاب قوسین او ادنیٰ کے مقامات کی طرف تشریف لے گئے۔ چچا حضرت حمزہؓ ہیں جو اللہ کے شیر اور شہیدوں کے سردار ہیں اور آپ کے چچا عباس ہیں جو حاجیوں کو پانی پلانے کی ڈیوٹی سرانجام دیا کرتے۔ عقبہ کی رات مدینہ والوں سے رسول اللہ کی جانب سے بات چیت کرنے والے تھے۔ عقبہ کی رات گفتگو کے دوران رسول اللہ پر ایمان لائے تھے۔ آپ کی پھوپھی صفیہ اور عاتکہ ہیں اور ان دونوں مستورات نے اسلام قبول کیا تھا اور مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ آپ رسول اللہ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ آپ کی زوجہ محترمہ جناب فاطمۃ الزہرا ہیں جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حضرت کی زوجہ کی والدہ ماجدہ جناب خدیجۃ الکبریٰ ہیں جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ آپ کے فرزند حسنؓ اور حسینؓ ہیں جو جوانان بہشت کے سردار ہیں رضوان اللہ علیہم حضرت علی ہاشمی ہیں اور ماں اور باپ کی جانب سے ہاشمی پیدا ہوئے ہیں۔"

وہ اعمال جن کی بدولت انسان خیر کثیر اور بڑے ثواب کا مستحق ہوتا ہے وہ چار ہیں اسلام لانے میں پہل کرنا۔ دین کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین سے دشمنوں کو دور کرنا، علم کثیر کا مالک ہونا، اللہ کے احکام میں سوجھ بوجھ رکھنا، رموز قرآن کا علم رکھنا اور دنیا سے لگاؤ نہ رکھنا۔ یہ تمام اوصاف علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ذات میں بیک وقت جمع تھے۔ اور لوگوں میں الگ الگ ایک صفت پائی جاتی تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ میں انبیاء کے ساتھ سب لوگوں سے پہلے رہا تھا اور یہ حضرات جس علم کو لے کر تشریف لائے تھے میں اس کو تمام لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ آپ کی مدح میں کہا گیا ہے کہ آپ نے سن شباب میں وہ کارہائے نمایاں انجام دئے جو بڑے بڑے گھاگ لوگوں نے اس کا عشر عشیر بھی سرانجام نہیں دیا تھا۔

یہ فاطمہ کے فرزند ہیں جس نے انہیں ذبح کر کے ختم کر دیا ہے۔ شام کے وقت امن وامان میں ہوتے ہیں اور آپ کے جسم پر کوئی زخم نہیں ہوتا۔ عقلمند کے فرزند ہیں اور اس کے فرزند ہیں۔ جو (اپنی قوم کے لئے) مشکلات کے وقت ایک ستون کی مانند تھے۔ اور اس کے فرزند ہیں۔ جو بطحا زمین (مکہ) کی زینت کا باعث تھے۔

اگر سخاوت کے تمام اجزا کا حضرت کی سخاوت سے موازنہ کیا جائے تو اوروں کی سخاوت آپ کی سخاوت کے مقابل میں کنجوسی معلوم ہوگی۔ عبداللہ بن جعفر اور عبیداللہ بن عباس کی سخاوت کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

روئے زمین پر بنو ہاشم کے مقابلہ میں کوئی قوم بے نظیر خطیب اور بلند ترین فصاحت کی مالک نہیں ہے جو بغیر بناوٹ اور اکتساب کے خطابت اور بلاغت کے مالک تھے۔

ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے یہ اشعار ارشاد فرماتے ہیں۔ سہ

بلا فخر یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ قریش کے لوگ جانتے ہیں کہ ہم ان کے مقابلہ میں سخاوت کے علی مدارج پر فیض یاب تھے۔ ہماری لمبی زرہیں ان سے زیادہ تھیں۔ جب وہ نیزہ زنی کرتے تھے تو ہمارے نیزے ان سے زیادہ تیز ہوتے تھے۔

ان سے زیادہ تکالیف کو دور کرنے والے تھے۔ جب وہ لوگ گفتگو کرتے تھے تو ہماری زبان ان سے زیادہ فصیح و بلیغ ہوتی تھی۔

علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت اور بزرگی کے بارے میں جو بات شامل ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اصحاب سے پہلے کی تھی اور اصحاب کے ساتھ کی اور اصحاب کے بعد کی۔ آپ کا امتحان ان امور میں لیا گیا جن میں مضبوط ارادہ کا آدمی نہیں ٹھہر سکتا۔ آپ ایسے مصائب اور آلام میں گرفتار ہوتے جن میں گرفتار ہو کر صبر والا آدمی بھی پورا نہیں اتر سکتا۔ انہیں وجوہ کی بنا پر آپ ب الرت کے جوار میں بزرگ ترین منازل اور مقامات رفیعہ پر فائز المرام ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کے متعلق فیصلہ کن بات یہ ہے کہ وہ تمام لوگوں کے نزدیک عزت اور بزرگی کی نگاہ سے بغیر کسی لیت ولعل کے دیکھی جاتی ہے۔ ان حضرات کی عزت اور بزرگی کے بارے میں مومن لوگ پختہ یقین اور عزم رکھتے ہیں۔ یہ حضرات بزرگی کی بنیاد، مرتبہ بلند، بے مثل عادات پاکیزہ حرکات، کھلی ہوئی بزرگی، سنجیدہ وقار، مکمل جرأت، بلند و بالا شاخ قائم رکھنے والی جڑ اور بڑھنے والی شاخ کے مالک ہیں۔ ان اعزاز اور بزرگیوں پر ان حضرات نے اکتفا اور قناعت نہیں کی بلکہ اپنے آپ کو سخت تکالیف، بے پناہ آلام، جان لیوا عبادات اور کامل ریاضت میں مصروف رکھا۔ لوگ اس بات کو جانتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا کلام مبارک بیٹھے ہوئے ارشاد فرمانے کا اور انداز ہے۔ کھڑے ہوتے بیان فرمانے کا اور اسلوب ہے اور مجمعوں میں طرز تکلم اور قسم کا ہے۔ آپ کی ذات شریعت کے مسائل بیان کرنے، فرامین کے جاری کرنے حلال و حرام کے متعلق معلومات بہم پہنچانے تخلیق کائنات کے بارے میں آگاہ کرنے، تشریحات قرآن، نبی علیہ السلام کی تعلیم کردہ تعلیم سے گذشتہ اور آئندہ واقعات کی خبر دینے یا کشف جلی، علم جفر، موروثی علم یا علم لدنی کے ذریعہ واقعات کے متعلق آگاہ کرنے میں آپ کی ذات منفرد اور یگانہ خصوصیت کی حامل ہے۔

عبداللہ بن عباس کی وہ شخصیت ہے جسے دین کی رئیس اور علم کا سمندر کہا جاتا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ سے فرمایا کرتے تھے۔ "اے (سمندر علم کے) غوطہ لگانے والے اور غوطہ لگاؤ"، نیز حضرت عمر نے آپ کے حق میں فرمایا کہ عبداللہ بن عباس عقلمند دل اور بے حد فصیح زبان کے مالک ہیں۔ ابن مسعود وغیرہ نے کہا بہترین مفسر قرآن عبداللہ بن عباس ہیں۔ لوگوں میں حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم کی زبان فصاحت اور بلاغت کے لحاظ سے مستند مانی جاتی تھی۔ فصاحت و بلاغت کا دھنی آپ کی زبان کی پیروی کرتے ہوئے تمام خطیبوں پر غالب آ جاتا تھا۔ اور لوگوں کا یہ بھی نظریہ تھا کہ بنو ہاشم بے حد سخی، بے حد بزرگ، شاندار نجابت اور شرافت اور نیزہ دھار نیزوں کے مالک ہیں میں نے آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر میں صرف آپ کے سامنے ایک جملہ بیان کیا ہے تاکہ یہ مختصر بات زیادہ حقائق کی طرف رہنمائی کرے اور فضائل آل رسول کا ہر قطرہ ایک بڑے چشمہ کی طرف دلالت کرے اور ایک حصہ تمام حقائق کی طرف نشان دہی کرے بنو ہاشم کے مراتب، ان کی اطاعت کے منازل، ان کے اعمال کے درجات، ان کاموں کی حقیقتیں، انکی بہترین اخلاق، ان کی شرافت کی خوبیاں، ان کی عمدہ راہنمائی، ان کے جلیل القدر احسانات ان کی سخت تکلیف اور ہمیشہ رہنے والی نیکیوں اور دائمی رہنے والی برکات کے حصول کی خاطر ان کی بلند ہمتی اگر آپ کو معلوم ہوگئی تو تب تمہیں ان کا حق اور ان کی قرابت کا حق جو رسول اللہ صلعم کی طرف سے عائد ہوتا ہے معلوم ہوگا۔ اور وہ مختصر سی ذمہ داری جو ہم لوگوں اور آپ حضرات پر عائد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم ان کے فضائل کو لوگوں کے سامنے بطور چیلنج پیش کریں اور ان تمام خرافات کو ٹھکرا دیں جو (از روئے تعصب) ان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ ہم نے اس سے قبل بھی بنو ہاشم کے بارے میں متفرق اور مجمل طور پر بیان کیا ہے اور میرے بس کا یہ روگ نہیں ہے کہ ان کے تمام فضائل اس کتاب میں کما حقہ بیان کئے جا سکیں۔ رسالہ ختم ہوگیا۔ میں نے اس رسالہ کو کتاب غایۃ المرام کی مدد سے لکھا ہے۔ صاحب غایۃ المرام کا کہنا ہے کہ میں نے اس رسالہ کو اس نسخہ سے تحریر کیا ہے۔ جس کو عبداللہ بن حسن طبری نے امیر حسن بن امیر عیسیٰ بن مقتدر باللہ خلیفہ عباسی کے مجموعہ سے اپنے خط کے ساتھ تحریر کیا تھا۔

باب ۵۳

لیلۃ الھریر

جو واقعہ صفین کی بڑی رات تھی جو مثال کے طور پر بیان کی جاتی ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام کا خطبہ اور آپ کی وصیت کو نہج البلاغہ کی شرح میں تحریر کیا گیا ہے۔

اب ہم ان واقعات کو ذکر کرتے ہیں جن کو نصر بن مزاحم نے کتاب صفین میں بیان کیا ہے۔ نصر بن مزاحم ثقہ النقل اور حدیث بیان کرنے والے اصحاب میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کا بیان ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ بروز منگل دس ربیع الاول ۳۸ھ صبح کے وقت لوگوں کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ پھر حضرت نے عراق کے لشکر ذریعہ فوج شام پر حملہ کر دیا۔ دونوں فوجیں آپس میں لڑنے لگ گئیں۔ جنگ نے فریقین کو کھانا شروع کر دیا۔ لیکن شامیوں حالت بے حد خراب تھی۔ شامیوں کے قدم اکھڑ گئے۔ جناب اشتر نے کمیت گھوڑے پر سوار ہو کر ایک خطبہ شاد فرمایا۔

"شکر ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کا جس نے ہمارے درمیان اپنے نبی کے ابن عم کو موجود کر دیا۔ جس نے سب لوگوں سے ایمان لانے میں سبقت اور اسلام قبول کرنے میں پہل کی تھی۔ آپ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں پر مسلط کر دیا ہے۔ میری طرف دیکھو! اور میری پیروی کرو۔ ان (شامیوں) کے قدموں میں جا پہنچو۔"

پھر جناب اشتر نے شامیوں پر حملہ کر دیا۔ آپ نے ان سے سخت لڑائی لڑی۔ راوی کا بیان ہے کہ شامیوں کے یہ آدمی نے نکل کر آواز دی۔ اے ابوالحسن! اے علی میرے سامنے تشریف لایئے۔ حضرت علی اس کے سامنے دار ہوئے۔ اور اس شخص نے عرض کیا اے علیؑ آپ کو اسلام لانے اور ہجرت کرنے میں سبقت کا درجہ حاصل ہے۔ یا آپ واپس عراق نہیں تشریف لے جاتے اور ہم لوگ واپس شام کی طرف چلے جاتے ہیں تاکہ جنگ و قتال معاملہ ٹھنڈا ہو جائے۔ حضرت علی نے فرمایا میرے لئے جنگ کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ اور میں س وقت جنگ کے چھوڑنے کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی رو سے جس کو حضرت محمد صلعم پر نازل کیا تھا۔ کفر خیال کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے اس بات پر راضی نہیں کہ صفحہ زمین پر ایک قوم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتی رہے۔ اور

وہ لوگ خاموش بیٹھے ہوئے تماشا دیکھتے رہیں۔ لوگوں کو نیکی کا حکم نہ دیں اور برائی سے لوگوں کو منع نہ کریں۔ جہنم کے طوق پہننے سے لڑائی میرے لئے بہت آسان ہے۔ وہ شخص واپس لوٹ گیا۔ لوگوں نے ایک دوسرے پر ڈھیلے اور پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ جب ڈھیلے اور پتھر ختم ہو گئے تو نیزوں سے ایک دوسرے کے ساتھ لڑنا شروع کر دیا۔ جب نیزے ٹوٹ گئے تو تلوار زنی شروع ہو گئی۔ سننے والوں کو تلواروں کی کھٹکھٹاہٹ کے سوا اور کوئی چیز سنائی نہیں دیتی تھی۔ سورج گرد و غبار کے پردہ میں چھپ گیا۔ یہ لوگ گذشتہ دن کی صبح سے لیکر نصف رات تک جنگ میں دیوانہ وار لڑتے رہے۔ ان لوگوں نے اس عرصہ میں اللہ کی نماز ادا نہ کی۔ جناب اشتر معرکہ کارزار میں ادھر ادھر آتے جاتے تھے اور ہر ایک قبیلہ کو جنگ میں آگے بڑھنے کا حکم دیتے تھے۔ اسی مار دھاڑ میں صبح ہو گئی۔ دونوں فوجیں لڑائی سے الگ ہو گئیں۔ صرف اسی دن اور رات میں ستر ہزار آدمی قتل ہو گئے تھے اور یہ رات لیلۃ الہریر کے نام سے مشہور ہے۔ اشتر میمنہ لشکر میں عبداللہ بن عباس میسرہ لشکر میں اور حضرت علی قلب لشکر میں لڑ رہے تھے پھر معرکہ کارزار دوسری رات کے نصف حصہ سے شروع ہو کر چاشت کے بلند ہونے تک گرم رہا۔ اشتر کہتے تھے کہ تم لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر اپنی جان فروخت کر دی تھی ہمارے ساتھ شریک ہو کر جنگ کر رہے ہیں۔ ہم ضرور غالب ہوں گے یا شہید ہو کر اللہ سے ملاقات کریں گے۔ اللہ کے ہاں سے سعادت حاصل کریں گے۔ اشتر نے شامیوں پر اس قدر بھرپور حملے کئے کہ اپنا لشکر لے کر شام کے لشکر کی انتہا کو پہنچ گئے۔ شامیوں کے پڑاؤ پر گھمسان کا رن پڑا۔ ان کا جھنڈا اٹھانے والا قتل ہو گیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا کہ فتح مندی اشتر کی جانب سے حاصل ہونے والی ہے۔ حضرت اشتر کو آدمیوں کی کمک بھیج رہے تھے۔ معاویہ نے عمرو عاص سے کہا اے عمرو اب کیا رائے ہے۔ عمرو نے کہا اے معاویہ تمہارے آدمی علی کے آدمیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور تم علی کی مانند نہیں ہو۔ علی تم سے امر خدا کی خاطر لڑتے ہیں۔ اور تم غیر امر خدا پر لڑ رہے ہو اور تم دنیا میں اپنی زندگی چاہتے ہو اور علی آخرت میں اپنی شہادت چاہتے ہیں۔ عراقی تمہاری کامیابی پر تم سے خائف ہیں۔ شامی علی کی کامیابی پر علیؑ سے خائف نہیں ہیں۔ اب ان کو اس بات کی دعوت دو کہ تمہارے اور ان کے درمیان حکم خدا کی کتاب ہے۔ میں نے ہمیشہ تمہاری ضرورت کے وقت ایک کارگر تدبیر تمہاری خاطر محفوظ کر رکھی ہے۔ معاویہ نے کہا اے عمرو تم نے سچ کہا۔ جابر بن عبداللہ انصاری کا بیان ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا۔ میں نے آسمانوں اور زمین کی خلقت سے لے کر آج تک کسی ایسے آدمی کے متعلق نہیں سنا۔ جس کے ہاتھ سے ایک دن اور ایک رات میں اس کی تلوار سے پانچ سو سے زیادہ سرداران عرب قتل ہوئے ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ تلوار صرف ذوالفقار ہے اور نوجوان صرف علیؑ ہیں۔ حضرت جابر کا فرمانا ہے کہ لیلۃ الہریر

رات کو جب ہم نے صبح کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید نیزوں پر بلند کئے ہوئے ہیں۔ تین نیزوں کو اکٹھا باندھ کر
پر مسجد اعظم کے قرآن مجید کو باندھا ہوا تھا اور اس قرآن مجید کو دس افراد تھامے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے پانچ سو
رآن مجید کو جمع کیا تھا۔ شام والوں کی طرف سے آواز بلند ہوئی۔ اے گروہ عراق! آئندہ آنے والے
مصائب کی خاطر اپنی عورتوں، بیٹیوں اور ان فرزندوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو جو اس وقت
ـ روم اور ترک کے علاقہ جات میں موجود ہیں۔ اگر تم لوگوں نے اس کتاب خدا کو جو ہمارے اور تمہارے درمیان
موجود ہے فنا کر دیا تو ان کی خیر نہیں ہے۔ حضرت علی نے فرمایا یہ لوگ کتاب خدا کا فیصلہ نہیں چاہتے بلکہ یہ لوگ
حیلہ اور فریب دہی سے کام لے رہے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب میں اختلاف رونما ہو گیا ایک
وہ کہنے لگا جنگ جاری رکھنا ضروری ہے۔ دوسرے گروہ کا خیال تھا کہ کتاب خدا کا فیصلہ منظور کر لینا چاہیئے حضرت
یہ السلام نے فرمایا۔ اے لوگو! میرے لئے یہ بات نہایت مناسب ہے کہ میں کتاب خدا کی دعوت کو قبول کر
ں۔ لیکن یہ بات تمہیں معلوم ہونی چاہیئے کہ معاویہ، عمرو بن عاص، ابن ابی معیط، ابن ابی سرح اور ابن مسلمہ دین اور
ن پر یقین رکھنے والے لوگ نہیں ہیں۔ میں تم لوگوں سے زیادہ ان کو جانتا ہوں۔ میں ان کے ساتھ ان کے بچپن لعد
انی میں ساتھ رہا ہوں۔ یہ لوگ بچپن اور جوانی دونوں حالتوں میں شرارت پسند تھے۔ یہ لوگ حکم تو کلمہ حق کا دیتے
لیکن اس سے ان کا مقصود باطل کی ترویج ہے۔ انہوں نے کلمہ حق پر کبھی عمل نہیں کیا بلکہ اس سے مراد ان کا
کر دینا مکر و فریب کے جال میں پھنسانا مقصود ہے۔ ایک گھنٹہ تک اس سے لڑتے رہو، حق اپنے انجام کو پہنچ
ہے۔ بس اب قریب ہے کہ ظالم قوم کی جڑ کٹ جائے۔ اسی اثنا میں حضرت کے اصحاب میں سے قریباً
ب ہزار افراد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جنہوں نے لوہے سے اپنے آپ کو ڈھانپ رکھا تھا۔ اور اپنے
رھوں پر اپنی تلواروں کو لگایا ہوا تھا۔ ان حضرات کی پیشانیاں کثرت سجود کی وجہ سے سیاہ پڑ چکی تھیں۔ ان کے
لے مسعر بن فدکی، زید بن حصین اور قاریوں کا ایک گروہ تھا۔ یہ لوگ بعد میں خارجی ہو گئے تھے۔ حضرت علی
میر المومنین کہکر نہ پکارا بلکہ آپ کو آپ کے نام کے ساتھ بلایا اور کہا اے علی جب آپ کو کتاب خدا کی طرف بلایا گیا
زم کی دعوت کتاب خدا کے متعلق قبول کر لو۔ ورنہ جس طرح ہم لوگوں نے ابن عفان کو قتل کر دیا تھا آپ کو بھی قتل
یں گے۔ خدا کی قسم اگر آپ نے قوم کی دعوت کو منظور نہ کیا تو جس طرح ہم کہہ چکے آپ کو ضرور قتل کر دیں گے۔ آپ نے
یا میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے لوگوں کو کتاب خدا کی طرف بلایا اور میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے کتاب خدا کی دعوت
بول کیا۔ میں ان لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں گا جب تک یہ احکام قرآن کے مطابق دین دار نہ بن
ئیں۔ ان لوگوں نے اللہ کے اس امر کی نافرمانی کی ہے جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا۔ انہوں نے اللہ کے عہد کو توڑ
ہے اور کتاب خدا کو پس پشت پھینک دیا ہے۔" ان لوگوں نے کہا کسی شخص کو بھیج کر اشتر کو اپنے پاس بلا لیجئے۔ اور

اشتر کی یہ حالت تھی کہ قریب تھا کہ آپ جنگ فتح کر لیں اور کامیابی اور کامرانی سے ہم کنار ہو جائیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے یزید بن ہانی کو اشتر کے پاس روانہ کیا اور اس نے جا کر آپ کو حضرت کا پیغام پہنچا دیا۔ جناب اشتر نے کہا مجھے اس وقت فتح اور کامرانی کی اُمید واثق ہے۔ آپ مجھے میری جگہ سے الگ نہ کریں۔ یزید نے واپس لوٹ کر حضرت علی کو واقعات سے آگاہ کیا۔ عراق والوں کی فتح اور کامیابی کے قرائن واضح اور ظاہر تھے۔ اور شام والوں کی رسوائی اور شکست یقینی تھی۔ قوم نے (با اصرار) حضرت علی کی خدمت میں عرض کیا اے علی! آپ کسی کو بھیج کر اشتر کو واپس اپنے پاس بلا لیجئے ورنہ ہم لوگ آپ کو قتل کر دیں گے یا آپ کو دشمن کے حوالے کر دیں گے۔ حضرت علی نے فرمایا اے یزید اشتر سے جا کر کہہ دو کہ میرے پاس واپس آجاؤ اور یہاں فتنہ برپا ہو گیا ہے۔ یزید اشتر کی خدمت میں حاضر ہوا اور اشتر کو تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ اشتر نے کہا کہ آپ نہیں دیکھتے کہ فتح قریب ہو چکی ہے اور ہم اس شخص (معاویہ) کو چھوڑ دیں اور اس سے واپس لوٹ جائیں۔ یزید نے اشتر کی خدمت میں عرض کیا کہ تم یہاں فتح کے جھمیلے میں پڑے ہوئے ہو اور امیر المومنین کو اپنے مکان میں قتل کر دیا جائے یا آپ کو دشمن کے حوالے کر دیا جائے۔ اشتر نے کہا سبحان اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ خدا کی قسم میں اس بات (واپس جانے) کو پسند نہیں کرتا۔ یزید نے اشتر سے کہا کہ ان لوگوں نے حضرت کی خدمت میں قسم کھا کر کہا ہے کہ تم کسی شخص کو اشتر کے پاس بھیج کر ضرور اپنے پاس بلا لو، ورنہ ہم تمہیں اپنی تلواروں سے اس طرح قتل کر دیں گے۔ جس طرح حضرت عثمان کو قتل کر دیا تھا یا تمہیں تمہارے دشمن کے حوالے کر دیں گے (رنجیدہ صورت میں) اشتر واپس حاضر ہوئے۔ ان لوگوں کے پاس پہنچ کر چلا اُٹھے اور ان ذلت اُٹھانے والو! ان لوگوں کے محاکہ کو قبول نہ کرو۔ ان لوگوں نے اس حکم کو چھوڑ دیا ہے جس کا انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے۔ ان لوگوں نے اس شخص کے طریقہ کو ترک کر دیا ہے۔ جس ذات پر یہ کتاب نازل ہوئی تھی مجھے تھوڑی سی مہلت دے دو۔ میں فتح مندی کو یقینی خیال کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا (اے اشتر) ہم تمہیں مہلت نہیں دیں گے۔ شفیق بن ثور بکری نے کھڑے ہو کر کہا۔ اے لوگو! ہم نے اہل شام کو کتاب خدا کی طرف دعوت دی تھی انہوں نے اس دعوت کو قبول نہیں کیا تھا تو ہم نے کتاب خدا کی خاطر ان سے لڑائی شروع کر دی تھی۔ آج شام والوں نے ہمیں کتاب خدا کی طرف بلاتا ہے اگر ہم ان کی دعوت کو قبول نہ کریں تو ان کے لئے وہ بات جائز ہو جائے گی جس کو ہم خود ان کے لئے جائز نہیں سمجھتے تھے۔ تو کیا آج امیر المومنین علی ہیں اور کل علی امیر المومنین نہیں تھے۔ جنگ نے نگل لیا ہے۔ ہم اپنی بقا کی صورت صرف واپس لوٹ جانے میں دیکھتے ہیں۔

اشعث حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ اے امیر المومنین میں نے لوگوں کی حالت کو ملاحظہ کیا ہے وہ معاویہ کی دعوت پر راضی ہو گئے ہیں۔ اب میں جا کر معاویہ سے دریافت کرتا ہوں کہ وہ کیا چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ اگر تمہاری مرضی ہے تو جاؤ۔ اشعث نے معاویہ کے پاس جا کر کہا کہ آپ نے کس مقصد کی خاطر قرآنوں کو نیزوں پر بلند

کیا تھا۔ معاویہ نے کہا اس سے ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہم لوگ اور تم اس فیصلہ کی طرف رجوع کریں جو کتاب خدا میں موجود ہو۔ جس آدمی پر تمہیں اتفاق ہو اس کو تیار کر دو۔ اور ہم بھی ایک آدمی کو تیار کرتے ہیں اور ہم سب لوگ ان دونوں اشخاص سے اس بات کا پختہ عہد لیں گے کہ وہ دونوں وہ فیصلہ صادر کریں جو کتاب خدا میں موجود ہو اور اس سے تجاوز نہ کریں۔ جس فیصلہ پر یہ لوگ متفق ہو جائیں گے۔ ہم اس کی پیروی کریں گے۔ اشعث نے کہا یہ بات مناسب اور درست ہے۔ اشعث حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت کو پورے واقعہ سے آگاہ کیا۔ جب حضرت علی نے دیکھا کہ اس سکیم کے قبول کئے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے تو آپ نے عراق کے قاریوں کو اور معاویہ نے شام کے قاریوں کو روانہ کیا۔ یہ لوگ دونوں صفوں کے درمیان جمع ہو گئے اور آپ کے پاس قرآن موجود تھے۔ ان لوگوں نے قرآن میں نگاہ دوڑائی اور آپس میں قرآن کو پڑھا اور انہوں نے دو آدمیوں پر اتفاق کیا کہ یہ دونوں آدمی اس شخص کو باقی رکھیں جس کو قرآن نے باقی رکھا ہے اور اس شخص کو ختم کر دیں جس کو قرآن نے ختم کر دیا ہے۔ شام والوں نے کہا ہم نے عمرو بن عاص کو منتخب کر لیا ہے۔ اشعث اور ان قاریوں نے کہا جو بعد میں خارجی ہو گئے تھے کہ ہم نے ابو موسیٰ اشعری کو چن لیا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا میں ابو موسیٰ پر رضامند نہیں ہوں۔ میں اس میں کوئی سوجھ بوجھ محسوس نہیں کرتا۔ اشعث، زید بن حصین، مسعر بن فدکی اور قاریوں کی ایک جماعت نے کہا کہ ہم تو صرف ابو موسیٰ اشعری کو منتخب کرتے ہیں۔ علی علیہ السلام نے فرمایا جنگ جمل کے موقعہ پر جب میں بصرہ گیا تھا تو ابو موسیٰ اشعری مجھے چھوڑ کر بھاگ گیا تھا اور لوگوں کو میرے ساتھ شامل ہونے سے روک دیا تھا۔ میں عبداللہ بن عباس کو منتخب کرتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کہ آپ اور ابن عباس ایک درخت کی شاخیں ہیں ہم ابن عباس کو پسند نہیں کرتے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تمہیں ابو موسیٰ کے سوا باقی سب پر انکار ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ حضرت نے فرمایا پھر جو کچھ تم چاہو کرو۔ انہوں نے ایک آدمی کو ابو موسیٰ کے پاس روانہ کیا۔ اس وقت ابو موسیٰ شام کے ایک مقام پر موجود تھے جس کو عرض کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ابو موسیٰ نے جنگ سے کنارہ کشی کی ہوئی تھی۔ ابو موسیٰ حاضر ہو کر حضرت علی کے لشکر میں داخل ہوا۔ احنف بن قیس حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ ابو موسیٰ اس معاملہ کا اہل نہیں ہے۔ اگر جناب کی مرضی ہو تو مجھے حکم قرار دے دیجئے۔ اگر یہ صورت نہ ہو سکے تو مجھے بطور دوسرے مددگار کے مقرر فرما لیجئے۔ ابو موسیٰ کو عمرو عاص اپنی ڈگر پر لے آئے گا۔ حضرت علی نے احنف بن قیس کو لوگوں کے سامنے پیش کیا تو لوگوں نے انکار کر دیا۔ جب لوگوں نے عمرو عاص اور ابو موسیٰ پر اتفاق کر لیا تو عہد نامہ لکھا گیا جس کی صورت یہ تھی:۔

"یہ وہ بات ہے جس کا فیصلہ علی امیر المومنین اور معاویہ بن ابی سفیان نے کیا ہے"

معاویہ نے کہا اگر ہم اس بات کا اقرار کرتے کہ علی امیر المومنین ہیں تو آپ سے جنگ کیوں کرتے۔ معاویہ نے عمرو کو

حکم دیا کہ امیر المومنین کے لفظ کو مٹا دیا جائے گا۔ احنف کے منشی سے کہا کہ تم امیر المومنین کے لفظ کو مت مٹاؤ۔ حضرت علی نے فرمایا۔ آج کا دن حدیبیہ کے دن کی مانند ہے کہ جب میں رسول اللہؐ کی جانب سے عہد نامہ تحریر کر رہا تھا کہ میں نے لکھا تھا کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد رسول اللہ اور سہیل بن عمرو نے اتفاق کیا ہے۔ تو اس وقت سہیل نے کہا تھا کہ اگر ہمیں اس بات کا علم ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ سے جنگ کیوں کرتے اور آپ کی مخالفت کے درپے کیوں ہوتے۔ اگر آپ اللہ کے رسول ہوتے اور میں آپ کو بیت الحرام کے طواف سے منع کرتا تو اس صورت میں میں یقیناً ظالم ہوتا۔ لیکن یہ عبارت تحریر کرو کہ (یہ صلح نامہ) محمد بن عبداللہ کی طرف سے ہے (اس وقت) رسول اللہؐ نے مجھے فرمایا تھا۔ اے علی میں اللہ کا رسول بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری رسالت کو ہرگز محو نہیں کرے گا۔ تم محمد بن عبداللہ لکھو۔ تمہارے ساتھ بھی ایک ایسا واقعہ پیش آئے گا۔ پھر انہوں نے یہ عبارت تحریر کی کہ یہ وہ فیصلہ ہے جس پر علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان نے اتفاق کیا ہے۔ عراق کے مومنین اور مسلمان جو حضرت علی کے ساتھ تھے ان کی طرف سے فیصلہ کرنے والے حضرت علی تھے۔ معاویہ کے ساتھ جو شام کے شیعہ مومن اور مسلمان تھے ان کی طرف سے فیصلہ کرنے والے معاویہ تھے۔

فیصلہ کی عبارت یہ تھی:۔

ہم اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ اگر دونوں فیصلہ کنندگان نے کتاب خدا میں کوئی فیصلہ موجود پایا تو ہم اس کی پیروی کریں گے۔ فیصلہ کرنے والے عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ) اور عمرو بن عاص ہیں اور دونوں فیصلہ کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا عہد اور میثاق لے کر واجب قرار دیا جاتا ہے کہ وہ قوم کے ساتھ حق فیصلہ صادر کریں اور خواہشات کی پیروی نہ کریں۔ یہ دونوں ظلم و جور کا ارتکاب نہ کریں اور اپنے آپ کو کسی شبہ میں نہ ڈالیں۔ کتاب خدا کے حکم سے تجاوز نہ کریں۔ اگر انہوں نے ایسا کر دیا تو اُمت ان کے اس فعل سے بری الذمہ ہوگی۔ اور ان دونوں کے کسی اتفاق اور ذمہ داری کی تابع نہ ہوگی۔ اس قرارداد کی میعاد ایک سال پورا ہوگی۔ اگر فیصلہ کنندگان اپنا فیصلہ جلدی کرنا چاہیں تو وہ جلدی کر سکتے ہیں۔

نصر بن مزاحم نے کہا کہ ابواسحٰق شیبانی نے روایت کیا ہے کہ میں نے شرائط نامہ کو سعید بن ابی بردہ کے پاس پڑھا جس میں مرقوم تھا کہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں اس وقت کہا گیا جب شرائط نامہ کو لکھا جانے لگا کہ آپ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ وہ لوگ (شامی) مومن ہیں۔ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ معاویہ اور اصحاب معاویہ کے متعلق میرا اقرار نہیں ہے کہ وہ مومن ہیں اور نہ وہ مسلمان ہیں لیکن صرف معاویہ کا لفظ تحریر ہونا چاہیئے اور معاویہ اپنے اور اپنے اصحاب کے لئے جس بات کا اقرار کرے اس کی اپنی مرضی ہے۔ جب شرائط کی دستاویز مکمل ہوگئی اور گواہوں کی شہادت کرائی گئی تو اشعث دستاویز کا نسخہ لے کر لوگوں کے ساتھ باہر نکلا اور اس کو لوگوں پر

پڑھا۔ عراقیوں اور شامیوں کی صفوں کے درمیان سے گزرا اور وہ لوگ اس دستاویز پر رضامند تھے۔ جب اس کا گزر عنزہ کے لوگوں کے جھنڈوں کے پاس سے ہوا تو یہ لوگ حضرت علی کے طرفدار تھے اور ان کی تعداد چار ہزار تھی۔ اشعث نے ان پر شرائط نامہ پڑھا۔ ان میں سے دو نوجوانوں نے کہا کہ حکم اللہ کا ہوتا ہے۔ دین کے بارے میں لوگوں کے حکم کو پسند نہیں کرتے۔ ان دونوں نے اپنی تلواروں سے شامیوں پر حملہ کر دیا۔ آخرکار یہ دونوں آدمی معاویہ کے ڈیرے کے پردے کے پاس قتل کر دیئے گئے۔ ان میں سے دوسرے لوگ کہنے لگے کیا ہم اللہ کے حکم میں مردوں کو حکم قرار دیں۔ حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اے اشعث ہمارے مقتولین کہاں ہیں۔ لوگوں نے خیال کیا کہ ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے اور ان کی بات کوئی اعتنا نہ کیا۔ آہستہ آہستہ ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہو گئی اور کہنے لگے اے علی حکمین کی رضامندی کی وجہ سے خطا کے مرتکب ہوئے اور یہ بات ہم پر واضح ہو گئی ہے کہ ہم نے غلطی اور خطا کی ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ اور اپنے رب کی طرف رجوع کر کے توبہ کی ہے۔ اے علی آپ بھی ہماری طرح رجوع کریں اور اللہ کی بارگاہ میں اس طرح توبہ کریں جس طرح ہم لوگوں نے توبہ کی ہے۔ ورنہ ہم لوگ آپ سے الگ ہو جائیں گے۔ علی علیہ السلام نے فرمایا رضامندی اور عہد و پیمان کے بعد ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا "اپنی گرہ کو پورا کرو" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: جب تم وعدہ کر دو تو اللہ کے ساتھ وعدہ پورا کرو۔ قسم کو پکا کرنے کے بعد نہ توڑو۔ تم نے اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کو کفیل بنایا ہے۔" حضرت علی نے رجوع فرمانے سے انکار کر دیا اور خارج آپ سے الگ ہو گئے اور حضرت علی ان سے الگ ہو گئے۔ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ دستاویز میں جو کچھ قلم بند کیا گیا ہے اس پر جناب اشتر رضامند نہیں ہیں۔ آپ تو صرف جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا جب میں راضی ہو گیا ہوں تو وہ راضی ہو جائیں گے۔ اقرار کرنے کے بعد رجوع کرنا مناسب نہیں ہے۔ ہاں یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب اللہ کی نافرمانی کی جائے اور اس کی کتاب کی معین کردہ حدود سے تجاوز کیا جائے۔ پھر لوگ اپنے اپنے مقتولین کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو دفن کر دیا۔ نصر بن مزاحم کا کہنا ہے کہ حابس بن سعد طائی معاویہ کے ساتھ تھا۔ قبیلہ طی کا علم اس کے ہاتھ میں تھا یہ شخص قتل ہو گیا تھا۔ عدی بن حاتم کا اس کے پاس سے گزر ہوا۔ آپ کے ساتھ آپ کا بیٹا زید بھی تھا۔ جب زید نے اسے قتل شدہ حالت میں دیکھا تو کہا اے جان پدر، خدا کی قسم یہ تو ہمارے خالو ہیں۔ آپ نے کہا ہاں درست ہے اللہ تیرے خالو پر لعنت کرے۔ خدا کی قسم اس کا پچھڑنا نہایت برا پچھڑنا ہے۔ عبداللہ بن عباس نے کہا اے ابو موسیٰ معاویہ اسلام کا آزاد کردہ غلام ہے اور اس کا باپ احزاب کا رئیس تھا۔ یہ شخص مشورہ اور بیعت کے بغیر خلافت کا مدعی ہو رہا ہے اور تمہیں اس ذمہ داری کو نہیں بھولنا چاہیئے کہ حضرت علی کی بیعت ان لوگوں نے کی ہے۔ جنہوں نے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان کی بیعت کی تھی۔ علی کی بیعت ہدایت کی بیعت تھی۔ حضرت علی نے جمل کی جنگ بیعت توڑنے والے نافرمانوں سے کی تھی یا اس موقع (صفین) پر

جنگ کی ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا خدا کی قسم میرے لئے علی کو امام مقرر کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ معاویہ کی رضامندی کے مقابل میں مجھے اللہ تعالیٰ کا حق زیادہ محبوب اور مطلوب ہے۔ دونوں حکم دومۃ الجندل کی طرف چلے گئے۔ اور وہاں جا کر قیام پذیر ہو گئے۔ سعد بن ابی وقاص نے فریقین سے علیحدگی اختیار کر رکھی تھی۔ اور یہ شخص بنو سلیم کے پانی کے چشمہ پر اترا ہوا تھا۔ شریح بن ہانی کا بیان ہے کہ مجھے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم جب عمرو بن عاص سے ملاقات کرو تو ان سے یہ کلمات کہہ دو۔ میں نے عمرو بن عاص کو کہا کہ حضرت علی علیہ السلام تمہیں کہتے ہیں کہ مخلوق میں سے بہترین انسان وہ ہے جو حق بات پر عمل کرتا ہو اور حق کو بے حد پسند کرتا ہو۔ اگرچہ (اس معاملہ میں) اس کا مال کیوں نہ کم کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے مخلوقات میں سے دوری والا وہ فرد ہے جو باطل کا پیرو ہو اور اس کو پسند کرتا ہو۔ اے عمرو خدا کی قسم تم حق کے مقام کو پہچانتے ہو۔ تم اللہ کے اولیاء کے دشمن ہو گئے ہو۔ اور عنقریب تم اس بات کی تمنا کرو گے کہ تم نے حکم خدا کے مقابل میں رشوت کیوں قبول کی تھی۔ تم اپنی وفات کے وقت نادم ہو گے (یہ سن کر) عمرو عاص اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ دونوں حکیم دومۃ الجندل کے مقام پر ملے۔ عمرو نے یہ دستور قائم کر لیا تھا کہ گفتگو کی ابتدا ابوموسیٰ اشعری سے کرواتے تھے اور اس سے کہا کہ آپ مجھ سے پہلے اسلام لائے ہیں اور آپ عمر کے لحاظ سے بھی مجھ سے بڑے ہیں۔ آپ گفتگو شروع فرمائیں۔ میں بعد میں بات چیت کروں گا۔ عمرو نے اس بات کو ایک وطیرہ بنا رکھا تھا۔ حالانکہ یہ ابوموسیٰ کے لئے صریح مکر صریح دھوکہ اور غداری کا کھلا ہوا جال تھا۔ عمرو ابوموسیٰ سے گفتگو کا آغاز کرائے گا۔ اور وہ علی علیہ السلام کو خلافت سے الگ کر دے گا۔ پھر عمرو اپنی تجویز کردہ چال چل جائیں گے۔ ابن دیزیل نے کتاب صفین میں کہا ہے کہ عمرو نے ابوموسیٰ کو صدر مجلس کی جگہ پیش کی اور نماز اور کھانے میں اسے آگے بڑھاتے تھے۔ اور اس سے پہلے بات بھی نہیں کرتے تھے اور آپ کو بڑے بڑے ناموں سے مخاطب کرتے تھے اور اس سے کہتے تھے اے اللہ کے رسول کے ساتھی۔ حتیٰ کہ ابوموسیٰ عمرو عاص سے مطمئن ہو گیا کہ وہ اس کو کوئی دھوکہ نہیں دے گا۔ پھر ایک دن عمرو عاص نے آپ سے کہا اے ابوموسیٰ آپ مجھے آگاہ فرمائیں کہ آپ کی اس معاملہ میں کیا رائے ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ میں ان دونوں آدمیوں کو خلافت سے الگ کر دوں اور خلافت کے متعلق مسلمانوں میں شوریٰ قائم ہو جائے۔ ان کی مرضی ہے جس کو چاہیں منتخب کر لیں۔ عمرو عاص نے کہا خدا کی قسم میری رائے وہی ہے جو آپ کی رائے ہے۔ آپ لوگوں کی طرف تشریف لے چلئے وہ سب اکٹھے ہو چکے ہیں۔" ابوموسیٰ نے کہنا شروع کیا۔ اللہ کی حمد وثنا کے بعد کہا اے لوگو۔ کہ ہم لوگوں نے امت کے اس معاملہ میں غور و فکر سے کام لیا ہے۔ ہم نے امت کی فلاح اور بہبود اس بات میں خیال کی ہے کہ ان دونوں آدمیوں کو خلافت سے الگ کر دیں اور مسلمان جس آدمی کو چاہیں (نئے سرے سے) منتخب کریں۔ اس بات پر میرا اور میرے ساتھی کا اتفاق ہے کہ علی اور معاویہ کو الگ کر دیا جائے اور مسلمانوں کے درمیان شوریٰ قائم ہو جائے

اور وہ جس شخص کو پسند کریں۔ اس کو اپنے امور کا نگران مقرر کر دیں۔ میں نے علی اور معاویہ کو الگ کر دیا ہے اور خلافت کے لئے جس شخص کو اس کا اہل تصور کرو منتخب کرلو۔ پھر آپ منبر سے نیچے اُتر آئے۔ عمرو عاص اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا کہ میرے اس (ابوموسیٰ) ساتھی نے جو کچھ فرمایا ہے آپ حضرات نے سماعت فرمالیا ہے آپ نے اپنے ساتھی علی کو خلافت سے الگ کر دیا ہے۔ اور میں بھی علی کو خلافت سے اس طرح الگ کرتا ہوں جس طرح آپ نے الگ کر دیا ہے۔ اور اپنے ساتھی معاویہ کو خلافت پر قائم کرتا ہوں۔ کیونکہ آپ حضرت عثمان کے ولی ہیں۔ اور آپ کے خون کے قصاص کے طالب ہیں۔ تمام لوگوں سے حضرت عثمان کی جانشینی کے زیادہ حق دار ہیں۔ ابوموسیٰ نے اس سے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم نے غداری کی ہے۔ تم فاسق اور فاجر ہو گئے ہو۔ اور اللہ تم کو اپنی رحمت سے دور رکھے۔ تمہاری مثال اس کتے کی ہے۔ اگر اس پر بوجھ لاد دیا جائے تو ہانپتا ہے اور اگر اس کو چھوڑ دیا جائے تو ہانپتا ہے۔ عمرو عاص نے ابوموسیٰ سے کہا کہ تمہاری مثال گدھے کی مانند ہے۔ جس پر کتابوں کا طومار لاد دیا جائے۔ شریح بن ہانی نے اپنے کوڑے کے ذریعے عمرو عاص پر حملہ کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد شریح کہا کرتے تھے کہ مجھے کسی چیز پر اتنا افسوس نہیں ہوا جتنا افسوس اس بات کا ہوا تھا کہ عمرو عاص پر کوڑے کی بجائے تلوار سے حملہ کرتا۔ اصحاب علیؑ نے ابوموسیٰ کو گالیاں دیں۔ ابوموسیٰ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ چلا گیا۔ ابن عباس نے کہا خدا ابوموسیٰ کو تباہ کرے۔ میں نے اس کو ڈرایا تھا اور حق بات کی ہدایت کر دی تھی۔ لیکن اس نے عقل سے کام نہیں لیا۔ کردوس بن ہانی نے ناراضگی کے عالم میں کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے۔ ؎

ا۔ عمرو عاص اور عبداللہ (ابوموسیٰ) کے حکمین بننے پر جس شخص نے رضامندی ظاہر کی تھی اب تو وہ گہرے سمندر میں (اپنے بچنے سے) بہت مایوس ہو گیا ہے۔

ب۔ ہم اللہ کے حکم پر رضامند ہیں غیر کے حکم پر نہیں، اللہ کے رب ہونے پر اور نبیؐ کے ذکر ہونے پر ناراض ہیں۔

ج۔ علی جو اصلح اور ہادی ہیں ہمارے امام ہیں۔ اس شیخ کے بارے میں ہم لوگ اور میں رضامند ہیں۔

حضرت علی کو جب کوفہ میں یہ بات معلوم ہوئی کہ دونوں حکم نے غداری سے کام لیا ہے تو آپ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ "کہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جن دو آدمیوں کو تم نے منتخب کیا تھا انہوں نے کتاب (خدا) کے حکم کو پس پشت ڈال دیا ہے اور انہوں نے اس چیز کو زندہ کیا ہے جس کو کتاب نے مردہ کر دیا تھا۔ دونوں نے اپنی اپنی خواہش کی پیروی کی ہے۔ کسی دلیل کے بغیر فیصلہ صادر کر دیا ہے۔ اس بات پر نہ کتاب خدا کے ذریعہ اور نہ ہی گذشتہ سنت کے ذریعہ کوئی دلیل قائم کی ہے۔ دونوں نے اپنے فیصلہ میں اختلاف کیا ہے۔ دونوں نے

اللہ تعالی سے بصیرت حاصل نہیں کی۔ (اب تم) جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اپنے دشمن سے لڑنے کے لئے سازوسامان سے آراستہ ہو کر چلنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

نضر بن مزاحم کا بیان ہے کہ واقعہ تحکیم کے بعد حضرت علی جب صبح اور مغرب کی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو فرماتے تھے اے اللہ! معاویہ، عمرو بن عاص، ابو موسیٰ، حبیب بن مسلمہ، عبدالرحمٰن بن خالد، ضحاک بن قیس اور ولید بن عقبہ پر لعن کر۔ معاویہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ جب نماز پڑھتا تھا (معاذ اللہ) حضرت علی، امام حسن، امام حسین ابن عباس، قیس بن سعد بن عبادہ اور اشتر پر لعنت کیا کرتا تھا۔"

عبایہ بن ربعی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کو فرماتے ہوئے سُنا کہ "میں دوزخ اور جنت کی تقسیم کرنے والا ہوں اور میں جہنم سے کہوں گا یہ شخص میرا ہے اور یہ تمہارا ہے۔ انیسویں باب میں حضرت کے اس فرمان کا ذکر ہو چکا ہے۔ جس میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا "قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ میں حق کے راستہ پر قائم ہوں اور وہ لوگ باطل کے پھسلنے کی جگہ پر کھڑے ہیں۔"

حسن بصری سے روایت ہے کہ معاویہ میں چار ایسی عادتیں پائی جاتی تھیں۔ اگر ان میں ایک بھی اس میں پائی جاتی تو وہ اس کی ہلاکت اور گناہ کبیرہ کے لئے کافی تھی۔ مشورہ کے بغیر خلافت کا دعوی کرنا۔ اپنے بیٹے یزید کی خلافت طلب کی جو شراب میں مخمور رہتا تھا اور اس بات کا دعوی کرنا کہ زیاد اس کے بھائی ہیں۔ حالانکہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ لڑکا شوہر کا ہوتا ہے۔ اور زانی کی سزا پتھر مارنا ہے۔ اس نے حضرت حجر بن عدی اور اس کے اصحاب کو قتل کر دیا تھا۔ اس کے لئے حجر اور اصحاب حجر کی وجہ سے ہلاکت ہو۔ ایک شخص کا بیان ہے کہ حضرت اشتر (صفین کی جنگ کے موقع) پر خون میں تیر رہے تھے۔ اگر کوئی انسان اس بات کی قسم کھائے کہ اللہ تعالی نے نہ عرب میں اور نہ عجم میں اشتر سے زیادہ بہادر کسی انسان کو پیدا نہیں کیا۔ تو مجھے ایسے کہنے والے شخص پر گناہ کا ڈر نہیں ہے۔ امیرالمومنین علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اشتر میرے لئے اس طرح ہیں جس طرح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہوتا ہوتا تھا۔"

امیرالمومنین علی علیہ السلام نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو کتاب نہج البلاغہ میں درج ہے۔ "اے لوگو! میں نے تمہیں اس طرح نصیحتیں کی ہیں جس طرح انبیاء اپنی امت کو کرتے چلے آئے ہیں۔ اور ان چیزوں کو تم تک پہنچایا ہے جو اوصیا بعد والوں تک پہنچایا کئے ہیں۔ میں نے تمہیں اپنے تازیانہ سے ادب سکھانا چاہا۔ مگر تم سیدھے نہ ہوئے۔ زجر و توبیخ سے تمہیں ہنکایا مگر تم یکجا نہ ہوئے۔ اور تمہیں مجھ کیا میرے علاوہ کسی اور امام کے امیدوار ہو جو تمہیں سیدھی راہ پر چلائے اور صحیح راستہ دکھائے۔ دیکھو! دنیا کی رخ کرنے والی چیزوں نے جو رخ کئے ہوئے تھیں پیٹھ پھیرا لی اور جو پیٹھ پھیرائے ہوئے تھیں انہوں نے رخ کر لیا۔ اللہ کے نیک بندوں نے (دنیا سے)

کوچ کرنے کا تہیہ کر لیا اور فنا ہونے والی تھوڑی سی دنیا ہاتھ سے دے کر ہمیشہ رہنے والی بہت سی آخرت لے لی۔ بھلا ہمارے ان بھائی بندوں کو جن کے خون صفین میں بہائے گئے، اس سے کیا نقصان پہنچا کہ وہ آج زندہ موجود نہیں ہیں دیہی نہ کہ اگر وہ ہوتے (تو تلخ گھونٹوں کو گوارا کرتے اور گدلا پانی پیتے۔ خدا کی قسم! وہ خدا کے حضور میں پہنچ گئے۔ اس نے ان کو پورا پورا اجر دے دیا اور خوف و ہراس کے بعد انہیں امن وچین والے گھر میں اتارا۔ کہاں ہیں؟ وہ میرے بھائی کہ جو سیدھی راہ پر چلتے رہے اور حق پر گزر گئے۔ کہاں ہیں؟ عمار اور کہاں ہیں؟ ابن تیہان، اور کہاں ہیں؟ ذوالشہادتین (خزیمہ)، اور کہاں ہیں؟ ان ایسے لوگ کہاں ہیں؟ آپ نے اس کے بعد بلند آواز سے فرمایا۔ اے اللہ کے بندو جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ) جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ" میں آج ہی لشکر لے کر روانہ ہونے والا ہوں اور جو شخص تم میں سے چلنا چاہے وہ چلنے کے لئے تیار ہو جائے۔ انوف کا بیان ہے کہ حضرت نے اپنے فرزند حسین علیہما السلام کے دس ہزار سپاہی، قیس بن سعد کے دس ہزار سپاہی، ابو ایوب انصاری کے لئے دس ہزار سپاہی مقرر کئے۔ دوسرے لوگوں کے لئے دوسری تعداد تھی، جمعہ نہیں گزرا تھا کہ ابن ملجم ملعون نے آپ کو ضرب لگائی، لشکر واپس لوٹ آئے۔ ہماری مثال ان بھیڑ بکریوں کی طرح تھی جن کا چرواہا چلا گیا ہو اور بھیڑیئے ان کو ہر طرف سے ہڑپ کر رہے ہوں۔

جب ابن ملجم ملعون نے حضرت امیر علیہ السلام پر ضرب لگائی تو آپ نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو یہ وصیت فرمائی۔ اے میرے دونوں بیٹو میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ تم دنیا کو طلب نہ کرنا۔ اگرچہ دنیا تمہیں کیوں نہ چاہنے لگ جائے۔ دنیا کی کسی چیز پر افسوس نہ کرنا جو تمہارے حصول سے باہر ہو۔ حق بات کہنا۔ اجر کی خاطر عمل کرنا، ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار بننا، اور میں تم دونوں کو اور اپنی تمام اولاد اور اہل اور اس شخص کو جس کے پاس میری یہ کتاب پہنچ جائے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اپنے امر کو منظم رکھنا، اور آپس میں صلح وصفائی سے رہنا۔ میں نے تمہارے نانا صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جھگڑے کی صلح کرا دینا روز مرہ کی نماز اور روزہ سے افضل ہے۔ یتیموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ ان کے منہ کو رکھو اور جو تمہارے ہاں موجود ہو ان کی کفالت میں کوتاہی نہ کرو۔ اپنے ہمسائیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو (ان سے نیک سلوک کرنے کے بارے میں) تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر ان کے بارے میں وصیت کرتے رہے ہیں حتیٰ کہ ہمیں اس بات کا گمان لاحق ہو گیا تھا کہ آپ ان کو میراث میں شریک کرتے ہیں۔ قرآن کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ قرآن پر عمل کرنے میں تم سے کوئی اور شخص سبقت نہ لے جائے۔ نماز کے متعلق اللہ سے ڈرو۔ نماز تمہارے دین کی ستون ہے۔ اپنے رب کے گھر (مسجد کے) بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جب تک تم زندہ رہو اس کو خالی نہ رکھو۔ اگر خدا کا

گھر خالی چھوڑ دیا گیا تو پھر تم ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکو گے۔ اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان اور زبان کے جہاد کے متعلق اللہ تعالیٰ کا خیال اور لحاظ رکھو۔ آپس میں نیک سلوک کرنا اور مال خرچ کرنا تم پر واجب ہے۔ آپس میں قطع تعلق اور صلہ رحمی توڑنے سے بچے رہو۔ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک نہ کرنا۔ اگر تم ایسا کرو گے تو شرارت پسند لوگ تم پر مسلط ہو جائیں گے۔ پھر تم ان کو (نیکی کی طرف) بلاؤ گے وہ تمہاری بات کو قبول نہیں کریں گے پھر حضرت نے فرمایا اے اولاد عبد المطلب میں تمہیں اس حالت میں دیکھ رہا ہوں کہ تم مسلمانوں کے خون کے در پے ہو رہے ہو۔ اور تم یہ کہتے ہو کہ امیر المومنین قتل کر دئے گئے ہیں۔ خبردار ہا میرے بدلے میں صرف میرا قاتل قتل کیا جائے گا۔ دیکھو! اگر میں اس کی اس ضربت سے انتقال کر گیا تو اس کو اس کی ایک ضربت کی وجہ سے ایک ضربت کی وجہ سے ایک ضربت لگانا، آدمی کے ناک کان کاٹ کر مثلہ نہ کرنا چاہیئے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ تمہیں مثلہ کرنے سے بچنا چاہیئے۔ اگرچہ کاٹنے والا کتا ہی کیوں نہ ہو۔

کتاب المناقب میں حبیب بن عمرو سے روایت ہے کہ میں امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں آپ کے زخمی ہونے کے بعد عیادت کی غرض سے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا اے حبیب خدا کی قسم میں اس وقت تم سے جدا ہونے والا ہوں، میں رو پڑا، اور آپ کی بیٹی ام کلثوم بھی رو پڑی۔ آپ نے اس سے فرمایا اے میری بیٹی! رونا بند کر دو۔ خدا کی قسم جس چیز کو تمہارا باپ دیکھ رہا ہے اگر تم اس بات کو دیکھتی تو بالکل نہ روتی۔ میں فرشتوں کو دیکھ رہا ہوں اور یہ فرشتے رحمت کے فرشتے ہیں اور میں انبیا اور مرسلین کو اپنے پاس کھڑے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور یہ میرے بھائی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہ فاطمہؑ، یہ خدیجہ موجود ہیں اور یہ حمزہؑ، جعفرؑ اور عبیدہ میرے پاس موجود ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے فرما رہے ہیں اے علی! جس حالت میں تم اب تک قائم تھے اس سے آگے آنے والی حالت تمہارے لئے بھلائی اور اچھائی کے لحاظ سے بہتر ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ! اللہ! اس حالت میں صلوات اللہ علیہ وعلیہم انتقال فرما گئے۔ دوسرے روز امام حسن علیہ السلام آپ کے بیٹے نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! یہ وہ رات ہے جس میں قرآن نازل ہوا تھا۔ اور اسی رات میں یوشع بن نون اور میرے باپ امیر المومنین علیہ السلام شہید کئے گئے۔ خدا کی قسم امیر المومنین علیہ السلام ان اوصیائے جو آپ سے پہلے گزر چکے ہیں اور ان اوصیاء سے جو آپ کے بعد آئیں گے، افضل تھے۔ آپ نے سونا اور چاندی میں سات سو درہم کے سوا اور کوئی چیز نہیں چھوڑی اور یہ سات سو درہم وہ ہیں جو بخشش کرنے سے بچ گئے تھے۔ ان کے ذریعہ اپنے گھر والوں کے لئے خادم خریدنا چاہتے تھے۔" انتھی

جب آپ کے سر مبارک پر تلوار کی ضربت لگی تو آپ نے فرمایا کعبہ کے رب کی قسم میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہوں!!

جواہر العقدین میں حسین بن کثیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک رات امام حسن، ایک رات امام حسینؑ اور ایک رات عبداللہؓ بن جعفرؓ رضی اللہ عنہم کے ہاں روزہ افطار فرماتے تھے، تین لقموں سے زیادہ تناول نہ فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کروں کہ میرا پیٹ خالی ہو۔ جس رات کی صبح کو آپ قتل کر دیئے گئے اس رات کو آپ بار بار باہر تشریف لے جاتے تھے اور آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور آپ یہ فرمانا شروع کر دیتے تھے کہ خدا کی قسم نہ میں نے کبھی جھوٹ بولا اور نہ میری بات کبھی جھوٹی ثابت ہوئی۔ اور یہ رات تو وہی معلوم ہوتی ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا تھا جب سحری کا وقت نمودار ہوا تو آپ باہر تشریف لے گئے اور بطخوں نے آگے بڑھ کر آپ کے سامنے چلانا شروع کر دیا۔ آپ نے ان بطخوں کو ہٹا دیا اور فرمایا ان بطخوں کو ہلاؤ یہ نوحہ اور بین کر رہی ہیں۔ ۱۹ ماہ رمضان المبارک کی رات کو ابن ملجم ملعون نے آپ پر تلوار کا وار کیا اور حضرت کا انتقال ۲۱ ماہ رمضان کی رات کو رات کو ہو گیا تھا۔ اور سی رات کو آپ کو دفن کر دیا تھا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کو باہر لے جا کر قتل کر دیا۔

باب ۵۴

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل!

۱۔ (بحذف سند) حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے امام حسنؑ اور امام حسین کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا۔ "جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے وہ ان دونوں کو ان دونوں کے باپ اور ان کی ماں کو دوست رکھے۔ یہ لوگ میرے ساتھ قیامت کے روز میرے درجہ میں داخل ہوں گے۔"

۲۔ ترمذی انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا گیا آپ کو کون سے اہل بیت زیادہ محبوب ہیں۔ آپ نے فرمایا حسنؑ اور حسینؑ اور رسول اللہ صلعم جناب فاطمہؑ سے فرمایا کرتے تھے۔ میرے پاس میرے فرزندوں کو بلاؤ۔ آپ دونوں شہزادوں کو سونگھتے تھے اور اپنے سینے سے لگاتے تھے۔"

۳۔ ترمذی یعلی بن مرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، اللہ اس کو دوست رکھتا ہے جو حسینؑ کو دوست رکھتا ہے۔ حسین فرزندوں میں سے ایک فرزند ہیں۔"

۴۔ ترمذی ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة۔ حسن اور حسین جوانان بہشت کے سردار ہیں۔

۵۔ ترمذی نے براءؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلعم نے حسن اور حسین کو دیکھ کر فرمایا۔ اے میرے اللہ میں ان دونوں

کو دوست رکھتا ہوں۔ تو بھی ان دونوں کو دوست رکھ۔ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

۶۔ ترمذی اور ابن ماجہ قزوینی نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے علی، فاطمہ، حسنؓ اور حسینؓ کے حق میں ارشاد فرمایا۔ "میری اس شخص سے صلح ہے جس شخص سے تم لوگوں کی صلح ہے اور میری اس شخص سے جنگ ہے جس شخص سے تمہاری جنگ ہے۔

۷۔ ترمذی ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا۔ "حسن اور حسین دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں"۔

۸۔ ترمذی براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپ نے حسنؓ بن علیؓ کو اپنے شانہ مبارک پر سوار کیا ہوا تھا اور فرما رہے تھے اے میرے اللہ! میں اس کو دوست رکھتا ہوں اور تم بھی اسے دوست رکھو"

۹۔ ترمذی زر بن جیش سے روایت کرتے ہیں۔ آپ حذیفہ بن الیمان سے روایت کرتے ہیں کہ میری ماں نے مجھ سے سوال کیا کہ۔ ارے ساتھ کب وعدہ فرمایا تھا؟ آپ کی مراد رسول اللہ کے وعدہ کے متعلق تھی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ سے ایسا وعدہ آج تک رسول اللہ نے نہیں کیا۔ آپ مجھ سے رنجیدہ ہو گئیں۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے جانے دیجئے میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ اور آپ کی اقتدا میں نماز مغرب ادا کروں گا۔ اور میں حضور سے اپنے اور آپ کے متعلق مغفرت طلب کرنے کی استدعا کروں گا۔ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کی اقتدا میں نماز مغرب ادا کی۔ حتیٰ کہ رسول اللہ نے نماز عشاء ادا فرمائی۔ پھر آپ روانہ ہوئے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا، آپ نے میری آواز کو سن کر فرمایا حذیفہ ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں حضور۔ فرمایا تمہیں کیا ضرورت درپیش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور تمہاری ماں کو بخش دیا ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ فرشتہ آج رات سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر حاضر ہوا ہے کہ مجھے سلام کرے اور مجھے اس بات کی بشارت دے کہ جناب فاطمہؓ بہشت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسنؓ اور حسینؓ جوانان بہشت کے سردار ہیں"۔

۱۰۔ ترمذی عکرمہ سے آپ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم امام حسنؓ بن علیؓ کو اپنے شانہ مبارک پر اُٹھائے ہوئے تھے۔ ایک آدمی نے کہا اے لڑکے جس سواری پر تم سوار ہو بہت خوب ہے۔" رسول اللہ صلعم نے فرمایا سوار بہت خوب ہیں"۔

۱۱۔ بخاری اور ترمذی نے ابو بکرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے۔ اور فرمایا۔ میرا یہ فرزند سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں پر مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا"۔

یعنی حسن بن علی۔"

۱۲۔ بخاری، ترمذی اور ابوداؤد نے انس بن مالک سے روایت کی ہے۔ حسنؑ بن علیؑ کے سوا اور کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ زیادہ مشابہت نہیں رکھتا تھا۔"

۱۳۔ ترمذی ہانی بن ہانی سے آپ حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ امام حسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے سے لے کر سر تک زیادہ مشابہ تھے۔ اور امام حسینؑ رسول اللہ صلعم سے اس سے نیچے کے حصہ میں مشابہت رکھتے تھے۔"

۱۴۔ بخاری عقبہ بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوبکر کو دیکھا کہ آپ امام حسن کو اٹھائے ہوئے تھے اور کہتے تھے میرے ماں باپ اس شخص پر قربان ہوں جو شبیہ رسول ہو اور شبیہ علی نہ ہو اور حضرت علی ہنس رہے تھے۔"

۱۵۔ بخاری ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کے اہلِ بیت کے معاملے میں خیال رکھو۔"

۱۶۔ بخاری ابونعیم بجلی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کو کسی شخص کے سوال کے جواب میں فرماتے ہوئے سُنا جس نے حرام کی حالت کے متعلق سوال کیا تھا شعبہ نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ اس نے احرام کی حالت میں مچھر مارنے کے بارے میں سوال کیا تھا۔ ابن عمر نے کہا کہ عراق کے رہنے والے مچھر مارنے کی دیت کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کو قتل کر دیا ہے اور نبی صلعم نے فرمایا تھا وہ دونوں (حسنین) دنیا میں میرے پھول ہیں۔"

۱۷۔ ابن ماجہ ابوحازم سے وہ ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس نے حسنؑ اور حسینؑ کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔"

۱۸۔ ابن ماجہ سعید بن راشد سے روایت کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو یعلیٰ بن مرہ نے آگاہ کیا ہے۔ یہ لوگ رسول اللہ کے ساتھ ایک دعوت طعام کی طرف روانہ ہوئے۔ ان لوگوں نے رسول اللہ کو کھانے کی دعوت دی تھی ناگاہ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ جناب حسین گلی میں کھیل رہے ہیں۔ رسول اللہ نے لوگوں سے آگے بڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا لیا۔ اور بچہ ادھر اُدھر دوڑتا تھا اور رسول اللہ ہنس رہے تھے۔ آخرکار رسول اللہ نے بچے کو پکڑ لیا۔ آپ نے اپنا ایک ہاتھ بچے کے ذقن کے نیچے اور دوسرا ہاتھ سر پہ رکھ کر بوسے دینے شروع کر دیئے۔ اور فرمایا: "حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ اللہ اس کو دوست رکھتا ہے جو حسین کو دوست رکھتا ہے۔ حسینؑ فرزندوں میں سے ایک فرزند ہیں۔"

۱۹۔ ابن ماجہ نافع سے آپ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا حسنؑ اور حسینؑ جوانان بہشت کے سردار ہیں اور ان دونوں کا باپ ان دونوں سے افضل ہیں۔"

۲۰۔ کتاب الاصابہ میں مالک بن حویرث لیثی سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔ اور ان دونوں کا باپ ان سے افضل ہیں"۔

۲۱۔ مشکوٰۃ میں بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم ایک دفعہ خطبہ بیان فرما رہے تھے۔ اسی دوران میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ تشریف لائے۔ دونوں شہزادے سرخ قمیصیں زیب تن کئے ہوئے تھے، چلتے تھے اور ٹھوکر کھا کر گر پڑتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے اور دونوں کو اُٹھا لیا اور اپنے سامنے بٹھا دیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے آزمش کا باعث ہیں۔ میں نے ان دونوں بچوں کو چلتے ہوئے گر پڑتے دیکھا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ آخر کار میں نے اپنی بات کو ختم کر دیا، اور ان دونوں کو اُٹھا لیا"۔

۲۲۔ مشکوٰۃ میں جمیع بن عمیر سے روایت ہے کہ میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ ام المومنین عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ کون سا آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا۔ فرمایا۔ "فاطمہ"۔ میں نے کہا مردوں میں کون تھا۔ فرمایا فاطمہ کا شوہر"۔

۲۳۔ مشکوٰۃ میں لیلی سے روایت ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ دوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دونوں کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا۔ "بچہ کنجوسی اور بزدلی کا باعث ہوتا ہے"۔

۲۴۔ ابو حوراء نے کہا کہ میں نے امام حسن کی خدمت میں عرض کیا آپ اپنے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی بات بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے صدقے کے کچھ خرمے اُٹھائے تھے۔ میں نے ان کو اپنے مُنہ میں ڈال دیا تھا۔ میرے نانا نے ان کو (میرے منہ سے) لعاب دہن سمیت باہر نکال دیا اور فرمایا کہ تمہیں اس بات کی خبر نہیں ہے کہ ہم لوگ آل محمد ہیں۔ ہم لوگ ہرگز صدقہ کا مال نہیں کھائیں گے"۔ اس واقعہ کو اصحاب صحیح نے بیان کیا ہے۔

۲۵۔ ابن زبیر سے روایت ہے۔ آپ نے کہا میں تم لوگوں کو ایسے شخص کے متعلق آگاہ کروں جو رسول اللہ صلعم سے زیادہ مشابہ اور آپ کو زیادہ محبوب تھا۔ وہ حسنؑ بن علیؑ کی ذات تھی۔ رسول اللہ سجدہ میں تھے آپ تشریف لا کر رسول اللہ کے شانے پر سوار ہو گئے یا کہا پشت پر سوار ہو گئے (راوی کو شک واقع ہوا ہے) رسول اللہ نے آپ کو اس وقت تک نہ اُتارا جب آپ خود نہ اُتر گئے (ایک دفعہ) میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ تشریف لاتے اور رسول اللہ رکوع کی حالت میں موجود تھے، رسول اللہ نے آپ کی خاطر دونوں پاؤں کشادہ کر

دیئے۔ آپ دوسری جانب نکل گئے۔"

۲۶۔ طبرانی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ کو اپنے ان دونوں کانوں سے فرماتے ہوئے سُنا اور میری دونوں آنکھوں نے دیکھا کہ آپ حسنؑ یا حسینؑ میں سے کسی ایک نے اپنے دونوں قدم رسول اللہ کے سینے مبارک پر رکھ دیئے۔ پھر فرمایا چھوڑ دو۔ آپ نے بچے کو چھوڑ دیا۔ فرمایا اے میرے اللہ اس کو دوست رکھ۔ میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔"

۲۷۔ نیز طبرانی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ حسنؑ اور حسینؑ تھے۔ آپ میں سے ایک باری باری رسول اللہ کے کندھے مبارک پر سوار ہوتا تھا۔ اور رسول اللہ اس کو چومتے تھے۔ جب آپ ہمارے پاس پہنچ گئے تو فرمایا جس شخص نے ان دونوں کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھتے اور سجدہ میں جاتے تھے حسنؑ اور حسینؑ آپ کی پیٹھ مبارک پر کُود کر بیٹھ جاتے تھے۔ جب (لوگ) ان دونوں کو ایسا کرنے سے منع کرتے تھے تو رسول اللہ صلعم لوگوں (اصحاب) کو اشاروں سے اس بات کی ہدایت فرماتے تھے کہ ان دونوں کو ایسے رہنے دو۔ جب نماز کو ختم کیا تو دونوں کو اپنی گود میں بٹھا دیا۔ فرمایا جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ ان دونوں کو دوست رکھے۔"

۲۸۔ مسند امام احمد بن حنبل میں جناب ام سلمہ کی حدیث بیان کی گئی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ حضرت علیؑ اور جناب فاطمہ ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ ان دونوں حضرات کے ساتھ جناب امام حسنؑ اور جناب امام حسینؑ بھی موجود تھے۔ رسول اللہ نے ان دونوں کو اپنی گود میں بٹھا دیا اور ان دونوں کو چومنے لگے ایک ہاتھ سے حضرت علی کو اور دوسرے ہاتھ سے جناب فاطمہ کو گلے لگایا۔ ان حضرات پر سیاہ کپڑا ڈال کر فرمایا۔ اے میرے اللہ! یہ تیرے بندے ہیں۔ آگ کی طرف نہ جائیں۔" اس حدیث کی روایت کے کئی اسناد ہیں۔ بعض سندوں میں لفظ خمیصہ کی بجائے لفظ کسا بیان ہوا ہے۔"

۲۹۔ جناب عائشہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت ہمارے پاس تشریف فرما ہوئے اور آپ کے اوپر سیاہ بالوں کی بنی ہوئی چادر موجود تھی۔ حسنؑ بن علیؑ حاضر ہوئے۔ آپؐ نے اس کو چادر کے اندر بلا لیا۔ پھر امام حسینؑ حاضر ہوئے۔ اس کو بھی حسنؑ کے ساتھ چادر کے اندر داخل کر لیا۔ پھر جناب فاطمہؑ پھر جناب علیؑ حاضر ہوئے۔ ان کو بھی چادر کے اندر داخل فرما لیا۔ اور کہا اے اہل بیت اللہ تعالیٰ نے ارادہ کر رکھا ہے کہ تم سے ناپاک چیز کو دُور رکھے۔ اور تم کو اس طرح پاک کرے

جس طرح پاک کرنے کا حق ہے۔"

۳۰۔ (بحذف سند) ابوبکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم لوگوں کے ساتھ نماز ادا فرما رہے تھے۔ اور حسنؑ بن علیؑ کودکر آپ کی پشت مبارک پر آپ کے سجدہ کی حالت میں بیٹھ جاتے تھے۔ امام حسن نے ایسا کئی بار کیا۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول آپ اس بچے کے ساتھ ایسا سلوک فرماتے ہیں کہ ایسا سلوک آپ کسی کے ساتھ نہیں فرماتے۔ فرمایا یہ میرا بیٹا (لوگوں کا) سردار ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں پر مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

۳۱۔ طبرانی نے ابوہریرہ سے روایت درج کی ہے کہ امام حسنؑ اور امام حسین رسول اللہ صلعم کے سامنے کشتی لڑ رہے تھے۔ رسول اللہ نے کہنا شروع کیا۔ شاباش حسنؑ، جناب فاطمہ نے عرض کیا، حسینؑ زیادہ کمزور ہیں۔ فرمایا جبرائیلؑ کہہ رہے ہیں شاباش حسینؑ۔"

۳۲۔ ابن سیرین انس سے روایت کرتے ہیں کہ حسین بن علی تمام افراد (خاندان) سے رسول اللہ صلعم کے زیادہ مشابہ تھے۔"

۳۳۔ عبید بن حنین سے روایت ہے۔ آپ کا بیان ہے کہ مجھے حسینؑ بن علی نے حدیث بیان کی کہ میں عمر بن خطاب کے پاس اس وقت گیا۔ جب آپ منبر پر خطبہ بیان کر رہے تھے۔ میں منبر پر چڑھ کر آپ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے آپ سے کہا میرے باپ کے منبر سے اُتر جاؤ اور اپنے باپ کے منبر پر چلے جاؤ، عمر بن خطاب نے عرض کیا، میرے باپ کا کوئی منبر نہیں ہے۔ آپ نے مجھے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ میں ان پتھروں کو اُلٹتا پلٹتا تھا جو میرے ہاتھ میں موجود تھے۔ جب آپ منبر سے اُترے تو مجھے اپنے گھر لے گئے۔ اور مجھے کہا کہ یہ بات تمہیں کس نے تعلیم دی ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم مجھے کسی نے تعلیم نہیں دی۔"

۳۴۔ عیزار بن حریث سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر خانہ کعبہ کے سایہ کے نیچے تشریف فرما تھے۔ اسی دوران میں آپ نے امام حسین بن علی کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا۔ آج کل زمین والوں سے لے کر آسمان تک یہ محبوب ترین انسان ہیں۔" اشعت الاعابہ

۳۵۔ جمع الفوائد میں عبداللہ بن شداد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ایک نماز عشا کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ امام حسنؑ یا امام حسینؑ میں سے کسی ایک کو اٹھائے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے آپ کو نیچے بٹھا دیا۔ آپ نے نماز کے لئے تکبیر فرمائی سجدہ کیا۔۔۔۔ سجدہ کو طول دیا۔۔۔ میں نے اپنا سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت پر سوار تھا۔ آپ سجدہ کی حالت میں تھے۔ میں پھر اپنے سجدہ میں چلا گیا۔

آپ نے نماز کو تمام کیا۔ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ نے سجدہ کو اتنا طویل کر دیا ہے کہ ہم لوگوں کو گمان ہونے لگا تھا کہ کوئی حادثہ واقع ہو گیا ہے یا آپ کو وحی ہو رہی ہے۔ فرمایا ان باتوں میں سے کوئی بات بھی نہ تھی بلکہ میرا یہ بیٹا مجھ پر سوار ہو گیا تھا۔ میں نے اس بات کو مکروہ تصور کیا کہ اس کو جلدی اتار دوں حتیٰ کہ یہ اپنی ضرورت پوری کرے۔

۳۶۔ جمع الفوائد میں ابوہریرہ کا بیان درج ہے کہ میں ایک گروہ کے ساتھ دن کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ باہر نکلا نہ رسول اللہ مجھ سے کوئی بات کرتے تھے۔ اور نہ میں آپ سے کوئی بات کرتا تھا۔ آخر کار آپ بنو قینقاع کی گلی میں تشریف لاتے۔ وہاں سے مڑ کر جناب فاطمہ کے گھر تشریف لائے۔ تھوڑی دیر میں امام حسن دوڑتے ہوئے تشریف لائے۔ حتیٰ کہ ایک دوسرے کے گلے لپٹ گئے۔ رسول اللہ نے فرمایا! اے میرے اللہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ تو بھی اسے دوست رکھ۔ اور اس شخص کو بھی دوست رکھ جو اس کو دوست رکھتا ہے۔

۳۷۔ کتاب مودۃ القربیٰ میں سلیم بن قیس ہلالی سے روایت ہے۔ آپ سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حسینؑ بن علیؑ آپ کے دونوں زانو پر تشریف فرما ہیں رسول اللہ کبھی آپ کے رخسار پر بوسہ دیتے تھے اور کبھی آپ کا منہ چومتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ تم لوگوں کے سردار ہو۔ سردار کے فرزند ہو سردار کے بھائی ہو تم امام ہو امام کے فرزند ہو امام کے بھائی ہو تم حجت ہو حجت کے فرزند ہو۔ حجت کے بھائی ہو اور تم نو حجج اللہ کے باپ ہو۔ ان میں سے نواں قائم (عجل اللہ فرجہ) ہوگا۔

۳۸۔ نسائی کی کتاب عمل الیوم و اللیلۃ میں سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں۔ آپ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے لیے پناہ مانگتے تھے۔ فرماتے تھے۔ میں تم دونوں کے لئے اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعہ ہر شیطان، ہر آفت اور ہر نظر بد سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور فرماتے تھے کہ تم دونوں کا باپ حضرت ابراہیم اسماعیل اور اسحاق کے لئے اس کے ذریعہ پناہ مانگتے تھے۔

۳۹۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے امام حسن کے حق میں فرمایا اے میرے اللہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اسے دوست رکھ اور اس کو بھی دوست رکھ جو اس کو دوست رکھتا ہے۔

۴۰۔ صحیح مسلم میں عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لائے اور ہم لوگوں سے آپ کی ملاقات ہو گئی۔ میرے ساتھ امام حسنؑ یا امام حسینؑ میں سے کسی ایک کی

ملاقات ہو گئی تھی۔ آپ نے ہم میں ایک آدمی کو اپنے ہاتھوں پر اور دوسرے کو اپنی پشت پر رکھ لیا تھا حتیٰ کہ ہم مدینہ میں داخل ہو گئے۔"

۱۔ جواہر العقدین میں حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ "اے لوگو! گزشتہ انبیاء کی اولاد سے کسی کی اولاد کو اتنی فضیلت نصیب نہیں ہوئی جتنی حسینؑ بن علی کو عطا ہوئی ہے۔ یوسفؑ بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم کے سوا۔ اے لوگو! فضیلت بزرگی، مزرح اور ولایت اللہ کے رسول اور آپ کی اولاد کے لئے مختص ہو چکی ہے۔ جھوٹی باتیں (حق سے) روگردان نہ کر دیں۔"

۴۲۔ کتاب الشفا میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے حق میں فرمایا۔ اے میرے پالنے والے میں ان دونوں کو دوست رکھتا ہوں۔ تم بھی ان دونوں کو اور اس شخص کو دوست رکھو جو ان کو دوست رکھتا ہے۔" فرمایا جس نے ان دونوں کو دوست رکھا۔ اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے مجھے دوست رکھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کو دوست رکھا جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔ فرمایا فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔"

باب ۵۵

خدیجۃ الکبریٰ اور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے فضائل

۱۔ صحیح بخاری، مسلم اور ترمذی عبدالرحمٰن بن جعفرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے علی بن ابی طالب کو فرماتے ہوئے سُنا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ "عورتوں میں بہترین عورت خدیجہ بنت خویلد اور مریم بنت عمران ہے۔"

۲۔ بخاری اور مسلم میں ابو زرعہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوہریرہ کو کہتے ہوئے سنا کہ جبرائیلؑ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے۔ اے اللہ کے رسول یہ خدیجہؓ آپ کے پاس برتن لائے گی۔ جس میں سالن ہو گا۔ یا کھانا ہو گا۔ یا پینے کی کوئی چیز ہو گی۔ جب آپ کے پاس آئے تو آپ اس کو اس کے رب کی جانب سے اور میری طرف سے سلام کہنا اور اُسے اس بشارت سے آگاہ کرنا اس کا گھر بہشت میں ہو گا۔ جو قصب سے بنا ہوا ہو گا۔ جس میں شور و غل اور کوئی تکلیف نہ ہو گی۔"

- ترمذی میں انس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عورتوں میں مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور فرعون کی بیوی آسیہ تمہارے لئے بڑے مرتبے کی عورتیں ہیں۔
- جمع الفوائد میں اسماعیل بن ابو خالد سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے کہا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدیجہ کو اس بات کی خوشخبری سنائی کہ اس کا گھر جنت میں ہوگا۔ اس نے کہا ہاں! آپ نے اس کو خوشخبری دی تھی کہ اس کا گھر (بہشت میں ہوگا) جو قصب سے بنا ہوا ہوگا۔
- کتاب مودۃ القربیٰ میں مہاجر بن میمون جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہماری ماں خدیجہ کہاں قیام فرمائیں گی فرمایا۔ اس گھر میں قیام کریں گی جو قصب سے بنا ہوا ہوگا۔ جس میں نہ شور و غل ہوگا۔ اور نہ کوئی تکلیف ہو گی۔ یہ گھر جناب مریم اور فرعون کی بیوی آسیہ کے گھر کے درمیان ہوگا۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کون سے قصب سے بنا ہوا ہوگا۔ فرمایا وہ قصب جس پر موتی اور یاقوت ٹکے ہوئے ہوں گے۔"
- امام نسائی کی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں انس سے روایت ہے کہ جبرائیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے پاس جناب خدیجہؓ تشریف فرما تھیں۔ جبرائیلؑ نے کہا کہ اللہ عزوجل خدیجہؓ کو سلام کہتا ہے۔ جناب خدیجہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ خود سلام ہے۔ جبرائیل پر سلام ہو (اے محمد) آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔
- شیخ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی کی کتاب (الاصابہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا۔" عورتوں میں بہترین عورت خدیجہ بنت خویلد، عورتوں میں بہترین عورت مریم بنت عمران ہے اور رسول نے جناب خدیجہ کو اس بات کی خوشخبری سنائی تھی کہ اس کا گھر جنت میں ہوگا جو قصب سے بنا ہوا ہوگا۔ جس میں نہ شور و غل ہوگا اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی کوئی تکلیف ہو گی۔ اور جبرائیل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ خدیجہ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں خدیجہ پر نازل ہوں۔"
- سنن ابن ماجہ میں فاطمہ بنت الحسینؑ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند جناب قاسم کا انتقال ہوا تو جناب خدیجہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول قاسم کی وجہ سے میرا دودھ اتر آیا تھا۔ اگر اللہ عزوجل اس کو باقی رکھتا تو اس کے دودھ پلانے کی مدت پوری ہو جاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے دودھ پلانے کی مدت بہشت میں پوری ہوگی۔ جناب خدیجہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر مجھے اس بات کا علم ہوتا۔ تو میرے لئے قاسم کا امر آسان ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اگر تمہاری مرضی ہو تو میں اللہ تعالیٰ کو آواز دیتا ہوں اور تم اللہ کی آواز کو سنو گی، جناب خدیجہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اللہ اور اس کے رسول کی صداقت کا یقین ہے۔

۹۔ صحیح بخاری اور مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے سوکن پن نے اتنا جوش کسی عورت کے حق میں نہیں مارا۔ جس قدر خدیجہ کے حق میں مارا تھا۔ میں نے خدیجہ کو دیکھا نہیں تھا۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اُس کا ذکر کیا کرتے تھے۔

اکثر اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکری کو ذبح کر کے اس کے جوڑوں کو الگ کر کے خدیجہؓ کی سہیلیوں کے پاس روانہ فرمایا کرتے تھے۔ میں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بس دنیا میں صرف ایک خدیجہؓ ہی (اوصاف حمیدہ کی مالک) عورت تھی۔ آپ نے فرمایا "میری حبیبہ تھیں اور عقلمند تھیں اور میرے اسی سے فرزند پیدا ہوئے۔ مسلم نے یہ الفاظ زیادہ روایت کئے ہیں۔ میرے رگ و ریشہ میں اس کی یا خدیجہ کی محبت سرایت کر چکی ہے"۔

۱۰۔ ترمذی عروہ سے آپ عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ جتنا حسد مجھے خدیجہ پر ہوا اتنا حسد اور کسی عورت پر نہیں ہوا۔ آپ کے مرنے کے بعد مجھ سے رسول اللہ صلعم نے شادی کی تھی اور یہ بات اس لئے پیدا ہوئی کہ رسول اللہ نے اس کو ایک گھر (جو بہشت میں واقع ہو گا) کی خوشخبری سنائی تھی جو قصب کا بنا ہوا ہو گا۔ جس میں کوئی شور و غل نہ ہو گا اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی کوئی تکلیف ہو گی۔" ہذا حدیث حسن صحیح۔

۱۱۔ جمع الفوائد میں بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ ہالہ بنت خویلد جناب خدیجہ کی بہن نے رسول اللہ صلعم سے اس طرح اجازت طلب کی جس طرح جناب خدیجہ طلب کرتی تھیں۔ رسول اللہ صلعم کو اس بات نے راحت دی، فرمایا اے میرے اللہ! ہالہ بنت خویلد ہیں، مجھے غیرت آگئی اور عرض کیا۔ آپ قریش کی بوڑھی عورتوں میں سے ایک بوڑھی عورت کا ذکر کرتے ہیں جس کی باچھیں سرخ تھیں، پیوند خاک ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے آپ کو اچھی عورتیں عطا کی ہیں"۔

۱۲۔ الاصابہ میں عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی بکری ذبح فرماتے تھے تو فرماتے تھے خدیجہ کی سہیلیوں کے پاس (گوشت) بھیجو۔ اس کی محبت مجھ میں سرایت کر گئی ہے۔ جناب عائشہ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ اپنے گھر سے نکلتے وقت اس کی تعریف بیان کرتے تھے، مجھے اس بات سے غیرت ہوتی تھی۔ میں نے رسول اللہ کی خدمت میں) کہا وہ تو ایک

بوڑھی عورت تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے اچھی عورتیں عطا کی ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ناراض ہو گئے۔ پھر فرمایا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے اچھی عورتیں عطا نہیں کی ہیں (خدیجہ وہ تھیں) جب تمام لوگوں نے انکار کر دیا تھا وہ اس وقت مجھ پر ایمان لے آئیں۔ اس نے میری بات کی اس وقت تصدیق کی جب لوگوں نے میری بات کو جھٹلا دیا تھا۔ اس نے اپنے مال سے میری اس وقت مدد کی تھی جب لوگوں نے اپنی مدد سے مجھے محروم کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خدیجہ سے اولاد عطا کی ہے۔ اور کسی عورت سے میری اولاد نہیں ہوئی"

جناب خدیجہ اور حضرت ابوطالب کی وفات ہجرت سے تین سال پہلے ایک ہی سال میں واقع ہوئی تھی۔ جناب خدیجہ کی وفات دس ماہ رمضان کو واقع ہوئی تھی۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۵ برس کی تھی؛ حکیم بن حزام کا کہنا ہے کہ آپ کی وفات جب بنو ہاشم شعب سے باہر نکل آئے تھے۔ بعثت کے دسویں سال واقع ہوئی تھی۔ آپ بمقام حجون دفن ہوئیں۔ اس وقت مردوں کے لئے نماز جنازہ مقرر نہیں ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی قبر منور میں اُتر گئے تھے اور آپ کے حق میں دُعا کی تھی۔ رضی اللہ عنہا"

جناب خدیجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد یہ ہے۔ حضرت قاسم اور عبداللہ جن کا لقب طیب اور طاہر ہے۔ زینب۔ یہ رسول اللہ کی بڑی لڑکی ہیں۔ رقیہ۔ ام کلثوم اور فاطمۃ الزہرا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی لڑکی ہے۔[1]

آپ کے فرزند جناب ابراہیم کی ماں ماریہ قبطیہ ہیں۔ ابن ماجہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ابراہیم کو دودھ پلانے والی جنت میں موجود ہے اگر ابراہیم زندہ رہتے تو صدیق نبی ہوتے

مناوی کی کتاب کنوز الدقائق میں روایت ہے کہ اگر جناب ابراہیم زندہ رہتے تو صدیق نبی ہوتے" اس روایت کو ابن ماجہ اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔

---

[1] شیعہ علماء محققین کے نزدیک رسول اللہ کی صرف ایک لڑکی تھیں جو جناب فاطمۃ الزہرا کے نام سے مشہور ہیں۔ باقی لڑکیاں جن کا صاحب کتاب نے ذکر کیا ہے بررسول اللہ کی پروردہ تھیں۔ آپ کی حقیقی لڑکیاں نہیں تھیں۔ اکثر مورخین نے اس بارے میں ٹھوکر کھائی ہے۔ ۱۲

امحمد شریف عفی عنہٗ

۱۳۔ صحیح بخاری میں مسور بن مخرمہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جس شخص نے اس کو ناراض کیا۔ اس نے مجھے ناراض کیا۔"

۱۴۔ صحیح مسلم میں روایت ہے کہ (رسول اللہ نے) فرمایا فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جس شخص نے اس کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس شخص نے اس کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا۔"

۱۵۔ ترمذی میں مسور سے روایت ہے (رسول اللہ نے فرمایا) فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس شخص نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا، جس شخص نے اس کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی"۔ جس شخص نے اس سے صلح کی اس نے مجھ سے صلح کی۔ حدیث حسن صحیح۔

۱۶۔ ترمذی میں ابن زبیر سے روایت ہے (رسول اللہ نے فرمایا) فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں۔ جس نے اس کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ جس نے اس سے جھگڑا کیا۔ اس نے مجھ سے جھگڑا کیا۔ (حدیث حسن صحیح)

۱۷۔ کتاب الشفاء میں تحریر ہے (رسول اللہ نے فرمایا) فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جس شخص نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔"

۱۸۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں جناب ام سلمہؓ کے غلام صبیح اور زید بن ارقم سے روایت ہے۔ دونوں کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی، جناب فاطمہؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے فرمایا۔ جس شخص نے تم سے جنگ کی اس نے میری جنگ ہے اور جس نے تم سے صلح کی اس سے میری صلح ہے۔"

۱۹۔ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا فاطمہؑ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔"

۲۰۔ جمع الفوائد میں انس رسول اللہؐ سے حدیث نقل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ دنیا کی عورتوں میں مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور فرعون کی زوجہ آسیہ تمہارے لیے (فضیلت کے لحاظ سے) کافی ہیں۔ (بحوالہ ترمذی)

۲۱۔ مودۃ القربیٰ میں عکرمہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین پر چار لکیریں کھینچیں، پھر فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ لکیریں کیا چیز ہیں۔ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا۔ جنت کی عورتوں کی سردار خدیجہؓ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم (جو فرعون کی عورت تھی) ہیں۔

۲۲۔ ترمذی بریدہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عورتوں میں زیادہ محبوب جناب فاطمہ اور مردوں میں حضرت علی محبوب تھے۔"

۲۳۔ کتاب مشکوٰۃ میں جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ نے

فتح (مکہ) کے سال جناب فاطمہؑ کو بلایا اور آپ سے کچھ راز کی باتیں بیان کیں۔ آپ سن کر رو پڑیں۔ پھر رسول اللہ نے آپ سے کوئی بات بیان کی، آپ ہنس پڑیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد میں نے جناب فاطمہ سے رونے اور ہنسنے کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا مجھے میرے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی موت کے متعلق بیان کیا تھا۔ میں رو پڑی تھی۔ پھر مجھے کہا تھا کہ میں مریم بنت عمران کے سوا باقی تمام جنت کی عورتوں کی سردار ہوں۔ میں ہنس پڑی تھی۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے"

۲۴۔ مشکوٰۃ میں جمیع بن عمیر سے روایت ہے کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ جناب عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک لوگوں میں کون شخص محبوب تھا۔ آپ نے کہا فاطمہ، کہا گیا مردوں میں کون تھا، کہا فاطمہؑ کا شوہر (علی)۔"

۲۵۔ مشکوٰۃ میں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جناب فاطمہ کے سوا اور کوئی شخص طور طریق، چال ڈھال (سیرت و خلقت (ایک اور روایت میں ہے) گفتگو میں زیادہ مشابہت نہیں رکھتا تھا۔ جب جناب فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتی تھیں تو آپ (تعظیم کی خاطر) کھڑے ہو جاتے تھے اور آپ کو بوسہ دیتے تھے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے۔ جب رسول اللہ آپ کے ہاں تشریف لاتے تھے تو آپ رسول اللہ کی خاطر کھڑی ہو جاتی تھیں۔ آپ رسول اللہ کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتی تھیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتی تھیں۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

۲۶۔ جمع الفوائد میں جناب عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام عورتیں آپ کے پاس موجود تھیں اور ان میں سے کوئی بھی غیر حاضر نہ تھی۔ اس دوران میں جناب فاطمہ تشریف لائیں۔ آپ کی چال ڈھال ہو بہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چال کی مانند تھی۔ ذرا برابر بھی فرق نہ تھا۔ جب رسول اللہ نے آپ کو دیکھا تو آپ کو خوش آمدید کہا۔ فرمایا اے میری بیٹی تمہارا آنا مبارک ہو، رسول اللہ نے آپ کو اپنے دائیں یا بائیں پہلو میں بٹھا دیا۔ آپ سے راز کی بات فرمائی۔ آپ سخت رو پڑیں رسول نے جب آپ کا جزع فزع ملاحظہ کیا تو دوسری مرتبہ آپ سے سرگوشی فرمائی۔ آپ ہنس پڑیں۔ جب رسول اللہ چلے گئے تو میں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کے باپ نے آپ سے کیا فرمایا تھا، آپ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز کو ظاہر نہیں کروں گی۔ جب رسول اللہ کا انتقال ہو گیا میں نے آپ سے کہا میں تمہیں اس حق کی قسم دے کر دریافت کرتی ہوں جو میری طرف سے تم پر واجب ہے مجھے اس بات سے آگاہ کیجئے، جو تمہارے باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے بتائی تھی۔ آپ نے

فرمایا ہاں اب میں بتاؤں گی۔ جب آپ نے پہلی مرتبہ مجھ سے سرگوشی فرمائی تھی تو مجھے آگاہ کیا تھا کہ جبرائیل میرے پاس سال میں ایک مرتبہ قرآن شریف لاتے تھے۔ اب کی مرتبہ سال میں دو دفعہ قرآن لائے ہیں اب مجھے یہی معلوم ہوتا ہے کہ میری موت قریب آگئی ہے۔ تم اللہ سے ڈرتی رہو اور صبر کرنا۔ میں تیرا بہترین سلف ہوں۔ اسی وجہ سے میں رو پڑی تھی۔ یہ میرا وہ رونا تھا جس کو آپ نے دیکھا تھا، جب آپ نے میرے جزع و فزع کو ملاحظہ کیا تو دوسری مرتبہ مجھ سے سرگوشی فرمائی۔ فرمایا اے فاطمہ تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم مومنین کی سردار ہو یا تم اس اُمت کی عورتوں کی سردار ہو یہ میرے لئے وہ ہنسنا تھا جس کو آپ نے دیکھا تھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی (اور فرمایا) کہ میں آپ کے اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ سے ملوں گی۔ اور میں ہنس پڑی۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو اور تم میرے اہل میں سے پہلے مجھ سے ملوگی اور میں ہنس پڑی۔" (اس حدیث کو بخاری، مسلم اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

۲۶۔ مناوی کی کنوز الدقائق میں روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ فاطمہ کی ناراضگی سے ناراض ہوتا ہے اور فاطمہ کی رضامندی سے رضامند ہوتا ہے۔" اس حدیث کو دیلمی نے بیان کیا ہے۔"

۲۷۔ ابن سعد نے کتاب شرف النبوۃ میں اور ابن مثنیٰ نے اپنی معجم میں حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے فاطمہ اللہ تعالیٰ تیری ناراضگی سے ناراض ہوتا ہے اور تیری رضامندی سے راضی ہوتا ہے۔"

۲۸۔ ابو الفرج اصفہانی نے ایک سلسلہ روایت میں عبداللہ بن عمر قواریری سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا مجھے یحییٰ بن سعید ابان قرشی نے حدیث بیان کی۔ آپ نے کہا کہ جب عبداللہ بن حسین مثنیٰ بن حسن سبط رضی اللہ عنہم عمر بن عبدالعزیز کے پاس تشریف لائے تو آپ اس وقت کم سن تھے۔ آپ کی ذات سے وقار اور سکون ظاہر ہوتا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اپنی مجلس کو برخاست کر دیا۔ آپ کی بہت عزت اور تعظیم کی اور آپ کی تمام ضروریات کو پورا کر دیا۔ جب عبداللہ عمر کے ہاں سے چلے گئے تو لوگوں نے عمر سے آپ کی تعظیم اور احترام کا سبب دریافت کیا۔ عمر نے کہا کہ مجھے معتبر آدمی نے حدیث بیان کی ہے گویا کہ میں نے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جس نے فاطمہؓ کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا۔ جس شخص نے فاطمہ کو ناراض کیا مجھے ناراض کیا۔ عمر نے کہا عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہیں۔"

۱۔ کتاب الاصابہ میں مرقوم ہے کہ جناب فاطمہ رسول اللہ کی بعثت کے بعد پیدا ہوئیں۔ آپ رسول اللہ کی سب سے چھوٹی دختر تھیں اور تمام لڑکیوں سے آپ کو زیادہ پیاری تھیں۔ جناب عائشہ کا بیان ہے۔ کہ آپ کے باپ کے سوا فاطمہ سے افضل میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین پر چار خط کھینچے فرمایا، جنت کی عورتوں کی سردار خدیجہ، فاطمہ، مریم اور آسیہ ہیں۔

۲۔ ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ دنیا کی عورتوں کی سردار چار عورتیں ہیں۔ مریم، آسیہ، خدیجہ اور فاطمہ۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جنت کی عورتوں کی سردار جناب فاطمہ ہیں۔ مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا، فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جس شخص نے اس کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی جس نے اس کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا۔ علیؑ بن حسینؑ اپنے باپ سے آپ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا! اے فاطمہ اللہ تیری رضامندی سے راضی اور تیری ناراضگی سے ناراض ہوتا ہے!

۳۔ کتاب الاصابہ میں جناب خدیجہ کے حالات کے تحت حضرت علی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ عورتوں میں بہترین عورت خدیجہ بنت خویلد اور عورتوں میں بہترین عورت مریم بنت عمران ہیں۔ رسول اللہ نے خدیجہ کو اس بات کی خوشخبری سنائی تھی کہ اس کا گھر جنت میں ہوگا جو قصب سے تیار کیا گیا ہوگا۔ جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ خدیجہ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے اللہ کی رحمت اور برکتیں خدیجہ پر نازل ہوں۔ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کی عیادت کی اور آپ بیمار ہو گئی تھیں۔ فرمایا اے میری چھوٹی بیٹی تمہارا کیا حال ہے۔ میں غمگین ہو گیا ہوں، میں نے کھانا تک نہیں کھایا فرمایا اے میری چھوٹی بیٹی! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو۔ کہ تم کائنات کی تمام عورتوں کی سردار ہو"!

۴۔ کتاب مودۃ القربیٰ میں انس بن مالک اور زید بن علی بن حسینؑ آپ اپنے باپ سے آپ کا باپ آپ کے دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ہر روز صبح کی نماز کے وقت جناب فاطمہ کے دروازے پر تشریف لا کر فرماتے تھے۔ اے اہل بیت نبوت نماز پڑھو۔ اللہ تعالیٰ نے (اے) اہلبیت پکا ارادہ کر رکھا ہے کہ تم سے نجاست کو دور رکھے۔ اور تمہیں ایسا پاک کرے جیسا پاک کرنے کا حق ہے۔

اس آیت وامر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیھا۔ اپنے اہل کو نماز کا حکم دو اور خود بھی نماز کے پابند رہو کے نازل ہونے کے بعد نو ماہ تک ایسا عمل کرتے رہے۔ اس حدیث کو تین سو صحابہ نے روایت کیا ہے۔

۲۳۔ جناب عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تھے تو جناب فاطمہ کی گردن کو بوسہ دیتے تھے۔ اور فرماتے تھے میں فاطمہ سے جنت کی خوشبو سونگھتا ہوں۔

فصل

جناب فاطمہ کی حضرت علیؑ سے تزویج کے بیان میں

۱۔ علامہ فہامہ سید شریف نورالدین سمہودی مصری رحمہ اللہ وقعنا بہ اپنی کتاب جواہر العقدین میں عبدالکریم بن سلیط مصری سے روات کرتے ہیں۔ آپ ابن بریدہ سے جس کا نام عبداللہ ہے وہ اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انصار کی ایک جماعت نے علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر جناب فاطمہ تمہارے عقد میں ہوتی تو اچھا ہوتا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں خواستگاری کی خاطر حاضر ہوئے، رسول اللہ نے فرمایا (اے علی) کس ضرورت کے ماتحت آئے ہو، حضرت علیؑ نے کہا کہ میں نے (رسول اللہ کی) خدمت میں فاطمہ کی خواستگاری کا ذکر کیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ رسول اللہ نے فرمایا تمہارا آنا مبارک ہو اور تمہیں سلامتی حاصل ہو، حضرت علیؑ انصار کے گروہ کے پاس تشریف لائے یہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا اے علی، نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمہیں کیا کہا ہے، آپ نے کہا مجھے رسول نے کہا ہے "تمہارا آنا مبارک ہو اور تمہیں سلامتی حاصل ہو، انہوں نے کہا تمہارے لئے یہی بات کافی ہے، اس کے بعد جب رسول نے (فاطمہ) سے آپ کی شادی کر دی تو حضرت علیؑ نے کہا شادی کے لئے دعوت ولیمہ ضروری ہے، جناب سعد بن عبادہ نے خدمت میں عرض کیا کہ میرے پاس اس ضرورت کے لئے ایک مینڈھا موجود ہے۔ آپ کی خاطر اصحاب نے چند صاع جنس جمع کی۔ جب رخصتی کی رات آگئی تو رسول اللہ نے فرمایا اے علی جب تک میرے پاس موجود ہو اس وقت تک کوئی بات نہ کرنا۔ نبی صلعم نے پانی طلب کیا اور اس سے وضو فرمایا۔ پھر اس پانی کو علیؑ اور فاطمہ رضی اللہ عنہما پر چھڑک دیا اور فرمایا اے میرے اللہ ان دونوں پر برکت نازل فرما اور ان کی نسل میں برکت دینا۔ اس حدیث کو امام نسائی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں درج کیا ہے۔

الدولابی نے اپنی کتاب الذریۃ الطاہرہ میں یہ الفاظ تحریر کئے ہیں۔ اے میرے اللہ! ان دونوں میں برکت دینا اور ان دونوں پر برکت نازل کرنا اور ان کو ان کے دو بچوں میں برکت دینا۔ شبلی شبیر کے بچے کو کہتے ہیں رسول اللہؐ نے حسن اور حسین پر لفظ شبلین کا اطلاق کیا ہے اور یہ دونوں ایسے ہی تھے۔"

۳۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا۔ آپ کو وحی نے گھیر لیا۔ جب آپ کو ہوش آگئی تو فرمایا اے انس تمہیں معلوم ہے کہ میرے پاس جبرائیلؑ عرش کے مالک عزوجل کی جانب سے کیا چیز لائے تھے۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ جبرائیل کیا چیز لائے تھے۔ فرمایا جبرائیل نے کہا (اے محمد) اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ فاطمہ کی شادی علی سے کر دو۔ جاؤ میرے پاس ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر اور انصار کی ایک جماعت کو بلا کر لے آؤ۔ انس نے کہا کہ میں نے جا کر ان لوگوں کو بلایا۔ جب وہ لوگ اپنے اپنے مقامات پر بیٹھ گئے۔ رسول نے فرمایا۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو اپنی صفتوں کے ساتھ تعریف کیا گیا ہے۔ اور آپ نے ایک ایسا خطبہ ارشاد فرمایا جو شادی و بیاہ کے مضمون پر مشتمل تھا۔ اور خطبہ کے آخر میں ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو ایک جگہ جوڑ دیا ہے اور ان دونوں کی نسل کو پاک و پاکیزہ کیا ہے۔ اور اللہ نے ان دونوں کی نسل کو رحمت کی کنجیاں، حکمت و دانائی کی کان اور امت کے لئے امن کا باعث قرار دیا ہے۔ پھر حضرت علی حاضر ہوئے آپ اس وقت غائب تھے (آپ کو دیکھ کر) رسول اللہؐ نے مسکرا دیا۔ اور فرمایا اے علی! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؑ کی شادی آپ سے کر دوں۔ میں نے تم دونوں کی شادی چار سو مثقال چاندی کے (حق مہر کے) عوض کر دی ہے۔ علی نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول میں راضی ہوں۔ اس کے بعد حضرت علی اللہ کے لئے سجدہ شکر میں گر گئے۔ جب آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا تو رسول اللہؐ نے آپ سے فرمایا (اے علی) اللہ تعالیٰ تم دونوں کو برکت دے۔ اور تم دونوں میں برکت ودیعت کرے (اللہ نے) تم دونوں کی حد کو نیک و سعید بنایا ہے۔ اور تم دونوں سے بہت سی پاکیزگی (اولاد طاہرہ) کو نکالا ہے۔ انس کا بیان ہے خدا کی قسم اللہ نے ان دونوں سے کثیر طیب کو نکالا ہے۔"

۳۱۔ ابوداؤد اپنے سلسلہ سند میں قتادہ سے وہ حسن بصری سے آپ انس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر نے (رسول اللہ سے) جناب [illegible]طمہ کی خواستگاری کی درخواست کی۔ رسول اللہ نے انکار کر دیا۔ پھر عمر بن خطاب نے خواستگاری کی آپ نے انکار کر دیا۔ فرمایا میں فاطمہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا منتظر ہوں۔ اس کے بعد حضرت علیؑ نے خواستگاری کی درخواست کی۔ رسول اللہ نے فرمایا تمہارے پاس کوئی چیز موجود ہے۔ حضرت علی نے عرض کیا گھوڑا اور زرہ موجود ہے۔ فرمایا گھوڑا تمہارے لئے بہت

ضروری ہے، زرہ کو بیچ اور اس کی قیمت میرے پاس لے آؤ۔ حضرت علی کا کہنا ہے کہ میں نے جا کر زرہ کو چار سو اسی درہم میں فروخت کر دیا اور اس کی قیمت رسول اللہ کی جھولی میں ڈالی۔ رسول اللہ نے اس سے کچھ رقم کو لے لیا، فرمایا، بلال کہاں ہیں۔ بلال حاضر خدمت ہوئے۔ فرمایا اس رقم کے عوض میں خوشبو خرید کے لے آؤ۔ اس کے بعد ان لوگوں کو حکم دیا کہ ان دونوں کے چوطرفہ تخت تیار کریں۔ اور چمڑے کا ایک تکیہ تیار کریں۔ جس کے اندر کھجور کا گودا بھرا ہوا ہو۔ گھر میں ریت بچھا دیں۔ ام ایمن دایہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کی بیٹی کی طرف چلی جائے۔ حضرت علی سے فرمایا تم جلدی نہ کرو۔ ابھی تمہارے پاس لاتی ہیں۔ رسول اللہ چل کر دونوں (ام ایمن اور سیدہ) کے پاس تشریف لائے۔ ام ایمن سے فرمایا میرے بھائی میاں موجود ہیں۔ ام ایمن نے عرض کیا ہاں آپ کے بھائی موجود ہیں۔ آپ سے اپنی بیٹی کا رشتہ کر دو۔ فرمایا، ہاں اب کر رہا ہوں، آپ دونوں (علی و فاطمہ) کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ جناب فاطمہؑ سے فرمایا۔ پانی لاؤ۔ سیدہ نے ایک پیالہ پیش کیا جس میں پانی موجود تھا۔ آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈال کر جناب فاطمہؑ کے سر اور سینہ کے درمیان چھڑک دیا فرمایا اے میرے پالنے والے میں اس کے متعلق اور اس کی اولاد کے بارے میں تمہاری بارگاہ میں شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں، علی سے فرمایا پانی لاؤ، علی کا کہنا ہے کہ میں نے پانی کے پیالہ کو بھر کر آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ اس سے کچھ حصہ میرے سر پر اور میرے کندھے کے درمیان چھڑکا۔ فرمایا اے میرے پالنے والے میں آپ کی بارگاہ میں اس کے اور اس کی اولاد کے متعلق شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں۔ فرمایا، اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی برکتوں کے ساتھ اپنی بیوی کے پاس جاؤ!!

امام احمد بن حنبل نے ایک سلسلہ روایت میں اپنی کتاب مناقب میں ابو بریدہ مدائنی سے اس طرح روایت کی ہے، کہا کہ رسول اللہ صلعم نے علی کے پاس کسی شخص کو بھیج کر فرمایا کہ تم اس وقت اپنی عورت کے قریب نہ جانا جب تک میں نہ آؤں۔ رسول اللہ تشریف لاتے۔ آپ نے پانی طلب فرمایا اس میں جو کچھ چاہا پڑھا، اس میں سے کچھ حصہ حضرت علی کے چہرے مبارک پر چھڑکا۔ فاطمہؑ کو بلایا آپ اس حالت میں حاضر ہوئیں کہ آپ حیاء و شرم کی وجہ سے اپنے کپڑے کے دامن میں گرتی پڑتی حاضر ہوئیں۔ آپ نے اس پر بھی پانی چھڑکا، فاطمہ سے فرمایا، میں نے تمہاری شادی اس شخص سے کی ہے جو میرے اہل میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

ایک روایت میں جمال الدین زرندی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پانی طلب فرمایا

اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور اس سے علیؑ کے چہرے مبارک اور آپ کے دونوں قدموں کو دھویا۔ اس کے بعد پانی کا ایک چلو لیا۔ اس کو فاطمہؑ کے سر پر چھڑکا۔ اور ایک اور چلو لے کر آپ کے سینہ پر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چھڑکا۔ پھر فاطمہ کو حکم دیا کہ باقی تمام پانی کو اپنے جسم پر چھڑک دیں۔ پھر آپ نے ایک خضاب دار پانی کو طلب کیا۔ اسی پانی کو جس طرح فاطمہ پر استعمال کیا اسی طرح علی پر استعمال فرمایا، اس کے بعد فرمایا، اے میرے پالنے والے یہ دونوں مجھ سے ہیں اور میں ان دونوں میں سے ہوں۔ اے میرے پالنے والے جس طرح تو نے مجھ سے نجاست کو دور کیا ہے اور مجھے پاک بنایا ہے۔ اسی طرح ان دونوں سے نجاست کو دور کر کے ان کو پاک و پاکیزہ بنا۔ اس کے بعد فرمایا اللہ نے تم دونوں کو جوڑ دیا ہے۔ تمہیں تم دونوں کو تمہارے بچوں کے بارے میں برکت دے، تم دونوں میں برکت دے اور تم دونوں کے انتشار کی اصلاح کرے، پھر آپ کھڑے ہو گئے۔ اپنے ہاتھ مبارک سے دونوں پر دروازہ بند کر دیا۔ اور دونوں کے حق میں دعا فرمائی۔ اسی حالت میں اپنے گھر میں تشریف لائے۔ میں کہتا ہوں شبلیا سے مراد حسن اور حسین ہیں۔ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جبرائیل نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا تھا کہ آپ حسنؑ اور حسینؑ کا نام ہارون کے دونوں بیٹوں کے نام پر شبر اور شبیر رکھیں کیونکہ علیؑ کو رسول اللہ سے وہ منزلت حاصل تھی جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ رسول اللہ نے جبرائیل سے کہا میری زبان عربی ہے، مجھے شبر اور شبیر کے معانی سے آگاہ کیجئے۔ (جبرائیل نے عرض کیا) اس کے معانی حسنؑ اور حسینؑ ہیں، وہ خطبہ جو شادی اور بیاہ کے مضمون پر مشتمل تھا اس کی صورت یہ ہے:۔

"تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو اپنی صفتوں کے ساتھ تعریف کیا گیا ہے۔ اپنی قدرت کے ساتھ عبادت کیا گیا ہے۔ نگران ہونے کی وجہ سے اطاعت کیا گیا ہے۔ اپنے عذاب اور دبدبہ کی وجہ سے ہیبتناک ہے۔ آسمان اور زمین میں اپنا حکم جاری کرنے والا ہے۔ وہ وہ ذات ہے جس نے اپنی قدرت سے مخلوقات کو پیدا کیا ہے اپنے احکام کے ذریعہ ان میں فرق کر دیا ہے۔ اپنے دین کے ذریعہ ان کو عزت دی ہے۔ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اس کو مکرم کیا ہے بے شک اللہ کا نام برکت والا ہے۔ اس کی عزت بلند ہے، دامادی کو ایک لاحق سبب اور امر فرض قرار دیا ہے۔ اس کو صلہ رحمی کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور اس سے لوگوں کی حالت منظم رہتی ہے، کہنے والے سے زیادہ عزت والے نے کہا ہے۔ اللہ وہ ذات ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور اس کو نسب اور دامادی کا ذریعہ قرار دیا، تمہارا رب قدرت والا ہے، اللہ تعالیٰ کا حکم اس کی قضا کی طرف جاری ہوتا ہے اور اس کی قضا اس کی تقدیر کی طرف جاری ہوتی

ہے، ہر تقدیر کی ایک مدت مقرر ہے اور ہر مدت کے لئے ایک نوشتہ ہے، جس چیز کو اللہ چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔ جس چیز کو چاہتا ہے اس کا حکم دیتا ہے اور اللہ کے پاس ام الکتاب موجود ہے۔"

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہاری شادی فاطمہؑ سے کر دوں۔ میں نے چاندی کے چار سو مثقال پر تمہاری شادی کر دی ہے۔ علیؑ نے کہا یا رسول اللہ میں فاطمہ کے عقد پر راضی ہوں۔ میں اس بات پر اللہ عظیم اور اس کے مہربان رسول سے راضی ہوں۔ اس کے بعد حضرت علی اللہ کے سجدۂ شکر میں گر پڑے۔ آپ نے جب سر اٹھایا تو رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو ایک سلک میں منسلک کر دیا ہے، تمہاری جد کو معزز کیا ہے۔ تمہاری نسل کو پاکیزہ بنایا ہے۔ تمہاری نسل کو رحمت کی کنجیاں، حکمت اور دانائی کی کان اور خزانہ مقرر کیا ہے اور امت کے لئے امان کا باعث قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تم دونوں میں برکت دے اور تم دونوں پر برکت نازل کرے اور تم دونوں کو نیک اور سعید بنائے اور تم دونوں سے پاکیزہ اولاد کو ظاہر کرے۔ اے میرے اللہ یہ دونوں مجھ سے ہیں اور میں ان دونوں میں سے ہوں۔ اے میرے اللہ! جس طرح تو نے مجھ سے نجاست کو دور رکھا ہے اور مجھے پاک و پاکیزہ بنایا ہے۔ اسی طرح ان دونوں سے ناپاک چیز کو دور رکھ، اور ان دونوں کو اور ان دونوں کی نسل کو پاکیزہ بنا، انس نے کہا خدا کی قسم اللہ نے ان دونوں سے بہت پاکیزگی کو ظاہر کیا۔ (اولاد طاہرین پیدا ہوئی)

۴۔ کتاب الاصابہ میں سنان بن شعد الدوسی کے حالات کے تحت تحریر کیا گیا ہے۔ آپ نے کہا، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث بیان کی، رسول اللہ نے فرمایا مجھے جبرائیل نے حدیث بیان کی کہ جب اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کی شادی علی سے کی تو رضوان کو حکم دیا کہ وہ درخت طوبیٰ کو ہلائے۔ میں (جبرائیل) نے دوستداران اہل بیت محمد کی تعداد کے برابر بستک ناموں کو اٹھا لیا تھا۔"

۵۔ (بحذف اسناد) بلال بن حمام رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متبسم اور ہنستے ہوئے چہرے کے ساتھ ہمارے پاس تشریف لائے آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کے دائرہ کی مانند چمک رہا تھا۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کھڑے ہو کر عرض کی اے اللہ کے رسولؐ یہ کونسا نور ہے جو آپ کے بزرگ چہرے پر ظاہر ہو رہا ہے۔ فرمایا ایک خوشخبری کی وجہ سے ایسا ہو

رہا ہے جو میرے رب نے میرے بھائی، میرے چچا کے بیٹے اور میری بیٹی کے بارے میں میرے پاس بھیجی ہے، اللہ تعالیٰ نے علیؑ کی شادی فاطمہ سے کر دی ہے۔ بہشتوں کے خزانچی رضوان کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ طوبیٰ کے درخت کو ہلائیں۔ رضوان نے طوبیٰ کو ہلایا۔ میں نے (جبرائیل نے) دوستداران اہل بیت کی تعداد کے برابر تمسک ناموں کو اٹھالیا۔ اللہ تعالیٰ نے طوبیٰ کے نیچے اپنے نور سے فرشتوں کو پیدا کیا اور ہر ایک فرشتے کو ایک ایک تمسک نامہ دیا، جب قیامت قائم ہو جائے گی تو فرشتے مخلوقات میں آواز دیں گے۔ میرے اہل بیت کا کوئی ایسا دوست باقی نہ رہے گا جس کو فرشتے تمسک نامہ نہ دیں۔ اس تمسک نامہ میں آگ سے چھٹکارا لکھا ہوا ہو گا۔ میرے چچا کے بیٹے، اور میری بیٹی کی وجہ سے میری اُمت کے مردوں اور عورتوں کی گردنیں دوزخ سے نجات پائیں گی۔"

۶۔ مناوی کی کتاب کنوز الدقائق میں مرقوم ہے (رسول اللہ نے فرمایا) مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؑ کی شادی علیؑ سے کر دوں۔" اگر اللہ تعالیٰ علیؑ کو پیدا نہ کرتا تو فاطمہ کا کوئی ہمسر نہ ہوتا۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے ان فرزندوں کا نام حسن اور حسین رکھوں۔"

۷۔ کتاب الاصابہ میں مرقوم ہے کہ حضرت محسن بن علی بن ابی طالب بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے ان کا نام ہارون کے فرزندوں کے نام پر شبر، شبیر اور مشبر رکھا ہے۔"

۸۔ کتاب مودۃ القربیٰ میں عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے میرے چچا تمہیں خوشخبری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میری مدد اوصیا کے سردار علیؑ سے کی ہے آپ کو میری بیٹی فاطمہ کا کفو قرار دیا ہے۔"

۹۔ ابو وائل ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شمار کرتے تھے۔ تو ابو بکر، عمر اور عثمان کا نام لیتے تھے۔ ایک شخص نے ابن عمر سے کہا علی کدھر گئے۔ ابن عمر نے کہا علی کا شمار اہل بیت رسول میں ہوتا ہے۔ آپ کے ساتھ کسی کا قیاس نہ کرو۔ آپ رسول اللہ کے ساتھ آپ کے درجہ میں (قیامت کے روز) ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ الذین آمنوا واتبعتہم ذریاتہم بایمان الحقنابھم ذریاتھم، فاطمہؑ اپنے باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے درجہ میں ہوگی۔ علیؑ ان دونوں (حسن، حسین) کے ساتھ ہوں گے۔"

۱۰۔ کنوز الدقائق میں تحریر ہے (رسول اللہ نے فرمایا) ہم اہل بیت ہیں۔ ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں ہو سکتا۔ (فرمایا) ہم اولاد عبدالمطلب جنت والوں کے سردار ہیں۔"

۱۱۔ سنن ابن ماجہ میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ "ہم اہل بیت جنت کے رہنے والوں کے سردار ہیں۔ ایک میں ہوں گا۔ حمزہؓ، علیؑ، جعفرؓ، حسنؑ، حسینؑ اور مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہوں گے۔"

باب ۵۶

حضرت علی علیہ السلام کی ولادت کا بیان!

کتاب کنوز الدقائق۔ کتاب الجامع الصغیر اور کتاب ذخائر العقبیٰ کی باتوں کا ذکر، المناقب السبعین۔ کتاب مودۃ القربیٰ، امام علی بن موسیٰ رضاؑ کی چالیس احادیث کا درج کرنا مشارب الاذواق میں آپ کے مناقب، آپ کے ان کلمات کا ذکر کہ مومنین آپ سے خالص محبت رکھیں۔ اپنے دلوں میں آپ کے دشمنوں کی محبت داخل نہ کریں۔ اور اس بات کا ذکر کہ آپ کو دوست رکھنے والے جہاد کا ثواب حاصل کریں گے۔ اگرچہ آپ کے بعد پیدا ہوں گے۔ (انتخاب از کنوز الدقائق)

۱۔ صاحبان علم نے بیان کیا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت ۱۳ رجب المرجب ۳۰ عام الفیل میں واقع ہوئی ہے۔ شیخ عبدالرؤف مناوی مصری کی کتاب کنوز الدقائق میں روایت ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ "اے علی تمہیں بشارت ہو کہ تمہاری زندگی اور موت میرے ساتھ ہوگی۔"

۲۔ اَبْشِرِی یا فاطمۃ ان المھدی ابنک (للحاکم)

اے فاطمہ تمہیں بشارت ہو مہدی (عجل اللہ فرجہ) تم سے پیدا ہوگا، (فرمان رسول)

۳۔ اثبتکم علی الصراط اشدکم حبًا لِاَھلِ بیتی۔ (الدیلمی)

تم میں سے زیادہ ثابت قدمی سے پل صراط کو وہی شخص عبور کرے گا جو تم میں سے میرے

لہ صحیح تاریخ ۱۳ رجب ہے ۱۲ - محمد شریف عفی عنہ

اہل بیت کے ساتھ زیادہ محبت رکھتا ہوگا

(فرمان رسول)

۴- احب اهل البيت الحسن والحسين (للطبراني)

مجھے اہل بیت میں سے زیادہ محبوب حسن اور حسین ہیں۔

۵- احب اهلي الي فاطمة (للحاكم)

(رسول اللہ نے فرمایا) میرے اہل میں سے فاطمہ مجھے زیادہ محبوب ہیں

۶- اعلم امتي من بعدي علي بن ابي طالب (للديلمي)

(رسول نے فرمایا) میرے بعد علی بن ابی طالب میری امت میں سب سے زیادہ عالم ہونگے۔

۷- الله ورسوله وجبرائيل عنك راضون يا علي۔ (للطبراني)

اے علی تم سے اللہ اس کا رسول اور جبرائیل راضی ہیں۔ (فرمان رسول)

۸- اللهم انصر من ينصر عليا اللهم اكرم من يكرم عليا۔ اللهم اخذل من يخذل عليا۔ (للطبراني)

اے میرے اللہ تو اس کی مدد کر جو علی کی مدد کرے تو اس کو عزت دے جو علی کی عزت کرے تو اسکو چھوڑ دے جس نے علی کو چھوڑ دیا تھا۔

(فرمان رسول)

۹- اللهم هؤلاء اهلي وانا مستودعهم كل مومن (لابن عساكر)

اے میرے پالنے والے یہ لوگ میرے اہل ہیں۔ میں انہیں ہر مومن کے سپرد کرتا ہوں۔

۱۰- اللهم اليك لا الى النار انا واهل بيتي (للطبراني)

اے میرے اللہ میں اور میرے اہل بیت تمہارے پاس وارد ہوں اور آگ میں نہ جائیں۔

۱۱- اللهم اخلف جعفرا في ولده (للطبراني)

اے اللہ جعفر کی اولاد میں جعفر کا جانشین قرار دے۔

۱۲- اللهم اني احبه فاحبه واحب من يحبه يعني احد الحسنين المكرمين (لاحمد)

اے میرے اللہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اسے دوست رکھنا اور اس کو بھی دوست رکھ جو اسکو دوست رکھے یعنی حسنین میں سے کسی ایک کو۔

۱۳- اللهم اني احبهما فاحبهما يعني الحسنين (للترمذي)

اے میرے اللہ! میں ان دونوں یعنی حسنین کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان دونوں کو دوست رکھو۔

۱۴- اللهم اني اسألك باسمك الاعظم

اے میرے اللہ تیرے بڑے نام اور تیری بڑی خوشنودی

ورضوانك الاكبر اللهم اسالك الجنة التي ظلها عرشك ۔ (للديلمي)

کا واسطہ دے کر تم سے تیری جنت کا سوال کرتا ہوں جس کو تیرے عرش نے ڈھانپ رکھا ہے۔

١٥- اللهم اذهب عنه الحر والبرد قاله لعلي (للديلمي)

اے میرے اللہ علی سے گرمی اور سردی کو دور رکھ۔

١٦- اللهم ثبت لسانه واهد قلبه قاله لعلي - (للحاكم)

اے اللہ اس کی زبان کو ثابت اور اس کے دل کو ہدایت عطا کر۔ یہ بات رسول اللہ نے علی کے حق میں فرمائی۔

١٧- اما ترضى انك اخي وانا اخوك قاله لعلي ۔ (للطبراني)

رسول نے علی سے فرمایا کہ تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم میرے اور میں تمہارا بھائی ہوں۔

١٨- امرت ان اسمي ابني هذين حسنا وحسينا (للديلمي)

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے ان دونو فرزندوں کا نام حسن اور حسین رکھوں؟

١٩- ان الله امرني ان ازوج فاطمة بعلي (للطبراني)

اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کی شادی علی سے کر دوں۔

٢٠- ان الله يغضب لغضب فاطمه ويرضى برضاها (للديلمي)

اللہ فاطمہ کی ناراضگی سے ناراض اور آپ کی رضامندی سے رضامند ہوتا ہے۔

٢١- ان الله يباهي بعلي كل يوم الملائكة (للديلمي)

اللہ ہر روز فرشتوں پر علی کے ذریعہ فخر و مباہات کرتا ہے۔

٢٢- ان الله يرضى لرضاك ويغضب لغضبك قاله لعلي ۔ (لابن ابي الدنيا)

رسول اللہ نے علی سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تیری رضامندی سے رضامند اور تیری ناراضگی سے ناراض ہوتا ہے۔

٢٣- ان امي رأت انا الذي في بطنها نورا (للديلمي)

جب میں اپنی ماں کے شکم میں تھا تو میری ماں نے ایک نور کو دیکھا تھا۔

٢٤- ان الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة (لاحمد)

حسن اور حسین جوانان جنت کے سردار ہیں۔

٢٥- الحسن والحسين ريحانتاي من الدنيا (للطبراني وابن عدي)

حسنؑ اور حسینؑ دنیا میں میرے پھول ہیں۔

۲۶- ان علیا سبقک بالھجرۃ قالہٗ العباس (للترمذی)

عباس نے کہا علی نے تم سے ہجرت کرنے میں پہل کی ہے۔"

۲۷- ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن (للطبرانی)

علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ علی ہر مومن کے سردار ہیں۔

۲۸- انما فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی (لابن شیبۃ)

فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جس شخص نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔"

۲۹- ان ھذا العلم دین فلینظر احدکم فمن اخذ دینہٗ (للدیلمی)

یہ علم دین ہے تم میں سے ہر شخص کو سوچنا چاہیئے کہ وہ دین کو کس شخص سے حاصل کر رہا ہے۔

۳۰- انا المنذر وعلی الھادی (للدیلمی)

میں ڈرانے والا ہوں اور علی ہدایت کرنے والے ہیں۔

۳۱- انا خاتم الانبیا وانت یا علی خاتم الاوصیا (للدیلمی)

اے علی میں خاتم الانبیاء ہوں اور تم خاتم الاوصیاء ہو۔

۳۲- انا دار الحکمۃ وعلی بابہا۔ (للترمذی)

میں دانائی کا گھر ہوں۔ علی اس کا دروازہ ہیں۔

۳۳- انا مدینۃ العلم وعلی بابہا۔ (للطبرانی والدیلمی)

میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہیں۔

۳۴- انا سید ولد ادم وعلی سید العرب۔ (للحاکم)

میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کے سردار ہیں۔

۳۵- انا وعلی حجۃ اللہ علی عبادہٖ (للدیلمی والخطیب البغدادی)

میں اور علی اللہ کے بندوں پر اللہ کی حجت ہیں۔

۳۶- انا وعلی من شجرۃ واحدۃ والناس من اشجار شتی۔ (للدیلمی والطبرانی فی الاوسط)

میں اور علی ایک درخت سے ہیں اور لوگ مختلف درختوں سے ہیں۔

۳۷- ان سرکم ان تقبل ھذا صلاتکم فلیومکم خیارکم۔ لابن عساکر

اگر تمہیں یہ بات پسند ہو کہ تمہاری نماز مقبول ہو تو اپنے میں سے بہترین آدمی کو اپنا امام بناؤ۔

٣٨- ان سركم ان تزكوا صلاتكم فليؤمكم خياركم (للبخاري)

اگر تمہیں پسند ہو کہ تمہاری نماز پاکیزہ ہو تو اپنے میں سے بہترین آدمی کو امام بناؤ۔

٣٩- ان لم تضل امتي لم يقم لهم عدوٌ ابدًا (للطبراني)

اگر میری امت گمراہ نہ ہوئی تو ان کے مقابل میں دشمن کبھی ٹھہر نہیں سکے گا۔"

٤٠- انت يا علي تقتل على سنتي (لابن عدي)

اے علی تم میری سنت پر جہاد کرو گے۔"

٤١- اول عين تنظر الى عيني عليٌ۔ (للديلمي)

(قیامت کے روز) سب سے پہلی آنکھ جو میری آنکھ سے دوچار ہو گی وہ علی کی آنکھ ہو گی۔"

٤٢- اولُ من صلى معي عليٌ (الحاکم)

جس نے سب سے پہلے میرے ساتھ نماز پڑھی وہ علی تھے۔

٤٣- اول من يُبدل ديني رجل من بني امية (للديلمي)

سب سے پہلے جو شخص میرے دین کو بدلے گا بنو امیہ کا ایک آدمی ہو گا۔"

٤٤- الا ترضين ان تكوني سيدة نساء المؤمنين قاله لفاطمة (للبخاري)

فاطمہ سے فرمایا تم اس بات پر رضامند نہیں ہو کہ تم مومنین کی عورتوں کی سردار ہو۔

٤٥- اللهم اني أحبهما فاحبهما وابغض من يبغضهما۔ (لابن ابي شيبة)

اے میرے اللہ میں ان دونوں (حسنین) کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ۔ میں اس شخص سے کینہ رکھتا ہوں جو ان دونوں سے کینہ رکھتا ہے۔

٤٦- بغض علي سيئة لا تنفعها معها حسنة۔ (للديلمي)

علی سے بغض رکھنا گناہ ہے اس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی فائدہ نہ دے گی (فرمان رسول)

٤٧- بنو هاشم خير العرب و خير البرية (للديلمي)

اولاد ہاشم تمام عرب اور تمام کائنات سے افضل ہیں۔

٤٨- تقوم الساعة والروم اكثر الناس (لاحمد)

جب قیامت قائم ہو گی تو روم کے لوگ زیادہ ہوں گے۔

٤٩- الجنة تحت اقدام الامهات (لمسلم)

جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے واقع ہے

٥٠- الجفاء والبغي في الشام (لابن عدي)

ظلم اور غداری شام میں واقع ہو گی۔

٥١- حبُ علي حسنة لا تضر معها سيئةٌ (للديلمي)

علی سے محبت رکھنا ایک نیکی ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی برائی نقصان نہیں دے گی۔"

۵۲۔ حب علی براءۃ من النار حبُّ علیٍ یاکل الذنب کما تاکل النار الحطب حب علی براءۃ من النفاق، حق علی علی ہذہ الامۃ کحق الوالد علی ولدہٖ۔ (للدیلمی)

علی کی محبت دوزخ سے نجات کا پروانہ ہے۔ علی کی محبت گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہے، جس طرح آگ لکڑی کو ختم کر دیتی ہے۔ علی کی محبت نفاق سے دوری کا ذریعہ ہے۔ علی کا حق اس اُمت پر اس طرح واجب ہے جس طرح باپ کا حق بیٹے پر قائم ہوتا ہے۔

۵۳۔ الحبُّ فی اللہ والبغض فی اللہ فریضۃٌ (للدیلمی)

اللہ کی خاطر محبت رکھنا اور اللہ کی خاطر بغض رکھنا فرض ہے۔"

۵۴۔ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ افضل الاعمال۔ (لابی داؤد)

اللہ کی خاطر محبت کرنا اور اللہ کی خاطر بغض رکھنا بہت فضیلت والا عمل ہے۔

۵۵۔ الحسن والحسین سیفا العرش و لیسا بمعلقین (للطبرانی)

حسن وحسین عرش کی دو تلواریں ہیں، لیکن وہاں لٹکی ہوئی نہیں ہیں۔"

۵۶۔ ذکر علی عبادۃ (للخلیلی)

علی کا تذکرہ کرنا عبادت ہے۔

۵۷۔ رأیت جعفر الطیر مع الملائکۃ فی الجنۃ (للترمذی)

میں جعفر کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ اُڑتے ہوئے دیکھا ہے۔

۵۸۔ سیّد العرب علی (لابی نعیم الحافظ)

عرب کے سردار علی ہیں۔

۵۹۔ سیکون فی اُمتی زنادقۃ شر قبائل العرب بنوامیہ، حنیفہ وثقیفٌ (للدیلمی)

عنقریب میری امت میں بے دین لوگ پیدا ہو جائیں گے۔ عرب کے بدترین قبیلے بنوامیہ، بنوحنیفہ اور بنو ثقیف ہیں۔

۶۰۔ شیعۃ علی ھم الفائزون۔ (للدیلمی)

(روز قیامت) علی کے شیعہ کامیاب و کامران ہوں گے۔"

۶۱۔ صاحب سری علی بن ابی طالب (للدیلمی)

میرے راز دار علی بن ابی طالب ہیں۔

۶۲۔ عادی اللہ من عادی علیًا (لابن عساکر)

اللہ اس سے دشمنی رکھتا ہے جو علی سے دشمنی رکھتا ہے۔

۶۳۔ علی اخی فی الدنیا والاخرۃ (للطبرانی)

علی میرے دنیا اور آخرت میں بھائی ہیں۔

۶۴۔ علی عیبۃ علمی (لابن عدی)

علی میرے علم کا خزانہ ہیں۔

۶۵- علی منی بمنزلة راسی من بدنی۔ (للخطیب)

علی کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو میرے سر کو میرے بدن کے ساتھ۔"

۶۶- علی تولی من کنت مولاہ (للمحاملی)

علی اس کے سردار ہیں جس کا میں سردار ہوں۔

۶۷- علی یزہر فی الجنة ککوکب الصبح۔ (للبیہقی)

علی جنت میں صبح کے ستارے کی مانند جلوہ افروز ہوں گے۔"

۶۸- علی یقضی دینی (للدیلمی)

علی میرا قرض ادا کریں گے۔

۶۹- علیؑ ملئ ایمانا الی مشاشہ (لابی نعیم)

علی کی سرشت میں ایمان بھرا ہوا ہے۔"

۷۰- علی منی وانا منہ وھو ولی کل مومن (لابی داؤد الصیالی)

علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں وہ ہر مومن کے سردار ہیں۔"

۷۱- علی وشیعتہ ھم الفائزون یوم القیامة

علی اور اس کے شیعہ قیامت کے روز کامیاب وکامران ہوں گے۔"

۷۲- علی قسیم الجنة والنار

علی جنت اور دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہیں۔

۷۳- علی خیر البشر من شک فیہ فقد کفر (لابی یعلی موصلی)

علی بہترین انسان ہیں جس نے اس بات کا انکار کیا وہ کافر ہے۔"

۷۴- علی خیر البشر فمن ابی فقد کفر۔ (للخطیب البغدادی)

علی بہترین انسان ہیں جس نے اس بات کا انکار کیا وہ کافر ہے۔"

۷۵- علی منی وانا من علی ولا یؤدی عنی الا انا وعلی۔ (لاحمد)

علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ میری طرف سے میں خود ادا کروں گا یا علی۔

۷۶- علی امام البررة وقاتل الفجرة۔ (للحاکم)

علی نیکو کاروں کے امام اور فاجروں کے قتل کرنے والے ہیں۔

۷۷- علی یعسوب المومنین (للطبرانی)

علیؑ مومنوں کے سردار ہیں۔

۷۸- عنوان صحیفة المومنین حب علی (للدیلمی)

مومن کے صحیفہ کا عنوان علی کی محبت ہے۔"

۷۹- العبد المطیع لوالدیہ ولربہ فی اعلی علیین (للدیلمی)

اپنے والدین اور اپنے رب کا فرمانبردار بندہ اعلی علیین میں قیام فرما ہوگا۔

۸۰- فاطمة بضعة منی فمن اغضبہا

فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جس نے اس کو

اغضبني۔ (للبخاری)
ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

۸۱۔ فاطمة سيدة نساء اهل الجنة الا مريم (للحاكم)
مریم کے سوا فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

۸۲۔ فاطمة احب الی منک یا علی وانت اعز علی منها (للطبرانی)
اے علی فاطمہ تم سے مجھے زیادہ محبوب ہے اور تم اس سے زیادہ مجھے عزیز ہو۔

۸۳۔ قد اجرنا من اجرت وامنا من امنت یا ام هانی۔
اے ام ہانی جس کو تم نے پناہ دی اس کو ہم نے پناہ دی۔ جس کو تم نے امن دیا اس کو ہم نے امن دیا۔

۸۴۔ قل من احب علیا تهیا لدخول الجنة (للدیلمی)
اس شخص سے کہہ دو جس نے علی کو دوست رکھا وہ جنت میں داخل ہونے کے لئے تیار ہو جائے۔

۸۵۔ قم یا ابا تراب قاله لعلی (للبخاری ومسلم)
رسولؐ نے علیؓ سے فرمایا اے ابوتراب اٹھو۔

۸۶۔ کل نسب وصهر ینقطع یوم القیامة الا نسبی وصهری (لابن عساکر)
قیامت کے روز میرے نسب اور میری دامادی کے سوا تمام نسب اور دامادیاں ختم ہو جائیں گی۔

۸۷۔ کان النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم اذا غضب لم یجترئ علیه احد الا علی (لاحمد)
نبی صلعم جب ناراض ہو جاتے تھے تو آپ کے پاس جانے کی علی کے سوا اور کوئی شخص جرأت نہیں کر سکتا تھا۔

۸۸۔ لقد صلت الملائکة علی وعلی علی سبع سنین (للدیلمی)
فرشتوں نے مجھ پر اور علی پر سات سال درود بھیجا۔

۸۹۔ لکل نبی وصی ووارث وعلی وصیی ووارثی (للدیلمی)
ہر نبی کا وصی اور وارث ہوتا ہے۔ میرے وصی اور میرے وارث علی ہیں۔

۹۰۔ لو عاش ابراهیم لکان صدیقا نبیا (لاحمد وابن ماجه وابن عساکر)
اگر میرے فرزند) ابراہیم زندہ رہتے، تو صدیق نبی ہوتے۔

۹۱۔ لو لم یخلق علی ما کان لفاطمة کفؤ (للدیلمی)
اگر علی پیدا نہ ہوتے تو فاطمہ کا کوئی ہمسر نہ ہوتا۔

۹۲۔ ما اختلفت امة بعد نبیها الا ظهر
اپنے نبی کے بعد جس امت میں اختلاف

باطلها على حقها (للحاکم)

روشنا ہوا تو باطل حق پر غالب آگیا۔

۹۳- ما ادری انا لقدوم جعفر او بفتح خیبر اسر (للطبرانی)

میں نہیں جانتا کہ جعفر کے واپس آنے کی وجہ سے یا قلعہ خیبر کے فتح ہونے کی وجہ سے خوشی کا اظہار کروں۔

۹۴- ما ضل قوم بعد ھدی الا اتوا الجدل (للترمذی)

ہدایت کے بعد جو قوم گمراہ ہوتی ہے وہ لڑائی فساد میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

۹۵- ما کانت نبوۃ قسط الا کان بعدھا قتل وصلب ومثلۃ (للطبرانی)

نبوت کے بعد قتل و غارت اور لوگوں کو سولی پر چڑھانا اور لوگوں کے ناک کان کاٹنا شروع ہو جائے گا۔

۹۶- مثل عترتی لسفینہ نوح من رکبھا نجا (للثعلبی)

میری اولاد کی مثال کشتی نوح کی مانند ہے جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا تھا۔

۹۷- مثل علی فی الناس مثل قل ھو اللہ احد فی القرآن (للدیلمی)

علی کی مثال لوگوں میں ایسی ہے جیسے قل ہو اللہ احد قرآن میں ہے۔

۹۸- مثلی ومثل اھل بیتی کنخلۃ تنبت فی نربلۃ (للطبرانی)

میری اور میرے اہل بیت کی مثال ایسی ہے جیسے کھجور کا درخت نربلہ پر پیدا ہو گیا ہو۔

۹۹- مرحبًا یا بنتی قالہ لفاطمۃ (للبخاری ومسلم)

رسول نے فاطمہ سے فرمایا، میری بیٹی کے لئے خوش آمدید ہو۔

۱۰۰- مرحبًا بک ابا زید کیف اصبحت قالہ لعقیل (للدیلمی)

رسول اللہ نے عقیل سے کہا ابو زید تمہیں خوش آمدید ہو تم نے صبح کس حالت میں کی؟

۱۰۱- مرحبًا بسید المسلمین وامام المتقین قالہ لعلی (لابی نعیم)

رسول اللہ نے فرمایا علی کو جو مسلمانوں کے سردار اور پرہیزگاروں کے امام ہیں خوش آمدید ہو

۱۰۲- منا الذی یصلی عیسٰی خلفہ (لابی نعیم)

ہم میں سے وہ شخص پیدا ہو گا جس کے پیچھے عیسیٰ نماز پڑھیں گے۔

۱۰۳- من آذی علیًا فقد آذانی (لاحمد)

جس نے علی کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔

۱۰۴- من ابغض اھل البیت فھو

جس شخص نے اہل بیت سے بغض رکھا

منافق۔ (للدیلمی)	وہ منافق ہے۔
۱۰۵۔ من آذانی فی اھل بیتی فقد آذی اللہ۔ (للدیلمی)	جس شخص نے مجھے میرے اہل بیت کے بارے میں تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی
۱۰۶۔ من احب الحسن والحسین فقد احبنی (للدیلمی)	جس شخص نے حسنؓ اور حسینؓ کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔"
۱۰۷۔ من احب اللہ ورسولہ فلیحب اسامۃ (لاحمد)	جو شخص اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اسے اسامہ بن زید سے محبت کرنی چاہیئے۔
۱۰۸۔ من احبنی فلیحبہ۔ یعنی الحسن (لابی داؤد الطیالسی)	جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے اسے حسنؓ کو دوست رکھنا چاہیئے۔
۱۰۹۔ من بر والدیہ طوبیٰ لہٗ وزاد اللہ فی عمرہٖ (للبخاری)۔	جس شخص نے اپنے ماں باپ سے نیک سلوک کیا اس کے لئے خوشخبری ہے اور اللہ تعالے اس کی زندگی کو زیادہ کر دیتا ہے۔"
۱۱۰۔ فی الادب من فارق علیًا فارقنی ومن فارقنی فارق اللہ (لابی داؤد)	ادب میں ہے کہ جس شخص نے علی کو چھوڑ دیا اس شخص نے مجھے چھوڑ دیا۔ اور جس نے مجھے چھوڑ دیا اس نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دیا۔
۱۱۱۔ من قاتل علیا علی الخلافۃ فاقتلوہ کائنًا من کان۔ (للدیلمی)	جو شخص خلافت کے بارے میں علی سے لڑائی لڑے اسے قتل کر دو۔ خواہ کوئی بھی ہو۔
۱۱۲۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ (لاحمد وترمذی)	جس کا میں مولا ہوں اسکے علی مولا ہیں۔
۱۱۳۔ من کنت ولیہ فعلی ولیہ (للدیلمی)	جس کا میں ولی ہوں اس کے علی ولی ہیں۔
۱۱۴۔ المرأ مع من احب ولہ ما اکتسب (للترمذی)	آدمی اس شخص کے ساتھ اٹھایا جائے گا جس کو وہ دوست رکھتا ہے۔ اور اس کو اس عمل کا درجہ ملے گا جس کو اس نے کمایا ہے۔
۱۱۵۔ المرأ مع من احب۔ (للبخاری ومسلم)	آدمی اس شخص کے ساتھ (محشور) ہوگا جس کو وہ دوست رکھتا ہے۔"
۱۱۶۔ المرأ مع من احب وانت مع من احببت (للترمذی)	آدمی اس شخص کے ساتھ ہوگا جس کو وہ دوست

رکھتا ہے تم اس شخص کے ساتھ ہو گے جس کو تم دوست رکھتے ہو۔

۱۱۷۔ المهدی (عجل الله فرجه) طاؤس اهل الجنة المهدی منا اهل البیت یصلحه الله فی لیلة واحدة (لاحمد)

مہدی (عجل اللہ فرجہ) جنت کے طاؤس ہونگے۔ مہدی ہم اہل بیت میں سے پیدا ہوگا۔ اللہ تعالےٰ اس کے انتظامات کو ایک رات کے اندر درست کردے گا۔

۱۱۸۔ المهدی منا یختم بنا الدین کما فتح بنا (للطبرانی)

مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہم میں سے پیدا ہوگا جس طرح دین کا دروازہ ہمارے ذریعہ کھلا تھا۔ اسی طرح آپ ہمارے ساتھ دین کا دروازہ بند کرینگے۔

۱۱۹۔ المهدی منی وهو اجلی الجبهة اقنی الانف (لابی داؤد)

مہدی مجھ سے پیدا ہونگے۔ آپ کی پیشانی بہت روشن اور ناک بہت سرخ ہوگی۔

۱۲۰۔ المهدی من ولد فاطمه (لابی داؤد)

مہدی فاطمہ کا فرزند ہوگا۔

۱۲۱۔ نحن اہل بیت لا قیاس بنا احد (للدیلمی)

ہم اہلبیت ہیں ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں ہو سکتا

۱۲۲۔ نحن بنو عبد المطلب سادات اهل الجنة۔ (للدیلمی)

ہم اولاد عبد المطلب جنت کے رہنے والوں کے سردار ہیں۔

۱۲۳۔ النظر الی وجه علی عبادة۔ (للطبرانی والحاکم وابن عساکر)

علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے"۔

۱۲۴۔ هذا علی لحمی لحمه ودمی دمه (للطبرانی)

یہ علیؑ ہیں میرا گوشت اس کا گوشت ہے اور میرا خون اس کا خون ہے"۔

۱۲۵۔ هما جنتك ونارك یعنی الوالدین (لابن ماجه)

وہ دونوں یعنی تمہارے والدین تمہارے لئے جنت (اطاعت کی حالت میں) ہیں اور تمہارے لئے دوزخ بھی ہیں۔ (نافرمانی کی صورت میں)

۱۲۶۔ حنیئًا للمتحابین فی الله (للدیلمی)

ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جو اللہ کی خاطر آپس میں محبت کرتے ہیں"۔

۱۲۷۔ والذی نفسی بیدہ لیعودن هذا الامر کما بداء (للدیلمی)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یہ امر اس طرح پلٹ جائے گا جس طرح شروع ہوا تھا۔

۱۲۸۔ ولد الحکم ملعونون (للطبرانی)

حکم کے فرزند ملعون ہیں۔"

۱۲۹۔ ویل لامتی مما فی صلب هذا۔ (للطبرانی)

اس کے صلب میں جو چیز ہے اس سے میری اُمت کیلئے ہلاکت ہے۔"

۱۳۰۔ ویل بنی امیہ ثلاثا (للدیلمی)

بنو امیہ کیلئے ہلاکت ہو۔ تین مرتبہ فرمایا

۱۳۱۔ الود تیوارث والبغض تیوارث (للطبرانی)

محبت بھی اپنے وارث پیدا کرتی ہے اور بغض بھی اپنے وارث پیدا کرتا ہے۔

۱۳۲۔ الود والعداوة تیوارثان (للشافعی)

محبت اور دشمنی اپنے وارث چھوڑ جاتے ہیں۔

۱۳۳۔ الولد الصالح ریحان من ریاحین الجنة (للدیلمی)

نیک فرزند جنت کے پھولوں میں سے ایک پھول ہوتا ہے۔

۱۳۴۔ الولد ریحانة وریحانتی الحسن والحسین۔

فرزند ایک پھول ہوتا ہے۔ میرے پھول حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔

۱۳۵۔ الولد من ریحان الجنة (للحکیم والترمذی)

فرزند جنت کا پھول ہوتا ہے۔

۱۳۶۔ الولد من کسب الوالد (للطبرانی)

فرزند باپ کی کوشش سے ہوتا ہے۔"

۱۳۷۔ لا تسبوا علیا فانہ کان ممسوسا فی ذات اللہ (لابی نعیم)

علی کو گالیاں نہ دو۔ وہ اللہ کی ذات میں فنا ہو چکے ہیں۔

۱۳۸۔ لا تسبوا علیا فانہ خشن لدین اللہ (لابی نعیم)

علی کو گالیاں نہ دو۔ آپ اللہ کے دین میں سخت تھے۔

۱۳۹۔ لا دین لمن لا تقیة۔

اس کا دین نہیں ہے جو تقیہ نہیں کرتا۔"

۱۴۰۔ لا یحب علیا منافق ولا یبغضہ مومن (للترمذی)

منافق علی سے دوستی نہیں رکھے گا۔ اور مومن آپ سے بغض نہیں رکھے گا۔"

۱۴۱۔ لا یحب علیا الا مومن ولا یبغضہ الا منافق (للطبرانی)

علی کو مومن دوست رکھے گا اور منافق آپ سے بغض رکھے گا۔

۱۴۲۔ لا یحبک منافق ولا یبغضک الا منافق قالہ لعلی (لمسلم)

رسول اللہ نے علی سے فرمایا نہیں منافق دوست نہیں رکھے گا۔ منافق تم سے بغض رکھے گا۔

۱۴۳۔ لا یقضی دینی الا انا او علی (للطبرانی)

میرا قرض میں خود ادا کردوں گا یا علی۔

۱۴۴۔ لا یقوم الرجل من مجلسه الا لبنی ہاشم (للخطیب البغدادی)

آدمی کو بنو ہاشم کے سوا اور کسی کے لئے اپنی جگہ سے نہیں اٹھنا چاہیئے۔

۱۴۵۔ لا ینبغی لاحد ان یجنب فی المسجد الا انا وعلی (للبخاری ومسلم)

مسجد میں میرے اور علی کے سوا اور کوئی جنب نہیں کر سکتا۔

۱۴۶۔ یا بریدة ان علیا ولیکم من بعدی (للدیلمی)

اے بریدہ میرے بعد علی تمہارے سردار ہیں۔

۱۴۷۔ یا علی ان اللہ غفر لک ولذریتک (للدیلمی)

اے علی، اللہ نے تمہیں اور تمہاری اولاد کو بخش دیا ہے۔

۱۴۸۔ یا علی البشر حیاتک وموتک معی (للطبرانی)

اے علی تمہیں خوشخبری ہو تمہاری زندگی اور موت میرے ساتھ ہوگی۔

۱۴۹۔ یا علی انک ستبتلی بعدی فلا تقاتلن (لابی یعلی الموصلی)

اے علی میرے بعد تم عنقریب مصائب میں گھر جاؤ گے۔ تم ہرگز جہاد نہ کرنا۔

۱۵۰۔ یا علی انت بمنزلة الکعبه (للدیلمی)

اے علی تم کو وہ درجہ حاصل ہے جو کعبہ کو حاصل ہے۔

۱۵۱۔ یا علی انت تبین لامتی ما اختلفوا فیه بعدی (للدیلمی)

اے علی تم میرے بعد میری امت میں اختلاف کو دور کرو گے۔

۱۵۲۔ یا علی انت تغسل جثتی وتؤدی دینی (للدیلمی)

اے علی تم میرے جسم کو غسل دو گے اور میرے قرض کو چکاؤ گے۔

۱۵۳۔ یا علی انت منی بمنزلة ہارون من موسٰی (للبخاری ومسلم)

اے علی تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسٰی سے حاصل تھا۔

۱۵۴۔ یا علی انت تقتل علی سنتی۔ (لابن عدی)

اے علی تم میری سنت پر جہاد کرو گے۔

۱۵۵۔ یا علی انت سید فی الدنیا وسید فی الاخرۃ (للدیلمی)

اے علی تم دنیا میں سردار ہو اور آخرت میں سردار ہو۔

۱۵۶۔ یا علی انت وشیعتک تردون علی الحوض رواء ً (للدیلمی)

اے علی تم اور تمہارے شیعہ حوض (کوثر) پر وارد ہوں گے۔

۱۵۷۔ یا علی انت ولی کل مومن بعدی (لابی داؤد الطیالسی)

اے علی تم میرے بعد ہر مومن کے سردار ہو۔

۱۵۸۔ یا علی انک مستخلف وانک مقتول (للطبرانی)

اے علی تم خلیفہ ہو گے اور قتل کئے جاؤ گے

۱۵۹۔ یا علی محبک محبی ومبغضک مبغضی (للدیلمی)

اے علی تیرا دوست میرا دوست، تجھ سے بغض رکھنے والا مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔

۱۶۰۔ یا علی لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق (لابن ماجہ)

اے علی تمہیں مومن دوست رکھے گا اور منافق تم سے بغض رکھے گا۔

۱۶۱۔ یا علی لا ترج الا ربک ولا تخف الا من ذنبک (للطبرانی)

اے علی اپنے رب سے امید رکھو اور صرف اپنے گناہ سے ڈرو۔

۱۶۲۔ یخرج فی آخر الزمان خلیفۃ یعطی المال بغیر عدد (المسلم)

آخری زمانہ میں ایک خلیفہ خروج کریگا۔ جو لوگوں کو بلا حساب مال عطا کرے گا۔

۱۶۳۔ یقتل الحسین علی راس ستین سنۃ (للطبرانی)

حسین سن ساٹھ کے سرے پر قتل کئے جائیں گے

۱۶۴۔ یقتل ابن مریم الدجال بباب لد (لابی داؤد)

ابن مریم دجال کو لد کے دروازہ پر قتل کریں گے۔

۱۶۵۔ یقتل فی ھذہ الحرۃ خیار امتی (للبیہقی)

اس ایل پیل میں میری امت کا بہتر فرد قتل کر دیا جائے گا۔

۱۶۶۔ یکون بعدی اثنا عشر امیرا کلھم من قریش (للبخاری ومسلم)

میرے بعد بارہ امیر ہوں گے۔ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔

۱۶۷۔ یکون خلیفۃ ھو وذریتہ من اھل

ایک خلیفہ ایسا ہوگا وہ خود اور اس کی اولاد

النار (للطبرانی) — جہنم میں ہو گی۔

۱۶۸- یکون فی آخر الزمان خلیفۃ یقسم المال ولا یعدہ (لاحمد) — آخری زمانہ میں ایک ایسا خلیفہ ہو گا جو مال کو تقسیم کرے گا اور اس کا شمار نہیں کرے گا۔

۱۶۹- ینزل عیسٰے فیمکث اربعین سنۃ۔ (لاحمد وابی داؤد) — عیسٰے اُتریں گے اور چالیس سال تک زمین پر رہیں گے۔

۱۷۰- ینزل عیسٰے عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق۔ (للطبرانی) — عیسٰی دمشق کے مشرقی سفید اور روشن منارہ کے نزدیک اُتریں گے۔

۱۷۱- الیقین الایمان کلہٗ۔ (للبیہقی) — یقین تمام کا تمام ایمان ہے۔

ان احادیث کے بیان میں جو جلال الدین سیوطی خاتم حفاظ مصر کی کتاب الجامع الصغیر میں بیان ہوئیں

۱- اُحد وہ پہاڑ ہے جو ہمیں دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو دوست رکھتے ہیں۔ بخاری نے اس کو سہل بن سعد سے روایت کیا ہے۔

۲- ترمذی نے انس سے، امام احمد طبرانی اور ضیاء نے سوید بن عامر سے اور ابوالقاسم ابن لبشران نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے "یہ احد کا پہاڑ ہمیں دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو دوست رکھتے ہیں۔ یہ جنت کے ایک دروازہ پر قائم ہو گا۔ اور یہ عیر کا پہاڑ ہم سے بغض رکھتا ہے اور ہم اس سے بغض رکھتے ہیں، یہ جہنم کے ایک دروازہ پر ایستادہ ہو گا۔

۳- طبرانی کتاب الاوسط میں ابوعیسٰے سے روایت کرتے ہیں (رسول اللہ نے فرمایا) جبرائیل نے مجھے آگاہ کیا ہے۔ "ان حسینًا یقتل بشاطی الفرات۔ حسین دریائے فرات کے کنارے پر قتل کر دیے جائیں گے۔"

۴- ابن سعد حضرت علی سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اذا رأیتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فاتوھا فان فیہا خلیفۃ المہدی۔ جب تم خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈے آتے ہوئے دیکھو تو ان میں شامل ہو جاؤ۔ کیونکہ ان میں خلیفہ مہدی ہو گا۔"

۵- احمد اور حاکم ثوبان سے روایت کرتے ہیں۔ (رسول اللہ نے فرمایا) جب قیامت کا روز ہو گا تو ایک آواز دینے والا پردوں کے پیچھے سے آواز دے گا۔ اے اہل محشر فاطمہؑ بنت محمدؐ کی خاطر اپنی آنکھیں بند

کر لو۔ تاکہ آپ گزر جائیں ؟

۶۔ تمام اور حاکم نے حضرت علی سے روایت کی ہے (کہ رسول اللہ نے فرمایا) اللہ کا غضب اس شخص پر زیادہ ہوگا جو مجھے میری عترت کے بارے میں تکلیف دے گا۔

۷۔ دیلمی اپنی کتاب الفردوس میں ابو سعید سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) جنت کی عورتوں کی سردار خدیجہؓ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، مریم بنت عمران اور فرعون کی زوجہ آسیہ بنت مزاحم ہیں ؟

۸۔ احمد طبرانی اور حاکم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) اے لوگو! لبس میں ایک انسان ہوں عنقریب میرے رب کا ایلچی میرے پاس آئے گا۔ میں اس کی دعوت کو قبول کر لوں گا۔ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب ہے جو ہدایت اور نور پر مشتمل ہے۔ جس نے کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑا اور اس پر عمل کیا تو وہ شخص ہدایت یافتہ ہوگا۔ اور جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ گمراہ ہوگیا۔ کتابِ خدا پر عمل کرو اور اس کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور (دوسرے) میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ تعالیٰ یاد دلاتا ہوں۔

۹۔ امام احمد، عبد بن حمید اور مسلم زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل سے کنانہ کو چن لیا تھا۔ اور کنانہ سے قریش کو منتخب کیا۔ قریش سے بنو ہاشم کو چنا اور بنو ہاشم سے مجھے منتخب کیا۔"

۱۰۔ مسلم اور ترمذی وائلہ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) مجھے اللہ تعالیٰ نے چار شخصوں کے ساتھ محبت رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات سے بھی آگاہ کیا۔ کہ وہ خود بھی ان کو دوست رکھتا ہے اور علی ان چار شخصوں میں سے ایک ہیں۔ ابوذرؓ، مقدادؓ اور سلمان ہیں۔

۱۱۔ ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم بریدہ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول نے فرمایا) اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کی شادی علی سے کر دوں۔

۱۲۔ طبرانی المعجم الکبیر میں ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد اس کی پشت سے قرار دی ہے۔ اور میری اولاد کو علی بن ابی طالب کی صلب میں قرار دیا ہے ؟

۱۳۔ طبرانی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) جناب فاطمہؑ نے اپنے نفس کو محفوظ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ کی اولاد پر آگ کو حرام قرار دیا ہے ؟

۱۴۔ بزاز، ابو لیلی، طبرانی کتاب الکبیر میں اور حاکم ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) میرے اہل بیت کی مثال تم میں نوح کی کشتی کی مانند ہے۔ جو شخص اس پر سوار ہوگیا تھا وہ نجات پاگیا۔ اور

جس نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔ وہ ہلاک ہو گیا تھا۔

۱۵۔ حاکم ابوذر سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) ہم لوگ آل محمد ہیں ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔"

۱۶۔ احمد اور ابن حبان حسن بن علی سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) میں تم میں دو قائم مقام چھوڑنے والا ہوں۔ ایک کتاب خدا ہے یہ ایسی رسی ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان کھچی ہوتی ہے (دوسری) میری اولاد ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں گے۔"

۱۷۔ طبرانی اپنی کتاب الکبیر میں زید بن ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ (رسول اللہ نے فرمایا) میں دانائی کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔"

۱۸۔ ترمذی حضرت علی سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہیں۔ جو شخص علم کا طالب ہو اسے دروازہ سے آنا چاہئیے۔

۱۹۔ عقیلی، ابن عدی، طبرانی کتاب کبیر میں اور حاکم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ نیز ابن عدی اور حاکم جابر سے روایت کرتے ہیں۔ (کہ رسول اللہ نے فرمایا) تمہیں یقین ہونا چاہئیے کہ میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں بدبخت ترین انسان دو ہیں۔ ایک احیمر ثمود جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں (دوسرا) اے علی وہ شخص ہے جو تمہیں اس جگہ ضرب لگائے گا جس سے یہ جگہ خون آلود ہو جائے گی۔"

۲۰۔ طبرانی نے کتاب المعجم الکبیر میں اور حاکم نے عمار بن یاسر سے روایت کی ہے (کہ رسول نے فرمایا) فضیلت کے لحاظ سے کائنات میں عورتوں کی سردار مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور فرعون کی عورت آسیہ ہیں۔"

۲۱۔ احمد، ترمذی، ابن حبان اور حاکم انس سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوست رکھتا ہے جو حسین کو دوست رکھتا ہے۔ حسن اور حسین فرزندوں میں سے فرزند ہیں۔"

۲۲۔ بخاری، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم یعلی بن حرہ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) حسنؑ اور حسینؑ جوانان بہشت کے سردار ہیں۔

۲۳۔ احمد اور ترمذی ابو سعید سے، طبرانی معجم کبیر میں، عمرؓ، علیؑ، جابر اور ابو ہریرہ سے، طبرانی اوسط میں اسامہ بن زید اور براء سے اور ابن عدی ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) حسنؑ اور حسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں۔ ان کا باپ ان سے افضل ہے۔"

۲۴۔ ابن ماجہ اور حاکم ابن عمر سے، طبرانی معجم کبیر میں قرہ اور مالک بن حویرث سے نیز حاکم ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) میری خالہ کے فرزند عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن ذکریا کے سوا حسن اور حسینؑ جوانان بہشت کے سردار ہیں اور فاطمہؑ مریم بنت عمران کے سوا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

۲۵۔ احمد، ابو یعلیٰ، ابن حبان اور طبرانی معجم کبیر میں نیز حاکم ابو سعید سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ اور محمدؐ پر سب سے پہلے ایمان لانے والی عورت جناب خدیجہ ہیں۔

۲۶۔ حاکم حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) میرے بہترین بھائی علی ہیں اور میرے بہترین چچا حمزہؓ ہیں۔"

۲۷۔ دیلمی عالبس بن ربیعہ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) دنیا کی عورتوں سے افضل چار عورتیں ہیں۔ مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور فرعون کی بیوی آسیہ ہیں۔

۲۸۔ شیخین اور ترمذی حضرت علی سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) میری ولادت کے وقت میری ماں نے اپنے آپ سے ایک نور بلند ہوتے دیکھا جس کی وجہ سے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔"

۲۹۔ احمد اور طبرانی انس سے روایت کرتے ہیں کہ (رسول اللہ نے فرمایا) تمام عورتوں سے افضل مریمؑ بنت عمران خدیجہؓ بنت خویلد ہیں۔

۳۰۔ ابن سعد، ابو العفار سے اور ابو امامہ سے روایت کرتے ہیں کہ (رسول اللہ نے فرمایا) میں نے جعفر بن ابی طالب کو ایک فرشتے کی شکل میں دیکھا جو دو پروں کے ساتھ بہشت میں فرشتوں کے ساتھ اڑ رہے تھے۔

۳۱۔ ترمذی اور حاکم ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ (کہ رسول اللہ نے فرمایا) میں نے خدیجہ کو جنت کی ایک نہر پر قصب کے ایک گھر میں دیکھا جس میں کوئی شور و شغب اور تکلیف نہیں ہے۔

۳۲۔ طبرانی اپنی کتاب معجم کبیر میں جابر سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) میں نے اپنے رب سے اس بات کا سوال کیا تھا کہ میرے اہل بیت کا کوئی فرد آگ میں داخل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میری اس درخواست کو منظور فرما لیا تھا۔"

۳۳۔ ابو القاسم بن بشران اپنی امالی میں عمران بن حصین سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) ہمارا سابق سبقت لے جانے گا اور ہمارا درمیانی والا نجات پا جائے گا اور ہمارا ظالم بخش دیا جائے گا۔

۳۴۔ ابن مردویہ اور بیہقی حضرت عمر سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) سلمان ہم اہل بیت میں سے ہیں۔

۳۵۔ طبرانی اور حاکم، عمرو بن عوف سے روایت کرتے ہیں۔ سلمانؓ اہل فارس سے (اسلام لانے میں) سبقت کرنے والے ہیں۔"

۳۶- ابن سعد امام حسن سے مرسلاً روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہؐ نے فرمایا) اللہ سے میرا واسطہ دے کر سوال کیا کرو۔ دنیا میں جو انسان میرا واسطہ دے کر سوال کرتا ہے میں اس کا گواہ ہوتا ہوں اور قیامت کے روز اس کی سفارش کروں گا۔"

۳۷- ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے (رسول اللہؐ نے فرمایا) حضرت ہارونؑ کے دو بیٹوں کا نام شبر اور شبیر رکھا گیا تھا۔ میں اپنے بیٹوں کا نام اسی طرح حسنؑ اور حسینؑ رکھتا ہوں جس طرح ہارونؑ نے اپنے بیٹوں کا نام رکھا تھا۔"

۳۸- بغوی عبدالغنی الفاح میں اور ابن عساکر سلمانؓ سے روایت کرتے ہیں (رسول اللہؐ نے فرمایا) اللہ کے نزدیک قیامت کے روز شہدا کے سردار حمزہ بن عبدالمطلب ہیں۔

۳۹- حاکم جابر سے اور طبرانی اپنی کتاب معجم کبیر میں حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہؐ نے فرمایا) حمزہ بن عبدالمطلب سید الشہدا ہیں؟

۴۰- حاکم اور ضیا جابر سے روایت کرتے ہیں۔ جعفر بن ابی طالب سید الشہدا ہیں۔ اور اس کے ساتھ فرشتے رہتے ہیں۔ یہ منصب گذشتہ امتوں کے کسی فرد کو نصیب نہیں ہوا۔ یہ وہ چیز ہے جس سے اللہ تعالے نے محمدؐ کو نوازا ہے۔"

۴۱- ابوالقاسم حر اپنی کتاب امالی میں حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ سبقت کرنے والا اور درمیانی راہ چلنے والا بلا حساب بہشت میں داخل ہوں گے۔ اور اپنے نفس پر ظلم کرنے والے سے تھوڑا سا حساب کتاب لیا جائے گا۔ پھر بہشت میں داخل ہو گا۔

۴۲- حاکم ابوداؤد سے روایت کرتے ہیں کہ سبقت کرنے والے تین شخص ہیں۔ یوشع بن نون نے موسٰے کی طرف صاحب لیسین نے عیسٰے کی طرف اور علی بن ابی طالب نے محمدؐ کی طرف سبقت کی تھی۔

۴۳- طبرانی اور ابن مردویہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ (کہ رسول اللہؐ نے فرمایا) میری شفاعت اس شخص کو حاصل ہو گی جس نے میرے اہل بیت کو دوست رکھا ہو گا۔

۴۴- خطیب بغدادی حضرت علی سے روایت کرتے ہیں (قیامت کے روز) شفاعت کرنے والی پانچ چیزیں ہیں۔ (۱) قرآن (۲) صلہ رحمی (۳) امانت (۴) تمہارا نبی (۵) نبی کے اہل بیت

۴۵- دیلمی اپنی کتاب فردوس میں ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہؐ نے فرمایا) مجھ پر درود پڑھا کرو۔ اور دعا میں کوشش کیا کرو۔ اور (درود) اس طرح کہا کرو :-

اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد وبارك علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت وبارکت علی ابراھیم

وآل ابراھیم انک حمید مجید۔

۴۶۔ احمد، نسائی، ابن سعد، سمویہ، البغوی، باوردی، ابن قانع اور طبرانی زید بن خارجہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا، صدیق تین آدمی ہیں۔ حبیب نجار، مومن آل یسین جس نے کہا تھا: اے میری قوم رسولوں کی پیروی کرو۔" اور حزقیل مومن آل فرعون جس نے کہا تھا کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور علی بن ابی طالب ان سے افضل ہیں۔

۴۷۔ ابونعیم اور ابن عساکر ابولیلیٰ سے ابن نجار اس کے قریب ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس شخص سے دشمنی رکھتا ہے جو علی سے دشمنی رکھتا ہے۔

۴۸۔ ابن مندہ بی بی عائشہ کے غلام رافع سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا، میں نے جعفر کو فرشتوں کی صحبت میں دیکھا ہے۔ وہ جعفر کے گھر والوں کو بارش کی بشارت دیتے ہیں۔

۴۹۔ ابن عساکر اسماء بنت عمیس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا، علی میرے دنیا اور آخرت دونوں میں بھائی ہیں۔

۵۰۔ ابن عدی حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا، جعفر ایسے انسان پر رونے والیوں کو رونا چاہیئے۔"

۵۱۔ طبرانی ابوعمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا، علی میری جڑ ہے اور جعفر میری شاخ ہیں۔

۵۲۔ طبرانی اور فنیا عبداللہ بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا، علی نیکوکاروں کے امام اور بدکاروں کے قاتل ہیں۔ جس نے علی کی مدد کی اس کی مدد کی جائے گی۔ جس نے علی کو چھوڑ دیا۔ اس کو چھوڑ دیا جائے گا۔"

۵۳۔ حاکم جابر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا، علی باب حطہ کی مانند ہیں جو شخص اس کے ذریعے اندر داخل ہوا تھا وہ مومن تھا اور جو اس دروازے سے نکل گیا تھا وہ کافر تھا۔

۵۴۔ دارقطنی کتاب الافراد میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا، علی میرے علم کا خزانہ ہیں۔

۵۵۔ ابن عدی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا، علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں اس وقت تک جدا نہیں ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہیں ہوں گے۔

۵۶۔ طبرانی اور حاکم ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا، میں علی سے ہوں اور علی مجھ سے ہیں جو بات میری طرف سے ادا کرنی ہوگی میں اس کو خود ادا کروں گا۔ یا علی ادا کریں گے۔

۵۷۔ احمد، ترمذی، نسائی، اور ابن ماجہ حبشی بن جنادہ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) علی کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو میرے سر کو میرے بدن سے ہے"

۵۸۔ خطیب بغدادی اور دیلمی نے الفردوس میں ابن عباس سے روایت کی ہے (کہ رسول اللہ نے فرمایا) علی کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"

۵۹۔ ابوبکر مطیری۔ اپنی جزء میں ابوسعید سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) علی بن ابی طالب اس شخص کے سردار ہیں جس کا میں سردار ہوں۔

۶۰۔ محاملی اپنی امالی میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) علی جنت میں اس طرح چمکیں گے۔ جس طرح صبح کا ستارہ دنیا والوں کے لئے چمکتا ہے۔

۶۱۔ بیہقی فضائل الصحابہ میں اور دیلمی انس سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) علی مومنین کے سردار ہیں اور مال منافقین کا سردار ہے"

۶۲۔ ابن عدی نے تحریر کیا ہے (کہ رسول اللہ نے فرمایا) علی میرا قرض چکائیں گے۔

۶۳۔ بزار انس سے روایت کرتے ہیں کہ (رسول اللہ نے فرمایا) مومن کی کتاب کا عنوان علی بن ابی طالب کی محبت رکھتا ہے۔

۶۴۔ خطیب انس سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ (بحوالہ بخاری)

۶۵۔ مسور بن مخرمہ روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جو اس کو ناراض کرتا ہے وہ مجھے ناراض کرتا ہے۔ جو اسے خوش کرتا ہے وہ مجھے خوش کرتا ہے۔ قیامت کے روز تمام رشتے ختم ہو جائیں گے مگر میرا رشتہ میرا نسب اور میری دامادی باقی رہے گی"

۶۶۔ احمد اور حاکم مسور سے روایت کرتے ہیں کہ (رسول اللہ نے فرمایا) مریم بنت عمران کے سوا فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں"

۶۷۔ حاکم ابوسعید سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت علی سے فرمایا (اے علی) فاطمہ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہیں۔ اور تم اس سے مجھے زیادہ عزیز ہو۔

۶۸۔ طبرانی نے اپنی کتاب اوسط میں ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جبرائیل نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ خدیجہ کو بشارت دے دو کہ اس کا گھر بہشت میں واقع ہوگا جس میں کوئی شور و غل نہیں ہوگا۔

اور نہ اس میں کوئی تکلیف ہوگی۔ اور یہ گھر قصب کا بنا ہوا ہوگا۔

۶۹۔ طبرانی نے ابن ابی اوفی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جبرائیل نے مجھے کہا ہے کہ میں نے مشرق اور مغرب کو چھان مارا ہے لیکن مجھے محمد سے افضل آدمی کوئی نہیں ملا۔ اور میں نے مشرق اور مغرب کو ڈھونڈ ڈالا لیکن مجھے ایسے باپ والی کوئی اولاد نہیں ملی جو اولاد ہاشم سے افضل ہو۔

۷۰۔ (حذف اسناد) بی بی عائشہ رسول اللہ صلعم سے روایت کرتی ہے کہ آپ نے فرمایا ہر ایک اولاد آدم کی اولاد اپنے دادھیال کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ مگر اولاد فاطمہ کا ایسا معاملہ نہیں ہے۔ میں ان لوگوں کا ولی ہوں اور میں ان کا ددھیال ہوں"

۷۱۔ طبرانی معجم کبیر میں جناب فاطمۃ الزہرا سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا فاطمہ کی اولاد کے سوا ہر عورت کی اولاد کا ددھیال اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتا ہے لیکن فاطمہ کی اولاد کا میں ددھیال اور باپ ہوں"۔

۷۲۔ طبرانی اپنی کتاب معجم کبیر میں عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جب تک مجھ پر درود نہ بھیجا جائے۔ ہر دعا رد ہو جاتی ہے

۷۳۔ دیلمی انس سے روایت کرتے ہیں اور بیہقی اپنی کتاب شعب الایمان میں حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا میرے سبب اور نسب کے سوا ہر سبب اور نسب ختم ہو جائے گا (بروز قیامت)

۷۴۔ (بحذف اسناد) ابن عباس اور مسور سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میں پیدائش کے لحاظ سے سب لوگوں سے پہلا شخص ہوں اور رسالت کے اعلان کے لحاظ سے آخری شخص ہوں۔

۷۵۔ ابن سعد قتادہ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا میں اس وقت نبی تھا جب آدم روح اور جسم کے منازل طے کر رہے تھے۔

۷۶۔ (بحذف اسناد) ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی۔ جب عیسٰے بن مریم تم میں تشریف لائیں گے۔ اور تمہارا امام تم میں موجود ہوگا۔ (بحوالہ بخاری و مسلم)

۷۷۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ناراض ہو جاتے تھے۔ تو حضرت علی کے سوا آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اور کوئی شخص جرات نہیں کر سکتا تھا۔

۷۸۔ ابو نعیم اور حاکم ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ نماز پڑھتے تھے تو امام حسن اور حسین کھیلتے ہوئے آکر رسول اللہ کی پشت پر بیٹھ جاتے تھے۔

۷۹۔ ابو نعیم ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) تم یقیناً زمین کو ظلم و ستم سے بھر دو گے۔

جب زمین ظلم و جور سے معمور ہو جائے گی۔ آسمان سے ایک قطرہ بارش کا نہیں برسے گا۔ اور زمین سے سبزی تک نہیں اُگے گی۔ اس طرح تمہاری حالت سات یا آٹھ سال رہے گی۔ اگر اس سے کچھ زیادہ ہوا تو نو سال ہوں گے۔

۸۰۔ بزاز اور طبرانی قرۃ المزنی سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہؐ نے فرمایا) تم لوگ ضرور زمین کو ظلم و ستم سے بھر دو گے۔ پھر ضرور ایک آدمی میرے اہل بیت میں سے نکلے گا۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہو گی۔

۸۱۔ حضرت ابو سعید سے روایت کرتے ہیں ہر چیز کی ایک دُلہن ہوتی ہے اور قرآن مجید کی دُلہن سورہ رحمٰن ہے۔

۸۲۔ شعب الایمان میں بیہقی حضرت علی سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) جب میں رات کے وقت بیت المقدس کی طرف گیا تھا تو قریش نے مجھے جھٹلانا شروع کر دیا تو میں حجر (اسود) کے پاس کھڑا ہو گیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے (میرے سامنے) بیت المقدس کو ظاہر کر دیا تھا تو میں نے بیت المقدس کی نشانیوں سے قریش کو آگاہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور میں بیت المقدس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بحوالہ امام احمد بن حنبل

۸۳۔ بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت جابر سے روایت کی ہے (کہ رسول اللہؐ نے فرمایا) وہ اُمت ہرگز ہلاک نہ ہو گی جس کے شروع میں میں ہوں گا۔ اور اس کے درمیان میں عیسٰے بن مریم ہوں گے۔ اور اس کے آخر میں مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہوں گے۔"

۸۴۔ ابو نعیم اپنی کتاب اخبار المہدیٰ میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہؐ نے فرمایا) اگر ابراہیم (میرے فرزند) زندہ رہتے تو صدیق نبی ہوتے۔

۸۵۔ رجخرت اسلاف ابن عباس سے روایت ہے (کہ رسول اللہؐ نے فرمایا) اگر زمانہ کا صرف ایک دن باقی رہ جائیگا تو ضرور اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت کے ایک آدمی کو مبعوث کرے گا۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہو گی"

۸۶۔ احمد اور ابو داؤد حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی مانند ہے جو اس پر سوار ہوا تھا نجات پا گیا تھا اور جس نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔ وہ غرق ہو گیا تھا۔

۸۷۔ رجخرت سند ابو ذر سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ مہدی ہم میں سے پیدا ہو گا۔ جس کے پیچھے عیسٰے بن مریم نماز ادا کریں گے۔

۸۸۔ ابو نعیم نے اپنی کتاب اخبار المہدیٰ میں ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جس نے علی کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔

۸۹۔ امام احمد اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور حاکم نے عمرو بن شاس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ

نے فرمایا من آذی شعرۃ منی فقد آذانی۔ جس نے میرے ایک بال کو بھی تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی۔

۹۰۔ ابن عساکر حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے اللہ کی خاطر محبت، اللہ کی خاطر بغض، اللہ کی خاطر دیا اور اللہ کی خاطر منع کیا تو اس شخص نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا"

۹۱۔ ابوداؤد اور ضیاء ابو قرماذ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے حسن اور حسین کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا"

۹۲۔ احمد، ابن ماجہ اور حاکم ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۹۳۔ (بجذف اسناد) ابن عمر سے روایت ہے کہ جس نے کسی شخص کو ہدایت کی طرف دعوت دی تو اس کو اتنا اجر ملے گا جتنا کہ اس کے پیروکاروں کو ملے گا۔ اور پیروی کرنے والے اشخاص کے اجر میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔ اور جس کسی شخص نے کسی کو گمراہی کی طرف بلایا اس شخص کو اتنا گناہ ملے گا جتنے گناہ اس پر چلنے والوں کو ملیں گے اور ان کے گناہوں میں کسی قسم کی کمی نہ ہوگی۔

۹۴۔ امام احمد اور بخاری کے سوا صحاح ستہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا من سب علیا فقد سبنی ومن سبنی فقد سب اللہ۔ جس نے علی کو گالیاں دیں اس نے مجھے گالیاں دیں جس نے مجھے گالیاں دیں اس نے خدا کو گالیاں دیں۔

۹۵۔ احمد اور حاکم نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ جنت کے جوانوں کے سردار کو دیکھے تو اسے چاہیئے وہ حسن کی طرف دیکھے۔

۹۶۔ ابی لیلی جابر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ جنت کی عورت سے شادی کرے اسے چاہیئے وہ ام ایمن سے شادی کرے"

۹۷۔ ابن سعد مرسلاً سفیان بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جس شخص نے ہم پر ہتھیار کھینچا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۹۸۔ امام احمد و مسلم سلمہ بن اکوع سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اگر کسی شخص نے میرے اہل بیت کے کسی فرد کے ساتھ کوئی نیکی کی تو میں قیامت کے روز ایسے شخص کو بدلہ دوں گا۔

۹۹۔ ابن عساکر حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اگر کسی شخص نے اولاد عبدالمطلب کے ساتھ کسی قسم کا دنیا میں نیک سلوک کیا (قیامت کے روز) جب وہ مجھے ملے گا تو مجھ پر اس کا بدلہ

دینا واجب ہے۔"

۱۰۰۔ خطیب بغدادی حضرت عثمان سے روایت کرتے ہیں (کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا) جس شخص نے علم میں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ مکر کرنے والا اور دھوکہ دینے والا دوزخ میں ہوگا۔"

۱۰۱۔ طبرانی اور ابو نعیم نے ابن مسعود سے روایت کی ہے (کہ رسول اللہ نے فرمایا) جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔

۱۰۲۔ (بحذف اسناد) زید بن ارقم سے روایت ہے (کہ حضرت رسول نے فرمایا) جس کا میں ولی ہوں اس کے علی ولی ہیں۔"

۱۰۳۔ حاکم بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ (رسول اللہ نے فرمایا) آدمی (قیامت کے روز) اس شخص کے ساتھ ہوگا جس کو وہ دوست رکھتا تھا۔

۱۰۴۔ (بحذف اسناد) ابن مسعود سے روایت ہے (کہ رسول اللہ نے فرمایا) آدمی اس شخص کے ساتھ ہوگا جس کو وہ دوست رکھتا ہے۔ اور اس کو وہی کچھ ملے گا جو کچھ اس نے کمایا تھا۔

۱۰۵۔ ترمذی انس سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) مہدی (عجل اللہ فرجہ) میری اولاد سے ہوگا۔ جو فاطمہ کے فرزند سے پیدا ہوگا۔

۱۰۶۔ ابو داؤد، ابن ماجہ اور حاکم ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہم اہل بیت میں سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے انتظامات کو ایک رات کے اندر ٹھیک کر دے گا۔"

۱۰۷۔ ابن ماجہ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں (کہ حضرت نبی نے فرمایا) مہدی (عجل اللہ ظہورہٗ) مجھ سے ہوگا جس کی پیشانی کشادہ ہوگی۔ اور ناک سرخ ہوگی۔ وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ جور و ستم سے بھری ہوئی ہوگی۔ وہ سات سال حکومت کرے گا۔"

۱۰۸۔ حاکم ابو سعید سے روایت کرتے ہیں (کہ جناب رسول مقبول نے فرمایا) مہدی (عجل اللہ فرجہ) ایسا انسان ہے جو میری اولاد سے ہوگا۔ اس کا چہرہ چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہوگا۔

۱۰۹۔ رویانی حذیفہ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ اس شخص کی مدد کرے جس نے ہم لوگوں سے کسی چیز کو سماعت کیا۔ اور اس کو ٹھیک اسی طرح دوسرے کے ساتھ پہنچا دیا۔ بہت سے پہنچانے والے سننے والے سے زیادہ حافظ ہوتے ہیں۔

۱۱۰۔ (بحذف اسناد) ابن مسعود سے روایت ہے (رسول اللہ نے فرمایا) ستارے آسمان والوں کے لئے امان کا باعث ہیں۔ اور میرے اہل بیت میری امت کے لئے امان کا باعث ہیں۔

۱۱۱۔ ابو یعلی سلمہ بن اکوع سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے رب نے میرے اہل بیت کے بارے میں یہ وعدہ کیا ہے کہ ان میں سے جس فرد نے توحید کا اقرار کیا اور تبلیغ کے فرائض انجام دیئے ان کو اللہ عذاب نہیں دے گا۔

۱۱۲۔ حاکم انس سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول مقبول نے فرمایا کہ کنارہ کش خلیفہ کی جانب سے آل محمد کے ایک بچے کے لئے افسوس ہے۔

۱۱۳۔ عمار کے بارے میں افسوس ہے آپ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ یہ ان کو جنت کی طرف بلاتے ہوں گے اور وہ لوگ اس کو دوزخ کی طرف بلاتے ہوں گے۔

۱۱۴۔ احمد اور بخاری ابو سعید سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا محبت بھی اپنے حارث چھوڑتی ہے اور بغض بھی اپنے حارث چھوڑتا ہے

۱۱۵۔ طبرانی اور حاکم مغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے کہا میری امت کا گروہ لگاتار اللہ کے دین پر قائم رہے گا جو ان کی مخالفت کرے گا ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

۱۱۶۔ ابن ماجہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول نے فرمایا خلافت قریش میں ہمیشہ رہے گی۔ جب تک لوگوں میں دو آدمی موجود رہیں گے۔

۱۱۷۔ احمد بخاری اور مسلم ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول نے فرمایا لوگوں پر ایک صبر آزما زمانہ آئے گا۔ دین پر قائم رہنا ایسا مشکل ہوگا جس طرح آگ کے انگارے کو ہاتھ میں پکڑا جائے۔

۱۱۸۔ ترمذی انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اللہ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے۔

۱۱۹۔ (بحذف اسناد) رسول اللہ نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ حق پر قائم رہے گا۔ اور غالب ہوگا جو ان کو چھوڑ جائے گا۔ ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ حتیٰ کہ اللہ کا حکم آ جائے گا۔

۱۲۰۔ ترمذی ثوبان سے روایت کرتے ہیں اور ترمذی کا کہنا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے رسول اللہ نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔ اور ان کا مخالف ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔ حتیٰ کہ اللہ کا حکم آ جائے گا۔ ابو داؤد نے ثوبان سے روایت کی ہے اور ترمذی نے لفظ ظاہرین۔ وہ لوگ غالب ہوں گے۔ زیادہ کیا ہے۔"

۱۲۱۔ کتاب مشکوٰۃ المصابیح میں ابن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جب اہل شام کی حالت بگڑ جائے گی تو اس وقت تم میں بھلائی نہیں ہو گی۔ فرمایا میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ کامیاب و کامران رہے گا۔ ان کو چھوڑنے والا ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ حتیٰ کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔

ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن مدائنی نے کہا ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو احادیث (رسول) پر قائم ہوں گے۔

۱۲۲۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمارے لئے (زمین پر) ایک لکیر کھینچ کر فرمایا۔ یہ اللہ کا راستہ ہے۔ پھر آپ نے دائیں بائیں اور لکیریں کھینچیں اور فرمایا یہ وہ راستے ہیں جن پر شیطان قائم ہے۔ اور لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہے۔ رسول اللہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ یہ میرا راستہ ہے جو سیدھا ہے اس کی پیروی کرو۔ اس حدیث کو احمد، نسائی اور دارمی نے بیان کیا ہے۔

۱۲۳۔ رسول اللہ صلعم کے غلام ثوبان سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ میری اُمت ہمیشہ اللہ کے امر پر قائم رہے گی۔ ان کو چھوڑنے والا اور ان کی مخالفت کرنے والا کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ حتیٰ کہ لوگوں پر اللہ کا امر آجائے گا۔ متفق علیہ۔ انتھت المشکوٰۃ

کتاب ذخائر العقبیٰ سے احادیث کا انتخاب

جو قریباً بیس اجزاء پر مشتمل ہے۔ اس کے مولف امام ابو عبد محب الدین ابی جعفر احمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم طبری آملی ہیں جو مکہ میں پیدا ہوئے۔ اور بڑھے۔ آپ شافعی المذہب ہیں۔ حرم شریف مکہ کے امام ہیں۔ شرفہا اللہ تعالیٰ، اپنی ایک اور کتاب غریب الحدیث کے نام سے موسوم ہے جو جامع الاصول کے حاشیہ پر تحریر ہے۔ اور آپ کی ایک دوسری تالیف کا نام کتاب النضرۃ فی فضائل العشرۃ رضی اللہ عنہم ہے۔ یہ ایک مختصر کتاب ہے جو شہاب الدین سہروردی جن کی طرف طریقہ سہروردیہ منسوب ہوتا ہے کے تصوف کے معارف پر مشتمل ہے:
احمد بن عبداللہ ۶۹۴ھ تک زندہ رہے۔ رحمہ اللہ

۱۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ قریش کے کچھ لوگ صفیہ بنت عبدالمطلب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ لوگ آپس میں جاہلیت کے زمانے کی باتوں کا ذکر کر رہے تھے اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرتے تھے۔ صفیہ نے کہا ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیدا ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کوڑا کرکٹ والی زمین پر کھجور کا درخت پیدا ہو گیا۔ میں نے اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ ناراض ہو گئے۔ فرمایا اے بلال صلوٰۃ کی آواز بلند کرو۔ رسول اللہ منبر پر تشریف لے گئے۔ فرمایا۔ اے لوگو! میں کون ہوں؟ انہوں نے کہا

آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا میرا نسب نامہ بیان کرو۔ انہوں نے کہا۔ آپ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں۔ فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ مجھے میرے اہل کے بارے میں تکلیف دیتے ہیں۔ خدا کی قسم میرے اہل جڑ کے لحاظ سے افضل ہیں۔ رسول اللہ صلعم کی ناراضگی کے باعث انصار ہتھیار کھینچ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے انصار سے فرمایا تم لوگوں کو مجھ سے اولیت اور دوسرے لوگوں کو مجھ سے ثانویت کا درجہ حاصل ہے۔

تشریح: لفظ کبا پہ باء کے نیچے زیر ہے اور ایک باء پر مشتمل ہے۔ کناسہ اس کو کہتے ہیں جو جھاڑو دے کر گھر سے پھینک دی جائے۔ تحجیر کے معنی جلدی اور سرعت کے ہیں۔ شعار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو جسم سے ملا ہوا ہوتا ہے اور دثار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو پہلے کپڑے کے اوپر ہوتا ہے۔ (رسول اللہ نے اپنے قرابتداروں کیلئے لفظ شعار اور انصار کیلئے لفظ دثار استعمال فرمایا ہے)

۲۔ بی بی عائشہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جبرائیل نے کہا کہ میں نے مشرق اور مغرب کا کونہ کونہ چھان مارا۔ لیکن مجھے محمد صلعم سے افضل کوئی آدمی نہیں ملا۔ اور نہ ہی اولاد ہاشم سے افضل کسی باپ کی اولاد ملی ہے۔"

۳۔ (بحذف اسناد) حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے گروہ بنی ہاشم قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا۔ اگر میں جنت کے دروازے کی زنجیر کو پکڑ لوں۔ تو (جنت میں داخلہ کی) تم سے ابتدا کروں گا۔"

۴۔ امام احمد حنبل مناقب میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جناب صفیہ کا ایک فرزند فوت ہو گیا اور آپ اس پر رو رہی تھیں، رسول اللہ نے فرمایا۔ اے پھوپھی تم گریہ نہ کرو۔ تمہارا جو بچہ اسلام کے زمانہ میں فوت ہو گیا اس بچے کا گھر جنت میں ہوگا۔ جب صفیہ باہر چلی گئیں تو آپ سے ایک آدمی کی ملاقات ہو گئی۔ تو اس نے آپ سے کہا تمہیں محمد کی قرابت اللہ کے ہاں کوئی فائدہ نہ دے گی۔ یہ سن کر صفیہ رو پڑیں۔ آپ سے رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے پھوپھی گریہ نہ کرو۔ میں نے جو بات تم سے کہی ٹھیک کہی ہے۔ صفیہ کا کہنا ہے کہ میں نے آپ کی خدمت میں وہ بات بیان کی جو اس آدمی نے کہی تھی۔ رسول اللہ ناراض ہو گئے۔ فرمایا۔ اے بلال جلدی نماز کی آواز دو۔ آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ میری قرابت کوئی فائدہ نہ دے گی۔ قیامت کے روز ہر سبب اور نسب ختم ہو جائے گا۔ لیکن میرا سبب اور نسب باقی رہے گا۔ میری رحم دنیا اور آخرت میں ملی ہوئی ہے۔" عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے یہ بات سنی تھی تو میں نے ام کلثوم سے شادی کر لی۔ اور میں نے اس بات کو

لہ مؤلف کتاب اہل سنت والجماعت کے مسلک کے پابند ہیں۔ اس وجہ سے حضرت عمر کی اس حدیث (باقی اگلے صفحہ پر)

پسند کیا کہ میرے اور رسول اللہ کے درمیان سبب اور نسب قائم ہو جائے۔

۵- ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ سبیعہ بنت ابی لھب رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تم اس ماں کی بیٹی ہو جو جہنم کی لکڑیوں کا گٹھا اٹھاتے ہوئے ہو گی۔ رسول اللہ ناراضگی کے عالم میں کھڑے ہو گئے۔ فرمایا! قوموں کو کیا ہو گیا ہے کہ مجھے میری قرابت کے بارے میں تکلیف دیتے ہیں۔ جس نے میرے قرابت دار کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ عز وجل کو تکلیف دی۔ ملا نے اس واقعہ کو سیرت میں نقل کیا ہے۔

۶- ابن عباس سے روایت ہے کہ میرے باپ عباس نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول ہم لوگ باہر چلے گئے تھے اور ہم نے وہاں لوگوں کو دیکھا کہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ جب ہمیں دیکھا تو چپ ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غضبناک ہو گئے۔ اور غصے کا پسینہ آپکی دونوں آنکھوں کے درمیان ٹپکتا تھا۔ فرمایا خدا کی قسم آدمی کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوتا جب تک تمہیں اللہ اور میری قرابت کی وجہ سے دوست نہ رکھے۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے بیان کیا ہے"۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کو یہاں بیان کر دیا ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے خلاف ہے۔ حضرت عمر کی شادی ام کلثوم بنت علی سے ہرگز نہیں ہوئی۔ اس جگہ اس متنازعہ فیہ مسئلہ کے بیان کا مقام نہیں ہے لیکن یہ ایک حقیقت مسلمہ ہے کہ دشمنان آل محمد نے اہل بیت رسول کی فضیلت کو کم کرنے کی خاطر یہ بات تراشی ہے۔ میں اس واقعہ کے بطلان پر صرف ایک دلیل عرض کرتا ہوں۔

حضرت عمر کے صاحبزادے جناب عبداللہ بخاری کی روایت کے بموجب یزید کے طرفدار تھے اور یزید کی بیعت کو درست تصور کرتے تھے۔ یزید کے ہاں آپ کی توقیر کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ اگر جناب ام کلثوم حضرت عمر کی بیوی ہوتیں تو جب سانحہ کربلا کے بعد جناب ام کلثوم اسیر ہو کر دربدر پھرائی گئیں۔ کوفہ اور شام کے درباروں میں آپ کی تشہیر کی گئی تو عبداللہ بن عمر اپنی سوتیلی ماں کو گرفتار دیکھ کر مچل جاتے اور ام کلثوم کو ضرور رہا کرا دیتے۔ لاکھ اختلاف سہی لیکن کوئی نامور اور زیرک فرزند اپنی سوتیلی ماں کی گرفتاری برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر عبداللہ بن عمر اس قسم کی سفارش کرتے تو یزید کے ہاں سے فوراً پذیرائی ہوتی۔ یزید آپ کی درخواست کو ہرگز رد نہ کرتا۔ اگر جناب ام کلثوم کو حضرت عمر کی زوجہ ایک منٹ کے لئے تسلیم کر لیا جائے اور ام کلثوم کی اسیری کے وقت جناب عبداللہ بن عمر خاموش رہیں تو یقیناً جناب عبداللہ کی غیرت پر ایک بہت بڑا حرف آتا ہے۔ جناب عبداللہ بن عمر کا خاموش رہنا اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ)

۷. واثلہ بن اسقع روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل سے کنانہ کو، کنانہ سے قریش کو اور قریش سے اولاد ہاشم کو اور مجھے اولاد ہاشم سے منتخب کیا۔

۸. عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم کو وہ باتیں معلوم ہوئیں جو لوگ کہا کرتے تھے۔ آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا۔ میں کون ہوں؟ انہوں نے کہا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ فرمایا۔ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ نے مخلوقات کو پیدا کیا اور مجھے بہترین مخلوقات میں قرار دیا۔ مخلوق کو دو گروہوں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین گروہ میں رکھا۔ گروہوں کو قبائل میں بانٹا تو مجھے بہترین قبیلے میں رکھا قبیلوں کو گھروں میں تقسیم کیا تو مجھے ان میں سے بہترین گھر میں قرار دیا۔ میں تم لوگوں سے گھر کے لحاظ اور نفس کے رتبے کے لحاظ سے افضل ہوں۔

۹. جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ آل نبی صلعم کی ایک خادمہ تھی جس کو بریرہ کہا جاتا تھا۔ اس سے ایک آدمی نے کہا کہ اپنے بالوں کو ڈھانپ لو۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہیں محمد کوئی فائدہ نہیں دیں گے۔ خادمہ کا کہنا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کہ جناب ام کلثوم حضرت عمر کی زوجہ نہیں تھیں اور یہ واقعات محض زیب داستان کی خاطر گھڑے گئے ہیں۔ اور مؤلف کتاب نے بغیر چھان بین کے اس واقعہ کو درج کر دیا ہے۔ اگر تاریخ کے اوراق کا مطالعہ کیا جائے تو اس واقعہ کے بطلان پر بہت سے وجوہ دلالت کرتے ہیں۔ یہاں تک قرائن دلالت کرتے ہیں کہ یہ من گھڑت قصہ امیر شام کے ایماء پر اختراع کیا گیا ہے۔ امیر شام نے سینکڑوں وضعی اور جعلی احادیث وضع کرا کے اہل بیت رسول کے پاکیزہ دامن کو داغدار کرنے کی کوشش کی۔ امیر شام نے جھوٹی احادیث بنانے کے لئے باقاعدہ تنخواہ دار ماہرین اور علماء جمع کر رکھے تھے۔ جن کا کام صرف یہی تھا کہ وہ ایسے واقعات اختراع کریں جن سے اہل بیت رسول کا دامن داغدار ہو۔ ایسے جھوٹے واقعات بطور نصابی کتب کے امیر شام کی سلطنت میں معلمین کے ذریعہ بچوں کو پڑھائے جاتے تھے۔ اگر آپ نے ان واقعات کی ادنیٰ سی جھلک دیکھنی ہو تو حضرت سلیم بن قیس ہلالی کی کتاب السقیفہ ملاحظہ کریں۔ جو عربی زبان میں نجف اشرف سے شائع ہو گئی ہے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بھی اس کے ابواب تالیفات کو پورے کا پورا بحار الانوار کے اندر نقل کر دیا ہے۔ ۱۲ (محمد شریف عفی عنہ)

کہ میں نے یہ بات رسول اللہ کی خدمت میں عرض کر دی۔ رسول اللہ اس حالت میں باہر تشریف لائے کہ آپ اپنی چادر کو زمین پر گھسیٹ رہے تھے اور آپ کے دونوں رخسار مبارک سُرخ تھے۔ ہم لوگ گروہ انصار آپ کا غصہ اور ناراضگی آپ کے چادر کھینچنے اور آپ کے رخساروں کے سُرخ ہو جانے سے معلوم کرتے تھے۔ ہم لوگ ہتھیاروں سے لیس ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ حکم فرمایئے، کیا چاہتے ہیں؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا اگر آپ ہمیں ہمارے آباؤ اجداد' ماؤں' اور اپنی اولاد کے قتل کرنے کا حکم دیں تو ہم ان میں آپ کا حکم جاری کر دیں گے۔ رسول اللہ نے منبر پر جا کر فرمایا۔ اے لوگو! میں کون ہوں؟ انہوں نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا ہاں اللہ کا رسول ہوں۔ لیکن میرا نسب نامہ بیان کرو۔ کہا، آپ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہیں۔ فرمایا۔ ہاں ایسا ہی ہے۔ فرمایا میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔ میں وہ پہلا شخص ہوں گا جو سب سے پہلے اپنے سر سے مٹی کو جھاڑوں گا (قبر سے اُٹھوں گا) میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا۔ میں لواء الحمد کا مالک ہوں۔ میں اللہ کے سائے میں اس وقت بیٹھوں گا۔ جب اللہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا۔ لیکن میں اس بات پر فخر نہیں کرتا۔ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ میرا رشتہ اور قرابت کوئی فائدہ نہ دے گی بلکہ حا اور حکم کو بھی فائدہ دے گی۔ حا اور حکم یمن کے دو قبیلے ہیں۔ میں ضرور شفاعت کروں گا اور یقیناً شفاعت کروں گا۔ حتیٰ کہ جس کی میں شفاعت کروں گا۔ وہ بھی (دوسری کی) شفاعت کرنے لگ جائے گا۔ ابلیس کو بھی خاص لالچ شفاعت کے سلسلہ میں (اپنے لئے) پیدا ہو جائے گی۔

۱۰۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ میرے باپ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول جو احمد آپ نے سرانجام دیئے ہیں۔ ان کی وجہ سے آپ نے ہمارے لئے لوگوں کے دلوں میں کدورتوں کو چھوڑا ہے۔ فرمایا جب تک لوگ اللہ کی خاطر اور میری قرابت کی خاطر تمہیں دوست نہ رکھیں گے۔ اس وقت تک ایمان کے درجہ پر فائز نہیں ہوں گے۔

۱۱۔ انس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ آیت اولی الاید والابصار سے اولاد عبدالمطلب مراد ہے۔

۱۲۔ زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میں تم لوگوں میں دو چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ اگر ان کا دامن پکڑو گے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک ان میں دوسری سے بڑی ہے وہ کتاب خدا ہے مضبوط رسی کی طرح آسمان سے لے کر زمین تک کھینچی ہوئی ہے۔ اور (دوسری) میری اولاد ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ یہ اس وقت تک جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے۔ دیکھو! ان کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو۔"

١٢۔ زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہمیں کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ فرمایا اے لوگو! میں ایک انسان ہوں۔ عنقریب میرے پاس میرے رب عز و جل کی طرف سے بلاوا آجائیگا میں اس کو قبول کر لوں گا۔ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ پہلی کتاب خدا ہے، جو ہدایت اور نور پر مشتمل ہے۔ کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ اور اس پر عمل کرو۔ آپ نے اس بات پر (لوگوں کو) ابھارا اور رغبت دلائی، فرمایا (دوسرے) میرے اہل بیت ہیں۔ تین مرتبہ فرمایا میں تمھیں اپنے اہل بیت کے متعلق نیک سلوک کرنے میں اللہ تعالیٰ یاد دلاتا ہوں۔ آپ سے دریافت کیا گیا۔ کہ زید آپ کے اہل بیت میں شامل ہیں۔ فرمایا میرے اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ اولاد علی، اولاد جعفر، اولاد عقیل اور اولاد عباس ہے۔ دریافت کیا گیا کہ ان سب پر صدقہ حرام ہے۔ فرمایا ہاں! مسلم نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

١٣۔ ابو سعید سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا عنقریب میرے پاس بلاوا آجائے گا میں اس کو قبول کروں گا۔ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ اللہ کی کتاب جو ایک مضبوط رسی کی طرح آسمان سے لے کر زمین تک لٹکی ہوئی ہے اور میری اولاد جو میرے اہل بیت ہیں۔ مجھے لطیف و خبیر خدا نے اس بات سے مطلع کیا ہے کہ یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے۔ حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے۔ دیکھو! ان میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو؟ اس حدیث کو امام احمد نے مسند میں بیان کیا ہے۔

١٥۔ عبد العزیز سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا میں اور میرے اہل بیت جنت میں درخت کی مانند موجود ہوں گے اور اس درخت کی شاخیں دنیا میں ہوں گی۔ جو شخص اللہ کے راستے پر چلنا چاہے اسے چاہئیے وہ ہم سے محبت کرے۔ اس حدیث کو ابو سعید نے کتاب شرف النبوۃ میں بیان کیا ہے۔

١٦۔ عبد العزیز نے کہا کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ ہر زمانہ میں میری امت میں میرے اہل بیت کے انصاف کرنے والے افراد موجود رہوں گے جو ان کو غالیوں کی ہیرا پھیری، باطل پرستوں کی حیلہ سازی اور جاہلوں کی تشریح سے الگ رکھیں گے۔ انھیں یقین ہونا چاہئیے کہ تمہارے ائمہ نے تمیں اللہ کی راہ پر ڈال دیا ہے۔ دیکھو! تم کس کے وفد میں شامل ہوتے ہو۔ اس حدیث کو ملانے سیرت میں بیان کیا ہے۔

١٧۔ امام ایاس بن مسلمہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) ستارے آسمان والوں کے امان کا باعث ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لئے امان کا باعث ہیں۔

١٨۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان والے ختم ہو جائیں گے۔ میرے اہل بیت زمین والوں کے لئے باعث امان ہیں۔

اگر میرے اہل بیت ختم ہو جائیں گے تو زمین والے ختم ہو جائیں گے۔

۱۹۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے گروہ اولاد ہاشم قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا۔ اگر میں جنت کے دروازے کی زنجیر کو پکڑ لوں تو میں تمہارے ساتھ رحمت کے اظہار کی ابتدا کر دوں گا۔

۲۰۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا، ہم لوگ اہل بیت ہیں ہمارے ساتھ کسی شخص کا قیاس نہیں ہو سکتا۔"

۲۱۔ عبدالعزیز سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس شخص نے میرے اہل بیت کے بارے میں میری حفاظت کی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ لے لیا۔"

۲۲۔ عبدالعزیز سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ایک دوسرے کو میرے اہل بیت کے بارے میں بھلائی کرنے کی نصیحت کرو۔ میں کل (قیامت کے روز) ان کے بارے میں تم سے جھگڑا کروں گا۔ اور جس شخص کا مقابل میں ہوں گا اور جس شخص سے میں جھگڑا کروں گا وہ آگ میں داخل کیا جائے گا۔"

۲۳۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میں قیامت کے روز چار شخصوں کی شفاعت کروں گا۔ میری اولاد کی عزت کرنے والا، ان کی ضروریات پوری کرنے والا۔ جب مجبوری اور پریشانی کے وقت اس کے پاس جائیں۔ تو ان کے امر میں کوشش کرنے والا، دل اور زبان سے ان کو دوست رکھنے والا۔ اس حدیث کو امام علی بن موسیٰ رضا علیہم السلام نے روایت کیا ہے۔

۲۴۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اگر کوئی شخص رکن اور مقام کے درمیان کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔ پھر اس حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے کہ وہ اہل بیت محمد سے بغض رکھتا ہو سا ایسا شخص آگ میں داخل ہوگا۔"

۲۵۔ طلحہ بن عوف سے روایت ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ اولاد ہاشم سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔

۲۶۔ ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا، اے اولاد عبدالمطلب میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ تینوں سے (دین پر) قائم آدمی کو ثابت قدم رکھے اور تمہارے گمراہ کو ہدایت دے اور تمہارے نادان کو علم عطا کرے۔ تمہیں آپس میں مہربان اور پاکیزہ بنائے۔ اگر کسی شخص نے رکن اور مقام کے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کی کہ وہ میرے اہل بیت سے بغض رکھتا تھا تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔

۲۷۔ ابو سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس شخص نے اہل بیت سے بغض رکھا وہ منافق ہے۔"

۲۹۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا حوض پر میرے اہل بیت وارد ہوں گے امیری اُمت کے جن لوگوں نے ان کو دوست رکھا ہو گا۔ ان دونوں سیاہ انگلیوں کی طرح ملے ہوئے ہوں گے۔

۳۰۔ عبدالرحمن بن ابی لیلی سے روایت ہے کہ مجھے کعب بن عجرہ ملا اور مجھ سے کہا کہ میں ایک تحفہ تمہاری خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ جس کو میں نے رسول اللہ صلعم سے سُنا تھا۔ میں نے کہا ہاں وہ تحفہ عنایت کیجئے۔ کہا ہم لوگوں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ پر درود کس طرح بھیجنا چاہیئے۔ فرمایا۔ اس طرح کہا کرو۔ اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم انک حمید مجید۔

۳۱۔ جابر سے روایت ہے کہ اگر تم نے نماز ادا کی اور تم نے اس نماز میں محمد اور آل محمد پر درود نہ بھیجا۔ میں خیال نہیں کرتا کہ ایسی نماز مقبول بھی ہوگی۔

۳۲۔ انس نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہم اہل بیت کے ساتھ کسی شخص کا خیال نہیں کیا جا سکتا۔

۳۳۔ ابن عباس نے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کرو جو کل تمہارے کام آئے گی۔ اللہ کی دوستی کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو۔ اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔

۳۴۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اگر کسی فرد نے میرے اہل بیت کے کسی شخص سے کوئی نیکی کی تو میں قیامت کے روز اس کو بدلہ اس شخص کی طرف سے دوں گا۔

۳۵۔ ربیع بن منذر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے جس آنکھ نے ہمارے بارے میں آنسو کا ایک قطرہ بہایا اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جنت عطا کرے گا۔

۳۶۔ عمران بن حصین رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میرے اہل بیت کا کوئی شخص آگ میں داخل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میری درخواست کو قبول کر لیا۔

۳۷۔ حضرت علی رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے کہا اے میرے اللہ یہ لوگ تیرے رسول کی اولاد ہیں۔ ان کے گنہگاروں کو ان کے نیکوں کے سپرد کر دے۔ اور پھر یہ سارے میرے حوالے کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کر دیا اور ایسا کرنے والا ہے۔ میں نے خدمت میں عرض کیا اللہ نے کیا کر دیا ہے۔ فرمایا تمہارے ساتھ ایسا کر دیا ہے اور تم سے بعد میں آنے والوں کے ساتھ ایسا کرے گا۔

۳۸۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی مانند ہے جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا۔ جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ غرق ہو گیا۔

۳۹۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ ہم لوگ اہل بیت ہیں۔ ہمارے لئے اللہ نے دنیا کے مقابل میں آخرت کو پسند کیا ہے۔ میرے بعد عنقریب میرے اہل بیت تکلیف اور مصائب میں گرفتار ہوں گے اور شہروں

ملدے مارے پھریں گے۔ حتیٰ کہ وہاں سے ایک قوم نمودار ہوگی۔ آپ نے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا جن کے ہاتھ میں سیاہ جھنڈے ہوں گے وہ لوگوں سے اہل بیت کا حق طلب کریں گے۔ لیکن لوگ انہیں اہل بیت کا حق ادا نہیں کریں گے۔ دو یا تین مرتبہ ایسا کریں گے۔ پھر وہ لوگ لوگوں سے جہاد کریں گے۔ وہ جہاد میں ان لوگوں پر فتح پائیں گے۔ جو کچھ وہ چاہیں گے یہ لوگ اہل بیت کے حق ادا کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے (اب) یہ لوگ ان سے اہل بیت کا حق وصول نہیں کریں گے۔ یہ لوگ اس حق کو اہل بیت کے ایک ایسے آدمی کے سپرد کر دیں گے جس نے زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح معمور کر دیا ہوگا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ جو شخص ایسے زمانے کو پائے تو ان لوگوں کے زمرہ میں شامل ہو جائے۔ اگرچہ برف پر پیلنے کے بل کیوں نہ جانا پڑے۔

۴۰۔ انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ میرے رب نے میرے ساتھ میرے اہل بیت کے متعلق اس بات کا وعدہ کیا ہے۔ ان میں سے جس شخص نے توحید کا اقرار کیا اور تبلیغ کے امور کو سرانجام دیا اللہ اس کو عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا۔

۴۱۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جنت کو حرام کر دیا ہے جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا۔ ان سے لڑائی کی یا ان پر غارت گری کی۔ یا ان کو گالیاں دیں۔ اس حدیث کو امام علی رضا نے بیان کیا ہے"۔

۴۲۔ انس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ چھ ماہ تک جناب فاطمہ کے دروازے پر نماز صبح کی خاطر گزر فرماتے رہے اور فرماتے تھے اے اہل بیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ نماز ادا کرو۔

۴۳۔ ابوالحمراء نے اس طرح حدیث کو بیان کیا۔ مگر اس نے چھ ماہ کی بجائے نو ماہ بیان کئے ہیں۔

۴۴۔ سہل بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ معاویہ بن ابی سفیان نے سعد کو حکم دیا کہ وہ ابو تراب کو گالیاں دے، سعد نے کہا جب تک میں تین باتوں کو یاد رکھوں گا جو رسول اللہ صلعم نے بیان فرمائی تھیں۔ میں اس وقت تک ہرگز ہرگز آپ کو گالیاں نہیں دوں گا۔ ان میں سے ایک بات بھی میرے نزدیک سرخ اونٹوں سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا جب آپ نے ایک موقع پر علیؑ کو اپنا قائم مقام بنایا تو آپ نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں خلیفہ مقرر کرتے ہیں تو رسولؐ اللہ نے آپ سے فرمایا اے علیؑ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ میں نے خیبر کی لڑائی کے روز رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا

جب آپ نے ایک موقع پر علیؑ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ تو آپ نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں خلیفہ مقرر کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ نے آپ سے فرمایا۔ اے علی کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسٰی سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ میں نے خیبر کی لڑائی کے روز رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا میں کل علم اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ اللہ اس کے ہاتھوں پر فتح نصیب کرے گا رسول نے علی کو علم عنایت کیا اور اللہ نے علی کو فتح مندی عطا کی اور جب یہ آیت نازل ہوئی تعالوا ندع ابنائنا وابناءکم تو رسول نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ کو بلایا۔ اور فرمایا اے میرے پالنے والے یہ میرے اہلبیت ہیں۔

۴۵۔ ابن ماجہ نے اس حدیث کو بیان کیا ہے لیکن اس نے آیت تعالوا ندع ابناءنا کی بجائے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو بیان کیا ہے۔

۴۶۔ حضرت علی نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے فاطمہ، میں، تم، یہ دونوں یعنی حسن حسین اور یہ سونے والا (علی) قیامت کے روز ایک مکان میں ہونگے۔"

۴۷۔ زید بن ارقم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ سے فرمایا، میری اس شخص کے ساتھ جنگ ہے جس سے تم نے جنگ کی اور (میری) اس شخص سے صلح ہے جس نے تم سے صلح کی

۴۸۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آیت قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربٰی نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ جن کے ساتھ محبت رکھنا ہم پر فرض ہے۔ فرمایا علیؑ، فاطمہ اور اس کے دونوں فرزند ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے میری مزدوری تم پر یہ مقرر کی ہے کہ تم میرے اہل بیت کے ساتھ محبت رکھو۔ کل روز قیامت میں تم سے ان کے بارے میں سوال کروں گا۔"

۴۹۔ حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ! تم جانتی ہو کہ تمہارا نام فاطمہ کیوں رکھا گیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں فاطمہ رکھا گیا؟ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کی اولاد کو قیامت کے روز آگ سے نجات دی ہے۔

۵۰۔ امام علی رضا علیہ السلام نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے میری بیٹی فاطمہؑ، اس کی اولاد اور اس کی اولاد کے دوستداروں کو آگ سے باز رکھا ہے۔ اس وجہ سے آپ کا نام فاطمہ رکھا ہے۔

۵۱۔ جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہیں۔ اسی وجہ سے حیض اور طمث سے محفوظ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام فاطمہ اس لئے رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی اولاد، اور آپ کے دوستداروں کو آگ سے محفوظ رکھا ہے۔"

تشریح:۔ طمث اس حیض کو کہتے ہیں جو جماع کے معانی میں آتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا قول ہے:۔ لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان ۔۔

۵۲۔ انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم کو وحی نے ڈھانپ لیا۔ جب آپ کو ہوش آگئی تو مجھ سے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ جبرائیل کیا چیز لے کر آئے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کی شادی علی سے کر دوں۔ جاؤ مہاجرین اور انصار کے سرداروں کو لے آؤ۔ وہ لوگ اکٹھے ہو گئے۔ پھر آپ نے علی کی فاطمہ سے تزویج کا خطبہ ارشاد فرمایا۔

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو اپنی صفت کے ساتھ محمود ہے۔ اپنی قدرت کے ساتھ عبادت کیا گیا ہے۔ اپنے غلبہ کی وجہ سے اطاعت کیا گیا ہے۔ اس کے دبدبہ اور عذاب سے ڈرا جاتا ہے۔ زمین اور آسمان میں اپنا حکم نافذ کرنے والا ہے۔ اپنی قدرت سے مخلوق کو پیدا کیا۔ اپنے احکام سے ان میں تمیز پیدا کی۔ اپنے دین سے ان کو عزت دی۔ اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ انہیں مکرم بنایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جس کی عظمت بلند ہے نے دامادی کو ایک سبب لاحق اور امر فرض قرار دیا۔ اس کے ذریعہ رحموں کو جکڑا اور لوگوں کو ایک رشتہ میں پرو دیا۔ اس نے کہا جو دہر، کہنے والے پر غالب ہے اور وہ ذات ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا اور اس کو حلیہ اور داماد قرار دیا۔ تیرا رب ہر چیز پر قدرت والا ہے۔ اللہ کا حکم اس کی قضا کی طرف جاری ہوتا ہے اس کی قضا اس کی قدر کی طرف جاری ہوتی ہے، ہر قضا کی ایک قدر ہے، ہر قدر کے لئے ایک مدت ہے ہر مدت کا ایک نوشتہ ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ اور اس کے پاس ام الکتاب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنی بیٹی فاطمہ کی شادی علی بن ابی طالب سے کر دوں۔ تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے علی کی تزویج چاندی کے چار سو مثقال کے عوض میں کر دی ہے اگر علی اس بات پر راضی ہوئے تو علی رسول اللہ صلعم کے کسی کام کی وجہ سے غیر حاضر تھے۔ رسول اللہ نے ایک طبق تازہ کھجوروں کا منگوایا۔ آپ نے اسے ہمارے سامنے رکھ دیا۔ ہم لوگوں نے کھجوروں کو کھایا، اسی دوران میں حضرت علی تشریف لائے۔ آپ کے چہرے کی طرف رسول اللہ نے دیکھ کر مسکرا دیا۔ اور فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں چار سو چاندی کے مثقال کے عوض میں (اس رقم سے مراد حق مہر ہے) تمہاری شادی فاطمہ سے کر دوں۔ کیا تم اس بات پر راضی ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ میں راضی ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے رشتے کو جوڑ لیا ہے اور تمہارے جد کو نیک بخت بنا لیا ہے اتم پر برکت اتاری ہے اور تم دونوں میں برکت کو ودیعت کیا ہے اور تم دونوں سے بہت

سی پاکیزہ چیزوں کو نکالے گا۔ انس نے کہا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے ان سے بہت پاک چیزوں کو نکالا۔

توضیح :- اوشیج بہ الارحام کے معانی میں ایک فرد کو دوسرے فرد کے ساتھ منسلک کیا۔ اسعد جدکما کے معانی ہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لطف اور بخت کو نیک بخت بنایا۔

۵۳- علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جبرائیل نے نازل ہو کر کہا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے۔ کہ میں اپنی بیٹی فاطمہ کی شادی علی سے کر دوں۔

۵۴- ابن مسعود سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ کو علی رضی اللہ عنہما کے ہاں بھیجنا چاہا تو شرم وحیا کی وجہ سے جناب فاطمہ پر کپکپی طاری ہو گئی۔ رسول اللہ نے فرمایا میں نے تمہاری شادی علیؓ سے اپنی خواہش سے نہیں کی تھی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہاری شادی اس سے کر دوں۔"

۵۵- انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اچانک علی سے فرمایا یہ جبرائیلؑ ہے جس نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری بیٹی فاطمہ کی شادی تم سے کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کی شادی پہ اپنے چالیس ہزار مقرب فرشتوں کو گواہ بنایا ہے۔ اور درخت طوبیٰ کی طرف وحی فرمائی ہے کہ وہ حور العین پر موتیوں اور یاقوتوں کا نچھاور کرے۔ طوبیٰ نے حور عین پر موتیوں اور یاقوتوں کا نچھاور کیا۔ حوریں ان موتیوں اور یاقوتوں کو دوڑ دوڑ کر چنتی تھیں۔ وہ ان چیزوں کو ایک دوسرے کو قیامت تک بطور تحفہ دیتی رہیں گی۔"

۵۶- امام علی رضا اپنے آبائے طاہرین کے سلسلہ روایات میں علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور آپ سے کہتا ہے کہ میں نے ملاء اعلیٰ میں تیری بیٹی فاطمہؑ کی شادی علیؑ ابن ابی طالب سے کر دی ہے۔ اور (اب) تم فاطمہ کی شادی زمین پر علی سے کر دو۔

۵۷- عطا ابن ابی رباح سے روایت ہے کہ جب حضرت علی جناب فاطمۃ الزہرا کے متعلق اپنی خواہش کا اظہار (رسول اللہ سے) کیا، رسول نے آپ سے اس کے متعلق سوال کیا۔ آپ خاموش رہیں۔ رسول اللہ نے آپ کی شادی علیؑ سے کر دی۔

۵۸- ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اے فاطمہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تیری شادی علیؑ سے کر دوں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ جنت میں ایک قطار میں بیٹھ جائیں۔ درخت طوبیٰ کو حکم دیا کہ وہ اپنے اوپر پوشاکوں اور زیورات کو اٹھائے۔ جبرائیل کو حکم دیا کہ وہ خطبہ پڑھے۔ جبرائیل نے جنت کے منبر پر بیٹھ کر خطبہ پڑھا۔ جب جبرائیل خطبہ سے فارغ ہوئے تو درخت طوبیٰ نے حوروں پر پوشاکوں اور زیورات کا نچھاور

کیا جس نے اپنے ساتھی سے ان چیزوں کو زیادہ اٹھایا۔ اس نے اس بات پر فخر و مباہات کیا۔ اے میری بیٹی تمہیں (یہ اعزاز) کافی ہے۔"

۵۹۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہا یا رسول اللہ، اللہ تبارک و تعالیٰ آپ سے کہتا ہے کہ میں نے درخت طوبیٰ کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے اوپر موتیوں، یاقوتوں اور مختلف قسم کے حلوں کو اپنے اوپر اٹھا لے۔ جب آپ فاطمہ کا عقد اپنے بھائی علی سے کریں تو طوبیٰ ان چیزوں کو حور العین پر نچھاور کرے۔ اور اس بات سے آسمانوں کے رہنے والے خوش ہوتے ہیں۔ عنقریب ان دونوں سے دو فرزند پیدا ہوں گے وہ دونوں دنیا اور آخرت میں لوگوں کے سردار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس غرض کی خاطر جنت کو سجایا ہے۔ اے محمد! اس بات سے تیری آنکھیں ٹھنڈی ہونی چاہئیں۔ آپ اولین اور آخرین کے سردار ہیں۔ امام علی رضا نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

۶۰۔ انس سے روایت ہے کہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ فاطمہ کی خواستگاری کے بعد حاضر ہوئے۔ علی نے مجھے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ میری شادی فاطمہ سے کر دیں۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی چیز موجود ہے؟ علی نے عرض کیا میرے پاس ایک گھوڑا موجود ہے۔ آپ نے فرمایا گھوڑا تمہارے لئے ضروری ہے۔ البتہ اپنی زرہ کو فروخت کر ڈالو۔ میں نے اس کو چار سو اسی درہموں کے عوض میں فروخت کر دیا۔ میں نے وہ رقم رسول اللہ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے کچھ رقم لے کر فرمایا اے بلال اس رقم سے ہمارے پاس خوشبو خرید کر لے آؤ، فاطمہ کے لئے ایک تخت تیار کرو اور ایک چمڑے کا تکیہ بناؤ جس کے اندر کھجور کا گودا بھرا ہوا ہو۔ مجھ سے فرمایا جب تک میں تمہارے پاس نہ آؤں کوئی بات نہ کرنا۔ آپ ام ایمن کے ساتھ تشریف لائے۔ فرمایا یہ میرے بھائی علی ہیں۔ ام ایمن نے عرض کیا ہاں آپ کے بھائی علی ہیں۔ آپ نے اپنی دختر کا عقد اس سے کر دیا ہے۔ فرمایا ہاں! آپ گھر میں تشریف لے گئے۔ فاطمہ سے فرمایا میرے پاس پانی لاؤ۔ آپ نے گھر سے پیالہ اٹھایا اور پانی (بھر کر) لے آئیں۔ آپ نے پانی کو لے کر اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا، فرمایا، اے فاطمہ آگے بڑھو، آپ آگے تشریف لائیں۔ آپ نے آپ کے ہاتھوں کے درمیان اور آپ کے سر پر پانی چھڑکا۔ فرمایا اے میرے پالنے والے میں مردود شیطان سے اس کے اور اس کی اولاد کے متعلق تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے بعد مجھے حکم دیا کہ پانی لاؤ۔ میں نے اٹھ کر پانی کا پیالہ بھر آپ کی خدمت میں حاضر کیا۔ آپ نے لے کر اس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا۔ اور آپ نے اسے میرے ہاتھوں کے درمیان اور سر پر چھڑکا۔ فرمایا اے میرے اللہ! میں شیطان مردود سے اس کے اور اس کی اولاد کے متعلق تم سے پناہ چاہتا ہوں۔ فرمایا اب

اپنے اہل کے پاس اللہ کے نام اور اس کی برکت کے ساتھ جاؤ۔ اس طرح امام احمد بن حنبل نے حدیث کو اپنی کتاب مناقب میں ابویزید مدنی کی روایت سے بیان کیا ہے۔ لیکن اس میں یہ عبارت زیادہ ہے۔ جتنا اللہ نے چاہا۔ آپ نے دعا فرمائی ، پانی کو پہلے علی کے بازوؤں پر چھڑکا۔ پھر اس پانی کو جس کو جناب فاطمہ لائی تھیں فاطمہ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان اور آپ کے سر پر چھڑک دیا۔ فاطمہؑ شرم کے مارے اپنے کپڑے میں اُلجھ پڑتی تھیں۔ آپ نے فاطمہ سے فرمایا۔ میں نے تمہاری شادی اس شخص سے کی ہے جو میرے اہل میں زیادہ محبوب تھا۔ آپ نے دونوں کے حق میں دعا فرمائی۔ اس حالت میں اپنے کمرے میں تشریف لائے۔

۶۱ - حضرت علی نے اپنی شادی کے سلسلہ میں فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے خطبہ کے بعد فرمایا۔ تم دونوں اس وقت تک کوئی بات ذکر نا جب تک میں نہ آلوں۔ آپ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم لوگوں پر بالوں والا کپڑا پڑا ہوا تھا۔ ہم کھڑے ہوگئے ، فرمایا ، تم دونوں اپنی جگہ پر بیٹھے رہو ، آپ نے پانی کا برتن طلب فرمایا جس میں پانی موجود تھا۔ برتن لیکر ہمارے پاس آئے۔ دعا فرمائی۔ اس کے بعد اس پانی کو ہم پر چھڑکا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں آپ کو زیادہ پیارا ہوں یا یہ (فاطمہ) فرمایا یہ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہیں اور تم مجھے اس سے زیادہ عزیز ہو۔"

۶۲ - ابن عباس سے روایت ہے کہ جس رات فاطمہؑ علی کے ہاں تشریف لائیں تو اس وقت حضرت رسول صلعم فاطمہ کے آگے آگے چل رہے تھے۔ جبرائیل فاطمہ کے دائیں ، میکائیل بائیں چل رہے تھے۔ ستر ہزار فرشتے فاطمہ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے ، یہ سب فرشتے اللہ تبارک وتعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس بیان کرتے تھے حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔

۶۳ - بریدہ سے روایت ہے کہ انصار کی ایک جماعت نے حضرت علیؑ سے کہا کہ آپ کو جناب فاطمہؑ سے شادی کرلینی چاہیئے۔ حضرت علیؑ نے جناب رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ سے فاطمہؑ کی خواستگاری کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے علی تمہیں خوش آمدید ہو اور تمہارا آنا مبارک ہو۔ حضرت انصار کے پاس تشریف لائے اور انصار آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ حضرت علی نے انصار کو اس بات سے آگاہ کیا جو آپ نے رسول اللہ سے سماعت فرمائی تھی۔ انہوں نے کہا تمہارے حق میں رسول کا فرمان مرحبا اور اہلا کافی ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ نے علی کی شادی فاطمہؑ سے کردی۔ رسول اللہ نے فرمایا اے علی شادی کے لئے دعوت ولیمہ ضروری ہے۔ سعد بن عبادہ نے کہا میرے پاس ایک مینڈھا موجود ہے۔ انصار نے آپ کے لئے کچھ صاع جنس کو جمع کیا۔ جب شادی کی رات آگئی تو رسول اللہ نے فرمایا اے علی تم کوئی بات نہ کرنا حتیٰ کہ میں تمہارے پاس

آ جائیں۔ رسول اللہ دونوں کے پاس تشریف لائے، آپ نے پانی طلب کیا۔ اس سے وضو کیا۔ پھر اسی پانی کو علی پر چھڑکا۔ فرمایا، اے میرے اللہ! ان دونوں میں برکت دولعیت کر اور ان دونوں پر برکت نازل فرما اور ان دونوں کے لئے برکت مقرر کر اور ان دونوں کے رشتہ میں برکت دے۔

ابوالحسین نے کہا ہے شمل کے معنی جماع کے ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے رسول اللہ کے اس فرمان کے تحت کہ شادی کے لئے دعوت ولیمہ ضروری ہے۔ بیان کیا ہے کہ سعد نے کہا میرے ذمے ایک بینڈھا ہے اور فلاں نے کہا میرے ذمہ یہ چیز ہے اور فلاں نے کہا میرے ذمے یہ چیز ہے۔ اور فلاں نے کہا میرے ذمے یہ چیز ہے۔

۶۴۔ جابر سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت علی اور جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دعوت ولیمہ میں شامل ہوئے تھے اور میں نے اس سے زیادہ پاکیزہ ولیمہ کی دعوت کبھی نہیں دیکھی۔ شبل شیر کے بچے کو کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے شبلین کا لفظ امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے حق میں استعمال کیا ہے اور یہ دونوں حضرات ایسے ہی تھے۔

۶۵۔ بی بی عائشہ کا بیان ہے کہ آپ نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ جب فاطمہ آتی ہیں تو آپ اپنی زبان فاطمہؑ کے منہ میں ڈال دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ فاطمہ کو شہد چٹا رہے ہیں آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جب میں (شب معراج) آسمان پر گیا تو جبرائیل مجھے جنت میں لے گئے۔ مجھے ایک سیب دیا۔ میں نے اس کو تناول کیا۔ وہ میری پشت میں نطفہ بن گیا۔ جب میں آسمان سے واپس آیا تو خدیجہ کے ساتھ رات بسر کی۔ فاطمہ اسی نطفہ سے پیدا ہوئیں۔ میں جنت کا جب مشتاق ہوتا ہوں تو فاطمہ کو بوسے دیتا ہوں۔

۶۶۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم جناب فاطمہ کو بہت زیادہ بوسے دیتے تھے۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ فاطمہ کو زیادہ بوسے دیتے ہیں۔ فرمایا۔ جبرائیل مجھے جس رات آسمان کی طرف لے گئے تو مجھے جنت میں لے گئے۔ جبرائیل نے مجھے جنت کے تمام پھل کھلائے۔ ان سے میری پشت میں پانی (نطفہ) پیدا ہو گیا۔ خدیجہ کے شکم میں فاطمہ کا حمل قرار پایا۔ جب میں ان پھلوں کا مشتاق ہوتا ہوں تو میں فاطمہ کو بوسہ دینے سے ان پھلوں کی خوشبو حاصل کرتا ہوں جن کو میں نے جنت میں کھایا تھا۔

۶۷۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے جناب فاطمہ کو بوسے دیتے۔

۶۸۔ جناب عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ کی گردن چوما کرتے

تھے۔ ملانے سیرت میں یہ عبارت زیادہ کی ہے "بی بی عائشہؓ نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہ فعل ایسا کرتے ہیں کہ آپ اور کسی بچے کے ساتھ ایسا نہیں کرتے۔ فرمایا کہ میں جب جنت کا مشتاق ہوتا ہوں تو فاطمہ کی گردن چومتا ہوں۔

۶۹۔ ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم جب کسی سفر کا عزم فرماتے تو جس انسان سے آخر میں بات چیت فرماتے وہ جناب فاطمہ ہوتی تھیں اور سفر سے واپسی پر جس شخص کے پاس سب سے پہلے تشریف لاتے وہ بھی جناب فاطمہ ہوتی تھیں۔

۷۰۔ ابو ثعلبہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ سفر سے واپس آتے تو اپنے آنے کی ابتداء مسجد سے کرتے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھتے۔ اس کے بعد فاطمہ کے گھر میں تشریف لاتے پھر اپنی بیگمات کے ہاں تشریف لے جاتے۔

۷۱۔ علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ اللہ تیرے غضب سے غضبناک اور تیری رضامندی سے راضی ہوتا ہے۔

۷۲۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اللہ اس کے رسول اور اس کے فرشتوں کا غضب اس شخص پر سخت ہو جاتا ہے۔ جو کسی نبی کا خون بہاتا ہے یا کسی نبی کو اس کی اولاد کے بارے میں تکلیف دیتا ہے۔ اس حدیث کو امام علی رضا علیہ السلام نے بیان کیا ہے۔

۷۳۔ دولابی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اے بیٹی تمام کائنات کی عورتوں میں کوئی عورت ایسی نہیں ہے جس کی اولاد تیری اولاد سے زیادہ ہو۔ تم کم صبر کی مالک عورت نہ بننا۔

۷۴۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے چار خطوط کو زمین پر کھینچا، فرمایا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کیا ہیں، انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا جنت کی عورتوں کی سردار خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم ہیں۔

۷۵۔ ابو سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا عمران کی بیٹی کے سوا فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

۷۶۔ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ فاطمہ بیمار ہو گئیں۔ رسول اللہ نے آپ کی عیادت کی، فرمایا "اے میری بیٹی تمہارا کیا حال ہے۔ عرض کیا مجھے درد کی تکلیف ہے۔ میرا درد میری بھوک کو بڑھاتا ہے اور میرے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ فرمایا اے بیٹی تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمام کائنات کی عورتوں کی سردار ہو۔ عرض کیا، مریم بنت عمران کہاں گئیں؟ فرمایا وہ اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار ہیں اور تم اپنے زمانے

کی عورتوں کی سردار ہو۔ خدا کی قسم میں نے تیری شادی اس شخص سے کی ہے جو دنیا اور آخرت دونوں میں سردار ہیں۔"

حافظ ابوالقاسم دمشقی نے حدیث کو مفصل بیان کیا ہے اور یہ الفاظ اضافہ کئے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا علیؓ سے منافق بغض رکھے گا۔"

۷۷۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب میرے شکم میں فاطمہؓ کا حمل قرار پایا تو یہ حمل مجھے ہلکا معلوم ہوتا تھا۔ فاطمہ میرے ساتھ میرے شکم میں باتیں کرتی تھیں۔ جب فاطمہ کی پیدائش کا وقت قریب آگیا تو میرے پاس چار عورتیں تشریف لائیں جن کے وجود سے خوبصورتی اور نور ضو فگن تھا۔ جس کی تعریف بیان سے باہر ہے۔ ان میں سے ایک عورت نے مجھے کہا کہ میں تیری ماں حوا ہوں، دوسری نے کہا میں آسیہ بنت مزاحم ہوں۔ تیسری نے کہا میں موسیٰ کی بہن کلثوم ہوں اور چوتھی نے کہا میں مریم بنت عمران اور حضرت عیسیٰ کی ماں ہوں۔ ہم تیرے پاس اس لئے حاضر ہوئی ہیں کہ تیری ولادت کے امور کو سرانجام دیں۔ فاطمہ پیدا ہو گئیں اور پیدا ہوتے ہی سجدہ میں گر گئیں اور اپنی انگلی کو بلند کیا ہوا تھا۔

۷۸۔ ابوسعید کا بیان ہے کہ مجھے حضرت علی نے فرمایا کہ میں نے ایک روز جناب فاطمہ سے کہا کہ کوئی چیز کھانے کے لئے موجود ہے۔ عرض کیا نہیں دو روز سے کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ میں نے کہا اے فاطمہ تو نے مجھے کیوں نہ بتایا تاکہ میں تمہارے پاس کوئی چیز لا کر دے دیتا اور میرے بچے تکلیف میں مبتلا ہیں۔ آپ نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم محسوس ہوتی تھی کہ میں آپ کو وہ تکلیف دوں جس کی آپ میں طاقت نہیں ہے۔ میں نے ایک دینار بطور قرض حاصل کیا تاکہ میں کوئی ایسی چیز خرید لوں جس سے بچوں کی حالت ٹھیک ہو جائے۔ اچانک مجھے مقداد پریشان اور غمگین حالت میں ملے۔ میں نے اس سے کہا آپ پریشان کیوں ہیں۔ اس نے کہا کہ میں اپنے گھر والوں کو اس حالت میں چھوڑ آیا ہوں جو بھوک کے باعث رو رہے ہیں۔ میں اس کی پریشانی اور اندوہ کو دیکھ کر رو پڑا۔ میں نے قرض سے لیا ہوا دینار اس کے حوالے کر دیا۔ میں نے رسول اللہ صلعم کی اقتدا میں جمعہ، عصر اور عشا کی نماز کو ادا کیا۔ رسول اللہ نے مجھے فرمایا اے ابوالحسن تمہارے پاس ایسی کوئی چیز ہے جس کو میں تناول کر سکوں۔ میں نے آپ کی خدمت میں وہ پورا واقعہ بیان کیا جس کی وجہ سے میں گھر سے باہر نکلا تھا۔ آپ نے فرمایا مجھے وحی کی گئی ہے کہ میں رات تیرے ہاں بسر کروں۔ آپ گھر میں داخل ہوئے آپ اچانک کیا ملاحظہ فرماتے ہیں کہ ایک پیالہ جوش کھا رہا ہے۔ فرمایا اے علی یہ پیالہ اللہ کی جانب سے آیا ہے۔ اپنے جس بندے کو چاہتا ہے بلاحساب رزق دیتا ہے۔ فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں کہ جس نے ہم پر بھی وہی سسٹم جاری کر دیا جو مریم کے لئے جاری کر دیا تھا پھر آپ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا۔

كلما دخل عليها زكريا المحراب وجد عندها رزقا قال يا مريم انى لك هذا۔

۷۹۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلعم کے ساتھ خندق کھود رہے تھے۔ اچانک آپ کی خدمت میں جناب فاطمہ روٹی کا ایک ٹکڑا لائیں۔ عرض کیا میں نے اپنے بچے کے لئے روٹی تیار کی تھی اور اس سے ایک ٹکڑا آپ کی خدمت میں لائی ہوں۔ آپ نے فرمایا اے بیٹی تین دن کے رفاقہ کے) لیو یہ روٹی کا پہلا ٹکڑا ہے جو تیرے باپ کے منہ میں داخل ہوا ہے: امام علی رضا علیہ السلام نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

۸۰۔ ابوایوب انصاری نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا جب قیامت کا روز ہوگا۔ تو ایک آواز دینے والا عرش کے درمیان سے آواز دے گا۔ اے اہل محشر اپنے سر نیچے کر لو اور اپنی آنکھیں بند کر لو۔ تاکہ فاطمہ بنت محمد پل صراط سے گزر جائیں۔ جناب فاطمہ کے ساتھ ستر ہزار حور العین ولنڈیاں ہوں گی۔ آپ چمکتی ہوئی بجلی کی طرح پل صراط عبور کر جائیں گی۔

تمام نے اپنی کتاب فائدہ میں مختصراً حضرت علی سے روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

(رسول اللہ نے فرمایا) جب قیامت کا روز ہوگا تو پردوں کے نیچے سے ایک آواز دینے والا آواز دیگا اے اہل محشر اپنی آنکھوں کو فاطمہ بنت محمد سے بند کر لو تاکہ آپ گزر جائیں۔

ابوبشران نے بی بی عائشہ سے مختصراً روایت کی ہے۔

تشریح:۔ (بطنان العرش کے معنی عرش کا درمیان مراد ہے)

۸۱۔ حضرت علی نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میری بیٹی میدان حشر میں اس صورت میں تشریف لائیں گی کہ آپ کے جسم مبارک پر کرامت کا جوڑا ہوگا جس کو آب حیات سے گوندھا گیا ہوگا۔ مخلوقات آپ کی طرف دیکھ کر تعجب اور حیرانی میں پڑ جائے گی اس کے بعد آپ کو جنت کا لباس پہنایا جائیگا۔ جو ایک ہزار لباس پر مشتمل ہوگا۔ اس لباس پر سبز رنگ سے لکھا ہوا ہوگا، فاطمہ کو نہایت خوبصورت حالت) شاندار صورت، بالکل پورے احترام اور زیادہ شان و شوکت سے داخل کرو۔ آپ دلہن کی طرح شان و شوکت سے جنت کی طرف تشریف لے جائیں گی۔ اور آپ کے ارد گرد ستر ہزار لونڈیاں ہونگی۔

(شرح الحیوان سے مراد زندگی ہے)

۸۲۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ فاطمہ نے اپنے نفس کو پاک و پاکیزہ رکھا۔ اللہ نے آپ کو اور آپ کی اولاد کو آگ پر حرام قرار دیا۔

۸۳۔ اسماء بنت عمیس جناب فاطمہ سے روایت کرتی ہیں۔ کہ میرے والد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ فرمایا میرے دونوں بیٹے کہاں ہیں، میں نے عرض کیا کہ ہم لوگوں نے صبح اس حالت میں کی ہے کہ ہمارے پاس

کھانے کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ وہ دونوں کہیں چلے گئے ہیں۔ میرے والد اپنے چچا کے فرزند (علی) کے ساتھ دونوں شہزادوں کی تلاش میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے دونوں بچوں کو ایک باغ میں کھیلتے ہوئے پایا اور دونوں کے سامنے کھجوریں رکھی ہوئی تھیں۔ حضرت علی نے ایک یہودی کی خاطر پانی کا ایک ڈول ایک کھجور کے عوض میں کھینچا۔ آپ نے اس صورت سے کچھ کھجوروں کو جمع فرمایا۔ ایک بچے کو میرے باپ نے اٹھایا۔ دوسرے کو حضرت علی نے اٹھایا۔ دونوں حضرات دونوں بچوں اور کھجوروں کو ساتھ لے کر تشریف لائے۔

۸۴۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ نے چکی پیسنے کی تکلیف کی رسول اللہ کی خدمت میں شکایت کی آپ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لے گئیں۔ آپ نے رسول اللہ کو نہ پایا۔ لیکن واقعہ سے بی بی عائشہ کو آگاہ کیا۔ بی بی عائشہ نے جناب فاطمہ کے آنے کی خبر سے رسول اللہ کو آگاہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہم لوگ اپنے بستروں پر لیٹ چلے تھے۔ میں نے اُٹھنا چاہا۔ آپ نے فرمایا تم دونوں اپنی اپنی جگہ پر لیٹے رہو۔ رسول اللہ ہمارے درمیان بیٹھ گئے۔ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر محسوس کی۔ فرمایا تم دونوں نے جس چیز کا مجھ سے سوال کیا ہے۔ اس کے بدلے میں کیں تم دونوں کو ایک بھلائی کی تعلیم کیوں نہ دوں۔ جب تم اپنی جگہوں پر لیٹ جاؤ تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر۔ تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ کہا کرو۔ یہ چیز تم دونوں کے لئے خادم سے بہتر ہے جو تمہاری خدمت کرتا ہے

۸۵۔ (بحذف اسناد) انس سے روایت ہے کہ حضرت بلال صبح کی نماز سے لیٹ ہو گئے۔ آپ سے رسول اللہ نے دریافت کیا کہ کس چیز نے تمہیں روک لیا تھا۔ عرض کیا میں جناب فاطمہ کے ہاں سے گزرا۔ آپ چکی پیس رہی تھیں اور بچہ رو رہا تھا۔ میں خود چکی پیسنے میں مشغول ہو گیا۔ اسی وجہ سے لیٹ ہو گیا ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا تم نے فاطمہ پر رحم کیا۔ اللہ تم پر رحم کرے گا۔

۸۶۔ حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ میری والدہ محترمہ فاطمہ بنت اسد گھر سے باہر کا کام کیا کرتی تھی۔ اور جناب فاطمہ گھر کے اندر کا کام کرتی تھیں۔

۸۷۔ اسماء بنت عمیس کا بیان ہے کہ میں جناب فاطمہ کی خدمت میں موجود تھی۔ آپ کا باپ رسول اللہ صلعم تشریف لاتے۔ فاطمہ کے گلے میں سونے کا ہار تھا۔ جس کو مال غنیمت کے حصے میں حضرت علی لائے تھے۔ جناب فاطمہ سے رسول اللہ نے فرمایا لوگوں کے اس قول پر غرور نہ کرنا۔ کہ فاطمہ ہمارے نبی کی بیٹی ہے اور تم نے ظالموں کا لباس پہنا ہوا ہے۔ آپ نے ہار کو فوراً توڑ کر اسی روز بیچ دیا۔ اس کی قیمت کے عوض میں آپ نے مومن غلام کو خرید کر آزاد کر دیا۔ رسول اللہ آپ کے اس عمل سے خوش ہوئے۔ اور آپ کے حق میں دعائے برکت کی۔ اس حدیث کو امام علی رضا نے بیان فرمایا ہے۔

۸۸۔ احمد اور ابو داؤد ثوبان سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلعم کسی سفر کے لئے عزم فرماتے تھے اپنے اہل میں سے جس انسان کے ساتھ آپ کی آخری بات چیت ہوتی تھی جناب فاطمہ ہوتی تھیں۔ جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے فاطمہ کے ہاں تشریف لاتے۔

آپ ایک جنگ سے واپس آئے۔ میں نے اپنے دروازے پر ٹاٹ کا پردہ لٹکایا ہوا تھا۔ نیز نے حسن اور حسین کو کنگن پہنا دئے۔ رسول اللہ واپس آئے۔ لیکن میرے گھر میں داخل نہ ہوئے۔ میں نے خیال کیا کہ رسول اللہ کے آنے میں یہ چیزیں مانع ہوتی ہیں۔ میں نے پردہ پھاڑ دیا۔ اور دونوں بچوں کے کنگن توڑ دیئے دونوں بچے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں روتے ہوئے حاضر ہوئے۔ فرمایا اے ثوبان یہ (رقم) لیکر فلاں گھر والوں کے ہاں چلے جاؤ۔ اے ثوبان فاطمہ کے لئے عشق پیچاں کا ہار اور ہاتھی دانت کے دو کنگن خرید لو۔ یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں۔ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ وہ دنیا میں پاکیزہ چیزیں کھایا کریں۔

۸۹۔ ام سلمہ سے روایت ہے کہ فاطمہ نے درد کی شکایت کی۔ علی ضرورت کے تحت باہر تشریف لے گئے۔ تھے۔ فاطمہ نے مجھے فرمایا۔ اے ماں مجھ پر پانی ڈالو۔ آپ نے اچھی طرح غسل کیا۔ پھر فرمایا اے ماں مجھے میرے نئے کپڑے لا دو۔ میں نے نئے کپڑے پیش کر دیئے۔ پھر فرمایا میرا بستر گھر کے درمیان لگا دو۔ آپ آرام فرما ہو گئیں۔ اپنا دایاں ہاتھ اپنی گردن کے نیچے رکھ دیا۔ قبلہ کی طرف منہ کر لیا۔ پھر فرمایا اے اماں میرا ابھی ابھی انتقال ہو جائے گا۔ نہ مجھے کوئی کھولے اور نہ مجھے کوئی غسل دے۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ آپ صلوات اللہ وسلامہ علیہا اسی جگہ انتقال کر گئیں۔ حضرت علی تشریف لائے۔ میں نے آپ کو سارا قصہ بتایا۔ فرمایا خدا کی قسم انہیں کوئی شخص نہ کھولے۔ آپ کو آپ کے غسل کے ساتھ دفن کیا گیا۔ نہ کسی نے آپ کو کھولا اور نہ کسی نے آپ کو غسل دیا۔

آپ کی نماز جنازہ حضرت علی نے پڑھی۔ بعض نے کہا کہ آپ کی نماز عباس نے پڑھی۔ آپ کی قبر میں علیؓ اور فضل بن عباس داخل ہوئے۔ آپ نے حضرت علی کو وصیت فرمائی کہ آپ کو رات کو دفن کیا جائے۔ ابو عمر بن عبدالبر نے ذکر کیا ہے کہ جب امام حسن کی وفات ہوئی تو آپ اپنی ماں فاطمہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ امام حسن کی قبر، عباس کی قبر کے پہلو میں مشہور و معروف ہے۔ رضی اللہ عنہم۔

۹۰۔ شیخ محب ابن نجاری اپنی کتاب الدرۃ الثمینۃ فی اخبار المدینۃ میں اپنے سلسلہ سند میں عبداللہ بن جعفر سے روایت کرتے ہیں۔ آپ کا بیان ہے کہ جنابہ فاطمہ کی قبر اپنے گھر میں ہے۔ اس گھر کو عمر بن العزیز نے مسجد میں شامل کر دیا تھا۔ جناب فاطمہؓ سے حسنؓ، حسینؓ، محسنؓ، زینبؓ اور رقیہ پیدا

پیدا ہوئیں۔ رقیہ ہی کو ام کلثوم کہتے ہیں اور محسنؑ بچپن کے عالم میں انتقال کر گئے[1]
فاطمہ کی زندگی میں علی نے کوئی اور شادی نہیں کی۔ اور رسول اللہؐ کا سلسلہ نسب آپ کی بیٹی فاطمہ سے چلا ہے۔

ابو طالب اور عبداللہ کی والدہ محترمہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم ہیں۔ حضرت علی کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدمناف ہیں۔ یہ پہلی ہاشمی عورت ہیں جو پیدا ہوئیں۔ اور اسلام لائیں۔ اور ہجرت کی اور آپ کا انتقال مدینہ میں ہوا۔ آپ کی وفات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے۔ اور آپ پر نماز جنازہ پڑھی۔ اور رسول اللہ صلعم نے آپ کو اپنی قمیض (بطور کفن) پہنائی۔ اور رسولؐ اللہ آپ کی قبر میں لیٹے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہؐ نے آپ کو دفن کیا۔

رسول اللہؐ نے فرمایا۔ فاطمہ بنت اسد مجھے بہت پیار کرتی تھیں۔ اور حضرت ابو طالب کی وفات کے بعد آپ میرے ساتھ بے حد اچھا سلوک فرماتی تھیں۔ آپ نے ابو طالب کے نکاح میں ہوتے ہوئے عقیل، جعفر اور حضرت علی کو جنا۔ حضرت علی جناب جعفر سے دس سال چھوٹے تھے۔ اور جناب جعفر عقیل سے دس سال چھوٹے تھے۔ اور آپ سے جناب ام ہانی پیدا ہوئیں۔ جن کا نام فاختہ یا جمانہ ہے۔

۹۱۔ معاذہ عدویہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو بصرہ میں منبر پر فرماتے ہوئے سُنا۔ "صدیق اکبر میں ہُوں"

۹۲۔ ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہُوئے سُنا۔ "اے علی تم صدیق اکبر ہو اور تم وہ فاروق ہو جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرو گے اور تم مومنین کے سردار ہو۔" رسول اللہؐ نے آپ کی کنیت ابو تراب رکھی تھی۔ اس بات کا پورا واقعہ کتاب بخاری، مسلم اور ترمذی میں مذکور ہے۔

۹۳۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب المناقب میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا صدیق تین شخص ہیں۔ حبیب نجار مومن آل یٰسین جس نے کہا اے میری قوم رسولوں کی پیروی کرو۔ حزقیل مومن آل فرعون جس نے کہا کیا تم لوگ اس شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور (تیسرے) علی بن ابی طالب ہیں جو ان سے افضل ہیں۔

۹۴۔ بخاری اور مسلم میں آپ کا یہ شعر درج ہے:۔

---

[1] حقیقت یہ ہے کہ جناب محسن ماں کے شکم سے ساقط ہو کر انتقال کر گئے تھے۔ آپ کا اسقاط باب فاطمہ کے سلسلہ میں ہوا تھا۔ مزید تفصیل علامہ شہرستانی کی کتاب ملل نحل میں دیکھیں ۱۲ محمد شریف عفی عنہ

انا الذی سمتنی امی حیدرا ۔ ضرغام آجام ولیث قسورہ

میں وہ شخص ہوں کہ جس کی ماں نے جس کا نام حیدر رکھا، میں کچھار کا شیر ببر ہوں اور چیر نے پھاڑنے والا شیر ہوں۔ حضرت علی کی ماں نے آپ کا نام اسد (شیر) اپنے باپ اسد کے نام پر رکھا تھا۔ اسد اور حیدر کے معانی ایک ہیں۔ حضرت ابوطالب نے آپ کا نام علی رکھا تھا۔" جناب ابوطالب کا لقب بیضۃ البلد، امین شریف، مہتدی، اور ذی الاذن الواعیہ تھا (یاد رکھنے والا کان)

۹۵۔ مجاہد بن جبر بیان کرتے ہیں کہ قریش قحط سالی کی تکلیف میں مبتلا ہو گئے۔ جناب ابوطالب عیالدار آدمی تھے۔ رسول اللہ نے عباس سے فرمایا کہ ہمیں اپنے چچا (ابوطالب) کا ضرور ہاتھ بٹانا چاہیئے۔ رسول اللہ اور عباس نے آپ سے کہا کہ آپ کا ارادہ ہو تو ہم لوگ آپ کا ہاتھ بٹائیں۔ اور آپ کی تکلیف کو کم کر دیں۔ جناب ابوطالب نے کہا کہ تم عقیل کو میرے پاس رہنے دو۔ باقی جس طرح تمہاری مرضی ہو ویسا کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ اور عباس نے جناب جعفر کو لے لیا۔ علیؑ ہمیشہ رسول اللہ کے ساتھ رہے۔ سب سے پہلے رسول اللہ پر ایمان لائے۔ آپ کی تصدیق کی اور آپ کی پیروی کی۔

۹۶۔ عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ میں ابوبکر، ابو عبیدہ اور صحابہ کی ایک جماعت موجود تھی۔ اچانک رسول اللہ نے علی کے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا اے علی تم مومنین سے پہلے ایمان اور اسلام لائے اور آپ کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔

۹۷۔ ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی تم سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی۔

۹۸۔ معاذہ عدویہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے علی کو منبر پر فرماتے ہوئے سُنا۔ میں صدیق اکبر ہوں۔ میں ابوبکر سے پہلے ایمان لایا۔ اور میں ابوبکر سے پہلے اسلام لایا۔

۹۹۔ حضرت سلمان سے روایت ہے کہ سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی ہیں۔"

۱۰۰۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا (ایمان واسلام میں) سبقت اور پہل کرنے والے تین شخص ہیں۔ یوشع بن نون نے موسیٰ کی طرف، صاحب یسین نے عیسیٰ کی طرف اور علیؑ نے میری طرف سبقت کی تھی۔"

اکثر احادیث اس بارے میں وارد ہوتی ہیں کہ سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت ابوبکر ہیں۔ لیکن ان احادیث کی تاویل یہ کی جائے گی کہ آپ نے سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا اور علی وہ ہیں جن کی ابتدا ہی اسلام پر ہوئی تھی۔ ہم اس بارے کافی گفتگو اپنی کتاب الریاض النضرہ

فی فضائل العشرۃ رضی اللہ عنہم میں کی ہے۔

۱۰۱۔ انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوموار کے دن مبعوث برسالت ہوئے اور علی منگل کے روز اسلام لائے۔

۱۰۲۔ رافع سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوموار کے دن مبعوث برسالت ہوئے۔ جناب خدیجہ نے سوموار کے آخری حصہ میں نماز ادا کی۔ اور علی نے منگل کی صبح کو نماز ادا کی۔ عفیف کندی کی حدیث خدیجہ اور علی کے سبقت اسلام کے بارے میں بہت طویل ہے۔ جس کو امام احمد بن حنبل نے بیان کیا ہے۔

۱۰۳۔ حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ میں نے اس امت کے لوگوں سے پانچ سال پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تھی۔

۱۰۴۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ میں نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز ادا کی۔

۱۰۵۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ علی کے چار خصوصیات ایسے ہیں جو کسی انسان کو حاصل نہیں ہیں۔ آپ نے سب سے پہلے رسول اللہ کے ساتھ نماز ادا کی۔

۱۰۶۔ بیان کرتے ہیں کہ جناب ابوطالب نے حضرت علی سے فرمایا۔ اے میرے فرزند یہ کون سا دین ہے۔ جس پر تم قائم ہو۔ عرض کیا اے میرے باپ یہ اللہ کا دین ہے۔ میں اللہ کے رسول پر ایمان لا چکا ہوں۔ اور آپ کے ساتھ نماز ادا کی ہے۔ ابوطالب نے آپ سے کہا اگر یہی بات ہے تو میں آپ کے حق میں دعائے خیر کرتا ہوں۔ اور تم محمد کے ساتھ ڈٹے رہو۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے بعد مکہ میں تین روز قیام فرما رہے۔ علی نے وہ امانتیں واپس کیں جو لوگوں نے رسول اللہ کے پاس رکھی تھیں۔ اس کے بعد حضرت علی قبا کے مقام پر رسول اللہ سے جا کر مل گئے۔ علی قبا میں ایک رات یا دو راتیں قیام پذیر رہے۔

۱۰۷۔ عبداللہ بن حرث سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ مجھے اپنی اس جلیل القدر منزلت سے آگاہ فرمایئے جو آپ کو رسول اللہ کی جانب سے حاصل تھی۔ فرمایا میں رسول اللہ کے پاس سویا ہوا تھا اور آپ نماز میں مشغول تھے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے علی! جو بھلائی کی بات میں نے اپنی ذات کے لئے اللہ تعالیٰ سے مانگی ہے وہ تمہاری ذات کے لئے بھی مانگی ہے۔ اپنی ذات کے لئے جس شر سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی ہے اور وہی پناہ اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے مانگی ہے!

۱۰۸۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ نے فرمایا۔ کسی حاصل کرنے والے نے علی جیتنی فضیلت حاصل نہیں کی۔ آپ اپنے ماننے والے کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرتے تھے۔ اور

اس کو ہلاکت سے بچاتے تھے۔"

۱۰۹۔ حضرت علی نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی! تم سب سے پہلے میرے ساتھ جنت میں بلاحساب داخل ہوگے۔ اس حدیث کو امام علی بن موسیٰ رضا علیہم السلام نے روایت کیا ہے۔"

۱۱۰۔ انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم کے پاس بھنا ہوا پرندہ موجود تھا۔ آپ نے فرمایا اے میرے اللہ میرے پاس اپنے محبوب ترین بندے کو بھیج جو میرے ساتھ اس پرندے کو تناول کرے۔ حضرت علی تشریف لائے اور آپ نے رسول اللہ کے ساتھ پرندے کو تناول فرمایا۔

۱۱۱۔ انس سے روایت ہے کہ انصار کی ایک عورت نے رسول اللہ کی خدمت میں پرندہ پیش کیا۔ رسول اللہ نے پرندے کا لقمہ تناول کیا اور فرمایا اے میرے اللہ میرے پاس اس شخص کو بھیج جو تیرے اور میرے نزدیک محبوب ہو۔ علی تشریف لائے اور دق الباب کیا۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ رسول اللہ کسی حاجت میں مشغول ہیں۔ رسول اللہ نے اور لقمہ تناول کیا وہی فقرہ دوہرایا، علی نے (پھر) دق الباب کیا میں نے کہا رسول اللہ کسی کام میں مصروف ہیں۔ (پھر) حضرت علی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اپنی آواز کو بلند کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا اے انس دروازے کو کھول دو۔ حضرت علی تشریف لائے اور علی سے فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے تمہیں بھیج دیا۔ میں نے ہر لقمہ کھاتے وقت دعا کی ہے کہ اللہ تعالےٰ میرے پاس اپنے اس بندے کو بھیج جو اس کے نزدیک اور میرے نزدیک محبوب ترین انسان ہو۔ اے علی، وہ تم ہو۔ حضرت علی نے عرض کیا میں نے تین مرتبہ دق الباب کیا۔ لیکن انس نے مجھے روک دیا تھا، فرمایا اے انس، تم نے اس کو کیوں روک دیا تھا؟ میں نے عرض کیا میں چاہتا تھا کہ آپ کے ساتھ وہ انسان کھائے جو انصار سے تعلق رکھتا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا آدمی کو اپنی قوم سے محبت رکھنے کے بارے میں ملامت نہیں کی جاسکتی۔"

۱۱۲۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علی رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ علی کی خاطر کھڑے ہوگئے اور آپ کو گلے لگالیا۔ اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ عباس نے عرض کیا یارسول اللہ آپ اس کو دوست رکھتے ہیں؟ فرمایا اے چچا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اس کو مجھ سے زیادہ دوست رکھتا ہے۔

۱۱۳۔ عائشہ سے روایت ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ کون آدمی رسول اللہ کو زیادہ پیارا تھا، فرمایا فاطمہ، دریافت کیا گیا کہ مردوں میں کون تھا؟ فرمایا فاطمہ کا شوہر۔"

۱۱۴۔ بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ علی سے زیادہ کوئی شخص رسول اللہ کو پیارا نہیں تھا اور نہ فاطمہ سے

زیادہ پیاری کوئی عورت تھی۔

۱۱۵۔ معاذیہ غفاریہ کہتی ہے کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں بی بی عائشہ کے گھر میں حاضر ہوئی۔ اور علی رسول اللہ کے ہاں جا چکے تھے۔ فرمایا۔ اے عائشہ یہ شخص تمام مردوں سے میرے نزدیک زیادہ پیارا ہے اور زیادہ عزت والا ہے، تم اس کے حق کو جانو اور اس کی عزت کیا کرو۔"

۱۱۶۔ معاویہ بن ثعلبہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ابوذر کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا۔ جب آپ مسجد مدینہ میں تشریف فرما تھے۔ اس شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ مجھے اس آدمی کے متعلق مطلع فرمائیے جو آپ کے نزدیک زیادہ پیارا ہو۔ جو آپ کے نزدیک زیادہ پیارا ہو گا۔ وہ رسول اللہ کے نزدیک پیارا ہو گا۔ فرمایا کعبہ کے رب کی قسم وہ بزرگ ہیں۔ آپ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔

۱۱۷۔ براء بن عازب کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی تم کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو میرے سر کو میرے بدن سے۔

۱۱۸۔ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی تم کو مجھ سے وہ منزلت اور درجہ حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسٰے سے حاصل تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔

۱۱۹۔ اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو دعا کرتے ہوئے سُنا آپ فرما رہے تھے اے میرے اللہ میں آپ سے وہ سوال کرتا ہوں جو میرے بھائی موسٰے نے کیا تھا۔ میرے اہل میں میرے بھائی علی کو میرا وزیر بنا اور اس کے ذریعے میری کمر دری کو مضبوط کر اور اسے میرے کام میں شریک فرما تاکہ ہم تیری تسبیح زیادہ کریں اور تمہیں بہت یاد کریں اور تو ہمارے حال سے آگاہ ہے۔"

۱۲۰۔ اسماء کا بیان ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل نے آکر کہا اے محمد تیرا رب تمہیں سلام کہتا ہے اور یہ کہا ہے کہ علیؑ کو تم سے وہ منزلت حاصل ہے جو جناب ہارونؑ کو حضرت موسٰےؑ سے حاصل تھی۔ لیکن تیرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ اس حدیث کو امام رضا علیہ السلام نے روایت کیا ہے۔!

۱۲۱۔ مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت ہے۔ رسول اللہ نے ثقیف کے وفد کو اس کی آمد کے موقعہ پر فرمایا۔ تمہیں اطاعت گزار بن جانا چاہیئے۔ ورنہ میں تمہارے پاس ایک ایسا انسان روانہ کروں گا جو مجھ میں سے ہو گا یا میری جان کی مانند ہو گا۔ وہ ضرور تمہاری گردنیں اُڑا دے گا۔ اور ضرور تمہاری اولاد کو قید کرے گا۔ اور ضرور تمہارا مال چھین لے گا۔

حضرت عمر بن خطاب کا کہنا ہے کہ صرف اس روز مجھے سرداری حاصل کرنے کی تمنا ہوئی تھی۔ رسول اللہ

نے علی کی طرف مُنہ موڑا اور فرمایا وہ شخص یہ ہیں۔

۱۲۲۔ انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ ہر نبی کی اُمت میں ایک فرد اس نبی کی مانند ہوتا ہے۔ اور میری نظیر علی ہیں۔

۱۲۳۔ ابوایوب انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا فرشتوں نے لوگوں سے پہلے سات سال علی پر درود بھیجا۔ کیونکہ ہم لوگ اس وقت نماز پڑھتے تھے جب ہمارے ساتھ کوئی اور شخص نماز میں شریک نہیں ہوتا تھا۔

۱۲۴۔ ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جب (شب معراج) رات کے وقت آسمان پر گیا تو میرا گذر ایک ایسے فرشتے کے پاس سے ہوا جو نور کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کی ایک ٹانگ مشرق میں اور دوسری ٹانگ مغرب میں پھیلی ہوئی تھی۔ اور اس کے سامنے ایک تختی موجود تھی جس پر وہ دیکھ رہا تھا۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کون ہیں۔ کہا یہ عزرائیل ہیں۔ جبرائیل اور میں نے اس پر سلام کیا۔ اس نے کہا اے احمد تم پر سلام ہو۔ تیرے چچا کے بھائی علیؑ اس وقت کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا کیا تم اس کو جانتے ہو؟ کہا کہ میں اس کو کیونکر نہ جانوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے تیری اور تیرے چچا کے بھائی علی کی روح کے سوا باقی تمام مخلوقات کی روحوں کو قبض کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ تم دونوں کو اللہ تعالیٰ اپنی مشیت سے موت دے گا۔

۱۲۵۔ عمرو بن شاش اسلمی جو اصحاب حدیبیہ میں سے تھے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت علی کے ساتھ یمن کی طرف گیا۔ سفر میں آپ نے میرے ساتھ زیادتی کی۔ جب میں سفر سے واپس آیا تو میں نے آپ کی شکایت مسجد میں بیان کر دی۔ میں پھر صبح کو مسجد میں داخل ہوا۔ اور مسجد میں رسول اللہ اپنے اصحاب کے ساتھ قیام فرما تھے۔ فرمایا خدا کی قسم اے عمرو تم نے مجھے اذیت دی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کی اذیت سے اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ فرمایا جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔"

۱۲۶۔ جابر رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جس شخص نے علی کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ جس نے علی سے کینہ رکھا اس نے مجھ سے کینہ رکھا، جس نے علیؑ کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ جس نے مجھے تکلیف دی، اس نے خدا کو تکلیف دی۔

۱۲۷۔ ام سلمہ روایت کرتی ہیں کہ میں اس بات کی گواہ ہوں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا جس نے علی کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا، جس نے مجھے دوست رکھا اس نے خدا کو دوست رکھا۔ جس نے علی سے کینہ رکھا اس نے مجھ سے کینہ رکھا۔ اور جس نے مجھ سے کینہ رکھا اس نے خدا سے کینہ رکھا۔

۱۲۸۔ مخلص ذہبی اور دیگر حضرات نے اس حدیث کو عمار بن یاسر سے روایت کیا ہے اور یہ عبارت اضافہ کی ہے۔ جس نے علی کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا جس نے مجھے دوست رکھا اس نے اللہ عزوجل

کو دوست رکھا۔

۱۲۹۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا جس نے علی کو گالیاں دیں اس نے مجھے گالیاں دیں۔ اور جس نے مجھے گالیاں دیں اس نے خدا کو گالیاں دیں۔ اور جس نے خدا کو گالیاں دیں اللہ اس کو نتھنوں کے بل جہنم میں ڈالے گا"

۱۳۰۔ ام سلمہ سے روایت ہے رسول اللہ نے فرمایا جس نے علی کو گالیاں دیں اس نے مجھے گالیاں دیں۔

۱۳۱۔ ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے علی جس نے تمہیں چھوڑ دیا اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ جس نے مجھے چھوڑ دیا۔ اس نے خدا کو چھوڑ دیا۔

۱۳۲۔ ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی جس نے تمہاری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ جس نے تیری نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ امام ابوبکر اسماعیل اور قبری نے یہ عبارت زیادہ کی ہے۔ جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

۱۳۳۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے تلاش کیا اور مجھے ایک دیوار کے نیچے سویا ہوا پاکر اپنے قدم مبارک سے بیدار کر کے فرمایا۔ خدا کی قسم میں اس بات پر ضرور راضی ہوں کہ تم میرے بھائی ہو اور تم میرے فرزندوں کے والد ہو۔ تم میری سنت پر جہاد کرو گے۔ جو شخص میرے عہد پر مر جائے گا وہ جنت کی کان میں ہوگا۔ اور جو شخص تیرے عہد پر انتقال کر جائے گا۔ اس نے اپنے انجام کو پورا کیا۔ جو شخص تیری موت کے بعد تیری محبت پر مر گیا۔ اللہ تبارک و تعالےٰ اس کا خاتمہ امن اور ایمان کے ساتھ کرے گا۔ خواہ آفتاب طلوع کرے۔ خواہ غروب کرے"

۱۳۴۔ جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جنت کے دروازے پر یہ عبارت تحریر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ محمد اللہ کے رسول ہیں اور علی اللہ کے رسول کے بھائی ہیں۔ ایک روایت میں یہ عبارت زائد ہے اور آسمانوں کی خلقت سے ایک ہزار سال پہلے یہ عبارت تحریر تھی"

امام احمد اور ترمذی نے دو حدیثیں نقل کی ہیں کہ علی نبی صلعم کے بھائی ہیں۔

۱۳۵۔ براء ابن عازب سے حدیث غدیر خم مروی ہے کہ ہم لوگ حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں موجود تھے۔ ہم لوگ غدیر خم کے مقام پر اتر گئے۔ نماز جامعہ کی آواز بلند کی گئی۔ ہم نے رسول اللہ صلعم کی اقتدا میں نماز ظہر ادا کی۔ رسول اللہ نے علی کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ میں مومنوں کی جان سے ان سے افضل ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں ایسا ہے۔ آپ نے علی کے ہاتھ کو بلند کر کے فرمایا جس کا میں مولا ہوں یہ علی اس کے مولا ہیں۔ اے میرے اللہ! جو علی کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ

اور جو علی سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ۔ اس کے بعد حضرت علی سے عمر بن خطاب کی ملاقات ہو گئی۔ آپ نے کہا اے ابوطالب کے بیٹے آپ میرے اور ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت کے سردار ہو گئے۔

امام احمد بن حنبل نے مناقب میں اس حدیث کو عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور یہ عبارت زیادہ بیان کی ہے (رسول اللہ نے فرمایا) اے اللہ تو اس کی مدد کر جو علی کی مدد کرے تو اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے۔ شعیب نے کہا کہ یہ بھی فرمایا تو اس سے کینہ رکھ جو علی سے کینہ رکھے۔" زید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضرت علی نے قسم طلب کی۔ فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کس شخص نے رسول اللہ صلعم سے یہ بات سماعت کی تھی۔ اس وقت اس شخص کو کھڑا ہو جانا چاہیئے سولہ آدمی کھڑے ہو گئے" اور انہوں نے اس بات کی گواہی دی کہ انہوں نے غدیر خم کے روز رسول اللہ کو مذکورہ بالا حدیث فرماتے ہوئے سُنا

۱۳۶۔ زیاد بن ابی زیاد روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کو (مسجد) کوفہ کے منبر پر بیان فرماتے ہوئے سنا آپ نے لوگوں کو قسم دی، فرمایا میں اس شخص سے اللہ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ اس نے رسول اللہ صلعم سے غدیر خم کے مقام پر کیا سُنا۔ اس شخص کو کھڑا ہو جانا چاہیئے۔ بدر کی جنگ میں جہاد کرنے والے بارہ صحابی کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اس بات کی گواہی دی۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے بیان کیا ہے۔

رسول اللہ صلعم کی اس حدیث کا بیان کہ علی ہر مومن کے سردار ہیں

۱۔ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں وہ میرے بعد ہر مومن کے سردار ہیں۔

۲۔ بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے فرمایا اے بریدہ علی سے کینہ نہ رکھنا۔ اگر تم علی سے محبت رکھتے ہو تو اپنی محبت کو اور زیادہ کرو۔ اُمت کا کوئی آدمی مجھے علی سے زیادہ پیارا نہیں ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا تم علی کے درپے نہ ہو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ وہ میرے بعد تم لوگوں کے سردار ہیں۔

۳۔ ترمذی نے عمران بن حصین سے ایک مفصل حدیث بیان کی ہے جس میں رسول اللہ نے فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں وہ میرے بعد ہر مومن کے سردار ہیں۔

۴۔ ابورافع سے روایت ہے کہ جب احد کی لڑائی کے روز علی نے مشرکین کو قتل کر دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ اور جبرائیل نے کہا میں تم دونوں سے ہوں۔

۵۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کی رات ارشاد فرمایا کہ کون ایسا شخص ہے جو ہم لوگوں کو پانی پلائے گا۔ لوگ خاموش رہے حضرت علی کھڑے ہوگئے۔ آپ مشک کو بغل میں دبا کنواں کے پاس تشریف لائے۔ کنواں گہرا اور تاریک تھا۔ آپ اس کے اندر اتر گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جبرائیل میکائیل اور اسرافیل کو وحی کی۔ کہ محمدؐ اور آپ کے گروہ کی مدد کے لئے تیار ہو جائیے۔ یہ فرشتے آسمان سے نیچے اُترے۔ جب کنواں کے محاذ میں پہنچے۔ حضرت علی پر بزرگی اور عزت کا سلام کیا۔

۶۔ ابوالحمراؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جب (شب معراج) رات کے وقت آسمان کی طرف گیا تو میں نے عرش کے دائیں جانب دیکھا۔ میں نے وہاں یہ لکھا ہوا دیکھا۔ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی ونصرتہ بہ

۷۔ ابوسعید اور ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو حج کے لئے روانہ فرمایا جب ضجنان کے مقام پر پہنچے تو آپ نے علی کی اونٹنی کے بلبلانے کی آواز سنی۔ حضرت علی تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر نے کہا اب میری کیا پوزیشن ہے۔ فرمایا خیریت ہے۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ برأت دے کر روانہ فرمایا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ واپس تشریف لائے۔ اور کہا میرے بارے میں کیا ارشاد ہے فرمایا تم بھلائی پر ہو اور تم میرے غار کے ساتھی ہو۔ لیکن اس پیغام کو میں خود پہنچا سکتا ہوں۔ یا وہ آدمی ہو جو مجھ سے ہو یعنی علی۔

امام احمد بن حنبل حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابوبکر واپس لوٹ کر آئے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر سے فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل آئے تھے اور کہا اے محمد (ان آیات کی) تم ادا کر سکتے ہو یا وہ آدمی جو تم سے ہو۔

تشریح :- ضجنان مدینہ اور مکہ کے درمیان ایک پہاڑ ہے اور بغام اونٹنی کی آواز کو کہتے ہیں۔

۸۔ امام حسن فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ "میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کے سردار ہیں۔ رسول اللہ نے کسی آدمی کو انصار کے پاس روانہ کیا۔ انصار آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ فرمایا اے گروہ انصار کیوں نہ میں تمہیں ایک ایسی بات سے آگاہ کروں اگر اس کو مضبوط پکڑو تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو۔ انہوں نے کہا ہاں۔ فرمایا اس علی کو دوست رکھو۔ اس کی عزت کرو اور اس کی پیروی کرو۔ علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔ علی تمہیں ہدایت کی طرف راہنمائی کریں گے۔ اور ہلاکت کی طرف تمہیں ہدایت نہ کریں گے۔ جو بات میں تم سے کہہ رہا ہوں اس کی خبر مجھے جبرائیل نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے لا کر دی ہے۔

۹۔ عبداللہ بن اسعد بن زرارہ رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں جب رات کے وقت

آسمان کی طرف گیا جب میں اپنے رب کے قریب پہنچ گیا تو اللہ نے علی کے تین فضائل کے متعلق مجھے وحی کی۔ اور کہا کہ علی مسلمانوں کے سردار ہیں۔ پرہیزگاروں کے ولی ہیں اور سفید پیشانیوں والوں کے راہنما ہیں۔"

امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے دادا حضرت علی علیہ السلام سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور ایک فقرہ زیادہ کیا ہے کہ علی دین کے سردار ہیں۔

۱۰۔ جابر سے ایک طویل حدیث مناسک حج کے متعلق روایت کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے ترسٹھ قربانی کے اونٹوں کو ذبح کیا۔ پھر ذبح کرنے کا آلہ حضرت علی کو عطا کیا۔ آپ نے رسول اللہ کے ذبح کردہ اونٹوں کے علاوہ اور ایک سو اونٹ قربان کئے۔ رسول اللہ نے علی کو ان اونٹوں کے گوشت کی تقسیم میں بھی اپنا شریک کار بنایا۔ پھر علی کو حکم دیا کہ ہر ایک قربانی کے جانور کے گوشت میں سے تھوڑا تھوڑا گوشت لے کر ایک ہنڈیا میں ڈال دیا جائے۔ گوشت پکایا گیا۔ دونوں نے گوشت اور شوربا کو تناول فرمایا۔

۱۱۔ قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے حضرت علی کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا اور کہا سمعت النبی صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم یقول لا یجوز احد الصراط الا من کتب لہ علی الجواز۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے" کہ پل صراط پر کوئی شخص نہیں گزر سکے گا۔ جب تک اس کے پاس حضرت علی کی طرف سے عطا کردہ ٹکٹ نہیں ہوگا۔ اس حدیث کو ابن سمان نے کتاب الموافقہ میں روایت کیا ہے۔"

وصیّت کا ذکر

۱۲۔ بریدہ سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے۔ میرے وصی اور وارث علی ہیں۔

۱۳۔ انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے وصی، میرے وارث، میرے قرض کو ادا کرنے والے اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

۱۴۔ بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ میرے حبیب کو میرے پاس بلاؤ۔ حضرت ابوبکر آئے پھر حضرت عمر حاضر ہوئے۔ آپ نے ان دونوں حضرات کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ پھر فرمایا میرے حبیب کو میرے پاس بلاؤ۔ انہوں نے حضرت علی کو بلایا۔ آپ نے جب علی کو دیکھا تو آپ کو اپنے اس کپڑے کے اندر داخل فرما لیا جو آپ نے اوڑھا ہوا تھا۔ آپ اسی حالت میں حضرت علی کو اپنے ساتھ لگائے رہے حتیٰ کہ آپ کا انتقال ہوگیا۔" اس حدیث کو امام فخرالدین رازی نے بیان کیا ہے۔

جناب ام سلمہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمام لوگوں سے حضرت علی رسول اللہ کے زیادہ قریب تھے۔ اور آخری وقت میں آپ سے گفتگو فرما رہے تھے۔ ہم لوگ دروازے کے پاس موجود تھے۔ رسول اللہ حضرت علی سے راز و نیاز کی باتیں فرما رہے تھے۔ اور اسی حالت میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور ذکر کیا ہے کہ قلعہ خیبر حضرت علی کے ہاتھ سے فتح ہوا تھا۔

۱۶۔ ابو سعید سے روایت ہے کہ خیبر کی لڑائی کے روز رسول اللہ صلعم نے علم کو اپنے ہاتھ مبارک میں لے کر تین مرتبہ حرکت دی۔ پھر فرمایا اس علم کو اس کے لوازمات کو مدنظر رکھتے ہوئے کون لے گا۔ فلاں آدمی حاضر ہوئے اور عرض کیا میں ایسا کر سکتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد کے چہرے کو کرم بنایا۔ میں اس علم کو ایسے شخص کو ہرگز نہیں دوں گا جو وہاں سے بھاگ جائے اے علی اس علم کو تم لے کر چلے جاؤ۔ حضرت علی علم لے کر میدان کارزار میں تشریف لے گئے۔ حتیٰ کہ خیبر فتح ہوگیا۔

۱۷۔ رافع کا بیان ہے کہ حضرت علی نے دروازے کو اکھاڑ دیا۔ اور میرے ساتھ سات آدمی تھے۔ اور میں آٹھواں آدمی تھا۔ ہم نے دروازے کو اکھاڑنے کی پوری کوشش کی۔ لیکن ہم دروازے کو اکھاڑنے میں ناکام رہے۔

۱۸۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا تھا اس کے بعد میری آنکھ کبھی تکلیف میں مبتلا نہ ہوئی۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ جب سے رسول اللہ صلعم نے خیبر کی لڑائی کے روز مجھے علم عطا کرتے وقت میرے چہرے پر اپنا ہاتھ پھیرا اور میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ اس کے بعد میری آنکھیں کبھی آشوب چشم کی تکلیف میں مبتلا نہیں ہوتیں۔

۱۹۔ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ حضرت علی گرمیوں کا لباس سردیوں میں زیب تن کئے ہوئے تھے۔ آپ سے میرے باپ نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خیبر کی جنگ کے روز اس حالت میں روانہ کیا کہ میری دونوں آنکھیں دکھتی تھیں۔ آپ نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور فرمایا اے میرے اللہ! اس سے گرمی اور سردی کو دور رکھ۔ اس دن کے بعد میں کبھی اپنے آپ میں گرمی اور سردی کو محسوس نہیں کرتا۔

۲۰۔ عمرو بن حبشی سے روایت ہے امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ کی شہادت کے وقت میں خطبہ دیا اور فرمایا کہ آج رات تم سے ایسا شخص جدا ہوا ہے جس کے حق میں میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں علم ایسے شخص کو دوں گا جو اس وقت تک واپس نہیں پلٹے گا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کے

ہاتھ پر فتح دے گا۔ اس شخص نے سونا اور چاندی میں سات سو درہم کے سوا اور کوئی چیز نہیں چھوڑی اور یہ رقم لوگوں میں بخشش کرنے سے بچ گئی تھی۔ اس سے اپنے گھر والوں کے لئے نوکر خریدنا چاہتے تھے۔

۲۰۔ امام حسن سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ تم سے ایسا شخص جُدا ہوا ہے جس کی خصوصیات کو پہلے لوگوں نے حاصل کیا ہے اور نہ آنے والے لوگ ان کو حاصل کر سکیں گے۔ میرے نانا صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم جس لڑائی میں آپ کو روانہ فرمایا تھا۔ آپ کے دائیں پہلو میں جبرائیل اور بائیں پہلو میں میکائیل موجود تھے۔ اور آپ فتح کئے بغیر واپس تشریف نہ لاتے تھے۔

۲۱۔ ابو جعفر محمد بن علی الباقر سے روایت ہے کہ بدر کی لڑائی کے روز آسمان کی جانب سے ایک فرشتے نے آواز بلند کی جس کا نام رضوان تھا۔ لا سیف الا ذوالفقار لا فتی الا علی۔ حسن بن عرفہ عبدی نے بیان کیا ہے کہ تلوار کا نام ذوالفقار اس لئے تھا کہ اس میں چھوٹے چھوٹے دندانے پڑے ہوئے تھے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ علی نے بدر کی جنگ کے روز علم لیا تھا اور حکم نے کہا کہ علی نے بدر کی لڑائی اور دیگر تمام لڑائیوں میں علم لیا تھا۔

۲۲۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ میں احد کی جنگ کے موقع پر اپنے ہاتھ سے وار کر رہا تھا کہ علم میرے ہاتھ سے گر گیا تو رسول اللہ نے فرمایا اس کو بائیں ہاتھ میں پکڑ لو۔ آپ دنیا اور آخرت میں میرا علم اٹھانے والے ہیں۔ مالک بن دینار کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن جبیر اور اس کے دیگر عالم بھائیوں سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم اٹھانے والا کون ہوتا تھا۔ ان لوگوں نے کہا کہ علم اُٹھانے والے علی ہوتے تھے۔

۲۳۔ مخدوج ذہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علی سب سے پہلے مجھے اور آپ کو بلایا جائے گا ہم لوگ عرش کی دائیں جانب سے کھڑے ہو جائیں گے۔ ہمیں جنت کے سبز جوڑے پہنا دیئے جائیں گے۔ میں ایک بات سے تمہیں آگاہ کرتا ہوں اس کا تمہیں یقین ہونا چاہیئے۔ تمام امتوں میں سے میری امت کا حساب قیامت کے روز پہلے ہوگا۔ تمہیں اس بات کی بشارت ہو کہ میری قرابت اور میرے نزدیک تیری منزلت کی وجہ سے تمہیں پہلے بلایا جائے گا۔ پھر تمہیں میرا علم دیا جائے گا۔ جس کا نام لواء الحمد ہے۔ تم صفوں کے درمیان چلو گے۔ حضرت آدم اور تمام مخلوقات قیامت کے روز میرے علم کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔ تم علم کر لے کر اس شان سے چلو گے کہ تمہاری دائیں جانب حسن اور بائیں جانب حسین ہوں گے۔ حتیٰ کہ تم میرے اور حضرت ابراہیم کے درمیان عرش کے سائے کے نیچے رک جاؤ گے۔ پھر عرش کے نیچے سے ایک آواز دینے والا آواز دے گا۔ اے محمد اچھا باپ تیرا

باپ حضرت ابراہیم ہے اور اچھا بھائی تیرا بھائی علی ہے ۔ اے علی تمہیں اس بات کی خوشخبری حاصل ہو کہ جب مجھے لباس پہنایا جائے گا اس وقت تمہیں لباس پہنایا جائے گا۔ جب مجھے بلایا جائے گا اس وقت تمہیں بلایا جائے گا اور جب مجھے تحفے ملیں گے ۔ اس وقت تمہیں تحفے ملیں گے ،

شرح ۱ ۔ سماطین کے معانی جانبین کے ہیں کہا جاتا ہے کہ وہ دونوں صفوں کے درمیان چلا۔

حدیث خاصف النعل اور حضرت علی

۱۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ صلح حدیبیہ کے دن مشرکین کے آدمی ہمارے پاس آئے جن میں سہیل بن عمرو بھی تھا۔ اُنہوں نے کہا اے محمد ہمارے لڑکے ، ہمارے بھائی اور ہمارے غلام ہمارا مال لے کر آپ کے پاس آگئے ہیں ۔ انہیں ہمارے حوالے کر دیجئے ۔ آپ نے فرمایا اے گروہ قریش تمہیں اس کام سے باز آجانا چاہیئے ورنہ میں تمہارے پاس ایک ایسا آدمی روانہ کروں گا جو دین کی خاطر تمہاری گردنیں اڑا دے گا۔ اللہ نے اس کے دل کا امتحان ایمان کے ساتھ لے لیا ہے ۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ وہ کون شخص ہیں! فرمایا یہ وہ شخص ہے جو جوتے کو درست کر رہا ہے ۔ آپ نے علی کو اپنی جوتی درست کرنے کے لئے دی تھی" پھر علی علیہ السلام اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے جو آپ کے پاس تھا اور کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ کی نسبت دے ۔ اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنانا چاہیئے۔

۲۔ ابو سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ تم میں ایک ایسا شخص ہے کہ وہ قرآن کی تفسیر پر اس طرح جہاد کرے گا جس طرح میں نے قرآن کے نازل ہونے کے وقت کیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ شخص میں ہوں گا۔ فرمایا "نہیں" حضرت عمر نے کہا میں ہوں گا۔ فرمایا "نہیں" لیکن وہ شخص ہے جو جوتا ٹھیک کر رہا ہے ۔ آپ نے علی کو جوتا درست کرنے کے لئے دیا تھا۔

تشریح :۔ خصف کے معنی جوتا جوڑنے اور سلانے کے ہیں اور اسی سے ہے یخصفان من ورق الجنۃ

۳۔ زید بن ارقم سے روایت ہے کہ اصحاب کی ایک جماعت کے دروازے مسجد کی طرف کھلتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن فرمایا علی کے دروازے کے سوا تمام دروازے بند کر دو۔ اس بارے میں لوگوں نے چہ میگوئیاں شروع کر دیں۔ رسول اللہ صلعم منبر پر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا مجھے علی کے دروازے کے سوا ان دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا گیا ہے تمہارے ایک کہنے والے نے اس بارے میں بات چیت کی تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا اپنی مرضی سے نہ میں نے کسی چیز کو کھولا ہے اور نہ بند کیا ہے ۔ مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے ۔ میں نے اس کی پیروی کی ہے"

۴- عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو طالب کے فرزند کو تین ایسے خصوصیات حاصل ہیں۔ اگر مجھے ان میں سے ایک بھی حاصل ہو جاتا تو وہ میرے لئے سُرخ اونٹوں کے حصول سے زیادہ پیارا ہوتا۔
۱۔ رسول اللہ صلعم نے علی سے اپنی بیٹی بیاہ دی۔ ۲۔ علی کے دروازے کے سوا تمام دروازے بند کرا دیئے۔ ۳۔ خیبر کی جنگ کے روز علم علی کو عطا کیا۔"

۵- ابو سعید کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی اس مسجد میں میرے اور تمہارے سوا اور کوئی شخص جنب نہیں کر سکتا۔

۶- انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھا۔ رسول اللہ نے علی کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر فرمایا۔ اے انس یہ آنے والے قیامت کے روز میری امت پر میری حجت ہوں گے۔"

حضرت علیؓ کے زیادتی علم کا بیان

۱۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ جو علم حاصل کرنا چاہے دروازے سے ہو کر آئے۔

۲- بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ عاشور کے روزہ رکھنے کا کس نے فتویٰ دیا ہے، لوگوں نے کہا حضرت علی نے، بی بی صاحبہ نے فرمایا علی تمام لوگوں سے زیادہ سنت کے جاننے والے ہیں۔

۳- ابن عباس سے حضرت علی کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ نے کہا خدا کی قسم علی ہدایت کا علم کائنات کی کان، عقل کا بلند پہاڑ، دانائی کی قرارگاہ، سخاوت کا چشمہ، علم کا آخری مقام۔ تاریکی میں روشن نور، حجت عظمیٰ کی طرف بلانے والے۔ مضبوط رسی کو پکڑنے والے۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مشورہ اور رازداری کے بعد موقع پر زیادہ عزت والے۔ آپ نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ حسنؓ اور حسینؓ کے والد بزرگوار، بہترین عورت سے آپ کی شادی ہوئی۔ آپ سے کسی نے فوقیت حاصل نہیں کی۔ میری دونوں آنکھوں نے آپ ایسا کوئی انسان نہیں دیکھا۔ اور میں نے آپ کی مانند کسی انسان کے متعلق نہیں سُنا جو آپ سے بغض رکھے۔ اس پر اللہ اور بندوں کی قیامت تک لعنت ہو۔

توضیح: طور بڑے پہاڑ کو کہتے ہیں۔ نہیٰ اور حجیٰ کے معانی عقل کے ہیں۔ نجوی کے معنی مشورہ کرنا یا رازداری کے ہیں۔

۴۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ علی کو نو حصے علم کے عطا ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم آپ دسویں حصے میں بھی تمہارے شریک ہیں۔

۵۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی تمہیں علم مبارک ہو۔ تمہاری گھٹی میں اچھی طرح علم ودیعت کیا گیا اور بار بار تمہیں علم سے سیراب کیا گیا۔ اس کو امام مازنی نے بیان کیا ہے۔

۶۔ عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ آپ کو جب کبھی مشکل پڑتی تھی تو آپ اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حل کیا کرتے تھے۔

۷۔ بی بی عائشہ سے جرابوں کے مسح کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا علی کے پاس جا کر دریافت کرو۔

۸۔ سعد بن مسیب سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اس مشکل سے پناہ مانگتے تھے جس کے حل کرنے کے لئے ابو الحسن موجود نہ ہوں۔

۹۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایسی عورت کے سنگسار کرنے کا ارادہ کیا جس نے چھ ماہ میں بچہ پیدا کیا تھا۔ حضرت علی نے آپ سے فرمایا کہ کتاب (خدا) میں مدت حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ بیان کی گئی ہے۔ دودھ چھڑانے کی مدت دو سال ہے۔ اس صورت میں حمل کی مدت چھ ماہ ہوئی۔ حضرت عمر نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔ اور کہا اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتے۔

۱۰۔ ابو ظبیان سے روایت ہے کہ ایک پاگل عورت حضرت عمر کی خدمت میں پیش کی گئی۔ جس نے زنا کیا تھا اور زنا کا اعتراف بھی کر لیا تھا۔ حضرت عمر نے اس کے رجم کرنے کا ارادہ کیا۔ آپ سے حضرت علی نے فرمایا کہ تین افراد کو رسول اللہ صلعم نے سزا سے مستثنیٰ کیا ہے۔ سویا ہوا جتنے کہ بیدار ہو جائے۔ بچہ جتنے کہ بالغ ہو جائے اور پاگل حتیٰ کہ عقلمند ہو جائے۔ حضرت عمر نے اس کا سنگسار کرنا چھوڑ دیا۔

۱۱۔ سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ علی کے سوا اصحاب میں سے کسی شخص نے یہ نہیں کہا کہ جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو۔

۱۲۔ ابو طفیل کا بیان ہے کہ میں حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوا آپ فرما رہے تھے جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ تم لوگ جو چیز بھی مجھ سے دریافت کرو گے میں اس کا تمہیں ضرور پتہ دوں گا۔ مجھ سے کتاب خدا کے بارے

میں دریافت کرو۔ جو آیت بھی نازل ہوئی ہے میں اس کے متعلق جانتا ہوں۔ رات میں نازل ہوئی ہے یا دن کو اُتری یا پہاڑ پر وارد ہوئی ہے

۱۳۔ انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ میری اُمت میں زیادہ صحیح فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔

۱۴۔ معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی سات باتوں میں تیرا قریش مقابلہ نہیں کر سکتے تم ان سے پہلے اللہ کے ساتھ ایمان لائے۔ اللہ کے عہد کو سب سے زیادہ پورا کیا۔ امر خدا پر زیادہ قائم رہتے ہو۔ ان سے زیادہ ٹھیک تقسیم کرتے ہو، ان سے رعیت میں زیادہ انصاف کرنے والے ہو، مقدمہ میں زیادہ سوجھ بوجھ رکھتے ہو اور اللہ کے نزدیک ان سے تمہاری منزلت زیادہ ہے۔

۱۵۔ امام احمد بن حنبل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے حضرت علی کو (یمن کی طرف) قاضی بنا کر روانہ کیا اور آپ کے حق میں دعا کی اور نیز وہ حدیث بھی بیان کی ہے کہ حضرت علی نے کعبہ پر سر کی چھت سے بڑے بُت کو نیچے گرا دیا تھا۔

۱۶۔ حمید بن ابی عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حضرت علی کے فیصلہ کا ذکر ہوا۔ رسول اللہ نے اس فیصلہ کو مستحسن قرار دیا اور فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اہلبیت میں فیصلہ کرنے والے شخص کو قرار دیا ہے۔

۱۷۔ زید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضرت علی کی خدمت میں تین شخص حاضر ہوئے جنہوں نے زمانہ جاہلیت میں ایک ہی طہر میں ایک عورت سے جماع کیا تھا، اس عورت نے ایک بچہ جنا اور تینوں افراد نے بچے کے متعلق دعویٰ کر دیا۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ میں تمہیں بداخلاقی میں برابر کا شریک پاتا ہوں۔ میں تمہارے درمیان قرعہ اندازی کرتا ہوں، جس شخص کے حق میں قرعہ پڑ گیا۔ میں اس پر ثلث تاوان عائد کروں گا۔ اور لڑکے کو اسی کے سپرد کروں گا۔ انہوں نے اس بات کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا میں اس فیصلہ کو علی کے فیصلے کی طرح مناسب تصور کرتا ہوں۔

۱۸۔ علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علی! مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو اپنا مددگار بناؤں۔

۱۹۔ ابوسعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا علی کو پانچ ایسی فضیلتیں عطا کی گئی ہیں وہ میرے لئے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہیں۔ پہلی یہ ہے کہ علی اللہ کے سامنے میرا تکیہ ہوں گے۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ حساب سے فارغ ہو جائے گا۔ دوسری یہ ہے کہ لواء الحمد علی کے ہاتھ ہو گا۔ حضرت آدم اور اس کی اولاد اس جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ تیسری یہ ہے کہ آپ میرے حوض کے کنارے کھڑے ہوں گے میری

امت کے اس شخص کو پانی پلائیں گے جس کو آپ جانتے ہوں گے۔ چوتھی بات یہ ہے۔ آپ میری شرمگاہ ڈھانپیں گے اور مجھے رب جل وعلا کے سپرد کریں گے۔ پانچویں بات یہ ہے کہ مجھے اس بات کا ہرگز خوف نہیں ہے کہ آپ شادی کے بعد زانی ہو جائیں گے۔ اور ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائیں گے۔

توضیح: تکافی ہمزہ کے ساتھ جس چیز پر سہارا لیا جائے۔ عقر الحوض کے معنی ہیں حوض کا کنارا اور کاف ساکن ہے۔

۲۰۔ (محذوف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اُف اور تف ہو ان لوگوں کے بارے میں جو ایسے شخص کے در پے ہو گئے ہیں جس کو دس فضیلتیں حاصل ہیں۔ یہ حدیث لمبی ہے۔ میں اس کا پہلے ذکر کر چکا ہوں۔

ان آیات کا ذکر جو حضرت علی کے بارے میں نازل ہوئیں

۱۔ الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرا و علانیة۔ ابن عباس نے کہا یہ آیت علی کے بارے میں نازل ہوئی ہے

۲۔ افمن کان مومنا کمن کان فاسقًا لا یستوون۔ ابن عباس نے کہا یہ آیت علی کے بارے میں نازل ہوئی آپ مومن ہیں اور ولید بن عقبہ فاسق ہیں۔

۳۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الآیة۔ علی کے حق میں نازل ہوئی اور واحدی نے اس کو بیان کیا ہے۔

۴۔ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام۔ حضرت علی اور جناب حمزہ کے بارے میں نازل ہوئی اور ابولہب نے اپنے دل کو سخت بنا لیا تھا۔

۵۔ یجعل لھم الرحمن ودًا۔ ابن حنیفہ سے روایت ہے۔ ہر ایک مومن کے دل میں علی کی ود (محبت) اور آپ کے اہل بیت کی ود (محبت) موجود ہو گی۔

۶۔ افمن وعدنٰہ وعدًا حسنًا فھو لاقیہ۔ مجاہد سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علی اور حمزہ کے حق میں نازل ہوئی۔ اور جس شخص کو رد کر دیا گیا ہے وہ ابوجہل ہے۔

۷۔ ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینًا و یتیمًا و اسیرًا۔ ابن عباس نے کہا ہے۔ یہ آیت علی، فاطمہ اور ان دونوں کے فرزندوں (حسنین) اور ان دونوں کی لونڈی فضہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

۸۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ قرآن کی ہر اس آیت میں جو یا ایھا الذین امنوا سے شروع ہوتی ہے۔ اس آیت کا سر گروہ امیر اور شریف علی کی ذات ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرزنش کی ہے۔ لیکن علی کا ذکر بھلائی اور اچھائی کے ساتھ کیا ہے۔

احادیث کا بیان

۱۔ زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علی! تم میرے محل میں جنت میں میرے ساتھ میری بیٹی فاطمہ کے ساتھ ہوگے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اخواناً علی سرر متقابلین

۲۔ انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہم اولاد عبدالمطلب جنت کے سردار ہیں۔ ایک میں ہوں، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہیں۔

۳۔ ابن مسعود کا کہنا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی! تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے ساتھ جنت میں ہو گے۔ حسن، حسین ہماری اولادیں جو ہماری پشتوں میں موجود ہیں، ہماری بیویاں، ہماری اولاد کی اولادیں ہمارے ساتھ ہوں گی۔ اور ہمارے شیعہ ہمارے دائیں بائیں ہونگے۔

۴۔ علی علیہ السلام کا کہنا ہے کہ میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ مدینہ کی ایک گلی میں جا رہا تھا۔ ہم ایک باغ میں پہنچے حتیٰ کہ ہم لوگوں کا سات باغوں سے گزر رہا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کس قدر خوبصورت باغات ہیں۔ فرمایا تمہارے لئے جنت میں اس سے زیادہ خوبصورت باغات ہوں گے۔

۵۔ انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی تم قیامت کے روز ایک جنت کی اونٹنی پر سوار ہوگے، تیری رکاب میری رکاب کے ساتھ ہوگی۔ تیری ران میری ران کے ساتھ ہوگی۔ ہم لوگ اسی حالت میں جنت میں داخل ہوں گے۔

۶۔ علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس رات مجھے آسمان پر لے جایا گیا۔ جبرائیل نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت کی ایک قالین پر بٹھا دیا اور مجھے ایک ناشپاتی دی۔ میں اس کو الٹتا پلٹتا تھا۔ اچانک وہ دو ٹکڑے ہوگئی۔ اس کے بعد ایک حور برآمد ہوئی۔ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا اس نے کہا اے محمدؐ! تم پر سلام ہو۔ میں نے کہا تم پر سلام ہو۔ تم کون ہو؟ اس نے کہا میرا نام راضیہ مرضیہ ہے۔ مجھے جبار (خدا) نے تین چیزوں سے خلق فرمایا ہے، میرا اوپر کا حصہ عنبر سے، درمیانہ حصہ کافور سے اور نچلا حصہ مشک سے اور مجھے آب حیات سے گوندھ کر فرمایا تو ہو جا تو میں ہو گئی۔ اللہ نے مجھے تیرے بھائی اور تیرے چچا کے فرزند علی بن ابی طالب کے لئے پیدا کیا ہے۔

۷۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے مجھے دوست رکھا اور ان دونوں کو دوست رکھا۔

اور ان دونوں کے باپ اور ماں کو دوست رکھا وہ قیامت کے روز میرے درجے میں ہوگا۔

۸۔ مطلب بن عبداللہ بن حنطب کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اے لوگو! میں تمہیں اپنے بھائی اور اپنے چچا کے بیٹے علی بن ابی طالب سے محبت رکھنے کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ مومن اس کو دوست رکھیگا اور منافق اس سے کینہ رکھے گا۔

۹۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ میں شگاف ڈالا اور روح کو پیدا کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ مجھے مومن دوست رکھے گا۔ اور منافق مجھ سے کینہ رکھے گا۔

۱۰۔ جابر سے روایت ہے کہ ہم لوگ منافقین کی پہچان حضرت علی سے کینہ رکھنے کی وجہ سے کرتے تھے۔

۱۱۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: علی کی محبت گناہوں کو ایسے کھا جاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو۔

۱۲۔ انس سے روایت ہے کہ حضرت علی نے بلال کو ایک درہم دے کر فرمایا "تربوز خرید کر لے آؤ۔ اس نے ایک تربوز خرید المسکون وہ کڑوا تھا۔ آپ نے فرمایا اے بلال اس کو اس کے مالک کے پاس واپس کر دو کہ نبی صلعم نے مجھے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری محبت کا پیمان آدمی، درخت، پھل، دانوں سے لیا ہے جس نے تیری محبت کو قبول کیا وہ میٹھا اور پاکیزہ ہے اور جس نے قبول نہیں کیا وہ کڑوا اور گندا ہے اور میرا گمان ہے کہ یہ ان میں سے ہے جنہوں نے محبت کو قبول نہیں کیا۔

۱۳۔ جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا نیک بخت پوری طرح نیک بخت اور کما حقہ نیک بخت وہ ہے جس نے علی کو آپ کی زندگی میں اور آپ کی موت کے بعد دوست رکھا۔

۱۴۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی! اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس نے آپ کو دوست رکھا اور تیری تصدیق کی۔ اور اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جس نے تم سے کینہ رکھا۔ اور تیری تکذیب کی۔

۱۵۔ انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم منبر پر تشریف لے گئے۔ آپ نے لمبی چوڑی گفتگو فرمائی۔ پھر فرمایا اے علی! علی آپ کی طرف لپکے، رسول اللہ صلعم نے آپ کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا اے گروہ مسلمین یہ میرے بھائی ہیں، میرے چچا کے بیٹے ہیں۔ میرے داماد ہیں، یہ میرا گوشت ہیں، میرا خون ہیں اور میرے راز ہیں اور یہ سبطین حسن اور حسین کے باپ ہیں۔ وہ دونوں جوانان جنت کے سردار ہیں۔ یہ میری تکلیف کو مجھ سے دور کرنے والے ہیں۔ یہ اللہ کے شیر ہیں۔ زمین پر اللہ کی تلوار، اللہ کے دشمنوں پر، آپ سے کینہ رکھنے والوں پر اللہ کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔ اللہ ایسے آدمی سے بیزار ہے اور میں بھی اس سے بیزار ہوں۔ جو شخص اللہ سے اور مجھ سے بیزاری حاصل کرنا چاہے اسے چاہیئے

علی سے بیزاری حاصل کرے۔ موجود آدمی غیر حاضر تک یہ بات پہنچا دے۔ پھر فرمایا اے علی بیٹھ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات کے پہنچانے کا حکم دیا تھا سو میں نے پہنچا دیا ہے۔

۱۔ حضرت علی سے روایت ہے آپ نے فرمایا کچھ تو میں مجھے دوست رکھیں گے۔ حتیٰ کہ میری (ناجائز) محبت میں آگ میں داخل ہو جائیں گے۔ (نصیریوں کی طرح جو حضرت علی کو خدا کہتے ہیں یہ ناجائز محبت ہے) اور کچھ تو میں مجھ سے کینہ رکھیں گی وہ میرے کینہ کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوں گی۔

جس شخص نے حضرت علی کو خدا تصور کیا وہ بلاشبہ دوزخ میں ہوگا

۱۔ عبداللہ بن شریک عامری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ مسجد کے دروازے پر کچھ لوگ موجود ہیں۔ جو یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ ان کے رب ہیں۔ حضرت نے ان کو بلا لیا اور فرمایا تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا آپ ہمارے رب، ہمارے پیدا کرنے والے اور ہمیں روزی دینے والے ہیں۔ حضرت نے فرمایا تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ میں تمہاری مانند بندہ ہوں جس طرح تم کھاتے ہو میں اسی طرح کھاتا ہوں۔ جس طرح تم پیتے ہو اسی طرح میں پیتا ہوں۔ اگر میں نے اللہ کی فرمانبرداری کی تو مجھے عزت دے گا۔ اگر میں نے اس کی نافرمانی کی تو وہ مجھے ذلیل کرے گا۔ اور مجھے عذاب دے گا۔ اللہ سے ڈرو (اپنی جھوٹی بات اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ بڑے شرک سے باز آجاؤ۔ جو نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے۔ انہوں نے آپ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ آپ نے ان کو بھگا دیا (دوسری) صبح کو آپ کی خدمت میں قنبر نے حاضر ہو کر عرض کیا خدا کی قسم وہ اپنی بات سے باز نہیں آئے، آپ نے ان کو بلایا اور پہلے دن کی طرح ان سے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے اپنے قول سے باز رہنے میں انکار کر دیا (پھر) آپ نے ان کو بھگا دیا۔ جب تیسرا روز ہوا تو ان لوگوں نے آکر وہی بات دہرائی۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر تم اپنے جھوٹے قول اور اللہ کے ساتھ صریح شرک سے جو وہ ذات ہے جو نہ کسی کو جنتا ہے اور نہ کسی نے اس کو جنا ہے باز نہ آئے تو میں تمہیں بری طرح قتل کر دوں گا۔ انہوں نے اپنی بات سے باز رہنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے ان کے لئے مسجد اور قصر الامارہ کے درمیان گڑھا کھودا۔ اور اس میں آگ جلائی پھر ان لوگوں سے فرمایا اگر تم اپنی بات سے باز نہ آتے تو میں تمہیں اس میں ڈال دوں گا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ آپ نے ان کو اسی گڑھے میں ڈال دیا اور ہلاک ہو گئے۔

۲۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علی تم میں عیسیٰ بن مریم کی مشابہت پائی جاتی ہے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ سے اتنا کینہ رکھا کہ آپ کی ماں پر بہتان تراشا اور نصاریٰ نے آپ کو اتنا دوست رکھا کہ آپ

کو اس مقام پر پہنچا دیا۔ جس کے آپ سزاوار نہیں تھے۔ اور آپ کے حواری آپ پر ایمان لے آئے۔ پھر حضرت علی نے فرمایا۔ میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہو جائیں گے۔ مجھے زیادہ دوست رکھنے والا مجھے اس مقام پر لے جائے گا جو مجھ میں موجود نہیں ہو گا۔ اور میرے ساتھ کینہ رکھنے والا میری دشمنی اس کو اس بات کی طرف لے جائے گی وہ میرے ساتھ بہتان باندھے گا۔

۳۔ ابو حمرا سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص آدم کا علم، نوح کا عزم، ابراہیم کا حلم، موسٰے کا رعب اور عیسٰی کی پرہیز گاری دیکھنا چاہے اسے علی بن ابی طالب کی طرف دیکھنا چاہیئے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو شخص نوح کا حکم، ابراہیم کا علم، موسٰی کا رعب اور عیسٰی کا زہد دیکھنا چاہے اسے علی بن ابی طالب کی طرف دیکھنا چاہیئے۔

۴۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ میں نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ بیمار تھے اور آپ کا سر مبارک ایک خوبصورت آدمی کی جھولی میں تھا۔ میں نے مخلوق میں ایسا خوبصورت آدمی کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مجھے فرمایا اپنے چچا کے بیٹے کے قریب آ جاؤ۔ تم اس شخص سے زیادہ حقدار ہو وہ شخص کھڑا ہو کر غائب ہو گیا۔ میں اپنی جگہ پر بیٹھ گیا رسول اللہ صلعم نے فرمایا یہ جبرائیل مجھ سے باتیں کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ میرا درد کم ہو گیا۔ میں سو گیا۔ اور میرا سر اس کی جھولی میں تھا۔

۵۔ ابن عباس سے روایت ہے آپ نے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے در پے ہو گئے ہو جو اپنے گھر کے اوپر جبرائیل کے قدموں کی آہٹ سنتا تھا۔

رسول اللہ صلعم کی حضرت علی سے محبت

۱۔ ابو رافع سے روایت ہے کہ ہم لوگ جب جنگ بدر سے واپس ہوئے تو ہم لوگوں نے رسول اللہ صلعم کو نہ پایا۔ اصحاب نے آپس میں آواز بلند کی۔ کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم موجود ہیں۔ اصحاب رک گئے۔ رسول اللہ صلعم تشریف لائے اور آپ کے ساتھ حضرت علی بھی تھے اور فرمایا ابو الحسن کے پیٹ میں تکلیف ہو گئی تھی۔ اس وجہ سے میں تم سے پیچھے رہ گیا تھا۔

۲۔ ام عطیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک لشکر روانہ کیا جس میں حضرت علی بھی شامل تھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کئے ہوئے تھے۔ اے میرے اللہ مجھے موت نہ دینا اور مجھے علی کو دکھانا۔

۳۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ میں جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کرتا تھا۔ آپ مجھے جواب دیتے تھے۔ اگر

میں خاموش رہتا تو میرے ساتھ گفتگو کی ابتدا فرماتے

۴۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ مجھے ایک بیماری کی تکلیف تھی۔ میرے پاس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ہوا اور میں کہہ رہا تھا اے میرے اللہ! اگر میری موت آگئی ہے تو مجھے آرام دے۔ اگر موت میں دیر ہے تو مجھ سے تکلیف کو دور فرما۔ اگر یہ امتحان ہے تو مجھے صبر عطا کر۔ رسول اللہ نے مجھے اپنا پاؤں مبارک لگا کر فرمایا۔ اے میرے اللہ! اس کو خیر و عافیت عطا کر۔ اس کے بعد مجھے درد کی کبھی تکلیف نہ ہوئی۔

۵۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تمہیں مظلوم کی مدد کرنا چاہیئے۔ بیشک اللہ تعالیٰ مظلوم کے حق کے متعلق سوال کرے گا۔ اور صاحب حق کو اس کے حق سے منع نہیں کرے گا۔

۶۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا النظر الی وجہ علی عبادۃ علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

۷۔ حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی عمران بن حصین کی عیادت کرو۔ وہ بیمار ہیں۔ آپ عمران کے پاس تشریف لائے۔ عمران کے پاس معاذ اور ابوہریرہ موجود تھے۔ عمران نے حضرت علی کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا شروع کیا۔ آپ سے معاذ بن جبل نے کہا کہ آپ علی کی طرف ٹکٹکی باندھ کر کیوں دیکھتے ہیں۔ اس نے کہا میں نے نبی صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ معاذ اور ابی ہریرہ نے کہا کہ ہم نے اس حدیث کو رسول اللہ سے سُنا ہے۔

۸۔ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ میں (شب معراج) جس آسمان سے گزرا تھا۔ وہاں کے رہنے والے علی بن ابی طالب کے مشتاق تھے۔ اور جنت میں رہنے والا ہر نبی علی کا مشتاق تھا۔

۹۔ عقبہ بن سعد سے روایت ہے کہ ہم لوگ جابر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بڑھاپے کی وجہ سے آپ کے دونو ابرو آپ کی دونوں آنکھوں پر گرے ہوئے تھے۔ ہم لوگوں نے آپ سے حضرت علی کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے اپنے ابرو کو اٹھا کر فرمایا وہ بہترین انسان ہیں۔

۱۰۔ حضرت علی سے روایت ہے آپ نے فرمایا میں نبی نہیں ہوں۔ جو میری طرف وحی آتی ہو لیکن اللہ کی کتاب اور اس کے نبی صلعم کی سنت پر جس قدر مجھ میں طاقت ہوتی ہے عمل کرتا ہوں۔ میں جو کچھ تمہیں حکم دیتا ہوں وہ اللہ کی فرمانبرداری کے متعلق ہوتا ہے۔ میری فرمانبرداری تم پر واجب ہے۔ جس کو تم قبول کرتے ہو یا اس کو ترک کرنا تصور کرتے ہو۔"

حضرت علی کے کشف اور کرامات کا بیان

۱۔ اصبغ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت علی کے ساتھ کربلا میں وارد ہوئے۔ آپ زمین کربلا پر اتر پڑے اور رونا شروع کر دیا۔ فرمایا۔ خدا کی قسم یہاں ان لوگوں کی سواریوں کے نشانات ہیں۔ یہ ان لوگوں کے اترنے کی جگہ ہے یہاں اس کا خون بہایا جائے گا۔ اس مقام پہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کیا جائے گا۔ ان لوگوں پر آسمان اور زمین روئے گی۔

۲۔ اصبغ سے روایت ہے کہ حضرت علی نے ایک حدیث بیان کی اور ایک شخص نے آپ کو جھٹلا دیا۔ حضرت علی نے فرمایا۔ میں تمہارے بارے میں بد دعا کروں گا۔ اس نے کہا ہاں (بد دعا کرو) آپ نے اس کے حق میں بد دعا فرمائی۔ وہ اپنی جگہ سے نہیں چلا تھا کہ اس کی آنکھ جاتی رہی۔

۳۔ ابوذر سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے مجھے علی کے پاس روانہ کیا۔ میں نے جا کر آپ کو آواز دی۔ لیکن کسی شخص نے مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ اور میں نے آپ کے گھر میں چکی کو دیکھا کہ خود بخود دانہ پیس رہی ہے۔ اور چکی کے پاس کوئی آدمی چلانے والا موجود نہیں تھا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے ابوذر اللہ کے کچھ فرشتے زمین میں گھومتے رہتے ہیں۔ وہ اس بات پر متعین ہیں کہ کام کرنے میں آل محمد کا ہاتھ بٹائیں۔

۴۔ ابو سعید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! علی کی شکایت نہ کرو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں زیادہ سخت ہیں۔

۵۔ کعب بن عجزہ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ علی اللہ تعالیٰ کے حق میں زیادہ سخت ہیں۔

۶۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی افئن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم تو علی نے رسول اللہ کی زندگی میں فرمایا۔ خدا کی قسم جب اللہ نے ہمیں ہدایت دی ہے تو ہم اس کے بعد اپنے الٹے پاؤں نہیں پھریں گے۔ میں اس بات پر ضرور جہاد کروں گا، حتیٰ کہ مر جاؤں گا، خدا کی قسم میں رسول اللہ کا بھائی، ولی، ابن عم، اور وارث ہوں اور اس بات کا مجھ سے زیادہ حقدار کون ہے۔

۷۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اگر سات آسمانوں اور زمینوں کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے تو علی کا ایمان وزنی ہوگا۔

۸۔ ضرار حبابی سے روایت ہے کہ حضرت علی خواہشات سے دور رہتے تھے۔ مضبوط جسم والے تھے، بات دو ٹوک فرماتے۔ انصاف کے ساتھ فیصلہ فرماتے۔ آپ کے دونوں پہلو سے علم کے چشمے پھوٹتے تھے۔ دونوں پسلیوں سے دانائی کے سمندر بہتے تھے۔ دنیا اور دنیا کی زیبائش سے آپ کو نفرت تھی۔ رات اور رات کی تنہائی آپ کو پسند

تھی۔ خدا کے خوف میں زار و قطار رونے والے۔ بہت بڑے منکسر المزاج۔ آپ کو چھوٹا موٹا لباس بہت پسند تھا۔ بہت گھٹیا کھانا آپ کو بے حد مرغوب تھا۔ جب ہم آپ سے سوال کرتے تھے تو ہمارے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے ہمیں جواب دیتے۔ اگر ہم آپ سے کوئی خبر دریافت کرتے تو آپ آگاہ فرماتے خدا کی قسم باوجودیکہ ہم آپ سے قریب تھے اور آپ کا قرب ہمیں حاصل تھا۔ لیکن آپ کے رعب اور دبدبہ کی وجہ سے ہم آپ سے بات کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے۔ آپ دیندار لوگوں کی عزت کرتے غربا کو اپنے قریب رکھتے۔ طاقت ور آدمی جھوٹی بات کے منوانے میں آپ کے ہاں جسارت نہیں کر سکتا تھا۔ کمزور انسان آپ کے انصاف سے مایوس نہیں ہوتا تھا۔ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے آپ کو بعض اوقات اس حالت میں دیکھا کہ رات نے اپنی تاریکی کے پردے ڈال دیئے تھے۔ اور اس کے ستارے بھر پڑ چکے ہوئے تھے۔ آپ محراب عبادت میں اپنی ریش مبارک کو ہاتھوں میں پکڑے ہوئے مار گزیدہ کی طرح تڑپ رہے تھے اور غم رسیدہ کی طرح رو رہے تھے اور فرماتے تھے۔ اے دنیا! دور ہو مجھ سے! دور ہو مجھ سے۔ کیا اپنے کو میرے سامنے لاتی ہے یا میری دلدادہ اور فریفتہ ہو کر آئی ہے؟ تیرا وہ وقت نہ آئے میں تو تمہیں تین بار طلاق دے چکا ہوں جس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں، تیری عمر تھوڑی اور تیری زندگی ذلیل و پست، تیرا نقصان بہت بڑا۔ تیرا لطف بہت کم، تیرے چاہنے والے ذلیل و رسوا، افسوس! زاد راہ تھوڑی ہے اور سفر لمبا اور پرخطر ہے۔

ضرار کا بیان ہے کہ حضرت کے اس فرمان سے مجھ پر اس پردہ عورت کے غم کی طرح غم طاری ہو گیا۔ جس کی گود میں اس کا لڑکا ذبح کیا گیا ہو۔

۹۔ عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک ایسی زینت کے ساتھ مزین کیا ہے، اس زینت سے اپنے کسی بندے کو مزین نہیں کیا۔ اور یہ بات اللہ کو پسند ہے۔ دنیا سے بے رغبتی۔ تجھے ایسا بنایا کہ تم دنیا سے کوئی چیز نہ لوگے، غرباء تیرے ساتھ ہمیشہ رہیں گے (اللہ نے) تجھے ایسا بنایا کہ تم ان کی پیروی پر راضی رہو گے اور وہ تمہارے امام ہونے پر راضی ہونگے

۱۰۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی۔ جب لوگ آخرت کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں مشغول ہو جائیں گے۔ لوگوں کا مال خوب کھائیں گے اور مال کو بہت زیادہ دوست رکھیں گے۔ اللہ کے دین کو بازیچۂ طفلاں قرار دیں گے اور اللہ کے مال کو اپنی دولت تصور کریں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان لوگوں کو اور ان کے افعال کو ترک کر دوں گا۔ میں اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کروں گا۔ میں دنیا کی تکالیف پر صبر کروں گا۔ آخر کار اللہ کی معیت کے ساتھ آپ

سے مل جاؤں گا۔ رسول اللہ نے فرمایا اے علی تم نے سچ کہا رسول اللہ نے فرمایا۔ اے میرے اللہ علی کے ساتھ ایسا سلوک کر۔

۱۱۔ علی بن ربیعہ سے روایت ہے کہ ابن نباح حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا امیرالمومنین (مال) سے بیت المال پُر ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ اکبر! آپ ابن نباح کا سہارا لیتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ اور بیت المال کے پاس آ کر رُک گئے۔ اور لوگوں میں منادی کرا دی اور جو کچھ مال موجود تھا سب لوگوں میں تقسیم کر دیا اور فرماتے تھے اے زرد (سونا) اے سفید (چاندی) مجھ سے دور ہو جا۔ مجھ سے دُور ہو جا۔ پھر آپ نے بیت المال میں پانی چھڑکنے کا حکم دیا اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

۱۲۔ عبداللہ بن ابی منذیل سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کو موٹی قمیص پہنے ہوئے دیکھا جو آپ کی پنڈلی کے آدھے حصے تک تھی۔

۱۳۔ حسن بن جرموز اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو مسجد کوفہ سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ آپ پر دو چادریں تھیں۔ ایک چادر کو پہنے ہوئے اور دوسری کو کندھے پر رکھے ہوئے تھے۔ اور آپ کی قمیص نصف پنڈلی تک تھی۔ آپ بازاروں میں چل رہے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں کوڑا تھا۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی پرہیزگاری، صدق مقال، اچھی خرید و فروخت اور پورا ناپنے اور تولنے کا حکم دیتے تھے۔"

توضیح: قطر اور قطریہ چادروں کی ایک قسم ہے۔

۱۴۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علی نے خلیفہ ہوتے ہوئے تین درہم میں ایک قمیص خرید فرمائی تھی اور اس کی آستین کو ہتھیلی اور کلائی کے درمیان کاٹا اور فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ جس نے مجھے لباس فاخرہ پہنایا۔

توضیح:۔ رسغ ہتھیلی اور کلائی کی درمیانی جگہ کو کہتے ہیں۔ ریش اور ریاش عمدہ لباس کا نام ہے۔

۱۵۔ زید بن وہب سے روایت ہے کہ جعد بن نعجہ نے حضرت علی کے لباس پر اعتراض کیا۔ آپ نے اس سے کہا کہ یہ لباس تکبر سے دور رکھتا ہے اور مسلمان کے لئے پیروی کے لئے نہایت مناسب ہے

۱۶۔ عمرو بن قیس سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا امیرالمومنین آپ نے اپنی قمیص کو اونچا کیوں رکھا ہوا ہے۔ فرمایا اس سے دل میں فروتنی پیدا ہوتی ہے اور مومن اس کی پیروی کرے۔

۱۷۔ ضحاک بن عمیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی پر وہ قمیص دیکھی جس کو پہنے ہوتے آپ پر وار کیا گیا۔ وہ کھردرے سنبلانی کپڑے کی تھی اور میں نے اس قمیص میں خون کے نشانات کو دیکھا۔ جو گلابی شکل کے معلوم ہوتے تھے۔"

۱۔ حبہ عرنی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی کی خدمت میں فالودہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا اس کی خوشبو پاکیزہ اور اس کا رنگ خوبصورت اور اس کا ذائقہ لذیذ ہے۔ لیکن میں اس بات کو مکروہ تصور کرتا ہوں کہ میں اپنے نفس کو اس بات کا عادی بناؤں جس کا وہ عادی نہیں ہے۔

۱۔ عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ بلال نے نماز ظہر کی اذان کہی۔ لوگ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، رکوع اور سجدے کے درمیان آپ سے ایک سائل نے سوال کیا۔ آپ نے رکوع کی حالت میں سائل کو اپنی انگوٹھی عطا کر دی۔ سائل نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کی خبر دی۔ رسول اللہ نے ہم پر یہ آیت تلاوت کی۔
انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون
تمہارا ولی اللہ اور اس کا رسول اور وہ لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ رکوع کی حالت میں ہوتے ہیں۔

۲۰۔ حضرت علی نے کہا کہ لوگ ایک جنازہ لے کر آئے۔ رسول اللہ نے فرمایا تمہارے ساتھی پر کوئی قرض تو نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں فرمایا کتنا قرضہ ہے، ان لوگوں نے کہا نو دینار ہیں۔ آپ نے فرمایا اس پر نماز پڑھو۔ اس کا قرض میرے ذمہ رہا۔ میں نے اس پر نماز پڑھی۔ رسول اللہ نے مجھے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا کرے۔ اللہ تعالیٰ تجھے تیرے قرض سے چھٹکارا عطا کرے جس طرح تو نے اپنے بھائی کو قرض سے چھٹکارا دلایا ہے۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا۔ ہر میت قرض میں جکڑا ہوا ہوتا ہے۔ جس شخص نے اس کو قرض سے چھٹکارا دلایا۔ قیامت کے روز اللہ اس کو اس کے قرض سے چھٹکارا دلائے گا۔

۲۱۔ اسحاق سبیعی سے روایت ہے کہ میں نے چالیس سے زیادہ صحابہ سے دریافت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد پر لوگوں میں کون شخص زیادہ اچھے طریقے پر قائم رہا تھا انہوں نے کہا حضرت علی پھر زبیر۔

۲۲۔ حضرت علی نے فرمایا مجھے سخت بھوک لگی۔ میں کام کی تلاش میں مدینہ میں نکلا، اسی اثنا میں ایک عورت کے پاس سے گزرا جس نے ڈھیلوں کو پانی میں تر کرنے کے لئے جمع کر رکھا تھا۔ میں نے اس سے ایک ڈول کے عوض میں ایک کھجور پر معاملہ طے کر لیا۔ میں نے سولہ ڈول پانی کے کھینچے حتیٰ کہ میرے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ میں واپس لوٹا اور میرے پاس سولہ کھجوریں تھیں۔ رسول اللہ نے میرے ساتھ وہ کھجوریں تناول فرمائیں اور میرے حق میں دعائے خیر کی۔

۲۳۔ عبداللہ بن ادریس سے روایت ہے کہ میں عید قربان کے روز حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ہمارے آگے خزیرہ بڑھا دیا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ خلیفہ کے لئے اللہ کے مال سے صرف دو پیالے لے لینا حلال ہے۔ ایک پیالہ کو خود اور اپنے عیال کو کھلائے اور دوسرا پیالہ لوگوں کے آگے بڑھائے

توضیح۔ خزیرہ اس برتن کو کہتے ہیں۔ جس میں گوشت کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرکے ڈالا جاتا ہے۔

۲۴۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ مجھے ایک ثقیف کے آدمی نے بیان کیا کہ حضرت علی تشریف فرما تھے۔ آپ کے پاس ایک پیالہ اور پانی کا لوٹا رکھا ہوا تھا آپ نے ایک تھیلی کو منگوایا جس پر مہر لگی ہوئی تھی۔ آپ نے مہر کو توڑ دیا اور اس میں سے مٹھی بھر جو کے ستو لئے، آپ نے ان پر پانی ڈال کر خود پیا اور مجھے پلایا۔ میں نے عرض کیا یا امیرالمومنین آپ ایسا کھانا سرزمین عراق میں رہ کر کھاتے ہیں۔ حالانکہ عراق میں کھانے کی چیزیں بہت زیادہ ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے تھیلی پر کسی بخل کی وجہ سے مہر نہیں لگائی تھی۔ لیکن مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ جو چیز اس میں میں نے رکھی ہے اس میں کوئی اور چیز نہ ڈال دی جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ میرے شکم میں بغیر کسی ملاوٹ کے داخل ہو۔

۲۵۔ ابو حیان تیمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی منبر پر فرما رہے تھے کہ میری اس تلوار کو مجھ سے کون خریدتا ہے۔ اگر میرے پاس ایک چادر کی قیمت ہوتی تو اس کو بالکل نہ بیچتا۔ ایک آدمی نے آپ کی خدمت میں کھڑے ہو کر کہا اے امیرالمومنین میں آپ کو چادر کی قیمت کا قرض بغیر نفع کے دوں گا۔ عبدالرزاق نے کہا یہ اس وقت کی بات ہے کہ شام کے سوا تمام سلطنت آپ کے قبضہ میں تھی۔

۲۶۔ ہارون بن عنترہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت علی کی خدمت میں بمقام خورنق حاضر ہوا۔ آپ نے ایک پرانی چادر پہن رکھی تھی۔ میں نے عرض کیا اے امیرالمومنین! اللہ تعالیٰ نے آپ کے کنبے اور آپ کے اہل بیت کے لئے اس مال سے حصہ مقرر کیا ہے۔ اور باوجود اس کے آپ اس خراب کپڑے کو زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے تمہارے مال سے کچھ نہیں لیا۔ میں اپنی بوسیدہ چادر کو لے کر مدینہ سے چلا ہوں۔

توضیح:۔ سمل کے معنی پرانا۔ قطیفہ کے معنی وہ کپڑا جو کپڑے کے اوپر پہنا جاتا ہے۔ اور اعضاء پر لپیٹا جاتا ہے۔

۲۷۔ ابو مطارت سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ اعرابی اور بدوی معلوم ہوتے تھے، آپ کھردرے کپڑے پہنے ہوئے بازار میں تشریف لائے۔ بزاز سے کہا کیا تمہارے پاس قمیص موجود ہے۔ میں خریدنا چاہتا ہوں، بزاز نے عرض کیا اے امیرالمومنین میرے پاس قمیص موجود ہے۔ وہاں سے آپ چل دیئے۔ دوسرے دوکاندار کے پاس تشریف لائے۔ جب اس دوکاندار نے آپ کو پہچان لیا۔ تو آپ ایک لڑکے کے پاس تشریف لائے۔ جو آپ کو نہیں جانتا تھا۔ آپ نے اس سے تین درہم میں قمیص کا کپڑا خریدا۔ لڑکے کا باپ جب آیا۔ تو لڑکے نے اپنے باپ کو اس بات سے آگاہ کیا۔ لڑکے کا والد ایک درہم لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا اے امیرالمومنین، قمیص کی قیمت دو درہم

تھی۔ آپ نے فرمایا۔ تمہارے لڑکے نے میرے پاس قمیص کو میری رضا مندی سے فروخت کیا تھا!
(ایک درہم واپس نہ لیا)
توضیح:۔ کرباسں فارسی کا معرب ہے۔ کاف کے نیچے زیر ہے۔ اس کی جمع کرابیس آتی ہے۔ گاڑھے کپڑے کو کہتے ہیں۔

۲۸۔ عاصم بن کلیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت کے پاس اصبہان سے مال آیا۔ آپ نے اس کو سات حصوں میں تقسیم کر دیا۔ آپ کو اس مال میں ایک روٹی ملی۔ آپ نے اس کے سات ٹکڑے کرکے ہر ایک حصے پر رکھ دیئے اور قرعہ اندازی کی۔ کہ کس کو پہلے حصہ دیا جائے۔

۲۹۔ ابو صالح سے روایت ہے کہ میں جناب ام کلثوم بنت علی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کنگھی کر رہی تھیں۔ آپ کے درمیان اور میرے درمیان ایک پردہ حائل تھا۔ حسن اور حسین تشریف لائے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ ابو صالح کو کوئی چیز کیوں نہیں کھلاتے؟ میرے لئے ایک پیالہ نکالا جس میں دالوں کا پانی تھا۔ میں نے کہا آپ لوگ یہ کھانا کھاتے ہیں۔ حالانکہ آپ لوگ امراء ہیں۔ جناب ام کلثوم نے فرمایا اے ابو صالح میرے باپ امیرالمومنین حکر ترے لائے تھے۔ میرے بھائی حسین نے ایک چکوترا لے لیا تھا۔ آپ نے وہ چکوترا لے کر لوگوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

۳۰۔ براء بن عازب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو یمن کی طرف روانہ کیا۔ جب آپ یمن کے ابتدائی علاقہ میں داخل ہوئے تو لوگوں کو اس بات کی خبر ہو گئی وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت علی نے ان لوگوں پر رسول اللہ صلعم کے خط کو پڑھا۔ ایک دن میں ہمدان کا تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اس کے متعلق نبی صلعم کو خط تحریر کیا۔ جب رسول اللہ نے علی کا خط پڑھا تو آپ اللہ کے شکریہ کی خاطر سجدہ میں گر گئے۔ آپ نے فرمایا ہمدان پر سلام ہو، ہمدان پر سلام ہو (دو دفعہ فرمایا)

۳۱۔ عبیدہ سلمانی نے کہا کہ حضرت علی نے خوارج کا ذکر کیا اور فرمایا ان میں ایک ایسا شخص ہوگا جس کا ایک ہاتھ ناقص ہوگا۔ اگر تم لوگ اترانے نہ لگ جاتے تو میں تمہیں بتاتا جو شخص ان لوگوں کو قتل کرے گا۔ اللہ نے اپنے نبی صلعم کی زبان کے ذریعے اس سے کیا وعدہ کیا ہے[1] تم کو آگاہ کرتا۔

---

[1] اگر آپ ناقص الید شخص کے متعلق مفصل معلومات حاصل کرنا چاہیں کہ یہ کون شخص تھا اور حضرت علی نے اس کو کس مقام پر قتل کیا تو امام نسائی کی کتاب خصائص امیرالمومنین علی مطبوعہ مصر کا مطالعہ کریں۔ اس احقر نے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کر دیا ہے جو شائع ہو چکا ہے۔ مختصراً یہ ہے کہ یہ (باقی اگلے صفحہ پر)

میں نے حضرت علی کی خدمت میں عرض کیا کیا آپ نے اس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے؟ فرمایا کعبہ کے رب کی قسم ہاں سنا ہے۔ آپ نے (رب کعبہ کی قسم کے فقرے کو) تین مرتبہ فرمایا۔

توضیح: لبط کے معنی اکڑتا اور اترانے کے ہیں۔ اور مخدج الید کے معنی ناقص الید کے ہیں۔

۴۲۔ ابورافع سے روایت ہے کہ جب حروریہ حضرت علی کی اطاعت سے نکل گئے۔ وہ لوگ کہنے لگے لاحکم الا اللہ۔ حکم صرف اللہ کا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا، یہ کلمہ تو حق ہے لیکن اس سے مراد باطل کی ترویج ہے۔ نبی صلعم نے ہم لوگوں کو کچھ ایسے لوگوں کے صفات بتائے تھے جو حق بات زبان سے کہتے ہوں گے لیکن حق ان کی اس چیز سے نیچے نہیں اترا ہوگا۔ آپ نے اپنے حلق کی طرف اشارہ فرمایا۔ وہ لوگ اللہ کے نزدیک مبغوض ترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں ایک ایسا آدمی ہوگا جس کے ہاتھ پر پستان کا گنڈی موجود ہوگی۔ جب حضرت علی نے ان لوگوں کو قتل کیا تو فرمایا دیکھو! دوبارہ دیکھو۔ انہوں نے (اس شخص کو) نہ پایا، فرمایا دوبارہ جاؤ (اور تلاش کرو) آپ نے دو دفعہ لوگوں کو تلاش کے لئے روانہ فرمایا۔ لوگوں نے اسس کو تلاش کر لیا (لاشوں کے اندر دبا ہوا پڑا تھا) حروریہ حرورہ کی طرف منسوب ہے یا یہ خارجیوں کا شہر تھا۔

۴۳۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: اے ام سلمہ یہ علی ہیں، یہ ناکثین، قاسطین اور مارقین سے میرے بعد جہاد کریں گے۔

توضیح: ناکثون: بیعت توڑنے والے اصحاب جمل ہیں۔ قاسطون: انصاف سے تجاوز کرنے والے قسوط کے معنی ظلم اور حق سے روگردانی کے ہیں۔ یہ لوگ شام والے ہیں۔ قسط زیر کے ساتھ انصاف کے معنی میں آتا ہے اور مارقون نکل جانے والے، یہ لوگ خارجی ہیں۔

۴۴۔ ابن شہاب سے روایت ہے کہ میں دمشق میں وارد ہوا عبدالملک بن مروان کے پاس حاضر ہوا۔ اس نے کہا اے ابن شہاب کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ جس صبح کو علی بن ابی طالب قتل کئے گئے۔ بیت المقدس میں کیا واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ میں نے کہا ہاں مجھے علم ہے۔ اس نے کہا کیا واقعہ ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ بیت المقدس کا جو پتھر بھی اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے خون جاری ہوتا تھا۔ اس نے کہا یہ بات تیرے اور میرے سوا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) شخص خوارج کے ساتھ مل کر نہروان کی جنگ میں حضرت علی سے لڑا تھا۔ اس شخص کے ناقص ہاتھ پر بلی کے بالوں کی طرح بال تھے۔ رسول اللہ نے حضرت علی کو اس شخص کے متعلق آگاہ کیا تھا۔ ۱۲

(محمد شریف عفی عنہ)

کسی کو معلوم نہ ہو اور تم سے اس بات کو کوئی شخص نہ سنے۔ ابن شہاب نے کہا کہ جب تک عبدالملک بن مروان نہ مرا میں نے اس واقعہ سے کسی کو آگاہ نہ کیا۔

۲۵۔ علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی! کیا تم جانتے ہو کہ پہلے لوگوں میں بدبخت ترین انسان کون تھا؟ میں نے عرض کیا اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا۔ فرمایا آخری لوگوں میں بدبخت ترین آدمی کون ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا! یہ وہ شخص ہو گا جو تجھے اس جگہ پر ضرب لگائے گا۔ آپ نے حضرت علی کے سر کی طرف اشارہ فرمایا اور اس سر سے یہ بھیگ جائے گی آپ نے علی کی ریش مبارک کو پکڑا!

ابن صہیب نے اسی طرح حدیث کو روایت کیا ہے۔ ابو حاتم نے حدیث بیان کرنے کے بعد یہ الفاظ زیادہ کیئے ہیں کہ حضرت علی فرمایا کرتے تھے۔ خدا کی قسم میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ یہ مجھے بدبخت ترین انسان ضرب لگائے۔

۲۶۔ اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسین کو اپنی گود میں بٹھایا اور آپ گریہ فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ کیوں رو رہے ہیں۔ فرمایا اے اسماء میرے اس فرزند کو میری اُمت کا باغی گروہ قتل کرے گا۔ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ میری شفاعت نصیب نہیں کرے گا۔ اے اسماء اس واقعہ سے فاطمہ کو آگاہ نہ کرنا۔

اس حدیث کو امام علی رضا علیہ السلام نے روایت کیا ہے۔

۲۷۔ علیؑ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا میں نے ان کا نام ہارون کے فرزندوں شبر، شبیر اور مشبر کے نام پر رکھا ہے۔

۲۸۔ اسماء سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ نے جب امام حسن کو جنا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے امام حسن کو ایک زرد رنگ کے کپڑے میں لپیٹے ہوئے رسول اللہ کے سپرد کر دیا۔ رسول اللہ نے زرد کپڑا امام حسن سے الگ کر کے فرمایا اے فاطمہ اس کو سفید کپڑے میں لپیٹو۔ میں نے آپ کو سفید کپڑے میں لپیٹ دیا۔ رسول اللہ نے آپ کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل نازل ہوئے ہیں اور کہا کہ اے محمد تیرا رب تمہیں سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ علی کو تجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ ہارون کے فرزند شبر کے نام کے ساتھ اس کا نام رکھو۔ رسول اللہ نے آپ کا نام حسن رکھا۔ جب امام حسین پیدا ہوئے تو رسول اللہ تشریف لائے آپ کے ساتھ بھی کچھ کیا جو امام حسن کے ساتھ کیا تھا۔ فرمایا میرے پاس جبرائیل آئے ہیں اور کہا ہے کہ تیرا رب تجھے سلام کہتا ہے اور کہا ہے کہ اپنے اس فرزند کا نام ہارون کے بیٹے شبیر کے نام پر رکھو۔ رسول اللہ نے آپ کا

نام حسین رکھا۔ اس حدیث کو امام علی رضا علیہ السلام نے بیان کیا۔

۳۹۔ ابو رافع نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے جب جناب فاطمہ نے امام حسن کو جنا تھا امام حسن کے کان میں اذان کہی تھی۔

۴۰۔ ام الفضل سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کے اعضا میں سے ایک عضو میرے گھر میں موجود ہے۔ فرمایا آپ نے خیر و برکت کو دیکھا ہے۔ میری بیٹی فاطمہ ایک فرزند جنے گی۔ تم اس کو قثم کے دودھ کے ساتھ دودھ پلاؤ گی۔ جناب فاطمہ نے حسین کو جنا جس کو میں نے قثم کے دودھ کے ساتھ دودھ پلایا۔

ابن ماجہ نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد یہ عبارت زیادہ کی ہے کہ ایک دن آپ حسین کو گود میں لیے بیٹھی تھی۔ آپ نے پیشاب کر دیا میں نے آپ کے شانے پر مارا۔ رسول اللہ نے فرمایا تم نے میرے فرزند کو تکلیف دی ہے۔ خدا تم پر رحم کرے۔

۴۱۔ عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہر بچے کا باپ ہوتا ہے ان کا عصبہ ان کے آباؤ اجداد ہوتے ہیں۔ سوائے اولاد فاطمہ کے میں ان کا باپ ہوں اور میں ہی ان کا عصبہ ہوں۔

۴۲۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی جو شخص پہلے پہل جنت میں داخل ہوگا۔ وہ میں ہوں گا تم ہو گے، فاطمہ ہوگی۔ اور حسن اور حسین ہوں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے محب؟ فرمایا وہ تمہارے بعد داخل ہوں گے۔

۴۳۔ لیلیٰ بن مرہ سے روایت ہے کہ حسن اور حسین رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کو لے کر اپنے سینے سے لگالیا۔ اور چومنا شروع کیا، فرمایا میں ان دونوں کو دوست رکھتا ہوں۔ اے لوگو ان دونوں کو دوست رکھو۔ لڑکا باعث بخل اور باعث بزدلی ہوتا ہے۔

۴۴۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور حسن اور حسین آپ کی پشت مبارک پر سوار تھے، لوگوں نے دونوں کو آپ کی پشت سے ہٹا دیا۔ آپ نے فرمایا ان دونوں کو چھوڑ دو جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے وہ ان دونوں کو دوست رکھے۔

۴۵۔ ابو زہیر بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے اسے چاہیئے۔ حسن کو دوست رکھے۔ حاضر آدمی غیر حاضر کو میرا پیغام پہنچا دے۔

۴۶۔ اسرائیل سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس شخص نے حسن اور حسین کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ جس نے ان دونوں کے ساتھ کینہ رکھا اس نے میرے ساتھ کینہ رکھا۔

۴۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا یہ دونوں میرے فرزند ہیں جس نے ان دونوں کو دوست رکھا۔ یعنی حسن اور حسین کو" اس نے مجھے دوست رکھا۔

۴۸۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس نے نبی صلعم کو دیکھا کہ آپ کبھی حسن کو اور کبھی حسین کو بوسہ دیتے تھے اس نے کہا میرے دس فرزند ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی بوسہ نہیں دیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

۴۹۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسین کی خاطر اپنی زبان کو باہر نکالتے تھے۔ بچے نے جب آپ کی زبان کی سرخی دیکھی تو اس کی طرف خوشی سے دیکھتے تھے۔

عیینہ بن بدر نے کہا میں نے رسول اللہ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا میں نے کہا، خدا کی قسم میرا ایک لڑکا ہے لیکن میں نے اس کو کبھی بوسہ نہیں دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

۵۰۔ لیلی بن مرہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے امام حسین کو پکڑ لیا اپنا منہ حسین کے منہ پر رکھ دیا اور اسکو بوسہ دیا۔

۵۱۔ ابو سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میری خالہ کے فرزند عیسٰی بن مریمؑ اور یحییٰ بن ذکریا کے سوا حسن اور حسین جوانان بہشت کے سردار ہیں۔

۵۲۔ ترمذی، احمد، ابو حاتم نے حذیفہ کی حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ فرشتہ کبھی نازل نہیں ہوا اور یہ مجھے اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور حسنؑ اور حسینؑ بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

۵۳۔ حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جس شخص کو اس بات کی خوشی حاصل ہو کہ وہ جنت میں رہنے والے آدمی کی طرف دیکھے اسے حسینؑ کی طرف دیکھنا چاہیئے۔

۵۴۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن کو اپنے شانے مبارک پر سوار کئے تھے تو ایک آدمی نے کہا اے لڑکے تم اچھی سواری پر سوار ہو۔ رسول اللہ نے فرمایا سوار بھی اچھا ہے۔

۵۵۔ بریدہ سے روایت ہے نبی صلعم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اس اثنا میں حسن اور حسین تشریف لائے دونوں پر سرخ قمیصیں تھیں۔ آپ دونوں چلتے تھے اور الجھ کر گر پڑتے تھے۔ رسول اللہ منبر سے نیچے اترے دونوں کو اٹھا کر اپنے سامنے بٹھا لیا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے۔ بے شک تمہاری اولاد ایک آزمائش ہے۔ میں نے ان دونوں بچوں کو چلتے ہوئے دیکھا۔ وہ یا الجھ کر گر پڑتے تھے تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا میں نے اپنی بات کو ختم کر دیا اور ان دونوں کو اٹھا لیا۔

۵۶۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب رسول اللہ نے سجدہ

کیا تو حسنؑ اور حسینؑ آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے۔ جب رسول اللہ نے سر کو اٹھایا تو دونوں کو اپنے ہاتھ مبارک سے پیار سے اپنی پشت مبارک سے اٹھا کر زمین پر بٹھا دیا۔ جب رسول اللہ نے دوبارہ سجدہ کیا تو دونوں پھر رسول اللہ کی پشت پر سوار ہو گئے۔ حتیٰ کہ اسی حالت میں رسول اللہ نے نماز کو تمام کیا پھر دونوں کو اپنے دانوں مبارک پر بٹھا دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان کو ان کی ماں کے ہاں پہنچا دوں۔ آسمان میں روشنی کی چمک پیدا ہوئی۔ رسول اللہ نے دونوں سے فرمایا۔ اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ۔ جب تک دونوں اپنی ماں کے پاس داخل نہ ہوئے۔ آسمان میں روشنی برابر قائم رہی۔

۵۷۔ انس سے روایت ہے کہ ایک آدمی کے پاس خط تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں داخل ہوا۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ حسن اور حسین کبھی آپ کی گردن پر سوار ہو جاتے تھے کبھی آپ کے سامنے سے اور کبھی آپ کے پیچھے سے گزرتے تھے۔ رسول اللہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ سے اس آدمی نے کہا کہ یہ دونوں نماز کو قطع کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم ناراض ہو گئے۔ رسول اللہ نے اس شخص سے کہا تم اپنا خط مجھے دے دو۔ آپ نے اس خط کو لے کر پھاڑ دیا اور فرمایا اور فرمایا جو شخص ہمارے چھوٹے پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑے کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے اور نہ ہم لوگ اس میں سے ہیں۔

۵۸۔ جابر سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نماز ادا فرما رہے تھے۔ حسن اور حسینؑ آپ کی پشت پر سوار تھے۔ میں نے کہا تم دونوں کا اونٹ کس قدر اچھا ہے۔ جب رسول اللہ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم دونوں اچھے سوار ہو۔

۵۹۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرما رہے تھے۔ جب آپ سجدہ میں تشریف لے گئے۔ حسنؑ اور حسینؑ آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے۔ جب لوگوں نے ارادہ کیا۔ کہ دونوں کو اس بات سے منع کریں تو رسول اللہ نے فرمایا ان دونوں کو چھوڑ دو۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو دونوں کو اپنی گود میں بٹھا دیا۔ فرمایا جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے اسے چاہیئے ان دونوں کو دوست رکھے

۶۰۔ عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حسن بن علی رسول اللہ صلعم کے پاس آئے۔ آپ سجدہ میں تھے۔ امام حسن آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے۔ آپ لگاتار اس حالت میں رہے حتیٰ کہ امام حسن خود بخود اتر گئے۔ امام حسن تشریف لائے۔ رسول اللہ رکوع کی حالت میں تھے۔ آپ نے اس کی خاطر اپنے دونوں پاؤں کو کشادہ کر دیا تو آپ دوسری طرف سے نکل گئے۔

۶۱۔ ابولیلیٰ سے روایت ہے کہ امام حسین لپک کر رسول اللہ صلعم کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے اور پھر سینہ پر سوار ہوئے

آپ نے رسول اللہ کی گود میں پیشاب کر دیا۔ ہم امام حسین کی طرف کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ پھر آپ نے پانی طلب کیا۔ پانی کو آپ کے پیشاب پر ڈال دیا۔

۶۲۔ ابو ایاس سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے شہبا خچر کو کھینچا، حسنؑ اور حسینؑ اس پر سوار تھے حتیٰ کہ میں نے ان حضرات کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرے میں داخل کیا۔ یہ اس کے آگے بیٹھا ہوا تھا اور یہ اس کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔

۶۳۔ لیلی بن مرہ عامری سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے جو حسین کو دوست رکھتا ہے۔ حسینؑ اُمتوں میں سے ایک اُمت ہیں۔

۶۴۔ لیلی بن مرہ عامری سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایک کھانے کی طرف روانہ ہوئے۔ لوگوں نے آپ کو کھانے پر بلایا تھا اسی دوران میں ہم لوگ کیا دیکھتے ہیں کہ امام حسین بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ رسول اللہ لوگوں کے آگے بڑھے۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ کو پھیلانا شروع کیا۔ بچہ ادھر اُدھر بھاگتا تھا۔ رسول اللہ صلعم ہنستے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کو پکڑ لیا۔ اپنا ایک ہاتھ بچے کی ذقن کے نیچے دوسرا ہاتھ بچے کی گدی کے اوپر رکھ کر اس کے سر کو بلند کیا۔ پھر اپنے منہ کو اس کے منہ میں رکھ کر فرمایا۔ حسین مجھ سے ہے۔ میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس کو دوست رکھتا ہے جو حسین کو دوست رکھتا ہے۔ حسین اُمتوں میں سے ایک اُمت ہیں۔

توضیح: قنع راسہ، اپنے سر کو بلند کیا۔ سبط من الاسباط، امۃ من الامم، نسل اور اولاد میں برکت کے باعث حسین امتوں میں ایک اُمت ہیں۔

۶۵۔ حری بن عازب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے حسینؑ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ اس پر جو چیز حرام ہے وہ چیز مجھ پر حرام ہے۔

۶۶۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم حسن اور حسین کے لیے پناہ مانگتے تھے۔ میں اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعہ ہر شیطان، ہر مصیبت اور ہر نظر بد سے پناہ مانگتا ہوں۔ اسی طرح حضرت ابراہیم اپنے دونوں بیٹوں اسماعیل اور اسحاق کے لئے پناہ مانگتے تھے۔

۶۷۔ علی بن ہلال اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آپ کی مرض کے وقت حاضر ہوا۔ جناب فاطمہ رو پڑیں۔ رسول اللہ نے پوچھا اے میری بیٹی کیوں روتی ہو؟ عرض کیا مجھے آپ کے بعد ہلاکت کا خوف ہے۔ فرمایا اے میری پیاری! اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ تمام روئے زمین پر نگاہ انتخاب دوڑائی۔ اس سے تمہارے باپ کو منتخب کیا اور اس کو رسالت کے درجہ پر فائز کیا۔ دوسری مرتبہ نگاہ انتخاب کو دوڑایا اس سے تمہارے شوہر کو چنا اور مجھے وحی کی کہ تمہارا نکاح اس سے کر دوں۔ اے فاطمہ!

ہم لوگ اہل بیت ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں سات فضیلتوں سے نوازا ہے۔ یہ فضیلتیں نہ ہم سے پہلے آنے والوں کو عطا کی ہیں اور نہ ہم سے بعد میں آنے والوں کو عطا کرے گا۔ میں خاتم الانبیاء ہوں۔ تمام انبیاء سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک تمہارا باپ ہے۔ میرا وصی تمام اوصیاء سے بہتر ہے۔ تمام اوصیاء سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا شوہر زیادہ محبوب ہے۔ ہمارا شہید شہداء سے افضل ہے تمام شہداء سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیرے باپ کا چچا حمزہ اور تیرے شوہر کا چچا زیادہ محبوب ہے۔ ہم میں سے وہ شخص ہے جس کے اوپر پر ہیں جن کے ذریعے وہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں جہاں بھی چاہتا ہے اڑتا رہتا ہے وہ تیرے باپ کے چچا کے بیٹے اور تمہارے شوہر کے بھائی جعفر ہیں۔ ہم میں سے اس امت کے دو سبط ہیں وہ دونوں حسن اور حسین ہیں۔ جو جوانان بہشت کے سردار ہیں۔ یہ دونوں تیرے فرزند ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا مہدی (عجل اللہ فرجہ) تیرے فرزندوں میں سے ہوگا جس طرح زمین ظلم وستم سے پر ہوگی اسی طرح اس کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔

۶۸۔ حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا لمبا کرے گا حتیٰ کہ اس میں ایک ایسے آدمی کو مبعوث کرے گا جس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ سلمان نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے کس فرزند سے ہوگا؟ فرمایا میرے اس فرزند سے ہوگا۔ آپ نے اپنا ہاتھ امام حسین رضی اللہ عنہ پر مارا۔

۶۹۔ محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ آپ نے کہا امام حسن میرے بھائی ہیں۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کے گھر (بیت اللہ) کی طرف پیدل نہ جاؤں تو مجھے اپنے رب سے شرم آئے گی۔ امام حسن بیس مرتبہ مدینہ سے پیدل چل کر مکہ گئے تھے۔

۷۰۔ علی بن زید بن حسن سے روایت ہے کہ امام حسن نے پندرہ حج پا پیادہ کئے تھے۔ اللہ کی راہ میں تین مرتبہ اپنا تمام مال تقسیم کر دیا تھا حتیٰ کہ ایک جوتا رکھا تھا اور دوسرا دے دیا تھا۔

۷۱۔ مصعب بن زبیر سے روایت ہے کہ امام حسن نے پندرہ حج پا پیادہ کئے۔

۷۲۔ اسامہ کے غلام حرملہ سے روایت ہے کہ میں امام حسنؑ امام حسینؑ اور عبداللہ بن جعفر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان حضرات نے میرے لئے سواری مہیا کر دی تھی۔

۷۳۔ سعید بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ حسن بن علی نے کسی شخص کو اپنے رب سے رزق کا سوال کرتے ہوئے سنا تو امام حسن نے اس کے پاس دس ہزار درہم بھیج دیئے۔

۷۴۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ حسنین نے آپس میں بات چیت کرنا ترک کر دی ہے

میں امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور میں نے عرض کیا کہ آپ کے بھائی آپ سے عمر میں بڑے ہیں۔ آپ ان کے پاس تشریف لے چلئے اور ان کی زیارت و ملاقات کیجئے۔ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ مومن کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ بات چیت کرنا چھوڑ دے، مصالحت میں پہل کرنے والا جنت میں پہلے داخل ہوگا۔ (امام حسینؑ نے فرمایا) مجھے یہ بات ناپسند معلوم ہوتی ہے کہ میں آپ (حسن) سے پہلے جنت میں داخل ہوں۔ میں امام حسن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کو آپ کے بھائی حسین کی گفتگو سے آگاہ کیا آپ نے فرمایا میرے بھائی نے سچ کہا۔ آپ اُٹھے اور اپنے بھائی کے پاس تشریف لائے، معذرت کی۔ اور دونوں میں صلح ہو گئی۔[1]

۷۵۔ زید بن حسن مجتبیٰ سے روایت ہے کہ میرے باپ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا اے لوگو آج رات اس شخص نے اس دنیا سے کوچ کیا ہے جس سے اولین نے سبقت کی تھی اور نہ آخرین اس سے سبقت حاصل کریں گے میرے نانا رسول اللہ صلعم نے آپ کو علم عطا کیا تھا، جبرائیل آپ کی دائیں جانب اور میکائیل آپ کی بائیں جانب جہاد کر رہے تھے، اس وقت تک واپس نہیں لوٹتے تھے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح نصیب کی تھی۔ سات سو درہم کے سوا اور چاندی میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی۔ یہ سات سو بھی آپ سے بخشش کرنے سے رہ گئے تھے۔ اس سے اپنے گھر والوں کے لئے ایک نوکر خریدنا چاہتے تھے۔ پھر امام حسن نے فرمایا میں بشارت دینے والے کا فرزند ہوں۔ میں ڈرانے والے کا فرزند ہوں۔ اللہ کے اذن کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دینے والے کا فرزند ہوں، میں سراج منیر کا فرزند ہوں، میں اہل بیت میں سے ہوں۔ جبرائیل ہم میں موجود ہوتا تھا اور ہمارے گھر سے آسمان کی طرف جاتا تھا۔ میں اس اہل بیت میں سے ہوں جن سے اللہ تعالیٰ نے نجاست کو دُور رکھا ہے اور ان کو کما حقہ پاک و پاکیزہ کیا ہے۔ میں اس اہلبیت میں سے ہوں جن کی مودت اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر فرض قرار دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے کہا ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیہا حسنًا۔ نیکیاں حاصل کرنے سے مراد ہماری محبت رکھنا مراد ہے۔

۷۶۔ ابن سعد نے اشرف النبوۃ میں روایت کیا ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ میں اس کا فرزند ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام

---

[1] حسنین کی آپس میں شکر رنجی محل نظر ہے۔ تاریخ دان اچھی طرح جانتے ہیں کہ دونوں شہزادے اعلیٰ (باقی اگلے صفحہ پر)

جنات اور انسانوں کی طرف بھیجا۔ میں اس کا فرزند ہوں جس کے ساتھ مل کر فرشتے جہاد کرتے تھے۔ میں اس کا فرزند ہوں جس کی دعا قبول ہوتی تھی۔ میں اس کا فرزند ہوں جس کے لئے زمین مسجد اور پاک بنائی گئی۔ میں اس کا بیٹا ہوں جو آسمان کا برسنے والا بادل ہے۔ میں اس کا بیٹا ہوں جو شفاعت کرنے والا اور بڑا اطاعت گزار ہے۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کے لئے زمین سب سے پہلے شگافتہ کی جائے گی۔ میں اس کا بیٹا ہوں جو سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کی رضا مندی اللہ کی رضا مندی ہے۔ جس کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی ہے۔ اور میں اس کا بیٹا ہوں جس کا ہمسر مشرق اور مغرب میں کوئی نہیں ہے"۔

۷۷۔ امام علی رضا سے روایت ہے کہ امام حسن مجتبےٰ بیت الخلا میں تشریف لے گئے۔ آپ نے وہاں روٹی کا ایک پڑا ہوا لقمہ پایا۔ آپ نے اس کو لکڑی سے صاف کرکے اپنے ایک غلام کو دے دیا۔ جب آپ بیت الخلا سے باہر تشریف لائے تو آپ نے روٹی کے ٹکڑے کو غلام سے طلب کیا۔ اس نے عرض کیا اے میرے آقا! میں اس کو کھا گیا ہوں۔ آپ نے اس سے فرمایا تو اللہ کی راہ میں آزاد ہے۔ پھر آپ نے فرمایا میں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جس نے روٹی کے پڑے ہوئے لقمے کو پایا اس کو صاف کرکے یا دھو کر کھا گیا اس کو اللہ تعالیٰ آگ سے آزاد کر دیتا ہے۔ میں ایسے آدمی کو غلام نہیں رکھ سکتا جس کو اللہ عزوجل نے آگ سے آزاد کیا ہو۔

۷۸۔ ابن ابی زیاد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم جناب عائشہ کے گھر سے نکل کر حضرت فاطمہ کے دروازے سے گزرے اور آپ نے حسینؑ کے رونے کی آواز سنی۔ فرمایا اے میری بیٹی کیا تم اس بات کو نہیں جانتی کہ مجھے حسین کے رونے سے تکلیف ہوتی ہے۔

نبی صلعم کا حضرت حمزہؓ کی نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

۱۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے جناب حمزہ پر نماز جنازہ پڑھی اور رو پڑے تھے فرمایا! اے حمزہؓ! اے میرے چچا! اے اللہ اور اس کے رسول کے شیر! اے نیکیاں کرنے والے! اے تکالیف کو دور کرنے والے! رسول اللہ کا رونا طویل ہو گیا۔ آپ نے ایک ایک جنازہ کو طلب کرکے ستر آدمیوں پر ستر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں کبھی کوئی شکر رنجی پیدا نہیں ہوئی۔ دونوں شہزادے معصوم ہیں۔ معصوم سے اس قسم کا ارتکاب ممکن نہیں۔ یہ حدیث وضعی معلوم ہوتی ہے اور بنو امیہ کی ٹکسال سے ڈھالی گئی ہے۔ اس حدیث کے وضعی ہونے میں حضرت ابوہریرہ کی روایت سے اور تقویت ملتی ہے ۱۲۔ (محمد شریف عفی عنہ)

نمازیں پڑھیں۔ اور حضرت حمزہ کا جنازہ آپ کے سامنے پڑا رہا۔

۲۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ احد کی جنگ کے روز مسلمانوں کے عقب میں عورتیں مردوں کی مرہم پٹی کر رہی تھیں جو مشرکین سے مجروح ہو گئے تھے۔ اگر میں اس روز اس بات کی قسم کھاتا کہ اس روز ہم میں سے کوئی شخص طمع دنیا میں مبتلا نہیں تھا تو میں اس قسم سے اپنے آپ کو بری الذمہ نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرۃ تم میں بعض آدمی دنیا چاہتے ہیں اور تم میں کچھ لوگ آخرت کو پسند کرتے ہیں۔ جب اصحاب نبی صلعم نے اس بات کی مخالفت اور نافرمانی کی جس بات کا انہیں حکم دیا گیا تھا تو رسول اللہ صرف سات آدمی انصار کے اور دو آدمی قریش کے ساتھ اکیلے رہ گئے تھے اور دسویں آدمی خود رسول اللہ تھے۔ مشرکین نے جب رسول اللہ پر حملہ کیا۔ فرمایا اللہ اس شخص پر رحم کرے جس نے مشرکین کو ہم سے روکا۔ انصار کے ایک ایک آدمی کچھ دیر تک لڑتے رہے حتیٰ کہ قتل کر دیئے گئے۔ اسی طرح آپ فرماتے رہے اور ساتوں کے ساتوں آدمی قتل کر دیئے گئے۔ ابو سفیان نے آکر کہا ہبل کی بلندی ہو۔ رسول اللہ صلعم نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا کہ کہو اللہ بہت بلند اور بہت بزرگ ہے۔ ابو سفیان نے کہا ہمارے پاس عزیٰ (بت) ہے اور تمہارے پاس کوئی عزیٰ نہیں ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہو اللہ ہمارا مولا ہے اور تمہارا مولا کوئی نہیں ہے۔ ابو سفیان نے کہا بدلے کا بدلہ ہے ایک دن ہمارے حق میں ہے اور ایک دن ہمارے خلاف تھا۔ فلاں فلاں کے بدلے قتل ہوا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہو مسلمان کافروں کے برابر نہیں ہیں۔ ہمارے مقتولین زندہ ہیں۔ اللہ کے ہاں سے رزق حاصل کرتے ہیں۔ اور ان کے مقتول آگ میں داخل ہیں جن کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ رسول اللہ نے نگاہ کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت حمزہ کا شکم شگاف کیا ہوا پڑا ہے۔ ابو سفیان کی زوجہ ہند نے آپ کا کلیجہ نکال کر کھا لیا ہے۔ ہند کو آپ کے جگر کو اپنے پیٹ میں رکھنے کی قدرت نہ ہوئی۔ آخرکار اس کے ٹکڑے ساتھ باہر پھینک دیا۔ رسول اللہ صلعم نے دریافت کیا کہ آپ کے جگر میں سے کسی چیز کو کھا بھی لیا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حمزہ کی کوئی چیز جہنمیوں کے پیٹ میں داخل نہیں کرے گا۔ حضرت حمزہ کی نعش آپ کے سامنے لا کر رکھی گئی۔ آپ نے اس پر نماز پڑھی۔ انصاری کی میت اٹھا دی گئی۔ اور جناب حمزہ کی میت رہنے دی گئی۔ پھر دوسرے انصاری کی میت لائی گئی۔ آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور حضرت حمزہ کی نعش اپنی جگہ پر رہنے دی گئی۔ اسی طرح ستر آدمیوں پر نمازیں پڑھی گئیں۔ حتیٰ کہ آپ نے جناب حمزہ پر ستر نمازیں پڑھیں

۳۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے حضرت حمزہ کی نعش پر ستر تکبیریں نماز جنازہ ادا فرمائی

پھر آپ کے پاس اور شہداء کی میتیں لائی گئیں۔ آپ نے ان پر ستر نماز ادا فرمائیں۔

عباس رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بیان میں

۱۔ تاریخ جاننے والوں کا بیان ہے کہ عباس پہلے اسلام لاچکے تھے۔ لیکن اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا ہوا تھا۔ جنگ بدر کی لڑائی کے روز عباس مشرکین کے ساتھ آئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی مڈبھیڑ عباس کے ساتھ ہو جاتے وہ عباس کو قتل نہ کرے کیونکہ آپ مجبوری مشرکین کے ساتھ نکلے ہیں۔ عباس مکہ کے مشرکین کی خبریں رسول اللہ صلعم کے پاس تحریر کیا کرتے۔ مسلمان عباس کی وجہ سے امن میں تھے۔ عباس رسول اللہ کی طرف مدینہ کی جانب ہجرت کرنا پسند کرتے تھے۔ رسول اللہ نے عباس کو خط تحریر کیا کہ تم اپنی جگہ پر درست ہو اور یہ تمہارے لئے اچھا ہے۔ جس وقت رسول اللہ کے غلام رافع نے رسول اللہ کو عباس کے اسلام لانے کی خوشخبری سنائی تھی تو رسول اللہ نے رافع کو آزاد کر دیا تھا۔

۲۔ سوید بن اصم سے روایت ہے کہ بدر کی لڑائی کے روز عباس مشرکین کے ساتھ مجبوری کی وجہ سے نکلے تھے عباس کو گرفتار کیا گیا اور عباس کو ان لوگوں نے نہایت سختی کے ساتھ کس دیا تھا۔ اپنے چچا عباس کے کراہنے کی وجہ سے اس رات رسول اللہ صلعم سو نہ سکے۔ اصحاب میں سے ایک آدمی نے عباس کی بندھنیں ڈھیلی کر دیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں عباس کے کراہنے کی آواز سن رہا ہوں۔ اس آدمی نے عرض کیا میں نے اس کی بندھنیں ڈھیلی کر دی ہیں۔ فرمایا اسی طرح تمام قیدیوں کے ساتھ کر دو۔

۳۔ اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے جعفر تم میری خلقت اور گفتار میں متشابہ ہو۔ تم مجھ سے ہو اور میرے درخت سے ہو۔ اے علی تم میرے داماد ہو۔ میرے فرزندوں کے باپ ہو۔ تم مجھ سے ہو اور میں تجھ سے ہوں۔ اے زید تم میرے دوست ہو اور مجھ سے ہو اور تمام قوم سے مجھے زیادہ محبوب ہو۔

۴۔ ابو سعید شرف النبوۃ میں اپنے سلسلہ روایات میں عبدالعزیز سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اس دوران میں حسنؓ اور حسینؓ تشریف لائے۔ آپ ان دونوں کی خاطر کھڑے ہو گئے۔ اپنے کندھے پر دونوں کو سوار کر کے فرمایا۔ تم دونوں کا اونٹ بہت اچھا ہے اور تم دونوں بہترین سوار ہو۔

۵۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ ہم ایک روز رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اس اثنا میں جناب فاطمہ تشریف لائیں۔ آپ رو رہی تھیں۔ رسول اللہ نے فرمایا اے فاطمہ تیرا باپ تم پر قربان ہو تم کیوں روتی ہو؟ عرض کیا حسن اور حسین کہیں چلے گئے ہیں۔ معلوم انہوں نے کہاں بسر کیا۔ فرمایا گریہ نہ کرو۔ ان دونوں کا پیدا کرنے والا مجھ سے اور تم سے ان دونوں پر نہایت مہربان اور شفیق ہے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں

ہاتھوں کو بلند کر کے فرمایا۔ اے میرے اللہ ان دونوں کی نگہبانی کر اور انہیں صحیح و سلامت رکھ۔ جبرائیل نازل ہوئے اور کہا اے اللہ کے رسول تم اور تمہاری بیٹی رنج و ملال نہ کرے۔ وہ دونوں نو بخار کے باغ میں سوئے ہوئے ہیں۔ اللہ نے دو فرشتوں کو ان کی نگرانی کے لئے مقرر کیا ہے۔ وہ دونوں ان کی حفاظت کر رہے ہیں۔ ہم رسول اللہ کے ساتھ کھڑے ہو کر روانہ ہوئے اور باغ میں پہنچے۔ ناگاہ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ حسن اور حسین آپس میں گلا ڈالے ہوئے سوئے ہوئے ہیں۔ فرشتے نے اپنا ایک پر دونوں کے نیچے بچھایا ہوا ہے اور دوسرے پر سے دونوں پر سایہ کیا ہوا ہے۔ رسول اللہ دونوں پر گر پڑے اور دونوں کو چومنے لگے حتیٰ کہ دونوں نیند سے بیدار ہو گئے۔ حسن کو اپنے دائیں کندھے پر اور حسین کو بائیں کندھے پر اٹھا لیا۔ فرمایا تم دونوں کا اونٹ بہترین اونٹ ہے اور تم دونوں بہترین سوار ہو۔ تم دونوں کا باپ تم دونوں سے افضل ہے۔ دونوں کو لئے ہوئے آپ مسجد میں تشریف لائے۔ اپنے دونوں قدموں پر کھڑے ہو گئے اور دونوں آپ کے شانۂ مبارک پر سوار تھے۔ فرمایا اے گروہ مسلمین کیا میں تمہیں ان لوگوں کے متعلق آگاہ کروں جو نانا اور نانی کے لحاظ سے تمام لوگوں سے افضل ہوں، انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا حسن اور حسین ہیں اور ان دونوں کا نانا ہیں رسولوں کا سردار اور خاتم الانبیاء ہوں اور ان دونوں کی نانی خدیجہ بنت خویلد ہیں جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ فرمایا کیا میں تمہیں ان لوگوں کے متعلق آگاہ کروں جو باپ اور ماں کی طرف سے تمام لوگوں سے افضل ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ فرمایا حسن اور حسین ہیں۔ ان دونوں کا باپ حضرت علی ہیں جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے ہیں۔ آپ پہلے شخص ہوں گے جن کے ساتھ میں جنت میں داخل ہوں گا۔ قیامت کے روز میرا جھنڈا اٹھانے والے ہوں گے۔ دونوں کی ماں فاطمہ ہیں جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ فرمایا کیا میں تمہیں ایسے حضرات کے متعلق آگاہ کروں جو چچا اور پھوپھی کے لحاظ سے تمام لوگوں سے افضل ہوں۔ کہا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا حسن اور حسین ہیں۔ ان دونوں کا چچا حضرت جعفر بن ابی طالب ہیں جو اپنے دونوں پروں کے ساتھ جہاں چاہتے ہیں بہشت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے رہتے ہیں۔ ان دونوں کی پھوپھی ام ہانی بنت ابی طالب ہیں جس کے گھر میں مجھے آسمان پر لے جایا گیا تھا۔ پھر میں نے صبح کی نماز آپ کے ساتھ پڑھی تھی۔ فرمایا کیا میں تمہیں ایسے نفوس کے متعلق آگاہ کروں جو ماموں اور خالہ کے لحاظ سے تمام لوگوں سے برتر ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں۔ فرمایا حسن اور حسین ہیں۔ فرمایا ان دونوں کے ماموں، قاسم، عبداللہ اور ابراہیم ہیں اور ان دونوں کی خالائیں زینب، رقیہ اور ام کلثوم ہیں۔ پھر فرمایا اے میرے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ حسن اور حسین جوانان بہشت کے سردار ہیں اور ان دونوں کا باپ جنت کے رہنے والوں کا سردار ہے۔ ان دونوں کی

ماں جنت والوں کی سردار ہے۔ ان دونوں کا چچا جنت والوں کا سردار ہے۔ ان دونوں کی پھوپھی ان دونوں کے ماموں اور ان دونوں کی مانیاں اہل جنت میں سے ہیں۔ پھر فرمایا جس نے حسن اور حسین اور ان دونوں کے باپ کے ساتھ کینہ رکھا وہ دوزخ میں ہوگا جس شخص نے ان دونوں کو دوست رکھا، وہ ہمارے ساتھ بہشت میں ہوگا۔

رسول اللہ کا پنجتن پاک پر چادر ڈالنا اور ان کے حق میں دعا کرنا

۱۔ ام سلمہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کپڑا لیا، اس کو علیؑ، فاطمہ، حسن اور حسین پر ڈال دیا۔ اور خود رسول اللہ ان حضرات کے ساتھ تھے اور اس آیت کو تلاوت فرمایا۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ میں آگے بڑھی تاکہ ان حضرات کے ساتھ (چادر میں) داخل ہو جاؤں، رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم اپنی جگہ پہ رکی رہو۔ تمہاری بازگشت بھلائی پر قائم ہے"

۲۔ ام سلمہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا میرے پاس اپنے شوہر اور اپنے دونوں بیٹوں کو لاؤ۔ آپ ان حضرات کو لے کر تشریف لائیں۔ آپ نے فدک کی بنی ہوئی چادر ان پہ ڈال دی۔ پھر اپنا ہاتھ مبارک ان پر رکھ کر فرمایا۔ اے میرے اللہ یہ لوگ آل محمد ہیں۔ اپنی صلوات اور برکات محمد اور آل محمد پہ نازل فرما بے شک تو حمد والا اور بزرگی والا ہے۔ ام سلمہ نے کہا کہ میں نے چادر کو اٹھا کر اندر داخل ہونا چاہا۔ رسول اللہ صلعم نے چادر کو کھینچ لیا اور فرمایا اپنی جگہ ٹھہری رہو۔ تمہاری بازگشت خیریت و بھلائی پہ قائم ہے"

۳۔ ام سلمہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے۔ ایک نوکرانی نے عرض کیا کہ علی اور فاطمہ دروازے پر موجود ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلعم کو اس بات کی خبر کر دی۔ آپ نے فرمایا اٹھو اور دروازہ کھول دو۔ میں نے دروازے کو کھول دیا۔ علی اور فاطمہ اندر داخل ہوتے اور دونوں کے ساتھ حسنؑ اور حسینؑ تھے۔ آپ نے دونوں بچوں کو پکڑ کر اپنی گود میں بٹھا دیا اور ان دونوں کو بوسہ دیا۔ ایک ہاتھ سے علی کو اور دوسرے ہاتھ سے فاطمہ کو گلے لگایا۔ علی اور فاطمہ کو بوسہ دیا۔ آپ نے ان پہ ان کی سیاہ چادر کا ایک پلہ ڈال کر فرمایا اے میرے اللہ! یہ میرے اہلبیت ہیں، آپ کی خدمت میں حاضر ہوں، دوزخ کی طرف نہ جائیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے متعلق کیا ارشاد ہے۔ فرمایا تیری بازگشت بھلائی پر قائم ہے۔

توضیح :- سدہ ، دروازہ - اعدف ، ڈالا - خمیصہ ، سیاہ اُون کی چادر

۴ - ام سلمٰہ سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ اپنے باپ رسول اللہ صلعم کے پاس ایک پتھر کی ہنڈیا لائیں۔ جس میں آپ نے حریرہ بنایا ہوا تھا۔ انہوں ہنڈیا کو تھال میں رکھکر رسول اللہ کے سامنے رکھ دیا۔ رسول اللہ نے آپ سے کہا تمہارے چچا زاد بھائی کہاں ہیں ؟ عرض کیا وہ اپنے گھر میں ہیں۔ فرمایا اس کو بلاؤ اور اپنے دونوں بیٹوں کو بھی لاؤ۔ یہ سب حضرات آ گئے رسول اللہ نے حسن اور حسین کو اپنی گود میں بٹھا دیا، علی کو اپنی دائیں جانب اور فاطمہ کو اپنی بائیں جانب بٹھایا۔

جناب ام سلمہ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ نے میرے نیچے سے خیبری چادر کو کھینچ لیا، آپ نے چادر کو ان پر ڈال دیا۔ چادر کے ایک کونے کو پکڑ کر اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے رب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا " اے میرے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے نجاست کو دور رکھ اور ان کو کما حقہٗ پاک و پاکیزہ فرما۔ رسول اللہ نے یہ فقرہ تین مرتبہ دہرایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان میں سے نہیں ہوں، اپنے ابن عم (علی) اپنی بیٹی (فاطمہ) اپنے دونوں فرزندوں (حسنین) کے حق میں دعا ختم کرنے کے بعد مجھے فرمایا۔ تم بھی چادر کے اندر داخل ہو جاؤ "

۵ - ام سلمہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف فرما تھے۔ جناب فاطمہ نے آپ کے لئے حریرہ تیار کیا تھا، آپ حریرہ لائیں اور آپ کے ساتھ حسنؑ اور حسینؑ بھی تھے۔ آپ نے فرمایا فاطمہ اپنے شوہر کو میرے پاس بلاؤ۔ آپ حضرت علیؑ کو لائیں، انہوں نے حریرہ کو تناول فرمایا، رسول اللہ صلعم نے چادر کو لے کر ان پر ڈال دیا اور چادر کے ایک کونے کو اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑتے ہوئے اپنے دائیں ہاتھ کو آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا اے میرے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، میرے خاص قرابت دار اور میرے مخصوص افراد ہیں۔ ان سے نجاست کو دور رکھ اور انہیں کما حقہٗ پاک و پاکیزہ بنا پھر فرمایا، میری اس سے جنگ ہے جس نے ان سے جنگ کی۔ میری اس سے صلح ہے جس نے ان سے صلح کی۔ اور میری اس شخص سے دشمنی ہے جس نے ان سے دشمنی رکھی۔

۶ - ام سلمہ سے روایت ہے کہ آیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔ میرے گھر میں نازل ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی فاطمہ حسن اور حسین کو بلوا بھیجا، یہ حضرات تشریف لائے آپ نے ان پر چادر کو ڈال کر فرمایا۔ اے میرے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے ناپاکی کو دور رکھ اور انہیں پوری طرح پاک و پاکیزہ فرما۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اہل بیت میں نہیں ہوں۔ فرمایا ہاں انشاء اللہ!

۶- ابن عمرؓ نے کہا ہے۔ زینب بنت ابی سلمہ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ فاطمہؑ حسنؑ، اور حسینؑ پر چادر کو ڈال کر فرمایا یا اے اہل بیت تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔ اللہ حمد والا اور بزرگی والا ہے۔ میں اور ام سلمہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ ام سلمہ رو پڑیں اور عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول آپ نے ان حضرات کو مخصوص کر لیا ہے۔ مجھے اور میری بیٹی کو چھوڑ دیا ہے۔ فرمایا تم اور تمہاری بیٹی اہل بیت میں سے ہو۔

۷- واثلہ بن الفقع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم جناب فاطمہ کے گھر میں تشریف لائے۔ آپ چٹائی پر بیٹھ گئے۔ جناب فاطمہ کو اپنی دائیں جانب اور علی کو اپنی بائیں طرف۔ حسن اور حسین کو اپنے سامنے بٹھایا۔ اور فرمایا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ اے میرے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ واثلہ کا کہنا ہے کہ میں نے کمرے کے ایک کونے سے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میں بھی آپ کے اہل سے ہوں۔ فرمایا ہاں تم اہل میں سے ہو۔

۸- واثلہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حسن کو دائیں ران پر بٹھا کر بوسہ دیا اور حسین کو بائیں ران پر بٹھا کر بوسہ دیا۔ فاطمہ کو سامنے بٹھایا۔ پھر علی کو بلایا۔ پھر ان حضرات پر خیبری چادر کا ایک کنارا ڈال کر فرمایا۔ اے میرے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے نجاست کو دور رکھ اور انہیں کما حقہٗ پاک و پاکیزہ بنا۔ واثلہ سے دریافت کیا گیا کہ رجس (ناپاکی) کیا چیز ہے۔ کہا اللہ کی ذات میں شک کرنے کا نام رجس ہے۔

۹- عائشہ سے روایت ہے کہ ایک صبح کو رسول اللہ صلعم اس شان سے باہر نکلے کہ آپ پر بالدار سیاہ چادر پڑی ہوئی تھی۔ امام حسنؑ آگئے۔ آپ نے اس کو چادر کے اندر لے لیا۔ حسینؑ آگئے اس کو چادر کے اندر لے لیا۔ فاطمہ تشریف لائیں ان کو چادر کے نیچے لے لیا اور حضرت علی تشریف لائے ان کو بھی چادر کے اندر داخل کر لیا۔ پھر اس آیت کو تلاوت کیا۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو واثلہ بن الفقع سے روایت کرنے کے بعد آخر میں یہ فقرات اضافہ کئے ہیں۔ اے میرے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اور میرے اہل بیت ہیں۔ میں اس بات کا حقدار ہوں۔

۱۰- عمر بن ابی سلمہ رسول اللہ صلعم کے پروردہ سے روایت ہے کہ آیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ جناب ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلعم نے علیؑ، فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ کو بلا کر ان پر چادر ڈال دی تھی۔ آپ لب کی پشت کے پیچھے تھے۔ ان حضرات پر چادر ڈال کر فرمایا۔ اے میرے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے ناپاک بات کو دور رکھ اور انہیں پوری طرح منزہ فرما

ام سلمہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی میں ان کے ساتھ شامل ہو جاؤں۔ فرمایا تم اپنی جگہ قائم رہو اور تم بھلائی پر ہو

۱۱۔ ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حسنؑ اور حسینؑ علیؑ اور فاطمہ پر چادر ڈال کر فرمایا۔ اے میرے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ یہ میرے خاص افراد ہیں۔ ان سے ناپاک بات کو دور رکھ ان کو ہر طریقے سے پاک و پاکیزہ فرما۔ ام سلمہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں ان میں شامل ہو جاؤں؟ فرمایا تمہاری بازگشت بھلائی کی طرف ہے۔

۱۲۔ زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ سے فرمایا۔ میری اس سے جنگ ہے جس سے تم نے جنگ کی۔ میری اس سے صلح ہے جس سے تم نے صلح کی۔

۱۳۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا پانچ اشخاص رسول اللہ صلعم۔ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی۔

اللہ کے حمد اور احسان کے ساتھ کتاب ذخائر العقبیٰ مؤلفہ امام اجل، امجد، اوحد فاضل کامل محب الدین ابو جعفر احمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم طبری، آملی، شافعی، امام حرم مکہ شریف زاد ہا اللہ شرفاً ختم ہوئی۔ تحریر کردہ احادیث کو میں نے اس کتاب سے نقل کیا ہے اور ان احادیث کو چھوڑ دیا ہے۔ جو صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ صحاح ستہ میں سے میں نے احادیث کے اختصار کے طور پر نقل کیا ہے۔

فضائل اہل بیت میں نشر مناقب

حدیث ۱:۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کی کتاب کا عنوان علی بن ابی طالب کی محبت ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ پانچ باتوں سے انسان کا راستہ مسدود ہو جاتا ہے۔ جہالت پر قانع رہنا، دنیا پر حریص ہونا، نیکی حاصل کرنے میں کنجوسی کرنا۔ ریا کاری سے عمل کرنا اور اپنی رائے کو بڑا جاننا۔

لہ اس مقام پر شیخ قندوزی بلخی شافعی مؤلف کتاب ینابیع المودۃ نے ایک رسالہ نقل کیا ہے۔ جس کا عنوان یہ ہے۔ "ھذہٖ المناقب السبعون فی فضائل اہل البیت" اس رسالہ کے شروع میں ایک (باقی اگلے صفحہ پر)

حدیث نمبر ۲: جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ عزوجل ہر دن علی ابن ابی طالب کے ذریعہ مقرب فرشتوں سے فخر و مباہات کرتا ہے۔ حتیٰ کہ کہتا ہے۔ اے علی تمہیں مبارک ہو۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تمام اعمال سے چار اعمال نہایت دشوار ہیں (۱) غصہ کے وقت معاف کرنا (۲) تنگی کے وقت سخاوت کرنا (۳) تنہائی میں پاک دامن رہنا (۴) حق بات اس شخص سے کہنا جس سے کسی قسم کا ڈر ہو۔ اس سے کوئی اُمید وابستہ ہو۔

حدیث ۳: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے سلمان سے کہا کہ رسول اللہ صلعم سے دریافت کرو کہ آپ کے وصی کون ہیں۔ سلمان نے آپ سے دریافت کیا۔ فرمایا اے سلمان میرے وصی میرے وارث، میرے قرض کو ادا کرنے والے اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والے علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں

فرمان علی: اہل خیر سے مل جاؤ تاکہ تمہارا شمار انہیں لوگوں میں سے ہو۔ اہل شر سے جدا رہو۔ ان سے پوری طرح جدائی اختیار کرو۔"

حدیث ۴: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے خیبر کی لڑائی کے روز فرمایا۔ میں کل علم اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتا ہے وہ بغیر فتح کئے واپس نہ ہوگا۔

فرمان علی:۔ دنیا میں تیری چیز صرف وہ ہے جو تمہارے لئے تمہارے ٹھکانے کی اصلاح کرے۔

حدیث ۵: عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جب میرے اہل بیت کے کسی آدمی کو دیکھتے ہیں تو اپنی بات کو ختم کر دیتے ہیں۔ خدا کی قسم آدمی کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوگا حتیٰ کہ ان کو اللہ تعالیٰ اور میری قرابت داری کی وجہ سے دوست رکھے۔

فرمان علی کرم اللہ وجہہ:۔ تیرا بھائی تیرے ساتھ برائی کرنے کی نسبت نیکی کرنے سے زیادہ مضبوط نہیں ہوگا وہ اپنے نقصان میں کوشش کرے گا اور تجھے فائدہ دے گا۔ اور اس شخص کا بدلہ یہ نہ ہونا چاہیئے کہ جو تجھے خوش کرے تو اس کے ساتھ برائی کرے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مختصر سا خطبہ بھی ہے۔ رسالہ کے مؤلف کا نام تحریر نہیں کیا کہ یہ وجیزہ کس جلیل القدر عالم نے تحریر کیا ہے۔ میں نے بڑی کوشش کی کہ اس رسالہ کے مؤلف کا نام معلوم ہو جائے۔ لیکن میری تمام کوششیں ساحل مراد تک نہ پہنچ سکیں۔ ۱۲۔ محمد شریف عفی عنہ

حدیث ۶ :۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی سے فرمایا۔ اے علی اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک ایسی زینت سے مزین کیا ہے کہ مخلوقات میں سے ایسی زینت کے ساتھ کسی کو مزین نہیں کیا۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ دنیا سے پرہیزگاری۔ تمہیں ایسا بنایا کہ تم دنیا سے کوئی چیز نہ لوگے اور نہ دنیا تم سے کوئی چیز لے گی۔ تمہیں غربا کے ساتھ دوستی کرنا ودیعت کیا۔ وہ لوگ تمہارے امام ہونے پر راضی ہیں اور تم ان سے ماننے والوں کے طور پر راضی ہو۔

فرمان علی کرم اللہ وجہٗ ؛ جس نے زمانہ پر بھروسہ کیا۔ زمانہ نے اس سے خیانت کی، جس نے اس کی عزت کی زمانہ نے اس کی توہین کی۔

حدیث ۷ : عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے جناب فاطمہ سے فرمایا۔ اے فاطمہ تم اس بات پہ راضی نہیں ہو کہ اللہ عز وجل نے اہل زمین پر نگاہ انتخاب دوڑائی تو تیرے باپ اور تیرے شوہر کو منتخب کیا۔

فرمان علی کرم اللہ وجہٗ : کرامت پرہیزگاری میں، بلندی انکساری میں، سچائی مروت میں، فتح مندی صبر میں، تونگری قناعت میں، آرام پرہیزگاری میں، خیر وعافیت خاموشی میں ہے۔

حدیث ۸ : بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے علی میرے وصی اور وارث ہیں۔"

فرمان علی کرم اللہ وجہٗ ؛ عقلمند کا سینہ اس کے راز کا صندوق ہے۔ ہشاش بشاش رہنا محبت کی رسی ہے اور شک کرنا عیوب کی قبر ہے۔"

حدیث ۹ : سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس نے علی کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی، آپ نے ایسا تین مرتبہ فرمایا۔

فرمان علی کرم اللہ وجہٗ ؛ جو شخص اپنے نفس سے راضی ہو گیا۔ اس نے اپنے لئے ناراض ہونے والے بہت پیدا کر لئے۔

حدیث ۱۰ : عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت مباہلہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلعم نے علی فاطمہ حسن اور حسین کو بلایا اور فرمایا اے میرے اللہ یہ میرے اہل ہیں۔

فرمان علی کرم اللہ وجہٗ ؛ جب دنیا کسی شخص کے موافق ہوتی ہے تو اس شخص کو دوسروں کی خوبیاں عطا کر دیتی ہے اور جب دنیا کسی شخص سے منہ موڑ لیتی ہے تو اس شخص کی اپنی خوبیاں بھی چھین لیتی ہے۔

حدیث ۱۱ : زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک روز فرمایا علی کے دروازے

کے سوا ان تمام دروازوں کو بند کر دو، اس بارے میں ایک شخص نے بات کی تو رسول اللہ صلعم کھڑے ہو گئے۔ اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا مجھے علی کے دروازے کے سوا ان دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تمہارے کہنے والے نے اس بارے میں بات چیت کی ہے۔ خدا کی قسم میں نے نہ کسی چیز کو بند کیا ہے اور نہ کسی چیز کو کھولا ہے۔ مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے ابن عباس کی روایت ہے اکہ رسول اللہ نے فرمایا) اللہ نے تمہارے دروازوں کو بند کر دیا ہے۔

فرمان علی کرم اللہ وجہہ۔ لوگوں سے اس قدر گھل مل جاؤ کہ اگر تم مر جاؤ تو وہ تم پر گریہ کریں۔ اگر تم غائب ہو جاؤ تو تم پر انگشت نمائی نہ کریں۔

حدیث ۱۲۔ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا عنقریب میرے بعد فتنہ رونما ہوگا اگر یہ بات واقع ہو جائے تو علی بن ابی طالب کو لازم پکڑنا۔ آپ حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والے ہیں:

فرمان علی کرم اللہ وجہہ۔ تمام لوگوں سے لاچار آدمی وہ ہے جو احباب بنانے سے قاصر رہا ہو اور اس سے عاجز وہ شخص ہے جس نے دوست کو پانے کے بعد کھو دیا۔

حدیث ۱۳۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے دو لشکر روانہ کئے ایک لشکر پر علی کو سالار بنا کر بھیجا اور دوسرے پر خالد بن ولید کو۔ فرمایا۔ اگر تمہاری آپس میں ملاقات ہو جائے تو علی لوگوں کے امام ہیں۔ اگر تم جدا ہو جاؤ تو ہر ایک اپنے لشکر کا سالار ہے۔ ہماری ملاقات بنو زبیدہ کے ساتھ ہو گئی ہم نے آپس میں جنگ کی ہم ان پر کامیاب ہو گئے۔ ہم نے ان کو قید کر لیا۔ علی نے ایک قیدی کو اپنے لئے چن لیا۔ خالد نے مجھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس روانہ کیا تاکہ میں جا کر آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دوں۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس بات سے آگاہ کیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میں جس مقصد کی خاطر بھیجا گیا تھا میں نے اس کو انجام دے دیا ہے۔ فرمایا تم لوگ علی کے درپے نہ ہو جاؤ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں وہ میرے بعد میرے ولی اور میرے وصی ہیں۔!

فرمان علی کرم اللہ وجہہ: رعب و دبدبہ ناکامی کا باعث ہوتا ہے۔ حیا محرومی کا سبب ہوتا ہے۔ آرام و فرصت کے اوقات بادل کی طرح گزر جاتے ہیں۔ اچھے آرام اور فرصت کے وقت بھی مستعد رہو۔

حدیث ۱۴۔ داؤد بن بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ صدیق تین آدمی ہیں ایک حبیب نجار جو مومن آل لیسین ہیں (دوسرے) حزقیل جو مومن آل فرعون ہیں (تیسرے) علی بن ابی طالب ہیں جو ان سے افضل ہیں۔

فرمان علی کرم اللہ وجہہ: بڑے گناہوں کا کفارہ یہ ہے ستم رسیدہ کی امداد کرنا اور مصیبت زدہ کی تکلیف

کو دُور کرتا ہے :

حدیث ۱۵ : وہب بن حنفی بصری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں قرآن کے نازل ہونے کے وقت جہاد کرتا ہوں اور علیؑ قرآن کی تفسیر کی خاطر جہاد کریں گے۔

فرمان علی کرم اللہ وجہٗ : جب تو دیکھے کہ تیرے رب کی نعمتوں کا تم پر پے در پے نزول ہو رہا ہے تو اپنے رب سے خوف رکھ :

حدیث ۱۶ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا علی کو پانچ ایسی فضیلتیں عطا کی گئی ہیں جو مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ مجھے اللہ عز و جل کے سامنے سہارا دیں گے حتیٰ کہ اللہ حساب و کتاب سے فارغ ہو جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میرا جھنڈا حمد آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔ تیسری بات یہ ہے کہ آپ میرے حوض پر کھڑے ہوں گے۔ میری امت کے جس آدمی کو پہچانیں گے اس کو پانی پلائیں گے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ میری شرمگاہ کو پوشیدہ کریں گے۔ اور مجھے اللہ عز و جل کے سپرد کریں گے۔ پانچویں بات یہ ہے کہ مجھے آپ کے بارے میں اس بات کا خوف نہیں ہے۔ بیاہ ہونے کے بعد زانی ہو جائیں گے اور ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائیں گے"۔

فرمان علی کرم اللہ وجہٗ :۔ جو بات آدمی اپنے دل میں پوشیدہ رکھتا ہے وہ اس کی زبان کے انداز اور اس کے چہرے کے آثار سے ظاہر ہو جاتی ہے"۔

حدیث ۱۷ : حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا، اے ابو بکر میرا ہاتھ اور علی کا ہاتھ انصاف کرنے میں برابر ہیں"۔

فرمان علی کرم اللہ وجہٗ : جس شخص نے بردباری کو اپنا شعار بنایا وہ لوگوں میں پسندیدہ زندگی بسر کرتا ہے۔ جہالت کی وجہ سے جس کے جھگڑے زیادہ ہو جاتے ہیں وہ حق بات سے اندھا ہو جاتا ہے۔

حدیث ۱۸ : عمران بن حصین رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ وہ میرے بعد ہر مومن اور مومنہ کے ولی ہیں"۔

فرمان علی کرم اللہ وجہٗ : جو شخص بھٹک گیا اس کے نزدیک نیکی برائی بن جاتی ہے اور برائی نیکی ہو جاتی ہے۔ وہ گمراہی کے نشے میں مدہوش ہو جاتا ہے :

حدیث ۱۹ : جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا۔ آسمانوں اور زمین کی خلقت سے ایک ہزار سال پہلے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا تھا محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور علی اس کے بھائی ہیں"۔

فرمان علی کرم اللہ وجہٗ: نیکی کرنے والا نیکی سے افضل ہوتا ہے۔ برائی بجالانے والا برائی سے بُرا ہوتا ہے۔

حدیث ۲۰:۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ عزوجل نے ہر نبی کی اولاد اس کی پشت میں قرار دی ہے۔ اور میری اولاد کو علی بن ابی طالب کی پشت میں قرار دیا ہے۔

فرمان علی کرم اللہ وجہٗ: تمہیں بے وقوف کی صحبت سے بچنا چاہیئے۔ وہ تمہیں نفع پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن نقصان دیتا ہے۔ اور جھوٹے آدمی کی صحبت سے بچنا چاہیئے کیونکہ وہ سراب کی مانند ہے دُور والی چیز کو تمہارے قریب کرے اور قریب کو تم سے دور کرے گا۔

حدیث ۲۱: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی سے جنگ تبوک کی طرف جاتے وقت فرمایا۔ علی کے سوا آپ کے ساتھ لوگ جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت علی رو پڑے، رسول اللہ نے فرمایا (اے علی) تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہو جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور میرے لئے جانا اس صورت میں ممکن ہے کہ تم میرے خلیفہ ہو۔"

فرمان علی کرم اللہ وجہٗ:۔ احمق کا دل اس کے منہ میں ہوتا ہے۔ اور عقلمند کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے۔

حدیث ۲۲: جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے علی کا بازو پکڑ کر فرمایا۔ یہ نیکو کاروں کے امام اور بدکاروں کے قاتل ہیں۔ اس کو چھوڑ دیا گیا ہے، جس نے اس کو چھوڑ دیا اس کی مدد کی گئی ہے، جس نے اس کی مدد کی پھر آپ نے آواز کو پھیلا کر فرمایا: میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہیں جو شخص علم حاصل کرنا چاہے دروازے کے پاس آئے۔"

فرمان علی کرم اللہ وجہٗ:۔ وہ برائی جو تمہیں تکلیف دے وہ اللہ کے نزدیک اس نیکی سے اچھی ہے جو تجھے فکر میں ڈال دے۔

حدیث ۲۳: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے فرمایا علی بن ابی طالب کا حق اس اُمت پر اس قدر ہے جس قدر باپ کا حق بیٹے پر ہوتا ہے۔

فرمان علی کرم اللہ وجہٗ: شفاعت کرنے والا مقصد حاصل کرنے والے کا بازو ہوتا ہے اور مال خواہشات کی بنیاد ہے۔

حدیث ۲۴: جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ نے اس

قول کے بارے میں فرمایا فاما نذھبن بک فانا منھم منتقمون۔ یہ آیت علی بن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ آپ میرے بعد ناکثین، مارقین اور قاسطین سے انتقام لیں گے۔

فرمان علی کرم اللہ وجہٗ: "ضرورت کا ختم کر دینا ضرورت کے پورا کرنے سے آسان ہے۔

حدیث ۲۵: سلمان رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک راز دار ہوتا ہے اور میرے رازدار علی بن ابی طالب ہیں۔

فرمان علی کرم اللہ وجہٗ۔ جب عقل مکمل ہو جاتی ہے تو گفتگو کم ہو جاتی ہے۔

حدیث ۲۶: سلمان رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میرے بعد علی بن ابی طالب میری امت میں سب سے زیادہ علم والے ہیں۔

علی کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا۔ دوستوں کا نہ ہونا مسافرت ہے (عالم سفر میں آدمی تنہا ہوتا ہے دوستوں کے بغیر بھی یہی حالت ہوتی ہے)۔

حدیث ۲۷: سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم سے پہلے پہل میرے پاس حوض پر آنے والے اور تم سے پہلے اسلام لانے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا۔ تھوڑی بخشش کرنے سے نہ شرماؤ۔ کیونکہ محروم کرنا اس سے زیادہ کم ہے۔

حدیث ۲۸: حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا علی بن ابی طالب لوگوں میں اس طرح ہیں جس طرح (سورہ) قل ہو اللہ قرآن میں موجود ہے۔

علی کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا:۔ آدمی کا نفس اپنی موت کی طرف چلتا ہے

حدیث ۲۹: ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا علی میرے بعد جس چیز کو لے کر میں بھیجا گیا میرے علم کا دروازہ ہیں۔ میری امت سے صاف صاف بیان کرنے والے ہیں۔ اس کی محبت ایمان اس سے کینہ رکھنا نفاق، اس کی طرف دیکھنا مہربانی اور اس کی مودت عبادت ہے۔"

علی کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا گھٹیا علم وہ ہے جو زبان پر رک جاتے اور بلند ترین علم وہ ہے جو اعضا و جوارح سے ظاہر ہو۔"

حدیث ۳۰: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔"

علی کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا (واللہ کے ساتھ) یقین کی نیند اس نماز سے بہتر ہے جو شک کے ساتھ ادا کی گئی ہو۔

حدیث ۳۱: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو نبی گزرا ہوا ہے اس کی نظیر میری امت میں موجود ہے۔ ابوبکر ابراہیم کی نظیر ہیں۔ عثمان ہارون کی نظیر ہیں۔ اور علی بن ابی طالب میری نظیر ہیں۔

علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا۔ اپنے دین کی کوئی چیز اپنی دنیا کی اصلاح کی خاطر نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایسی چیز کا دروازہ کھول دے گا۔ جو دنیا سے زیادہ تکلیف دہ ہوگا۔

حدیث ۳۲: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا علی بن ابی طالب جنت میں اس طرح ظاہر ہوں گے جس طرح صبح کا ستارہ دنیا والوں کے لئے ظاہر ہوتا ہے۔

علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا۔ بہت سے ایسے عالم ہیں جن کو لاعلمی نے قتل کر دیا۔ اور اس کا علم اس کے ساتھ تھا۔ اور علم نے اس کو کوئی فائدہ نہ دیا۔

حدیث ۳۳: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا علی بن ابی طالب کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا اس شخص کا کیا حال ہوگا، جس کا ہونا نہ ہونا ہوگا۔ صحت مند ہونے کے باوجود بیمار ہوگا اور جس چیز سے منع کرے گا وہ چیز اس کو دی جائے گی۔

حدیث ۳۴: عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی اللہ عزوجل نے تیری شادی فاطمہ سے کر دی ہے اور اس کا حق مہر زمین کو مقرر کیا ہے۔ جو شخص تیرے ساتھ کینہ رکھ کر زمین پر چلے گا۔ اس کا چلنا حرام ہوگا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا۔ ان دونوں کاموں میں فرق ہے ایک کام ایسا ہوتا ہے کہ جس کی کوفت چلی جاتی ہے لیکن اس کا ثواب باقی رہتا ہے۔

حدیث ۳۵۔ عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ سب سے پہلے جس شخص کو قیامت کے روز لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم ہوں گے جن کو ان کی خُلّت کی وجہ سے لباس پہنایا جائے گا۔ پھر میں ہوں گا، مجھے میری صفوت کی وجہ سے لباس پہنایا جائے گا۔ پھر علی بن ابی طالب ہوں گے۔ جو میرے اور ابراہیم کے درمیان شان و شوکت کے ساتھ جنت کی طرف جائیں گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا مجھے کنجوس پر تعجب ہوتا ہے وہ غربت کے طلب کرنے میں جلدی کرتا ہے حالانکہ وہ غربت سے بھاگتا ہے۔ تونگری کو ضائع کرتا ہے۔ حالانکہ تونگری کو تلاش کیا ہے۔ دنیا میں فقیروں جیسی زندگی بسر کرتا ہے اور آخرت میں اسے امیروں کی طرح حساب دینا پڑے گا۔

حدیث ۳۶: عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں علم کی ترازو ہوں۔ علی اس کے پلڑے

ہیں حسنؓ اور حسینؓ اس کی ڈوریاں ہیں۔ فاطمہ اس کی ڈنڈی ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ اپنے نزدیک اللہ تعالیٰ کو بڑا جان۔ مخلوق تیری نگاہ میں کمتر معلوم ہو گی۔"

حدیث ۳۷: عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں اور علی ایک درخت سے پیدا کئے گئے ہیں اور لوگ مختلف درختوں سے پیدا کئے گئے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ اگر تو اپنی خوراک سے زیادہ کمائے گا۔ تو تو اس بارے میں دوسرے آدمی کا خزانچی ہے۔

حدیث ۳۸۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا بنو اسرائیل سے اللہ تعالیٰ نے طہارت کو اس لئے اٹھا لیا تھا کہ ان کی رائے انبیاء کے متعلق بُری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے ان لوگوں سے طہارت کو منع کیا ہے جو علی بن ابی طالب سے بغض رکھتے ہیں۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا سخاوت عزت کی محافظ ہے۔ بردباری بے وقوف کے لئے باعث ملامت ہے۔ استغنا فقر کی زینت ہے۔

حدیث ۳۹:۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا علی کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو میرے سر کو میرے بدن سے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ چار چیزیں اگر کم بھی ہوں تو بہت ہیں۔ فقیری۔ درد۔ دشمنی اور روگ۔

حدیث ۴۰:۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا علی بن ابی طالب دین کا دروازہ ہیں جو اس کے اندر داخل ہوا وہ مومن تھا جو اس سے نکل گیا وہ کافر تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ حالات بدلنے سے لوگوں کے جواہرات کھلتے ہیں۔

حدیث ۴۱: عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر لوگ علی بن ابی طالب کی محبت پر اجتماع کر لیتے تو اللہ تعالیٰ دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا عقلوں کے پچھڑنے کی جگہ لالچ کے چمکنے کے نیچے کی جگہ ہے۔

حدیث ۴۲: عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اس شخص سے کہہ دو جس نے علی کو دوست رکھا وہ جنت کے داخل ہونے کے لئے تیار ہو جائے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ نیک انسان کا زیادہ فضیلت والا وہ عمل ہے۔ اگر کسی کی کوئی چیز (عیب وغیرہ) جانتا ہے تو اس سے چشم پوشی کرتا ہے۔

حدیث ۴۳: ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ علی کو پیدا نہ کرتا تو فاطمہ کا کوئی ہمسر نہ ہوتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ زیادہ خاموشی سے رعب و دبدبہ ہوتا ہے۔ انصاف کرنے سے لوگ زیادہ آتے ہیں۔ نیکی کرنے سے قوت بڑھتی ہے۔ انکساری کرنے سے نعمت مکمل ہوتی ہے۔

حدیث ۴۴: ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ عورتوں کی اچھی عادتیں فخر کرنا، بزدلی اور کنجوسی ہے اور یہ عادتیں مردوں کے لئے بُری ہیں۔

حدیث ۴۵: ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ علی اور اس کے شیعہ قیامت کے روز کامیاب اور کامران ہوں گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جس شخص نے چغلخور کی بات مان لی اس نے دوست کو ضائع کر دیا۔

حدیث ۴۶: عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا علی کا ذکر عبادت ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے کچھ نہ کچھ ڈر۔ اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو۔ اپنے اور اللہ کے درمیان پردہ حائل کر۔ اگرچہ باریک ہی کیوں نہ ہو۔

حدیث ۴۷: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ دانائی دس حصوں میں تقسیم کی گئی ہے علی کو نو حصے عطا کئے گئے ہیں اور لوگوں کو ایک حصہ دیا گیا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جب جواب کی بھیڑ ہو جائے تو ٹھیک بات کم ہوتی ہے۔

حدیث ۴۸: عمار بن یاسر رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مجھے اس بات کی وصیت کی گئی ہے کہ جو شخص مجھ پر ایمان لایا اس نے علی بن ابی طالب کی ولایت کے بارے میں میری تصدیق کی ہے۔ جس نے اس سے دوستی رکھی اس نے مجھ سے دوستی قائم کی اور جس نے مجھ سے دوستی قائم کی تو اس نے اللہ سے دوستی رکھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اگر چیز عام حاصل ہونے لگے تو اس کی خواہش کم ہونے لگتی ہے۔

حدیث ۴۹: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جب معراج کی رات مجھے لے جایا گیا تو آسمان پر اللہ تعالیٰ نے میرے لئے انبیاء کو جمع کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی تھی کہ اے محمد ان سے سوال کرو کہ تم کس غرض کے لئے بھیجے گئے ہو انہوں نے کہا کہ ہم اس بات کی گواہی کے لئے کہ عبادت کے لائق اللہ کے سوا کوئی نہیں اور وہ ایک اکیلا ہے۔ تیری نبوت اور علی بن ابی طالب کی ولایت کے اقرار کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جب تمہیں افلاس گھیرے تو اللہ تعالیٰ سے صدقہ دے کر تجارت کرو۔

حدیث ۵۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی یہ آیت نازل ہوئی انما انت منذر و لکل قوم ھاد، رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں منذر ڈرانے والا ہوں اور علی ہادی ہدایت کرنے والے ہیں اے علی تیرے ذریعے ہدایت یافتہ ہدایت پائیں گے۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ بادشاہ کا مصاحب شیر پر سواری کرنے والے کی مانند ہے۔

حدیث ۵۱ : ابوسعید اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت وقفوھم انھم مسئولون کے متعلق فرمایا کہ لوگوں سے علی کی ولایت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا آج کے روز آنے والے دن کی فکر کر اپنے آپ ہی جگہ نہ دیں۔ اگر تیری عمر باقی رہی اور وہ فکر تمہارے دامنگیر ہو گئی تو اللہ تعالیٰ اس بارے میں تمہارے لئے رزق مہیا کرے گا

حدیث ۵۲ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ساق عرش پر لکھا ہوا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ محمد میرے بندے اور رسول ہیں میں نے علی بن ابی طالب کے ذریعہ اس کی تائید کی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ تمہارے دوست تین شخص ہیں۔ ایک تمہارا دوست، تمہارے دوست کا دوست اور تمہارے دشمن کا دشمن اور تمہارے دشمن بھی تین شخص ہیں۔ تمہارا دشمن، تمہارے دوست کا دشمن اور تمہارے دشمن کا دوست۔

حدیث ۵۳ : حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ علیؓ کو امیرالمومنین کب کہا گیا تو اس کے فضائل کا ہرگز انکار نہ کرتے۔ آپ کا نام امیرالمومنین تب پڑا جب آدم روح اور جسم کے منازل طے کر رہے تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے کہا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو ارواح نے کہا ہاں اللہ تعالیٰ نے کہا میں تمہارا رب ہوں۔ محمد تمہارے نبی ہیں۔ اور علی تمہارے امیر ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ مسکین رسول اللہ صلعم ہیں جو شخص آپ سے الگ رہا اللہ تعالیٰ نے بھی اس کو الگ رکھا۔

حدیث ۵۴۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی جانب سے میرے پاس جبرائیل سبز کاغذ لائے جس پر سفیدی کے ساتھ یہ عبارت تحریر تھی۔ میں نے علی بن ابی طالب کی محبت اپنی مخلوق پر فرض قرار دی ہے۔ یہ بات لوگوں تک پہنچا دو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا لوگ دنیا کے بیٹے ہیں آدمی کو اپنی ماں سے محبت کرنے کے بارے

میں ملامت نہیں کی جا سکتی۔

حدیث ۵۵: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ان کلمات کے بارے میں جو آدم کو عطا کیے گئے تھے اور جن کی بدولت آدم کی توبہ قبول کی گئی۔ رسول اللہ نے فرمایا آدم نے محمد، علیؑ، فاطمہ، حسنؑ اور حسینؑ کا واسطہ دیکر اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ دلوں کے لئے اچھے اور برے دونوں اوقات آتے ہیں۔ اگر اچھا وقت آجائے تو نماز نافلہ پڑھا کرو۔ اگر برا وقت آجائے تو فرائض کی ادائیگی سے اس پر قابو پاؤ۔

حدیث ۵۶: براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک۔ مروی ہے کہا کہ غدیر خم کے مقام پر رسول اللہ صلعم نے علی کے فضائل کی تبلیغ کی تھی۔ رسول اللہ نے خطبہ ارشاد فرمایا تھا اور کہا جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علی مولا ہیں۔ عمر نے کہا اے علی تمہیں مبارک باد ہو۔ آپ میرے اور ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت کے مولا ہو گئے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تونگروں کے مال میں غرباء کی روزی مقرر کی ہے۔ اگر کوئی غریب بھوکا رہ جاتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ غنی نے اسے بھوکا رکھا ہے۔ اس بات کے متعلق اللہ تعالیٰ ان سے سوال کرے گا۔"

حدیث ۵۷: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو علی کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھا آپ نے فرمایا میں اور یہ اللہ کی مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ آپ کے چہرے کا پانی جامد ہے۔ سائل اس کو ٹپکاتا ہے۔ دیکھو کون شخص اس کو ٹپکاتا ہے۔

حدیث ۵۸: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ مکہ میں قریش کے جوانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور ہم میں رسول اللہ صلعم بھی تشریف فرما تھے۔ اسی دوران میں (آسمان سے) ایک ستارہ ٹوٹا۔ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا جس شخص کے گھر میں یہ ستارہ اترا ہے۔ وہ میرے بعد میرے وصی ہیں۔ لوگ اٹھے اور انہوں نے جا کر دیکھا کہ ستارہ علی کے گھر میں اتر چکا تھا۔ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ علی کے بارے میں (معاذ اللہ) گمراہ ہو گئے ہیں۔ یہ آیت نازل ہوئی والنجم اذا ھوی ماضل صاحبکم وما غوی قسم ہے اس ستارے کی جو ٹوٹا تمہارا ساتھی نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بھٹکا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ دین چار اشخاص سے قوام پذیر ہوتا ہے۔ عالم جو اپنے علم کو استعمال کرتا ہو، جاہل جو برابر علم کی تحصیل میں مصروف ہو۔ سخی جو اپنی سخاوت کو کافی نہ سمجھتا ہو اور فقیر جو دنیا کے عوض میں اپنی آخرت

کو نہ بیچتا ہو۔"

حدیث ۵۹ ۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا علی بن ابی طالب سے محبت رکھنا ایک نیکی ہے۔ جس کے ہوتے ہوئے کوئی برائی نقصان نہیں پہنچا سکتی اور آپ سے بغض رکھنا ایک برائی ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا بخل ایک ایسی مہار ہے جس سے ہر برائی کھنچی جاتی ہے۔

حدیث ۶۰ ۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت و من عندہ علم الکتاب کے بارے میں روایت ہے۔ اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلعم سے اس کے بارے میں دریافت کیا تھا۔ آپ نے فرمایا اس سے علی بن ابی طالب مراد ہیں۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا جب تک تم بات نہ کرو بات تیری رسی میں بندھی ہے۔ جب تم بات کرو گے تو اب تم بات کی رسی میں جکڑ جاؤ گے۔ اپنی زبان کی اس طرح حفاظت کر جس طرح اپنے سونے کی حفاظت کرتا ہے۔

حدیث ۶۱ : حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا یا رسول آپ ہمارے لئے خلیفہ کیوں نہیں مقرر فرماتے آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا اگر میں اپنے بعد تم پر خلیفہ مقرر کر دوں تم میرے خلیفہ کی نافرمانی کرو گے تو تم پر عذاب نازل ہو گا۔ پھر فرمایا اگر تم خلافت کا ولی ابوبکر کو بناؤ گے تو اس کو دین کے بارے میں مضبوط اور جسم کے بارے میں کمزور پاؤ گے۔ اگر تم عمر کو خلیفہ بناؤ گے تو اس کو دین کے بارے میں مضبوط پاؤ گے اور جسم کے بارے میں بھی۔ اگر تم علی کو خلیفہ بناؤ گے، حالانکہ تم ایسا ہرگز نہیں کرو گے تو اس کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے اور وہ تم کو صراط مستقیم پر چلائیں گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی ذلت اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا میں رہ کر اللہ کی نافرمانی کی جاتی ہے اور دنیا کو چھوڑ کر ہی نعمات الٰہی سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔

حدیث ۶۲ : سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میری بیٹی کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے دوستوں کو آگ سے آزاد کیا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا۔ لوگوں کے عادات اختیار کرنے سے ان کے شر سے امن مل جاتا ہے۔

حدیث ۶۳ : عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میری مثال اور میرے اہل بیت کی مثال ایسی ہے جس طرح کھجور کا درخت فربلہ پر پیدا ہو گیا ہو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا جس شخص نے چھوٹی مصیبتوں کو جھوٹا جانا اللہ اس کو بڑی مصیبتوں میں مبتلا کر

دیتا ہے۔

حدیث ۶۴: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا آل محمد سے ایک دن محبت رکھنا سال کی عبادت کرنے سے افضل ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ وہ چیز جو تمہیں حاصل ہو رہی ہو اس سے روگردانی کرنا تمہارے حصہ کا نقصان ہے اور اس چیز کی رغبت کرنا جو تجھ سے منہ موڑ رہی ہو تیرے نفس کی ذلت کا باعث ہے۔

حدیث ۶۵: ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ہم لوگ اہل بیت ہیں۔ ہمارے لئے اللہ تعالے نے دنیا کی بجائے آخرت کو پسند کیا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا وہ چیز جو تمہارے ہاتھ میں موجود ہے ، دنیا میں تجھ سے پہلے بھی اس کے اہل موجود تھے اور تیرے بعد اور لوگوں کے پاس چلی جائے گی۔ تم دو آدمیوں کے لئے مال جمع کرتے ہو۔ ایک وہ آدمی جس کے لئے تم مال جمع کرتے ہو اس مال کو اللہ کی اطاعت میں خرچ کیا۔ جس بات میں تو نے اس کو بدبخت بنایا تھا وہ اسی میں نیک بخت ہو گیا یا ایک اور آدمی ہے اس نے اس مال کو اللہ کی نافرمانی میں صرف کیا۔ جو چیز تم نے اس کے لئے جمع کی تھی وہ اسی میں بدبخت ہو گیا۔ یہ دونوں آدمی اس بات کے اہل نہیں ہیں کہ تو ان کو اپنی ذات پر ترجیح دے اور اپنی پشت پر سوار کرے۔ یہی خیال کرو کہ جو شخص چلا گیا اس پر اللہ کی رحمت ہو اور جو زندہ رہ گیا ہے اس کو اللہ رزق دے گا۔

حدیث ۶۶: ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میرے اہل بیت کی مثال تم میں باب حطہ کی مانند ہے جو اس سے داخل ہوا تھا اس کو بخش دیا گیا تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا زمانہ صرف دو دن ہے۔ ایک دن تیرے حق میں ہوتا ہے اس دن جو چیز تمہیں ملنی ہوتی ہے وہ تمہاری کمزوری کے باوجود تم کو مل کر رہے گی اور وہ دن جو تمہارے خلاف ہوگا اس کے نقصان کو تم اپنی قوت کے باوجود دفع نہیں کر سکو گے !

حدیث ۶۷: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں نے اپنے اہل بیت کے بارے میں اپنے رب سے سوال کیا کہ ان میں سے کوئی فرد آگ میں داخل نہ ہو سو اللہ نے میرے سوال کو قبول کر لیا!

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تم غیر کے غلام نہ بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں آزاد پیدا کیا ہے۔ کوئی ایسی نیکی نہیں ہے مگر شر اور مصیبت کے ساتھ حاصل ہوتی ہے اور کوئی ایسی کشائش نہیں ہے مگر تکلیف کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

حدیث ۶۸: ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا اے لوگو! میں نے تم میں

دو گرانقدر چیزیں بطور خلیفہ کے چھوڑی ہیں۔ اگر تم ان کو پکڑو گے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک ان میں دوسری سے بڑی ہے وہ کتاب خدا ہے جو رسی کی طرح آسمان سے لے کر زمین تک کھچی ہوئی ہے اور دوسری میری اولاد ہے وہ میرے اہل بیت ہیں یہ دونوں اس وقت تک ہرگز جدا نہ ہوں گے۔ حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تیرے خاموش رہنے سے جو نقصان ہو گا اس کی تلافی بہت آسان ہے بہ نسبت اس تلافی کے جو تیرے بولنے سے لاحق ہوئی ہو تمہیں علم ہونا چاہیئے کہ وہ تھوڑی سی چیز جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے مل جائے وہ اس زیادہ چیز سے زیادہ مکرم اور معظم ہے جو مخلوق سے ملے:

حدیث ۶۹: مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا معرفۃ آل محمد برأۃ من النار آل محمد کی معرفت آگ سے برات کا باعث ہے۔ وحب آل محمد جواز علی الصراط اور آل محمد کی محبت پل صراط سے گزرنے کا باعث ہے۔ والولایۃ لآل محمد امان من العذاب آل محمد کی ولایت عذاب سے امان کا باعث ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اگر تم اس چیز کے لئے واویلا کرتے ہو جو تجھ سے ضائع ہو گئی ہے تو ان تمام چیزوں کے لئے جزع و فزع کر جو تجھے حاصل نہیں ہوئیں اور یہی خیال کر کہ جو چیز تھی وہ نہ تھی، امور ایک جیسے ہوتے ہیں۔

حدیث ۷۰: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر تمام باغات قلم ہو جائیں اور تمام سمندر سیاہی ہو جائیں اور تمام جنات حساب کرنے بیٹھ جائیں اور تمام انسان لکھنے لگ جائیں یہ سب لوگ فضائل علی کا شمار نہیں کر سکیں گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا، تم اس شخص کی مانند نہ ہو جاؤ جو عمل کے بغیر آخرت کا طلبگار ہو۔ بڑی بڑی امیدیں وابستہ کئے ہوئے توبہ کی خواہش رکھتا ہو۔ دنیا کے متعلق دنیا سے نفرت کرنے والوں کی طرح بات چیت کرے اور اس کا عمل دنیا کے چاہنے والوں کی طرح ہو۔ اگر اس کو دنیا کی کوئی چیز مل جائے تو اس سے سیر نہ ہو۔ اگر دنیا کی کوئی چیز نہ ملے تو اس پر قناعت نہ کرے۔ جو چیز اس کو مل جاتی اس کے شکر کرنے سے درماندہ ہو اور زیادہ لینے کا خواہش مند ہو جس چیز کو خود چاہتا ہو اس سے منع کرے اور خود باز نہ آئے۔ اس کام کا حکم دے جس کو خود بجا نہ لائے۔ نیک لوگوں کی دوستی کا دم بھرے۔ اور ان کے عمل کے موافق عمل نہ کرے۔ گنہگاروں سے بغض رکھے۔ حالانکہ خود انہیں میں سے ایک ہو۔ موت کو مکروہ تصور کرے۔ اگر بیمار پڑ جائے تو ندامت شروع کر دے۔ اگر ٹھیک ہو جائے تو لہو و لعب میں مصروف

ہو جائے۔ اگر خیر و عافیت سے ہو تو اپنے کو بڑا تصور کرے۔ اگر کسی امتحان میں پھنس جائے تو مایوس ہو جائے۔ اس کے گمان پر اس کا نفس غالب آجائے اور نفس جس عادت پر قائم ہے۔ اس پر غلبہ حاصل نہ کرے۔ اپنے معمولی گناہ سے اپنے غیر سے خوف کھائے۔ اپنے کام سے زیادہ کا طلبگار ہو۔ اگر اس کو کوئی مصیبت پہنچ جائے تو بیزار ہو کر دعا طلب کرے۔ اگر اس کو خوش حالی لاحق ہو جائے تو اکڑتا پھرے۔ اگر غنی ہو جائے تو اپنے سے باہر اور دیوانہ ہو جائے۔ اگر محتاج ہو جائے تو مایوس ہو جائے اور کمزور ہو جائے۔ عمل میں کوتاہی کرے سوال میں زبادتی کرے۔ عبرتناک باتیں بیان کرے۔ اور خود عبرت حاصل نہ کرے۔ نصیحت کرنے میں زیادتی کرے۔ لیکن نصیحت حاصل نہ کرے۔ بات کا دھنی ہو اور عمل کا لنگڑا ہو، جو چیز فنا ہو گئی ہو اس پر سخت حساب لے اور جو باقی ہو اس سے درگزر کرے۔ ایک بکری (زکوٰۃ کی) کو تاوان تصور کرے اور تاوان کو مال غنیمت خیال کرے۔ موت سے ڈرے اور مرے ہوئے کے پاس نہ جائے۔ غیر کے گناہ کو بڑا سمجھے۔ اس سے جو زیادہ صادر ہو اس کو کم خیال کرے۔ اپنی اس اطاعت کو زیادہ تصور کرے۔ اگر وہ غیر کی جانب سے ہو تو اس کو حقیر سمجھے۔ لوگوں کو طعنہ دے اور اپنے نفس سے غافل ہو۔ فقراء کے ساتھ ذکر میں مشغول ہونے سے اس کے نزدیک غنی لوگوں کے ساتھ بیہودہ باتوں میں معروف ہونا زیادہ پسندیدہ ہو۔ اپنے نفس کے لئے غیر سے بات منوالے اور اپنے نفس سے غیر کے لئے بات نہ منوا سکے، دوسرے کو ہدایت کرے اور خود گمراہ ہو، دوسرے وعدہ وفائی کا مطالبہ کرے۔ اور خود وعدہ وفا نہ کرے۔ لوگوں کو اپنے رب سے ڈرائے اور لوگوں کو اذیت دینے میں اپنے رب سے نہ ڈرے۔

کتاب مودة القربیٰ

مؤلفہ قدوۃ العارفین مولانا و مقتدانا امیر سید علی بن شہاب ہمدانی قدس اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے بہترین نعمات کا الہام کیا اور مجھے جامع فضائل اور اور کرم اپنے حبیب کے ساتھ مودت رکھنے کا الہام کیا۔ یہ وہ ذات ہے جس کو تمام امتوں پر رسول بنا کر بھیجا۔ یہ ذات محمد امی عربی کی ہے صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ

فی القربیٰ (اے محمد) ان سے کہدو میں تم سے اجر رسالت کا کوئی سوال نہیں کرتا۔ مگر یہ کہ میرے قرابتداروں سے محبت کرو۔ اور مجھے اللہ کی محبت کی وجہ سے دوست رکھو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔ جب آل نبی صلعم کی مودت ومحبت کے بارے میں قیامت کے روز) سوال کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو حکم دیا کہ آپ اپنی قوم سے اپنے قرابتداروں کی محبت کے سوا اور کسی چیز کا سوال نہ کریں۔ اور یہ بات محبت رکھنے والوں کی نجات کا سبب ہوگی۔ اور یہ امر محمد صلعم اور آپ کی آل علیہم السلام تک پہنچنے کا موجب ہوگا۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جس شخص نے جس قوم کو محبوب رکھا اس کا حشر اس قوم کے زمرہ میں ہوگا۔ نیز فرمایا آدمی اس شخص کے ساتھ ہوگا جس کو اس نے دوست رکھا۔ طریق وصول اور منہج قبول کے طالب پر واجب ہے کہ وہ محبت رسول اور مودت اہل بیت بتول کو طلب کرے اور یہ باتیں فضائل آل محمد علیہم السلام کی معرفت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتیں۔ ان چیزوں کا انحصار آنحضرت علیہ السلام کی ان احادیث پر ہے جو ان حضرات کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ علماء اور فقہاء نے فضائل میں کافی تعداد میں احادیث جمع کردی گئی ہیں۔ لیکن اہل بیت علیہم السلام کے فضائل بہت کم جمع کیے گئے ہیں۔ اسی بنا پر میں گنہگار فقیر علی بن شہاب ہمدانی نے (اللہ نے اس کے اعمال کو درست کیا۔ اور اس کو اس بات کی توفیق دی جو اس کے قرب اور رضامندی کا موجب ہوگی) اہل بیت کے فضائل میں جو کچھ وارد ہوا تھا ایک مختصر کتاب تحریر کی۔ جس کا نام مودۃ القربیٰ اور اہل العبا ہے۔ اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اس کو ان حضرات تک پہنچنے کا میرا وسیلہ قرار دے اور ان حضرات کے سبب سے میری نجات ہو جائے۔ میں نے اس کتاب کو چودہ مودت پر تقسیم کیا ہے۔ محمد اور اصحاب رسول کے وسیلہ سے جنہوں نے اس کی پیروی کی۔ اللہ تعالیٰ مجھے بیان کرنے میں کوتاہی اور خطاء سے بچائے۔

مودت اول

(سیدنا وصفینا مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل کے بیان میں)

۱۔ مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بیان فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا۔ مجھے ان میں سے بہترین مخلوق میں قرار دیا۔ پھر ان لوگوں کو قبائل میں تقسیم کیا مجھے ان میں سے بہترین قبیلے میں قرار دیا۔ پھر ان لوگوں کو گھروں میں تقسیم کیا مجھے ان میں سے بہترین گھر میں قرار

دیا۔ میں تم لوگوں میں خلقت کے لحاظ سے، قبیلے کے لحاظ سے، گھر کے لحاظ سے اور نفس کے اعتبار سے افضل ہوں

۲- ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں احمد ہوں۔ میں محمد ہوں۔ میں جمع کرنے والا ہوں۔ میں بعد میں آنے والا ہوں۔ میں آخر میں آنے والا ہوں۔ میں نبی رحمت ہوں اور میں وہ نبی ہوں، جس کے زمانہ میں فتنے ہوں گے۔

۳- ابو طفیل عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں فاتح ہوں میں خاتم ہوں، میں ابوالقاسم ہوں، میں حاشر ہوں (جمع کرنے والا) میں عاقب ہوں (بعد میں آنے والا) میں طٰہٰ (طاہر) اور میں یٰسین (سید) ہوں اور میں ماحی ہوں (باطل کو مٹانے والا)

۴- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے فرمایا۔ "میں نبی ہوں میں جھوٹ نہیں کہتا۔ میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔ میں عرب میں بڑا عرب ہوں، مجھے قریش نے جنا۔ اور میں نے بنو سعد میں پرورش پائی۔

۵- واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اولاد اسماعیل سے اللہ نے کنانہ کو چن لیا اور کنانہ سے قریش کو چن لیا۔ اور قریش سے بنو ہاشم کو چنا اور مجھے قریش سے منتخب کیا۔ روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل کو برگزیدہ کیا۔ اولاد اسمٰعیل سے کنانہ کو برگزیدہ کیا۔ (الحدیث)

۶- ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے روز اولاد آدم کا سردار ہوں اور میں پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر شگافتہ کی جائے گی۔ میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

۷- ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہم دنیا والوں میں سے آخری لوگ ہوں گے۔ قیامت میں پہلے لوگ ہوں گے۔ (ہم لوگوں کا) تمام مخلوق سے پہلے فیصلہ ہو گا۔

۸- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے فرمایا، قیامت کے روز میری اتباع کرنے والے اور انبیاء کے مقابلہ میں زیادہ ہوں گے (جنت کا دروازہ کھولوں گا۔ خازن (جنت) کہے گا تم کون ہو؟ میں کہوں گا، میں محمد ہوں، وہ کہے گا مجھے آپ کے متعلق حکم دیا گیا ہے میں آپ سے پہلے کسی کے لئے (جنت کا دروازہ) نہ کھولوں۔

۹- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور اس بات پر فخر نہیں ہے"۔

۱۰- عرنجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ "میں سابق الاسلام ہوں"

۱۱۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں جوامع الکلم لے کر مبعوث کیا گیا ہوں۔ اور میں رعب کی وجہ سے کامیاب ہوا ہوں۔

۱۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء دو گنے امتحان میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے لئے ثواب بھی دوگنا ہوتا ہے۔ اگر کسی نبی کا امتحان قتل کے ساتھ لیا جاتا مقصود ہوتا ہے تو وہ قتل کیا جاتا ہے۔ وہ لوگ جس طرح خوشی اور راحت کے وقت خوش ہوتے ہیں۔ اسی طرح امتحان اور مصیبت کے وقت خوش ہوتے ہیں۔

۱۳۔ بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سے زیادہ سخت اللہ سے ڈرتا ہوں۔

۱۴۔ ابوہریرہ نے کہا کہ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کے لئے نبوت کب واجب ہوئی۔ فرمایا میرے لئے نبوت اس وقت واجب ہوئی۔ جب آدم روح اور جسم کے منازل طے کر رہے تھے۔

۱۵۔ جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مجھے اللہ نے تمام محاسن اخلاق اور کمال محاسن افعال کے ساتھ مبعوث کیا۔

۱۶۔ جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں نے انبیاء کو دیکھا تھا اور میں ابراہیم کی شبیہ ہوں۔

۱۷۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ نے ابراہیم کو خلیل اور موسےٰ کو نجی اور مجھے حبیب بنایا۔ اللہ عزوجل نے کہا مجھے میری عزت اور جلال کی قسم میں ضرور اپنے حبیب کو اپنے خلیل اور نجی پر ترجیح دوں گا۔

۱۸۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور سفاح (زنا) جاہلیت سے پیدا نہیں ہوا ہوں۔ آدم سے لے کر اس وقت تک حتیٰ کہ میرے باپ اور میری ماں نے مجھے جنا اور مجھے سفاح جاہلیت کی کسی چیز نے مس تک نہیں کیا۔

۱۹۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مجھے انبیاء پر چھ چیزوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے مجھے جوامع الکلم دیا گیا۔ رعب اور دبدبہ کے باعث میں فتحیاب ہوا۔ میرے لئے اموال غنیمت حلال قرار دیا گیا۔ زمین میرے لئے مسجد اور پاک بنائی گئی۔ میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا اور میرے ساتھ نبوت ختم ہو گئی۔

۲۰۔ انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مجھے لوگوں پر چار چیزوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے سخاوت، شجاعت، کثرت جماع اور شدت سے پکڑنا۔

ابن عباس سے روایت ہے۔ اصحاب رسول صلعم میں سے کچھ لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک

آدمی نے کہا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا اور دوسرے نے کہا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے گفتگو کی۔ ایک اور نے کہا عیسیٰ اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ ایک دوسرے نے کہا اللہ نے آدم کو برگزیدہ کیا۔ نبی علیہ السلام باہر نکلے اور فرمایا میں نے تم لوگوں کی گفتگو اور تمہارے تعجب کو سنا ہے یہ بات درست ہے کہ حضرت ابراہیم اللہ کے خلیلؑ (دوست) تھے اور یہ درست ہے کہ موسیٰ اللہ کے نجی تھے۔ اور یہ درست ہے کہ عیسےٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ حضرت آدم صفی اللہ ہیں اور میں اللہ کا حبیب ہوں لیکن اس بات پر فخر بھی نہیں کرتا) میں قیامت کے روز اس جھنڈے کا مالک ہوں جس کا نام حمد ہوگا۔ اس جھنڈے کے نیچے آدم اور اس کے سوا لوگ ہوں گے۔ لیکن میں اس بات پر فخر نہیں کرتا) میں قیامت کے روز سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ لیکن اس بات پر فخر نہیں ہے میں سب سے پہلے جنت کے دروازے کو ہلاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ میرے لئے جنت کا دروازہ کھول دیگا میں اس میں داخل ہو جاؤں گا اور میرے ساتھ غربار مومنین ہوں گے اور اس بات پر کوئی فخر نہیں ہے اور میں اللہ کے نزدیک اولین اور آخرین سے زیادہ عزت والا ہوں اور اس بات پر فخر نہیں ہے۔

۲۲۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اہل جنت لوگ ہم اہل بیت ہیں۔ ہم سے اللہ نے ظاہری اور باطنی فواحش کو دور رکھا ہے۔

۲۳۔ بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہمارے جسم جنت کے ارواح سے بنائے گئے ہیں۔ اور زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ جو چیز ہم سے نکلے اس کو نگل لے۔

مودّت ۲

تمام اہل بیت علیہم السلام کے فضائل کے بیان میں

۱۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ جب آیت قل تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی، جناب فاطمہ، حسنؑ اور حسینؑ کو بلایا اور فرمایا اے میرے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں

۲۔ سعد بن معاذ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے سعد اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر نگاہ انتخاب کو دوڑایا اس سے مجھے علیؑ، فاطمہ، حسنؑ اور حسینؑ کو منتخب کیا اور میں اس امت کا نذیر ڈرانے والا ہوں اور علی اس امت کے ہادی ہیں۔ رسول اللہ نے یہ بات خندق سے واپسی کے بعد ارشاد فرمائی تھی!

۳- جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے ہماری محبت سے وسیلہ حاصل کرو اور وہ ہماری وجہ سے تمہیں عزت دے گا۔ اور ہماری وجہ سے تمہیں دوست رکھے گا اور ہماری وجہ سے تمہیں روزی دیتا ہے۔ ہمارے تمام دوست کل جنت میں ہماری مانند ہوں گے۔

۴- جناب ام سلمہ کے غلام ابوریاح سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کو اس بات کا علم ہوتا کہ روئے زمین پر علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ سے کوئی زیادہ عزت والے بندے ۔ ۔ ۔ موجود ہیں تو اللہ تعالیٰ مجھے ضرور حکم دیتا کہ میں ان کو لے جا کر مباہلہ کروں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ان حضرات (علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ) کے ساتھ جا کر مباہلہ کا حکم دیا تھا اور یہ لوگ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ اور انہیں حضرات کے ساتھ میں نصاریٰ پر غالب ہوا۔"

۵- محمد بن حنفیہ اپنے باپ علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں سویا ہوا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم تشریف لائے۔ میری طرف سے دیکھا اور مجھے اپنے قدم مبارک سے حرکت دی۔ فرمایا، اٹھو میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ جبرائیل نے آکر مجھے آگاہ کیا کہ اس کو اس بات سے مطلع کردو کہ اللہ تعالیٰ نے آخر کو اس کی صلب سے قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو، اس کی اولاد کو، اس کے شیعوں کو اور اس کے دوستوں کو بخش دے گا۔ اور جس شخص نے آپ کے بارے میں زبان دراز کی اور آپ کے حق کو کم کیا وہ آگ میں داخل ہوگا۔

۶- ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں تمام لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہونگا۔ پھر میری اولاد پھر ہمارے دوست جنت میں بلاحساب داخل ہوں گے۔ معرفت اور محبت کے بعد ان کے گناہوں کے متعلق ان سے سوال نہیں کیا جائے گا۔

۷- خالد بن معدان سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ صبح اور شام اللہ کی رحمت میں بسر کرے تو اس کے دل میں اس بات کا ہرگز شک نہیں ہونا چاہیئے کہ میری اولاد تمام اولاد سے اور میرا وصی تمام اوصیاء سے افضل ہے

۸- حضرت علی نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا قیامت کے روز عرش کے گرد میرے شیعوں اور میرے اہلبیت کے مخلص شیعوں کی خاطر منبر رکھ دیئے جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کہے گا اے میرے بندو آگے بڑھو! میں اپنی کرامت تم پر نثار کروں کیونکہ تم لوگوں نے دنیا میں تکلیف اٹھائی ہے۔

۹- حضرت علی نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا اے علی! میں ایک درخت سے پیدا کیا گیا ہوں اور تم بھی اسی سے پیدا کیے گئے ہو۔ میں اس درخت کی جڑ ہوں اور تم اس کی شاخ ہو۔ حسنؑ اور حسینؑ اس کی ٹہنیاں ہیں۔ اور

ہمارے دوست اس درخت کے پتے ہیں۔ جو شخص ان میں سے کسی چیز کے ساتھ چمٹ جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

۱۰۔ حضرت علی نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ مضبوط رسی کو پکڑے تو اسے چاہیئے وہ علی اور میرے اہل بیت کی محبت کو پکڑے۔

۱۱۔ ابن عباس نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا میں علم کی ترازو ہوں اور علی اس کے دونوں پلڑے ہیں۔ حسنؑ اور حسینؑ اس ترازو کے تاگے ہیں۔ فاطمہؑ اس ترازو کا جوڑا اور میرے بعد ہونے والے ائمہ اس کا عمود ہیں۔ اس ترازو میں ہمارے دوستوں اور ہم سے بغض رکھنے والوں کے اعمال تولے جائیں گے۔

۱۲۔ انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہم اولاد عبد المطلب جنت کے رہنے والوں کے سردار ہیں۔ میں علیؑ، حمزہؓ، جعفرؓ، حسنؑ، حسینؑ اور مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہوں گے۔

۱۳۔ ابو رافع نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا آل محمد کے لئے صدقہ حرام ہے اور کسی قوم کا غلام اسی قوم میں شمار ہوتا ہے۔

۱۴۔ ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا دنیا کی عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والی خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ قیامت کے روز سب سے پہلے میں اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا پھر جو ان کے قریب ہوگا (پھر) جو ان کے قریب ہوگا پھر انصار، پھر اس شخص کی شفاعت کروں گا جو مجھ پر ایمان لایا اور میرا اتباع کیا پھر اہل یمن پھر تمام عرب پھر عجم اور جس شخص کی میں پہلے شفاعت کروں گا۔ وہ افضل ہوگا۔

۱۵۔ ابو سعید خدری نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ کتاب خدا جو رسی کی مانند آسمان سے لے کر زمین تک کھچی ہوئی ہے اور میری اولاد جو میرے اہل بیت ہیں اور یہ دونوں ہرگز اس وقت تک جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے۔

۱۶۔ حضرت علی نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا میرے اہل بیت کی مثال نوح کی کشتی کی مانند ہے جس نے اس کشتی کو پکڑا تھا وہ نجات پا گیا تھا اور جس نے اس کو چھوڑ دیا تھا وہ آگ میں داخل ہوا تھا۔

۱۷۔ ابن مسعود نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا آل محمد سے ایک دن محبت رکھنا سال بھر کی عبادت سے افضل ہے۔ اور جس شخص نے ان کو دوست رکھا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

[redacted]۔ حضرت علی نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا میں قیامت کے روز چار اشخاص کی شفاعت کروں گا۔ میری اولاد کی عزت کرنے والا، ان کی ضروریات کو پورا کرنے والا، اگر مجبوری کے عالم میں اس کے پاس جائیں تو ان کے امور میں کوشش کرنے والا اور ان سے زبان اور دل سے محبت کرنے والا۔

۱۹۔ حضرت علی نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا قیامت کے روز چار شخصوں کے سوا اور کوئی شخص سوار نہ ہوگا۔ انصار کے ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ایک آپ ہوں گے باقی کون ہوں گے۔ فرمایا میں اللہ کی اونٹنی براق پر سوار ہوں گا۔ میرے بھائی صالح اس اونٹنی پر سوار ہوں گے جس کے پاؤں کاٹ دیئے گئے تھے۔ میرے چچا حمزہ عضباء اونٹنی پر سوار ہوں گے اور میرے بھائی علی جنت کی ایک اونٹنی پر سوار ہوں گے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک جھنڈا ہوگا۔ جس کا نام حمد ہوگا آپ میرے اور رب العالمین کے عرش کے سامنے کھڑے ہوکر کہیں گے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ فرمایا آدمی کہیں گے یہ کوئی مقرب فرشتہ ہے یا کوئی نبی مرسل ہے یا رب العالمین کا عرش اٹھانے والا ہے۔ فرمایا! عرش کے درمیان سے ایک آواز دینے والا آواز دے گا۔ اے آدمیوں کا گروہ! نہ تو یہ مقرب فرشتہ ہے اور نہ وہ نبی ہے جو رسالت کے درجے پر فائز ہوا ہے اور نہ رب العالمین کا عرش اٹھانے والا ہے۔ بلکہ یہ صدیق اکبر علی بن ابی طالب ہیں۔

۲۰۔ عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین پر چار لکیریں کھینچیں۔ فرمایا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کیا چیز ہے۔ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا خدیجہؓ بنت خویلد، فاطمہؓ بنت محمد، مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون جنت کی عورتوں سے افضل ہیں۔

۲۱۔ امام احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھ سے فرمایا اے احمد تم محمد بن ادریس شافعی کی بات میں جو میری حدیث کے بارے میں بیان کی ہے شک کرتے ہو کہ میری امت کے جس شخص نے سنت کی چالیس احادیث یاد کرلیں تو میں قیامت کے روز اس کی شفاعت کروں گا۔ تم نہیں جانتے کہ میرے اہل بیت کے فضائل سنت میں سے ہیں۔

۲۲۔ عائشہ بنت عبداللہ بن عامر سہمی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کے مدینہ میں رہتی تھی آپ نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے وائل سے روایت کرتے ہوئے کہا۔ وائل نافع سے وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو قوم جمع ہوکر فضائل محمد اور آل محمد بیان کرے تو آسمان سے فرشتے اتر کر اس قوم کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں اور ان لوگوں سے احادیث بیان کرتے ہیں۔ جب یہ لوگ چلے جاتے ہیں تو فرشتے آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں اور دوسرے فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ ہم لوگ تم سے ایسی خوشبو سونگھ رہے ہیں ہم نے اس جیسی پاکیزہ خوشبو کبھی نہیں سونگھی ہم ان سے کہتے ہیں کہ ہم ایسی قوم کے ساتھ اکٹھے رہے ہیں جو آپس میں آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

فضائل کا تذکرہ کر رہے تھے۔ وہ فرشتے کہتے ہیں کہ ہمیں لے کر ان لوگوں کے پاس اُترو۔ چلو۔ فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ وہ لوگ تو متفرق ہو کر چلے گئے ہیں۔ یہ فرشتے کہتے ہیں کہ ہمیں اس جگہ سے چلو جہاں وہ لوگ جمع تھے

۲۳۔ امام جعفر صادق اپنے آباد علیہم السلام سے یہ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہٖ) وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص ہم اہل بیت کو دوست رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ اللہ کی بہترین نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کرے۔ عرض کیا گیا کہ بہترین نعمتیں کیا چیزیں ہیں۔ فرمایا پاکیزہ ولادت۔ ہمیں صرف وہ شخص دوست رکھے گا جس کی ولادت پاکیزہ ہوگی۔

۲۴۔ جابر نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہم اہل بیت کی محبت کو لازم پکڑو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ ہمیں دوست رکھتا ہے وہ ہمارے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے کسی آدمی کو ہماری محبت کے بغیر کوئی عمل فائدہ نہ دے گا۔

۲۵۔ جبیر بن مطعم نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے لوگو کیا میں تمہارا مولا نہیں ہوں؟ انہوں نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا قریب ہے کہ مجھے بلوا آجائے اور میں اس کو قبول کر لوں اور میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک اپنے رب کی کتاب اور اپنی اولاد جو میرے اہل بیت ہیں۔ دیکھو! ان دونوں میں میرا کیا خیال رکھتے ہو!

مودت ۳

اجمالاً امیر المومنین علی علیہ السلام کے فضائل کا بیان

۱۔ عطا کا کہنا ہے کہ میں نے بی بی عائشہ کی خدمت میں حضرت علی کے بارے میں عرض کیا آپ نے فرمایا علی بہترین انسان ہیں جو شخص اس بات میں شک کرے وہ کافر ہے۔

۲۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا اے علیؑ! تم بہترین انسان ہو تیرے بارے میں کافر ہی شک کرے گا۔

۳۔ حذیفہ نے کہا علی بہترین انسان ہیں جس شخص نے اس بات کا انکار کیا وہ کافر ہے۔

۴۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا علیؑ سے کینہ رکھنا کفر ہے اور بنو ہاشم سے کینہ رکھنا نفاق کی علامت ہے"۔

۵۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا مومن علی سے محبت کرے گا اور کافر علی سے کینہ رکھے گا"۔

(۶) - علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا جس شخص نے علی کو گالیاں دیں اس نے مجھے گالیاں دیں۔ اور جس نے مجھے گالیاں دیں اس نے اللہ کو گالیاں دیں۔

۷ - علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا اے علی! اللہ تعالیٰ نے دنیا پر نگاہ دوڑائی۔ مجھے تمام کائنات کے مردوں سے چن لیا۔ پھر دوسری دفعہ نگاہ دوڑائی اور تجھے کائنات کے مردوں میں سے منتخب کر لیا پھر تیسری مرتبہ نگاہ دوڑائی تو تمام کائنات کے مردوں میں سے تیرے فرزند سے پیدا ہونے والے ائمہؑ کو چن لیا۔ پھر چوتھی دفعہ نگاہ دوڑائی۔ کائنات کی عورتوں میں سے فاطمہ کو چن لیا"

۸ - جابر نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا علی بہترین انسان ہیں جس شخص نے اس بات میں شک کیا وہ کافر ہے۔

۹ - ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا علیؑ باب حطہ ہیں جو اس میں سے داخل ہوا وہ مومن تھا اور جو اس میں سے نکل گیا تھا وہ کافر تھا۔

۱۰ - امام محمد باقر بن علی اپنے آباء علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم سے بہترین انسان کے متعلق دریافت کیا گیا۔ فرمایا سب سے اچھا، سب سے پرہیز گار، سب سے افضل، سب سے زیادہ جنت کے قریب اور میرے قریب اور میرے نزدیک زیادہ قریب اور زیادہ پرہیزگار علی بن ابی طالب کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

۱۱ - جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے بی بی عائشہ کی خدمت میں عرض کیا کہ علی کا مرتبہ رسول اللہ صلعم کے نزدیک کیا تھا آپ نے کہا ہمارے مردوں میں رسول اللہ صلعم کے نزدیک آپ زیادہ عزت والے تھے۔

۱۲ - ابن عمر نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تمہارے مردوں میں بہترین شخص علی ہیں۔ اور تمہارے جوانوں میں بہترین جوان حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور تمہاری عورتوں میں بہترین عورت فاطمہ بنت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں

۱۳ - بی بی عائشہ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جس شخص نے علی کے خلاف خروج کیا وہ کافر ہے اور دوزخ میں ہوگا۔

... آپ سے کہا گیا کہ آپ نے کیوں خروج کیا۔ کہا اس حدیث کو میں جمل کی لڑائی کے روز بھول گئی تھی بصرہ میں مجھے یہ حدیث یاد آئی اور میں اللہ سے بخشش طلب کرتی ہوں۔

۱۴ - سالم بن ابی حعد نے کہا کہ میں نے جابر کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے حضرت علیؑ کی کوئی حدیث بیان فرمایئے آپ نے کہا آپ جنت کے سرداروں میں سے ہیں۔ میں نے کہا اے جابر اس شخص کا کیا حال ہوگا۔ جو علی سے کینہ رکھتا ہے کہا آپ سے کینہ صرف کافر رکھے گا۔

۱۵ - ہاشم بن برید سے روایت ہے کہ ابن مسعود نے کہا کہ میں نے ستر سورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم

پر پڑھا اور میں نے بقیہ سورتوں کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کے بعد اس امت کے سب سے زیادہ عالم علی بن ابی طالب پر پڑھا۔

۱۶۔ محمد بن سالم بزار سے روایت ہے کہ میں جمعہ کے روز سعید بن مسیب کے ساتھ روضہ رسول میں موجود تھا۔ بنو امیہ کا ایک خطیب آیا، اس پر لعنت ہو منبر پر چڑھ گیا۔ اس نے امیرالمومنین علی کا ذکر کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے اس کو محبت کی وجہ سے اپنے قریب نہیں کیا تھا۔ بلکہ آپ نے اس کو اس کے شر سے محفوظ رہنے کی خاطر ایسا کیا تھا۔ اس سے سعید نے کہا تو نے اس ذات کا کفر کیا جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر تمہیں انسان کی شکل میں بنایا۔ پھر آپ نے اس شخص کے کپڑوں کو پکڑ لیا۔ لوگوں نے کہا اے ابو محمد تجھے کیا ہو گیا ہے؟ امام بنو امیہ میں سے ہو گا۔ آپ نے کہا خدا کی قسم میں نے غلطی کی ہے۔ خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں نے کیا کہا ہے۔ لیکن میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم سے سنی ہے جو آپ قبر میں سے فرما رہے ہیں۔ اور میں نے صرف وہی بات بیان کی ہے جو آپ نے کہی تھی۔

۱۷۔ ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ کے نزدیک تمام مخلوق سے وہ شخص افضل ہے جو قبر میں سویا ہوا ہے۔ اور اس نے علیؑ اور اولاد علیؑ کے بارے میں کہ وہ تمام مخلوقات سے اچھے ہیں شک نہ کیا۔

۱۸۔ جابر سے روایت ہے کہ علیؑ کے بارے میں صرف کافر نے شک کیا ہے اور کہا خدا کی قسم ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں منافقین کو علیؑ کے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے پہچانتے تھے۔

۱۹۔ سعید بن جبیر سے روایت ہے ابن عباس کی آنکھوں کی جب بینائی جاتی رہی تو میں آپ کو جلد سے پکڑ کر لے آتا تھا۔ آپ ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جو علیؑ کو گالیاں دے رہی تھی۔ آپ نے کہا مجھے ان لوگوں کے پاس لے چلنے، میں آپ کو وہاں لے گیا۔ آپ نے کہا تم لوگوں میں کون شخص اللہ کو گالیاں دے رہا تھا۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ جو شخص اللہ کو گالیاں دے کا وہ کافر ہو جائے گا۔ آپ نے کہا علیؑ کو کون گالیاں دے رہا تھا۔ انہوں نے کہا ہاں یہ بات ہو رہی تھی۔ آپ نے کہا میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔ خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا جس شخص نے علی کو گالیاں دیں اس شخص نے مجھے گالیاں دیں اور جس شخص نے مجھے گالیاں دیں اس نے خدا . . . . کو گالیاں دیں۔ عنقریب اس شخص سے مواخذہ کیا جائے گا۔ پھر ابن عباس واپس چلے گئے۔

مودت ۴

(علی امیرالمومنین، سیدالوصیین اور حجۃ اللہ علی العالمین ہیں!)

۱۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا عرش کے نیچے لوح محفوظ کے اندر یہ عبارت تحریر ہے علی بن ابی طالب امیرالمومنین ہیں۔

۲۔ انس سے روایت ہے کہ میں نبی صلعم کی خدمت میں حاضر تھا حضرت علی تشریف لائے۔ رسول اللہ نے فرمایا یہ اللہ کے نزدیک قیامت کے روز میری اُمت پر حجت خدا ہیں۔

۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے حضرت علی کی طرف دیکھ کر فرمایا آپ دنیا میں بھی سردار ہیں اور آپ آخرت میں بھی سردار ہیں۔ جس نے تجھے دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا تیرا دوست میرا اور خدا کا دوست ہے، تیرا دشمن میرا دشمن اور خدا کا دشمن ہے اور میرے بعد جس نے تم سے بغض رکھا اس کے لئے ہلاکت ہے۔

۴۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے بلایا اور مجھ سے فرمایا میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میری تائید سیدالاولین والآخرین اور اوصیا کے سردار علی سے کی ہے اور اس کو میری بیٹی کا کفو بنایا ہے اگر تیرا ارادہ ہو کہ تو فائدے میں رہے تو اس کی اتباع کرو۔

۵۔ بریدہ نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہر نبی کا وصی اور وارث ہوتا ہے۔ علی میرے وصی اور وارث ہیں۔

۶۔ حذیفہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو اس بات کا علم ہوتا کہ علیؑ کو امیرالمومنین کب کہا گیا تو لوگ آپ کی فضیلت کا انکار نہ کرتے۔ آپ کو امیرالمومنین اس وقت کہا گیا جب حضرت آدم ابھی روح اور جسم کے منازل طے کر رہے تھے۔

۷۔ ابوہریرہ نے کہا کہ دریافت کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول آپ کے لئے نبوت کب واجب ہوئی۔ فرمایا آدم کی پیدائش سے پہلے اور اس میں روح ڈالنے سے پہلے۔ فرمایا میرے لئے نبوت اس وقت واجب ہوئی جب تیرے رب نے اولاد آدم سے ان کی پشتوں سے، ان کی اولاد سے عہد لیا تھا۔ اور ان کو ان کے نفسوں پر گواہ بنا کر کہا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو ارواح نے کہا ہاں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارا رب ہوں، محمد تمہارے نبی ہیں اور علی تمہارے امیر ہیں۔

۸۔ عقبہ بن عامر جہنی نے کہا کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلعم کی بیعت اس بات پر کی تھی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود

نہیں، وہ اکیلا ہے ـ اس کا کوئی شریک نہیں ـ محمدؐ اللہ کے نبی ہیں اور علیؑ آپ کے وصی ہیں۔ ہم ان تینوں باتوں میں جس کو چھوڑ دیں گے کافر ہو جائیں گے۔ رسول اللہ نے ہم سے فرمایا اس کو دوست رکھو یعنی حضرت علیؑ کو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے۔ اس سے حیا کرو۔ کیونکہ اللہ اس سے حیا کرتا ہے۔

۹۔ حضرت علیؑ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کا ایک وصی مقرر کیا ہے۔ آدم کا وصی شیث کو قرار دیا۔ موسیٰ کا وصی یوشع کو، عیسیٰ کا وصی شمعون کو قرار دیا۔ اور علیؑ میرے وصی ہیں۔ میرے وصی تمام اوصیاء سے خلقت میں افضل ہیں۔ میں داعی ہوں اور وہ نقادکرنے والے ہیں۔

۱۰۔ حضرت علیؑ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تو میری ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو گا اور تم میری اُمت پر خلیفہ ہو۔

(۱۱) انس نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا اے انس جاؤ میرے پاس عرب کے سردار کو بلا کر لاؤ یعنی علیؑ کو لاؤ۔ بی بی عائشہؓ نے کہا کیا تم عرب کے سردار نہیں ہو؟ فرمایا میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ لیکن یہ بات بطور فخر نہیں کہتا۔ علیؑ عرب کے سردار ہیں۔ جب حضرت علیؑ تشریف لائے تو نبی صلعم نے مجھے انصار کے پاس بھیجا۔ جب انصار آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تو آپ نے ان سے فرمایا اے گروہ انصار کیا میں تمہیں ایک ایسی ذات کے متعلق آگاہ نہ کروں اگر تم اس کا دامن پکڑو گے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ فرمایا یہ علیؑ ہیں۔ اس سے میری محبت کی وجہ سے محبت کرو۔ میری عزت کی وجہ سے اس کی عزت کرو۔ جو بات میں نے تم سے بیان کی ہے اس بات کا جبرائیلؑ نے مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم دیا ہے۔

مودّت ۵

علیؑ اس کے مولا ہیں جس کے رسول اللہؐ مولا ہیں

۱۔ ابو عبداللہ شیبانی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں مسجد میں زید بن ارقم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اسی دوران میں ایک آدمی آیا اور کہا تم میں زید بن ارقم کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ زید ہیں۔ اس نے کہا میں تمہیں اس ذات کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ کیا تم نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا تھا جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ مولا ہیں۔ اے میرے اللہ تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔ اس نے کہا ہاں میں نے یہ حدیث سنی تھی۔

۲۔ ابو ہریرہؓ نے کہا ہے کہ جس شخص نے اٹھارہ ذوالحجہ کو روزہ رکھا گویا کہ اس نے چھ ماہ کے روزے رکھے۔ یہ

وہ دن ہے جس روز رسول اللہ صلعم نے غدیر خم کے مقام پر حضرت علی کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا تھا جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔ اے میرے اللہ! تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے تو اس کی مدد کر جو اس کی مدد کرے۔ اور تو اس کو چھوڑ دے جو اس کو چھوڑ دے۔

۴۔ عمرؓ بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کو بطور نشان کے بلند کیا اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔ اے میرے اللہ تو اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے تو اس کو چھوڑ دے جو اس کو چھوڑ دے تو اس کی مدد کر جو اس کی مدد کرے۔ اے میرے اللہ تو ان لوگوں پر میرا گواہ ہے۔ حضرت عمرؓ بن خطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پہلو میں ایک خوبصورت نوجوان پاکیزہ خوشبو والا موجود تھا۔ اس نے مجھے کہا اے عمرؓ رسول اللہ صلعم نے ایک ایسی گرہ لگائی جس کو منافق کے سوا اور کوئی شخص نہیں کھولے گا۔ رسول اللہ صلعم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے عمرؓ وہ شخص اولاد آدم میں سے کوئی نہیں تھا۔ بلکہ وہ جبرائیل تھے جو بات میں نے علیؓ کے بارے میں تم سے بیان کی ہے وہ اس بات کو تم پر پکا کر رہے تھے۔

۵۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ آخری حج کے موقعہ پر واپس آ رہا تھا جب غدیر خم کا مقام آ گیا تو نماز جامعہ کی منادی کرا دی گئی۔ رسول اللہ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور حضرت علیؓ کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا کیا میں مومنین کی جان سے افضل نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ، فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؓ مولا ہیں۔ پھر فرمایا اے میرے اللہ! تو اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھ جو علیؓ سے دشمنی رکھے۔ حضرت علیؓ سے حضرت عمرؓ نے ملاقات کی اور کہا اے علی بن ابی طالب میں آپ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ آپ ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کے مولا ہو گئے ہیں۔ اور اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیۃ۔

۶۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر سمندر سیاہی بن جاتے اور باغات قلمیں بن جائیں۔ تمام انسان لکھنے بیٹھ جائیں اور تمام جنات حساب کرنے لگ جائیں اے ابوالحسن! یہ لوگ تمہارے فضائل کو شمار نہیں کر سکیں گے۔ آنحضرت نے یہ بات علی سے فرمائی۔

۷۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میرے بعد میری اُمت میں سب سے زیادہ علم والے علی بن ابی طالب ہیں۔

۸۔ جابر رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو صلح حدیبیہ کے موقعہ پر فرماتے ہوئے سُنا اور آپ علی کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ یہ نیکو کاروں کے امام الکفار کے قاتل جو اس کی مدد کرے گا اس کی مدد کی جائے گی جس نے اس کو چھوڑ دیا اس کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ آپ نے اپنی آواز کیساتھ ہاتھ کو بلند کیا۔

۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر تم لوگ حضرت علی کے ساتھ دوستی کرتے رہے تو تم ہرگز ہرگز نہ گمراہ ہوگے۔ اور نہ ہلاک ہوگے۔ اگر تم نے علی کی مخالفت کی تو تم گمراہ راستوں پر چل پڑو گے اور گمراہ کن خواہشات میں پھنس جاؤ گے۔ اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری علی بن ابی طالب ہیں۔

۱۰۔ فاطمہ علیہا الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جس کا میں ولی ہوں اس کے علی ولی ہیں۔ اور جس کا میں امام ہوں اس کے علی امام ہیں۔

۱۱۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا اگر علیؑ پیدا نہ ہوتے تو فاطمہ کا کوئی ہمسر نہ ہوتا۔

۱۲۔ علقمہ بن قیس اور اسود بن یزید سے روایت ہے کہ ہم دونوں ابو ایوب انصاری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کیا اے ابو ایوب! اللہ تعالیٰ نے تجھے تیرے نبی کی وجہ سے عزت والا بنایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبیؐ کی اونٹنی کو وحی کی کہ وہ تیرے دروازے پر بیٹھ جائے۔ رسول اللہ صلعم تمہارے لئے فضیلت کا باعث بن گئے تھے۔ ہم لوگوں کو اپنے اس خروج کے متعلق آگاہ کیجئے جو آپ نے علی علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا۔ تم لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں سے جہاد کرتے تھے۔ ابو ایوب نے کہا میں تم دونوں سے اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں میرے پاس اس گھر میں جس میں تم دونوں بیٹھے ہوئے رسول اللہ صلعم تشریف فرما تھے اور رسول اللہ صلعم کے سوا اس گھر میں اور کوئی شخص موجود نہ تھا۔ رسول اللہ کی دائیں جانب علیؑ بیٹھے ہوئے تھے اور انس آنحضرتؐ کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ ناگاہ دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ رسول اللہ نے فرمایا دروازے پر جاکر دیکھو دروازے پر کون موجود ہے۔ انس نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ عمار ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا عمار طیب مطیب کے لئے دروازہ کھول دو۔ حضرت عمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ نے فرمایا اے عمار! عنقریب میری اُمت میں ناگفتہ بہ باتیں پیدا ہوں گی۔ حتیٰ کہ تلوار چلنے لگے گی۔ ان میں تحکیم کی نوبت آئے گی۔ حتیٰ کہ ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔ جب تم اس بات کو دیکھو تو اس اصلع جو میری دائیں جانب یعنی علیؑ بن ابی طالب بیٹھا ہے۔ اس کو لازم پکڑ لو۔ اگر تمام لوگ ایک وادی میں چل رہے ہوں اور صرف علی ایک وادی میں چل رہا ہو تو تم اس وادی میں چلنا جس میں علی چل رہے ہوں اور لوگوں کو چھوڑ دینا اے عمار علیؑ تم کو ہدایت سے الگ نہیں کریں گے اور تمہاری ہلاکت کی طرف رہنمائی نہیں کریں گے۔ اے عمار! علی کی اطاعت میری اطاعت

اور میری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔"

۱۳۔ ابو جعفر باقر علیہما السلام کا اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق فرمان ہے یا ایہا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ یعنی علی علیہ السلام اور آپ کے بعد آنے والے اوصیاء کی ولایت میں داخل ہو جاؤ۔"

مودت ۶

علی علیہ السلام رسول اللہ صلعم کے بھائی اور وزیر ہیں آپ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے

۱۔ حضرت جابر نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ و اخو رسول اللہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے علی اللہ کے ولی ہیں۔ اور اللہ کے رسول کے بھائی ہیں۔

۲۔ انس نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے انبیاء سے برگزیدہ کیا اور مجھے منتخب کرلیا اور میرے لئے وصی کو چنا اور میں نے اپنے ابن عم کو اپنا وصی چن لیا تاکہ میرا بازو اس طرح مضبوط ہو جس طرح موسٰی کا بازو اس کے بھائی ہارون کے ذریعہ مضبوط ہوا۔ وہ میرے خلیفہ اور میرے وزیر ہیں۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو ضرور علی نبی ہوتے۔ لیکن میرے بعد نبوت کا سلسلہ نہیں ہے۔"

۳۔ ابو موسٰی حمیدی نے کہا میں، ابوبکر، عثمان اور علی رسول اللہ صلعم کی خدمت میں موجود تھے۔ رسول اللہ نے ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اے ابوبکر یہ وہ شخص ہے جس کو تم دیکھ رہے ہو۔ آسمان میں بھی میرا وزیر ہے اور زمین میں بھی میرے وزیر ہیں یعنی علیؑ ابن ابی طالب۔ اگر تم کو یہ بات پسند ہو کہ تیری اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات ہو کہ وہ تم سے راضی ہو تو تم علی کو راضی رکھو کیونکہ اس کی رضا اللہ کی رضا ہے اور اس کا غضب اللہ کا غضب ہے۔"

۴۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے جب اپنے اصحاب میں بھائی چارہ قائم کیا، تو فرمایا یہ علی میرے دنیا اور آخرت میں بھائی ہیں۔ میرے اہل میں میرے خلیفہ ہیں۔ میری امت میں میرے وصی ہیں۔ میرے علم کے وارث ہیں۔ میرے قرض کو ادا کرنے والے ہیں۔ اس کا مال مجھ سے ہے اور میرا مال اس سے ہے اس کا نفع میرا نفع ہے۔ اس کا نقصان میرا نقصان ہے جس نے اس کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا

۵۔ ابو لیلٰی غفاری نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا عنقریب میرے بعد فتنہ برپا ہوگا۔ اگر یہ بات واقع ہو جائے تو علی کو لازم پکڑنا۔ کیونکہ آپ حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔

۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری اطاعت اور میرے اہل بیت کی اطاعت لوگوں پر خاص طور پر اور تمام مخلوق پر فرض قرار دی ہے۔

۷۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ! میں جو چیز اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہوں وہی چیز تیرے لئے پسند کرتا ہوں۔ اور جو چیز اپنی ذات کے لیے مکروہ تصور کرتا ہوں وہی چیز تمہارے لئے مکروہ تصور کرتا ہوں۔"

۸۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جب مجھے رات کے وقت آسمان پر لے جایا گیا تو ہر آسمان میں مجھے فرشتے بشارت لے کر ملے حتیٰ کہ جبرائیلؑ مجھے فرشتوں کی ایک محفل میں ملے اور کہا اے محمدؐ! اگر تیری اُمت علی بن ابی طالب کی محبت پر جمع ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔

۹۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر لوگ علی بن ابی طالب کے ساتھ محبت رکھنے میں جمع ہو جاتے تو اللہ دوزخ پیدا نہ کرتا۔

۱۰۔ زہری نے کہا کہ میں نے انس بن مالک کو کہتے ہوئے سُنا کہ قسم ہے اللہ کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ مومن کی کتاب کا عنوان علی ابن ابی طالب سے محبت رکھنا ہے۔

۱۱۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے چار شخصوں کے ساتھ محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور اس نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ وہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ دریافت کیا گیا کہ ہمیں ان کے ناموں سے آگاہ فرمایے [redacted] تین دفعہ فرمایا علی ان میں سے ایک ہیں، سلمان ہیں، ابوذر ہیں اور مقداد ہیں۔"

۱۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنت کے دروازے پر یہ عبارت لکھی ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی اخو رسول اللہ قبل ان یخلق السمٰوات والارض یعنی تمام آسمانوں اور زمین کی خلقت سے ایک ہزار سال پہلے جنت کے دروازے پر یہ عبارت تحریر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ علی رسول اللہ کے بھائی ہیں۔

۱۳۔ ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ احد کی جنگ کے روز ایک ندا کرنے والے نے یہ ندا کی تلوار صرف ذوالفقار ہے نوجوان صرف علی ہیں۔

۱۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے اسی طرح علیؑ سے محبت رکھنا گناہوں کو کھا جاتا ہے۔

[redacted]۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا علی سے محبت رکھنا دوزخ سے نجات کا باعث ہے۔

۱۶۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ جس شخص نے تم سے محبت کی وہ قیامت کے روز انبیاء کے ساتھ ان کے درجے میں ہوگا۔ جو شخص تم سے بغض رکھ کر مر گیا۔ مجھے اس بات کی پرواہ نہیں ہے۔ کہ

یہودی ہو کر مر گیا یا نصرانی ہو کر مرا۔

۱۷۔ جابر نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد اس کی پشت سے قرار دی ہے اور میری اولاد کو علیؑ کی پشت میں قرار دیا ہے۔

۱۸۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا علیؑ کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔

۱۹۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ میرا ہاتھ اور علی کا ہاتھ گننے میں برابر ہیں۔" ایک روایت ہے کہ "انصاف کرنے میں برابر ہیں۔"

۲۰۔ معاذ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا علیؑ سے محبت رکھنا ایک نیکی ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی برائی نقصان نہیں پہنچا سکتی اور علیؑ سے بغض رکھنا ایک ایسی برائی ہے جس کی موجودگی میں کوئی نیکی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

۲۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے ایک ضرورت کے لیے روانہ کیا اور فرمایا اگر تمہارا ارادہ ہو کہ تمہاری حاجت پوری ہو تو علی اور اس کی اولاد کو دوست رکھو۔ ان حضرات سے محبت رکھنا اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندوں پر فرض کیا گیا ہے۔

۲۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر لوگ علی کی محبت پر جمع ہو جاتے تو اللہ آگ کو پیدا نہ کرتا۔

۲۳۔ محمد بن حنفیہ جابر سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے علی کو جنت کے لئے مسلمانوں کا قائد مقرر کیا ہے، علی کے ذریعے جنت میں داخل ہوں گے اور علی کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوں گے ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بات کیسے ہوگی فرمایا آپ سے محبت رکھنے کی وجہ سے جنت میں اور بغض رکھنے کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوں گے۔

۲۴۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر کوئی بندہ اتنی عبادت کرے جس قدر حضرت نوحؑ اپنی قوم میں قیام (ساڑھے نو سو سال) فرما رہے اور اس کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور اس کو اللہ کی راہ میں تقسیم کرے اور اللہ اس کی عمر کو اتنا لمبا کرے کہ وہ پیادہ ہزار حج ادا کرے۔ پھر وہ مظلوم ہو کر صفا اور مروہ کے درمیان قتل کر دیا جائے۔ اے علی اگر وہ تجھے دوست نہ رکھے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اور نہ اس کی بو تک سونگھے گا۔

۲۵۔ عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے لواء الحمد کے متعلق آگاہ فرمائیے۔ اس کی کیا تعریف ہے۔ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا اس کی لمبائی ایک ہزار سال راہ چلنے کے برابر ہے۔ اس کی سنان سرخ یاقوت کی ہے۔ اس کا قبضہ سفید موتیوں کا ہے۔ اس کا درمیانی والا حصہ سبز زمرد کا ہے۔ اس کے تین پھریرے ہیں ایک پھریرا مشرق تک، دوسرا مغرب تک پھیلا ہوا ہے۔ تیسرا پھریرا درمیان میں واقع ہے

جس پر تین سطریں تحریر ہیں۔ پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، دوسری سطر میں الحمدللہ رب العالمین، تیسری سطر میں لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ تحریر ہے۔ ہر سطر کی لمبائی ہزار دن راہ چلنے کے برابر ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ آپ نے سچ فرمایا اس کو اٹھانے والا کون ہوگا فرمایا اس کو وہ شخص اٹھائے گا جو دنیا میں میرا علم اٹھاتا ہے۔ وہ علی بن ابی طالب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی خلقت سے پہلے آپ کا نام رعلم پر لکھ دیا تھا۔ راوی نے کہا اے اللہ کے رسول آپ نے سچ فرمایا، آپ کے علم کے سائے میں کون ہوگا۔ فرمایا مومنین، اولیا اللہ، شیعہ الحق، میرے شیعہ اور محب، علی کے شیعہ اس کے محب اور اس کی مدد کرنے والے ہوں گے۔ ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہے اور ان کی بازگشت اچھی ہے جس شخص نے علی کے بارے میں میری تکذیب کی یا علی کی تکذیب کی یا جس مقام پر اللہ تعالیٰ نے علی کو قائم کیا ہے اس میں آپ سے جھگڑا کیا۔ ایسے شخص کے لئے ہلاکت ہے۔

۲۶۔ ابوسعید خدری نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے حساب سے فارغ ہو جائے گا تو دو فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ پل صراط پر جا کر ٹھہر جائیں اور پل صراط سے صرف وہی شخص گزر سکے گا جس کے پاس علی کی ولایت کا پروانہ ہوگا جس شخص کے پاس یہ چیز نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل جہنم میں گرا دے گا۔

۲۷۔ ابورافع رسول اللہ صلعم کے غلام سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جو شخص علی کا حق نہیں جانتا وہ تین آدمیوں میں ایک ضرور ہے۔ اس کی ماں زانیہ عورت ہے یا اس کا حمل غیر طہر میں قرار پایا۔ یا وہ منافق ہے۔

مودّت ۷

حضرت علی علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرض ادا کیا

آپ کا ایمان تمام مخلوق کے ایمان سے راجح ہے۔

نبی کے بعد آپ تمام لوگوں سے افضل ہیں

۱۔ علی بن حسین علیہما السلام ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ سلمان فارسی کا ایک آدمی کی عیادت کی خاطر گزر ہوا۔ ہم لوگ ایک حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم میں سے ایک آدمی نے کہا۔ اگر میں چاہوں تو تمہیں آگاہ کر سکتا ہوں۔ اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد ان دونوں آدمیوں ابوبکرؓ اور عمرؓ سے اس امت میں افضل کون شخص ہے۔ سلمانؓ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا۔ آپ نے کہا اللہ کی قسم اگر میں چاہوں تو ضرور تمہیں آگاہ کر سکتا

پوچھا کہ نبی علیہ السلام کے بعد ان دونوں ابوبکر اور عمر سے اس امت میں افضل آدمی کون ہے۔ یہ پوچھ کر سلمانؓ چلے گئے۔ آپ سے دریافت کیا گیا اے ابو عبداللہ آپ نے کیا فرمایا۔ کہا میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں مرض الموت کے وقت حاضر ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ نے وصیت فرمائی ہے؟ فرمایا اے سلمان تم جانتے ہو کہ اوصیاء کون لوگ ہیں، میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا آدم کا وصی شیث تھا وہ آپ کی اولاد میں ان لوگوں سے افضل تھا جن کو وہ چھوڑ گیا تھا۔ حضرت نوح کا وصی سام تھا۔ نوح نے جن لوگوں کو چھوڑا تھا یہ ان سے افضل تھا۔ حضرت موسیٰ کے وصی یوشع تھے۔ جن لوگوں کو موسےٰ نے چھوڑا تھا یہ ان سے افضل تھے۔ عیسےٰ کا وصی شمعون بن نرخیا تھا۔ جن لوگوں کو عیسےٰؑ نے چھوڑا تھا یہ ان سے افضل تھا۔ میں علی کے حق میں وصیت کرتا ہوں جن لوگوں کو میں اپنے بعد چھوڑوں گا یہ ان سے افضل ہیں۔

۲۔ ابو وائل ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ جب اصحاب نبی صلعم کو گنتے تھے تو ہم کہتے تھے ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ۔ ایک آدمی نے کہا اے ابو عبداللہ علی کہاں گئے۔ کہا علیؑ اہل بیت (نبی) میں شامل ہیں آپ کا قیاس کسی کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا۔ (قیامت کے روز) آپ کے رسول اللہ صلعم کے ساتھ آپ کے درجہ میں موجود ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے الذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنابھم ذریتھم فاطمہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ آپ کے درجہ میں موجود ہوں گی اور علی ان دونوں کے ساتھ ہوں گے۔

۳۔ احمد بن محمد کرزری بغدادی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے باپ سے (اصحاب رسول کی) افضلیت کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے کہا ابوبکر، عمر اور عثمان۔ پھر آپ چپ ہو گئے۔ میں نے عرض کیا اے میرے باپ علیؑ بن ابی طالب کہاں گئے؟ فرمایا ان کا شمار اہلبیت میں ہے۔ ان لوگوں میں سے کسی شخص کا آپ سے قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میرے زمانے کے تمام مردوں سے یہ علیؑ افضل ہیں گذشتہ اور آئندہ تمام کائنات کی عورتوں سے فاطمہ افضل ہیں۔

۵۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے اس روز فرمایا جس روز مہاجر اور انصار حاضر تھے۔ فرمایا اے علیؑ اگر کوئی شخص اللہ کی پوری طرح عبادت کرے اور پھر اس بارے میں شک کرے کہ تم اور تیرے اہلبیت لوگوں سے افضل ہیں تو ایسا شخص دوزخ میں ہو گا۔

۶۔ سلمان نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم سے پہلے حوض پر وارد ہونے والے اور تم سے اول اسلام لانے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

۷۔ انس نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میرا بھائی، میرا وزیر، میرے اہل میں میرا خلیفہ، جن کو میں اپنے بعد چھوڑ جاؤنگا ان سے افضل میرا (قرض) ادا کرنے والا اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والا علی بن ابی طالب ہیں۔

۸۔ ابو صالح ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں دونوں حضرات کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت ابوبکر کو سورہ برأت دے کر فرمایا۔ آپ جب مقام ضجنان میں پہنچے تو آپ نے حضرت علیؑ کی اونٹنی کی بلبلانے کی آواز کو سُنا اور کہا کہ میری کیا پوزیشن ہے؟ حضرت علی نے کہا خیریت ہے۔ نبی صلعم نے مجھے سورہ برأت دے کر روانہ کیا ہے۔ جب حضرت علی (سورہ برأت کی حج کے موقع پر) تبلیغ کر کے واپس لوٹے تو حضرت ابوبکر بھی آپ کے ساتھ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے متعلق کیا حکم ہے۔ فرمایا خیریت ہے تم میرے غار کے ساتھی ہو لیکن میری طرف سے یا میں خود تبلیغ کر سکتا ہوں یا وہ آدمی تبلیغ کرے جو مجھ سے ہو یعنی علیؑ ہوں۔

۹۔ عبداللہ جو شیغہ بن مرہ عیری اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب کے پاس دو آدمی آئے اُنہوں نے آپ سے لونڈی کی طلاق کے بارے میں دریافت کیا، آپ ایک ایسے حلقہ میں چلے گئے جس میں اصلع آدمی موجود تھا۔ آپ نے کہا اے اصلع آپ کی لونڈی کی طلاق کے بارے میں کیا رائے ہے۔ آپ نے انگشت سبابہ اور اس کے ساتھ ملی ہوئی انگلی سے اشارہ فرمایا ابن خطاب نے دونوں آدمیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا دو طلاق ہیں۔ عمر نے ان دونوں سے کہا یہ علی بن ابی طالب ہیں۔ میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ اگر آسمان اور زمین والوں کا ایمان ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور علی کا ایمان دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جاتے تو علی بن ابی طالب کا ایمان وزنی ہوگا۔

۱۰۔ سلمان نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میری اُمت میں سب سے زیادہ علم والے علیؑ بن ابی طالب ہیں۔

۱۱۔ ابوذر نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا علیؑ میرے علم کا دروازہ ہیں جن اشیاء کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں میرے بعد میری امت میں ان کے صاف صاف بیان کرنے والے ہیں۔ علیؑ کی محبت ایمان علیؑ سے بغض رکھنا نفاق ہے۔ آپ کی طرف دیکھنا رافت اور عبادت ہے۔

۱۲۔ سفیان ثوری ابراہیم نخعی وہ علقمہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ابن مسعود کے پاس موجود تھا۔ آپ سے حضرت علی کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا دانائی دس حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ علیؑ کو نو حصے عطا کئے گئے ہیں اور باقی تمام لوگوں کو ایک حصہ ملا ہے۔

۱۳۔ ابن عباس نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا علم دس حصوں میں تقسیم ہوا۔ تو حصے حضرت علیؑ کو عطا ہوتے ہیں اور آپ

دسویں حصہ میں بھی لوگوں سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

۱۴۔ ابن عمر نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ میں اور میرے اہل بیت میں فضل، اشرف، سخاوت، بہادری علم اور حلم کو جمع کر دیا ہے۔ ہمارے لئے آخرت ہے اور تمہارے لئے دنیا ہے۔

۱۵۔ جابر نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔

۱۶۔ جابر نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

۱۷۔ امام جعفر صادق اپنے آباء علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے دس مقامات پر فرمایا اے علی! تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰ سے حاصل تھی۔

۱۸۔ ابن عباس نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا علی کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو میرے سر کو میرے بدن سے

۱۹۔ جابر نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا اس امت میں کوئی بھلائی نہیں ہے جس میں کوئی نہ کوئی علی کا فرزند ہو، جو ان کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔

۲۰۔ جابر نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا میں اس امت کا نذیر یا ڈرانے والا اور علی اس کے ہادی ہیں۔

مودت ۸

رسول اللہ اور علیؑ ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں!

علی کو وہ خوبیاں عطا ہوئیں جو عالمین میں کسی فرد کو نہیں ملیں"

۱۔ علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے مجھے فرمایا کہ بتوں کو توڑنے کی خاطر میرے ساتھ چلو۔ مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں کعبہ کے ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلعم میرے کندھے پر چڑھ گئے۔ فرمایا مجھے اٹھاؤ! میں نے آپ کو اٹھایا۔ آپ نے جب میری کمزوری کو محسوس فرمایا تو کہا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ آپ اتر پڑے فرمایا اے علیؑ! تم میرے کندھے پر سوار ہو جاؤ۔ میں آپ کے کندھے پر سوار ہو گیا۔ آپ مجھے لے کر کھڑے ہو گئے۔ حتیٰ کہ مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا اگر چاہوں تو آسمان کو چھو لوں۔ میں کعبہ کے اوپر چڑھ گیا۔ میں نے بڑے بت کو پکڑ لیا وہ تانبے کا بنا ہوا تھا جو لوہے کی میخوں سے گڑا ہوا تھا۔ فرمایا اس کو اکھاڑو۔ میں برابر اس کو اکھاڑتا رہا۔ رسول اللہ صلعم فرماتے رہے خوب! خوب! آخر کار میں نے اس بت کو اکھاڑ لیا۔ فرمایا اس کو ریزہ ریزہ کر دو۔ میں نے اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور اس کو توڑ کر نیچے اتر آیا۔

۰۷ اللہ تعالیٰ نے عرش سے زمین پر بلا کیف اور بلا زوال نگاہ دوڑائی مجھے چن لیا اور علی کو میرا داماد چن لیا۔ اس نے علی کے حوالے فاطمہؓ عذرا اور بتول کر کیا اور انبیاء میں سے کسی کو کوئی چیز نہ دی۔ اور علی احسن اور حسین عطا کیا اور کسی کو ان دونوں کی مانند (فرزند) عطا نہ کئے۔ علیؓ کو مجھے ایسا خسر عطا کیا۔ علیؓ کو حوض (کوثر) عطا کیا علی کے ذمے جنت اور جہنم کی تقسیم سپرد کی۔ اور یہ تقسیم فرشتوں کے ذمے لگائی۔ علی کے شیعوں کو جنت میں قرار دیا۔ علیؓ کو مجھ ایسا بھائی عطا کیا۔ مجھ ایسا کسی کا بھائی نہیں ہے۔ اے لوگو! جو شخص اس بات کا ارادہ کرے کہ وہ اللہ کے غضب کو فرو کرے اور اللہ اس کے عمل کو قبول کرے تو اسے علی بن ابی طالب سے محبت کرنا چاہیئے۔ علی کی محبت ایمان کو زیادہ کرتی ہے۔ اور علی کی محبت برائیوں کو اس طرح پگھلاتی ہے جس طرح آگ سکے کو پگھلاتی ہے۔

۰۲ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد نے علیؓ کو جنا تو آپ نے آپ کا نام اپنے باپ اسد کے نام پر رکھا، ابوطالب اس نام پر راضی نہ ہوئے۔ فرمایا آؤ ہم رات ابوقبیس (پہاڑ) پر بسر کریں اور خالق آسمان سے دعا کریں تاکہ وہ ہمیں اس (مولود) کے نام سے آگاہ کرے اور دونوں (میاں بیوی) سرشام باہر نکل کر ابوقبیس پر چڑھ گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے۔ ابوطالب نے یہ اشعار بیان فرمائے۔ ے

یا رب ھذا الغسق الدجی ٭ والفلق المنلج المضی

بین لنا عن امرک المقضی ٭ ایما نسمی ذلک الصبی

اے اس تاریکی اور چمکتی ہوئی روشنی کے رب اپنے فیصلہ شدہ حکم سے ہمیں آگاہ کر ہم اس بچے کا نام کیا رکھیں۔

ناگاہ آسمان سے جھنکارنے کی آواز پیدا ہوئی۔ ابوطالب نے اپنی نگاہ کو اس کی طرف بلند کیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سبز زبرجد کی تختی موجود ہے جس پر چار سطریں تحریر ہیں۔ ابوطالب نے اس کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور اس کو مضبوطی سے اپنے سینے سے لگا لیا اور اس پر یہ عبارت تحریر تھی ے

خصصتما بالولد الزکی ٭ والطاھر المنتجب الرضی

واسمہ من قاھر العلی ٭ علی اشتق من العلی

میں نے تم دونوں کو زکی، طاہر، برگزیدہ اور رضی فرزند سے مخصوص کیا ہے۔ اس کا نام قاہر علی نے علی رکھا ہے جو علی سے مشتق ہے۔

ابوطالب بہت ہی مسرور ہوئے اللہ تعالیٰ کے سجدے میں شکر کی خاطر گر گئے۔ (علیؑ کا) دس اونٹوں

کا عقیقہ کیا۔ اور وہ تختی بیت اللہ الحرام میں لٹکی رہی جس کے ذریعے بنو ہاشم قریش پر فخر و مباہات کیا کرتے تھے حتیٰ کہ حجاج ابن زبیر پر غالب آیا (حجاج نے خانہ کعبہ کو مسمار کر دیا۔ اور وہ تختی بھی مسمار ہو گئی۔

۴۔ جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ وہ اسرافیل کی ہیبت، میکائیل کا مرتبہ، جبرائیل کی جلالت، آدم کا علم، نوح کی خاصیت، ابراہیم کی خلت، یعقوب کا حزن، یوسف کا جمال، موسیٰ کی مناجات، ایوب کا صبر، یحییٰ کا زہد، عیسیٰ کی عبادت، یونس کا ورع اور محمد کا حسب اور خلق دیکھنا چاہیے تو اس کو علی بن ابی طالب کی طرف دیکھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے علیؑ میں انبیاء کی نوے خوبیاں جمع کر دی ہیں۔ اور ان خوبیوں کو علیؑ کے سوا اور کسی میں جمع نہیں کیا اور ان تمام خوبیوں کو مؤلف کتاب جواہر الاخبار نے شمار کیا ہے۔

۵۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم کی پیدائش سے چار ہزار سال پہلے مجھے اور علیؑ کو ایک نور سے پیدا کیا۔ اللہ نے جب آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو آدم کی صلب میں سوار کر دیا۔ لگاتار یہ نور ایک شکل میں موجود رہا۔ حتیٰ کہ ہم لوگ صلب عبدالمطلب میں جدا ہو گئے۔ مجھ میں نبوت ہے اور علی میں وصیت ہے۔

۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میں اور علی ایک درخت سے پیدا ہوئے اور لوگ مختلف درختوں سے پیدا ہوئے۔ ابن عباس سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا انبیاً مختلف درختوں سے پیدا ہوئے۔ اللہ نے مجھے اور علی کو ایک درخت سے پیدا کیا۔ میں اس درخت کی اصل ہوں اور علی اس کی فرع ہیں۔ حسنؑ اور حسینؑ اس درخت کے پھل ہیں اور ہمارے شیعہ اس درخت کے پتے ہیں جس شخص نے ان میں سے کسی کو پکڑ لیا نجات پا گیا۔ اور جو شخص ان سے چوک گیا، ہلاک ہو گیا۔

۷۔ ابوذر نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس دین کی تائید علی کے ذریعہ کی ہے۔ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ افمن کان علی بینۃ من ربہ الایۃ

۸۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میں اور علیؑ ایک نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔

۹۔ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے فرمایا۔ اے علی! اللہ تعالیٰ نے مجھے اور تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے۔ جب آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو آدم کے صلب میں ودیعت کیا، میں اور تم لگاتار ایک صورت میں باقی رہے۔ آخر کار ہم صلب عبدالمطلب میں جدا ہو گئے، مجھ سے نبوت اور

رسالت ظاہر ہوئی ۔ اور تم سے وصایت اور امامت نمودار ہوئی ۔

۱۰۔ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا (اے علی) میں نے تمہارے نام کو اپنے نام کے ساتھ چار مقامات پر لکھا ہوا دیکھا ہے ۔ جب میں اپنے معراج کے موقعہ پر آسمان پر گیا تھا تو میں نے بیت المقدس کے ایک پتھر پر یہ عبارت دیکھی تھی ۔ لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ایدتہ بعلی ۔ اللہ کے سوا کوئی ذات عبادت کے لائق نہیں ہے ۔ محمد اللہ کے رسول ہیں ۔ میں نے محمد کی تائید علی کے ذریعہ کی ۔ جب میں سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر پہنچا تو میں نے اس پر لکھا ہوا پایا انی انا اللّٰہ لا الٰہ الا انا محمد صفوتی من خلقی ایدتہ بعلی وزیرہ ونصرتہ بہ ۔ کوئی معبود نہیں مگر صرف میں ہی ہوں ، محمد میری مخلوق سے میرے چنے ہوئے ہیں ۔ میں نے اس کی تائید اس کے وزیر علی کے ذریعے کی اور اس کی ذات کے ذریعہ میں نے آپ کی مدد کی ۔ جب میں رب العالمین کے عرش کے پاس پہنچا تو وہاں میں نے عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا پایا ۔ انی انا اللّٰہ لا الٰہ الا انا محمد حبیبی من خلقی ایدتہ بعلی وزیرہ ونصرتہ بہ ۔ میں ہی اللہ ہوں ، میرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے ۔ مخلوق میں سے محمد میرے حبیب ہیں ۔ میں نے اس کی تائید اس کے وزیر علی کے ذریعہ کی ہے ۔ اور میں نے علی کے ذریعہ اس کی مدد کی ہے (چوتھے مقام کی اس حدیث میں نشان دہی نہیں کی گئی) ۔

۱۱۔ جابر نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ۔ فرشتے علی کے لئے اور آپ کے شیعوں کے لئے استغفار کرتے ہیں اور آپ پر مہربان ہیں اور آپ کے شیعوں پر والد کی بیٹے سے مہربانی سے بھی زیادہ مہربان ہیں ۔

۱۲۔ انس نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے جبرائیلؑ نے آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ جتنا علیؑ کو دوست رکھتا ہے اتنا فرشتوں کو دوست نہیں رکھتا جو بھی تسبیح اللہ کی خاطر کی جاتی ہے ۔ اللہ تعالےٰ اس سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک علی کے محب اور شیعہ کے حق میں استغفار کرتا رہتا ہے ۔

مودت ۹

علی علیہ السلام کے ہاتھ میں جنت اور دوزخ کی کنجیاں ہیں

۱۔ زید بن اسلم نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علی! (تمہیں) مبارک ہو۔ تیری مانند کون ہو سکتا ہے فرشتے تیرے مشتاق ہیں۔ جنت تیری ہے۔ جب قیامت کا روز ہو گا تو میرے لیئے نور کا ایک منبر نصب ہو گا اور تمہارے لیئے بھی نور کا ایک منبر قائم کیا جائے گا۔ حضرت ابراہیم کے لئے بھی نور کا ایک منبر ہو گا اور تمہارے لیئے بھی نور کا ایک منبر نصب ہو گا۔ ہم لوگ اس پر بیٹھ جائیں گے آواز دینے والا آواز دے گا۔ وصی کو مبارکباد ہو جو حبیب اور خلیل کے درمیان موجود ہیں۔ پھر مجھے جنت اور دوزخ کی کنجیاں دی جائیں گی۔ میں وہ تمہارے سپرد کر دوں گا۔

۲۔ ابو سعید خدری نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے جنت اور دوزخ کی کنجیاں عطا کی ہیں۔ فرمایا اے سلمانؓ علیؑ سے کہہ دو جس کو چاہو گے نکالو گے اور جس کو چاہو گے داخل کرو گے۔

۳۔ ابن عباس نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا اے ابن عباس تجھے علی کی پیروی کرنی چاہیئے۔ حق علی کی زبان اور دل پر موجود ہے۔ علیؑ جنت کا قفل اور کنجی ہیں اور علیؑ دوزخ کا قفل اور کنجی ہیں۔ لوگ علی کے ذریعے جنت میں داخل ہونگے اور آپ ہی کی وجہ سے لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے

۴۔ جابر نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو میرے پاس جبرائیل اور میکائیل کنجیوں کے دو گچھے لائیں گے۔ ایک گچھا جنت کی کنجیوں کا ہو گا اور ایک گچھا دوزخ کی کنجیوں کا ہو گا اور جنت کی کنجیوں پر شیعیان محمد اور شیعیان علیؑ کے نام تحریر ہوں گے اور دوزخ کی کنجیوں پر آپ سے بغض رکھنے والوں اور آپ کے دشمنوں کے نام ہوں گے۔ وہ دونوں مجھے کہیں گے اے محمدؐ یہ آپ سے بغض رکھنے والا ہے اور یہ آپ سے دوستی کرنے والا ہے۔ میں ان کنجیوں کو علی بن ابیطالب کے حوالے کر دوں گا۔ علی ان لوگوں کے متعلق جو چاہیں گے حکم صادر کریں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے رزق کو تقسیم کیا علیؑ سے بغض رکھنے والا جنت میں داخل نہ ہو گا۔ اور آپ سے محبت کرنے والا کبھی دوزخ میں نہ جائے گا۔

۵۔ مسروق بی بی عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ! تمہارے لیئے یہ بات کافی ہے کہ تجھے دوست رکھنے والے شخص کو مرنے کے وقت کوئی حسرت اور افسوس نہ ہو گا۔ اور نہ قبر میں

کوئی گھبراہٹ اور دہشت ہوگی اور نہ قیامت کے روز کوئی ڈر اور خوف ہوگا۔

۶۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ علیؑ کے شیعہ کو خفیف نہ سمجھو۔ ان میں کا ایک آدمی قبیلہ ربیعہ اور مضر کے افراد کی تعداد کے برابر شفاعت کرے گا۔"

۷۔ ابن عباس نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ علیؑ اور اس کے شیعہ قیامت کے روز کامیاب اور کامران ہوں گے۔

۸۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ اپنے شیعہ کو خوشخبری سنا دو میں ان کی قیامت کے روز شفاعت کروں گا۔ یہ ایسا وقت ہوگا جہاں مال اور اولاد کوئی فائدہ نہ دے گی۔ صرف میری شفاعت فائدہ دے گی۔

۹۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم جنت کے دروازے کو کھٹکھٹاؤ گے تم اس میں بلا حساب داخل ہو گے (مرتے وقت) جس کا آخری کلام مجھ پر اور علی پر درود بھیجنا ہوگا۔ اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

۱۰۔ ابن عمر نے کہا کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگو! یہ شخص (علی) میرے بعد تمہارا دنیا اور آخرت میں ولی ہے اور اس کی حفاظت کرو یعنی علی کی۔

۱۱۔ جابر نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اسلام میں پہلا رخنہ علی کی مخالفت ہوگی۔

۱۲۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی! انصار میں سے صرف وہ شخص تم سے بغض رکھے گا جس کی اصل یہودیت ہوگی۔"

۱۳۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہمارا سابق سبقت لے جائے گا، ہمارا درمیان والا نجات پا جائے گا۔ ہمارے ظالم کو بخش دیا جائے گا۔

۱۴۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا اے علی! تم جنت میں میرے بھائی اور میرے رفیق ہو۔"

۱۵۔ ابوذر نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علی! جس شخص نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس شخص نے تیری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس شخص نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جس شخص نے تیری نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

۱۶۔ عمران بن حصین نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میرے اہل بیت میں سے کوئی شخص دوزخ میں داخل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میری بات کو قبول کیا تھا۔

۱۷۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت (وقفوھم انھم مسئولون کے متعلق فرمایا کہ ان لوگوں سے علیؑ کی ولایت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

۱۸۔ فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا کہ میرے باپ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے علی کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ یہ اور اس کے شیعہ جنت میں داخل ہوں گے۔

۱۹۔ علیہ بن ازہری یحییٰ بن عقیل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خداوند عالم نے حکم دیا کہ میں فاطمہ کی شادی تمہارے ساتھ تمام دنیا کے خمس پر کر دوں یا آپ نے دنیا کا چوتھا حصہ فرمایا تھا

راوی:۔ علیہ کو روایت بیان کرنے میں شک واقع ہوگیا ہے اور جو شخص زمین پر اس حالت میں چلا کہ وہ تیرے ساتھ بغض رکھتا ہے تو ایسے شخص پر دنیا حرام ہے"!

مودت ۱۰

آئمہ کی تعداد اور مہدی ان میں سے ہو گا!

۱۔ شعبی عمر بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ ہم لوگ ایک حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس میں عبداللہ بن مسعود بھی تھے۔ ایک اعرابی نے آکر دریافت کیا کہ تم لوگوں میں عبداللہ بن مسعود کون ہے۔ آپ نے کہا میں عبداللہ بن مسعود ہوں۔ اس نے کہا کیا تمہیں تمہارے نبی نے کوئی ایسی چیز بیان کی تھی کہ آپ کے بعد کتنے خلیفہ ہوں گے۔ آپ نے کہا ہاں بنو اسرائیل کے نقیبوں کی تعداد کے برابر بارہ ہوں گے"!

۲۔ شعبی مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ عبداللہ بن مسعود کی خدمت میں قرآن پیش کر رہے تھے۔ اس دوران میں ایک جوان نے آپ سے کہا کہ کیا تم لوگوں کو تمہارے نبی نے اس بات سے آگاہ کیا تھا کہ آپ کے بعد کتنے خلیفہ ہوں گے (آپ نے فرمایا) آپ نوجوان ہیں۔ یہ چیز آپ سے پہلے مجھ سے کسی آدمی نے نہیں پوچھی (آپ نے کہا) ہاں ہمارے نبیؐ نے ہم سے کہا تھا کہ آپ کے بعد بنو اسرائیل کے نقیبوں کی تعداد کے برابر بارہ خلیفے ہوں گے۔

۳۔ جویبر اشعث سے وہ ابن مسعود سے وہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا میرے بعد بنو اسرائیل کے نقیبوں کی تعداد کے برابر بارہ خلیفے ہوں

۴۔ عبدالملک بن عمیر جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صلعم

کی خدمت میں موجود تھا۔ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا میرے بعد بارہ خلیفے ہوں گے۔ پھر آپ نے آواز کو آہستہ کر لیا۔ میں نے اپنے باپ کی خدمت میں عرض کیا۔ رسول اللہ نے اپنی آواز کو کیوں آہستہ کر دیا تھا۔ آپ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے کہا تھا۔ تمام کے تمام بنو ہاشم میں سے ہوں گے۔

۵- سلیم بن قیس ہلالی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (امام حسین علیہ السلام آپ کے زانو پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ آپ کی دونوں آنکھوں کو اور آپ کے منہ پر بوسہ دے رہے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ تو سردار ہے تو سردار کا فرزند ہے۔ تو امام ہے امام کا فرزند ہے۔ تو حجت ہے۔ حجت کا بیٹا ہے تو نو حجج کا باپ ہے۔ ان میں کا نواں قائم (عجل اللہ فرجہ) ہوگا۔

۶- اصبغ بن نباتہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا میں خود، علیؑ، حسنؑ، حسینؑ اور حسینؑ کے نو فرزند پاک اور معصوم ہیں۔"

۷- عبایہ بن ربعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں انبیاء کا سردار ہوں اور علی اوصیاء کے سردار ہیں۔ میرے بعد اوصیاء بارہ ہوں گے۔ ان میں پہلا علی ہو گا۔ اور آخری قائم مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہوگا۔

۸- علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ نجات کی کشتی پر سوار ہو اور مضبوط رسی کو پکڑے اور اللہ کی محنت بٹی ہوئی رسی کو تھامے۔ اسے (علی کو) میرے بعد دوست رکھنا چاہیئے۔ اور آپ کے دشمن کو دشمن رکھے اور آپ کے فرزند سے پیدا ہونے والے ہدایت کرنے والے آئمہ کو امام بنالے۔ یہ حضرات میرے خلفاء ہیں۔ میرے اوصیاء ہیں۔ میرے بعد اللہ کی مخلوق پر حجج اللہ ہیں، میری امت کے سردار ہیں۔ پرہیزگاروں کو کھینچ کر جنت کی طرف لے جانے والے ہیں۔ ان کا گروہ میرا گروہ، میرا گروہ خدا کا گروہ ہے اور ان کے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔

۹- علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہو گی۔ حتیٰ کہ اس میں ایک آدمی حسینؑ کی اولاد میں سے کھڑا ہو گا۔ جس طرح دنیا ظلم و ستم سے پُر ہو گی۔ اسی طرح اسس کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔"

۱۰- زید بن حارثہ سے روایت ہے کہ جس رات رسول اللہ صلعم نے انصار سے پہلی بار بیعت لی تھی تو فرمایا میں تم سے اس طرح (بیعت) لے رہا ہوں جس طرح مجھ سے پہلے انبیاء نے (اپنی امت سے بیعت) لی تھی۔ میری حفاظت کرنا، مجھے ان باتوں سے بچانا جن باتوں سے اپنے آپ کو بچاتے ہو اور علی بن ابی طالب کو بھی ان باتوں سے بچاؤ جن سے اپنی جان کو بچاتے ہو اور اس کی حفاظت کرو، وہ صدیق اکبر ہیں۔ اللہ تمہارے

دین کو زیادہ کرے گا۔ اللہ نے موسیٰ کو عصا عطا کیا۔ ابراہیم کو آگ کا ٹھنڈا کر دینا عطا کیا۔ عیسیٰ کو کلمات عطا کئے جن کے ذریعے وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور مجھے علیؑ عطا کیا ہے۔ ہر نبی کا کوئی نہ کوئی آیت (معجزہ) ہوتی ہے۔ یہ (علی) میرے رب کی آیت (معجزہ) ہیں، اس کے فرزند سے پیدا ہونے والے آئمہ میرے رب کے آیات (معجزات) ہیں۔ جب تک آپ کی اولاد میں سے اللہ تعالیٰ ایک فرد کو باقی رکھے گا۔ دنیا اہل ایمان سے کبھی خالی نہ ہوگی۔

۱۱۔ ابن عباس نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ نے اس دین کی فتح علی کے ذریعے کی۔ جب علی فوت ہو جائیں گے دین بگڑ جائے گا۔ مہدی (عجل اللہ فرجہ) کے سوا آپ کے بعد دین کو کوئی شخص درست نہیں کرے گا۔

۱۲۔ ابوہریرہ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر دنیا کا ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو لمبا کرے گا حتیٰ کہ اس پر ایک ایسا آدمی مبعوث کرے گا جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا۔ جس کا نام میرے نام پر ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا۔ جس طرح زمین جور و ستم سے پُر ہوگی اس طرح اس کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

۱۳۔ علی مرتضیٰ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا آئمہ میرے فرزند سے پیدا ہوں گے۔ جس شخص نے ان آئمہ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس شخص نے ان آئمہ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ یہ حضرات مضبوط رسی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا وسیلہ ہیں۔

۱۴۔ حضرت علی نے فرمایا ماوراء النہر سے ایک آدمی خروج کرے گا جس کو حارث حراث کہا جاتے گا۔ اس کے مقدم (لشکر کا سردار) ایک ایسا آدمی ہوگا جس کو منصور کہا جاتے گا۔ وہ آل محمد کے لئے وطن بنائیگا اور ان کو جگہ دے گا جس طرح قریش (مدینہ) نے رسول اللہ کو جگہ دی تھی۔ تمام مومنین پر اس کی مدد کرنا واجب ہے۔ یا فرمایا اس کی آواز کا جواب دینا واجب ہے۔ (راوی کو شک واقع ہوا ہے)

۱۵۔ ابولیلی اشعری نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے آئمہ کی اطاعت کرو۔ ان حضرات کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور ان حضرات کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔

مودّت ۱۱

فاطمہ علیہا السلام کے فضائل میں :

۱۔ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم اور حوا علیہما السلام کو پیدا کیا تو دونوں جنت میں فخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم سے زیادہ خوبصورت مخلوق اللہ نے پیدا نہیں کی۔ وہ دونوں اسی حالت میں تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت کی صورت نمودار ہوئی جس سے نور شعلے مار رہا تھا۔ قریب تھا کہ آنکھیں بجھ جائیں۔ اس کے سر پر تاج تھا۔ اس کے دونوں کانوں میں دو بندے تھے دونوں نے کہا یہ عورت کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ فاطمہ بنت سید الاولین اور آخرین ہے۔ دونوں نے کہا کہ اس کے سر پر تاج کیا چیز ہے۔ فرمایا یہ اس کے شوہر علی بن ابی طالب ہیں۔ کہا یہ دونوں بندے کیا چیز ہیں۔ فرمایا یہ اس کے فرزند حسن اور حسین ہیں۔ میں نے تمہاری خلقت سے ایک ہزار سال پہلے اس کو پیدا کیا تھا۔

۲۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ فاطمہ نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کی اولاد پر آگ کو حرام قرار دیا۔

۳۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میری بیٹی فاطمہ کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا کہ اللہ نے اس کو اور اس کے دوستوں کو آگ سے آزاد کیا ہے

۴۔ جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میری پھوپھی نے بھی عائشہ کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگوں میں سے رسول اللہ صلعم کے نزدیک کون زیادہ محبوب تھا۔ فرمایا، فاطمہ، عرض کیا۔ مردوں میں کون تھا کہا علی !!

۵۔ فاطمہ علیہا السلام سے روایت ہے کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کی ایک روز ملاقات کی۔ رسول اللہ نے آپ کی خاطر کپڑا بچھایا اور آپ کو اس کے اوپر بٹھایا۔ پھر آپ کے فرزند امام حسن تشریف لائے۔ رسول اللہ صلعم نے اس کو بٹھا دیا۔ پھر امام حسین تشریف لائے اس کو بھی بٹھایا، پھر علی تشریف لائے آپ کو ان کے ساتھ بٹھایا۔ پھر آپ نے ان پر کپڑا ڈال دیا۔ اور فرمایا اے میرے پالنے والے! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ میں ان حضرات سے ہوں۔ اے میرے اللہ! تو ان سے راضی ہو جا۔ جس طرح میں ان سے راضی ہوں۔

۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب علی کی شادی فاطمہ کے ساتھ ہوئی۔ عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے میری شادی غریب آدمی کے ساتھ کر دی ہے جس کے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین پر رہنے والوں کی طرف نگاہ دوڑائی۔ ان میں سے صرف دو آدمی چنے ایک تمہارا باپ ہے۔ دوسرا تمہارا شوہر ہے۔

۷۔ فاطمہ علیہا السلام نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام کائنات کی عورتوں کی سردار ہو یا میری اُمت کی عورتوں کی۔

۸۔ ابو اسلمی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلعم کی معیت میں فاطمہ علیہا السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا (اے فاطمہ) تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔ جس طرح مریم بنت عمران بنو اسرائیل کی عورتوں کی سردار تھی۔

۹۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ فاطمہ کو بتول اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ حیض اور نفاس سے پاک تھیں۔ کیونکہ یہ بات انبیاء کی لڑکیوں میں عیب شمار ہوتی ہے۔ یا نقصان شمار ہوتی ہے۔

۱۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔

۱۱۔ ابو ہریرہ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جنت میں فاطمہ بنت محمد داخل ہوں گی۔ آپ کی مثال اس امت میں ایسی ہے جیسی مریم بنت عمران کی۔ بنو اسرائیل کی قوم میں۔

۱۲۔ حضرت علی نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت کے روز پردوں کے پیچھے سے ایک آواز دینے والا آواز دیگا تم لوگ اپنی آنکھیں بند کر لو۔ حتیٰ کہ فاطمہ بنت محمد پل صراط سے عبور کر جائیں۔

۱۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی صلعم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تھے تو فاطمہ کا گلا چومتے تھے۔ اور فرماتے میں اس سے جنت کی خوشبو سونگھتا ہوں۔

۱۴۔ علی نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میری بیٹی فاطمہ قیامت کے روز اس حالت میں میدان حشر میں تشریف لائیں گی کہ آپ کے پاس کپڑے ہوں گے جو خون سے تر بتر ہوں گے۔ آپ عرش کے ستون کو پکڑ کر دعا فرمائنگی اے حکم (اللہ) میرے اور میرے فرزند کے قاتل کے درمیان فیصلہ کرو۔ رب کعبہ کی قسم اللہ تعالیٰ میری بیٹی کے لئے ضرور فیصلہ کرے گا۔

۱۵۔ حضرت علی نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب قیامت کا روز برپا ہو گا تو عرش کے درمیان میں سے ایک آواز دینے والا آواز دے گا۔ اے قیامت والو اپنی آنکھیں بند کر لو۔ تاکہ فاطمہ بنت محمد حسینؑ کے خون سے

خضاب شدہ قمیص کے ساتھ گزر جائیں۔ آپ عرش کی ساق کو پکڑ کر فرمائیں گی۔ اے اللہ آپ حماد اور انصاف والے ہیں۔ میرے اور میرے فرزند کے درمیان فیصلہ فرما۔ رب کعبہ کی قسم اللہ تعالیٰ میری بیٹی کے لئے فیصلہ صادر کریگا رفاطمہؑ) فرمائیں گی اے میرے اللہ! میری شفاعت اس شخص کے بارے میں قبول کر جو اس کی رحسین کی) مصیبت پر رویا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے بارے میں فاطمہ کی شفاعت منظور کرے گا۔

۱۶۔ زید بن علی انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ چھ ماہ تک صبح کی نماز کے وقت فاطمہ کے دروازے پر آکر فرماتے تھے اے اہل بیت نبوت نماز پڑھو، نماز پڑھو۔ آپ تین مرتبہ ایسا فرماتے تھے۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرًا۔

اس حدیث کو تین صد اصحاب نے روایت کیا ہے۔ بعض وہ ہیں جنہوں نے آٹھ ماہ کی مدت بیان کی ہے اور بعض وہ ہیں جنہوں نے دس ماہ ذکر کئے ہیں۔

مودت ۱۲

فضائل اہل بیت کے بیان میں

۱۔ ابن عباس نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ تم لوگوں پر علی کی پیروی واجب ہے۔ آپ کے دائیں سورج اور بائیں چاند موجود رہتا ہے۔ ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ دونوں کون حضرات ہیں۔ فرمایا وہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ ان دونوں کا باپ دنیا کی روشنی ہے اور ان دونوں کی ماں تاریکی میں چودھویں کا چاند ہیں۔

۲۔ ابن عباس نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ فاطمہؑ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسنؑ اور حسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں۔

۳۔ ابن عباس نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا علیؑ، فاطمہؑ حسن اور حسین قیامت کے روز میرے اہل ہونگے۔

۴۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آیت قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ نازل ہوئی تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے قرابت دار کون لوگ ہیں۔ جن سے محبت کرنا ہم پر اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے۔ فرمایا علیؑ، فاطمہؑ اور ان کے دونوں بیٹے ہیں۔ رسول اللہ نے اس بات کو تین مرتبہ فرمایا۔

۵۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا میری اس شخص سے جنگ ہے جس نے تم سے جنگ کی۔ اور میری اس سے صلح ہے جس شخص نے تم سے صلح کی۔

۶۔ معاذ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو گناہوں سے ایسے حضرات کے ذریعے پاک کیا ہے جن کے سروں میں صلح (یا لکم) ہیں اور علی کا شمار ان لوگوں میں ہے۔

۷۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا حسنؑ اور حسینؑ جوانان بہشت کے سردار ہیں اور ان دونوں کا باپ ان دونوں سے افضل ہے

۸۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نبی صلعم کی خدمت میں آپ کی بیماری کے وقت حسنؑ اور حسینؑ کو لے کر حاضر ہوئی۔ میں نے عرض کیا۔ اے میرے باپ! ان دونوں کو اپنے ورثہ میں کوئی چیز عنایت فرمایئے فرمایا حسنؑ کو میری ہیبت اور میری سیادت حاصل ہے اور حسینؑ کے حصے میں میری طبیعت کی تیزی اور میری سخاوت ہے۔

۹۔ ابوسعید خدری نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین چیزیں محرمات میں شامل ہیں جس شخص نے ان کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ اس کے دین اور اس کی دنیا کی حفاظت کرتا ہے۔ جو شخص ان چیزوں کی حفاظت نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی حرمت کی حفاظت نہیں کرے گا۔ (ایک) اللہ کی حرمت (دوسرے) میری حرمت اور (تیسرے) میرے رحم (قرابت داروں) کی حرمت ہے"

۱۰۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا فرزند مہکتا ہوا پھول ہوتا ہے اور میرے مہکتے ہوئے پھول حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔

۱۱۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول کا غضب اس شخص پر سخت ہو جاتا ہے جو میری اولاد کی توہین کرتا ہے اور میری عترت کے بارے میں مجھے تکلیف دیتا ہے۔

۱۲۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا میرے اہل بیت پر ظلم کرنے والے کے لئے ہلاکت ہے۔ ان لوگوں کو جہنم کے نچلے حصے میں منافقین کے ساتھ عذاب دیا جائے گا

۱۳۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اولاد آدم اپنے باپ کے عصبہ کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ میرا عصبہ (جد) فاطمہ ہیں۔ میں فاطمہ سے پیدا ہونے والی اولاد کا باپ بھی ہوں اور ان کا جد بھی ہوں۔

۱۴۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے ان دونوں بیٹوں کا نام حسن اور حسینؑ رکھوں۔

۱۵۔ حضرت ابوذر خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے اے لوگو! جو شخص مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو شخص مجھے نہیں جانتا میں اس کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ میں ابوذر ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ میرے اہل بیت کی مثال تم لوگوں میں نوح کی کشتی کی مثال ہے۔ جو شخص اس پر سوار ہو گیا تھا وہ نجات پا گیا تھا

اور جس شخص نے اس سے منہ موڑ لیا وہ غرق ہو گیا تھا۔

۱۶۔ سلمیٰ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا حضرت ہارون نے اپنے دونوں بیٹوں کا نام شبر اور شبیر رکھا۔

۱۷۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حسنؑ اور حسینؑ قیامت کے روز رحمٰن کے عرش کے دونوں جانب جس طرح منہ پر دونوں ہونٹ ہوتے ہیں اس طرح ہوں گے۔

۱۸۔ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ حسن رسول اللہ صلعم کے سینے اور سر کے درمیان والے حصہ میں آپ سے زیادہ مشابہ تھے اور حسینؑ اس سے نیچے حصہ میں آنحضرتؐ سے زیادہ مشابہ تھے۔

۱۹۔ عمران بن حصین نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا علیؑ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

۲۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا علیؑ کا ذکر عبادت ہے۔

۲۰۔ امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے میرے بیٹے تم میرے جگر کا ٹکڑا ہو جس شخص نے تجھے دوست رکھا اور تیری اولاد کو دوست رکھا اس کے لئے خوشخبری ہے۔ تیرے قاتل کے لئے بدلہ دینے کے دن ہلاکت ہے۔

۲۲۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا اس امت کا شریر آدمی حسینؑ کو قتل کرے گا۔

۲۳۔ علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا حسینؑ کو قتل کرنے والا شخص ایک صندوق میں بند ہو گا۔ جس پر جہنمیوں کا آدھا عذاب ہو گا۔ جس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں آگ کے زنجیر میں بند ہوں گے آگ میں ڈالا جائے گا۔ جب دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے گا اس سے ایک ایسی بدبو ہوا خارج ہو گی جس سے دوزخ میں رہنے والے لوگ اپنے رب سے اس کی ہوا کی سخت بدبو سے پناہ مانگیں گے۔ وہ شخص دردناک عذاب میں ہمیشہ رہے گا۔ جب اس کا چمڑا گل جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر اور چمڑے کس دے گا۔ تاکہ وہ دردناک عذاب کا مزہ چکھے۔ عذاب اس سے ایک منٹ بھی الگ نہ کیا جائے گا۔ اس کو جہنم کا گرم پانی پلایا جائے گا۔ اور اس کے لئے ہلاکت ہے جس شخص کو اللہ تعالیٰ عذاب دے گا۔

۲۴۔ عبداللہ بن عمر سے کسی شخص نے مچھر کے خون کے تاوان کے بارے میں دریافت کیا آپ نے کہا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ اس نے کہا میں عراق کا رہنے والا ہوں۔ کہا اس شخص کی طرف دیکھو جو مجھ سے مچھر کے خون کی دیت کے متعلق پوچھتا ہے۔ حالانکہ ان لوگوں نے رسول اللہ کے فرزند (حسینؑ) کو قتل کر دیا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا وہ دونوں (حسنین) دنیا میں میرے مہکتے ہوئے پھول ہیں۔

۲۵۔ شہر بن حوشب نے کہا کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس وقت فرماتے ہوئے سنا جب حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر (مدینہ میں) پہنچی تو فرمایا۔ اللہ حسینؑ کے قاتلین پر لعنت کرے۔ ان لوگوں نے حسینؑ کو قتل کر دیا

ان کو خدا قتل کرے اور ان پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے۔

۲۔ ذریہ رسول اللہ صلعم کی خادمہ سے روایت ہے کہ جب عاشور کا روز ہوتا تھا۔ تو رسول اللہ صلعم کا یہ معمول تھا۔ کہ آپ حسینؑ کی دودھ پلانے والی عورتوں کو بلاتے تھے اور ان سے فرماتے تھے کہ تم نے کوئی کڑوی چیز پی لی ہے۔ یہ اشارہ آپ کی اولاد کے ساتھ عاشور کے دن واقع ہونے والے واقعہ کی طرف تھا۔

مودّت ۱۳

فضائل خدیجہ، فاطمہ محبت اہل بیت علیہم السلام

آپ کے محبین کے ثواب، ان کے درجات کی بلندی اور ان سے بغض رکھنے والوں کے عذاب کے بارے میں

۱۔ شعبی مرزوق سے وہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم جب بھی گھر سے نکلتے تھے خدیجہ کو ضرور یاد کرتے تھے۔ اور آپ کی تعریف فرماتے تھے۔ ایک دن آپ نے خدیجہ کا ذکر کیا اور مجھے غیرت لاحق ہوگئی۔ میں نے عرض کیا کہ وہ تو ایک بڑھیا تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض میں ایک اچھی عورت عطا کی ہے۔ رسول اللہ ناراض ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ غضب کے مارے آپ کے بال کھڑے ہو گئے تھے۔ فرمایا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے اس سے اچھی عورت مجھے عطا نہیں کی۔ وہ اس وقت مجھ پر ایمان لائی جب تمام لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا تھا۔ اس نے میری اس وقت تصدیق کی جب باقی لوگوں نے مجھے جھٹلا دیا تھا۔ اس نے مجھے اپنے مال سے نوازا جب لوگوں نے مجھے اپنے مال سے محروم کر دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے اولاد عطا کی ہے۔ میں نے عرض کیا میں پھر کبھی آپ کو عیب کے ساتھ یاد نہ کروں گی۔

۲۔ مہاجر بن میمون فاطمہ علیہا السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میری والدہ خدیجہ کہاں قیام فرما ہیں۔ فرمایا قصب کے بنے ہوئے ایک مقام میں قیام فرما ہیں۔ جہاں نہ شور و شر ہوتا ہے نہ وہاں تھکن اور تکان لاحق ہوتی ہے۔ مریم اور آسیہ زن فرعون کے درمیان موجود ہیں۔ میں نے عرض کیا اسی قصب کا مکان بنا ہوا ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ یہ وہ قصب ہے جس پر موتی اور یاقوت جڑے ہوئے ہیں۔

۳۔ انس سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا تمام عورتوں سے افضل چار عورتیں ہیں۔ مریم بنت عمران۔ آسیہ

بنت مزاحم، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد علیہم السلام
۴۔ عباد بن سعد نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا خدیجہ کو نبی صلعم کی عورتوں پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح مریم کو تمام کائنات کی عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔
۵۔ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباء علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں یہ حضرات علی علیہ السلام سے روایت کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے اس لپشت پر جس میں تو رہا اور اس شکم پر جس نے تمہیں اٹھایا اور اس گود پر جس نے تجھے پالا آگ کو حرام کر دیا ہے۔
۶۔ نافع ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا جس کو توکل کا دھنی بننا چاہیئے تو اسے چاہیئے کہ وہ میرے اہل بیت کو دوست رکھے خدا کی قسم جس شخص نے ان کو دوست رکھا وہ دنیا اور آخرت کے فائدے میں رہا۔
۷۔ زاوان سلمان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اے سلمان جس شخص نے میری بیٹی فاطمہ کو دوست رکھا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اور جس شخص نے اس سے کینہ رکھا وہ دوزخ میں ہوگا۔ اے سلمان فاطمہ کی محبت سو مقامات پر فائدہ دے گی اور ان میں سے آسان ترین مقامات یہ ہیں۔

قبر، میزان، صراط اور حساب جس شخص سے میری بیٹی فاطمہ راضی ہوگی میں اس سے راضی ہوں گا۔ اور جس شخص سے میں راضی ہوں گا اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔ اور جس شخص پر میری بیٹی فاطمہ ناراض ہوگی میں اس پر ناراض ہوں گا اور جس سے میں ناراض ہونگا اللہ اس سے ناراض ہوگا۔ اے سلمان اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جس نے اس پر اور اس کے شوہر علی پر ظلم کیا اور اس شخص کے لئے بھی ہلاکت موجود ہے جس شخص نے ان دونوں کی اولاد اور ان دونوں کے شیعوں پر ظلم کیا۔
۸۔ مقداد بن اسود نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ آل محمد کی معرفت رکھنا آگ سے برائت کا ذریعہ ہے۔ آل محمد کی محبت دپل، صراط سے گزرنے کا ٹکٹ ہے۔ آل محمد کی ولایت عذاب سے امان کا باعث ہے۔
۹۔ جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا من مات علی حب آل محمد مات مغفورا لہٗ جو شخص آل محمد کی محبت پر مرگیا وہ بخشش کی موت مرا ۔ الا ومن مات علی حب آل محمد مات شہیداً۔ تمہیں یقین ہونا چاہیئے جو شخص آل محمد کی محبت پر مرگیا اس کے لئے قبر میں جنت کے دو دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ الا ومن مات علی حب آل محمد لبشرہ ملک الموت بالجنۃ ثم منکر ونکیر۔ خبردار! جو شخص آل محمد کی محبت پر مرگیا۔ اس کو موت کا فرشتہ جنت کی بشارت دیتا ہے پھر

منکر اور نکیر" الا من مات علی حب آل محمد یزف الی الجنۃ کما تزف العروس الی بیت زوجہا خبردار! جو شخص آل محمد کی محبت پر مرگیا وہ اس طرح جنت کی طرف جائے گا۔ جس طرح دلہن اپنے شوہر کے گھر کی طرف ناز و خرام سے جاتی ہے۔ الا من مات علی حب آل محمد جعل اللہ زوار قبرہ ملائکۃ الرحمۃ! جو شخص آل محمد کی محبت پر مرگیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی قبر کی زیارت کرنے والے رحمت کے فرشتے قرار دیتا ہے"۔ الا من مات علی حب ال محمد مات علی السنۃ والجماعۃ۔ خبردار جو شخص آل محمد کی محبت پر مرگیا وہ سنت وجماعت پر مرگیا۔ الا من مات علی حب ال محمد مات مومنا مستکمل الایمان۔ خبردار! جو شخص آل محمد کی محبت پر مرگیا وہ کامل الایمان مومن ہو کر مرا الا من مات علی حب ال محمد مات تائبًا۔ خبردار! جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ تائب ہو کر مرا۔ الا من مات علی بغض آل محمد جاء یوم القیامۃ مکتوب بین عینیہ ایس من رحمۃ اللہ خبردار! جو شخص آل محمد سے کینہ رکھ کر مرا وہ قیامت کے روز اس حالت میں آئے گا کہ اس کی دو آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہو گا کہ (یہ) اللہ کی رحمت سے مایوس ہے"۔ الا من مات علی بغض آل محمد لم یشم رائحۃ الجنۃ خبردار! جو شخص آل محمد سے کینہ رکھ کر مرگیا وہ جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھے گا۔ الا من مات علی بغض آل محمد مات کافرًا تمہیں یقین ہونا چاہیے کہ جو شخص آل محمد سے کینہ رکھ کر مرگیا وہ کافر ہو کر مرا۔

۱۰۔ عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف سے فرمایا اے عبدالرحمٰن تم میرے صحابی ہو اور علی بن ابی طالب میرے بھائی ہیں اور مجھ سے ہیں۔ اور میں علی سے ہوں۔ آپ میرے علم کا دروازہ ہیں اور میرے وصی ہیں۔ آپؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ شرافت اور بزرگی کے لحاظ سے تمام زمین والوں سے افضل ہیں۔

۱۱۔ موسیٰ بن علی قرشی قنبر بن احمد سے روایت کرتے ہیں وہ بلال بن حمامہ رضی اللہ عنہ سے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز ہمارے پاس تشریف لائے اور اس کا چہرہ مبارک چاند کے گول دائرہ کی طرح چمک رہا تھا۔ عبدالرحمٰن نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ نور کیسا ہے؟ فرمایا ایک ایسی بشارت کی وجہ سے ہے جس کو میرے رب کی جانب سے جبرائیل لائے ہیں جو میرے بھائی ہیں۔ میرے ابن عم علی اور میری بیٹی فاطمہ کے متعلق ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فاطمہؑ کی شادی علی سے کر دی ہے اور جنتوں کے خزانچی رضوان کو حکم دیا ہے کہ وہ درخت طوبیٰ کو ہلائے۔ اور اس نے میرے اہل بیت کے محبان کی تعداد کے برابر دستاویزات یعنی چسک ناموں کو اٹھا لیا اور ان چسک ناموں کے نیچے سے اللہ نے نور کے فرشتے

پیدا کئے۔ اللہ نے ہر ایک فرشتے کو ایک ایک تمسک نامہ دیا۔ جب قیامت کا میدان گرم ہوگا۔ اس وقت فرشتے مخلوق کو آواز دیں گے۔ اور ہر ایک محب کو تمسک نامہ دے دیا جائے گا۔ جس میں اس کا دوزخ سے چھٹکارا تحریر ہوگا۔ میرا بھائی اور میرا ابن عم اور میری بیٹی میری امت کے مردوں اور عورتوں کی گردنوں کو دوزخ سے چھڑوانے والے ہیں۔"

۱۲۔ ابن عباس نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علی! اللہ تبارک و تعالیٰ نے تیری شادی فاطمہ سے کر دی ہے۔ اور اس کا حق مہر زمین کو قرار دیا ہے، جو شخص زمین پر اس حالت میں چلے کہ وہ تم سے بغض رکھتا ہو تو وہ زمین پر حرام چلا۔

۱۳۔ حافظ ابو نعیم شیرویہ سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ (وآلہٖ) وسلم کی یہ عادت تھی کہ جب آپ کے پاس کوئی چیز آتی تھی تو فرماتے تھے اس کو فلاں عورت کے پاس لے جاؤ۔ کیونکہ وہ خدیجہ علیہا السلام کو دوست رکھتی ہے۔"

۱۴۔ شیرویہ عمار سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ خدیجہ کو اس طرح میری امت کی عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔ جس طرح جناب مریم کو عالمین کی عورتوں پر فضیلت حاصل تھی۔

۱۵۔ حذیفہ نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ آسمان سے ایک فرشتہ اللہ سے اجازت لے کر مجھے سلام کرنے کی خاطر نازل ہوا ہے۔ جو اس سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا تھا اور اس نے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری سنائی ہے کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

مودت ۱۴

نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل، وفات نبی اور فاطمہ علیہا السلام

اور اس پر مودات مبارکات کا خاتمہ ہے

۱۔ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب قیامت کا روز ہوگا جو شخص سب سے پہلے قبر سے اٹھے گا وہ ناطق، صادق، ناصح اور مشفق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ آپ سے جبرائیل آپ کی امت کے حالات دریافت کرے گا حدیث لمبی ہے میں نے اسے مختصر کر دیا ہے۔

۲۔ زید بن اسلم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے ترک اولیٰ ہوا تھا۔ تو اس نے کہا اے میرے رب میں تم کو محمدؐ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے

اللہ تعالیٰ نے کہا اے آدم! وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے جب تو نے مجھے اس کا واسطہ دے کر سوال کیا ہے تو میں نے تجھے بخش دیا۔ اگر محمد کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا۔ حافظ ابو عبداللہ نے کہا ہے کہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ لیکن بخاری اور مسلم نے اسے بیان نہیں کیا۔

۳۔ سعید بن مسیب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی کی کہ اے عیسے محمد پر ایمان لاؤ۔ اور اپنی امت کو حکم دو کہ وہ بھی آپ پر ایمان لائے۔ اگر محمد کا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں حضرت آدم کو نہ جنت کو اور نہ جہنم کو کسی چیز کو پیدا نہ کرتا میں نے عرش کو پانی پہ پیدا کیا۔ وہ کانپنے لگا۔ میں نے اس پر لا الہ الا اللہ م۔ ح یعنی محمد کے نام کا لفظ لکھا تو عرش قرار پکڑ گیا۔ حافظ ابو عبداللہ نے کہا کہ یہ حدیث بھی صحیح الاسناد ہے۔ لیکن بخاری اور مسلم نے اس کو بیان نہیں کیا۔

۴۔ حافظ ابو عبداللہ شیودی سے وہ ابو جبیر بختری سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو منبر کوفہ پر تشریف فرما دیکھا اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر کو زیب تن کئے ہوئے تھا اور آنحضرت کی تلوار پر سہارا لیا ہوا تھا اور آپ کا عمامہ بندھا ہوا تھا۔ اور آپ کی انگلی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی تھی۔ آپ منبر پہ بیٹھ گئے اور شکم مبارک ظاہر کر دیا۔ فرمایا جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھو اس سے پہلے کہ مجھے نہ پاؤ۔ میرے پہلوؤں میں علم کا سمندر موجیں مار رہا ہے یہ علم کا مرکز ہے اور یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب میرے منہ میں ڈالا گیا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے چن چن کر چیزیں ودیعت کی ہیں۔ اگر میرے لئے مسند بچھا دی جائے اور میں اس پر بیٹھ جاؤں تو میں توراۃ والوں کو توراۃ سے، انجیل والوں کو انجیل سے فتویٰ دوں گا۔ حتیٰ کہ توراۃ اور انجیل دونوں بول اٹھیں گی۔ علیؑ نے سچ کہا اور تم لوگوں کو وہی فتویٰ دیا ہے جو ہم میں موجود تھا اور تم لوگ کتاب کی تلاوت کرتے ہو اور اس کو سمجھتے نہیں ہو۔

۵۔ صحابہ کی ایک جماعت سے روایت ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو فضل بن عباس کو اعانت غسل کی خاطر بلایا، جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے آنحضرتؐ پر اکیلے نماز پڑھی۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندگی اور موت میں ہمارے امام ہیں۔ لوگ گروہ در گروہ داخل ہو کر آنحضرتؐ کی نماز (جنازہ) بغیر امام کے پڑھتے تھے۔ حضرت علی نے فرمایا میں آپ کو اس حجرے میں دفن کروں گا۔ جہاں آپ کا انتقال ہوا ہے۔ جب لوگ آپ پہ نماز جنازہ پڑھنے سے فارغ ہوئے تو حضرت علی علیہ السلام نے بریدہ بن سہل سے فرمایا۔ اہل مدینہ

کی طرح لحد کھود دو۔ اس نے لحد کو کھود دیا۔ لحد میں حضرت علی عباس اور فضل بن عباس اتر گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں سے (قبر میں) رکھ دیا۔ اور آپ کے چہرہ مبارک، مقدس اور مسعود کو کھول دیا۔ اور اینٹوں کو جوڑ دیا اور مٹی ڈال دی۔ صلوات اللہ و تحیاتہ و برکاتہ و سلامہ علیہ وعلی اہل بیتہ عالمتہ بدوام اللہ تعالیٰ۔ اس کے بعد جناب فاطمہ اپنے گھر میں تشریف لے آئیں۔ عورتیں آپ کی خدمت میں جمع ہو گئیں۔ فاطمہ صلوات اللہ علیہا نے فرمایا (آج) ہم سے دین ختم ہو گیا۔ پھر آپ نے (یہ) مرثیہ پڑھا

غبر آفاق البلاد وکورت — شمس النہار واظلم العصران

والارض من بعد النبی حزینۃ — شفی علیہ کثیرۃ الرجفان

فلیبکہ شرق البلاد وغربہا — ولیبکہ مصر وکل یمان

(ترجمہ) کائنات تاریک ہو گئی، دن کے سورج کو گہن لگ گیا، صبح و شام بے نور ہو گئے۔ نبی کی وفات کے بعد زمین غمگین ہے۔ غم کا اظہار کثرت بھونچال سے کرتی ہے۔

۶۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ عبدالمطلب قیامت کے روز ایک امت کی صورت میں اٹھایا جائے گا۔ جس پر بادشاہوں کی رونق اور نبوت کی علامت ہو گی۔ زمانہ جاہلیت میں عبدالمطلب نے خمس کی بنیاد رکھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام میں جاری رکھا۔ اباؤ اجداد کی عورتوں کو بیٹوں پر حرام قرار دیا اور اللہ تعالیٰ نے (بھی یہ) آیت نازل فرمائی۔ ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم۔ آپ نے (دونوں) مال کو پایا آپ نے اس سے خمس نکالا۔ اور صدقہ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے (بھی) آیت نازل کی۔ انما غنمتم من شئی فان للہ خمسہ۔ آپ نے ایک کنواں کھدوا اور اس کا نام سقایۃ الحاج رکھا اور اللہ تعالیٰ نے بھی آیت نازل فرمائی۔ اجعلتم سقایۃ الحاج۔ آپ نے (قتل کی) دیت ایک سو اونٹ مقرر کئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اسلام میں جاری رکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی! عبدالمطلب نہ جوا کھیلتے تھے اور جو چیز بت کے نام پر ذبح ہوتی تھی اس کو نہیں کھاتے تھے۔ آپ ملت ابراہیم علیہ السلام پر قائم تھے

۷۔ اعمش نے کہا کہ مجھے ابو اسحاق بن حارث نے اور سعد بن بشر نے علی کرم اللہ وجہہ سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تم لوگوں کو حوض پر ملوں گا۔ اے علی تم حکم دینے والے ہو گے حسنؑ اور حسینؑ (کوثر) پلانے والے ہوں گے۔

۸۔ امام رضا علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا عنقریب میں

ایک جگر کا ٹکڑا سرزمین خراسان میں دفن ہو گا۔ جو مصیبت میں گرفتار انسان آپ کی (مزار کی) زیارت کریگا اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کو دُور کر دے گا اور جو گنہگار زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔

(کتاب مودۃ القربیٰ ختم شد)

باب ۵۷

ان احادیث کے بارے میں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عصبہ اولاد فاطمہ سلام اللہ وبرکاتہا ہے

حدیث میں ہے کہ آپ کا نسب اور سبب دونوں منقطع نہ ہونگے آپ کی صلہ رحمی دنیا اور آخرت دونوں میں ملا رہے گی۔

۱۔ فاطمہ بنت الحسین اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں۔ آپ کا باپ آپ کی دادی فاطمہ کبریٰ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میرے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ملل کی اولاد اپنے والد کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ مگر اولاد فاطمہ کا میں ولی ہوں اور میں ہی ان کا دادا ہوں

۲۔ احمد نے اسامہ بن زید کی حدیث جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ علی، جعفر اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم کے اجتماع کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تم میرے داماد ہو اور میرے فرزندوں کے باپ ہو، تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

۳۔ دار قطنی عاصم بن ضمرہ، مغیرہ اور عمرو بن واثلہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے کہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مجلس شوریٰ کے روز فرمایا۔ خدا کی قسم میں ان لوگوں پر ضرور احتجاج کروں گا۔ قریش، نہ عربی اور نہ عجمی کوئی بھی اس کو رد نہیں کر سکے گا۔ حضرت علی نے ان لوگوں سے (اپنی) ایسی خوبیاں بیان کیں جن کی ان لوگوں نے تصدیق کی۔ آخر کار حضرت نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو مجھ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ہو۔ کیا تم میں کوئی ایسا آدمی موجود ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نفس نبی اور اس کے دونوں بیٹوں کو نبی کے بیٹے اور اس کی عورتوں کو اپنی عورتیں میرے سوا قرار دیا ہو۔ انہوں نے کہا نہیں، فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہا تم میں میرے سوا کوئی ایسا شخص موجود ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو تم میرے

فرزندوں کے باپ ہو؟ انہوں نے کہا نہیں!

۴۔ جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد کو اسی کی پشت میں قرار دیا ہے اور میری اولاد کو علی کی پشت میں قرار دیا ہے۔

۵۔ جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ آپ جابر سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور عباس دونوں نبی صلعم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی دوران میں حضرت علی تشریف لائے اور آپ نے سلام کیا نبی صلعم نے سلام کا جواب دیا۔ آنحضرت کھڑے ہو گئے آپ کو گلے لگایا۔ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور آپ کو اپنی داہنی طرف بٹھا دیا۔ عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ فرمایا اے میرے چچا اللہ اللہ میں اسے بہت زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ اللہ عز وجل نے ہر نبی کی اولاد کو اسی کی پشت میں قرار دیا ہے۔ مگر میری اولاد کو اس کی پشت میں قرار دیا ہے۔

۶۔ مسور سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا قیامت کے روز میرے نسب اسبب اور دامادی کے سوا تمام نسب قطع ہو جائیں گے۔"

۷۔ (حذف اسناد) ابن زبیر نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا قیامت کے روز ہر نسب اور دامادی ختم ہو جائے گی۔ مگر میرا نسب اور دامادی باقی رہے گی۔

۸۔ امام بغوی عبداللہ بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت جعفر قتل کر دئے گئے تو تین دن کے بعد خبر وصول ہوتے وقت نبی صلعم نے پیدا کرنے والے (اللہ) سے دعا کی۔ ہم لوگوں نے سر وں کو منڈوا لیا تھا اور آنحضرت نے میرے بھائی محمد کے بارے میں کہ محمد ہمارے چچا ابوطالب کے مشابہ ہیں اور عبداللہ خلقت میں اور اخلاق میں میرے مشابہ ہے۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے میرے اللہ جعفر کا جانشین بنا اور عبداللہ کے داہنے ہاتھ مارنے میں برکت دے۔ آپ نے تین مرتبہ ایسا فرمایا اور میں ان لوگوں کا دنیا اور آخرت میں ولی ہوں۔

۹۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ مردوں کو کیا ہو گیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ قیامت کے روز رسول اللہ کی صلہ رحمی کوئی نفع نہ دے گی۔ فرمایا ہاں بخدا کی قسم میری صلہ رحمی دنیا اور آخرت میں جڑی رہے گی۔ اے لوگو! میں تمہیں حوض کوثر پر ملوں گا۔

۱۰۔ ام ہانی سے روایت ہے کہ آپ باہر نکلیں۔ چلنا شروع کیا۔ عمر بن خطاب نے آپ سے کہا اے ام ہانی تمہیں یہ علم ہونا چاہیئے محمد تمہیں کوئی فائدہ نہ دیں گے۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر آپ کو تمام واقعہ سے آگاہ کر دیا۔ رسول اللہ نے فرمایا قوموں کو کیا ہو گیا ہے کہ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ میری شفاعت

میرے اہل بیت کو نصیب نہ ہوگی۔ کیا میری شفاعت وحا یا حکم کو نصیب ہوگی۔ دحا اور حکم یمن کے دو قبیلے ہیں)

۱۱۔ بزاد نے حدیث بیان کی ہے کہ صفیہ بنت عبدالمطلب قریش کے ایک گروہ کے پاس سے گزریں۔ لوگ آپس میں فخریہ باتیں کر رہے تھے۔ اور زمانہ جاہلیت کا تذکرہ کر رہے تھے۔ جناب صفیہ نے کہا رسول اللہ ہم میں سے ہیں۔ انہوں نے کہا (وہ تو) ایک ایسا درخت ہیں جو کوڑا کرکٹ پہ پیدا ہو گیا ہو۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ کو اس بات کی خبر دی، آپ نے منبر پر ناراضگی کے عالم میں فرمایا اے لوگو! میں کون ہوں؟ انہوں نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا قوموں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ میرے اہل کی تنقیص بیان کرتی ہیں۔ خدا کی قسم میں ان لوگوں سے اصل کے لحاظ سے افضل ہوں اور جگہ کے اعتبار سے بہتر ہوں۔

۱۲۔ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ اہل بیت کی ایک خادمہ تھی جس کا نام بریدہ تھا۔ ایک شخص نے اس سے کہا اے بریدہ اپنی مینڈھیوں کو ڈھانپ رکھو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں محمد تجھے کوئی فائدہ نہ دیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہو کر نکلے اور منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا میں کون ہوں؟ کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔ لیکن فخر نہیں ہے۔ میں وہ پہلا شخص ہوں گا جس کی قیامت کے روز قبر پہلے شق ہوگی۔ لیکن فخر نہیں ہے۔ میں رحمٰن کے عرش کے سایہ میں لواء الحمد کا مالک ہوں گا۔ اس روز لواء الحمد کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ پھر بھی فخر نہیں ہے۔ قوموں کو کیا ہو گیا ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ میری صلہ رحمی کوئی فائدہ نہ دے گی۔ بلکہ میری شفاعت میرے اہل بیت کو حاصل ہوگی۔ حتیٰ کہ حا اور حکم بھی اس سے مستفید ہوں گے۔ میں شفاعت کروں گا حتیٰ کہ میں جس کی شفاعت کروں گا۔ وہ اوروں کی شفاعت کرے گا۔ اور اس کی شفاعت قبول ہوگی۔ حتیٰ کہ شیطان کو (اپنے متعلق) شفاعت کے متعلق خاص امید بندھ جائے گی۔

۱۳۔ عمر بن خطاب [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ میرے سبب کے سوا ہر سبب قیامت کے روز ختم ہو جائیگا۔ اور ہر اولاد آدم کی جد ان کے باپ ہوتے ہیں۔ اولاد فاطمہ کے سوا میں ان کا باپ ہوں اور جد ہوں۔

باب ۵۸

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم سے اس بات کا وعدہ کیا کہ آپ کے اہلبیت کو عذاب دیگا

اور نہ انہیں آگ میں داخل کرے گا

کتاب عظیم سے ان کی محبت واجب ہے

اور بعض ان احادیث کا ذکر جو کتاب جواہر العقدین میں منقول ہیں!

۱۔ جواہر العقدین میں منقول ہے کہ قرطبی نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق فرمایا ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔ اللہ آپ کو عنقریب اتنا دے گا۔ کہ آپ راضی ہو جائیں گے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ (و آلہ) وسلم اس بات پر راضی ہوئے تھے کہ آپ کے اہل بیت جنت میں داخل ہوں۔

۲۔ (بحذف اسناد) زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (و آلہ) وسلم کی یہ مرضی تھی کہ اہل بیت جنت میں داخل ہوں۔

۳۔ قتادہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنے اہل بیت کے متعلق سوال کیا کہ ان میں سے جو شخص بھی توحید کا اقرار کرے اور تبلیغ کے امور کو انجام دے ایسے لوگوں کو عذاب نہ دے

۴۔ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میرے اہلبیت کے کسی فرد کو آگ میں داخل نہ کرے۔ آپ نے میرے سوال کو قبول کر لیا۔

۵۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا۔ اے میرے اللہ یہ تیرے رسول کی عترت ہیں ان کے گنہگار عمل کو ان کے نیکو کار عمل کے حوالے کر دے۔ اور (پھر) ان کو میرے حوالے کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کر دیا اور ایسا کرنے والا ہے۔ میں نے عرض کیا ہمارے ساتھ ایسا کر دیا ہے فرمایا اس بات کو تمہارے رب نے تمہارے متعلق کر دیا ہے۔ اور جو لوگ تمہارے بعد ہوں گے۔ ان کے متعلق کرے گا۔"

۶۔ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے گروہ بنو ہاشم! قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا۔ اگر میں جنت کے دروازے کی زنجیر کو پکڑوں گا تو داخل کرنے کی تم سے ابتدا کروں گا۔

۔ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا۔ سب سے پہلا شخص جو مجھ پر حوض پر وارد ہوگا وہ میرے اہل بیت ہوں گے اور میری اُمت کے وہ لوگ ہوں گے جو مجھے دوست رکھتے ہیں۔

۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی امت کے جن اشخاص کی سب سے پہلے شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہوں گے۔ پھر قریش میں سب سے زیادہ قریب اور زیادہ قریب، پھر انصار پھر یمن کے وہ لوگ جو مجھ پر ایمان لائے اور میری پیروی کی۔ پھر تمام عرب، پھر عجم اور جس شخص کی میں پہلے شفاعت کروں گا وہ افضل ہوگا۔

۹۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے فاطمہ! تجھے علم ہے کہ تیرا نام فاطمہ کیوں پڑا؟ عرض کیا یا رسول اللہ نہیں، فرمایا اللہ نے تجھے اور تیری اولاد کو آگ سے آزاد رکھا ہے۔" اس حدیث کو حافظ ابوالقاسم دمشقی نے بیان کیا ہے اور محب طبری نے اس کو مسند امام علی بن موسیٰ رضا سے اس زیادتی کے ساتھ روایت کیا ہے اور جس شخص نے ان کو دوست رکھا وہ بھی آگ سے آزاد ہے)

۱۰۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہمارا سابق سبقت لے جائے گا۔ ہمارا درمیان والا نجات پا جائیگا اور ہم میں سے ظالم کو بخش دیا جائے گا۔

۱۱۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہم اولاد عبدالمطلب جنت والوں کے سردار ہیں۔ میں ہوں، حمزہ ہیں۔ علی ہیں، جعفر ہیں، حسن ہیں، حسین ہیں۔ اور مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہیں۔

۱۲۔ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لوگوں کے حسد کی شکایت کی۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ جو اشخاص جنت میں پہلے داخل ہوں گے۔ ان چار میں تم چوتھے ہو (وہ) میں پہلا، تم ہو، حسن ہیں، حسین ہیں۔ ہماری عورتیں ہمارے دائیں بائیں ہوں گی۔ اور ہماری اولاد ہماری عورتوں کے پیچھے ہوگی۔

۱۳۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے علی سے فرمایا کہ تم اس بات پر راضی نہیں ہو تم میرے ساتھ جنت میں داخل ہوگے، حسنؑ، حسینؑ اور ہماری اولاد ہمارے پیچھے داخل ہوں گی۔ ہماری بیویاں ہماری اولاد کے پیچھے ہوں گی۔ اور ہمارے شیعہ ہمارے دائیں اور بائیں ہوں گے۔

۱۴۔ ابو رافع سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ اے علی! چار شخص جنت میں پہلے داخل ہوں گے۔ میں، تم، حسنؑ اور حسینؑ اور ہماری اولاد ہمارے پیچھے ہوں گی۔ ہماری بیویاں ہماری اولاد کے پیچھے ہوں گی۔ اور ہمارے شیعہ ہمارے دائیں اور بائیں ہوں گے۔

۱۵۔ سعید بن جبیر ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق روایت کرتے ہیں الحقنا بھم ذریتھم۔ کہا اللہ تعالیٰ

مومن کی اولاد کا درجہ بلند کرکے اس کو جنت میں مومن کے درجے میں داخل کرے گا۔ اگرچہ اس کی اولاد عمل میں اس سے کم کیوں نہ ہو۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی والذین اٰمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم وما التناھم من عملھم (کہا) اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں ان کے اپنے عمل کم نہ کروں گا۔ حاکم نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

۱۶۔ سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ جب آدمی جنت میں داخل ہوگا۔ تو کہے گا میرا باپ، میری ماں، میری اولاد اور میری بیوی کہاں ہے۔ کہا جائے گا۔ کہ ان لوگوں نے تیرے اعمال کی طرح عمل بجا نہیں لائے۔ کہے گا میں اپنی خاطر اور ان کی خاطر عمل کرتا تھا۔ ان لوگوں سے کہا جائے گا۔ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی (جنات عدن یدخلونھا ومن صلح من اباءھم وازواجھم وذریاتھم) جب مطلق مومن کی اولاد کے متعلق یہ بات ہے تو رسول اللہ صلعم کی اولاد اس کی زیادہ مستحق اور سزاوار ہے۔

۱۷۔ علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علی! جب قیامت کا دن ہوگا تم اور تمہاری اولاد ابلق گھوڑوں پر سوار ہوگی۔ موتیوں اور یاقوت کا تاج پہنے ہوئے اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو جنت جانے کا حکم دے گا اور لوگ دیکھ رہے ہوں گے۔" اس حدیث کو امام علی بن موسیٰ رضا نے بیان کیا ہے اور محب طبری نے بھی بیان کیا ہے۔

۱۸۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علی! اللہ تعالیٰ نے تجھے تیرے فرزند تیرے اہل، تیری اولاد، تیرے شیعوں اور تیرے شیعوں کے دوستوں کو بخش دیا ہے اور تجھے بشارت ہو کہ تم انزع البطین ہو۔

۱۹۔ ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا اے علی! تم اور تمہارے شیعہ حوض پر وارد ہوں گے۔ سیر و سیراب ہوں گے۔ ان کے چہرے روشن ہوں گے۔ اور تیرے دشمن حوض پر اس حالت میں آئیں گے۔ کہ وہ پیاسے ہوں گے اور ان کی گردنیں بلند ہوں گی۔

۲۰۔ جمال الدین زرندی مدنی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریہ تو رسول اللہ صلعم نے علی سے فرمایا وہ تم ہو اور تمہارے شیعہ ہیں کہ قیامت کے روز تم اور تمہارے شیعہ اس شان سے آئیں گے۔ وہ (اللہ سے) راضی ہوں گے۔ و اللہ ان سے راضی ہوگا۔" اور تمہارے دشمن اس حالت میں آئیں گے (اللہ ان سے) ناراض ہوگا۔ اور ان کی گردنیں اٹھی ہوئی ہوں گی۔ عرض کیا میرے دشمن کون ہیں؟ فرمایا جس نے تم پر تبرا اور لعن کیا۔

۲۱۔ ابولیلیٰ جبین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا ہم اہل بیت کی محبت لازم پکڑو۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس حالت میں ملا کہ وہ ہم لوگوں کو دوست رکھتا ہوگا۔ وہ ہماری شفاعت کے

باعث جنت میں داخل ہوگا۔

۲۲۔ جواہر العقدین میں ابوشیخ بن حبان زادان سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہمارے بارے میں آل حم ایک آیت ہے جس کو ہر مومن یاد رکھتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ قل لا اسئلکم علیہا اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔

۲۳۔ ابوطفیل سے روایت ہے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے ہمیں خطبہ دیا اور آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ واتبعت ملت آبائی ابراھیم واسحاق ویعقوب۔ پھر فرمایا میں بشیر کا فرزند ہوں۔ میں نذیر کا فرزند ہوں، میں اللہ کی طرف بلانے والے کا فرزند ہوں جو اس کے حکم سے بلاتا تھا۔ میں روشن چراغ کا فرزند ہوں۔ میں اس کا فرزند ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ میں اس اہل بیت کا ایک فرد ہوں جس سے اللہ نے ناپاکی کو دور رکھا اور انہیں کما حقہ پاک و پاکیزہ کیا۔ میں اس اہل بیت کا فرد ہوں جن کی محبت کو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے۔ فرمایا قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔ اس حدیث کو طبرانی نے الکبیر اور الاوسط میں بیان کیا ہے اور بزار نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

حافظ جمال الدین زرندی مدنی ابوطفیل اور جعفر بن حبان سے روایت کرتے ہیں اور یہ عبارت زیادہ کی ہے۔ حضرت نے فرمایا میں اس اہل بیت کا فرد ہوں جن میں جبرائیل اترتا تھا اور جن کے ہاں سے اوپر جاتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی تھی ومن یقترف حسنۃ نزدلہ فیہا حسنا۔ نیکی حاصل کرنا ہم اہل بیت سے محبت کرنا ہے"۔

حافظ جمال الدین زرندی نے اس حدیث کے آخر میں حدیث من کنت مولا ہ فعلی مولا ہ بیان کی ہے۔

امام واحدی نے کہا ہے کہ یہ وہ ولایت ہے جس کو نبی صلعم نے ثابت کر دیا ہے۔ اور قیامت کے روز اس کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ کے قول میں بیان کیا گیا ہے۔ وقفوھم انھم مسئولون انہیں ٹھہراؤ ان سے کچھ دریافت کرنا ہے"۔ ان سے علی بن ابی طالب کی ولایت کے متعلق سوال کیا جائیگا۔

۲۴۔ (بحذف اسناد) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ آدمی کا ایک قدم دوسرے قدم سے آگے نہیں جائے گا۔ حتیٰ کہ اس سے چار چیزوں کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اپنی زندگی کس کاروبار میں ختم کی۔ اپنے جسم کو کن مشکلات میں گرفتار رکھا۔ مال کہاں سے کمایا اور کس چیز میں خرچ کیا اور ہم اہل بیت کی محبت کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔

۲۵۔ ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا قیامت کے روز اس وقت تک بندے کا قدم آگے نہیں بڑھیگا حتیٰ کہ اس سے چار چیز وں کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ عمر کا حصہ کہاں فنا کیا۔ جسم کو کہاں بتلا رکھا مال کہاں خرچ کیا۔ اور کہاں سے کمایا اور ہم اہل بیت سے محبت رکھنے کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

۲۶۔ محمد بن حنفیہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں روایت ہے سیجعل لھم الرحمن ودا جس مومن کے دل میں علی اور اہل بیت کی محبت ہوگی وہ رجنت جانتے ہیں) باقی نہ رہے گا۔

۲۷۔ محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس اپنے باپ سے آپ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اللہ نے جب تمہیں کھانے پینے کی نعمتیں عطا کیں ہیں۔ تو اسے دوست رکھو اور اللہ سے محبت کرنے کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو۔ اور میرے اہل بیت سے میری وجہ سے محبت کرو۔

۲۸۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ انصاری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا بندہ اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتا جب کہ میں اسے اس کی جان سے محبوب نہ ہوں۔ اور میری عترت اس کے نزدیک اپنی عترت سے زیادہ محبوب ہو اور میرے اہل اس کے نزدیک اس کے اپنے اہل سے محبوب ہوں اور میری ذات اس کے نزدیک اس کی اپنی ذات سے زیادہ محبوب ہو۔

۲۹۔ حضرت علی نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا اپنی اولاد کو تین باتوں کی تعلیم دو۔ اپنے نبی سے محبت کرو۔ اور اس کے اہل بیت سے محبت کرو۔ اور (ان کو) قرآن پڑھنے کی تعلیم دو۔ کیونکہ حاملان قرآن اللہ کے سائے میں ہوں گے جس دن اللہ کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اور وہ شخص انبیاء اور اصفیاء کے ساتھ ہوگا۔

۳۰۔ ترمذی نے عبدالمطلب بن ربیعہ بن عبدالمطلب بن ہاشم سے روایت ہے کہ عباس بن عبدالمطلب ناراضگی کے عالم میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں آپ کے پاس موجود تھا۔ رسول اللہ نے کہا تجھے کس چیز نے ناراض کیا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ قریش کو ہمارے ساتھ کیا کد ہو گئی ہے کہ یہ لوگ جب آپس میں ملتے ہیں تو خوش خوش ملتے ہیں اور جب ہم لوگوں سے ملتے ہیں تو ان کی یہ حالت نہیں رہتی۔ یہ سن کر رسول اللہ صلعم ناراض ہو گئے۔ حتیٰ کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ آدمی کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ تم لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی خاطر دوست رکھے۔ پھر فرمایا اے لوگو! جس نے میرے چچا کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔ آدمی کا چچا اس کے باپ کے برابر ہوتا ہے۔

۳۱۔ (بحذف اسناد) عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ درہ بنت ابی لہب مہاجرہ ہو کر آئیں تو بنو زریق کی عورتوں نے آپ سے کہنا شروع کر تم اس ابولہب کی بیٹی ہو جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔ ابولہب کے دونوں

تو ٹوٹ جائیں۔ تجھے تمہاری ہجرت کوئی فائدہ نہ دے گی۔ درہ نے نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو واقعہ سے آگاہ کیا۔ آپ نے لوگوں کے ساتھ نماز ظہر ادا کی۔ اور فرمایا اے لوگو! مجھے کیا ہو گیا ہے۔ مجھے میرے اہل کے بارے میں تکلیف دی گئی ہے۔ خدا کی قسم میری شفاعت میرے قرابت داروں کو حاصل ہو گی۔ حتیٰ کہ حا اور حکم کا قبیلہ بھی میری شفاعت کو حاصل کرے گا۔ حا اور حکم یمن کے دو قبیلوں کے نام ہیں۔

۴۲۔ بیہقی نے اس طریقہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم ناراض ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اور حضرت ناراض تھے فرمایا تو موں کو کیا ہو گیا ہے کہ مجھے میرے قرابت داروں کے بارے میں تکلیف دی گئی ہے۔ تمہیں یقین ہونا چاہیئے کہ جس شخص نے میرے قرابت دار کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی۔

۴۳۔ امام احمد بن حنبل نے عمرو بن شاس اسلمی سے روایت نقل کی ہے کہ میں علی کے ساتھ یمن کی طرف روانہ ہوا آپ نے اپنے سفر میں مجھ پر زیادتی کی جب میں مدینہ میں واپس لوٹا تو میں نے آپ کی شکایت کا اظہار مسجد میں کیا حتیٰ کہ اس بات کا علم نبی صلعم کو ہو گیا۔ فرمایا۔ اے عمرو خدا کی قسم تم نے مجھے اذیت دی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں۔ کہ آپ کو اذیت دوں۔ رسول اللہ نے فرمایا جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی؛

ابن عبد البر نے ان الفاظ سے حدیث کو بیان کیا ہے جس شخص نے علی کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ جس شخص نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس شخص نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی

۴۴۔ طبرانی سے بریدہ اسلمی کے حوالے سے حدیث بیان کی ہے کہ خالد بن ولید نے مجھے کہا کہ تم جا کر حضرت علی کے قصے کے متعلق نبی صلعم کو آگاہ کرو۔ میں مدینہ میں پہنچا اور مسجد رسول میں داخل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر میں تھے اور آپ کے اصحاب مسجد کے دروازے پر موجود تھے۔ ان لوگوں نے کہا، کیا خبر ہے؟ میں نے کہا خیریت ہے۔ اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطا کی ہے۔ انہوں نے کہا پھر کیوں آئے ہو؟ میں نے کہا ایک لونڈی تھی جس کو حضرت علی نے خمس کے نام پر لے لیا ہے۔ اس واقعہ کی رسول اللہ صلعم کو خبر کرنے آیا ہوں۔ انہوں نے کہا آگاہ کرو تاکہ علی آپ کی آنکھوں میں گر جائیں۔ نبی صلعم اس بات کو سن رہے تھے۔ آپ ناراض ہو کر نکلے فرمایا قوموں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ علی کو ناراض رکھتے ہیں۔ جس شخص نے علی کو ناراض رکھا اس نے مجھے ناراض رکھا۔ جس شخص نے علی کو چھوڑا اس نے مجھے چھوڑا۔ علی مجھ سے ہے

اور میں علی سے ہوں۔ اس کی مٹی میری مٹی سے ہے اور میری مٹی حضرت ابراہیم کی مٹی سے ہے۔ میں حضرت ابراہیم سے افضل ہوں۔ بعض اولاد بعض سے افضل ہوتی ہے۔ اے بریدہ کیا تم جانتے ہو کہ علی کا حصہ لونڈی سے زیادہ ہے۔ وہ میرے بعد تمہارے ولی ہیں۔

۳۵- علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا غضب اور اس کے فرشتوں کا غضب اس شخص پر زیادہ ہوتا ہے جس نے مکی نبی کا خون بہایا ہو یا اس کو اس کی عترت کے بارے میں اذیت دی ہو۔ محب طبری کے کہنے کے مطابق اس حدیث کو امام علی بن موسے رضا نے بیان کیا ہے۔

۳۶- حافظ جمال الدین زرندی نے نظم دار میں حضرت سلمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ میری وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرے۔

۳۷- ابن ابی لیل حسین بن علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا ہم اہل بیت کی محبت کو لازم پکڑ لو۔ اگر آدمی اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے۔ کہ وہ ہم لوگوں کو دوست رکھتا ہو تو ہماری شفاعت کے باعث یہ شخص جنت میں ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ہماری معرفت کے سوا بندے کو اس کا عمل کوئی فائدہ نہ دے گا۔

۳۸- ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تین چیزیں عزت ہیں جس شخص نے ان کی حفاظت کی، اللہ تعالیٰ اس کے دین اور اس کی دنیا کی حفاظت کرتا ہے اور جو شخص ان کی حفاظت نہیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دین کی اور نہ اس کی آخرت کی حفاظت کرے گا۔ میں نے عرض کیا وہ کیا چیزیں ہیں۔ فرمایا اسلام کی عزت، میری عزت اور میری رحم کی عزت۔

۳۹- (محذوف اسناد) ابراہیم بن شیبۃ الغفاری سے روایت ہے کہ میں اصبغ بن نباتہ کے پاس موجود تھا۔ اس نے کہا کہ میں تجھے وہ تحریر کیوں نہ سناؤں جس کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا تھا۔ اس نے ایک صحیفہ نکالا جس میں یہ عبارت تحریر تھی:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ وصیت ہے جس کو محمد صلعم نے اپنے اہل بیت اور امت کے نام جاری کیا تھا۔ اور اپنے اہل بیت کو اللہ کے تقویٰ اور اس کی اطاعت کی وصیت کی۔ اور اپنی امت کو اہل بیت کا دامن پکڑنے کی وصیت کی۔ قیامت کے روز اہل بیت اپنے نبی صلعم کا واسطہ پکڑیں گے۔ اور ان کے شیعہ ان کا واسطہ پکڑ لیں گے۔ یہ لوگ تم کو گمراہی کے دروازے میں داخل نہ کریں گے اور ہدایت کے دروازے

سے باہر نہ نکالیں گے۔

۴۰۔ ملا نے اپنی سیرت میں حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میری امت میں میرے اہل بیت کے انصاف کرنے والے افراد موجود رہیں گے۔ اس دین سے غاصبوں کی تحریف، باطل پرستوں کے حیلے بہانے اور جاہلوں کی تفسیر کو دور کریں گے۔ تمہیں یقین ہونا چاہیئے۔ کہ تمہارے آئمہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف لے جائیں گے غور کرو تم کس لئے ساتھ جا رہے ہو۔

۴۱۔ ملا نے اپنی سیرت میں حدیث بیان کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میں تم لوگوں کو اپنے اہل بیت کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ میں کل (قیامت) ان کے بارے میں جھگڑا کروں گا۔ اور جس شخص کا میں خصم ہوں گا اس سے جھگڑا کروں گا۔ اور جس سے میں جھگڑا کروں گا وہ دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ اس حدیث کو بھی بیان کیا ہے کہ جس شخص نے میرے اہل بیت کے بارے میں میرا خیال رکھا اس شخص نے اللہ تعالیٰ سے عہد لے لیا اور یہ حدیث بھی بیان کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میں اور میرے اہل بیت جنت میں ایک درخت ہیں۔ جس کی ٹہنیاں دنیا میں موجود ہیں۔ جو شخص اپنے رب کی طرف راستہ پانا چاہے ان میں سے کسی ٹہنی کو پکڑ لے۔

۴۲۔ امام احمد بن حنبل نے مناقب میں حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہؐ نے اس وقت بیان فرمایا کہ جب آپ نے حضرت علی کے فیصلے کو سنا اور اس کو مستحق قرار دیا (فرمایا) شکر ہے اللہ کی ذات کا جس نے ہم اہل بیت میں دانائی کو قرار دیا ہے۔

۴۳۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ تمہیں یقین ہونا چاہیئے کہ میرے علم کا خزانہ میرے اہل بیت ہیں اور میری چراگاہ انصار ہیں۔ ان کے گنہگاروں سے درگزر کرو اور ان کے نیکوکار کی بات کو قبول کرلو

۴۴۔ حافظ عبدالعزیز بن اخضر نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے تمام صحابہ سے بالاتفاق آخر میں انتقال کیا ہے۔ آپ نے کہا کہ جب علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم اس آیت کی تلاوت فرماتے تھے یاایھاالذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔ تو فرماتے تھے۔ اے میرے اللہ اس نالہ وزاری کے ساتھ میرے درجات بلند کر۔ مجھے عزم صمیم کی توفیق دے۔ حتیٰ کہ دنیا کی خواہش میرے دل سے نکال دے۔ حضرت نے اس دعا میں تکالیف و آلام کو بیان کیا۔ ائمہ دین اور شجرہ نبویہ کو چھوڑنے کے بعد جو باتیں اس امت کے افراد نے اختیار کی تھیں، ان کا ذکر فرمایا۔ یہاں تک کہ حضرت نے فرمایا آخر میں ہمارے امر میں کوتاہی کر کے (دنیا سے) رخصت ہو گئے۔ ان لوگوں نے قرآن کے متشابہ آیات کے ساتھ استدلال کیا اور ان آیات کی تاویل اپنی رائے سے کی۔ اور ان لوگوں نے حدیث ماثور

برپا تباہی لگایا۔ امت کے اعلام مٹ گئے۔ امت تفرقہ اور اختلاف میں مبتلا ہو گئی۔ ایک دوسرے پر کفر کی بارش کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءتھم البینات۔ ان لوگوں کی مانند نہ ہو جاؤ جن کے پاس دلائل آجانے کے بعد بھی وہ تفرقہ اور اختلاف میں پڑ گئے تھے۔ حجت کی تبلیغ اور حکمت کی تفسیر کے لائق کتاب (قرآن) کے مالک ہیں۔ وہ لوگ ہدایت کرنے والے ائمہ کے فرزند ہیں۔ وہ تاریکی کے چراغ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بندوں سے محبت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو محبت کے سوا آوارہ نہیں چھوڑا۔ ان لوگوں کی پہچان اور ان کا حاصل کرنا شجرہ مبارکہ کی ٹہنیوں کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ یہ صفوت کے بقایا لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ناپاکی کو دور رکھا تھا۔ اور ان کو پاکیزہ کیا تھا۔ اور ان کو آفات سے بری کیا تھا۔ ان سے محبت کو کتاب (قرآن) میں فرض قرار دیا تھا۔ اور یہ لوگ مضبوط رسی ہیں اور پرہیزگاری کی کھوہ ہیں اور کائنات کی بہترین رسیاں ہیں اور مضبوط رسیاں ہیں۔

۴۵۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا کے بارے میں علامہ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی وہ رسی ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ تمام کے تمام اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقہ میں نہ پڑ جاؤ۔

۴۶۔ اللہ تعالیٰ کی آیت ام یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ کے متعلق ابوالحسن بن مغازی نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے خدا کی قسم ہم وہ لوگ ہیں جن پر لوگ حسد کرتے ہیں۔"

۴۷۔ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ صحیح ہے اس میں کسی قسم کا شک نہیں ہے (کہ رسول اللہ نے فرمایا) میں اس کو دوست رکھتا ہوں جو اس کو (علی کو) دوست رکھتا ہے۔ میں اس سے بغض رکھتا ہوں جو اس سے بغض رکھتا ہے اور میں اس کی مدد کرتا ہوں۔ جو اس کی مدد کرتا ہے اور میں اس کو چھوڑتا ہوں جو اس کو چھوڑتا ہے۔ اس حدیث کو علامہ بزار نے صحیح دلائل سے بیان کیا ہے

۴۸۔ علامہ ابن حجر مکی (مولف الصواعق المحرقہ) نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے متعلق کہا ہے کہ اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے بیان کیا ہے۔ اور اس حدیث کے سلسلہ روات کے بہت سے طریقے ہیں۔ ان تمام راویوں کو ابن عقدہ نے کتاب مفرد میں بیان کیا ہے اور اکثر اسناد صحیح اور حسن ہیں۔

۴۹۔ اللہ تعالیٰ کی آیت سائل سائل بعذاب واقع للکافرین کے متعلق امام ثعلبی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ سفیان بن عیینہ سے اس کے متعلق پوچھا گیا کہ یہ آیت کس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ آپ نے

کہا کہ مجھے میرے باپ نے جعفر بن محمد کے حوالے سے بیان کیا۔ آپ اپنے آباء طاہرین سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلعم غدیر خم کے مقام پر موجود تھے لوگوں کو آواز دی۔ لوگ جمع ہو گئے۔ آپ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ جس کا میں سردار ہوں اس کے علی سردار ہیں۔ یہ خبر شہروں میں پھیل گئی۔ یہ خبر حارث بن نعمان فہری نے سنی۔ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنی اونٹنی سے سنگلاخ زمین پر اتر پڑا۔ اور اس کو بٹھا دیا۔ کہا اے محمد! آپ نے ہم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اس کے رسول ہیں یہ بات ہم لوگوں نے آپ سے قبول کر لی تھی۔ اور آپ نے ہمیں پانچ نمازوں کے ادا کرنے کا حکم دیا، زکوٰۃ ادا کرنے، روزہ رکھنے کا حکم دیا اور حج ادا کرنے کا حکم دیا۔ ہم نے ان باتوں کو قبول کر لیا۔ آپ اس بات پر راضی نہ ہوئے۔ حتیٰ کہ اپنے چچا کے فرزند کے ضبع (معاذ اللہ) کو بلند کر کے اس کو ہم پر فضیلت دے دی ہے اور آپ نے کہا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔ کیا یہ چیز آپ کی جانب سے ہے یا اللہ کی جانب سے ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے یہ حکم اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ حارث مڑ کر اپنی اونٹنی کے پاس جاتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا اے میرے اللہ! اگر جو بات محمد کہتا ہے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں دردناک عذاب میں گرفتار فرما۔ وہ ابھی اپنی اونٹنی تک نہ پہنچا تھا کہ اللہ عزوجل نے آسمان سے اس کے سر پر ایک ایسا پتھر گرایا جو اس کے مقعد سے باہر نکل گیا۔ اسی وقت اس کو قتل کر دیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ (انکر وبال) حضرت علی کے مناقب بہت ہیں اور عظیم المرتبت اور بہت مشہور ہیں۔ حتیٰ کہ امام احمد بن حنبل نے کہا کہ جتنے فضائل علی کے بیان ہوئے اتنے فضائل صحابہ میں سے کسی شخص کے بیان نہیں ہوئے۔ علامہ ثعلبی نے اس واقعہ کو آیت انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الخ کے سبب نزول کے تحت اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے کہ احمد، قاضی اسماعیل، نسائی اور ابو علی نیشاپوری نے بیان کیا ہے کہ احادیث اتنی عمدہ سلسلہ روات کے ساتھ کسی کے حق میں بیان نہیں ہوئیں جس قدر حضرت علی کے حق میں ہوئی ہیں۔

میں (مؤلف کتاب) کہتا ہوں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کر دیا تھا کہ آپ کے بعد کیا واقعات ظہور پذیر ہوں گے اور علی کن مصائب اور امتحانات سے گزریں گے۔ اس لئے نبی نے اپنی اُمت کو بطور نصیحت فضائل علی کو شہرت دی تاکہ وہ علی کے دامن کو پکڑ کر نجات پا جائیں۔ جب بنو امیہ کا گروہ منبروں پر بیٹھ کر حضرت علی کے حق میں تنقیص اور سب و شتم

کے وظیفہ میں مشغول ہوگیا تو حافظ ابن حجر لوگوں کو فضائل علی پر اُبھارتے تھے۔

۵۰۔ سید ابوالحسین یحییٰ اپنی کتاب اخبار المدینہ میں نقل کرتے ہیں کہ مجھے ہارون بن عبدالملک بن ماقشون نے حدیث بیان کی اور اسی نے کہا کہ خالد بن حارث بن حکم بن عاص آپ مطیرہ کے فرزند ہیں۔ جمعہ کے روز منبر رسول اللہ صلعم پر چڑھ گیا۔ نبی صلعم کو اور حضرت علی کو گالیاں دینے لگا اور کہا کہ محمد نے علی کو حاکم مقرر کر دیا تھا اور وہ جانتا تھا کہ علی خیانت کرنے والے ہیں۔ آپ کی بیٹی فاطمہ نے علی کی سفارش کی تھی۔

داؤد بن قیس روضۂ پاک (رسول اللہ) میں موجود تھے آپ کھڑے ہو گئے اور کہا اے لوگو! اس جھوٹے کافر کو منبر سے اُتار دو۔ لوگوں نے اس کی قمیض کو پھاڑ دیا۔ اور اس کو منبر سے اُتار دیا۔ داؤد کا بیان ہے کہ میں نے قبر رسول سے ایک ہاتھ نکلا ہوا دیکھا اور وہ ہاتھ کہتا تھا اے اللہ کے دشمن تم جھوٹ بکتے ہو اور کئی دفعہ کہا اے کافر تم جھوٹ بکتے ہو! بنو اُمیہ کی جماعت برابر حضرت علی اور آپ کے اہلبیت کی تنقیص کرتے تھے اور یہ لوگ یہ بات ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص اہل بیت کے فضائل بیان کرے اور ایسے آدمی کو وہ لوگ رافضی کے نام سے منسوب کرتے تھے۔ ایسا واقعہ امام ابو عبدالرحمٰن نسائی صاحب سنن کے ساتھ پیش آیا۔ آپ شام میں وارد ہوئے۔ اور آپ نے ایک کتاب، کتاب الخصائص فی فضل علی تحریر کی۔ بعض لوگوں نے آپ پر اعتراض کیا کہ آپ نے شیخین رضی اللہ عنہما کے فضائل میں کتاب کیوں نہیں تصنیف فرمائی۔ آپ نے کہا کہ میں نے شام والوں کو دیکھا کہ یہ حضرت علی سے منحرف ہو گئے ہیں اور میں نے اس کتاب کو اس لئے تصنیف کیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اس کتاب کے ذریعے ہدایت عطا کرے، اُنہوں نے آپ کو دمشق کی مسجد سے نکال دیا اور رومہ کی طرف روانہ کر دیا۔ آپ رومہ میں انتقال کر گئے۔ ایسا ہی ابن سبکی نے اپنی کتاب طبقات میں تحریر کیا ہے۔

۵۱۔ ربیع بن سلیمان سے بیہقی نقل کرتے ہیں۔ آپ امام شافعی کے اصحاب میں سے ہیں۔ آپ نے کہا کہ امام شافعی سے کہا گیا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ وہ اہل بیت کی تعریف اور فضیلت نہیں سن سکتے۔ اگر ہم میں سے کسی کو ایسا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں یہ آدمی رافضی ہے اور دوسری بات میں مشغول ہو جاتے ہیں، امام شافعی نے یہ اشعار بیان کئے۔

ا۔ جب کسی مجلس میں علی حسنین اور فاطمہ طاہرہ کا ذکر ہوتا ہے۔

ب۔ تو بعض لوگ اور بات چھیڑ بیٹھتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ یہ تو مزاحیہ بات ہے۔

ج۔ جب علی کا ذکر اپنے فرزندوں کے ساتھ کرتے ہیں اور بلند پایہ روایات کے بیان کرنے میں مشغول ہوتے ہیں

د۔ تو اس نے کہا اے قوم ان باتوں کو چھوڑ دو یہ تو رافضیوں کی باتیں ہیں۔

س - میں (شافعی) ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ سے برأت حاصل کرتا ہوں، جو فاطمہ کی محبت کو رفض سے تعبیر کرتے ہیں۔

۷ - آل رسول پر میرے رب کا درود نازل ہو اور جاہل قوم پر اللہ کی لعنت ہو۔

جمال الدین زرندی نے اس بات کو امام شافعی سے نقل کرنے کے بعد کہا کہ امام شافعی نے یہ اشعار کہے۔

ہ قالوا ترفضت قلت کلا ما الرفض دینی ولا اعتقادی

انہوں نے کہا (اے شافعی) تم رافضی ہو گئے ہو، میں نے کہا ہرگز نہیں، رفض میری دین اور نہ اعتقاد ہے۔

لکن تولیت غیر شک خیر امام و خیر ھادی

اس میں شک نہیں کہ میں بہترین امام اور بہترین ہادی کو دوست رکھتا ہوں۔

ان کان حب الولی رفضا فاننی ارفض العباد

اگر ولی کی محبت کا نام رافضی ہونا ہے تو میں تمام بندوں سے زیادہ پکا رافضی ہوں۔

۵۲- حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا جو دو آنکھیں ہمارے بارے میں اشک بار ہوئیں اور جن دو آنکھوں نے ہمارے بارے میں آنسو کے قطرے بہائے ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بناتا ہے۔

۵۳- امام زین العابدین اپنے باپ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور فرمایا جس شخص نے ہمیں دوست رکھا ہماری محبت کا اس کو اللہ تعالیٰ نفع پہنچائے گا۔ اگرچہ وہ شخص دیلم میں ہی کیوں نہ رہتا ہو۔

۵۴ - عبداللہ بن زین العابدین اپنے باپ سے آپ کا باپ آپ کے دادا سے۔ آپ حسین سبط رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس شخص نے ہمیں دوست رکھا تو وہ شخص ہمارے جد رسول اللہ صلعم کو دوست رکھنے والا ہے اور جس شخص نے ہم لوگوں کو دشمن رکھا وہ ہمارے جد رسول اللہ صلعم سے دشمنی رکھنے والا ہے۔

۵۵- عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہمارے محب کو ہماری محبت کافی ہوگی۔ اور اس کی دوستی اس شخص سے ہوگی جو ہم کو دوست رکھتا ہوگا۔ ہم سے بغض رکھنے والے کے

لئے بغض کافی ہے۔ اس کی دوستی اس شخص سے ہوگی جو ہم سے بغض رکھتا ہوگا۔

۵۶- یحییٰ بن زید بن امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہم نے فرمایا بس ہمارے شیعہ وہ لوگ ہیں جو ہمارے

بارے میں جہاد کرتے ہیں اور جو شخص ہم پر ظلم کرتا ہے اس کو منع کرتے ہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے ہمارا حق لے لے گا۔

۵۷۔ حافظ جمال الدین زرندی نے کہا کہ ابوسعید خدری نے کہا کہ میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے ہم اہل بیت کو دوست رکھا اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح خزاں کے موسم میں ہوا کی وجہ سے درخت کے پتے گرتے ہیں۔

۵۸۔ حافظ زرندی نے کہا کہ امام علی بن حسین رضی اللہ عنہما کی خدمت میں صحابہ کی ایک جماعت آپ کی عیادت کی خاطر حاضر ہوئی۔ آپ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ کی خاطر ہمیں دوست رکھا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو ایک ایسے سائے میں ساکن کرے گا جس دن اس سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔

۵۹۔ ابوسعید خدری سے طبرانی نے حدیث بیان کی ہے کہ آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علی! تمہارے پاس قیامت کے روز جنت کا ایک عصا ہوگا۔ تم اس کے ذریعے سے جنت سے منافقین کو ہٹاؤ گے۔

امام احمد نے مناقب میں اس حدیث کا ایک حصہ یوں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ علی! پانچ چیزیں ایسی دی ہیں جو مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ وہ اللہ کے سامنے ہوں گے حتیٰ کہ حساب سے فراغت ہو جائے گی۔ دوسری بات یہ ہے لواء الحمد آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔ حضرت آدم اور اس کے علاوہ اور لوگ اس لواء الحمد کے نیچے ہوں گے۔ تیسری بات یہ ہے کہ آپ میرے حوض کنارے ٹھہرے ہوتے ہوں گے اور میری امت کے اس شخص کو پانی سے سیراب کریں گے۔ جس کو آپ جانتے ہوں گے؛ طبرانی نے ابوہریرہ اور جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز علی بن ابی طالب میرے حوض کے مالک ہوں گے۔

۶۰۔ امام احمد بن حنبل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ ہم نجیب لوگ ہیں۔ ہمارے بارے میں زیادتی انبیاء کے بارے میں زیادتی ہے۔ ہمارا گروہ اللہ کا گروہ ہے۔ قوم کا گروہ شیطان کا گروہ ہے جس شخص نے ہم کو اور ہمارے دشمن کو برابر جانا وہ ہم میں سے نہیں ہے؟

۶۱۔ عطا بن ابی رباح وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا اے اولاد عبدالمطلب میں نے تمہارے متعلق اللہ تعالیٰ سے تین چیزیں سوال کی ہیں۔ تمہارے دین پر قائم شخص کو ثابت قدم رکھے اور تمہارے گمراہ کو ہدایت دے اور تمہارے جاہل کو علم عطا کرے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ تم لوگوں کو سخی بنائے۔ نجیب شریف قرار دے اور آپس میں رحم کرنے والا گردانے۔ اگر کوئی شخص صفاء اور مروہ کے درمیان صف بستہ ہو کر نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔ پھر وہ شخص اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں

ملاقات کرے کہ وہ میرے اہل بیت سے بغض رکھتا ہو۔ تو وہ آگ میں داخل کیا جائے گا۔

۶۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چھ شخص ہیں جن پر لعنت کی گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر لعنت کی ہے۔
اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا، میری امت پر ظلم سے مسلط ہو جانے والا۔ تاکہ اس شخص کو ذلیل کرے جس کو اللہ نے عزت دی ہے اور اس شخص کو عزت دے جس کو اللہ نے ذلیل کیا ہے، اللہ کی حرمت کو حرام کرنے والا میری عترت کی اس حرمت کو جس کو اللہ نے حرام کیا ہے حلال کرنے والا اور سنت کا تارک۔

۶۳۔ اس حدیث کو طبرانی نے عمرو بن شغوا الیافعی سے روایت کیا ہے وہ نبی صلعم سے اس حدیث کو ان لفاظ سے روایت کرتے ہیں کہ سات آدمیوں پر لعنت کی گئی ہے۔

۶۴۔ عبید اللہ اور عمر فرزندان محمد بن علی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ کا باپ آپ کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس شخص نے مجھے میری عترت کے بارے میں تکلیف دی اس شخص پر خدا کی لعنت ہے۔

۶۵۔ دیلمی اپنی مسند میں علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جس شخص نے مجھے میرے اہل کے بارے میں تکلیف دی اس شخص نے اللہ عز وجل کو تکلیف دی۔

۶۶۔ محب طبری نے علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔ جس نے میرے اہل پر ظلم کیا یا اُن سے لڑا یا اُن کے خلاف کسی کی مدد کی۔ یا اُن کو گالیاں دیں۔

۶۷۔ حموینی نے حافظ زرندی کے مطابق ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں نے شب معراج دوزخ کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا۔ جس شخص نے اسلام کی توہین کی اللہ نے اس کو ذلیل کیا۔ جس شخص نے اللہ کے نبی کے اہل بیت کی توہین کی اللہ نے اس کو ذلیل کیا۔ اور اللہ نے اس شخص کو ذلیل کیا جس نے ظالمین کی مظلومین پر مدد کی۔

۶۸۔ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ اپنے باپ سے اور اپنی ماں فاطمہ صغریٰ سے آپ اپنے باپ حسین رضی اللہ عنہ وعنہم سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس شخص نے میرے اہل بیت کو گالیاں دیں میں اس شخص سے بیزار ہوں۔

۶۹۔ ہمارے شیخ شیخ الاسلام مناوی نے کہا کہ آپ کے شیخ شریف طباطبی پرانے مصر کی جامع مسجد میں خلوت نشین تھے۔ آپ پر ترکوں کا ایک امیر غالب آگیا اور آپ کو مسجد سے باہر نکال دیا۔ اس امیر کا نام قرقماص تھا

ایک دن سید شریف طباطبی کے پاس ایک شخص آیا اور آپ سے عرض کیا کہ آج رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ تیرے بارے میں یہ دو بیت پڑھ رہے ہیں۔

اے اولاد زہرا اور وہ فرد جس کو مُرسلی نے آگ خیال کیا تھا میں زندگی بھر اس شخص کو دوست نہ رکھوں گا جو تم کو دشمن رکھتا ہے اور یہ ترشش ردتی کی آخری سطر ہے!

۷۰۔ ابو جعفر باقر اپنے باپ سے آپ کا باپ آپ کے دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرا وسیلہ تلاش کرنا چاہے اور اس کا میرے پاس کسی قسم کا احسان ہو جس کی بدولت میں قیامت کے روز اس کی شفاعت کروں وہ شخص میرے اہل بیت پر درود بھیجے۔

۷۱۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا جس شخص نے میرے اہل بیت کے کسی فرد کے ساتھ نیکی کی تو میں اس شخص کو قیامت کے روز اس کا بدلہ دوں گا۔

۷۲۔ علامہ طبری نے کتاب الاوسط میں ابان بن عثمان بن عفان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ جس شخص نے اولاد عبدالمطلب سے کسی شخص سے کوئی نیکی کی۔ اگر اس کو اس کا بدلہ دنیا میں نہ ملا تو مجھ پر واجب ہے کہ کل (قیامت) کو اس کا بدلہ دوں گا۔

۷۳۔ علامہ ثعلبی اپنی تفسیر میں رسول اللہ صلعم کی اس حدیث کو بیان کرتے ہیں جس شخص نے اولاد عبدالمطلب کے کسی فرد کے ساتھ کوئی نیکی کی اور اس کو اس کا بدلہ نہ ملا۔ تو جب وہ شخص قیامت کے روز مجھے ملے گا۔ تو میں اس کو بدلہ دوں گا۔

۷۴۔ امام علی رضا علیہ السلام اپنے آبا طاہرین سے یہ لوگ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا، چار اشخاص کی میں قیامت کے روز شفاعت کروں گا (۱) میری اولاد کی عزت کرنے والا (۲) ان کی ضروریات پوری کرنے والا (۳) جب وہ لوگ لاچار و مجبور ہو کر اس کے پاس جائیں تو ان کے معاملات میں چارہ جوئی کرنے والا (۴) ان حضرات کو دل اور زبان سے محبت کرنے والا۔

۷۵۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی صلعم نے حضرت علی کی خدمت میں روانہ کیا، میں آپ کے گھر پر حاضر ہوا۔ میں نے آواز دی لیکن کسی فرد نے کوئی جواب نہ دیا، میں نے چکی کی آواز کو سنا جو (آٹا) پیس رہی تھی، میں نے چکی کی طرف نگاہ دوڑائی تو وہاں کسی کو نہ پایا۔ میں نے اس واقعہ کی نبی صلعم کو خبر دی آپ نے فرمایا اے ابوذر کیا تجھے اس بات کا علم نہیں ہے۔ اللہ کی سیاحت کرنے والے فرشتے زمین پر پھرا کرتے ہیں اور آل محمد کا کام کاج میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔

۷۶. ربیعہ سعدی نے کہا کہ میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا۔ اور میں نے آپ سے چند اشیاء کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے کہا سنو، یاد رکھو اور لوگوں کو پہنچاؤ۔ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا اور میرے کان نے سُنا، امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما منبر پر چڑھ کر رسول اللہ کی خدمت میں پہنچے (رسول اللہ نے آپ کو اپنے کندھے پر بٹھا دیا اور فرمایا اے لوگو! یہ حسینؑ اور لوگوں سے نانا اور نانی کے اعتبار سے افضل ہیں۔ آپ کے نانا رسول اللہ ہیں جو اولاد آدم کے سردار ہیں۔ آپ کی نانی جناب خدیجہ ہیں۔ اس اُمت میں جو سب سے پہلے اسلام لانے والی ہیں۔ یہ حسین ماموں اور ممانی کے لحاظ سے لوگوں سے افضل ہیں آپ کے ماموں قاسم عبداللہ اور ابراہیم ہیں اور آپ کی ممانی زینب، رقیہ اور ام کلثوم ہیں۔ یہ حسین چچا اور پھوپھی کے لحاظ سے لوگوں سے افضل ہیں۔ آپ کا چچا حمزہ، جعفر اور عقیل ہیں۔ اور آپ کی پھوپھی جنت ام ہانی ہیں:" یہ حسین ہیں کہ باپ، ماں، بھائی اور بہن کے لحاظ سے لوگوں سے افضل ہیں۔ آپ کے باپ علی ہیں ماں فاطمہ بھائی حسن اور بہن زینب اور رقیہ ہیں، رسول اللہ نے آپ کو اپنے کندھے سے اتار کے اپنے پہلو میں بٹھا دیا۔ اور فرمایا اے لوگو! یہ حسین ہیں ان کا نانا جنت میں ہوگا۔ اور ان کی نانی جنت میں ہوگی اس کا باپ جنت میں ہوگا۔ پھر فرمایا اے لوگو! یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کے سوا اولاد انبیا میں سے کسی شخص کو اتنی خوبیاں نہیں دی گئیں جتنی حسین بن علی کو عطا کی گئی ہیں۔ اے لوگو! فضل، شرف، منزلت اور ولایت رسول اللہ اور آپ کی اولاد کو حاصل ہے۔ تمہیں جھوٹی باتیں ادھر ادھر نہ کر دیں:

۷۷. سبط ابن جوزی نے کتاب ریاض الافہام میں حدیث ردالشمس برائے علی رضی اللہ عنہ، کے تحت تحریر کیا ہے۔ کہ (سورج) لوٹنے کی داستان عجیب و غریب ہے کہ عراق کے مشائخ کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ ہم لوگوں نے عصر کے بعد ابو منصور مظفر بن اردشیر عبادی واعظ کو بغداد میں دیکھا کہ آپ نے حدیث ردشمس برائے علی رضی اللہ عنہ اور فضائل اہل بیت کا ذکر کیا۔ سورج نے بادل کو ڈھانپ دیا تھا اور لوگوں نے گمان کیا کہ سورج غائب ہو گیا ہے۔ ابو منصور نے سورج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:-

ے لا تغربی یا شمس حتی ینتہی مدحی لآل المصطفیٰ ولنجلہ

اے سورج مت غروب ہو حتیٰ کہ میں مصطفےٰ اور آپ کے خاندان کی تعریف و ثنا نہ کر لوں۔

واثنی عنانک ان اردت ثناءہم انسیت ماکان الوقوف لاجلہ

اپنی لگام کو ذرا ڈھیلا کر دے۔ اگر مرنے کا ارادہ کر رکھا ہے، [illegible] تم بھول گئے ہو جب آپ (علی) کے لئے رکا تھا۔

ان کان للمولی وقرنک فلیکن   هذا الرّدّ لحیله ولرجله

اگر اس وقت تمہارا ٹھہرا رہنا حضرت مولا علی کی خاطر تھا تو اس وقت تمہارا رک جانا آپ کے افراد خاندان کی خاطر ہے۔ انہوں نے کہا سورج ظاہر ہو گیا تھا۔

سید شریف نورالدین علی سمہودی مصری اس کتاب جواہر العقدین کے مؤلف نے کہا کہ میں اس کتاب کی تالیف سے ۸ ربیع الثانی ۸۹۷ھ میں فارغ ہوا۔

باب ۵۹

ان باتوں کا ذکر جو کتاب الصواعق المحرقہ میں فضائل اہلبیت رضی اللہ عنہم کے متعلق وارد ہوئیں۔ اور بعض فضائل شرح نہج البلاغہ سے نقل کیے گئے ہیں!

۱۔ مؤلف کتاب صواعق محرقہ نے فصل ام میں فضائل علی رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا ہے کہ یہ بہت ہیں۔ اور بہت عظیم القدر ہیں۔ اور مشہور و معروف ہیں حتیٰ کہ امام احمد بن حنبل نے کہا ہے کہ اتنے فضائل کسی شخص کے بیان نہیں ہوئے جتنے علی رضی اللہ عنہ کے بیان ہوئے ہیں۔

۲۔ قاضی اسماعیل، امام نسائی اور ابو علی نیشاپوری نے کہا کہ صحابہ میں سے کسی کے حق میں اتنی عمدہ اور اچھی سند کے ساتھ روایات بیان نہیں ہوئے جتنے علیؑ کے حق میں بیان ہوتے ہیں! آپ آٹھ سال کی عمر میں اسلام لے آئے تھے، ابن عباس، زید بن ارقم اور سلمان فارسی نے کہا ہے کہ آپ سب سے پہلے اسلام لائے تھے۔ اور بعض لوگوں نے تو یہاں تک بیان کیا ہے کہ اس بات پر امت کا اجماع قائم ہے۔

۳۔ ابن سعد نے بیان کیا ہے کہ زید بن حسن نے کہا کہ آپ نے بچپن میں کبھی بتوں کی پوجا نہیں کی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں۔

جب رسول اللہ صلعم نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی تو آپ نے علی کو حکم دیا کہ آپ آپ کے بعد چند روز تک مکہ میں قیام کریں۔ تاکہ آپ آنحضرتؐ کی امانتیں ادا کریں۔ اور پھر آپ کے اہل کے ساتھ آپ سے مل جائیں۔ حضرت نے ایسا کیا۔ حضرت علی جنگ تبوک کے سوا باقی تمام جنگوں میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ رہے۔ تبوک کے موقعہ پر رسول اللہؐ نے آپ کو (مدینہ میں) اپنا خلیفہ بنایا تھا اور فرمایا تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسےٰ سے حاصل تھی۔

تمام غزوات میں نہایت نمایاں کارنامے انجام دیئے۔ احد کی لڑائی میں آپ کو سولہ[۱۶] زخم آئے تھے۔

اکثر جنگوں میں رسول اللہ صلعم نے علم فوج آپ کو عطا کیا تھا۔ خاص طور خیبر کی لڑائی کے روز خیبر کی فتح آپ کے ہاتھ پر ہوئی تھی۔ آپ نے اس دروازے کو اکھاڑ کر زمین پر پھینک دیا تھا جو چالیس آدمیوں سے ہلتا تھا
جنگ جمل کا واقعہ جمادی الآخر ۳۶ھ کا ہے۔ وہاں طلحہ اور زبیر قتل کئے گئے اور مقتولین کی تعداد تیرہ ہزار افراد تک پہنچ گئی تھی۔ آپ نے بصرہ میں پندرہ راتیں بسر فرمائیں۔ پھر کوفہ تشریف لائے۔ پھر آپ کے خلاف معاویہ نے خروج کیا آپ کو اس بات کا علم ہوا۔ ماہ صفر ۳۷ھ میں صفین کے مقام پر دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ کئی دن تک وہاں گھمسان کا رن رہا۔ عمرو بن عاص کی دھوکہ بازی اور فریب کی وجہ سے شامیوں نے قرآن کو نیزوں پر بلند کیا۔ لوگوں کو قرآن کی دعوت دی۔ ان کے درمیان ایک ایسا معاہدہ طے ہوا۔ کہ فریقین حکمین (دو فیصلہ کرنے والے) کے فیصلہ پر رضامند ہو جائیں۔ یہ لوگ تو چلے گئے لیکن خوارج نے آپ کے خلاف خروج کر دیا۔ انہوں نے کہنا شروع کیا کہ حکم صرف اللہ کا ہے۔ یہ لوگ حروراء کے مقام پر جمع ہو گئے۔ حضرت نے ان کے پاس ابن عباس کو روانہ کیا۔ آپ نے ان کو دلائل اور براہین سے سمجھایا۔ ان میں سے اکثر لوگوں نے اپنے عقیدہ سے توبہ کر لی۔ کچھ لوگ اپنے ارادہ پر ڈٹے رہے۔ اور نہروان کی طرف چلے گئے۔ حضرت وہاں ان کے پاس چلے گئے۔ اور ان لوگوں کو قتل کیا۔ ان میں تین پستان والا آدمی بھی مارا گیا۔ آپ کو اس کے متعلق نبی صلعم نے آگاہ کیا تھا۔ یہ ۳۸ھ کا واقعہ ہے
دونوں حکم ابو موسےٰ اشعری اور عمرو بن عاص شام کے ایک علاقہ میں قیام پذیر ہوئے۔ عمرو عاص نے ابو موسےٰ سے چالاکی چلی۔ ابو موسےٰ نے گفتگو کی اور حضرت علی کو خلافت سے الگ کر دیا۔ عمرو عاص نے گفتگو کی اور معاویہ کو امیر بنا دیا۔ اور لوگ چلے گئے۔

جنگ جمل کی لڑائی کے متعلق کہ عائشہ، طلحہ اور زبیر علی سے لڑیں گے۔ اس بات سے رسول اللہ صلعم نے آگاہ کیا تھا۔

۴۔ ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک امہات المومنین کے خروج کے متعلق آگاہ کیا تھا۔ بی بی عائشہ ہنس پڑیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے حمیرا تم ہی ہو گی۔ پھر آنحضرتؐ علی کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ اگر تم کو اس پر قدرت ہو جائے تو اس کے ساتھ نرمی برتنا۔

۵۔ بزار اور حافظ ابو نعیم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا تم میں سے ایک ہلکی سرخی والے اونٹ پر سوار ہو گی، خروج کرے گی۔ اس کو مقام حواب کے کتے بھونکیں گے۔ اس کے گرد کافی مخلوق قتل ہو گی

۶۔ حاکم نے بیان کیا ہے اور اس واقعہ کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے بھی ابو الاسود سے نقل کیا ہے کہ میں نے زبیر کو دیکھا کہ وہ نکل کر علی پر تلوار کا وار چاہتے تھے۔ آپ سے حضرت علی نے فرمایا کہ میں تجھے اللہ کی قسم

دے کر دریافت کرتا ہوں کہ تم نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے نہیں سُنا تھا کہ تم علی سے لڑائی کرو گے؛ اور تم ظالم ہو گے۔ زبیر کھسک گیا۔ ایک روایت میں ابو یعلیٰ اور بیہقی نقل کرتے ہیں کہ زبیر نے کہا ہاں لیکن میں بھول گیا تھا۔" اس مقام پر ہم صرف حضرت علی کے فضائل کے بارے چالیس احادیث پر اکتفا کرتے ہیں جو آپ کے فضائل کی جان ہیں

حدیث نمبرا: بخاری اور مسلم نے سعد بن ابی وقاص سے اور احمد اور بزار نے ابو سعید خدری سے اور طبرانی نے اسماء بنت عمیس، ام سلمہ، حبشی بن جنادہ، ابن عمر، ابن عباس، جابر بن سمرہ، براء بن عازب اور زید بن ارقم سے روایت کی ہے۔ ان تمام لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے جنگ تبوک کے موقع پر حضرت علی کو خلیفہ بنایا تھا۔ حضرت نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بچوں اور عورتوں میں خلیفہ بناتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہو جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر۲: شیخین نے سعد بن سہل بن ابی وقاص، طبرانی نے ابن عمر، ابن ابی لیلیٰ اور عمران بن حصین اور بزار نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ان سب حضرات نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے خیبر کے روز کہا کہ کل میں اس کو علم دوں گا جو مرد ہو گا۔ اللہ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔ لوگوں نے رات بات چیت اور گفتگو میں گزاری کہ علم کس آدمی کو ملتا ہے۔ صبح کے وقت تمام کے تمام رسول اللہ صلعم کی خدمت میں اس امید پر حاضر ہوئے کہ علم ملتا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا علی کہاں ہیں۔ عرض کیا گیا کہ آپ کی آنکھ میں تکلیف ہے فرمایا اس کو یہاں بھیجو۔ حضرت علی حاضر کیے گئے۔ آنحضرت نے آپ کی آنکھ میں اپنا لعاب دہن لگایا اور آپ کے حق میں دعا کی۔ آپ اچھے ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ آپ نے آپ کو علم عطا کر دیا اور اللہ نے آپ کے ہاتھوں پر فتح عطا کی۔

حدیث نمبر۳: مسلم اور ترمذی نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ جب آیت ندع ابناءنا و ابناءکم نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ صلعم نے علی، فاطمہ، حسنؑ اور حسینؑ کو بلایا اور کہا اے میرے اللہ! یہ میرے اہل ہیں۔

حدیث نمبر۴: غدیر خم کے روز رسول اللہ صلعم نے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔ اے میرے اللہ تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔

حدیث نمبرہ: (بحذف اسناد) بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار شخصوں سے محبت رکھنے کے بارے میں حکم دیا گیا ہے۔ اور مجھے اس بات سے بھی آگاہ کیا ہے کہ وہ خود بھی ان حضرات سے محبت رکھتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ان کے ناموں سے ہمیں آگاہ فرمایئے۔ فرمایا علی ان میں سے ہیں آپ نے تین مرتبہ ایسا فرمایا۔ ابوذر ہیں، مقداد ہیں اور سلمان ہیں۔

حدیث نمبر۶: ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ علیؑ اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا اور میرے اور کسی کے درمیان بھائی چارہ قائم نہیں کیا۔ فرمایا تم میرے دنیا اور آخرت میں بھائی ہو۔

حدیث نمبر۷: احمد، ترمذی، النسائی اور ابن ماجہ نے حبشی بن جنادہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا، علیؑ مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ میری طرف سے حضرت علی ہی ادا کریں گے۔

حدیث نمبر۸: مسلم نے علی سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ میں شگاف ڈالا۔ اور روح کو پیدا کیا کہ نبی امی نے فرمایا تھا کہ مجھے مومن دوست رکھے اور منافق مجھ سے عناد رکھیں گا:

ابوسعید خدری سے ترمذی روایت کرتے ہیں کہ کنا نعرف المنافقین ببغضہم علیاً۔

ہم منافقین کو علی سے بغض رکھنے کی وجہ سے پہچانتے تھے۔

حدیث نمبر۹: بزار اور طبرانی جابر بن عبداللہ، نیز طبرانی، حاکم، عقیلی، ابن عدی ابن عمر سے، ترمذی اور حاکم علی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا، میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جو علم کے حصول کا ارادہ کرے وہ دروازہ کے پاس آئے۔ ایک دوسری حدیث میں ترمذی حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں حکمت کا گھر ہوں علی اس کا دروازہ ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میرے علم کا دروازہ علی ہیں۔ اس حدیث کی صحت کے بارے میں بعض حضرات مضطرب ہیں۔ ایک جماعت کا خیال ہے جن میں ابن جوزی شامل ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ امام حاکم نے بالغ نظری سے کام لے کر کہا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔ بعض وہ محققین متاخرین جو حدیث پر اطلاع رکھتے ہیں کہتے ہیں کہ حدیث حسن ہے۔

حدیث نمبر۱۰: حاکم نے حضرت علی سے حدیث بیان کی ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ نے مجھے یمن کی طرف روانہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے مجھے فیصلہ کرنے کے لئے روانہ کر دیا ہے

حالانکہ میں نوجوان ہوں اور میں یہ نہیں جانتا کہ فیصلہ کیسے کیا جاتا ہے۔ آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا۔ فرمایا۔ اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت دے اور اس کی زبان کو ثابت رکھ۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ میں شگاف ڈالا (اس کے بعد) مجھے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی شک نہ ہوا۔

حدیث نمبر ۱۱۔ ابن سعد نے علیؑ سے روایت کی ہے کہ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ اصحاب کے مقابل میں آپ کی احادیث زیادہ کیوں ہیں۔ فرمایا جب میں آنحضرت سے عرض کرتا تھا آپ جواب دیتے تھے۔ اور جب میں خاموش ہوتا تھا آپ ابتدا کرتے تھے۔"

حدیث نمبر ۱۲: طبرانی اوسط میں جابر بن عبداللہ انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا لوگ مختلف درختوں سے پیدا کئے گئے ہیں۔ میں اور علی ایک درخت سے پیدا ہوئے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳: بزار سعد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے علی سے فرمایا۔ کہ . . تیرے اور میرے سوا کوئی شخص اس مسجد میں جنب نہیں کر سکتا۔

حدیث نمبر ۱۴: (بحذف اسناد) ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم جب ناراض ہوتے تھے تو علی کے سوا آپ سے بات کرنے کی کوئی جرأت نہیں کرتا تھا۔"

حدیث نمبر ۱۵: طبرانی اور حاکم ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

حدیث نمبر ۱۶: ابو یعلی اور بزار نے سعد بن وقاص سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا من اذی علیاً فقد اذانی جس شخص نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی

حدیث نمبر ۱۷۔ طبرانی اچھی سند سے ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس نے علی کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ جس نے مجھے دوست رکھا اس نے خدا کو دوست رکھا۔ جس نے علی سے عناد رکھا اس نے مجھ سے عناد رکھا۔ جس نے مجھ سے عناد رکھا اس نے اللہ سے عناد رکھا۔

حدیث نمبر ۱۸۔ احمد اور حاکم نے صحیح سند سے ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا من سب علیاً فقد سبنی جس نے علی کو گالیاں دیں اس نے مجھے گالیاں دیں

حدیث نمبر ۱۹۔ احمد اور حاکم نے صحیح سند سے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے علیؑ سے فرمایا کہ تم قرآن کی تفسیر پر اس طرح جہاد کرو گے جس طرح میں نے اس کی تنزیل پر جہاد کیا ہے۔

حدیث نمبر ۲۰: احمد، بزار، ابو یعلی اور حاکم حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے

بلایا اور فرمایا تم میں عیسیٰ کی مثال صادق آتی ہے۔ یہودیوں نے اس سے اتنا بغض رکھا حتی کہ اس کی ماں پر تہمت لگائی۔ نصاریٰ نے آپ سے محبت کی۔ آپ کو وہ درجہ دیا جو آپ میں موجود نہیں تھا۔ پھر حضرت علی نے فرمایا تمہیں یقین ہونا چاہیئے میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہو جائیں گے۔ زیادہ محبت کرنے والا مجھے اس مرتبہ پر لے جائے گا۔ جو مجھ میں موجود نہ ہوگا۔ (مجھ سے) بغض رکھنے والا اور مجھ سے دشمنی اس کو اس بات پر لے جائے گی کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے۔

حدیث نمبر ۱۲۱۔ طبرانی نے اوسط میں ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا، علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔ یہ اس وقت تک جدا نہ ہونگے حتی کہ دونوں حوض پر وارد ہوں گے۔

حدیث نمبر ۱۲۲۔ احمد نے صحیح سند سے عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا اے علی! بدبخت ترین انسان دو ہیں۔ احیمر ثمود جس نے اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالی تھیں اور وہ شخص جو اس پر ضرب لگائیگا یعنی آپ کے سر پر، حتی کہ اس سے آپ کی ڈاڑھی تر ہو جائے گی۔

ابویعلیٰ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو علی کو پکڑے ہوئے دیکھا، اور فرما رہے تھے یا اباوحید شہید یا اباوحید شہید، طبرانی اور ابویعلیٰ نے ثقہ آدمیوں کی سند سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی سے ایک دن فرمایا کہ اولین میں بدبخت ترین آدمی کون تھا۔ آپ نے عرض کیا یارسول وہ شخص تھا جس نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں تھیں۔ فرمایا تم نے سچ کہا۔ فرمایا آخری لوگوں میں شقی ترین انسان کون ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ مجھے علم نہیں ہے۔ فرمایا یہ وہ شخص ہوگا جو اس پر ضرب لگائے گا۔ آپ نے سر کے اگلے حصے کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت علی عراق والوں سے ناراضگی کے عالم میں فرماتے تھے کہ میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ تمہارا بدبخت ترین آدمی اُٹھے اور اس کو یعنی ڈاڑھی کو اس سے خضاب کرے۔ آپ نے اپنے ہاتھ مبارک کو اپنے سر کے اگلے حصے میں رکھ دیا۔ اور یہ بات صحیح ہے کہ ابن سلام نے آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ کہ آپ عراق تشریف نہ لے جائیں مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ آپ وہاں تلوار کی زد میں آجائیں گے۔ حضرت علی نے فرمایا، خدا کی قسم مجھے اس بات کی رسول اللہ صلعم نے خبر دی تھی۔" ابوالاسود ردمی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی کے سوا کسی شخص کو نہیں دیکھا جو اپنے قتل ہونے کے متعلق خود آگاہ کرتا ہو۔

حدیث نمبر ۱۲۳۔ حاکم نے حدیث کو صحیح قرار دیتے ہوئے ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے کہ لوگوں نے حضرت علی کی شکایت کی۔ رسول اللہ ہم لوگوں میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا تم لوگ علی کی شکایت نہ کرو۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے معاملہ میں زیادہ سخت ہیں یا اللہ کی راہ میں۔"

حدیث نمبر ۲۴: احمد اور ضیاء نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مجھے علی کے دروازے کے سوا ان دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس بارے میں تمہارے کہنے والے نے کچھ کہا تھا۔ خدا کی قسم میں نے کسی چیز کو بند کیا ہے اور نہ اس کو کھولا ہے، مجھے اس بات کا حکم دیا گیا میں نے اس کی پیروی کی ہے۔

حدیث نمبر ۲۵: ترمذی اور حاکم نے عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم لوگ علی سے کیا چاہتے ہو۔ آپ نے اس بات کو تین دفعہ کہا۔ علیؑ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ وہ (علی) میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔

حدیث نمبر ۲۶: طبرانی ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا، مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؑ کی شادی علی سے کر دوں۔

حدیث نمبر ۲۷: طبرانی نے جابرؓ سے اور خطیب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد اس کی پشت میں قرار دیا ہے۔ اور میری اولاد کو علی بن ابیطالب کی پشت میں قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر ۲۸: علامہ دیلمی نے بی بی عائشہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا، میرے بہترین بھائی علی ہیں۔ اور میرے بہترین چچا حمزہ ہیں اور علی کا ذکر کرنا عبادت ہے۔

حدیث نمبر ۲۹: دیلمی نے بی بی عائشہ سے، طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا سبقت کرنے والے تین شخص ہیں۔ حضرت موسیٰ کی طرف یوشع بن نون، حضرت عیسیٰ کی طرف صاحب لیٰسین اور حضرت محمد کی طرف سے علی بن ابی طالب نے سبقت کی۔

حدیث نمبر ۳۰: بخاری نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا صدیق تین شخص ہیں۔ حزقیل مومن آل فرعون۔ حبیب نجار مومن آل لیٰسین اور علی۔

حدیث نمبر ۳۱: حافظ ابو نعیم اور ابن عساکر نے ابولیلیٰ سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا صدیق تین ہیں۔ حبیب نجار مومن آل لیٰسین جس نے کہا تھا اے میری قوم رسولوں کی پیروی کرو۔ حزقیل مومن آل فرعون جس نے کہا کہ تم اس شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور علی بن ابی طالب ہیں۔

حدیث نمبر ۳۲: حاکم نے جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا علی نیکوکاروں کے امام، بدکاروں کے قاتل ہیں جس نے اس کی مدد کی وہ نصرت یافتہ ہے اور جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ چھوڑا ہوا ہے۔

حدیث نمبر ۳۳: خطیب نے انس سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا مومن کی کتاب کا عنوان علی بن ابی طالب کی محبت ہے۔

حدیث نمبر ۳۴: دارقطنی نے کتاب الافراد میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا، علی باب حطہ ہیں۔

جو اس میں سے داخل ہوگا وہ مومن ہوگا اور جو اس سے نکل جائے گا وہ کافر ہوگا۔

حدیث نمبر ۳۵: خطیب نے براء بن عازب اور دیلمی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ علی جنت میں اس طرح روشن ہوں گے جس طرح صبح کا ستارہ دنیا والوں کے لئے روشن ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۳۶: بیہقی اور دیلمی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ علی کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو میرے سر کو میرے بدن سے ہے"

حدیث نمبر ۳۷: ابن عدی حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا علی مومنین کے یعسوب (سردار) ہیں اور مال منافقین کا یعسوب (سردار) ہوتا ہے"

حدیث نمبر ۳۸: بزار نے انس سے روایت کی ہے۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا علی میرا قرض ادا کریں گے۔

حدیث نمبر ۳۹: ترمذی اور حاکم نے انس سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے (وہ یہ ہیں، علیؓ، عمارؓ اور سلمانؓ۔

حدیث نمبر ۴۰: بخاری اور مسلم نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم نے حضرت علی کو مسجد میں لیٹے ہوئے پایا اور آپ سے چادر کا ایک حصہ آپ کے پہلو سے الگ ہو گیا تھا اور آپ کو مٹی لگ گئی تھی۔ اور رسول اللہ نے مٹی کو آپ سے صاف کرنا شروع کیا اور فرماتے جاتے تھے اے ابو تراب اٹھو! یہ کنیت حضرت علی کے نزدیک تمام کنیات سے محبوب تھی۔ کیونکہ یہ کنیت آپ کی رسول اللہ صلعم نے رکھی تھی۔

ابن ابو شیبہ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کی ہے کہ جب مکہ فتح ہو گیا تو رسول اللہ طائف کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے طائف کا سترہ یا انیس راتیں محاصرہ رکھا، اس کے بعد آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا میں تم لوگوں کو اپنی عترت کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ تمہاری (اور میری) وعدہ گاہ حوض کوثر ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم ضرور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ضرور ادا کرنا، ورنہ میں تمہارے پاس ایک ایسا آدمی روانہ کروں گا جو مجھ سے ہوگا یا میرے نفس کی مانند ہوگا۔ وہ تمہاری گردنیں اڑا دے گا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا وہ یہ شخص ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے مرض الموت کے وقت فرمایا۔ اے لوگو! عنقریب میں جلدی (اس دنیا سے) انتقال کر جاؤں گا۔ میں نے تمہارے سامنے وہ بات پیش کر دی جس کے بارے میں تمہیں عذر اور معذرت کی کوئی گنجائش نہیں ہوئی۔ تمہیں یقین ہونا چاہیئے کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑنے والا ہوں اللہ عزوجل کی کتاب اور اپنی عترت جو میرے اہل بیت ہیں۔ اس کے بعد آپ نے حضرت علی

کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے، یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے۔ حتیٰ کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ میں ان دونوں کے بارے میں تم سے سوال کروں گا۔ کہ تم لوگوں نے ان کے متعلق کیا رویہ اختیار کیا۔

احمد نے مناقب میں حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے نیند کی حالت میں پایا اور آپ نے اپنا پاؤں مار کر مجھے فرمایا، اُٹھو! خدا کی قسم میں اس بات پر بہت راضی ہوں کہ تم میرے بھائی ہو اور میرے فرزندوں کے باپ ہو۔ تم میری سنت پر جہاد کرو گے۔ جو شخص میرے عہد پر مرگیا، وہ جنت کے گھر میں ہو گا۔ اور جو شخص تیرے عہد پر مرگیا اس کا انجام بخیر ہوا۔ جو شخص تیری موت کے بعد تیری محبت پر قائم رہ کر مرگیا۔ اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ امن اور ایمان سے کرے ہے۔ جب تک سورج طلوع کرتا رہے گا یا غروب کرتا رہے گا۔

دارقطنی نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی نے ان اشخاص سے فرمایا جن کے متعلق حضرت عمر بن خطاب نے شوریٰ مقرر کیا تھا۔ آپ نے لمبی گفتگو کی۔ منجملہ اس کے یہ ہے کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم میں ایسا کوئی شخص ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلعم نے میرے سوا فرمایا ہو کہ تم قیامت کے روز جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔

اسی روایت کے مطابق وہ روایت ہے جو امام علی رضا علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علی! تم قیامت کے روز جنت اور دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہو۔ اور دوزخ سے کہو گے یہ تمہارا ہے اور یہ میرا ہے۔

ابن سماک نے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا لا یجوز احد علی الصراط الا من کتب له علی الجواز۔ پل صراط سے کوئی شخص نہیں گزر سکے گا۔ مگر وہ شخص جس کو حضرت علی پروانہ راہداری تحریر کر دیں گے

بخاری نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ میں قیامت کے روز سب سے پہلے رحمٰن (اللہ) کے سامنے مقدمہ لے کر کھڑا ہوں گا۔

ترمذی نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ فاطمہ عورتوں کی نسبت رسول اللہ کو زیادہ محبوب تھیں اور مردوں میں رسول اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب آپ کے شوہر (علی) تھے۔

بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت علی دور سے دکھائی دیئے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ یہ عرب کے سردار ہیں۔ بی بی عائشہ نے عرض کیا آپ عرب کے سردار نہیں ہیں؟ فرمایا میں عالمین کا

سردار ہوں وہ عرب کے سردار ہیں۔

حاکم نے اپنی صحیح میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں۔ اور علی عرب کے سردار ہیں۔ آپ نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

فصل ۴

صحابہ کا حضرت علی کی تعریف کرنا

۱۔ ابن سعد ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کہا حضرت علی ہم سے زیادہ فیصلہ کرنے والے ہیں۔

۲۔ حاکم ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں مدینہ والوں میں زیادہ اچھا فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔

۳۔ ابن سعد نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی معتبر آدمی ہمیں حضرت علی سے کوئی چیز بیان کرتے تھے تو ہم اس کو لے لیتے تھے اور روگردانی نہیں کرتے تھے۔

۴۔ ابن سعد سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب اس مشکل کے وقت اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتے تھے جس کے حل کے لئے ابوالحسن یعنی حضرت علی موجود نہ ہوں۔

۵۔ ابن سعد سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ میں حضرت علی کے سوا کسی شخص نے نہیں کہا کہ جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو۔

۶۔ ابن عساکر ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔ مدینہ والوں میں حضرت علی فرائض کے مسائل زیادہ جانتے تھے اور ان سے اچھا فیصلہ کرتے تھے۔

۷۔ بی بی عائشہ کے پاس حضرت علی کا ذکر ہوا تو آپ نے کہا کہ علی علم لغت کے زیادہ جاننے والے تھے

۸۔ مروق نے کہا صحابہ کے علم کی حد حضرت عمر، حضرت علی اور ابن مسعود پر ختم ہے۔

۹۔ عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ نے کہا۔ حضرت علی علم کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ آپ کو اسلام لانے میں تقدم و شرف حاصل ہے۔ رسول اللہ صلعم کے داماد ہیں۔ آپ علم فقہ، علم لغت، میدان جنگ میں بہادری اور سخاوت مال میں سب سے بڑھے ہوتے تھے۔

۱۰۔ طبرانی، ابوحاتم اور ابی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جو آیت بھی اللہ تعالیٰ نے یا ایہا الذین امنوا کے عنوان سے نازل فرمائی ہے، علی اس آیت کے امیر اور شریف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اصحاب محمد صلعم کی کئی مقامات پر سرزنش کی ہے لیکن ہر جگہ علی کا ذکر بھلائی کے ساتھ کیا ہے۔

۱۱۔ نیز طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کے حق میں تین سو آیات نازل ہوئی ہیں۔"

۱۲۔ طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کی آٹھ ایسی خوبیاں ہیں جو اس امت کے شخص کو بھی نصیب نہیں ہوئیں۔"

۱۳۔ ابو لیلی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے کہا کہ حضرت علی کو تین ایسی خوبیاں عطا کی گئی ہیں۔ اگر ان میں سے ایک خوبی بھی مجھے مل جاتی تو وہ میرے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسندیدہ تھی۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ وہ خوبیاں کیا ہیں۔ آپ نے کہا نبی صلعم کا اپنی بیٹی کی آپ سے شادی کر دینا۔ آپ کا مسجد میں ساکن ہونا اور مسجد میں جو بات علی کے لئے حلال تھی اور کسی کے لئے حلال نہ تھی اور (آپ کو) خیبر کی لڑائی کے روز علم کا ملنا۔

۱۴۔ امام احمد بن حنبل نے سند صحیح سے ابن عمر سے نیز احمد اور ابو لیلی نے سند صحیح سے علی سے روایت کی ہے کہ خیبر کے روز جب مجھے رسول اللہ صلعم نے علم عطا کیا تھا اس وقت میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا اور میری آنکھ میں لعاب دہن لگایا تھا۔ اس روز سے نہ میری آنکھ کبھی دکھی اور نہ مجھے کبھی دورہ پڑا۔

۱۵۔ حضرت جب کوفہ میں تشریف لاتے تو عرب کا ایک حکیم آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا خدا کی قسم یا امیر المومنینؑ آپ نے خلافت کو زینت عطا کی ہے اور خلافت نے آپ کو زینت نہیں دی۔ اور آپ نے خلافت کو بلندی کا درجہ عطا کیا ہے۔ اور خلافت نے آپ کو کوئی بلندی نہیں دی اور خلافت یہ مدارج طے کرنے کے لئے تیری بہت زیادہ محتاج تھی۔"

۱۶۔ الطیوریات میں حافظ سیعی نے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے باپ سے حضرت علیؑ اور اس کے دشمنوں کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا اے میرے فرزند علی کے بہت دشمن تھے۔ اور وہ آپ کے عیوب کی تلاش میں کوشش کرتے تھے۔ لیکن انہوں نے آپ میں کوئی عیب نہ پایا آپ کے پاس آنے اور آپ سے جنگ کی اور آپ کو قتل کر دیا اور مکر و فریب کے ذریعہ آپ کو الگ کیا۔

فصل ۴

آپ کے چند کرامات، فیصلہ جات، وہ کلمات جو آپ کے قدر، علم، حکمت، زہد، اندر اللہ تعالیٰ کی معرفت پر دلالت کرتے ہیں

۱. ابن سعد نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا خدا کی قسم جو آیت بھی نازل ہوتی ہے میں اس کے متعلق جانتا ہوں۔ کیوں نازل ہوئی۔ کہاں نازل ہوئی۔ کس کے خلاف نازل ہوئی۔ مجھے میرے رب نے عقل والا دل اور بولنے والی زبان عطا کی ہے۔

۲. ابن سعد وغیرہ نے ابو طفیل سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا مجھ سے کتاب خدا کے متعلق دریافت کرو۔ جو آیت بھی خواہ رات کو نازل ہوئی خواہ دن میں، خواہ میدان پر اُتری خواہ پہاڑ پر نازل ہوئی۔ میں اس کے متعلق جانتا ہوں۔

۳. ابو داؤد نے محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوا تو حضرت علی نے حضرت ابوبکر کی بیعت کرنے میں تاخیر کی۔ حضرت ابوبکر آپ سے ملے اور کہا کیا تمہیں میری حکومت ناپسند ہے فرمایا نہیں۔ لیکن میں نے اپنے اوپر قسم کھا رکھی ہے کہ نماز کے سوا چادر اس وقت نہ اوڑھوں، حتیٰ کہ قرآن جمع کر لوں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ نے قرآن مجید کو تنزیل کے مطابق جمع کیا تھا۔

۴. محمد ابن سیرین نے کہا اگر ہمیں وہ کتاب (قرآن) مل جاتا تو اس میں علم کی باتیں تھیں۔

۵. آپ کی روشن کرامات میں سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم کا سر آپ کی گود میں تھا اور آنحضرتؐ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ رسول اللہ سے وحی تب ختم ہوئی جب سورج غروب ہو چکا تھا۔ حضرت علی نے عصر کی نماز ادا نہیں کی تھی اور آپ کی خاطر سورج واپس لوٹ آیا تھا اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے میرے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے۔ آپ کی خاطر سورج کو واپس لوٹا دے۔ سورج غروب ہونے کے بعد واپس لوٹ آیا تھا۔[1]

---

[1] ایک دفعہ حضرت علی علیہ السلام نے سورج کو خود لوٹایا تھا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ آپ سرزمین بابل سے کوچ فرما رہے تھے۔ اور آپ نے بابل کی زمین پر بوجہ اس کی نحوست کے نماز ادا نہ فرمائی اور سورج غروب ہو گیا۔ آپ نے زمین بابل کو چلے جانے کے بعد سورج کو واپس لوٹایا اور نماز عصر ادا کی۔ اس جگہ ایک مسجد بنی ہوئی ہے جو مسجد رد الشمس کے (باقی اگلے صفحہ پر)

۶۔ حدیث ردالشمس کو امام طحاوی نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ اور قاضی عیاض نے اس کو کتاب الشفا میں بیان کیا ہے۔ شیخ الاسلام ابوذرعہ وغیرہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے اور سبط ابن جوزی نے کہا ہے کہ اس بات میں ایک عجیب وغریب حکایت ہے۔ مجھے اس کے متعلق ہمارے عراق کے مشائخ کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ انہوں نے ابومنصور مظفر بن اردشیر عبادی نے اپنے الفاظ کی سجاوٹ کے ساتھ عصر کے بعد اس حدیث کو بیان کیا اور فضائل اہل بیت کو بھی بیان کیا۔ سورج کو بادل نے ڈھانپ لیا تھا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ سورج غروب ہوگیا ہے۔ اس نے منبر پر کھڑے ہو کر سورج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے۔

لاتغربي یا شمس حتی تنتهي ... مدحي لآل المصطفیٰ ونجله

واثني عنانك ان اردت ثناءهم ... انسيت کان الوقوف لاجله

ان کان للمولیٰ وقوفك فليکن ... هذا الوقوف لخيله ولرجله

(ادنیٰ تفاوت کے ساتھ یہ اشعار ابھی ابھی گزر چکے ہیں اور ان کے ترجمہ کو بھی وہاں ملاحظہ کریں)
انہوں نے کہا کہ بادل سورج سے ہٹ گیا اور سورج ظاہر ہو گیا۔

۷۔ عبدالرزاق نے حجر مرادی سے روایت کی ہے کہ مجھے حضرت علی نے فرمایا اے حجر بن عدی! تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی؟ جب تجھے مجھ پر لعن کرنے کے لئے کہا جائے گا۔ میں نے عرض کیا ایسا ہوگا؟ فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا میں اس وقت کیا طریقہ اختیار کروں؟ آپ نے فرمایا مجھ پر لعن کرنا۔ لیکن مجھ سے (دلی) برأت نہ کرنا۔ مجھے حجاج ظالم کے بھائی ابن یوسف نے جو یمن کے امیر تھے حکم دیا کہ میں حضرت علی پر لعن کروں۔ میں نے کہا کہ امیر نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں علی پر لعن کروں۔ اس پر لعنت کرو، خدا اس پر لعنت کرے۔ اس بات کو ایک آدمی کے سوا اور کوئی شخص نہ سمجھا کہ میں امیر پر لعنت کر رہا ہوں کہ حضرت علی پر یہ بات کرامات علی میں سے ایک ہے اور آپ نے غیب کی خبر دی ہے۔" مولف کتاب ینابیع المودۃ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) نام سے مشہور ہے۔ اگر آپ کربلا معلیٰ سے پکی سڑک کے ذریعے نجف تشریف لے جائیں تو کربلا سے دس میل کے فاصلہ پر پکی سڑک سے کوئی ذوالکرٹکے فاصلہ پر آپ کو یہ مسجد ملے گی۔ میں نے اس مسجد کو جولائی ۱۹۶۱ء میں دیکھا۔ مسجد کے اندر ایک بیری کا درخت بھی موجود تھا۔ مزید معلومات کے لئے ہماری ترجمہ کردہ کتاب عیون المحسنات شائع کردہ مکتبہ ساجد ملتان ملاحظہ ہو۔

محمد شریف عفی عنہ

کہتا ہے۔ نیز اس واقعہ کو حافظ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں نقل کیا ہے!

۸۔ آپ کی کرامات میں سے ایک بات یہ ہے کہ آپ نے ایک بات بیان فرمائی۔ اور ایک شخص نے آپ کی بات کو جھٹلا دیا۔ حضرت علی نے فرمایا اگر تم جھوٹے ہو تو میں تمہارے بارے میں بد دعا کروں گا اس نے کہا بے شک بد دعا کرو۔ آپ نے اس کے بارے میں بد دعا کی اور وہ شخص اس جگہ سے ہلنے نہ پایا تھا کہ اس کی بینائی جاتی رہی۔

۹۔ مدائنی نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی ہے کہ حضرت علی بیت المال میں جھاڑو دلا دیا کرتے تھے۔ اور اس میں نماز ادا فرماتے تھے تاکہ آپ کے پاس اس بات کا ثبوت ہو کہ آپ نے مسلمانوں سے مال بچا کر بیت المال میں بند نہیں کر رکھا۔

۱۰۔ رسول اللہ صلعم صحابہ کی جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ دو دعویدار آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ میرا گدھا ہے اور اس کی گائے ہے۔ اس کی گائے نے میرے گدھے کو مار ڈالا ہے حاضرین میں سے ایک آدمی نے بڑھ کر کہا جانوروں پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ فرمایا اے علی ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر دو۔ حضرت علی نے ان دونوں سے فرمایا۔ کیا دونوں جانور کھلے ہوئے تھے یا بندھے ہوئے تھے یا ایک بندھا ہوا تھا اور دوسرا کھلا ہوا؟ ایک آدمی نے کہا کہ گدھا بندھا ہوا تھا اور گائے کھلی ہوئی تھی اور اس کا مالک بھی اس کے ساتھ تھا۔ حضرت علی نے فرمایا گائے کے مالک کو گدھے کا تاوان ادا کرنا چاہیئے۔ رسول اللہ صلعم نے آپ کے حکم کو جائز رکھا اور آپ کے فیصلہ کو نافذ کر دیا۔

۱۱۔ دو آدمیوں نے آپس میں بیٹھ کر کھانا کھایا۔ ایک کے پاس پانچ دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں ان کے پاس سے ایک تیسرا آدمی گزرا انہوں نے اس کو اپنے پاس بٹھایا، سب نے مل کر برابر برابر آٹھ روٹیاں کھائیں۔ اس شخص نے روٹی کھانے کے عوض میں ان کو آٹھ درہم دیئے۔ پانچ روٹی والے نے تین روٹی والے کو تین درہم دیئے اور پانچ درہم اپنے لیئے رکھ لیئے، تین روٹی والے نے چار درہموں کا مطالبہ کیا۔ یہ دونوں اپنا فیصلہ حضرت علی کے پاس لے گئے۔ حضرت علی نے فرمایا تم نے ایک معمولی معاملہ میں جھگڑا برپا کر رکھا ہے۔ آپ نے تین روٹیوں والے سے فرمایا جس بات پر تیرا ساتھی راضی ہے وہی تین درہم لے لو۔ وہ تمہارے حق میں بہتر ہیں۔ اس نے کہا میں تو صرف دلیل ہی سے رضا مند ہونگا۔" حضرت علی نے فرمایا اگر دلیل چاہتے ہو تو اس کے ذریعہ تمہارے حصہ میں صرف ایک درہم آتا ہے۔ اس شخص نے اس بات کی وجہ دریافت کی۔ آپ نے فرمایا تم تین آدمیوں نے آٹھ روٹیاں کھائی ہیں، تم میں سے کسی نے زیادہ روٹیاں نہیں کھائیں بلکہ برابر کھائی ہیں۔ آٹھ روٹیوں کے چوبیس ٹکڑے کیئے جاتے ہیں، ہر ایک آدمی نے

آٹھ ٹکڑے کھائے۔ تین روٹی والے کی روٹیوں کے نو ٹکڑے تقسیم ہوئے۔ اس نے آٹھ ٹکڑے خود کھائے اور اس کا باقی ایک ٹکڑا رہ گیا۔ پانچ روٹی والے کے پندرہ ٹکڑے ہوئے اس نے آٹھ ٹکڑے خود کھائے اور اس کے باقی سات ٹکڑے بچ گئے۔ یہ سات ٹکڑے اس کے کھانے سے زیادہ ہیں اس شخص کو سات درہم لینا چاہیے اور تین روٹی والے کا صرف ایک ٹکڑا بچا ہے۔ اسے ایک درہم لینا چاہیے۔

آپ کے کلام کا نمونہ

• الناس نیام فاذا ماتوا انتبہوا۔
• الناس بزمانہم اشبہ منہم بآبائہم۔
• کشف الغطاء ما ازددت یقیناً۔
• ما ہلک امرؤ عرف قدرہٗ
• قیمۃ کل امرئ ما یحسنہ
• من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ
• المرء مخبوء تحت لسانہ۔
• من عذب لسانہ کثر اخوانہ
• بالبر یستعبد الحر
• بشر مال البخیل بحادث او وارث
• لا تنظر الی من قال وانظر ما قیل۔
• الجزع عند البلاء تمام المحنۃ
لا ظفر مع البغی

• لوگ سوئے ہوئے جب مر جائیں گے تو بیدار ہوں گے
• لوگ زمانہ کا ساتھ دیتے ہیں ان سے زیادہ مشابہت رکھنے والا وہ ہے جو اپنے آباؤ اجداد سے مشابہت رکھے
• اگر میرے درمیان سے پردے ہٹا دیئے جائیں تو میرے یقین میں اضافہ نہیں ہوگا واللہ کے بارے میں
• جو آدمی اپنی قدر جانتا ہے وہ کبھی ہلاک نہیں ہوتا
• ہر آدمی کی قیمت اس کی پسند ہوتی ہے۔
• جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔
• انسان اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے
• جس نے اپنی زبان کو شیریں رکھا اس نے اپنے بھائیوں کو زیادہ کیا۔
• نیکی کرنے سے آزاد آدمی غلام بنایا جاتا ہے
• بخیل کے مال کو کسی حادثہ یا وارث کی بشارت دے دو۔
• اس طرف نہ دیکھو کہ کس نے کہا بلکہ یہ دیکھو کہ کیا کہا گیا ہے۔
مصیبت کے وقت واویلا کی محنت کو ختم کرتا ہے۔
• بغاوت فتح مندی نہیں ہے۔

• لا ثناء مع الكبر • تکبر کے ہوتے ہوئے تعریف نہیں ہو سکتی۔

• لا صحة مع تخمة • بدہضمی کے ساتھ صحت قائم نہیں ہو سکتی۔

• لا شرف على سوء الادب • برے برتاؤ سے بزرگی نہیں مل سکتی۔

• لا راحة مع الحسد • عناد سے آرام نہیں ملتا۔

• لا سيادة مع الانتقام • بدلہ لینے سے سرداری نہیں ملتی

• لا صواب مع ترك المشورة • مشورہ چھوڑتے ہوئے درستگی نہیں ہے۔

• لا مروة للكذوب • جھوٹے میں مروت نہیں ہوتی

• لا كرم اعز من التقوى • پرہیزگاری سے زیادہ بزرگ کوئی چیز نہیں

• لا شفيع انجح من التوبة • توبہ سے زیادہ کامیاب شفاعت کرنے والا اور کوئی نہیں

• لا لباس اجمل من العافية • تندرستی سے زیادہ کوئی خوبصورت لباس نہیں

• لا داء اعيى من الجهل • جہالت سے زیادہ لاعلاج بیماری اور کوئی نہیں

• المرء عدو لما جهله • آدمی جس چیز کو نہیں جانتا اس کا دشمن ہوتا ہے۔

• رحم الله امرأ عرف قدره ولم يتعد طوره • اللہ اس شخص پر رحم کرے جس نے اپنی منزلت کو تو جانا لیکن اپنے طریقہ کو ٹھیک نہ کیا۔

• عادة الاعتذار تذكير للذنب • بار بار معذرت کرنا گناہ کو یاد دلانا ہے

• النصح بين الملاء تقريع • لوگوں کے سامنے نصیحت کرنا عیب لگانا ہے۔

• نعمة الجاهل كروضة على مزبلة • جاہل کی نیکی ایسی ہے جیسے کوڑے پر باغ قائم کیا گیا ہو۔

• الحكمة ضالة المومن • دانائی مومن کی گم کردہ چیز ہے۔

• البخل جامع مساوي العيوب • کنجوسی برے عیبوں کی جامع ہے

• اذا حلت المقادير ضلت التدابير • جب تقدیر نازل ہوتی ہے تو تدبیر رخصت ہو جاتی ہے

• عبد الشهوة اذل من عبد الرق • خواہش کا بندہ غلام کی غلامی سے زیادہ ذلیل ہے۔

• الحاسد مغتاظ على من لا ذنب له • حاسد اس شخص پر ناراض ہوتا ہے جس کا کوئی قصور نہیں ہوتا۔"

- السعید من وعظ بغیرہٖ
- نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے
- الاحسان یقطع اللسان
- نیکی زبان کو بند کر دیتی ہے
- افقر الفقر الحمق
- سب سے زیادہ غربت بے وقوفی ہے!
- اغنی الغنی العقل
- سب سے زیادہ تونگری عقل ہے
- الطامع فی وثاق الذل
- لالچی شخص ذلت کی رسی میں بندھا ہوا ہے
- احذروا نفار النعم فما کل شارد بمردود
- نعمتوں کے بھاگ جانے سے بچو۔ ہر بھاگی ہوئی چیز مردود نہیں ہوتی۔
- اکثر مصارع العقول تحت بروق الاطماع
- عام طور پر عقلوں کے پچھڑنے کی جگہ لالچوں کی چمک کے نیچے ہے۔
- اذا وصلت الیکم النعم فلا تنفروا اقصاھا بقلۃ الشکر
- جب تم لوگوں کو نعمت مل جائے تو شکر کی کمی کی وجہ سے اسے نہ بھگاؤ۔
- اذا قدرت علی عدوک فاجعل العفو شکرا للقدرۃ علیہ
- جب تم دشمن پر قابو پا جاؤ تو معاف کرنے کو قابو پانے کا شکریہ قرار دو۔
- ما اضمر احد شیئاً الا ظھر من فلتات لسانہ وعلی صفحات وجھہ
- جو شخص اپنے دل میں کوئی چیز پوشیدہ رکھتا ہے۔ وہ اس کی زبان کی لغزش اور چہرے سے ظاہر ہوتی ہے۔
- البخیل یعیش فی الدنیا عیش الفقراء و یحاسب فی الآخرۃ حساب الاغنیاء
- کنجوس دنیا میں غربا کی زندگی بسر کرتا ہے اور قیامت کے روز اس سے تونگروں کا حساب لیا جائے گا۔
- لسان العاقل وراء قلبہ وقلب الاحمق وراء لسانہ
- دانا کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے اور احمق کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔
- العلم یرفع الوضیع والجھل یضع الرفیع۔ العلم خیر من المال العلم یحرسک وانت تحرس المال
- کمینے آدمی کو علم بلند کرتا ہے اور جہالت بلند آدمی کو پست کرتی ہے۔ علم مال سے افضل ہے علم تیری چوکیداری کرتا ہے اور تم مال کی چوکیداری کرتے ہو۔
- العلم حاکم والمال محکوم علیہ
- علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے

• قصم ظہری رجلان عالم متھتک و جاھل متنسک ھذا یغش ویغیر دین الناس بیھتکہ وھذا یضل الناس بتنسکہ۔

دو آدمیوں نے میری کمر کو توڑ دیا ہے۔ پڑھنے لکھنے والا عالم اور جاہل عبادت گزار، یہ (عالم دین کے) پڑھنے لکھنے کی وجہ سے لوگوں کے دین کو بگاڑ دیتا ہے اور یہ (جاہل) اپنی عبادت کی وجہ سے لوگوں میں کھوٹ بھر دیتا ہے۔

• کم قیمت وہ آدمی ہے جس کے پاس علم کم ہو۔
• لوگوں میں زبان اور جسم کے ساتھ ملے رہو۔ اعمال اور دل کے لحاظ سے الگ رہو۔
• آدمی کو صرف وہ چیز ملے گی جس کو اس نے کمایا اور قیامت کے روز اس چیز کے ساتھ ہوگا۔ جس کو وہ دوست رکھتا ہو۔
• عمل کے قبول ہونے کے موقعہ پر عمل کرنے کے وقت سے زیادہ اہتمام کرو۔
• وہ عمل ہرگز کم نہیں جو پرہیزگاری کے ساتھ بجا لایا گیا ہو۔
• اے حاملان قرآن اس پر عمل کرو۔ عالم وہ ہے جو کچھ وہ جانتا ہے اس پر عمل کرتا ہے اور اس کا علم اس کے عمل کے موافق ہو۔
• عنقریب ایک ایسی قوم آئے گی جس کے پاس علم تو ہوگا لیکن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ ان کا باطن ان کے ظاہر کے خلاف ہوگا۔ ان کا عمل ان کے علم کے خلاف ہوگا۔ وہ لوگ مجلس میں بیٹھ کر ایک دوسرے پر فخرہ مباہات کریں گے۔ حتیٰ کہ آدمی اپنے ہمنشیں سے اس وجہ سے ناراض ہو جائے گا۔ کہ وہ دوسرے شخص کی مجلس میں جا کر کیوں بیٹھا ہے۔ اور اس کو کیوں چھوڑ دیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں پرواز نہیں کرتے، اپنے گناہ کے سوا اپنے میں سے کسی شخص سے خوف نہ کرو صرف اللہ سے امید رکھو۔ اگر علم نہ ہو تو علم حاصل کرنے میں شرم نہ کرو۔ اگر کسی ایسی چیز کا سوال کیا گیا جس کا علم نہیں ہے تو یہ بات کہنے میں شرم نہ کرو کہ میں نہیں جانتا۔"
• صبر کو ایمان سے وہی منزلت حاصل ہے جو سر کو جسم سے ہے!
• مکمل فقیہ وہ ہے جس نے لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ان کو ڈھیل نہ دی۔ اللہ عز وجل کے عذاب سے ان کو اطمینان نہ دلایا۔ قرآن کو چھوڑ کر کسی اور چیز میں رغبت نہ کی ہو۔"
• اس عبادت میں کوئی بھلائی نہیں ہے جس کی حقیقت کا علم نہ ہو۔"

- اس تلاوت (قرآن) کا کوئی فائدہ نہیں جس میں غور و فکر نہ ہو۔"
- جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ وہ لوگوں کے ساتھ انصاف کرے تو وہ ان کے لئے وہی چیز پسند کرے جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے۔"
- سات چیزیں شیطان کی جانب سے ہوتی ہیں۔ سخت غضب کرنا، زیادہ جماہی، قے کرنا، نکسیر آنا، سرگوشی کرنا، ذکر کے وقت نیند کا آنا، سخت پیاس، احتیاط اور بدگمانی۔"
- احتیاط سے بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔" توفیق اچھا رہنما ہے۔ حسن ظن اچھا ہمنشیں ہے۔ عقل اچھا ساتھی ہے، ادب (علم) اچھی میراث ہے۔ تکبر سے زیادہ سخت کوئی پریشانی اور وحشت نہیں ہے۔"
- عقل مند کے لئے یہ بات مناسب ہے کہ جب اس پر کوئی مصیبت وارد ہو تو وہ اس سے آنکھیں بند کرلے۔ حتیٰ کہ اس کی مدت ختم ہو جائے۔ اگر اس مصیبت کی مدت ختم ہونے سے پہلے اس کے دور کرنے میں مصروف رہا تو یہ بات اس مصیبت میں اور پریشانی کا موجب ہو گی۔
- گناہ کی سزا یہ ہے، عبادت میں سستی، روزی میں تنگی اور لذت میں نقص۔"
- کہا گیا ہے نقص کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا۔
- "تجھے بے وقوف کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہئے وہ تمہیں نفع پہنچانا چاہتا ہے لیکن نقصان پہنچاتا ہے۔"
- تجھے جھوٹے آدمی کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ وہ تم سے بعید چیز کو تمہارے قریب کر دے گا اور قریب چیز کو تم سے دور کر دے گا۔
- تمہیں بخیل کی صحبت سے بچنا چاہیئے وہ تمہیں سخت ضرورت کے وقت چھوڑ دے گا۔
- تجھے فاجر آدمی کی صحبت سے بچنا چاہیئے وہ تجھے ناخن کی میل کے عوض بیچ دے گا۔
- حضرت کی ایک زرہ صفین کی لڑائی کے موقعہ پر غائب ہو گئی تھی۔ آپ نے اس زرہ کو ایک یہودی کے پاس دیکھا آپ نے اس کا مقدمہ دائر کیا۔ آپ یہودی کو لے کر اپنے قاضی شریح کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ قاضی شریح کے پہلو میں بیٹھ گئے اور فرمایا اگر میرا خصم یہودی نہ ہوتا تو میں مجلس میں اس کے ساتھ بیٹھتا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ذمی کے ساتھ مجلس میں برابر نہ بیٹھو۔ آپ نے زرہ کا دعویٰ کیا۔ یہودی نے اس بات کا انکار کر دیا۔ قاضی شریح نے حضرت علی سے گواہ طلب کئے۔ حضرت علی نے گواہی میں قنبر اور امام حسن کو پیش کیا۔ قاضی شریح نے کہا بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں جائز نہیں ہے۔ یہودی نے کہا کہ امیر المومنین مجھے اپنے قاضی کے پاس فیصلہ کی خاطر لے گئے ہیں۔ اور آپ کے قاضی نے فیصلہ آپ کے خلاف کیا ہے۔ اور میں گواہی دیتا

ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

اے امیرالمومنین یہ زرہ آپ کی زرہ ہے۔

- ابن عباس سے واقدی روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس چار درہم تھے۔ آپ نے ایک درہم رات کو ایک دن کو ایک درہم کو پوشیدہ حالت میں اور ایک درہم کو کھلم کھلا صدقے کے طور پر دے دیا اور آپ کے پاس ان درہموں کے علاوہ اور کوئی چیز نہ تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرًا وعلانیۃ لھم اجرھم عند ربھم ولاخوف علیھم ولا ھم یحزنون

- ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ عقیل نے حضرت علی کی خدمت میں عرض کیا کہ میں محتاج ہو گیا ہوں مجھے کوئی چیز عنایت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا صبر کیجیے جب میں عطیات میں مسلمانوں کا حصہ نکالوں گا تو ان کے ساتھ تمہیں بھی حصہ دوں گا۔ عقیل نے اصرار کیا، حضرت نے عقیل کا ہاتھ پکڑ کر اس کو بازار کی دو کانوں کی طرف لے گئے۔ فرمایا ان تالوں کو توڑ لو اور جو کچھ کانوں میں ہے لے لو۔ عقیل نے آپ سے کہا کہ آپ مجھے چور ہونے کی حالت میں گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت علی نے اس سے فرمایا کہ تم بھی مجھے چور بنا کر پکڑنا چاہتے ہو۔ کہ میں مسلمانوں کا مال لے کر تم کو دے دوں اور ان کو کچھ نہ دوں۔" پھر عقیل معاویہ کے پاس چلے گئے۔ معاویہ نے آپ کو ایک لاکھ درہم دئے۔ معاویہ نے آپ سے کہا کہ آپ منبر پر تشریف لے جایئے اور اس بات کا ذکر کیجیے کہ جو کچھ علی نے تم کو دیا تھا۔ اور جو کچھ میں نے تم کو دیا ہے۔ عقیل منبر پر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا اے لوگو! میں تم لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ میں نے علی سے اس کے دین کے خلاف چیز طلب کی تھی۔ اس نے میرے مقابلہ میں اپنے دین کو اختیار کیا۔ میں نے معاویہ کا ارادہ کیا اور اس کو اس کے دین کے خلاف کہا۔ معاویہ نے مجھے دین کے مقابلہ میں اختیار کیا۔

جب حضرت علی علیہ السلام کو یہ بات معلوم ہوئی کہ معاویہ اپنی حکومت شام پر فخر و مباہات کرتا ہے تو آپ نے اپنے ایک غلام سے فرمایا جو کچھ میں تمہیں تحریر کراؤں اس کو لکھو حضرت نے یہ اشعار پڑھے۔

محمد النبی اخی و صھری   وحمزۃ سید الشھداء عمی

محمدؐ نبی میرے بھائی اور میرے خسر ہیں۔ سیدالشہداء حضرت حمزہ میرے چچا ہیں۔

وجعفر الذی یضحی و یمسی   یطیر مع الملائکۃ ابن امی

وہ جعفر جو صبح وشام فرشتوں کے ساتھ اُڑتے رہتے ہیں، میری ماں کے فرزند ہیں (فاطمہ بنت اسد کو رسول اللہ ماں کہا کرتے تھے)۔

وبنت محمد سکنی وعرسی منوط لحمہا بدمی ولحمی

محمدؐ کی دختر میری زوجہ ہیں جن کا گوشت میرے خون اور گوشت میں ملا ہوا ہے۔

وسبطا احمد ولدای منہا فایکم لہ سہم کسہمی

احمدؐ کے دونوں فرزند، اس (فاطمہ سے) میرے فرزند پیدا ہوئے ہیں، تم میں سے کسی شخص کا حصہ میرے حصہ کی مانند ہو سکتا ہے؟

سبقتکم الی الاسلام طرًا غلاما ما بلغت اوان حلمی

میں ابھی رشد کے زمانہ کو بھی نہیں پہنچا تھا کہ تم سب سے پہلے اسلام کی طرف سبقت لے گیا تھا۔

واوجب بالولایۃ لی علیکم رسول اللہ یوم غدیر خم

رسول اللہ نے غدیر خم کے مقام پر میری ولایت تم پر واجب کر دی تھی۔

فویل ثم ویل ثم ویل عن یلقی الالہ غدا بظلمی

ہلاکت ہے پھر ہلاکت ہے پھر ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو کل اللہ تعالیٰ سے اس عالت میں ملے گا کہ اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔

بیہقی نے کہا ہے کہ ہر ایک مومن پر واجب ہے کہ ان اشعار کو یاد کرے تاکہ اس کو حضرت علی کی وہ برتری معلوم ہو جو آپ کو اسلام میں حاصل ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کے مناقب اور فضائل اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ کی اس آیت رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلاً کے متعلق حضرت علی علیہ السلام سے اس وقت دریافت کیا گیا جب آپ مسجد کوفہ کے منبر پر تشریف فرما تھے، فرمایا اے میرے اللہ مجھے بخش دے۔ یہ آیت میرے باپ، میرے چچا حمزہ اور میرے ابن عم عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ عبیدہ دنیا سے کوچ کر گئے ہیں جو جنگ بدر میں شہید ہوئے۔ حضرت حمزہ بھی دنیا سے رخصت ہوئے۔ جنگ احد میں شہید ہوئے۔ ایک میں ہی باقی ہوں جو اس اُمت کے بدبخت ترین آدمی کا انتظار کر رہا ہوں۔ جو اس کو اس سے خضاب آلود کرے گا۔ حضرت نے اپنے ہاتھ سے اپنی ریش مبارک اور اپنے سر اقدس کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت علی نے کہا کہ یہ بات مجھے میرے حبیب ابوالقاسم (محمد) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائی تھی۔

حضرت ایک رات امام حسنؓ کے ہاں، ایک رات امام حسینؓ کے ہاں اور ایک رات عبداللہ بن جعفرؓ کے ہاں روزہ افطار فرمایا کرتے تھے اور تین لقموں سے زیادہ تناول نہیں فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے گرسنہ شکم ہو کر ملاقات کروں، جس رات کی صبح کو آپ کو قتل کر دیا گیا تھا۔ آپ اس رات اکثر باہر تشریف لے جاتے تھے اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے تھے اور فرماتے تھے خدا کی قسم میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور نہ میری بات کبھی جھوٹی ثابت ہوئی ہے اور یہ رات ہے تو وہی جس کا مجھے وعدہ کیا گیا تھا۔ شب جمعہ، ۱۹ ماہ رمضان سنہ ۴۰ھ کی رات کو حضرت علی علیہ السلام سحر کے وقت بیدار ہوئے۔ اور اپنے فرزند امام حسن سے فرمایا۔ آج رات میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا ہے اور میں نے عرض کیا ہے یا رسول اللہ جو تکالیف میں نے اس امت سے اٹھائی ہیں ان کی آپ سے شکایت کرتا ہوں۔ مجھے فرمایا کہ ان کے خلاف بددعا کیجئے۔ میں نے کہا اے میرے اللہ مجھے ان لوگوں کے بدلے اچھے لوگ عطا کیجئے اور ان کو میری بجائے برا آدمی عطا فرمائیے۔ اس کے بعد آپ نماز کی طرف تشریف لے گئے، آپ کی خدمت میں بطخیں بڑھیں اور آپ کو دیکھ کر چیخیں مار رہی تھیں۔ آپ نے ان کو ہٹایا اور فرمایا ان کو اپنے حال پر رہنے دو یہ نوحہ گر ہیں۔ مسجد میں تشریف لائے۔ لوگوں سے فرمایا نماز، نماز، ابن ملجم نے آپ پر تلوار کا وار کیا جو آپ کی پیشانی مبارک سے آپ کے سر کے اگلے حصے تک لگا۔ آپ ۱۹ ماہ رمضان سنہ ۴۰ھ کی رات کو انتقال فرما گئے۔[1]

آپ کو امام حسنؓ نے غسل دیا۔ امام حسینؓ، عبداللہ بن جعفر اور محمد بن حنفیہ پانی ڈال رہے تھے، آپ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، جن میں قمیص نہیں تھی۔ امام حسنؓ نے آپ پر سات تکبیر نماز جنازہ پڑھی۔ آپ کو رات کے وقت دفن کر کے آپ کی قبر مبارک کو پوشیدہ رکھا گیا۔ تاکہ آپ کے دشمن آپ کی قبر کو کھود نہ سکیں۔[2]

حضرت علی علیہ السلام کو جب ضربت لگی تو آپ نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہم سے وصیت فرمائی۔ فرمایا میں تمہیں اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں، دنیا میں بغاوت نہ کرنا، اگر دنیا تمہارے خلاف بغاوت کرے۔ اگر دنیا کی کوئی چیز تمہارے ہاتھ سے چلی جائے تو اس پر گریہ نہ کرنا۔ حق بات کہنا، یتیم پر رحم کرنا، کمزور کی مدد کرنا۔

---

[1] حقیقت یہ ہے کہ آپ کو ضربت ۱۹ ماہ صیام کی رات کو لگی اور ۲۱ ماہ صیام کو انتقال فرمایا اس بات پر جمہور علماء شیعہ کا اتفاق ہے ۱۲۔ محمد شریف عفی عنہ

[2] حضرت علی کی قبر کو کیوں پوشیدہ رکھا گیا۔ ان تمام حالات کے مطالعہ کے لئے نقیب غیاث الدین عبدالکریم کی کتاب فرحۃ الغری فی تعیین قبر علی علیہ السلام مطبوعہ نجف اشرف خوب ہے۔ بندہ نے اس کا بھی اردو میں ترجمہ کر دیا ہے۔ ۱۲ (محمد شریف عفی عنہ)

آخرت کے لئے سامان تیار کرنا، ظالم کا دشمن بننا اور مظلوم کی امداد کرنا، اللہ کی رضا جوئی کے لئے کام کرنا۔ اللہ کے بارے میں ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے فرزند محمد بن حنفیہ کی طرف دیکھا۔ اور اس سے فرمایا کیا تم نے وصایات یاد کر لی ہے؟ جس کی میں نے تمہارے بھائیوں کو وصیت کی ہے۔ عرض کیا ہاں!

فرمایا، تمہیں بھی ایسی وصیت کرتا ہوں۔ اور تمہیں تمہارے بھائیوں کی عزت کرنے کی وصیت کرتا ہوں ان دونوں کا تم پر بہت بڑا حق ہے۔ ان کے بغیر کسی اور امر پر قائم نہ ہو جانا۔ اس کے بعد حسنؓ سے فرمایا میں تم دونوں کو اس کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ یہ تمہارے بھائی ہیں اور اس بات کا تمہیں علم ہے کہ تمہارے باپ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ اس کے بعد آپ لا الٰہ الا اللہ کے سوا کچھ نہ بولے حتیٰ کہ آپ انتقال فرما گئے۔ رضی اللہ عنہ

بزار وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام خلیفہ ہو گئے تو آپ نماز ادا فرما رہے تھے۔ سجدہ کی حالت میں آپ پر ایک شخص نے لپک کر خنجر کا وار کیا۔ آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا اے عراق والو ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ ہم لوگ تمہارے امیر بھی ہیں اور مہمان بھی ہیں اور ہم لوگ وہ اہل بیت ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرًا مجلس میں جو شخص بھی موجود تھا اس نے رونا شروع کر دیا۔

امام حسن رضی اللہ عنہ، علم والے، زاہد، صاحب سکون و وقار، صاحب رعب، دبدبہ اور سخی ہونے کے صفات سے متصف تھے۔

حافظ ابونعیم نے بیان کیا ہے کہ آپ نے دو بار اپنا تمام مال (اللہ کی راہ میں) لوٹا دیا تھا۔ اور تین بار نصف نصف کرکے اللہ کی راہ میں لوٹایا۔ حتیٰ کہ آپ ایک جوتا رکھ لیتے اور دوسرا دے دیتے۔ ایک جراب رکھتے اور دوسری جراب دے دیتے۔ ایک شخص سے آپ نے یہ سنا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دس ہزار درہم مانگ رہا ہے۔ آپ نے اس کے پاس دس ہزار درہم بھیج دیئے۔

مروان نے ایک آدمی کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا اس نے آپ کو گالیاں دیں، مروان مدینہ کا گورنر تھا۔ ہر جمعہ منبر پر بیٹھ کر حضرت علی کو گالیاں دیتا تھا، امام حسن نے مروان کے ایلچی سے کہا کہ مروان کے پاس جاؤ اور اسے کہو خدا کی قسم میں تجھے گالیاں نہ دوں گا لیکن میری اور تمہاری وعدہ کی جگہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ اگر تم گالیاں دینے کے معاملہ میں سچے ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے اچھا بدلہ دے گا۔ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ بہت سخت بدلہ لینے والا ہے۔

مروان ایک دفعہ حضرت سے نہایت بدکلامی سے پیش آیا اور آپ خاموش رہے۔ اس کے بعد مروان نے

اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا کیا۔ امام حسن نے اس سے فرمایا تم پر افسوس ہے کہ تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ دایاں ہاتھ منہ دھونے کے لئے ہے اور بایاں ہاتھ شرمگاہ صاف کرنے کے لئے ہے، تم پر اُف ہے۔ مروان خارجی کا

جب امام حسن نے معاویہ سے صلح کی تو صلح نامہ کی عبارت یہ تھی :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"یہ وہ صلح نامہ ہے حسن بن علی نے جس پر معاویہ ابن ابی سفیان سے صلح کی ہے کہ معاویہ مسلمانوں کی حکومت میں مسلمانوں کے ساتھ کتاب خدا، سنت رسول اللہ صلعم اور سیرت خلفاء راشدین پر عمل کرے گا۔ معاویہ خلافت کو اپنے بعد کسی اور کے سپرد نہ کرے گا۔ بلکہ اس کی موت کے بعد خلافت کے بارے میں مسلمانوں کے درمیان شوریٰ قائم ہو گا۔ لوگ اللہ کی زمین پر خواہ شام میں ہوں، خواہ عراق، حجاز اور یمن میں ہوں امن میں ہوں گے، اصحاب علی اور شیعیان علی اپنی جان، مال، بیوی اور بچوں کے بارے میں امن میں ہوں گے۔ جہاں بھی ہوں گے"

معاویہ سے اس بات کا اللہ تعالیٰ کا عہد اور میثاق لیا جاتا ہے وہ چوری چھپے حسن بن علی اور آپ کے بھائی حسین اور نہ ہی اہل بیت رسول اللہ صلعم کے کسی فرد سے دھوکہ اور مکروفریب سے کام لے گا۔ اور ان میں کا جو فرد بھی کہیں موجود ہو اس پر کسی قسم کا خوف نہ ڈالا جائے گا۔ اس صلح نامہ پر فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں کی گواہی ثبت کی جاتی ہے۔ وکفیٰ باللہ شہیداً

پھر امام حسن علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا اے لوگو! تم اس بات کو جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ جل ذکرہٗ، عزاسمہٗ نے تمہیں میرے نانا کی وجہ سے ہدایت دی ہے۔ تمہیں گمراہی سے نکالا ہے اور تمہیں جہالت سے نجات دی ہے۔ ذلت کے بعد تمہیں عزت دی ہے۔ کم ہونے کے بعد تمہیں زیادہ کیا ہے۔ معاویہ نے میرے ساتھ حق کے بارے میں جھگڑا کیا ہے۔ وہ میرا حق ہے اس کا نہیں ہے۔ میں نے (صلح میں) اُمت کی اصلاح اور فتنہ کو ختم ہوتے دیکھا ہے۔ حالانکہ تم لوگوں نے میری بیعت اس بات پر کی تھی کہ تم اس سے صلح کرو گے جس سے میں صلح کروں گا اور تم اس سے جنگ کرو گے جس سے میں جنگ کروں گا۔ میں نے یہ مناسب دیکھا ہے کہ معاویہ سے صلح کر لوں۔ اپنے اور اس کے درمیان جنگ کو ختم کر دوں۔ اسی بنا پر میں نے اس سے صلح کر لی ہے اور میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ خون کا محفوظ رکھنا خون بہانے سے بہتر ہے۔ اس سے میرا مقصد تمہاری اصلاح اور بقا ہے۔ حضرت کی موت کا سبب یہ ہے کہ اشعث بن قیس کندی کی بیٹی جعدہ نے جو آپ کی بیوی تھی یزید بن معاویہ . . . . . کے چکمے میں آ کر کہ وہ آپ کو زہر دے دے اور یزید اس سے شادی کرے گا" یزید نے اس پلان کو مکمل کرنے کے لئے ایک لاکھ درہم خرچ کئے۔ جعدہ نے اسی پلان کو مکمل کر دیا۔ آپ چالیس

(۲۱) بیمار رہے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد جعدہ نے کسی شخص کو بھیج کر یزید سے وعدہ وفائی کا مطالبہ کیا یزید نے جواب میں کہا جب تم نے امام حسن سے وفا نہیں کی تو میرے ساتھ کیا وفا کرو گی؟

آپ کو زہر دے کر شہید کیا گیا۔ اس بات سے کئی متقدمین علما نے اتفاق کیا ہے۔ مثلاً قتادہ ابو بکر بن حفص متاخرین میں زین عراقی نے اس واقعہ کو شرح التقریب میں تحریر کیا ہے۔ حضرت رضی اللہ عنہ کی وفات ۵۰ھ میں واقعہ ہوئی۔ امام حسن نے فرمایا اے میرے بھائی (حسین) مجھے تین دفعہ زہر دیا گیا لیکن مجھے ایسا زہر کبھی نہیں دیا گیا امام حسین نے کہا، آپ کو کس نے زہر دیا؟ فرمایا اس سوال کرنے سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہیں، عرض کیا ہاں، فرمایا اس شخص کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا مجھے کئی دفعہ زہر دیا گیا ہے لیکن ایسا زہر کبھی نہیں دیا گیا۔ میں نے اپنے جگر کے ٹکڑے منہ سے اُگلے ہیں آپ دیکھئے کہ میں ان کو لکڑی سے ٹٹولتا تھا۔ امام حسینؓ نے کہا اے میرے بھائی آپ کو کس شخص نے زہر دیا ہے، فرمایا تم اس کو قتل کرنا چاہتے ہو؟ عرض کیا ہاں! اگر وہی شخص ہے جس کے متعلق میں گمان کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ زیادہ سخت بدلہ لینے والا ہے۔ اگر اس کے علاوہ کوئی آدمی ہے تو میری ذاتی رائے ہے کہ کسی شخص کو قتل نہ کیا جائے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر ۴۷ سال تھی۔ رسول اللہ صلعم کے ساتھ ۷ سال۔ اپنے والد ماجد کے ساتھ تین سال۔ چھ ماہ خلیفہ رہے۔ مدینہ میں ۹ سال چھ ماہ قیام فرمایا۔

فضائل اہل بیت میں وارد شدہ آیات

آیت نمبر ۱: انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ یہ آیت حضرت علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ عنکم اور یطھرکم میں مذکر ضمیر استعمال ہوا ہے۔

ابو سعید خدری نے کہا کہ یہ آیت پانچ اشخاص کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ نبی صلعم، علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور امام حسینؓ۔

ابن جریر نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا یہ آیت پانچ شخصوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میرے بارے میں، علیؓ، حسنؓ، حسینؓ اور فاطمہؓ کے بارے میں۔

طبرانی نے مرفوعاً روایت کی ہے اور مسلم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ان حضرات پر اپنی چادر ڈال کر یہ آیت تلاوت فرمائی اور اس بات کو صحیح قرار دیا کہ نبی صلعم نے ان حضرات پر چادر کو ڈالا تھا۔

اور فرمایا تھا اے میرے اللہ! یہ میرے اہل اور تیرے خاص بندے ہیں۔ ان سے ناپاک چیز کو دور رکھ اور ان کو پوری پوری طرح پاک و پاکیزہ بنا۔

ام سلمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان کے ساتھ شامل ہو جاؤں؟ فرمایا تم بھلائی پر قائم ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے تطہیراً کے بعد فرمایا میری اس سے جنگ ہے جس نے ان سے جنگ کی۔ میری اس سے صلح ہے جس نے ان سے صلح کی۔ اور میں ان کا دشمن ہوں جنہوں نے ان سے دشمنی رکھی۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ان پر چادر ڈال کر آپ نے چادر پر اپنا ہاتھ رکھکر فرمایا۔ اے میرے اللہ! یہ لوگ آل محمد ہیں تو اپنی صلوات اور برکات آل محمد پر نازل فرما۔ بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت حضرت ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلعم نے کسی آدمی کو بھیج کر ان حضرات کو بلوالیا۔ جب یہ حضرات تشریف لائے تو رسول اللہ صلعم نے ان پر چادر کو ڈال دیا۔ پھر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ بات فرمائی جو گزر چکی ہے۔

ایک دوسری روایت ہے کہ جب یہ حضرات آکر اکٹھے ہو گئے تو تب یہ آیت نازل ہوئی۔ اگر اس بات کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس کی تاویل یہ ہو گی کہ آیت دو مرتبہ نازل ہوئی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا اللھم ھؤلاء اھل بیتی اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیراً۔

ام سلمہ نے عرض کیا میں آپ کے اہل میں سے نہیں ہوں؟ فرمایا ہاں۔ آپ نے اس کو ان حضرات پر دعا ختم کرنے کے بعد داخل کیا۔

ایک روایت ہے کہ جب یہ لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے ان کے حق میں بہت لمبی دعا فرمائی۔ جو گزر چکی ہے۔

ایک اور صحیح روایت میں ہے کہ واثلہ بن اسقع نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم میں آپ کا اہل نہیں ہوں فرمایا تم میرے اہل میں سے ہو۔ بیہقی نے کہا کہ واثلہ بن اسقع کو اہل کے حکم میں تشبیہاً کہا گیا ہے تحقیقاً نہیں محب طبری نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آنحضرتؐ سے یہ فعل جناب ام سلمہؓ کے گھر میں کئی دفعہ اور حضرت فاطمہ کے گھر میں ایک دفعہ واقع ہو چکا ہے۔

امام حسن سے بھی یہ حدیث کئی طریقوں سے بیان ہوئی ہے اور بعض کی سند حسن ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہم وہ اہل بیت ہیں جن سے اللہ نے ناپاک چیز کو دور رکھا ہے اور ان کو کما حقہٗ پاک و پاکیزہ کیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ان حضرات کے ساتھ جبرائیل اور میکائیل داخل ہو گئے تھے۔ یہ ان حضرات کے بلند مرتبہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

ایک اور روایت میں ہے آنحضرت نے اس جملہ کے بعد فرمایا میری اس شخص سے جنگ ہے جس نے ان سے جنگ کی۔ میری اس شخص سے صلح ہے جس نے ان سے صلح کی۔ تمہیں یقین ہونا چاہیئے جس شخص نے میرے قرابت داروں کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بندہ مجھ پر ایمان نہیں لاتا حتیٰ کہ مجھے دوست رکھے اور مجھے دوست نہیں رکھتا حتیٰ کہ میرے قرابت داروں کو دوست رکھے اور آپ کے قرابت داروں کو اپنی جان کے برابر قرار دے۔ اس وجہ سے یہ بات بھی صحیح ہے کہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ اگر ان کا دامن پکڑ و گے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب خدا ہے دوسرے میری عترت ہے۔

آیت قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم کے بارے میں وارد ہے کہ ایک صبح کو رسول اللہ صلعم نے امام حسین کو اپنے سینہ سے لگایا اور امام حسن کے ہاتھ کو پکڑا۔ جناب فاطمہ آپ کے پیچھے چل رہی تھیں اور حضرت علی جناب سیدہ کے پیچھے تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو چادر کے نیچے تھے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو میدان مباہلہ میں تھے اور یہی وہ لوگ ہیں جو آیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت سے مراد ہیں۔

آیت نمبر ۲: ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے یہ بات تو معلوم کرلی ہے کہ آپ پر کس طرح سلام کریں اور آپ پر درود کس طرح پڑھیں۔ فرمایا، کہو، اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد۔

حاکم کی روایت میں ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اور آپ کے اہل بیت پر درود کس طرح بھیجیں فرمایا کہو۔ اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد

اس بات سے یہ دلیل ظاہر ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح آپ کی آل پر درود بھیجنے کا حکم اس آیت میں دیا گیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نفس ان حضرات میں قرار دیا ہے۔

رسول اللہ نے اپنی دعا میں چادر والے اصحاب کے حق میں کہا وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں

تو اپنی صلوات، برکات، رحمت، مغفرت اور رضامندی ال محمد پر اور ان پر نازل فرما۔" روایت میں کہا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ پر ادھوری صلوات نہ بھیجا کرو، انہوں نے کہا ادھوری صلوات سے کیا مراد ہے؟ فرمایا تم کہتے ہو اللھم صل علی محمد۔ پھر خاموش ہو جاتے ہو۔ بلکہ کہو اللھم صل علی محمد و آل محمد۔ علامہ دیلمی نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہر دعا روک دی جاتی ہے حتیٰ کہ محمدؐ اور آپ کی آل پر درود بھیجا جائے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے (یہ اشعار) بیان کئے :-

یا اھل البیت رسول اللہ حبکم	فرض من اللہ فی القرآن انزلہ
کفاکم من عظیم القدر انکم	من لم یصل علیکم لا صلوات لہ

اے اللہ کے رسول کے اہل بیت تم سے محبت رکھنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نازل کیا ہے۔

تمہاری منزلت کی بلندی کے لئے اتنا کافی ہے کہ جو شخص تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

آیت نمبر ۳: سَلَامٌ عَلٰی آلِ یٰسین

مفسرین کی ایک جماعت نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ سلام ہو آل محمد پر۔

امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے اہل بیت آپ کی پانچ چیزوں میں شریک ہیں۔ نبی صلعم کے لئے فرمایا السلام علیک ایھا النبی۔ اے نبی تم پر سلام ہو۔ (اہل بیت کے حق میں فرمایا) سلام علی آل یٰسین۔ یٰسین (محمد) کی آل پر سلام ہو۔ نماز کے تشہد میں محمد اور آل محمد برابر کے شریک ہیں۔ طہارت میں شریک ہیں (رسول اللہ کے حق میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا طٰہٰ یا طاہر، اے پاک (محمد) اہل بیت کے حق میں اللہ تعالیٰ نے کہا یطھرکم تطھیرا۔ تمہیں کما حقہ پاک و پاکیزہ کیا۔ محمدؐ اور آل محمد صدقہ کی حرمت میں برابر کے شریک ہیں اور محبت رکھنے کے بارے میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم کے حق میں فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور اہل بیت کی شان میں فرمایا قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ

آیت ۴: دیلمی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا وقفوھم انھم مسئولون۔ (ان لوگوں کو ٹھہراؤ ان سے سوال کیا جائے گا) علی کی ولایت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

علامہ واحدی نے کہا کہ انہم مسؤلون سے ولایت علی اور اہل بیت کی ولایت سے سوال کرنا مقصود ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ذوالقربیٰ سے محبت کرنا فرض قرار دیا ہے اور امت سے اس بات کا قیامت کے روز مطالبہ کیا جائے گا۔ اس بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث مسلم نے زید بن ارقم کی روایت سے بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہم لوگوں میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ اے لوگو! میں تمہاری مانند بشر ہوں۔ عنقریب میرے پاس میرے رب عز و جل کا ایلچی آئے گا۔ میں اس کی دعوت کو قبول کر لوں گا۔ میں تم لوگوں میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ پہلی اللہ عز و جل کی کتاب ہے جو نور اور ہدایت پر مشتمل ہے۔ اللہ عز و جل کی کتاب کو پکڑو اور اس پر عمل کرو۔ آپ نے کتاب خدا کے پکڑنے اور اس پر عمل کرنے کی سخت تاکید فرمائی۔ پھر فرمایا (دوسرے) میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ تعالیٰ یاد دلاتا ہوں۔ آپ نے ایسا تین مرتبہ فرمایا۔ زید سے دریافت کیا گیا کہ آنحضرتؐ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی عورتیں اہل بیت میں شامل نہیں ہیں؟ کہا ہاں! آپ کی عورتیں بھی اہل بیت میں شامل ہیں لیکن (حقیقی) اہل بیت وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے صدقہ حرام قرار دیا ہے۔ آپ سے دریافت کیا گیا وہ کون حضرات ہیں؟ کہا وہ آل علی، آل جعفر، آل عقیل اور آل عباس ہیں۔ کہا کیا ان لوگوں پر صدقہ حرام ہے؟ کہا ہاں۔

ترمذی نے حسن غریب لکھ کر حدیث بیان کی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑنے والا ہوں اگر ان کا دامن پکڑو گے تو میرے بعد ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک ان میں دوسری سے بڑی ہے۔ کتاب خدا ہے جو رسی کی طرح آسمان سے لے کر زمین تک کھچی ہوئی ہے اور میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہوں گے۔ دیکھو ان دونوں کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو۔"

امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ عنقریب مجھے بلایا جائے گا اور میں جواب دوں گا (انتقال کر جاؤں گا) میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں ایک کتاب خدا ہے جو رسی کی طرح آسمان سے لے کر زمین تک کھچی ہوئی ہے۔ میری عترت میرے اہل بیت ہیں۔ دیکھو تم ان دونوں کے متعلق میرا کیا لحاظ رکھتے ہو؟ اس حدیث کا سلسلہ روایت لیا ہے جس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔

ایک حدیث میں یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے یہ بات آخری حج کے موقعہ پر غدیر خم کے مقام پر ارشاد فرمائی۔ اسی طرح مسلم نے زید بن ارقم سے حدیث بیان کی ہے۔

ایک دوسری صحیح روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں تم میں دو امر چھوڑنے والا ہوں۔ اگر تم ان کی پیروی کروگے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ وہ دونوں کتاب خدا اور میری عترت میرے اہل بیت ہیں۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میں ان دونوں کے متعلق قیامت کے روز سوال کروں گا (اہل بیت) ان کے آگے بڑھنا ورنہ ہلاک ہو جاؤگے۔ ان کو تعلیم نہ دینا۔ یہ تم سے زیادہ عالم ہیں۔ تمہیں علم ہونا چاہیئے کہ حدیث تمسک بالثقلین کے روات کے بہت سے طریقے ہیں۔ بیس اصحابیوں سے زیادہ حضرات نے اس کو روایت کیا ہے۔ بعض سلسلہ روات میں یہ ہے کہ اس بات کو رسول اللہ صلعم نے عرفہ کے مقام پر فرمایا اور ایک اور سلسلہ روات میں ہے کہ خم غدیر کے مقام پر فرمایا۔ ایک اور سلسلہ میں ہے کہ آپ نے اپنے مرض الموت کے وقت مدینہ میں فرمایا جب اصحاب سے (آپ کا) حجرہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ایک سلسلہ روایت میں ہے کہ آپ نے اس بات کو اپنی بیماری آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ ایک اور سلسلہ روایات میں ہے کہ آپ نے طائف سے واپسی کے وقت خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ اس بات میں کوئی منافات اور مانع موجود نہیں کہ آپ نے لوگوں پر بار بار اس چیز کو کئی مقامات پر بیان کیا۔ اس سے کتاب عزیز اور عترت طاہرہ کی بلندئ شان مقصود تھی۔

طبرانی نے ابن عمر سے ایک حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے جو آخری الفاظ تھے وہ یہ تھے "میرے اہل بیت میں میرا خیال رکھنا"

طبرانی کی ایک دوسری روایت اور ابوالشیخ کی روایت میں ہے کہ اللہ عزوجل کے نزدیک تین چیزیں صاحب عزت ہیں جس شخص نے ان کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ اس کے دین اور اس کی دنیا کی حفاظت کرتا ہے۔ لوگوں نے کہا وہ کیا چیزیں ہیں؟ فرمایا اسلام کی عزت، میری عزت اور میری رحم (قرابتداروں) کی عزت۔

بخاری کی روایت میں صدیق (ابوبکر) کی روایت ہے۔ آپ نے کہا اے لوگو! محمد کی نگہبانی اس کے اہل بیت میں کرو۔ یعنی اہل بیت کے معاملہ میں محمد کی حفاظت کرو اور ان حضرات کو کوئی اذیت نہ دو"

ابن سعد اور ملا نے سیرت میں حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میرے اہل بیت کے متعلق ایک دوسرے کو وصیت کرتا ہوں ان کے بارے میں تم سے کل جھگڑا کروں گا۔ جس شخص کا میں مدمقابل ہوں گا اس سے مزید جھگڑا کروں گا۔ اور جس کا میں مدمقابل ہوں گا ▪▪ آگ میں داخل ہوگا۔ فرمایا جس شخص نے میرے اہل بیت کے بارے میں میرا لحاظ رکھا بے شک اس نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ لے لیا۔

ابن سعد نے دو حدیثیں بیان کی ہیں۔ پہلی یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا، میں اور میرے اہل بیت جنت

میں ایک درخت ہوں گے جس کی شاخیں دنیا میں ہوں گی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف راستہ چلنا چاہے وہ ان سے تمسک کرے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہر زمانہ میں میری امت میں میرے اہل بیت کے انصاف پسند افراد موجود ہوں گے جو اس دین سے گمراہوں کی تحریف غلط کاروں کی آرا اور جاہلوں کی تشریح کو دور کریں گے۔ تمہیں یقین ہونا چاہیئے کہ تمہارے آئمہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف لے جائیں گے۔ غور و فکر کرو کہ تم کس کے ساتھ جا رہے ہو۔"

امام احمد بن حنبل نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے دانائی کو ہم اہل بیت میں قرار دیا ہے۔

ایک حسن حدیث میں روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تمہیں یقین ہونا چاہیئے کہ میرا خزانہ اور میری جا گاہ میرے اہل بیت اور انصار ہیں۔ ان کے نیکوکار کی بات قبول کرلو اور ان کے گنہگار سے درگزر کرو۔

آیت نمبرہ: واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا

علامہ ثعلبی اپنی تفسیر میں اس آیت کے متعلق امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم لوگ اللہ کی رسی ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا و لا تفرقوا۔ آپ کے دادا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کو تلاوت فرمایا، یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔ آپ نے ایک طویل دعا مانگی جو صادقین کے درجات اور بلند درجات کی طلب پر مشتمل تھی۔ اور ان تکالیف کا ذکر تھا جس میں آپ مبتلا تھے۔ اور ان بدعت نواز لوگوں کا ذکر تھا جو شجرہ نبویہ کے آئمہ دین کو چھوڑ گئے تھے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا بعد میں آنے والے ہمارے امر میں کوتاہی کرتے ہوئے دنیا سے چلے گئے، ان لوگوں نے اپنے نظریات کا دارومدار قرآن کی متشابہ آیات پر رکھا اور انہوں نے (قرآنی آیات کی تفسیر) اپنی رائے سے کی اور صحیح احادیث پر بہتان باندھا۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا اس امت کے نشانات مٹ گئے ہیں امت اختلاف اور فرقہ بندی میں گرفتار ہو گئی ہے۔ ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ عائد کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ماجاءتھم البینات۔ کتاب کے مالک و وارث ہی حجت کی تبلیغ اور آیات کی تفسیر کرسکتے ہیں۔ یہ لوگ ہدایت کرنے والے آئمہ کے فرزند ہیں۔ تاریکی کے چراغ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حجت پکڑی۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو حجت کے بغیر آوارہ نہیں چھوڑ دیا۔ ان لوگوں کا جاننا اور ان کو پانا شجرہ مبارکہ کی شاخوں

سے حاصل ہو سکتا ہے جو صفوت کے بقیہ افراد ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے نجاست کو دور رکھا ہے اور ان کو کماحقہ پاک و پاکیزہ بنایا ہے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کو آفات سے بری رکھا ہے۔ اور ان کی محبت کو کتاب (قرآن) میں فرض قرار دیا ہے۔

آیت ۶: ام یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ۔

ابوالحسن بن مغازی نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں حدیث روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا خدا کی قسم ہم وہ لوگ ہیں جن پر حسد کیا گیا۔

آیت نمبر ۱۷ وما کان اللہ معذبھم وانت فیھم

رسول اللہ صلعم نے اس آیت کے مطلب کے متعلق اپنے اہل بیت کی طرف اشارہ کیا ہے (اور فرمایا ہے) کہ یہ حضرات زمین والوں کے لئے امان کا باعث ہیں جس طرح رسول اللہ لوگوں کے لئے امان کا باعث ہیں اور اس بارے میں بہت احادیث وارد ہوئی ہیں (فرمایا) ستارے آسمان والوں کے لئے امان کا باعث ہیں اور میرے اہل بیت میری اُمت کے لئے امان کا باعث ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میرے اہل بیت زمین والوں کے لئے امان ہیں۔ جب میرے اہل بیت ختم ہو جائیں گے تو زمین والوں پر آیات (بلیات) کا آنا شروع ہو جائے گا۔ جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔

امام احمد بن حنبل نے ایک حدیث بیان کی ہے کہ (رسول اللہ نے) فرمایا ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت زمین والوں کے لئے امان ہیں جب ستارے ختم ہو جائیں گے آسمان والے ختم ہو جائیں گے اور جب میرے اہل بیت ختم ہو جائیں گے زمین والے ختم ہو جائیں گے۔

ایک اور روایت ہے جس کو امام حاکم نے بخاری اور مسلم کی شرائط پر صحیح قرار دیا ہے۔ آسمان والوں کے لئے ستارے امان ہیں اور میرے اہل بیت زمین والوں کے غرق ہونے کے بارے میں امان کا باعث ہیں۔ میرے اہل بیت میری امت کے اختلاف کے لئے امان کا باعث ہیں۔ جب عرب کا ایک قبیلہ ان سے اختلاف کرے گا تو لوگ اختلاف میں پڑ جائیں گے۔ اور یہ لوگ ابلیس کا گروہ بن جائیں گے۔ کئی طریقوں سے یہ حدیث بیان ہوئی جو ایک دوسرے سے زیادہ قوی ہیں۔ میرے اہل بیت کی مثال تم میں کشتی نوح کی مانند ہے۔ جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جس نے اس کو چھوڑ دیا ہلاک ہو گیا تھا۔

مسلم کی روایت میں ہے جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ غرق ہو گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ میرے اہل بیت کی مثال تم میں بنو اسرائیل کے باب حطہ کی مانند ہے، جو اس سے داخل ہوا تھا اس کو بخش دیا گیا تھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے محض نبی صلعم کی وجہ سے مخلوق کو پیدا کیا تھا اور دنیا کی بقا کو اہل بیت کی بقا کے ساتھ موقوف قرار دیا ہے ۔ حضرات اہل بیت رسول اللہ صلعم کے ساتھ پانچ چیزوں میں شریک ہیں ۔ رسول اللہ نے ان کے حق میں فرمایا اے میرے اللہ! یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں ۔ ایک واسطہ سے یہ لوگ رسول اللہ کے جگر کا ٹکڑا ہیں کیونکہ ان حضرات کی ماں جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ کے جگر کا ٹکڑا ہیں ۔ امان کے بارے میں رسول اللہ کے قائم مقام ہیں ۔ ان حضرات کو کشتی نوح کے ساتھ تشبیہ دینے کا مقصد یہ ہے کہ جس شخص نے ان کو دوست رکھا اور ان کی تعظیم کی اور ان حضرات کے علماء سے ہدایت حاصل کی ۔ وہ شخص مخالفت تاریکی سے نجات پا گیا ۔ اور جس شخص نے ان کو چھوڑ دیا وہ کفران نعمت کے سمندر میں غرق ہوا اور سرکشی کے جنگل میں ہلاک ہوا ۔

حدیث وارد ہوئی ہے کہ میرے اہل بیت حوض پر اس طرح وارد ہوں گے اور میری امت کے جس شخص نے ان کو دوست رکھا وہ دونوں سبابہ انگلیوں کی مانند ہوگا ۔ اور اس بات کی یہ حدیث گواہی دیتی ہے کہ انسان اس کے ساتھ ہوگا جس کو وہ دوست رکھتا ہوگا ۔

باب حطہ سے تشبیہ کا مقصد یہ ہے (بنو اسرائیل کو) جس دروازے سے تواضع اور استغفار سے داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا ۔ اس دروازے کا نام اریحا یا بیت المقدس کا دروازہ تھا ۔ اس صورت سے ان کی مغفرت موقوف تھی اور اس امت کی مغفرت اہل بیت سے محبت کرنے پر موقوف ہے ۔

آیت نمبر ۹ : وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا ثم اھتدیٰ

ثابت بنانی انس سے روایت کرتے ہیں کہ اھتدیٰ سے مراد اہل بیت علیہم السلام کی ولایت کی طرف ہدایت کرنا ہے ۔ ابو جعفر امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے ۔

دیلمی نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میری بیٹی کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا کہ اللہ نے آپ کو اور آپ کی اولاد اور آپ کے محبین کو آگ سے نجات دی ہے ۔

احمد نے حدیث بیان کی ہے کہ نبی صلعم نے حسنین علیہم السلام کے ہاتھوں کو پکڑ کر فرمایا جس نے مجھے دوست رکھا اور ان دونوں کو دوست رکھا اور ان دونوں کے باپ اور ماں کو دوست رکھا وہ شخص قیامت کے روز میرے درجے میں ہوگا ۔ نیز اس حدیث کو ترمذی نے بیان کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں ، "وہ شخص میرے ساتھ جنت میں ہوگا"۔

ابن سعد نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے خبر دی ہے کہ جو شخص سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا وہ میں ہوں گا ۔ علی، فاطمہ، حسن اور حسین ہوں گے ۔ میں نے عرض کیا ۔

یارسول اللہ ہم سے محبت کرنے والوں کا کیا ہوگا ؟ فرمایا وہ ہمارے پیچھے ہوں گے۔

طبرانی نے روایت کی ہے کہ بصرہ کی لڑائی کے روز حضرت علی کے پاس چاندی اور سونا موجود تھا۔ آپ نے فرمایا اے سفید (چاندی) اے زرد (سونا) شام والوں کو دھوکہ دے۔ جب وہ لوگ ظاہر ہوئے تو آپ نے اپنی بات کو ختم کر دیا۔ لوگوں نے آپ سے اس کا سبب دریافت کیا حضرت علی نے فرمایا میرے دوست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! عنقریب تم اللہ تعالیٰ کے پاس آؤ گے اور تیرے شیعہ اللہ سے راضی ہوں گے اور وہ ان سے راضی ہوگا۔ اور تم سے دشمنی رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے پاس ایسی حالت میں آئیں گے کہ وہ ان پر ناراض ہوگا۔ اور ان کے سر اُلٹے ہوئے ہوں گے پھر حضرت علی نے اپنا ہاتھ اپنی گردن پر رکھ دیا اور ان کو اپنی گدی دکھائی۔

آیت نمبر ۹: فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين۔

علامہ زمخشری نے کشاف میں تحریر کیا ہے۔ اصحاب کساء کی فضیلت پر اس سے زیادہ قوی اور کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔ اور یہ لوگ علی، فاطمہ، حسنؑ اور حسینؑ ہیں، جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی صلعم نے ان حضرات کو بلایا۔ آپ نے امام حسین کو اٹھایا، امام حسن کے ہاتھ کو پکڑا۔ جناب فاطمہ آپ کے پیچھے تشریف لے چلیں اور حضرت علی سیدہؑ کے پیچھے تشریف لے چلے۔ بس یہ بات معلوم ہوئی کہ اس آیت سے مراد یہ حضرات ہیں اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اولاد فاطمہ اور اس کی ذریت رسول اللہ صلعم کے فرزند ہیں اور رسول اللہ صلعم کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ یہ نسبت صحیح دنیا اور آخرت میں نفع دینے والی ہے۔ حدیث صحیح رسول اللہ صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے منبر پر ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کی رحم اس کی قوم کو قیامت کے روز کوئی فائدہ نہ دیگی فرمایا بلی خدا کی قسم میری رحم دنیا اور آخرت میں ملی ہوئی ہے۔ اے لوگو! میں تمہیں حوض پر ملوں گا۔

حاکم نے ایک روایت صحیح قرار دے کر بیان کی ہے۔ رسول اللہ صلعم کو یہ بات معلوم ہوئی۔ کہ ایک کہنے والے نے بریدہ کو رسول اللہ صلعم کی خادمہ کے متعلق کہا۔ کہ محمد تمہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے کوئی فائدہ نہ دیں گے۔ رسول اللہ صلعم نے خطبہ میں فرمایا قوموں کو کیا ہو گیا ہے۔ جو یہ کہتے ہیں، کہ میری صلہ رحمی کوئی نفع نہ دے گی۔ بلکہ میری صلہ رحمی حا اور حکم کو بھی فائدہ دے گی۔ یہ یمن کے دو قبیلے ہیں۔ میں سفارش کروں گا اور میری سفارش منظور ہوگی۔ حتیٰ کہ جس کی میں سفارش کروں گا۔ وہ خود سفارش کرے گا اور اس کی سفارش منظور کی جائے گی۔ حتیٰ کہ ابلیس کو سفارش کے متعلق لالچ پیدا ہو جائیگی۔

دارقطنی نے حدیث بیان کی ہے کہ حضرت علی نے شوریٰ کے دن شوریٰ والوں سے احتجاج کیا تھا اور ان سے فرمایا تھا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ صلہ رحم کے لحاظ سے تم میں سے کوئی آدمی مجھ سے زیادہ رسول اللہ صلعم کے قریب تھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے سوا آپ کا نفس قرار دیا ہو۔ میرے بیٹوں کو اس کے بیٹے اور میری عورت کو اس کی عورت قرار دیا ہو؟" انہوں نے کہا نہیں۔

طبرانی نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اللہ عزوجل نے ہر نبی کی اولاد اس کی اپنی صلب میں قرار دی ہے۔ اور میری اولاد کو علی بن ابی طالب کی صلب میں قرار دیا ہے۔

ابوالخیر حاکمی اور صاحب کنزالمطالب فی مناقب بن ابی طالب نے تحریر کیا ہے کہ حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کی خدمت میں عباس بھی موجود تھے۔ آپ نے سلام کیا۔ رسول اللہ نے آپ کو سلام کا جواب دیا۔ رسول اللہ کھڑے ہو گئے اور آپ کو گلے لگایا۔ اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور اپنی داہنی جانب بٹھایا۔ عباس نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ فرمایا اے چچا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ اس کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد کو خود اس کی صلب میں قرار دیا ہے اور میری اولاد کو اس کی صلب میں قرار دیا ہے۔

صاحب کنزالمطالب نے یہ عبارت اضافہ کی ہے کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو لوگ اپنی ماؤں کے نام سے بلائے جائیں گے۔ اس سے ان کی پردہ پوشی مقصود ہوگی۔ مگر یہ شخص (علی) اور اس کی اولاد کو ان کے باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔ کیونکہ ان کی ولادت درست ہوگی۔"

ابو یعلیٰ اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہر ماں کی اولاد اپنے عصبہ (جد) کی طرف منسوب ہوتی ہے مگر اولاد فاطمہ کا میں ولی ہوں اور میں ان کا عصبہ (جد) ہوں۔

آیت نمبر ۱۰: ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ

قرطبی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضامندی یہ ہے کہ آپ کے اہل بیت میں سے کوئی فرد بھی آگ میں داخل نہ ہو۔"

حاکم نے صحیح قرار دے کر حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے رب نے میرے اہل بیت کے بارے میں مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ ان میں سے جو شخص بھی توحید کا اقرار کرے گا۔ اور تبلیغ کے امور کو انجام دے گا۔ اللہ تعالیٰ کل کو اس کو عذاب نہیں دے گا۔"

ملا نے سیرت میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میرے اہلبیت

میں سے کوئی آدمی آگ میں داخل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میری بات کو منظور فرمالیا تھا۔"

امام احمد بن حنبل نے مناقب میں بیان کیا ہے کہ رسول نے فرمایا اے گروہ اولاد ہاشم قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا۔ اگر میں نے جنت کے دروازے کی زنجیر کو پکڑا تو (داخل کرنے کے لیے) سب سے پہلے تم سے ابتداء کروں گا۔

طبرانی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا سب سے پہلے جو افراد میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے وہ میرے اہل بیت اور میری امت کے وہ اشخاص ہوں گے جو مجھے دوست رکھتے ہوں گے۔

ملخص ذہبی، طبرانی اور دار قطنی نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اپنی امت کے جن اشخاص کی سفارش کروں گا وہ میرے اہل بیت ہوں گے۔ پھر قریش میں سے قریب سے قریب، پھر انصار، پھر وہ شخص جو اہل یمن میں سے مجھ پر ایمان لایا ہوگا اور میری پیروی کی ہوگی۔ پھر تمام عرب، پھر عجم اور جس شخص کی میں سب سے پہلے سفارش کروں گا وہ افضل ہوگا۔"

بزاز اور طبرانی اور ان دونوں کے علاوہ حدیث بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں سب سے پہلے اپنی امت کے جن شخصوں کی سفارش کروں گا وہ مدینہ والے ہوں گے، پھر مکہ اور اس کے بعد طائف والے ہوں گے۔

تمام بزار، طبرانی اور حافظ ابونعیم نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: حضرت فاطمہ نے اپنے نفس کو محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اولاد پر آگ کو حرام قرار دیا۔"

حافظ ابونعیم اور ابوالقاسم دمشقی نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے فاطمہ! تمہارا نام فاطمہ کیوں رکھا گیا؟ حضرت علی نے عرض کیا یارسول اللہ فاطمہ کیوں رکھا گیا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کی اولاد کو آگ سے نجات دی ہے۔

غسانی نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہیں جن کو حیض آتا ہے نہ نفاس، اللہ تعالیٰ نے فاطمہ اس کا نام اس لیے رکھا ہے اللہ نے اس کو آگ سے الگ رکھا ہے اور اس کو آگ سے نجات دی ہے۔

طبرانی نے ثقہ رجال کی سند سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری اولاد کے کسی فرد کو عذاب نہ دے گا۔" نیز حدیث ابن عباس سے وارد ہوئی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے عباس اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری اولاد کے کسی فرد کو عذاب نہ دے گا۔" اور

صحیح حدیث وارد ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے اولاد ہاشم! میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ وہ تمہیں رحم کرنے والا اور شرافت والا قرار دے۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ تمہارے گمراہ شخص کو ہدایت عطا کرے اور تم میں سے ڈرے ہوئے فرد کو امن دے اور تمہارے بھوکے کو سیراب کرے۔

دیلمی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہم لوگ اولاد عبدالمطلب جنت والوں کے سردار ہیں۔ میں ہوں، حضرت حمزہ ہیں۔ حضرت علی ہیں، حضرت جعفر ہیں، حضرت حسن ہیں، حضرت حسین ہیں اور حضرت مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہیں۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لوگوں کے حسد کی شکایت کی فرمایا اے علی تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم ان چار اشخاص میں سے ہو جو جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے، ایک میں ہوں گا، تم ہو گے، حسن ہوں گے اور حسین ہوں گے اور ہماری عورتیں ہمارے دائیں اور بائیں ہوں گی اور ہماری اولاد ہماری عورتوں کے پیچھے ہوگی۔

امام احمد بن حنبل نے مناقب میں بیان کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا (اے علی) تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے ساتھ جنت میں ہو گے، حسن، حسین اور ہماری اولاد ہمارے پیچھے ہو گی۔ اور ہماری عورتیں ہماری اولاد کے پیچھے ہوں گی اور ہمارے شیعہ ہمارے دائیں اور ہمارے بائیں ہوں گے

طبرانی نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے حضرت علی سے فرمایا چار شخص جنت میں پہلے داخل ہوں گے ہیں، تم، حسن، اور حسین ہوں گے، ہماری اولاد ہمارے پیچھے ہو گی، ہماری عورتیں ہماری اولاد کے پیچھے ہوں گی اور ہمارے شیعہ ہمارے دائیں ہوں گے"۔ اس بات کے ثبوت کے لئے وہ صحیح حدیث کافی ہے جو ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کی اولاد کو مومن کے درجہ میں بلند کرے گا۔ اگرچہ اس کی اولاد اس سے عمل میں کم ہو گی۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنابھم ذریتھم۔

دیلمی نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی! اللہ تعالیٰ نے تجھے تیری اولاد، تیرے فرزندوں، تیرے شیعوں اور تیرے شیعوں کے دوستوں کو بخش دیا ہے۔ تجھے بشارت ہو کہ تم انزع بطین ہو اور تیرے شیعہ حوض پیاسی حالت میں وارد ہوں گے کہ سیر و سیراب ہوں گے اور تمہارے چہرے روشن ہوں گے اور تیرے دشمن میرے پاس حوض پر اس حالت میں آئیں گے کہ پیاسے ہوں گے اور ان کی گردنیں اٹھی ہوئی ہوں گی۔

آیت ۱۱۔ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خیر البریۃ۔

حافظ جمال الدین محمد بن یوسف زرندی مدنی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلعم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی! تم اور تمہارے شیعہ خیر البریہ ابہترین مخلوق ہیں۔ قیامت کے روز تم اور تمہارے شیعہ اس حالت میں آئیں گے کہ وہ (اللہ سے) راضی ہونگے (اور اللہ) ان سے راضی ہوگا اور تیرے دشمن اس حالت میں وارد ہوں گے کہ (اللہ تعالیٰ) ان پر غضبناک ہوگا۔ عرض کیا۔ میرا دشمن کون ہے؟ فرمایا جس نے تم پر تبرا کیا اور تم پر لعن کیا۔

آیت ۱۲۔ وعندہ لعلم الساعۃ

مقاتل بن سلیمان اور اسی کا اتباع کرنے والے مفسرین نے کہا کہ یہ آیت حضرت مہدی (عجل اللہ فرجہا) کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

آیت ۱۳۔ وعلی الاعراف رجال یعرفون کلاً بسیماھم

علامہ ثعلبی نے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اعراف وہ جگہ ہے جو پل صراط سے بلند ہے۔ اس پر عباس، حمزہ، علی اور جعفر ذوالجناحین تشریف فرما ہوں گے۔ یہ حضرات اپنے دوستوں کو ان کے چہرے کی سفیدی اور اپنے سے بغض رکھنے والوں کو ان کے چہرے کے سیاہ پن سے پہچانیں گے۔

آیت ۱۴۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربٰی ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیھا حسناً وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السیاٰت دیلیم ملتقلو

امام احمد بن حنبل، طبرانی، ابن ابی حاتم اور حاکم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کے قرابت دار کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے، فرمایا۔ علی، فاطمہ اور ان دونوں کے فرزند ہیں۔

ابو الشیخ وغیرہ نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہم میں آیت آل حم ہے۔ جو ہماری مودت ہے جو اس میں بیان کی گئی ہے اس کو ہر مومن یاد رکھے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربٰی

حاکم اور طبرانی حسن بن حسن سبط سے روایت کرتے ہیں اور اس حدیث کے بعض سلسلہ روات حسان ہیں۔ آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا اس کا ایک حصہ یہ ہے کہ آپ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا:۔
واتبعت ملۃ آبائی ابراھیم واسحاق الایۃ۔ میں نے اپنے باپ ابراہیم، اور

اسحاق کی ملت کی پیروی کی ہے۔ پھر فرمایا میں بشارت دینے والے کا فرزند ہوں۔ میں ڈرانے والے کا فرزند ہوں۔ میں روشن چراغ کا فرزند ہوں اور میں ان اہل بیت کا ایک فرد ہوں جن سے محبت اور دوستی کرنا اللہ عز وجل نے فرض مقرر کیا ہے اور کہا ہے "قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربٰی و من یقترف حسنۃ نزد لہ فیہا حسنا، نیکی حاصل کرنا ہم اہل بیت سے محبت کرنا ہے"

طبرانی نے بیان کیا ہے کہ جب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اپنے باپ امام حسین علیہ السلام کے قتل ہونے کے بعد قید ہو کر شہر دمشق کے ایک پڑاؤ پر ٹھہرائے گئے استمگران شام میں سے ایک ستمگر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے تم لوگوں کو قتل کر دیا ہے اور فتنہ کی سینگ کو ختم کر دیا ہے فرمایا تم نے اس آیت کو تلاوت نہیں کیا۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربٰی اس نے کہا وہ لوگ آپ ہیں؟ فرمایا ہاں!

و من یقترف حسنۃ نزد لہ فیہا حسنا کی تفسیر میں علامہ ثعلبی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حسنہ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ (و آلہ) وسلم کی آل کے ساتھ محبت رکھنا ہے۔

ثعلبی اور بغوی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب آیت قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربٰی نازل ہوئی تو قوم نے کہنا شروع کر دیا کہ آپ ہمیں اپنے بعد اپنے قرابت داروں کی محبت پر برانگیختہ کرتے ہیں۔ جبرائیل نے آگاہ کیا کہ وہ لوگ نبی صلعم پر اتہام لگاتے ہیں اور یہ آیت نازل ہوئی۔ ام یقولون افترٰی علی اللہ الایۃ ۔ قوم نے کہا یا رسول اللہ آپ سچے ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہٖ ۔ اللہ وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے ۔

قرطبی وغیرہ نے سری سے روایت کی ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق روایت کی ہے ان اللہ لغفور شکور یعنی آل محمد صلی اللہ علیہ (و آلہ) وسلم کے گناہوں کو بخشنے والا ہے اور ان نیکیوں پر ان کا شکریہ کرنے والا ہے ۔

ملا نے سیرت میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر میری رسالت کی مزدوری یہ مقرر کی ہے کہ تم قربیٰ سے محبت کرو اور اس محبت کے بارے میں کل تم سے سوال کروں گا۔

آیت ۱۵:۔ ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمٰن ودًا

حافظ سلفی نے محمد بن حنفیہ سے آیت کی تفسیر کے بارے میں روایت کی ہے کہ کوئی مومن باقی نہیں رہیگا

حتی کہ اس کے دل میں حضرت علی اور اس کے اہل بیت کی محبت ہو گی۔

صحیح حدیث رسول اللہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے محبت کرو وہ تمہیں غذا کی نعمت عطا کرتا ہے اور اللہ عزوجل کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو اور میرے اہل بیت کو مجھ سے محبت کرنے کی وجہ سے محبت کرو۔

بیہقی اور ابو الشیخ نے ابن حبان اور دیلمی سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ بندہ اس وقت تک ایمان والا نہیں ہوتا حتی کہ میں اس کے نزدیک اس کے نفس سے زیادہ محبوب قرار پاؤں۔ اور میری عترت اس کے نزدیک اس کی عترت سے زیادہ محبوب ہو اور اس کے نزدیک میرے اہل اس کے اہل سے زیادہ محبوب ہوں۔ اور میری ذات اس کے نزدیک اس کی ذات سے زیادہ محبوب ہو

دیلمی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اپنی اولاد کی تین باتوں پر تربیت کرو۔ اپنے نبی سے محبت کرنا اور نبی کے اہل بیت سے محبت کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔

یہ بات صحیح ہے کہ عباس نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں اس بات کی شکایت کی تھی کہ وہ جب قریش سے ملتے ہیں تو وہ آپ سے ترش روئی سے پیش آتے ہیں۔ اور ملاقات کے وقت اپنی بات ختم کر دیتے ہیں یہ سن کر رسول اللہ سخت ناراض ہوئے حتی کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ انسان کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو گا۔ حتی کہ تم لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی خاطر دوست رکھے۔

ایک صحیح روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ قوموں کو کیا ہو گیا ہے۔ آپس میں باتیں کرتے ہوتے ہیں۔ جب میرے اہل بیت کے کسی شخص کو دیکھتے ہیں تو اپنی بات کو ختم کر دیتے ہیں۔ خدا کی قسم انسان کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو گا۔ حتی کہ ان کو اللہ کی خاطر اور ان سے میری قرابت داری کی وجہ سے دوست نہ رکھے۔ ابولہب کی دختر ہجرت کر کے مدینہ میں آگئی تو اسے کہا گیا کہ تم کو تمہاری ہجرت کوئی فائدہ نہ دے گی، تم جہنم کی لکڑیاں اٹھانے والے کی بیٹی ہو۔ اس نے اس بات کا ذکر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں کر دیا۔ رسول اللہ کی ناراضگی بڑھ گئی۔ آپ نے اپنے منبر پر فرمایا، قوموں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ مجھے میرے نسب اور میرے صاحبان رحم کے بارے میں تکلیف دیتے ہیں۔ تمہیں یقین ہونا چاہیے جس شخص نے میرے صاحبان رحم کو اذیت دی، اس نے مجھے اذیت دی۔ اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی۔

قریب قریب ان الفاظ سے ابوعاصم الطبرانی ابن مندہ اور بیہقی نے اس حدیث کو بیان کیا

ہے کہ ایک روایت میں اس عورت کا نام درہ اور دوسری میں اس کا نام سبیعہ تھا۔ یا تو دونوں اس کے نام تھے یا ایک لقب تھا دوسرا نام تھا یا دو عورتوں کے نام تھے اور واقعہ کئی بار بیان ہوا ہو۔

بریدہ کا واقعہ بھی اسی طرح ہے۔ آپ حضرت علی کے ساتھ یمن میں تھے اور حضرت علی سے ناراض ہو کر مدینہ آئے اور حضرت کی شکایت کرنے کا ارادہ تھا کہ آپ نے خمس سے ایک لونڈی لے لی ہے۔ (مدینہ کے لوگوں نے) کہا کہ آپ کی شکایت رسول اللہ سے کر دیجئے تاکہ علی رسول اللہ صلعم کی نگاہوں میں گر جائیں۔ رسول اللہ صلعم دروازے کے عقب سے سُن رہے تھے۔ آپ ناراضگی کے عالم میں باہر تشریف لائے۔ فرمایا ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ علی سے بغض رکھتے ہیں، جس شخص نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ جس نے علی کو چھوڑا اس نے مجھے چھوڑا۔ علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ وہ میری مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور میں ابراہیم کی مٹی سے پیدا کیا گیا ہوں اور میں ابراہیم سے افضل ہوں۔ بعض اولاد بعض اولاد سے افضل ہوتی ہے۔ اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے بریدہ! علی کا اس لونڈی سے زیادہ حصہ تھا۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہم اہل بیت کی محبت کو لازم پکڑو۔ اور جو شخص ہم لوگوں سے محبت رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ملے گا۔ ہماری سفارش سے جنت میں داخل ہوگا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بندے کو اس کا عمل ہمارے حق کی معرفت رکھنے سے فائدہ دے گا۔ اس حدیث کے موافق کعب الاحبار اور عمر بن عبدالعزیز کا قول ہے کہ نبی صلعم کے اہل بیت کا ہر فرد (قیامت کے روز) سفارش کرے گا۔"

ابو الشیخ اور دیلمی نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ انصار اور عرب میں سے جو شخص میری عترت کے حق کو نہیں جانتا تو تین شخص میں ایک ضرور ہوگا۔ (۱) منافق (۲) زانیہ کا بیٹا (۳) اس کا حمل اس کی ماں کے شکم میں غیر طہر (حیض) میں قرار پایا ہو۔

دیلمی نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ کو دوست رکھا اس نے قرآن کو دوست رکھا۔ جس نے قرآن کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا، جس نے مجھے دوست رکھا اس نے میرے اصحاب اور میرے قرابت داروں کو دوست رکھا۔

بلال بن ہمام سے ابوبکر خوارزمی نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلعم لوگوں کی طرف تشریف لائے اور آپ کا چہرہ چاند کے گول دائرہ کی مانند روشن تھا۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے اس کا سبب دریافت کیا۔ فرمایا مجھے رب کی جانب سے ایک خوشخبری آئی ہے جو میرے بھائی اور میرے ابن عم اور میری

بیٹی کے بارے میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علی کی شادی فاطمہ سے کر دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے جنت کے خازن رضوان کو حکم دیا ہے کہ وہ طوبیٰ کے درخت کو ہلائے چنانچہ اس نے طوبیٰ کو ہلایا تو طوبیٰ نے اہل بیت کے محبین کی تعداد کے برابر تمسک ناموں کو اٹھایا اور ہر تمسک نامہ کے نیچے ایک ایک فرشتے کو نور سے پیدا کیا۔ اور ہر ایک فرشتے کو ایک ایک تمسک نامہ عطا کیا۔ جب قیامت کا میدان گرم ہوگا تو فرشتے مخلوق میں منادی کریں گے، ہر محب اہل بیت کو ایک ایک تمسک نامہ مل جائے گا جس میں اس شخص کی آگ سے نجات تحریر کی گئی ہوگی۔ میرا بھائی اور میری بیٹی میری امت کے مردوں اور عورتوں کی گردن کو آگ سے نجات دینے کے باعث ہوئے ہیں۔

مُلّا نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہم اہل بیت کو پرہیز گار مومن دوست رکھے گا اور بدبخت منافق ہم سے بغض رکھے گا۔ ترمذی کی وہ حدیث گزر چکی ہے جس میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا جس شخص نے مجھے دوست رکھا اس نے ان دونوں کو دوست رکھا۔ یعنی حسن اور حسین کو، ان دونوں کے باپ کو اور ان دونوں کی ماں کو، اور وہ شخص میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ میرے درجہ میں ہوگا۔ اور ابو داؤد نے اضافہ کیا ہے کہ وہ میری سنت پر مرا ہو

صحیح حدیث ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو شخص بھی ہم اہل بیت سے بغض رکھے گا اللہ اس کو آگ میں داخل کرے گا۔

امام احمد نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس شخص نے اہل بیت سے بغض رکھا وہ منافق ہے۔

احمد اور ترمذی نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ منافقین کو صرف علی سے بغض رکھنے کی وجہ سے جانتے تھے۔

طبرانی نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص ہم سے بغض رکھے گا اور ہم سے حسد کرے گا وہ قیامت کے دن حوض سے آگ کے کوڑوں کے ذریعے ہٹا دیا جائے گا۔

امام حسن نے ایک شخص سے کہا تم علی کو گالیاں دیتے ہو اگر تم حوض پر وارد ہوئے۔ اور میں تمہیں وہاں وارد ہوتا ہوا نہیں دیکھتا۔ تو تم وہاں علی کو اس حالت میں مصروف پاؤ گے جو آپ اپنی دونوں آستینوں کو لپیٹے ہوتے ہوں گے۔ کفار اور منافقین کو رسول اللہ صلعم کے حوض سے ہٹا رہے ہوں گے اور یہ بات صادق مصدق محمد صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کی ہے"۔

طبرانی نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی! قیامت کے روز تمہارے ہاتھ میں جنت کا ایک عصا ہوگا جس کے ذریعے تم منافقین کو حوض سے ہٹاؤ گے۔

امام احمد نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا علی کو تین خوبیاں ایسی دی گئی ہیں جو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہیں:۔

۱۔ آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے موجود رہیں گے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ حساب سے فارغ ہو جائے گا۔

۲۔ لواء الحمد آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔ حضرت آدم اور آپ کی اولاد اس کے نیچے ہوگی۔

۳۔ میرے حوض پر قیام فرما ہوں گے میری امت کے جس فرد کو جانتے ہوں گے اس کو سیراب کریں گے۔ وہ حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی سے فرمایا کہ تمہارے دشمن حوض پر پیاسے اور گردنیں اٹھائے ہوئے وارد ہوں گے۔

حاکم نے ایک حدیث کو صحیح قرار دے کر بیان کیا ہے اے اولاد عبد المطلب میں نے اللہ تعالیٰ سے تمہارے متعلق تین چیزوں کا سوال کیا ہے۔ ۱۔ تمہارے قائم کو ثابت قدم رکھے۔ ۲۔ تمہارے گمراہ کو ہدایت دے اور (۳) تمہارے جاہل کو علم دے۔ اور میں نے اللہ سے سوال کیا ہے کہ تمہیں سخی بنائے ایک روایت میں ہے کہ تمہیں بہادر، شریف اور آپس میں محبت کرنے والا بنائے۔ اگر کوئی شخص بمقام رکن اور مقام صفت باندھ کر اپنے دونوں قدم رکھ کر نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے کہ وہ اہل بیت محمد سے بغض رکھتا ہو تو اللہ اس کو آگ میں داخل کرے گا۔

دیلمی نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا بنو ہاشم اور انصار سے بغض رکھنا کفر ہے اور عرب سے بغض رکھنا نفاق ہے۔

صحیح حدیث ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا چھ اشخاص ہیں جن پر میں نے لعنت کیا ہے۔ ان پر اللہ نے لعنت کی ہے اور ہر اس نبی نے کی ہے جو مستجاب الدعوت ہو، اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا، اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا، ظلم سے میری امت پر مسلط ہونے والا، جن کو اللہ نے عزت دی ہے، ان کو ذلیل کرنے والا اور جن کو اللہ نے ذلیل کیا ہے ان کو عزت دینے والا، اللہ کی حرمت کو حلال کرنے والا۔ ایک روایت میں ہے کہ میری عترت کے لئے جو چیز اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہے اس کو حلال کرنے والا ایک روایت میں سات چیزیں بیان کی ہیں۔ مال غنیمت میں خورد برد کرنے والا۔

شارح نے کہا ہے کہ جس شخص نے عترت کے ساتھ وہ سلوک کیا جو جائز نہیں تھا، ان کو تکلیف دی ان کی تعظیم چھوڑ دی۔ اگر اس چیز کو حلال سمجھا تو کافر ہوا۔ ورنہ گنہگار ہوا۔

احمد ابن دجانہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کہا علی کو گالیاں نہ دو اور نہ اس کے اہل بیت کو۔ کہ ہمارا ایک ہمسایہ کوفہ سے آیا تھا اور اس نے کہا اس شخص کو نہیں دیکھتے جس کو اللہ نے قتل کیا ہے یعنی حسین رضی اللہ عنہ کو اور آپ کو گالیاں دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دونوں آنکھوں میں دو ستارے کی۔ دو چوٹیں ڈالیں اور اللہ نے اس کی بصارت ختم کر دی۔ بیہقی اور بغوی نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اہلبیت سے محبت رکھنا فرائض دین میں شامل ہے۔ اور امام شافعی نے اس بات پر اپنے اس قول سے نقل کی ہے۔ سہ

یا اھل البیت رسول اللہ حبکم فرض من اللہ فی القرآن انزلہ

ابن سعد نے شرف النبوت میں اور ابن مثنیٰ نے معجم میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے فاطمہ اللہ تعالیٰ تیری ناراضگی سے ناراض اور تیری رضامندی سے رضا مند ہوتا ہے۔ جس شخص نے آپ کی اولاد کے کسی فرد کو کوئی تکلیف دی وہ اس بڑے خطرے پر سوار ہو گیا۔

دیلمی نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص میرا وسیلہ تلاش کرنا چاہے۔ اور اس شخص کی کوئی نیکی میرے پاس ہو تاکہ میں قیامت کے روز اس کی سفارش کر سکوں تو وہ میرے اہل بیت سے نیک سلوک کرے اور ان کے لئے خوشی اور شادمانی کے سامان مہیا کرے۔

خطیب نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا آدمی آدمی کی تعظیم کی خاطر اٹھے مگر اولاد ہاشم کسی کے لئے نہ اٹھیں۔

طبرانی نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر کسی شخص نے اولاد عبد المطلب کے کسی شخص سے کوئی نیکی کی اور اس کو نیکی کا بدلہ دنیا میں نہ ملا تو کل جب مجھے ملے گا اس کو بدلہ دے دینا مجھ پر واجب ہے۔

علامہ ثعلبی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اس شخص پر جنت حرام ہے جس نے میرے اہل بیت کے بارے میں مجھ پر ظلم کیا اور میری عترت کے بارے میں مجھے اذیت دی۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں قیامت کے روز چار شخصوں کی سفارش کروں گا۔ میری اولاد کی عزت کرنے والا، ان کی ضروریات پوری کرنے والا۔ اگر وہ اس کے ہاں مجبور ہو جائیں تو ان کے امور میں کوشش کرنے والا۔ اور ان کی دل اور زبان سے محبت کرنے والا۔

ملا نے کتاب سیرت میں حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ابوذر کو روانہ کیا کہ وہ حضرت علی کو بلا کر لے آئیں۔ ابوذر نے دیکھا کہ آپ کے گھر میں چکی خود بخود چل رہی ہے اور اس کے پاس

کوئی شخص موجود نہیں ہے۔ ابوذرؓ نے اس واقعہ سے نبی صلعم کو آگاہ کیا۔ فرمایا اے ابوذرؓ تم کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سیاحت کرنے والے فرشتے زمین میں موجود ہیں۔ وہ آل محمد کا کام میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔"

ابوشیخ نے ایک طویل حدیث بیان کی ہے۔ اس کا ایک ٹکڑا یہ ہے رسول اللہؐ نے فرمایا۔ اے لوگو فضیلت، شرافت، منزلت اور ولایت رسول اللہؐ اور اس کی اولاد کے ساتھ مختص ہے۔ تمہیں جھوٹی باتیں سرگرداں نہ کر دیں۔

دارقطنی نے بیان کیا ہے کہ امام حسن تشریف لائے اور حضرت ابوبکر منبر پر قیام فرما تھے۔ آپ نے فرمایا میرے باپ کے منبر سے اُتر جاؤ۔ آپ نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ خدا کی قسم یہ جگہ تمہارے باپ کی ہے۔ آپ نے پکڑ کر آپ کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اور رو پڑے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا خدا کی قسم یہ بات میری وجہ سے نہ تھی۔ حضرت ابوبکر نے کہا خدا کی قسم آپ نے سچ فرمایا، میں آپ پر الزام نہیں لگاتا۔

حضرت امام حسینؓ نے بھی حضرت عمر بن خطاب کے ساتھ ایسا کیا تھا۔ آپ منبر پر تھے۔ آپ نے امام حسین سے کہا کہ یہ منبر آپ کے باپ کا ہے۔ خدا کی قسم میرے باپ کا منبر نہیں ہے۔ حضرت علی نے فرمایا، خدا کی قسم میں نے اس کو اس بات کا حکم نہیں دیا تھا۔ حضرت عمر نے کہا میں آپ پر الزام نہیں لگاتا ابن سعد نے یہ عبارت زیادہ کی ہے کہ آپ نے آپ کو پکڑ کر اپنے پہلو میں بٹھا دیا اور کہا ہمیں جو عزت اور منزلت حاصل ہوئی وہ اس کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے (یعنی علی کی وجہ سے)

بخاری میں روایت ہے کہ جب لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوتے تھے تو حضرت عمر بن خطاب حضرت عباس سے نماز استسقاء کی التماس کرتے تھے۔ حضرت عمر نے کہا اے میرے اللہ! جب ہم قحط میں مبتلا ہوتے تھے تو ہم لوگ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تیری بارگاہ میں وسیلہ تلاش کرتے اور ہم بارش سے سیراب ہوتے (اب) ہم اپنے نبی کے چچا کا تیری بارگاہ میں وسیلہ لائے ہیں۔ تو ہمیں سیراب کر، وہ لوگ سیراب ہو جاتے تھے۔

تاریخ دمشق میں مذکور ہے کہ عامرہ کے سال ۱۷ھ میں لوگوں نے کئی بار بارش کی خاطر نماز استسقاء پڑھی لیکن بارش نہ ہوئی۔ حضرت عمر بن خطاب نے کہا کل ہم ضرور سیراب ہوں گے۔ اللہ ایک شخص کے ذریعے سیراب کرے گا۔ دوسرے روز صبح حضرت عباس کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ ہمارے ساتھ تشریف لے چلئے تاکہ ہم لوگ آپ کے ذریعہ باران رحمت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ حضرت عباس

نے کہا: اے عمر تم میرے گھر میں تشریف رکھو اور کسی آدمی کے ذریعے بنو ہاشم کو پیغام دیتا ہوں کہ وہ لوگ طہارت کر کے بہترین کپڑے زیب تن کریں، بنو ہاشم آپ کے پاس آ گئے۔ آپ نے خوشبو نکال کر ان حضرات کو لگائی پھر حضرت عباس باہر نکلے، حضرت علی آگے آگے، امام حسن داہنی جانب اور امام حسین بائیں جانب اور بنو ہاشم آپ کے پیچھے چل رہے تھے، عباس نے کہا اے عمر! ہمارے ساتھ کسی اور شخص کو مخلوط نہ کرو۔ نماز کے مقام پر آکر ٹھہر گئے، عباس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، کہا اے میرے اللہ! تو نے ہم لوگوں کو پیدا کیا اور جو کچھ ہم عمل کرتے ہیں آپ اس سے بخوبی واقف ہیں۔

اے میرے اللہ! جس طرح تو نے ہم پر شروع میں مہربانی کی اسی طرح آخر میں ہم پر مہربانی کر۔ جابر نے کہا کہ آپ کی ابھی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ بادل گرجنے لگا۔ ہم گھروں تک نہ پہنچے کہ بارش سے بھیگ گئے۔ حضرت عباس نے کہا میں سیراب کرنے والا ہوں اور میں اس کا فرزند ہوں جس نے پانچ مرتبہ سیراب کیا تھا۔ اس بات سے آپ نے اپنے باپ حضرت عبدالمطلب کی طرف اشارہ کیا تھا۔

حضرت عبدالمطلب نے پانچ مرتبہ بارش کی دعا کی تھی۔ اور اللہ نے لوگوں کو سیراب کیا تھا۔

عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط رضی اللہ عنہم خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس تشریف لائے۔ آپ ابھی نوجوان تھے اور آپ سے وقار اور سکون ظاہر تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اپنی مجلس برخاست کر دی اور آپ سے عزت و احترام سے پیش آیا۔ اپنی قوم کو بلا کر کہا کہ مجھے ایک ایسے معتبر آدمی نے حدیث بیان کی ہے گویا میں نے اس حدیث کو رسول اللہ صلعم سے بیان کرنے والے سے سنا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جو چیز اس کو خوش کرتی ہے وہ چیز مجھے خوش کرتی ہے۔ اگر جناب فاطمہ زندہ ہوتیں تو وہ ضرور اس بات سے خوش ہوتیں جو میں اس کے فرزند کے ساتھ کر رہا ہوں۔

خطیب بغدادی نے روایت تحریر کی ہے کہ امام احمد بن حنبل کے پاس اگر قریش کا بزرگ یا جوان آجاتا تھا یا اور کوئی بزرگ آجاتا تو آپ اس کو آگے بڑھاتے تھے اور آپ ان لوگوں کے پیچھے چلتے تھے۔

امام شافعی کے اشعار میں ہے:

آل النبی ذریعتی — وھم الیہ وسیلتی

ارجو بھم اعطی غداً — بیدی الیمین صحیفتی

ترجمہ) آل نبی میرا ذریعہ ہیں اور وہی اللہ کے نزدیک میرا وسیلہ ہیں۔
انہیں کے وسیلے سے مجھے اس بات کی امید ہے کہ کل (بروز قیامت) مجھے میرے دائیں

ہاتھ میں میرا اعمالنامہ دیا جائے گا۔"

امام زہری سے ایک ایسا گناہ سرزد ہوا کہ آپ منہ کے بل گر پڑے۔ امام زین العابدین نے آپ سے فرمایا تم اللہ تعالیٰ کی اس رحمت سے ناامید ہو گئے ہو جو ہر چیز سے بڑی ہے؟ وہ رحمت تیرے گناہ سے تیرے لئے بڑی ہے۔ زہری نے کہا اللہ بہتر جانتا ہے کہ جہاں چاہتا ہے رسالت کو قرار دیتا ہے۔ زہری اپنے اہل اور مال کی طرف واپس لوٹ گیا۔"

حاکم نے ایک حدیث بیان کی ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا عنقریب میرے بعد میرے اہل بیت میری امت کے ہاتھوں قتل کئے جائیں گے اور جلاوطن ہوں گے۔ ہماری قوم سے زیادہ بغض رکھنے والے بنو امیہ، بنو مغیرہ اور بنو مخزوم ہوں گے؟

مروان بن حکم ابھی لڑکے تھے تو رسول اللہ صلعم نے اس کے حق میں فرمایا خود چھپکلی ہے اور چھپکلی کا بچہ ہے خود ملعون ہے اور ملعون کا بیٹا ہے؟

عمرو بن زیاد سے روایت ہے کہ جب معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کی بیعت کا لوگوں کو حکم دیا تو مروان نے کہا کہ یہ سنت ابوبکر اور عمر کی ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے کہا بلکہ ہرقل اور قیصر کی سنت ہے۔ مروان نے کہا تم وہ آدمی ہو جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے والذی قال لوالدیہ اف لکما۔ وہ جس نے اپنے والدین سے کہا تمہارے لئے اف ہے۔ بی بی عائشہ نے کہا خدا کی قسم یہ بات جھوٹ ہے اس سے مراد عبدالرحمٰن نہیں ہے لیکن نبی صلعم نے مروان کے باپ پر لعنت کی تھی اور مروان اس کی صلب میں موجود تھے۔

عمر بن مرہ جہنی سے روایت ہے کہ حکم بن ابی نے نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ رسول اللہ نے اس کی آواز کو پہچان کر فرمایا اس کو اجازت دے دو اس پر خدا کی لعنت ہو۔ اور مومن کے سوا اس پر بھی خدا کی لعنت ہو جو اس کی صلب سے پیدا ہوگا۔ دنیا میں مزے کریں گے۔ آخرت میں ذلیل ہوں گے۔ مکار اور دھوکہ باز ہیں، ان کی دنیا ہے آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ شرف اور فضیلت کی وجہ سے اولاد کو ذریت طاہرہ کہا جاتا ہے۔ جس طرح عباسیوں اور جعفریوں کا سبز رنگ کے لباس پہننے سے ان کی شرافت کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔"

مامون نے اس بات کا ارادہ کیا تھا کہ خلافت کو اولاد فاطمہ میں مقرر کر دے اور ان کو سبز رنگ کا لباس پہنایا تھا۔ سیاہ لباس عباسیوں کی علامت اور سفید لباس تمام مسلمانوں کی علامت قرار پائی۔ لیکن اولاد فاطمہ زہرا نے ایک سبز کپڑے کے ٹکڑے پر اکتفا کیا اور اس کو اپنے عماموں کے اوپر لگا لیتے تھے اور

یہی ان کی علامت قرار پائی۔

سلطان اشرف شعبان بن حسن نے ۷۷۳ھ میں شرفاء کے لیے یہ شان امتیاز قرار دیا کہ وہ عماموں پر ایک سبز پٹی باندھا کریں۔ مصر اور شام وغیرہ میں یہ بات رواج پا گئی۔

اس بارے میں ابن جابر اندلسی نزیل حلب نے کہا ہے۔

جعلوا لابناء الرسول علامۃ ان العلامۃ شان من لم یشھر

ان لوگوں نے اولاد رسول کی علامت مقرر کر دی ہے، علامت تو اس شخص کی مقرر کی جاتی ہے جو مشہور نہ ہو۔

نور النبوۃ فی کریم وجوھھم یغنی شریف عن الطراز الاخضر

یہ لوگ نبوت کا نور ہیں ان کے چہرے بزرگ ہیں اشریف آدمی سبز طرہ سے بے نیاز ہوتا ہے۔

اس شخص کے بارے میں بہت بڑی دھمکی وارد ہوئی ہے جس نے اپنے باپ کو چھوڑ کر دوسرے باپ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کر لیا، یہ اور اس کے متعلق کافر اور ملعون تک کہا گیا ہے۔

صحیح بخاری میں ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو شخص اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کرے، اپنے آقا کے سوا کسی اور کو آقا بنائے۔ اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے! اس بارے میں کثرت سے مشہور و معروف احادیث وارد ہو چکی ہیں۔

فصل ۲

احادیث کے دوبارہ بیان کرنے کے بیان میں

(میں نے دوبارہ اس لئے بیان کی ہیں تاکہ بہت جلد یاد ہو جائیں)

۱۔ دیلمی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا غضب اس شخص کے بارے میں زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔ جو شخص مجھے میری عترت کے بارے میں تکلیف دیتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہو کہ وہ قبول دیا جائے یعنی اس کی عمر میں تاخیر ہو جائے اور جو کچھ اللہ نے اس کے لئے مہیا کر رکھا ہے وہ اسے خوش کرے تو میرے اہل بیت کے متعلق اچھا سلوک کرتا رہے اگر اس نے میرے اہل بیت کے بارے میں ایسا نہ کیا اس کی عمر کوتاہ ہو جائے گی اور قیامت کے روز میرے پاس اس حالت میں وارد ہو گا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو گا۔

۲۔ احمد اور حاکم نے ابوذر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے اہل بیت کی مثال تم میں کشتی نوح کی مانند ہے جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا، جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ ہلاک ہو گیا تھا۔

۳۔ طبرانی ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس شخص کی میں قیامت کے روز سب سے پہلے سفارش کروں گا وہ میرے اہل بیت ہوں گے، پھر قریب سے قریب قریش سے پھر انصار، پھر یمن کا وہ شخص جو مجھ پر ایمان لایا اور میری پیروی کی، پھر عرب، پھر عجم اور جس شخص کی میں پہلے سفارش کروں گا وہ افضل ہو گا۔"

۴۔ حاکم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا تم میں اچھا وہ آدمی ہے جو میرے بعد میرے اہل سے اچھا سلوک کرے۔

۵۔ طبرانی اور حاکم نے عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میں اُمت کے کسی فرد کے ہاں شادی کر لوں اور میرے ہاں میری اُمت کا کوئی آدمی شادی کرے تو وہ میرے ساتھ جنت میں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میری بات منظور کر لی تھی۔

۶۔ شیرازی کتاب القاب میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ جس سے میں شادی کروں وہ اہل جنت میں سے ہو اور جس کی میں شادی کر دوں وہ اہل جنت میں سے ہو۔

۷۔ ابو القاسم بن بشیران اپنی امالی میں عمران بن حصین سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا میں نے رب سے سوال کیا کہ میرے اہل بیت میں سے کوئی فرد آگ میں داخل نہ ہو، یہ بات مجھے عطا کی گئی۔

۸۔ ترمذی اور حاکم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اللہ کو اس کی قسم قسم کی نعمتیں کھلانے کی وجہ سے دوست رکھو۔ اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو۔ اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔"

۹۔ ابن عساکر نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس کسی شخص نے میرے اہلبیت سے کسی قسم کی کوئی نیکی کی میں اس کو قیامت کے روز بدلہ دوں گا۔

۱۰۔ خطیب نے حضرت عثمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے اولاد عبدالمطلب کے کسی فرد کے ساتھ دنیا میں کوئی نیکی کی اس کا بدلہ دینا میرے اوپر واجب ہے۔

۱۱۔ ابن عساکر نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس شخص نے میرے کسی بال کو بھی تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی۔

۔ ابو یعلیٰ نے سلمہ بن اکوعؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری اُمت کے لئے امان کا باعث ہیں۔

۱۱۔ حاکم نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میرے رب نے میرے اہل بیت کے بارے میں مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ ان میں سے جس شخص نے بھی اللہ کی توحید کا اقرار کیا اور تبلیغ کے امور کو بجا لایا وہ ان کو عذاب نہ دے گا۔

۱۴۔ ابن عدی اور دیلمی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تم میں صراط پر وہ شخص زیادہ ثابت قدم رہے گا جو میرے اہل بیت سے زیادہ محبت رکھتا ہوگا۔

۱۵۔ ترمذی نے حذیفہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اس رات سے قبل یہ فرشتہ میرے پاس نازل نہیں ہوا۔ اس نے اپنے رب سے مجھ پر سلام کرنے کی اجازت چاہی تھی۔ اور مجھے اس بات کی بشارت دیتا ہے کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔ حسن اور حسین جوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔

۱۶۔ ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا میری اس سے جنگ ہے جس سے ان (اہل بیت) کی جنگ ہے اور میری اس سے صلح ہے جس سے ان کی صلح ہے آنحضرتؐ نے یہ بات اہل عبا کے بارے میں فرمائی تھی۔

۱۷۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جب ان کے پاس میرے اہل بیت کا کوئی آدمی بیٹھتا ہے تو وہ اپنی گفتگو بند کر دیتے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ آدمی کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک ان کو اللہ اور میری قرابت کی وجہ سے دوست نہ رکھے۔

۱۸۔ ترمذی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جو مجھے دوست رکھتا ہے وہ ان دونوں کو دوست رکھے یعنی حسن اور حسین، ان دونوں کا باپ اور ان دونوں کی ماں قیامت کے روز میرے درجے میں ہوں گے۔

۱۹۔ ابن ماجہ اور حاکم نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہم اولاد عبدالمطلب جنت کے رہنے والوں کے سردار ہیں۔ ایک میں ہوں، حمزہ ہیں، علی ہیں، حسن ہیں اور حسین اور مہدی (عجل اللہ فرجہ)

۲۰۔ طبرانی فاطمۃ الزہراؑ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ہر عورت کی اولاد کا ایک عصبہ ہوتا ہے جو اس کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ مگر اولاد فاطمہ کہ میں ان کا ولی ہوں، میں ان کا عصبہ ہوں۔ اور میں ان کا باپ ہوں۔"

۲۱۔ طبرانی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ہر عورت کی اولاد کا ایک عصبہ (جد) ان کا باپ ہوتا ہے۔ اولاد فاطمہ کے سوا میں ان کا عصبہ بھی اور میں ان کا باپ ہوں۔

۲۲۔ احمد اور حاکم نے مسور بن مخرمہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا فاطمہؑ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں۔ جو چیز اس کو ناراض کرتی ہے مجھے ناراض کرتی ہے۔ جو چیز اس کو خوش کرتی ہے وہ چیز مجھے خوش کرتی ہے۔ میرے نسب، سبب اور رشتہ داری کے سوا قیامت کے روز تمام رشتے ٹوٹ جائیں گے۔

۲۳۔ بزار، ابو یعلی، طبرانی اور حاکم نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ فاطمہؑ نے اپنے نفس کو محفوظ رکھا۔ اللہ نے اس پر اور اس کی اولاد پر آگ کو حرام قرار دیا۔

۲۴۔ مسلم اور ترمذی وغیرہما نے واثلہ بن الاسقع سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولاد اسمٰعیل سے کنانہ کو چنا اور کنانہ سے قریش کو چنا اور قریش سے بنو ہاشم کو چنا اور بنو ہاشم سے مجھے چنا۔

۲۵۔ احمد نے جید سند سے عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو معلوم ہوا کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ آپ منبر پر تشریف لے گئے، فرمایا میں کون ہوں؟ عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا محمد بن عبد المطلب ہوں اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا، اس نے مجھے اپنی اچھی مخلوق میں رکھا اور ان کو فرقوں میں بانٹا، مجھے اچھے فرقے میں قرار دیا۔ ان کو قبیلوں میں تقسیم کیا۔ مجھے اچھے قبیلے میں قرار دیا، ان کو گھروں میں بانٹا، مجھے اچھے گھر میں قرار دیا، میں تم لوگوں سے گھر کے لحاظ سے اچھا ہوں اور میں تم سے نفس کے لحاظ سے اچھا ہوں۔

۲۶۔ احمد محاملی، مخلص ذہبی وغیرہم نے بی بی عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جبرائیل نے کہا کہ میں نے زمین کے مشرق اور مغرب کو چھان مارا۔ میں نے کسی ایسے باپ کی اولاد کو نہیں دیکھا، جو اولاد ہاشم سے افضل ہو۔"

فصل ۳

جناب فاطمہ اور آپ کے دونوں فرزندوں کے بارے میں وارد شدہ احادیث

۱۔ الغیلانیات میں ابو بکر نے ابو ایوب انصاری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو عرش کے درمیان سے ایک ندا دینے والا ندا دے گا۔ اے اہل محشر اپنے سر نیچے کر لو اور اپنی آنکھیں بند کر لو۔ حتیٰ کہ فاطمہ بنت محمد پل صراط سے گزر جائیں۔ آپ ستر ہزار حور العین لونڈیوں کے ساتھ بجلی کے مانند گزریں گی۔

۲۔ نیز ابوبکر ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو عرش کے درمیان سے ایک ندا کرنے والا ندا دے گا۔ اے لوگو! اپنی آنکھوں کو بند کر لو حتیٰ کہ فاطمہ صراط سے گزر کر جنت کی طرف تشریف لے جائیں۔

۳۔ احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے مسور بن مخرمہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ جو چیز اسے دکھ دیتی ہے وہ چیز مجھے دکھ دیتی ہے اور جو چیز اسے اذیت دیتی ہے وہ مجھے اذیت دیتی ہے

۴۔ احمد، ترمذی اور حاکم نے ابن زبیر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ جو چیز اسے تکلیف دیتی ہے وہ مجھے تکلیف دیتی ہے۔ جس چیز نے اسے کھڑا کیا اس چیز نے مجھے کھڑا کیا۔

۵۔ بخاری اور مسلم فاطمہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اے فاطمہ! تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم جنت میں رہنے والی عورتوں کی سردار ہو۔

۶۔ ترمذی اور حاکم نے اسامہ بن زید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میرے اہل میں فاطمہ مجھے زیادہ محبوب ہیں۔

۷۔ دیلمی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی! فاطمہ مجھے تم سے زیادہ پیاری ہیں۔ اور تم اس سے مجھے زیادہ عزیز ہو۔

۸۔ حاکم نے ابوسعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا مریم بنت عمران کے سوا فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

۹۔ احمد اور ترمذی نے ابوسعید سے، طبرانی نے عمر، علی، جابر، ابوہریرہ، اسامہ، براء بن عازب اور ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا حسن اور حسین جوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔

۱۰۔ ابن عساکر علی اور ابن عمر سے ابن ماجہ اور حاکم ابن عمر سے طبرانی ابن قرہ اور مالک بن حویرث سے نیز حاکم ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا میرے دونوں فرزند حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔ ان کا باپ ان سے افضل ہے۔

۱۱۔ احمد، ترمذی، النسائی اور ابن حبان حذیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اس رات سے قبل میرے سامنے ایسا واقعہ پیش نہیں آیا۔ یہ فرشتے اس سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترے۔ اس نے اپنے رب سے مجھ پر سلام کرنے کی اجازت طلب کی ہے اور مجھے اس بات کی بشارت دی ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ بہشت کے سردار ہیں اور فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

۱۲۔ طبرانی نے فاطمۃ الزہرا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ حسن کو میری بزرگی حاصل ہے اور حسین کے حصے میں میری جرأت اور سخاوت ہے۔"

۱۳۔ ترمذی ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا حسنؑ اور حسینؑ دنیا میں میرے مہکتے ہوئے پھول ہیں۔

۱۴۔ ابن عدی اور ابن عساکر نے ابوبکر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ میرے یہ دونوں فرزند دنیا میں میرے مہکتے ہوئے پھول ہیں۔

۱۵۔ ترمذی اور طبرانی نے اسامہ بن زید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا یہ دونوں میرے فرزند ہیں اور میری بیٹی کے فرزند ہیں۔ میں ان دونوں کو دوست رکھتا ہوں اور اس شخص کو بھی دوست رکھتا ہوں جو ان دونوں کو دوست رکھتا ہے۔"

۱۶۔ امام احمد اور اصحاب سنن اربعہ، ابن حبان اور حاکم بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اللہ نے سچ فرمایا "تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے آزمائش کا باعث ہیں۔ میں نے ان دو بچوں کو چلتے ہوئے دیکھا اور یہ گر پڑتے تھے اور میں نے اپنی بات کو قطع کر دیا اور ان دونوں کو اٹھا لیا۔

۱۷۔ بخاری، ابو یعلی، ابن حبان، طبرانی اور حاکم نے ابوسعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میری خالہ کے فرزند عیسٰی بن مریم اور یحییٰ بن زکریا کے سوا حسن اور حسین جوانان جنت کے سردار ہیں اور مریم کے سوا فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔"

۱۸۔ طبرانی نے عامر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا حسنؑ اور حسینؑ عرش کی دو تلواریں ہیں۔ لیکن وہاں لٹکی ہوئی نہیں ہیں۔

۱۹۔ احمد، بخاری، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی ابوبکر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا میرا یہ فرزند مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔ یعنی امام حسنؑ۔

۲۰۔ الادب المفرد میں بخاری نے اور ترمذی اور ابن ماجہ نے یعلی بن مرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ تعالٰی اس کو دوست رکھتا ہے جو حسینؑ کو دوست رکھتا ہے۔ حسین فرزندوں میں سے ایک فرزند ہیں۔

۲۱۔ ترمذی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا مجھے میرے اہل سے زیادہ محبوب حسنؑ اور حسین ہیں۔

۲۲۔ احمد، ابن ماجہ اور حاکم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے ان دونوں کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

۲۳۔ ابویعلیٰ جابرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ جوانان جنت کے سردار کی طرف دیکھے وہ امام حسن اور امام حسین کی طرف دیکھے۔

۲۴۔ لغوی اور عبد الغنی نے الفیاح میں حضرت سلمانؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ حضرت ہارون نے اپنے فرزندوں کے نام شبر و شبیر رکھے میں نے حسنؑ اور حسینؑ نام رکھا۔ یہ دونوں نام جنت والوں کے نام ہیں۔ (کتاب الصواعق المحرقہ کے اقتباسات ختم)

کتاب شرح نہج البلاغہ (مؤلفہ ابن ابی الحدید معتزلی) میں بیان کیا گیا ہے کہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ کے اگر مناقب اور فضائل اس فصاحت کے ساتھ ذکر کیے جائیں جو فصاحت اللہ تعالیٰ نے آپ کو تفویض کی تھی اور فصاحت آپ ہی کا حصہ تھی۔ اگر اس بات کی کوشش تمام فصحاء عرب کریں تو جو مدح آپ کی نبی صادق صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی تھی اس کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ میں مشہور احادیث مثلاً حدیث غدیر، منزلت، حدیث طوائی، انقصہ سورہ برائت اور حدیث خیبر، حدیث شعب بنو ہاشم اور کعبہ کی چھت سے بت گرانے کا ذکر نہیں کروں گا بلکہ میں تھوڑی سی وہ چیزیں ذکر کروں گا جن کو ان علماء حدیث نے ذکر کیا ہے جو اس فن میں مسلم الثبوت مانے جاتے ہیں اور فن حدیث میں متہم نہیں ہیں۔ حضرت علی کے فضائل کا ان حضرات کا بیان کرنا سکون نفس اور اطمینان نفس کا موجب ہے۔

۱۔ اے علی! اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک ایسی زینت سے مزین کیا ہے کہ اپنے بندوں کے لئے اس کے نزدیک اور کوئی اچھی زینت نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ زینت نیک بندوں کی ہے (تیرا) دنیا میں زہد اختیار کرنا اور تجھے مساکین کی محبت عطا کرنا، تم ان کی اتباع پر راضی ہو اور وہ تیرے امام ہونے پر راضی ہیں۔ حافظ ابونعیم نے اس حدیث کو اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں بیان کیا ہے۔

۲۔ رسول اللہ نے ثقیف کے وفد سے فرمایا۔ انہیں مسلمان ہو جانا چاہیے۔ ورنہ میں تمہارے پاس ایک آدمی روانہ کروں گا جو مجھ سے ہو گا یا فرمایا میرے نفس کی مانند ہو گا۔ وہ تمہاری گردنیں اڑا دے گا۔ اور تمہاری اولاد کو قیدی بنا لے گا اور تمہارا مال لے لے گا آپ حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ وہ ہیں۔ آپ نے دو دفعہ فرمایا۔ امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو مسند میں بیان کیا ہے اور نیز مناقب میں اس حدیث کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے اولاد ولید تمہیں باز آ جانا چاہیے۔ ورنہ میں تمہارے پاس ایک ایسا مرد روانہ کروں گا جو میرے نفس کی مانند ہو گا۔ جو تم پر میرا حکم نافذ کرے گا (تم سے) جہاد کرے گا (تمہاری) اولاد کو گرفتار کرے گا۔ فرمایا وہ وہ شخص

ہے جو جوتے کو درست کر رہا ہے اور حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ وہ ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے علی کے بارے میں ایک عہد کیا ہے کہ اس کے ہاتھ میں ہدایت کا علم ہو گا۔ میرے اولیاء کے امام ہیں جس شخص نے میری اطاعت کی وہ اس کے لئے نور ہیں۔ آپ وہ کلمہ ہیں جس کو متقین نے لازم پکڑا ہے۔ جس نے اس کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ جس نے اس کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اس کو اس بات کی بشارت دے دو۔ میں نے عرض کیا اے میرے رب میں اس کو اس بات کی بشارت دیتا ہوں۔ حضرت علی نے عرض کیا میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کے قبضہ میں ہوں اگر اس نے مجھے عذاب دیا تو اب میرے گناہ کی وجہ سے ہو گا۔ وہ کسی قسم کا ظلم نہ کرے گا۔ اگر جو وعدہ اس نے کیا اس کو پورا کر دیا تو وہ اس کا سزاوار ہے (رسول اللہ نے فرمایا) میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس (علی) کے حق میں دعا کی اے میرے اللہ اس کے دل کو جلا بنا اور اس کو اپنے نزدیک ایمان کی چراگاہ قرار دے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا میں نے یہ بات کر دی ہے لیکن میں نے اس کو ایسے مصائب میں مبتلا ہونے میں مخصوص کیا ہے۔ کہ میں نے اپنے اولیاء میں سے کسی کو ایسے مصائب کے ساتھ مخصوص نہیں کیا۔ میں نے عرض کیا اے میرے رب میرے بھائی ہیں؟ میرے ساتھی ہیں! اللہ تعالیٰ نے کہا یہ بات میرے علم میں طے ہو گئی ہے کہ وہ ضرور ان مصائب میں مبتلا ہوں گے اور انہیں جھیلیں گے۔ اس حدیث کو حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں ذکر کیا ہے۔

حافظ ابونعیم نے ایک دوسری سند سے دوسرے الفاظ میں انس بن مالک سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا) کہ رب العالمین نے علی کے بارے میں مجھ سے عہد کیا ہے کہ وہ ہدایت کا نشان ہیں، ایمان کا مینار ہیں، میرے اولیاء کے امام ہیں ان تمام لوگوں کے نور ہیں جنہوں نے میری اطاعت کی، کل قیامت کو علی میرے امین ہوں گے اور میرے علم کو اٹھانے والے ہوں گے۔ میرے رب کے خزانوں کی کنجیاں علی کے ہاتھ میں ہوں گی۔

۴۔ (رسول اللہ نے فرمایا) جو شخص اس بات کا ارادہ کرے کہ وہ آدم کا علم، نوح کا عزم، ابراہیم کا حلم، موسیٰ کی عظمت اور عیسیٰ کا زہد دیکھے۔ اسے علی بن ابی طالب کی طرف دیکھنا چاہیئے؛ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے مسند میں تحریر کیا ہے اور علامہ بیہقی نے اپنی صحیح میں درج کیا ہے۔

۵۔ (رسول اللہ نے فرمایا) جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ میری زندگی ایسی زندگی بسر کرے اور میری موت ایسی موت مرے اور اس یاقوت والی چھڑی کو پکڑے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اس سے کہا ہو جا وہ ہو گئی تو اسے چاہیئے کہ وہ علی بن ابی طالب کی ولایت کے ساتھ

متمسک ہو جائے۔ اس حدیث کو حافظ ابو نعیم نے اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں ذکر کیا ہے۔ ابو عبداللہ امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو مسند میں روایت کیا ہے۔

اور فضائل علی میں روایت کو اس طرح نقل کیا ہے جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ سرخ قضیب کو پکڑے جس کو اللہ نے جنت عدن میں اپنے ہاتھ سے لگایا ہے تو اسے چاہیئے وہ علی بن ابی طالب کی محبت کے ساتھ متمسک ہو جائے۔

۶۔ رسول اللہ نے فرمایا) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر میری امت کے گروہ تیرے بارے میں وہ باتیں نہ کہتے جو نصاریٰ عیسےٰ بن مریم کے بارے میں کہتے ہیں تو آج کے دن میں تیرے بارے میں ایک ایسی بات کہتا کہ تم مسلمانوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی گزرتے تو تیرے قدموں کی خاک کو بطور برکت کے اُٹھا لیتے ؛ اس حدیث کو ابو عبداللہ امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب مسند میں بیان کیا ہے۔

۷۔ رسول اللہ صلعم عرفہ کی عشا کے وقت حاجیوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے فرشتوں سے عام طور فخر و مباہات کرتا ہے اور تمہیں عام طور بخش دیا ہے اور علی کے ذریعے خاص طور فخر کرتا ہے اور اسے خاص طور بخش دیا ہے۔ میں تم لوگوں سے ایک ایسی بات کہتا ہوں جس سے میں اپنی قرابت کی وجہ سے جواب دہ نہیں ہوں۔ نیک بخت پوری طرح نیک بخت اور علیں نیکبخت وہ شخص ہے جس نے علی کو اس کی زندگی اور اس کی موت کے بعد بھی دوست رکھا۔ اس حدیث کو ابو عبداللہ امام احمد بن حنبل کتاب فضائل علی میں اور نیز مسند میں بیان کیا ہے۔"

۸۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی دونوں ذکر کردہ کتابوں میں بیان کیا ہے (کہ رسول اللہ نے فرمایا) میں قیامت کے روز سب سے پہلا شخص ہوں گا جس کو بلایا جائے گا میں عرش کی دائیں جانب اس کے سائے میں اُٹھوں گا پھر مجھے لباس پہنایا جائے گا۔ پھر انبیاء کو ایک ایک کرکے بلایا جائے گا۔ وہ عرش کی جانب قیام فرمائینگے اور ان کو لباس پہنایا جائے گا۔ پھر علی ابن ابی طالب کو میری قرابت اور میرے نزدیک اس کی منزلت کی وجہ سے بلایا جائے گا اور اس کو لواء الحمد دیا جائے گا۔ جس کے نیچے حضرت آدم اور آپ کے ماسوا مخلوق اس لواء الحمد کے نیچے ہوگی۔ پھر علی سے آپ نے فرمایا تم اس کو لے کر چلو گے۔ حتیٰ کہ تم میرے اور حضرت ابراہیم خلیل کے درمیان ٹھہر جاؤ گے۔ پھر تجھے لباس پہنایا جائے گا۔ پھر عرش کی طرف سے ایک آواز دینے والا آواز دے گا تیرا اچھا باپ حضرت ابراہیم ہے اور تیرا اچھا بھائی علی بن ابی طالب ہے تجھے اے علی بشارت ہو کہ جب میں بلایا جاؤں گا اس وقت تم بلائے جاؤ گے اور جب مجھے لباس پہنایا جائے گا اس وقت تجھے لباس پہنایا جائے گا۔ اور جب مجھے تحیات اور سلام ملیں گے

اس وقت تجھے تحیات اور سلام ملیں گے "

۹۔ (رسول اللہ نے فرمایا) اے انس میرے لئے وضو کا پانی ڈالو۔ پھر آپ نے کھڑے ہوکر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ فرمایا جو شخص سب سے پہلے اس دروازے سے داخل ہوگا وہ امام المتقین، سید المسلمین یعسوب الدین، خاتم الوصیین۔ قائد الغر المحجلین ہوگا۔ انس نے کہا کہ میں نے کہا اے میرے اللہ ایسا شخص تو انصار میں سے قرار دے۔ حضرت علی تشریف لائے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے انس کون شخص آیا ہے؟ میں نے عرض کیا علی! آپ آپ کی خاطر خوشی کی حالت میں کھڑے ہوگئے اور آپ کو گلے لگالیا۔ پھر آپ نے آپ کے چہرے سے پسینہ پونچھنا شروع کیا۔ حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آج آپ سے ایک سلوک کا ظہور دیکھا ہے۔ کہ آپ نے پہلے ایسا میرے ساتھ کبھی نہیں کیا۔ فرمایا ایسا کرنے سے مجھے کوئی چیز منع نہیں کرسکتی، تم میری طرف سے (میرے قرض کو) ادا کرو گے۔ اور ان لوگوں کو میری بات سناؤ گے اور ان لوگوں کو ان کے اختلافات کی حقیقت سے آگاہ کرو گے۔ اس حدیث کو حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیا میں روایت کیا ہے۔

۱۰۔ (رسول اللہ نے فرمایا) میرے پاس عرب کے سردار علی کو بلاؤ۔ ام المومنین عائشہ نے عرض کیا۔ آپ عرب کے سردار نہیں ہیں۔ فرمایا میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کے سردار ہیں۔ جب آپ تشریف لائے تو رسول اللہ نے کسی آدمی کو انصار کے پاس بھیجا۔ وہ لوگ آگئے۔ فرمایا اے گروہ انصار! میں تم لوگوں کو ایسی چیز کی راہنمائی کیوں نہ کروں۔ اگر تم اس کا دامن پکڑ لو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ فرمایا یہ علی ہیں اس کو میری دوستی کی وجہ سے دوست رکھو اور میری عزت کی وجہ سے اس کی عزت کرو۔ مجھے اس بات کا جبرائیل نے حکم دیا ہے اور میں نے تمہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آگاہ کردیا ہے۔ اس حدیث کو حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں بیان کیا ہے "

۱۱۔ (رسول اللہ نے فرمایا) سید المومنین اور امام المتقین کو خوش آمدید ہو، حضرت علی سے کہا گیا۔ آپ اس بات کا شکر کس طرح ادا کریں گے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مجھے دیا ہے اس کا شکر ادا کرتا ہوں اور جو نعمتیں مجھے دی ہیں ان کا شکر بجالاتا ہوں۔ اور جو کچھ مجھے عطا کیا ہے اس میں اور زیادتی کرے۔ اس حدیث کو بھی صاحب الحلیۃ نے ذکر کیا ہے۔

۱۲۔ (رسول اللہ نے فرمایا) کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ میری زندگی کی طرح زندگی بسر کرے اور میری موت کی طرح موت مرے اور جنت عدن میں وہ جنت طوبیٰ کے پاس رہے جس کو میرے اللہ تعالیٰ نے خود لگایا ہے تو وہ میرے بعد علی کو دوست رکھے اور اس کے دوست کو دوست رکھے اور میرے بعد آئمہ کی اقتدا

کرے ، یہ لوگ میری عترت ہیں ۔ اور میری مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں ۔ علم اور فہم ان کی سرشت میں بھر دیا گیا ہے ۔ میری امت کے ان لوگوں کے لئے ہلاکت ہے جو ان کو جھٹلاتے ہیں اور میرے رشتے کو ان میں توڑتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کو میری شفاعت حاصل نہ ہوگی ۔ ذکرہ صاحب الحلیہ ایضاً

۱۲۔ رسول اللہ صلعم نے خالد بن ولید کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور حضرت علی کو دوسرے لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور دونوں کو یمن کی طرف روانہ کیا ۔ فرمایا اگر کہیں اکٹھے ہو جاؤ تو علی لوگوں کو نماز پڑھائیں ۔ اگر تم الگ الگ ہو جاؤ تو ہر ایک آدمی اپنے لشکر کو نماز پڑھائے ۔ دونوں کا لشکر ایک ساتھ ہو گیا اور حضرت علی نے ایک لونڈی کو لے لیا ۔ خالد نے چار آدمیوں کو کہا جن میں بریدہ اسلمی بھی شامل تھا کہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں جلدی جلدی چلے جاؤ ۔ اور آپ سے اس طرح اور اس طرح واقعات سے آگاہ کرو ۔ ان میں سے ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ علی نے اس طرح کیا ہے ۔ آپ نے اس شخص سے منہ پھیر لیا ۔ دوسرا آدمی آیا اور کہا کہ علی نے اس طرح کیا ہے ۔ آپ نے اس سے بھی منہ پھیر لیا ۔ ایک اور آدمی آیا اور اس نے بھی دونوں آدمیوں کی طرح بات بیان کی ۔ آپ نے اس سے بھی منہ پھیر لیا ۔ پھر بریدہ اسلمی نے حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول ، علی نے اپنی ذات کے لئے ایک لونڈی خود لے لی ہے ۔ یہ سن کر رسول غضبناک ہو گئے حتیٰ کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا ۔ فرمایا علی کو چھوڑ دو ۔ آپ نے کئی بار ایسا کہا (فرمایا) علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور جس قدر علی نے لیا ہے اس کا حصہ خمس میں زیادہ بنتا ہے اور وہ میرے بعد ہر مومن کے سردار ہیں ۔ ابو عبداللہ امام احمد نے مسند میں کئی بار اس حدیث کو روایت کیا ہے ۔ نیز آپ نے اس کو کتاب فضائل علی میں بیان کیا ہے اور اکثر محدثین نے اس حدیث کو روایت کیا ہے ۔

۱۴۔ رسول اللہ نے فرمایا) میں اور علی آدم کی خلقت سے چودہ ہزار سال پہلے ایک نور کی شکل میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں موجود تھے ۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک حصہ میں ہوں اور ایک حصہ علی ہیں ۔ احمد نے اس کو مسند میں روایت کیا ہے ؟ اور نیز کتاب فضائل علی میں بھی اس کا ذکر کیا ہے اور مؤلف کتاب الفردوس نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد یہ عبارت زیادہ کی ہے (رسول اللہ نے فرمایا) ہم منتقل ہوتے رہے حتیٰ کہ ہم عبدالمطلب تک پہنچ گئے ۔ میرے لئے نبوت مقرر ہوئی اور علی کے لئے وصایت ؟

۱۵۔ (رسول اللہ نے فرمایا) اے علی تیرے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے ۔ تم دنیا میں بھی سردار ہو

اور تم آخرت میں بھی سردار ہو۔ جس نے تجھے دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ تیرا حبیب میرا حبیب، میرا حبیب اللہ کا حبیب، تیرا دشمن میرا دشمن، میرا دشمن خدا کا دشمن۔ اور اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جس نے تجھ سے بغض رکھا۔ اس حدیث کو امام احمد نے بیان کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ ابن عباس اس کی یوں تفسیر کرتے تھے کہ جو شخص حضرت علی کی طرف دیکھے تو یوں کہے سبحان اللہ یہ کس قدر نوجوان عالم ہے۔ سبحان اللہ کس قدر بہادر ہے یہ جوان۔ سبحان اللہ کس قدر فصیح ہے یہ نوجوان۔

۱۶۔ جب جنگ بدر کی لڑائی کی رات ہوگئی تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہمیں پانی کون پلائے گا؟ لوگ خاموش رہے۔ حضرت علی اُٹھے مشک کو بغل میں دبایا۔ پھر کنوئیں پر تشریف لائے جو بہت ہی گہرا اور تاریک تھا۔ آپ اس میں اُتر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل سے وحی کی کہ محمد اس کے بھائی اور اس کے گروہ کی مدد کے لئے تیار ہو جاؤ۔ وہ آسمان سے نیچے اُترے۔ ان کی آواز ایسی تھی جو کوئی بھی سنتا تھا ڈر جاتا تھا۔ جب کنوئیں کے محاذ میں پہنچے تو حضرت علی پر سلام کیا۔ اور ان فرشتوں نے بھی سلام کیا جو آپ کے ساتھ تھے۔ ایسا حضرت علی کی عزت اور جلالت قدر کی وجہ سے کیا۔" اور دوسرے سلسلہ روایت میں جو انس بن مالک سے بیان کیا ہے کچھ اضافہ کیا ہے۔ اے علی تم قیامت کے روز جنت کی اونٹنی پر سوار ہوگے۔ تیرا گھٹنا میرے گھٹنے کے ساتھ ہوگا۔ تیری ران میری ران کے ساتھ ہوگی۔ حتیٰ کہ تم جنت میں داخل ہو گے۔

۱۷۔ رسول اللہ صلعم نے لوگوں کو جمعہ کا خطبہ دیا۔ فرمایا اے لوگو! قریش کو آگے بڑھاؤ اور ان کے آگے نہ بڑھو اور ان کو تعلیم نہ دو۔ وہ تعلیم والے ہیں۔ قریش کے ایک آدمی کی قدر عام دو آدمیوں کی قدر کے برابر ہوتی ہے۔ قریشی کے ایک آدمی کی اعانت عام دو آدمیوں کی اعانت کے برابر ہوتی ہے۔ اے لوگو! میں تمہیں اپنے رشتہ داروں! اپنے بھائی، اپنے ابن عم، علی بن ابی طالب کے متعلق وصیت کرتا ہوں مومن اس کو دوست رکھے گا اور منافق اس سے بغض رکھے گا۔ جس نے اس کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا، جس نے اس سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا، جس نے مجھ سے بغض رکھا اللہ اس کو آگ کا عذاب دے گا۔

۱۸۔ رسول اللہ نے فرمایا، صدیق تین آدمی ہیں۔ حبیب نجار جو شہر کے انتہائی حصے سے دوڑتے ہوئے آئے تھے اور مومن آلِ فرعون جو اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتا تھا۔ اور علی بن ابی طالب ہیں اور آپ ان سے افضل ہیں۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے کتاب فضائل علی میں بیان کیا ہے۔

۱۹۔ رسول اللہ نے فرمایا، علی کو پانچ ایسی خوبیاں دی گئی ہیں جو میرے لئے دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب

ہیں ایک یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور میں میرا سہارا ہوں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ حساب سے فارغ ہو جائیں گے۔

دوسری یہ ہے کہ آپ کے ہاتھ میں لواء الحمد ہو گا جس کے نیچے حضرت آدم اور اولاد آدم ہو گی۔

تیسری بات یہ ہے کہ آپ میرے حوض کے کنارے پر کھڑے ہوں گے۔ میری امت کے جس شخص کو پہچانیں گے اس کو سیراب کریں گے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ آپ میری شرمگاہ کو پوشیدہ کریں گے اور مجھے میرے رب کے سپرد کریں گے۔

پانچویں بات یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد آپ کے کافر ہونے کا مجھے اندیشہ نہیں ہے۔ شادی کے بعد زانی نہیں ہوں گے۔ اس حدیث کو کتاب فضائل میں امام احمد نے بیان کیا ہے۔

۲۰۔ صحابہ کی ایک جماعت کے دروازے رسول اللہ صلعم کی مسجد کی طرف کھلتے تھے۔ ایک روز رسول اللہ صلعم نے فرمایا حضرت علی کے دروازے کے سوا دوسرے تمام دروازے جو مسجد کی طرف کھلتے ہیں بند کر دو۔ دروازے بند کر دیے گئے۔ قوم نے اس بارے میں چہ میگوئیاں کیں۔ رسول اللہ کو یہ بات معلوم ہو گئی۔ آپ نے ان میں خطبہ دیا اور فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ دروازے بند ہو گئے ہیں اور علی کا دروازہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ میں نے کسی دروازے کو بند کیا ہے اور نہ کھولا ہے۔ لیکن ایک بات کا حکم دیا گیا۔ میں نے اس کی پیروی کی ہے۔ احمد بن حنبل نے اس حدیث کو مسند میں کئی بار بیان کیا ہے اور فضائل علی میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

۲۱۔ رسول اللہ صلعم نے غزوہ طائف کے موقع پر حضرت علی کو بلا کر آپ سے راز کی باتیں فرمائیں۔ رسول اللہ نے علی سے راز و نیاز کی گفتگو کو لمبا کر دیا۔ صحابہ کی ایک جماعت کو یہ بات ناپسند آئی۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ رسول اللہ نے اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ لمبی سرگوشی فرمائی ہے۔ اس بات کا رسول اللہ کو بھی علم ہو گیا۔ آپ نے ان آدمیوں کو جمع فرمایا اور کہا کہ ایک کہنے والے نے کہا ہے کہ آج میں نے اپنے ابن عم کے ساتھ لمبی سرگوشی کی ہے میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے سرگوشی کی ہے۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے مسند میں روایت کیا ہے۔

۲۲۔ اے علی! میں تم سے نبوت کے ذریعہ بڑائی کروں گا۔ میرے بعد نبوت نہیں ہے اور تم لوگوں سے سات چیزوں کے ساتھ بڑائی کرو گے۔ قریش میں کوئی آدمی بھی ان باتوں کا انکار نہ کرے گا۔ تم ان سے پہلے ایمان لانے والے ہو، اللہ کے عہد کو ان سے زیادہ پورا کرنے والے ہو، اللہ کے امر پر ان سے زیادہ قائم رہنے والے ہو، ان سے زیادہ برابر تقسیم کرنے والے ہو۔ ان سے رعایا میں زیادہ انصاف کرنے

والے ہو ان سے فیصلے میں زیادہ بالبصیرت ہو اور ان سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ فضیلت والے ہو۔

۲۳۔ جناب فاطمہ رسول اللہ کی خدمت میں آئیں عرض کیا اے میرے باپ آپ نے میری شادی ایک ایسے آدمی سے کی ہے جس کے پاس کوئی مال نہیں ہے، رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے فاطمہ! میں نے تیری شادی اس شخص سے کی ہے جو ان لوگوں سے اسلام کے لحاظ سے بڑھا ہوا ہے۔ صبر کے لحاظ سے بڑا ہے۔ علم کے لحاظ سے زیادہ ہے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیئے اللہ تعالیٰ نے زمین پر نگاہ دوڑائی تھی اس سے تیرے باپ کو چنا تھا۔ پھر دوسری مرتبہ نگاہ دوڑائی۔ اس سے تیرے شوہر کو منتخب کیا۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے بیان کیا ہے۔

۲۴۔ جنگ حنین کی واپسی کے بعد جب آیت اذا جاء نصر اللہ والفتح نازل ہوئی تو رسول اللہ سبحان اللہ و استغفر اللہ زیادہ تلاوت کرتے تھے۔

پھر فرمایا، اے علی، جس چیز کا مجھ سے وعدہ کیا گیا تھا وہ فتح آ گئی ہے اور فوج در فوج لوگ دین میں داخل ہو گئے ہیں۔ میری جگہ جانشین ہونے کا تجھ سے زیادہ کوئی حقدار نہیں ہے۔ کیونکہ تجھے اسلام لانے میں تقدم حاصل ہے، میری قرابت داری بھی حاصل ہے۔ اور میرے داماد بھی ہو اور تیری زوجیت میں سیدہ نساء العالمین ہے اور اس سے پہلے آپ کے والد ماجد نے میری حمایت اور نصرت کی تھی اور آپ نے اس وقت امتحانات برداشت کئے تھے۔ جب قرآن کا نزول ہوا تھا میری اس بات کی زبردست خواہش ہے کہ میں ان امور کا نگران آپ کے فرزند کو قرار دوں۔

اس حدیث کو ابو اسحاق ثعلبی نے تفسیر القرآن میں روایت کیا ہے

(انتہی شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی)

جن فضائل کو مؤلف کتاب الاصابہ (فی تمیز الصحابہ) نے بیان کیا ہے۔ میں نے ان کو اپنی کتاب مشرق الالوان میں ذکر کیا ہے۔

باب ۶۰

ان احادیث کے بارے میں جو امام حسینؓ کی شہادت کے بارے میں وارد ہوئیں

آپ پر اللہ کا درود، رحمت اور برکتیں نازل ہوں اور آپ کے
اہل بیت اور ان لوگوں پر بھی جو آپ کے ساتھ تھے ہمیشہ ہمیشہ
نازل ہوں۔

۱۔ مشکوٰۃ میں ام فضل بنت حارث زوجہ عباس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آج رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے، فرمایا وہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا کاٹا گیا اور میری گود میں ڈال دیا گیا۔ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا تم نے بھلائی کو دیکھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ فاطمہ ایک فرزند جنے گی۔ وہ تیری گود میں ہوگا۔ جناب فاطمہ نے حسین کو جنا۔ آپ میری گود میں تھے اور میں آپ کو قثم کے ساتھ دودھ پلاتی تھی۔ ایک روز رسول اللہ صلعم تشریف لائے۔ آپ کو اُٹھا کر اپنی گود میں بٹھالیا، میں نے رسول اللہ کی طرف دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بندھی ہوئی ہے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ کو کیا ہوگیا ہے؟ فرمایا جبرائیل نے میرے پاس آکر مجھے اس بات سے آگاہ کیا ہے کہ عنقریب میری امت میرے اس فرزند کو قتل کرے گی۔ میں نے عرض کیا ایسا ہوگا؟ فرمایا ہاں (ہوگا) جبرائیل نے مجھے سرخ مٹی لاکر دی ہے۔"

۲۔ جمع الفوائد میں بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جبرائیل نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ میرا یہ بیٹا طف (کربلا) کی سرزمین پر قتل ہوگا، میرے بعد عنقریب میری اُمت فتنہ میں مبتلا ہوجائیگی۔

۳۔ (بحذف اسناد) انس بن حارث سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا میرا یہ فرزند یعنی حسین ایک ایسی زمین پر قتل ہوگا جس کا نام کربلا ہوگا۔ اگر اس موقعہ پر تم میں سے کوئی آدمی موجود ہو تو اس کی مدد کرے۔ انس بن حارث کربلا کی طرف گئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان لوگوں کے ساتھ کربلا میں شہید ہوگئے، جو حضرت کے ساتھ تھے۔

۴۔ جمع الفوائد میں ابن عباس سے روایت ہے کہ امام حسین نے (کربلا) کی طرف جانے کی مجھ سے اجازت طلب کی تھی۔ میں نے عرض کیا اگر مجھے یا آپ کو عیب نہ لگایا جاتا تو میں اپنا ہاتھ آپ کے سر پر ڈال دیتا

فرمایا میں ضرور فلاں فلاں جگہ پر قتل کیا جاؤں گا" یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا حرم میرے خون سے لالہ زار ہو۔ یہ وہ بات تھی جس کی وجہ سے میرے نفس کو آپ کے بارے میں تسکین ہو گئی تھی۔

۵۔ کتاب الاصابہ میں تحریر کیا گیا ہے کہ امرؤ القیس بن عدی ابن عوس بن جابر بن کعب بن علیہ کلبی شام میں نو قضاعہ کا امیر تھا۔ آپ سے حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا میرے یہ دو فرزند ہیں۔ ہم لوگوں کو تیرے خسر بننے کی تمنا ہے۔ ہمارے ساتھ اپنی بیٹیوں کا رشتہ کر دیجئے؛ اس نے عرض کیا اے علی میں نے اپنی دختر حیات کا رشتہ آپ سے کر دیا۔ اے حسنؓ! تیرے ساتھ اپنی بیٹی سلمی کا رشتہ کر دیا۔ اے حسینؓ تیرے ساتھ اپنی دختر رباب کا نکاح کر دیا ہے، رباب جناب سکینہ کی والدہ ماجدہ ہیں اور جس کے بارے میں امام حسین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ شعر :-

لعمرك انني لاحب داراً تحل بها سكينة والرباب

تیری زندگی کی قسم مجھے تو وہ گھر زیادہ پسند ہے جہاں سکینہ اور رباب قیام فرما ہوں"۔ یہ جناب ربابؓ وہ مخدرہ ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضہ مکرمہ کربلا میں ایک سال تک اقامت گزیں رہیں۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا:۔

الی الحول ثم اسم السلام علیکما ومن یبک حولاً کاملاً فقد عذر

میں ایک سال تک قیام پذیر رہی ہوں۔ اب تم دونوں کو امام حسین اور علی اصغر) سلام کرتی ہوں۔ (اور خدا کے سپرد کرتی ہوں) جو شخص ایک سال پورا روتا رہے وہ معذور ہو جاتا ہے۔

۶۔ کتاب مودۃ القربیٰ میں امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ میرے نانا نے مجھے فرمایا اے میرے فرزند! تم میرے جگر کا ٹکڑا ہو! جس نے تجھے دوست رکھا اور تیری اولاد کو دوست رکھا اس کے لئے خوشخبری ہے اور بدلہ دینے کے دن تیرے قاتل کے لئے ہلاکت ہے"۔

۷۔ بخاری میں ابن ابی نعیم سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر سے کسی شخص کو احرام والے آدمی کے متعلق سوال کرتا سنا۔ شعبہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اس نے احرام کی حالت میں مکھی مارنے کے متعلق مسئلہ دریافت کیا تھا! ابن عمر نے کہا کہ عراق والے مکھی کے قتل کے تاوان کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے رسول اللہ صلعم کی دختر کے فرزند کو قتل کر دیا ہے اور جن کے متعلق رسول اللہ نے فرمایا تھا وہ دونوں (حسنین) دنیا میں میرے مہکتے ہوئے پھول ہیں"۔

۸۔ جمع الفوائد میں انس سے روایت ہے کہ میں ابن زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پاس امام حسین رضی اللہ عنہ

کا سر لایا گیا۔ اس نے چھڑی کے ساتھ آپ کے ناک سے بے ادبی کرنی شروع کر دی۔ اور کہتا تھا کہ میں نے اس سے زیادہ کسی شخص کو خوبصورت نہیں دیکھا۔ میں نے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ مشابہ تھے۔" یہ الفاظ بخاری اور ترمذی کے ہیں۔

ان احادیث کا بیان جن کو عمدۃ العلماء شافعیہ شیخ ابن حجر ہیثمی شافعی مکی نے اپنی کتاب صواعق محرقہ میں بیان کی ہیں!

۱۔ ابن سعد اور طبرانی نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے آگاہ کیا ہے کہ میرا فرزند حسینؑ میرے بعد زمین طف (کربلا) پر قتل کر دیا جائے گا۔ اور میرے پاس مٹی لاتے ہیں اور مجھے آگاہ کیا ہے کہ اس مٹی میں آپ کا ٹھکانہ ہوگا۔"

۲۔ ابوداؤد اور حاکم نے عباس کی زوجہ ام الفضل سے روایت کی ہے۔ آپ امام حسین کو قشم کے ساتھ دودھ پلاتی تھیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جبرائیل میرے پاس آتے ہیں اور مجھے آگاہ کیا ہے کہ میری امت عنقریب میرے اس فرزند کو قتل کر دے گی اور مجھے سرخ مٹی لا کر دی ہے۔"

۳۔ امام احمد بن حنبل نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا ہے جو اس سے قبل کبھی نہیں دیا اور مجھے کہا کہ تیرا بیٹا حسین قتل کر دیا جائے گا۔ اگر تم چاہو تو میں تم کو اس سرزمین کی مٹی دکھا دوں جہاں وہ قتل ہوں گے۔ اس نے ایک سرخ مٹی نکالی۔"

۴۔ (مجلات اسناد) انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے فرمایا کہ ایک فرشتے نے اپنے رب سے میری زیارت کرنے کی اجازت طلب کی، اس کو اجازت مل گئی اور اس دن ام سلمہ کی باری تھی۔ فرمایا اے ام سلمہؓ دروازے کی نگرانی کرنا۔ دروازے کے اندر کوئی شخص داخل نہ ہو۔ جناب ام سلمہ دروازے پر تھیں اسی دوران میں امام حسین داخل ہوتے اور اپنے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود مبارک میں بیٹھ گئے۔ آپ اس کو چومتے اور بوسہ دیتے تھے۔ فرشتے نے کہا تیری امت عنقریب اس کو قتل کر دے گی۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھا دوں جہاں آپ قتل ہوں گے۔ فرشتے نے آپ کو وہ جگہ دکھا دی اور آپ کی خدمت میں کچھ سخت ریت اور کچھ مٹی لائے۔ ام سلمہ نے اس مٹی کو دیکھ لیا اور اس کو ایک کپڑے میں رکھ دیا۔ ثابت نے کہا کہ ہم لوگ اس جگہ کو کربلا کہتے ہیں۔" ابو حاتم نے یہ عبارت زیادہ کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے اس مٹی کو سونگھا اور فرمایا کرب و بلا پر افسوس ہے۔"

(توضیح) سہلہ سخت ریت کو کہتے ہیں۔

۵۔ مُلّا اور ابن احمد کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے ام سلمہ! جب یہ مٹی خون ہو جائے تو سمجھ لینا کہ حسین قتل کر دیئے گئے ہیں۔ ام سلمہؓ نے کہا کہ میں نے اس مٹی کو ایک شیشی میں رکھ دیا تھا۔ میں نے اس کو دیکھا کہ جس دن امام حسین قتل کر دیئے گئے وہ خون ہو گئی تھی" اور آپ فرماتی ہیں کہ جس رات کو آپ قتل ہوئے ہیں تو میں نے کسی کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ ؎

ایہا القاتلون جہلا حسیناً ۔۔۔ ابشروا بالعذاب والتذلیل

اے وہ لوگو! جہالت سے حسین کو قتل کرنے والو، عذاب اور ذلت کی تمہیں بشارت ہو۔

قد لعنتم علی لسان داؤد ۔۔۔ وموسٰے وحامل الانجیل

تم پر حضرت داؤد، حضرت موسٰے اور انجیل کے حامل (حضرت عیسٰی) کی زبان سے لعنت کی گئی ہے"

میں رو پڑی اور شیشی کو کھولا تو تمام کی تمام خون ہو چکی تھی"

۶۔ ابن سعد نے شعبی سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ شام جاتے ہوئے جب زمین کربلا سے ان کا گزر ہوا تو آپ اتنے روئے کہ زمین آپ کے آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ فرمایا کہ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ رو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کیوں رو رہے ہیں۔ فرمایا ابھی ابھی میرے پاس جبرائیل موجود تھے اور مجھے آگاہ کیا ہے کہ میرا فرزند حسینؑ فرات کے کنارے قتل ہو گا۔ اس جگہ کو کربلا کہتے ہیں۔ پھر جبرائیل نے اس جگہ کی مٹی کی ایک مٹھی لی اور وہ مٹی مجھے سونگھائی جس سے میری دونوں آنکھیں بے اختیار رونے لگ گئیں۔ نیز اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

ملا نے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا گزر کربلا سے ہوا تو آپ نے فرمایا اس جگہ ان کی سواریاں ٹھہریں گی۔ اور اس جگہ وہ لوگ اتریں گے۔ آل محمد کے نوجوانوں کا یہاں خون بہایا جائے گا۔ اس میدان میں وہ قتل ہوں گے۔ جن پر زمین آسمان روئیں گے۔

۷۔ ترمذی نے سلمٰی سے روایت کی ہے کہ انصار کی ایک عورت نے کہا کہ میں ام سلمہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ رو رہی تھیں، میں نے عرض کیا، آپ کیوں رو رہی ہیں۔ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے آپ کی ریش مبارک اور سر اقدس خاک آلود ہے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ فرمایا کہ میں ابھی ابھی مقتل گاہ حسین پر موجود تھا۔

اسی طرح ابن عباس نے رسول اللہ صلعم کو دوپہر کے وقت پریشان حال اور غبار آلود حالت میں دیکھا اور آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس میں خون موجزن تھا، آپ سے ابن عباس نے دریافت کیا فرمایا حسین اور اس کے

۵۰۷ ۔ 53 یا 54 سال تھی ۔

اصحاب کا خون ہے۔ واقعہ کے بارے میں فکر لاحق ہوئی۔ آخرکار معلوم ہوا کہ آپ اسی روز جمعہ کے دن ۱۰ محرم سنہ ۶۱ھ کو قتل کر دیئے گئے اور اس وقت آپ کی عمر مبارک ۵۶ سال کچھ ماہ تھی۔ جناب ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے جنات کے نوحوں کو اس وقت سنا تھا۔ جب رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوا تھا۔ یا اس رات سنا جس سے پہلے امام حسینؓ شہید کر دیئے گئے تھے (جنات کے نوحے یہ تھے)

ایہا القاتلون جہلاً حسیناً — فابشروا بالعذاب والتذلیل

قد لعنتم علی لسان ابن داؤد — وموسیٰ وصاحب الانجیل

(ترجمہ پہلے گزر چکا ہے)

میں نے ایک دوسرے جن کی آواز کو سنا جو کہہ رہا تھا:۔

مسح النبی جبینہ — فلہ بریق فی الخدود

ابواہ من علیا قریش — وجدہ خیر الجدود

آپ کی پیشانی پر نبی نے ہاتھ پھیرا۔ آپ کے رخساروں پر روشنی تھی۔ آپ کے والدین قریش سے بلند مرتبہ الشان تھے۔ آپ کا نانا دیگر لوگوں کے نانا سے افضل تھا۔

ایک اور جنیہ نے کہا:۔

اتقی حسین ھیلا — کان حسین جبلا

حسینؓ زبردست پرہیزگار تھے۔ حسین (عزم میں) ایک پہاڑ تھے۔

ایک اور جنیہ نے کہا:۔

الا یا عین فاحتفلی بجھد — فمن یبکی علی الشہداء بعدی

اے آنکھ خوب رو لے۔ تیرے بعد شہداء پر کون روئے گا۔

علی رھط تقودھم المنایا — الی متجبر فی الملک وغد

اس گروہ پر رو لے جس کو موت کھینچ کر زبردستی کمینے ملک کی طرف لے گئی۔

وغد اس آدمی کو کہتے ہیں جس کا نسب صحیح نہ ہو۔

جب امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک یزید ظالم کے پاس لے گئے تو وہ لوگ پہلی منزل پر اتر گئے۔ انہوں نے شراب پینی شروع کر دی۔ ہم اس حالت میں ہی تھے کہ ناگاہ دیوار سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جس کے پاس لوہے کا قلم تھا۔ اس نے خون کے ساتھ یہ سطر لکھ دی۔

اترجو امۃ قتلت حسیناً — شفاعۃ جدہ یوم الحساب

امت حسین کو قتل کرنے کے بعد اس بات کی اُمید رکھتی ہے کہ قیامت کے روز ان کو آپ کے نانے کی شفاعت نصیب ہوگی۔

یہ شعر سن کر وہ لوگ بھاگ گئے اور سر شریف کو چھوڑ دیا"۔

منصور بن عمار اور نیز دوسرے آدمی نے روایت کیا ہے کہ یہ شعر سرزمین روم پر ایک گرجا میں تحریر تھا نہ معلوم کہ اس شعر کو کس شخص نے لکھا تھا۔

حافظ ابونعیم اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں نضرۃ الازدیہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ کہتی ہیں کہ جب امام حسین شہید کر دیئے گئے تو آسمان سے خون کی بارش برسی، جب ہم نے صبح کی تو ہمارے گھاوے اور گھڑے خون سے بھرے ہوئے تھے۔

نضرۃ کی حدیث کے علاوہ ایک اور حدیث ہے کہ آسمان سیاہ ہوگیا تھا حتیٰ کہ دن کو ستارے دکھائی دینے لگے اور جو پتھر اُٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے خون جوش مار کر نکلتا تھا"۔

ابوشیخ نے بیان کیا ہے کہ ورنگ جو ان کے لشکر میں موجود تھا وہ راکھ ہوگیا۔ آپ ایک یمن کے قافلہ کے ساتھ تھے جو عراق جانا چاہتا تھا۔ ان حضرات کی ان لوگوں سے ملاقات ہوگئی۔

ان باتوں کا ذکر جن کو ابن لیث نے جمع الفوائد میں بیان کیا ہے

جب امام حسین اور آپ کے ساتھی شہید کر دئے گئے۔ امام علی بن حسین کو پا بزنجیر کر کے، فاطمہ، سکینہ امام حسین کی دختروں کے ساتھ ابن زیاد کے پاس لے گئے۔ ابن زیاد نے ان کو یزید کے پاس روانہ کر دیا۔ جناب سکینہ کے متعلق حکم دیا کہ اس کو پیچھے رکھا جائے تاکہ وہ اپنے باپ کا سر دیکھ سکیں۔ جب وہ لوگ یزید کے پاس آئے تو یزید نے کہا:-

نفلق هاما من رجال اعزة   علینا وھم کانوا اعق واظلما

ہم نے اس آدمی کے سر کو جدا کر دیا ہے جس نے ہم پر خروج کیا حالانکہ یہ لوگ نافرمان اور بہت بڑے ظالم تھے۔

پھر یزید نے ان حضرات کو مدینہ روانہ کر دیا۔

شعبی نے کہا کہ میں نے آدمیوں کو آسمان سے اُترتے ہوئے دیکھا جن کے پاس نیزے تھے۔ اور قاتلان حسین کا پیچھا کرتے تھے میں نے تھوڑی دیر میں نظارہ دیکھا مختار اُترے اور ان لوگوں کو قتل کر دیا"۔

امام زہری نے کہا کہ ملک شام میں جو پتھر بھی اُٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے تازہ خون موج زن ہوتا تھا اور

بیت المقدس سے جو بھی پتھر اُٹھایا جاتا تھا۔ اس کے تلے سے تازہ خون موج زن ہوتا تھا۔

ابوقبیل نے کہا کہ جب امام حسین شہید ہوئے تو سورج کو کسوف لگ گیا اور ستارے ظاہر ہو گئے۔

لیث بن سعد نے کہا حسین کے ساتھ عباس، جعفر، عبداللہ، عثمان، ابوبکر فرزندان علی بن ابی طالب علی اکبر بن حسین آپ کی والدہ کا اسم گرامی لیلیٰ ثقفیہ ہے۔ عبداللہ بن حسین آپ کی ماں کا نام گرامی رباب ہے۔ جو قبیلہ بنو کلب سے تعلق رکھتی تھیں۔ عبداللہ (علی اصغر) اس وقت دودھ پیتے تھے۔ ابوبکر بن حسن، عون اور محمد بن عبداللہ بن جعفر اور مسلم اور جعفر بن عقیل اور امام حسین کے غلام سلیمان شہید ہوئے۔

محمد بن حنفیہ نے کہا امام حسین کے ساتھ بنو فاطمہ کے سترہ افراد شہید ہوئے۔ سب کا سلسلہ نسب جناب فاطمہ سے ملتا تھا۔"

ابوقبیل نے کہا کہ جب شامی پہلی منزل پر اُتر کر شراب پی رہے تھے تو دیوار سے ایک لوہے کا قلم نمودار ہوا جس نے خون سے اس سطر کو تحریر کر دیا۔ ؎

اترجوا امة قتلت حسينا شفاعة جده يوم الحساب

وہ لوگ سر مبارک کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور پھر لوٹ کر واپس آئے۔ ان احادیث کو علامہ طبرانی نے اپنی کتاب الکبیر میں بیان کیا ہے۔

عمارہ بن عمیر نے کہا کہ جب ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر مسجد کے صحن میں رکھ دیئے گئے تو میں لوگوں کے قریب ہو گیا اور وہ کہہ رہے تھے آیا، آیا۔ ناگاہ ایک سانپ آیا اور ان سروں کے اندر داخل ہوتا تھا حتیٰ کہ ابن زیاد کے نتھنے میں گھس گیا۔ آتا تھا اور جاتا تھا اس نے دو دفعہ الیسا کیا یا تین دفعہ اس حدیث کو ترمذی نے بیان کیا ہے۔

ابوطالوت سے روایت ہے کہ ابوبرزہ اسلمی عبیداللہ بن زیاد کے پاس گیا۔ جب عبیداللہ نے ابوبرزہ کو دیکھا تو کہا (معاذاللہ) تمہارا محمد اور یہ ٹھگنا! ایک شیخ نے ابوبرزہ کو یہ بات سمجھائی تو ابوبرزہ نے کہا کہ میں یہ خیال نہیں کرتا تھا کہ میں ایک ایسی قوم میں زندہ رہ جاؤں گا جو مجھے محمد صلعم کی صحبت کی شرف کی وجہ سے ملامت کرے گی ابن زیاد نے برزہ سے کہا کہ محمد کی صحبت بلاشبہ تمہارے لئے باعث زینت ہے۔ میں نے آپ کی خدمت میں آدمی اس لئے روانہ کیا تھا کہ آپ سے حوض کے متعلق سوال کروں کہ آپ نے اس بارے میں کوئی چیز محمد سے سنی تھی، ابوبرزہ نے کہا ہاں میں نے آپ سے ایک دفعہ نہیں کئی بار اس چیز کو سنا تھا۔ جو شخص اس بات کی تکذیب کرے گا۔ اللہ اس کو اس سے سیراب نہ کرے۔ پھر ابوبرزہ ناراض ہو کر چلے گئے۔

(بحوالہ ابوداؤد، انتہی جمع الفوائد)

پھر ان باتوں کا ذکر جو کتاب صواعق محرقہ میں درج ہیں

سفیان بن عیینہ نے جرہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنے رنگ کو راکھ کی صورت میں پایا تو اس شخص نے اپنے رنگ کے راکھ ہو جانے کی خبر سے آگاہ کیا۔ اور اس نے اس بات سے آگاہ کیا کہ انہوں نے اپنے لشکر میں ایک اونٹنی کو نحر کیا۔ انہوں نے اس کے گوشت میں ناسور دیکھے۔ انہوں نے اس گوشت کو پکایا تو وہ حنظل کی طرح کڑوا تھا۔ اس نے بتایا کہ آسمان سرخ ہو گیا تھا اور سورج کو گہن لگ گیا حتیٰ کہ ستارے دوپہر کو ظاہر ہو گئے تھے۔ اور جو پتھر بھی اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے تازہ خون جوش مار کر نکلتا تھا۔

عثمان بن شیبہ نے بیان کیا ہے کہ آسمان سات روز تک روتا رہا اور سرخ ہو گیا۔ دیواروں پر آسمان کی سخت سرخی کی وجہ سے زردی کے دھبے دکھائی دیتے تھے۔

ابن جوزی نے ابن سیرین سے نقل کیا ہے کہ دنیا تین دن تک تاریک رہی اور آسمان پر سرخی ظاہر ہوئی۔

ابو سعید خدری نے کہا کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی پتھر اٹھایا جاتا تھا تو اس سے تازہ خون بہہ نکلتا۔ آسمان نے خون کی بارش برسائی تھی اس کے نشانات کپڑوں کے ختم ہونے تک باقی رہے تھے۔

علامہ ثعلبی اور ابو نعیم نے بیان کیا ہے آسمان نے خون کی بارش برسائی تھی اور حافظ ابو نعیم نے اضافہ کیا ہے کہ جب ہم لوگوں نے صبح کی تو ہمارے فرش اور برتن خون سے بھرے ہوئے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ آسمان نے خراسان، شام اور عراق کے گھروں اور دیواروں پر خون کی بارش برسائی۔ جب امام حسین کا سر ابن زیاد کے پاس دارالامارہ (کوفہ) میں لایا گیا تو دارالامارہ کا رنگ خون میں تر ہو گیا تھا۔

ثعلبی نے کہا کہ آسمان رویا تھا اس کا رونا اس کا سرخ رنگ ظاہر کر دینا تھا۔

ایک اور آدمی نے کہا ہے کہ آسمان کے افق چھ ماہ تک امام حسینؑ کے قتل کے بعد سرخ رہے پھر ہمیشہ سرخی دکھائی دینے لگی۔

ابن سیرین نے کہا (آسمان کی سرخی غروب کے وقت) یہ سرخی شفق کے ساتھ موجود نہ تھی حتیٰ کہ امام حسینؑ شہید ہو گئے (اور یہ سرخی آسمان پر نمودار ہو گئی)

ابن سعد نے کہا کہ امام حسینؑ کے قتل سے پہلے آسمان پر سرخی دکھائی نہیں دیتی تھی۔

ابن جوزی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ہم لوگ ناراض ہوتے ہیں تو ہمارے چہرے پر سرخی نمودار ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حسین کے قاتلین سے آسمان کے افق پر سرخی کا اظہار کر کے اپنی ناراضگی

موت دیا ہے کیونکہ جرم بہت بڑا تھا۔"
بدر کی جنگ کے موقع پر عباس گرفتار ہو گئے اور آپ کراہ رہے تھے۔ رسول اللہ کو (ساری رات) نیند نہ آئی، جب امام حسین کراہ رہے ہوں گے تو رسول اللہ کی کیا حالت ہو گی؟
حضرت حمزہ کے قاتل وحشی جب اسلام لائے تو نبی علیہ السلام نے اس سے ناراض ہو کر کہا۔ مجھ سے اپنے چہرے کو دور کر دو (میں تیری شکل دیکھنا نہیں چاہتا) میں اس شخص کو دیکھنا نہیں چاہتا جس نے ہمارے دوستوں کو قتل کیا ہو، کیا رسول اللہ ان لوگوں پر غضبناک نہیں ہوتے ہوں گے۔ جنہوں نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کر دیا تھا؟ اور آپ کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا اور آپ کے اہل کو اونٹوں کے پالانوں پر سوار کیا تھا۔
علامہ بیہقی امام زہری سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ملک شام میں عبدالملک کے پاس آئے اور آپ کو عبدالملک نے بتایا کہ جس روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ شہید کر دیئے گئے تو اس روز بیت المقدس کا جو پتھر بھی اٹھایا جاتا تھا اس کے تلے خون بہتا تھا۔"
عبدالملک نے کہا یہ بات میرے اور تمہارے سوا اور کسی شخص کو معلوم نہ ہو۔ اور کسی شخص کو نہ بتانا۔ امام زہری نے عبدالملک کی موت کے بعد اس بات کو بتایا۔ امام زہری سے عبدالملک کے علاوہ اور زہری نے بھی آپ کو اس بات سے آگاہ کیا تھا۔
علامہ بیہقی نے کہا ہے کہ ممکن ہے صحیح طور سے امام زہری سے یہ بات منقول ہو کہ یہ واقعہ امام حسین کے قتل کے وقت ظہور پذیر ہوا ہو۔ ممکن ہے کہ دونوں حضرات (حضرت علی اور امام حسین) کے قتل کے وقت بیت المقدس کے پتھروں کے تلے خون نکلتا ہو؟
ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ ایک جماعت نے ذکر کیا کہ جس کسی شخص نے بھی امام حسین کے قتل پر اعانت کی وہ شخص اپنی موت سے پہلے ضرور ایک مصیبت میں گرفتار ہوا" ایک بوڑھے نے کہا کہ میں نے اعانت کی تھی اور مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچی (اسی اثنا میں) وہ چراغ کو درست کرنے کے لئے اٹھا، آگ نے اس کو پکڑ لیا۔ آگ آگ کی آواز کرنے لگا۔ وہ دریائے فرات میں کود گیا۔ لیکن ان تمام باتوں کے اس کو آگ نے نہ چھوڑا، وہ اسی حالت میں مر گیا۔
علامہ سبط ابن جوزی سدی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کربلا میں ایک شخص کو مہمان کیا اور لوگوں نے آپس میں ذکر کیا کہ جو شخص بھی امام حسین کے خون میں شریک ہوا وہ بدترین موت مرا، مہمان نے اس بات کو جھٹلا دیا اور اس نے کہا کہ قتل کے حاضر ہونے والوں میں ایک وہ بھی ہے۔ رات کے آخری حصہ میں اٹھ کر چراغ درست کرنے لگا۔ آگ اس کے جسم کو لپیٹ گئی اور اس کو جلا کر رکھ دیا۔ سدی نے کہا خدا کی قسم میں نے اس شخص کو دیکھا

تھانہ جل کر کوئلہ بنا ہوا تھا۔

امام زہری نے کہا کہ جس شخص نے بھی امام حسین کو قتل کیا تھا اس کو دنیا میں عذاب دیا گیا یا قتل ہوا، اندھا ہو گیا یا اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا یا تھوڑی مدت کے اندر اس کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

علامہ سبط ابن جوزی نے واقدی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص امام حسینؓ کے قتل کے وقت حاضر موجود تھا۔ وہ اندھا ہو گیا، اس سے اندھے پن کا سبب دریافت کیا گیا۔ اس نے کہا کہ اس نے خواب میں رسول اللہ صلعم کو دیکھا تھا۔ آپ نے اپنی دونوں آستینوں کو چڑھایا ہوا تھا اور تلوار آپ کے ہاتھ میں تھی۔ اور قاتلان حسینؓ میں سے دس آدمی آپ کے سامنے ذبح شدہ حالت میں موجود تھے۔ پھر آنحضرتؐ نے اس شخص کو لعنت ملامت کی کہ وہ قاتلین حسین کی زباندانی کا سبب بنا ہے۔ پھر آپ نے خون حسینؓ سے اس کو سرمہ لگایا۔ صبح کے وقت وہ شخص اندھا تھا۔

سبط ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ قاتلین حسین میں سے ایک آدمی نے اپنے گھوڑے کے تنگ میں امام حسین کا سر لٹکایا تھا۔ اس کا چہرہ تارکول سے بھی زیادہ سیاہ تھا۔ اس سے دریافت کیا گیا کہ آپ بہت خوبصورت شکل والے عرب تھے۔ اس نے کہا جب سے میں نے سر حسین کو اٹھایا تھا۔ اسی وقت سے کوئی رات مجھ پر ایسی نہیں گزرتی کہ آدمی آکر میری گدی کو پکڑ کر آگ کی طرف نے جا کر مجھے اس میں ڈال دیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ شخص نہایت بری حالت میں مرا۔

نیز سبط ابن جوزی نے بیان کیا کہ ایک شیخ نے رسول اللہ صلعم کو خواب میں دیکھا اور آپ کے سامنے ایک تھال موجود تھا جس میں خون تھا۔ لوگ آپ کی خدمت میں پیش ہو رہے تھے۔ آپ ان کو خون لگا رہے تھے حتیٰ کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا مجھے کیوں طلب کیا گیا ہے ؟ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تو گمراہ ہوا۔ آپ نے اپنی انگلی سے میری طرف اشارہ فرمایا۔ میں صبح کو اٹھا تو اندھا تھا۔"

امام احمد بن حنبل نے بیان کیا کہ ایک شیخ نے کہا (معاذ اللہ) اللہ نے حسین کو قتل کیا۔ کیونکہ اس نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دونوں آنکھوں میں دو شہاب ثاقب مارے وہ اندھا ہو گیا۔

بازری اعمش وہ خلیفہ منصور عباسی سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے ایک آدمی کو شام میں دیکھا تھا جس کا چہرہ خنزیر کے چہرے کی طرح تھا۔ اس سے اس کا سبب دریافت کیا گیا اس نے کہا کہ وہ ہر دن (معاذ اللہ) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ایک ہزار بار لعن کیا کرتا تھا اور جمعہ کے روز آپ پر چار ہزار مرتبہ لعن کیا کرتا تھا۔ (اس شخص کا بیان ہے کہ اس نے رسول اللہ کو خواب میں دیکھا اس نے ایک طویل خواب کا تذکرہ کیا جس کا ایک حصہ یہ ہے کہ امام حسینؓ نے اس شخص کی شکایت رسول اللہ کی خدمت میں کی۔ رسول اللہ نے اس پر لعن کیا۔ پھر آپ نے اس کے چہرے پر تھوک دیا۔ جہاں تھوک پہنچ گئی وہ جگہ خنزیر کی شکل بن گئی۔

وہ لوگوں کے لئے مقامِ عبرت بنا ہوا تھا۔

ملا نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے جنات کو امام حسینؑ پر نوحہ کرتے سنا۔ ابن سعد نے آپ سے روایت کی ہے کہ آپ (مصیبت حسین کی وجہ سے) اس قدر روئیں کہ آپ کو غش طاری ہو گیا۔"

جب حضرت کا سر مبارک ابن زیاد کے پاس لایا گیا تو اس کو ایک تھال میں رکھا گیا۔ ابن زیاد آپ کے دندان مبارک سے چھڑی کے ساتھ بے ادبی کرتا تھا۔ اور کہتا تھا میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا، ابن زیاد کے پاس رسول اللہ کے صحابی (انس بن مالک) تشریف فرما تھے۔ آپ رو پڑے اور کہا کہ آپ تمام لوگوں سے رسول اللہ صلعم کے زیادہ مشابہ تھے"! اس کو ترمذی اور بخاری نے روایت کیا ہے۔

امام حسین ۲ محرم ۶۱ھ کو کربلا میں تشریف لائے[1]۔ آپ سے لڑنے والوں کی زیادہ تعداد ان خارجیوں کی تھی جنہوں نے آپ کو خطوط تحریر کئے اور آپ کی بیعت کی، کوفہ والوں نے آپ کے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل سے آپ کے نائب ہونے کی حیثیت سے بیعت کی تھی۔ بیعت کرنے والوں کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ کہا گیا ہے کہ اس سے بھی زیادہ تھی۔ جب آپ ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا اور آپ کے دشمنوں کے پاس چلے گئے۔ آنے والی بھلائی کے مقابل میں جلدی والے سودے کو ترجیح دی۔ امام حسین نے اس کثیر تعداد سے جہاد کیا، آپ کے ساتھ آپ کے بھائی اور آپ کے گھر کے افراد تھے۔ جن کی تعداد اسی سے کچھ زیادہ تھی"!

آپ پر اور آپ کے اصحاب پر تین دن پانی بند کیا گیا۔ دس محرم ۶۱ھ جمعہ کے روز آپ کا سر قلم کر لیا۔

ابن ابی دنیا سے روایت ہے کہ زید بن ارقم عبید اللہ بن زیاد کے پاس موجود تھا۔ اس نے کہا (حسین کے دانتوں سے) چھڑی کو اٹھا لے۔ خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپ ان دونوں ہونٹوں کو بوسہ دیتے تھے۔ پھر زید رو پڑے۔ ابن زیاد نے کہا اگر آپ بڈھے نہ ہوتے تو میں ضرور تمہاری گردن اڑا دیتا۔ زید اٹھا اور کہتا تھا اے لوگو! آج کے بعد تم غلام ہو گئے تم نے صدیقہ مرضیہ فاطمہ کے فرزند کو قتل کر دیا۔ اور مرجانہ خبیثہ کے بیٹے کو اپنا امیر بنا لیا۔ خدا کی قسم وہ تمہارے نیکو کار لوگوں کو قتل کردے گا۔ اور تمہارے بُرے لوگوں کی پیروی کرے گا۔ جو شخص ننگ و عار پر رضامند ہو گیا۔ اس کے لئے دوری ہو۔ پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپ حسنینؑ کو اپنے دونوں زانوؤں پر بٹھائے ہوئے تھے۔ اور ان دونوں کے سر پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا اے میرے اللہ! میں ان دونوں کو اور صالح المومنین (علی) کو آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلعم کی ودیعت کے متعلق کیا سلوک کیا گیا؟

---

[1] واقعہ یہ ہے کہ آپ ۲ محرم کو کربلا میں تشریف لائے ۱۲۔ محمد شریف عفی عنہ

اللہ تعالیٰ نے ابن زیاد سے بدلہ لیا، ترمذی نے صحیح حدیث روایت کی ہے۔ کہ جب ابن زیاد کا سر اس کے دوسرے اور ساتھیوں کے ساتھ لایا گیا اور ان کو مسجد میں رینز دن کے ذریعے نصب کیا گیا۔ ایک سانپ آیا وہ اور سروں سے گزر کر ابن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہو کر تھوڑی دیر بیٹھا رہا۔ نکلا، پھر داخل ہوا۔ اسی طرح سانپ نے دو یا تین مرتبہ کیا۔

ابن زیاد وغیرہ کے ساتھ اس طرح کا سلوک کرنے والے مختار بن ابی عبیدہ تھے۔ شیعوں کا ایک گروہ آپ کے ساتھ ہو لیا تھا، یہ لوگ حسین کا ساتھ نہ دینے کی وجہ سے شرمسار تھے، یہ لوگ اپنے اوپر سے ننگ و عار کا داغ دھونا چاہتے تھے۔ ان لوگوں نے مختار کی اطاعت کی۔ کوفہ کے مالک بن بیٹھے۔ اور ان ستر ہزار افراد کو قتل کیا جنہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا اور ان کے سردار و رئیس عمر بن سعد اور شمر کو بھی قتل کر دیا لوگوں نے اس بات پر مختار کا شکریہ ادا کیا۔ لیکن مختار اس گمان میں مبتلا ہو گیا کہ اسے وحی ہوتی ہے کہ حضرت محمد بن حنفیہ امام مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہیں، ابن زیاد موصل میں اترا اس کے پاس تیس ہزار لشکر کی جمعیت تھی۔ مختار نے ساتھ ہزار چھ سو افراد کو اس کی طرف روانہ کیا۔ ان لوگوں نے ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ انہوں نے ان کے سروں کو مختار کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ مختار نے ان سروں کو محل میں لٹکوا دیا۔ جہاں امام حسین کا سر مبارک لٹکایا گیا تھا۔

عبد الملک بن عمیر کا قول ہے کہ عجیب اتفاق ہے کہ میں کوفہ کے قصر الامارہ میں ابن زیاد کے پاس گیا۔ تو اس وقت آپ کے سامنے ایک ڈھال میں آپ کی دا منی جانب حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک موجود تھا۔ پھر میں قصر الامارہ میں مختار کی خدمت میں حاضر ہوا تو اسی طرح ابن زیادہ کا سر آپ کے پاس موجود تھا۔ پھر میں مصعب بن زبیر بن مروان کے پاس اس دار الامارہ میں گیا تو میں نے آپ کے پاس اسی حالت میں مختار کے سر کو پایا۔ پھر میں عبد الملک بن مروان کے پاس گیا تو میں نے آپ کے پاس اس حالت میں مصعب کے سر کو رکھا ہوا پایا۔ میں نے اس واقعہ سے عبد الملک کو آگاہ کیا۔ اس نے کہا تو پانچویں آدمی کو نہیں دیکھے گا اس کے بعد اس نے قصر الامارہ کو منہدم کرا دیا۔"

جب ابن زیاد نے یزید کے پاس امام حسین کا سر مبارک اور آل حسین کے قیدیوں کو روانہ کیا تو یزید نے ابن زیاد کی منزلت کو بڑھا دیا۔ حتیٰ کہ یزید نے اپنی عورتوں پہ ابن زیاد کو داخل کیا اس نے اس صلہ میں اپنی عورتوں سے ابن زیاد کے لیے پردہ اٹھا دیا۔

ابن جوزی نے کہا کہ یزید کا امام حسین کے دندان مبارک کو چھڑی سے مارنا آل نبی صلعم کو اونٹوں کے پالانوں پر سوار کرنا اور ان کو رسیوں سے باندھنا اور ان کی عورتوں کا کھلے منہ اور کھلے سر ہونا۔ ایسی باتوں کا یزید سے

سرزد ہونا کوئی بعید بات نہیں ہے۔ ابن جوزی نے یزید کے برافعال کافی ذکر کئے ہیں۔"

یزید نے امام حسین کے سر کے ساتھ جو سلوک کیا وہ بیان ہو چکا ہے۔ اس وقت یزید کے پاس قیصر روم کا ایلچی موجود تھا۔ اس نے تعجب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے پاس ایک جزیرہ میں ایک گرجا گھر ہے جس میں عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گدھے کا کھر موجود ہے۔ ہم لوگ ہر سال تمام اطراف عالم سے آ کر اس کھر کی زیارت بجا لاتے ہیں۔ ہم اس کے لیے نذریں مانتے ہیں۔ ہم اس کھر کی اتنی عزت کرتے ہیں۔ جس قدر تم لوگ کعبہ کی عزت کرتے ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ تم لوگ احسین کے مقابل میں باطل پر ہو۔"

ایک ذمی نے کہا کہ میرے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے درمیان ستر پشتوں کا فاصلہ ہے۔ لیکن یہودی میری عزت اور تعظیم کرتے ہیں اور تم نے اپنے نبی کی بیٹی کے فرزند کو قتل کر دیا اور اس کے سر مبارک پر نگرانی مقرر کر دی ہے۔ جب بھی تم کسی منزل پر اترتے تو اس کو نیزہ پر سوار کرتے۔ اس کی چوکیداری کی جاتی ہے۔ ایک راہب نے ان لوگوں کو اپنے گرجا کی جانب سے دیکھا اور ان سے پوچھا کہ یہ سر کس کا ہے تو انہوں نے اس کو واقعہ سے آگاہ کیا۔ راہب نے کہا تم بہت بری قوم ہو۔ اگر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی فرزند ہوتا تو ہم لوگ اس کو اپنی آنکھوں کے حلقوں میں جگہ دیتے۔ تم بہت بری قوم ہو۔ راہب نے کہا کہ دس ہزار دینار لے لو اور سر مبارک کو صرف ایک رات میرے پاس رہنے دو۔ انہوں نے کہا ایسا ہی سہی۔ راہب نے سر کو لے کر اس کو غسل دیا، خوشبو لگائی اور اپنے زانو پر رکھ کر صبح تک روتا رہا۔ پھر وہ اسلام لایا۔ کیونکہ اس نے سر مبارک سے ایک نور آسمان کی طرف بلند ہوتا ہوا دیکھا تھا۔ گرجا گھر سے نکل کر اہل بیت کی خدمت کرنی شروع کر دی۔ پہرہ داروں نے دیناروں کی ان تھیلیوں کو کھولا۔ جن کو راہب سے لیا تھا۔ تمام دینار سیپ و منکوں میں تبدیل ہو چکے تھے اور ان دیناروں کے ایک کونے پر یہ آیت تحریر تھی ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون۔ جو کام ظالم کرتے ہیں اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔ تم ایسا خیال مت کرو اور دوسری جانب یہ آیت تحریر تھی:۔

سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

حاکم نے کئی طریقوں سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جبرائیل نے مجھے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت یحییٰ بن زکریا کے خون کے عوض میں ستر ہزار آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ میں حسین بن علی کے خون کے عوض میں بھی ستر ہزار آدمیوں کو قتل کروں گا۔

ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات حدیث میں ذکر کر کے ٹھیک نہیں کیا۔

آپ کو علم ہونا چاہیے کہ یزید بن معاویہ کے کفر کے بارے میں اہل سنت کے ہاں اختلاف پایا جاتا

کہ تم ہماری طرف یہ بات منسوب کرتے ہو کہ ہم لوگ یزید سے تولا کرتے ہیں۔ فرمایا اے میرے بیٹے! کیا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ہے یزید سے تولا کرے گا؟ اس شخص پر کیوں نہ لعنت کی جائے جس پر خدا نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔ میں نے عرض کیا وہ کون سی آیت ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے

وھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی ابصارھم۔

کیا قتل سے بھی بڑھ کر کوئی بڑا فساد ہو سکتا ہے؟

ابن جوزی نے ذکر کیا ہے کہ قاضی ابو یعلیٰ نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو لعنت کے مستحق ہیں۔ آپ نے ان میں یزید کا شمار بھی کیا ہے:

پھر آپ نے رسول اللہ کی اس حدیث کا ذکر کیا ہے کہ جس شخص نے مدینہ والوں کو ظلم کی وجہ سے ڈرایا اللہ تعالیٰ اس کو ڈرائے گا۔ اور اس پر اللہ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

اس بات میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ یزید نے مدینہ منورہ کو لوٹا تھا اور مدینہ کے رہنے والوں کو ڈرایا تھا اور وہ حدیث جس کو مسلم نے روایت کیا ہے کہ (یزید کے) اس لشکر نے لوگوں کو قتل کیا تھا اور فساد عظیم برپا کیا تھا۔ لوگوں کو غلام بنایا تھا۔ مدینہ منورہ کو لوٹا تھا یہ سب باتیں مشہور ہیں۔ حتیٰ کہ تین سو کنواری عورتوں کی عصمت دری کی گئی اور اتنے ہی صحابہ رسول قتل کیے گئے، سات سو قرآن کے قاریوں کو تہ تیغ کیا گیا۔ کئی دن تک مدینہ کا لوٹنا جائز قرار دیا گیا۔ کئی دن تک نماز باجماعت نہ ہو سکی۔ مدینہ والوں پر کئی دن تک خوف طاری رہا، کئی دن تک لوگوں کے لئے مسجد رسول میں داخل ہونا ممکن نہ رہا۔ مسجد رسول میں کتوں نے داخل ہو کر منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیشاب کر دیا اور اس حدیث کی تصدیق ہو گئی تھی جس کے متعلق رسول اللہ صلعم نے آگاہ فرمایا تھا، اس لشکر کا سپہ سالار صرف اس بات پر راضی ہوتا تھا کہ وہ یزید کی بیعت اس شرط پر کریں کہ وہ لوگ یزید کے غلام ہیں اگر وہ چاہے تو ان کو بیچ ڈالے اگر چاہے تو ان کو آزاد کر دے ایک آدمی نے سپہ سالار لشکر سے کہا ہم کتاب خدا اور سنت رسول پر بیعت کرتے ہیں اور اس کی گردن اڑا دی گئی۔ یہ باتیں واقعہ حرہ کے موقع پر ہی کی گئیں۔"

پھر یہ لشکر (مدینہ کو غارت کرنے کے بعد) مکہ کی طرف ابن زبیر سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ وہاں جا کر ان لوگوں نے خانہ کعبہ پر منجنیق چڑھا کر پتھر برسائے اور خانہ کعبہ کے غلاف کو آگ سے جلا دیا اور یہ وہ بہت بڑی برائیاں ہیں جو یزید کے زمانۂ سلطنت میں یزید سے ظہور پذیر ہوئیں۔

یزید کی سلطنت سنہ ۶۰ھ میں شروع ہوتی ہے اور یزید سنہ ۶۴ھ کے شروع میں مر گیا۔"

معاویہ بن یزید بن معاویہ جب خلافت پر متمکن ہوا تو منبر پر بیٹھ کر کہا کہ یہ خلافت اللہ تعالیٰ کی رسی ہے اور میرے دادا نے خلافت کے حق داروں سے خواہ مخواہ کا جھگڑا کیا تھا۔ علیؑ بن ابی طالبؑ سے زیادہ حق دار خلافت کا کون ہو سکتا تھا۔ جتنا عرصہ وہ تم پر سوار رہا اس کو تم خود جانتے ہو۔ آخر اس کو موت آگئی ہے اپنے گناہوں میں گروی ہو کر قبر میں جا پڑا۔

میرے والد یزید نے خلافت کو سنبھالا، حالانکہ وہ خلافت کے اہل نہیں تھے۔ ابن رسول اللہ صلعم کی بیٹی کے فرزند سے جھگڑا کیا۔ اس کی زندگی کو کاٹ دیا اور اس کے رشتہ داروں کو ختم کیا۔ اپنے گناہوں میں جکڑا ہوا اپنی قبر میں جا پڑا، پھر معاویہ بن یزید رو پڑا۔ یہ کام ہمارے لئے بہت بڑے گھاٹے کا باعث ہے۔ ہم اس بات کو جانتے ہیں کہ اس کا (یزید کا) پچھڑنا بہت برا ہے اور اس کی بازگشت بہت بُری ہوگی۔ اس نے رسول اللہ صلعم کی عترت کو قتل کیا۔ شراب کو جائز قرار دیا۔ خانہ کعبہ کو برباد کیا۔ میں خلافت کی شیرینی کو نہیں چکھوں گا۔ اور نہ اس کی تلخی کے ذائقہ سے روشناس ہوں گا۔ اور نہ ہی میں خلافت کا جبہ زیب تن کروں گا۔ تم اپنے معاملۂ خلافت میں خود مختار ہو۔ خدا کی قسم اگر دنیا اچھی تھی تو ہم نے اس سے اپنا حصہ حاصل کر لیا۔ اگر بری تھی تو اولاد ابوسفیان کے لئے وہ بات کافی ہے۔ جو دنیا کی طرف سے انہیں پہنچ چکی ہے۔ پھر اپنے گھر میں پوشیدہ ہو گئے۔ چالیس دن کے بعد انتقال کر گئے۔ آپ کی خلافت چالیس روز تھی۔ کہا گیا ہے کہ دو ماہ، بعض نے کہا تین ماہ تھی۔ اکیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ کہا گیا ہے کہ بیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ رحمۃ اللہ۔ انتہت الصواعق

اخطب الخطبا خوارزمی مکی ابوالموید موفق بن احمد نے اپنی سند سے سلیمان اعمش بن مہران کوفی سے روایت کی ہے کہ نصف رات کے وقت خلیفہ ابو جعفر منصور دوانقی نے اعمش کے پاس ایک آدمی روانہ کیا۔ اعمش منصور کے پاس پہنچا۔ منصور نے بیان کیا۔ ایک روز حضرت فاطمہؑ اپنے باپ کی خدمت میں تشریف لائیں۔ عرض کیا اے میرے باپ حسنؑ اور حسینؑ کہیں چلے گئے ہیں، مجھے معلوم نہیں کہ وہ دونوں اس وقت کہاں ہیں اور رو پڑیں رسول اللہ نے فرمایا اے فاطمہؑ گریہ نہ کرو، جس اللہ نے ان دونوں کو پیدا کیا ہے، وہ ان دونوں پر تجھ سے اور آپ سے زیادہ مہربان ہے۔ رسول اللہ نے کہا اے میرے اللہ وہ جس جگہ بھی ہوں ان کی حفاظت فرما۔ جبرائیل نازل ہوئے اور آگاہ کیا کہ دونوں بنو نجار کے باغ میں سوئے ہوئے ہیں۔ فرشتے نے ایک پر ان کے تلے اور دوسرا پر ان دونوں کے اوپر ڈالا ہوا ہے۔ رسول اللہ اور ہم لوگ آپ کے ساتھ دونوں شہزادوں کی طرف روانہ ہوئے۔ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ امام حسن نے امام حسین کے گلے میں باہیں ڈالی ہوئی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ (و آلہ) وسلم نے دونوں کو بوسہ دیا۔ دونوں بیدار ہو گئے۔ دونوں کو اپنے کندھے پر اٹھا لیا اٹھائے

ہوئے مسجد کے دروازے پر تشریف لائے' لوگوں کے جمع کرنے کا حکم دیا۔ فرمایا اے لوگو! کیا میں تمہیں ایسے آدمی کے متعلق آگاہ کروں جو نانی اور نانا کے لحاظ سے تمام لوگوں سے افضل ہوں! انہوں نے کہا ہاں۔ فرمایا میرے یہ دونوں بیٹے حسنؑ اور حسینؑ نانا اور نانی کے لحاظ سے تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ ان کا نانا میں ہوں اور ان کی نانی خدیجہ بنت خویلد ہے' یہ دونوں باپ اور ماں کے لحاظ سے بھی لوگوں سے افضل ہیں۔ ان کا باپ علی ہیں جو میرے بھائی ہیں اور ان کی ماں فاطمہ ہے جو میری بیٹی ہے' یہ دونوں چچا اور پھوپھی کے لحاظ سے بھی لوگوں سے افضل ہیں۔ ان کا باپ علی ہیں جو میرے بھائی ہیں اور ان کی ماں فاطمہ ہے جو میری بیٹی ہے' یہ دونوں چچا اور پھوپھی کے لحاظ سے بھی تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ ان کا چچا جعفر ہیں جو دو پروں والے ہیں اور ان کی پھوپھی ام ہانی ہے۔ یہ دونوں ماموں اور خالہ کے اعتبار سے بھی تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ ان کے ماموں قاسم' عبداللہ اور ابراہیم ہیں' اور ان کی خالائیں زینب' رقیہ اور ام کلثوم ہیں۔ پھر فرمایا اور اپنی انگلیوں کو پیوست کر کے اشارہ کیا کہ اس طرح اللہ تعالیٰ ہمیں اکٹھا کرے گا' پھر فرمایا اے میرے اللہ! کہ یہ تمام جنت میں موجود ہوں اور آپ جانتے ہیں کہ جو شخص ان دونوں کو دوست رکھے گا وہ بھی جنت میں ہوگا۔ اور جو ان دونوں سے بغض رکھے گا وہ آگ میں ہوگا۔

منصور نے کہا جب میں نے یہ حدیث بیان کی تو شیخ (امام) بہت خوش اور مسرور ہوا۔ آپ نے مجھے ایک ایسی پوشاک عطا کی جس کو میں نے پہنا نہیں تھا۔ مجھے اپنے خچر پر سوار کیا اور مجھے سو دینار عطا کیے۔ اس کے بعد شیخ نے کہا میں تجھے ایک ایسے نوجوان کے پاس بھیج رہا ہوں جو تیری حدیث سن کر خوش ہوگا۔ میرا ہاتھ پکڑ کر نوجوان کے دروازے پر پہنچے۔ نوجوان باہر تشریف لائے اور کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تم اللہ اور اس کے رسول اور رسول کے اہل بیت کو دوست رکھتے ہو۔ مجھے آپ کا خچر پر سوار ہونا اور پوشاک حاصل کرنے کا واقعہ معلوم ہے یا ایسا سلوک آپ سے فلاں شخص نے کیا ہے۔ آپ مجھے اپنے گھر میں لے گئے۔ مجھے کہا اب مجھے فضائل اہل بیت کی کوئی حدیث سنائیے۔

میں نے آپ سے کہا کہ مجھے میرے باپ محمد اپنے باپ علیؑ اور آپ کے دادا عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی صلعم کے گھر میں رسول اللہ کے ساتھ موجود تھا۔ جناب فاطمہ اپنے باپ صلعم کے پاس تشریف لائیں۔ اور عرض کیا اے میرے باپ قریش کی عورتیں کہتی ہیں کہ تمہارا باپ اور شوہر ایسا شخص ہے جس کے پاس کچھ مال نہیں ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے تمہاری شادی اس وقت تک نہیں کی جب تک عرش کے اوپر اللہ تعالیٰ نے تیری شادی نہیں کر لی۔ اور اس بات پر اپنے فرشتوں کو گواہ بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نگاہ انتخاب کو دوڑایا۔ مخلوق سے تیرے باپ کو منتخب کیا' پھر دوسری مرتبہ نگاہ انتخاب کو دوڑایا۔ مخلوق سے

سے تیرے شوہر علی کو چنا۔ میں نے تیری شادی اس سے کر دی ہے۔ میں نے اس کو اپنا وصی بنایا ہے۔ دل کے لحاظ سے تمام لوگوں سے زیادہ بہادر اور صبر کے لحاظ سے زیادہ صابر، سخاوت کے لحاظ سے زیادہ سخی، اسلام کے لحاظ سے سبقت والے، علم کے لحاظ سے سب سے زیادہ عالم، قیامت کے روز لواء الحمد اس کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور آواز دینے والا آواز دے گا۔ اے احمد! تیرا اچھا باپ حضرت ابراہیم ہے، تیرا اچھا بھائی علی ہے۔

منصور نے کہا جب میں نے یہ حدیث اس کی خدمت میں بیان کی تو اس نے مجھے تیس کپڑے اور دس ہزار درہم عطا کیے۔ فرمایا جب کل ہو تو فلاں قوم کی مسجد میں تشریف لانا تاکہ تم اس شخص کی حالت دیکھو جس نے حضرت علی سے بغض رکھا تھا، منصور نے کہا شوق کی وجہ سے رات میرے لیے لمبی ہو گئی۔ جب صبح ہوئی تو میں مسجد میں پہنچا، میں پہلی صف میں کھڑا ہو گیا۔ میرے پہلو میں ایک نوجوان عمامہ باندھے ہوئے کھڑا تھا، رکوع کرنے کے لیے پڑھا اور اس کا عمامہ سر سے گر گیا۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کا سر خنزیر کا سر ہے۔ امام نے سلام کیا، میں نے اس سے آہستہ سے دریافت کیا، تیرے لیے ہلاکت ہو، یہ جو چیز دیکھ رہا ہوں یہ کیا ہے؟ وہ شخص مجھے اپنے گھر لے گیا، کہا میں مؤذن تھا۔ میں ہر روز حضرت علی کرم اللہ وجہ پر ہزار مرتبہ لعنت کیا کرتا تھا۔ جمعہ کے روز حضرت پر چار ہزار مرتبہ لعنت کیا کرتا تھا، ایک دفعہ دکان میں سو گیا تو خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ میں جنت میں موجود ہوں، جس میں نبی صلعم، علیؓ، حسنؓ اور حسینؓ تشریف فرما ہیں۔ حسنؓ اور حسینؓ ایک جماعت کو پانی پلا رہے ہیں، اس شخص نے دونوں حضرات سے پانی طلب کیا۔ دونوں کی نبی صلعم کے پاس شکایت کی۔ امام حسینؓ نے عرض کیا اے نانا! یہ شخص میرے والد پر ہر روز ہزار بار لعنت کرتا ہے اور حضرت پر آج چار ہزار مرتبہ لعنت کی ہے۔ نبی صلعم نے فرمایا تم علیؓ پر لعنت کرتے ہو؟ علی مجھ سے ہے، رسول اللہ نے اس کے چہرے پر تھوک دیا اور اپنے پاؤں کی ایک ٹھوکر لگائی۔ فرمایا۔ اللہ تجھ سے اپنی نعمت تبدیل کر دے، وہ شخص نیند سے اٹھا، اس کا سر خنزیر کے سر کی شکل اور اس کا چہرہ خنزیر کے چہرے کی شکل تھا،

پھر ابو جعفر نے فرمایا اے سلیمان! کیا یہ دونوں حدیثیں تیرے پاس موجود ہیں میں نے کہا نہیں، کہا ان دونوں کو لے کر اپنے پاس ان دس ہزار احادیث کے ساتھ رکھ لو، پھر فرمایا اے سلیمان! علی کی محبت ایمان اور اس سے بغض رکھنا نفاق ہے، خدا کی قسم اس کو صرف مومن دوست رکھے گا اور منافق اس سے بغض رکھیگا میں نے کہا اے امیرالمومنین! مجھے امان حاصل ہو اس نے کہا تجھے امان حاصل ہے، کہا جو کچھ تمہاری مرضی ہو کہو، میں نے کہا آپ کا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل کے بارے میں کیا خیال ہے، کہا وہ جہنم کی طرف جائے گا اور جہنم میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا کیا وہ لوگ جنہوں نے فرزند رسول صلعم کو قتل کیا جہنم کی طرف جائیں گے اور جہنم میں داخل ہوں گے، کہا ہاں، پھر کہا اے سلیمان! جو کچھ تم نے سنا اس کو لوگوں سے نہ بیان کرنا۔ پھر مجھے

اپنے گھر جانے کی اجازت دی۔

علی بن ابراہیم کی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔ من عاقب بمثل ما عوقب به ثم بغی علیه لینصرنه الله ان الله لعفو غفور۔ اور جو اتنی تکلیف پہنچائے جتنی تکلیف خود اس کو پہنچائی گئی ہو پھر بھی اس کے برخلاف بغاوت کی جائے تو اللہ اس کی نصرت ضرور کرے گا۔ بیشک اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

امام جعفر صادقؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں روایت ہے و من عاقب جس نے تکلیف دی یعنی رسول اللہ صلعم نے کفار قریش کو ایسی تکلیف بدر کی لڑائی کے موقعہ پر دی، بدر کی لڑائی میں عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ اور حنظلہ بن ابی سفیان مارے گئے تھے۔

عتبہ بن ربیعہ ہند کا والد تھا، ہند یزید کی دادی تھی۔ یزید نے ان لوگوں کے خون کا بدلہ لیا تھا اور امام حسینؑ کو اپنے بغض اور کینے کی وجہ سے قتل کر دیا تھا اور یزید نے یہ اشعار پڑھے تھے۔

لیت اشیاخی ببدر شہدوا وقعہ الخزرج من وقع الاسل
لاہلوا واستہلوا فرحا ثم قالوا یا یزید لا تشل
قد قتلنا القوم من ساداتہم وعدلناہ ببدر فاعتدل
لست من خندف ان لم انتقم من بنی احمد ما کان فعل

اللہ تعالیٰ کی یہ آیت بمثل ما عوقب به اللہ کے نبی صلعم کو تکلیف دی جب کہ انہوں نے ارادہ کیا تھا کہ آپ کو مکہ میں قتل کر دیں تو رسول اللہ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ ثم بغی علیه، پھر اس پر بغاوت کی یعنی معاویہ نے رسول اللہ کے اہل بیت پر بغاوت کی، اس کے بعد اس کے فرزند یزید نے اہل بیت پر بغاوت کی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان لینصرنه الله۔ اللہ اس کی ضرور مدد کرے گا۔ یعنی آپ کے بیٹے مہدی عجل اللہ فرجہ کے ذریعے

ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے اشعار فرمائے ہیں۔

ان الیہود لحبہم لنبیہم قد آمنوا من حادث الازمان
یہودی لوگ اپنے نبی سے محبت رکھنے کی وجہ سے زمانے کے مصائب سے امن میں ہیں۔

وذوو الصلیب بحب عیسیٰ اصبحوا یمشون زھوا فی قری نجران
صلیب والے حضرت عیسیٰ سے محبت کی وجہ سے ہشاش بشاش نجران کی بستیوں میں پھرتے ہیں۔

والمومنون بحب آل محمد یرمون فی الآفاق بالنیران
آل محمد سے محبت رکھنے کے جرم میں مومنین پر ہر شش جہات سے آگ برسائی جاتی ہے۔

جواہر العقدین میں بیہقی نے امام زہری سے روایت کی ہے کہ میں عبدالملک بن مروان کے پاس گیا۔ آپ نے کہا، اے شہاب کے فرزند کیا تجھے معلوم ہے کہ جس صبح کو علی بن ابی طالب قتل کیے گئے تھے۔ اس وقت بیت المقدس میں کیا حالت تھی۔ میں نے کہا ہاں، ادھر آؤ، ہم اٹھ کر ایک گھاٹی کے پیچھے چلے گئے۔ لوگوں سے علیحدہ ہو گئے، کہا جو پتھر بھی بیت المقدس سے اٹھایا جاتا تھا اس کے تلے خون بہ نکلتا تھا۔ اس واقعہ کو تیرے اور میرے سوا اور کوئی جاننے والا باقی نہیں رہا۔ اور تم سے اس واقعہ کو کوئی شخص نہ سنے۔ کہا میں نے آپ کی وفات تک کسی کو آگاہ نہ کیا۔

بیہقی نے نیز امام زہری سے روایت کی ہے کہ اسماء انصاریہ نے بیان کیا جب علی بن ابی طالب قتل کیے گئے تو پایا گیا کہ جو پتھر بھی اٹھایا جاتا تھا اس کے تلے تازہ خون بہتا تھا۔" پھر بیہقی نے کہا اسی طرح یہ دونوں امام زہری سے نقل کی گئی ہیں"۔

صحیح اسناد سے زہری سے روایت کی گئی ہے کہ یہ اس وقت ہوا تھا جب امام حسین قتل ہوئے تھے۔ شاید دونوں (حضرت علی اور امام حسین) کے قتل کے وقت ایسا ہوا ہو۔ انتہی

ہشام بن محمد قاسم مجاشعی سے روایت کرتے ہیں کہ (شہیدان کربلا کے) سر کوفہ میں لائے گئے۔ ان میں ایک سوار لوگوں سے زیادہ خوبصورت چہرے والا تھا۔ اور اس نے اپنے گھوڑے کی تنگ میں حضرت عباس بن علی کا سر لٹکایا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ تارکول سے زیادہ سیاہ ہو گیا۔ اس نے کہا کہ ایک رات بھی نہ گزری تھی کہ دو آدمی آئے انہوں نے میرے بازو کو پکڑا اور مجھے آگ کی طرف لے گئے، مجھے آگ میں ڈال دیا اس کے بعد وہ شخص نہایت بری موت مرا۔

شیخ ابن اسد سے عبد بن محمد قرشی روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلعم کو خواب میں دیکھا اور آپ کی خدمت میں لوگ پیش ہو رہے ہیں اور آپ کے سامنے ایک طشت رکھا ہوا ہے جس میں خون موجود تھا، آپ ان لوگوں کو خون لگاتے تھے۔ جب میں آپ کی خدمت میں پہنچا میں نے عرض کیا، میں نے نہ کوئی تیر ملا اور نہ نیزہ فرمایا تم حسین کا قتل ہونا چاہتے تھے، آپ نے میری طرف اپنی انگلی سے اشارہ فرمایا میں نے صبح کو اپنے آپ کو اندھا پایا۔

نیز عامر بن سعد سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلعم کو خواب میں دیکھا اور مجھے فرمایا کہ جب تم براء بن عازب کو دیکھو تو انہیں سلام کرنا اور اسے آگاہ کرنا کہ حسین کے قاتل جہنم میں ہوں گے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین والوں کو دردناک عذاب میں مبتلا کر دے۔ میں نے اس بات سے براء کو آگاہ کیا۔ براء نے کہا اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حقیقتاً دیکھا کیونکہ شیطان

میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔"

ابو رجا عطاردی سے طبری نے روایت کی ہے۔ علی کو گالیاں نہ دو اور نہ ہی اہل بیت کو گالیاں دو، بنو ہجیم میں سے ایک شخص ہمارا ہمسایہ تھا وہ شخص مدینہ میں آیا حسین رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھوں میں دو شہاب ثاقب پھینکے۔ اس کی دونوں آنکھیں ختم ہو گئیں۔

بازری کی کتاب توثیق عربی الابیات میں اعمش منصور خلیفہ عباسی سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے ایک آدمی کو شام میں دیکھا جس کا چہرہ خنزیر کے چہرے کی طرح تھا۔"

ابن برقی نے کہا کہ مجھے ابو سعید محمد بن یحییٰ بن سلیمان، وہ صالح سے روایت کرتے ہیں۔ آپ بنو سلیم کی مسجد کے امام تھے اور بنو سلیم کے ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگوں نے سرزمین روم پر جنگ لڑی تھی اور گرجا گھر میں ایک عربی زبان میں کتاب موجود تھی۔ جس میں یہ عبارت تحریر تھی۔ ؎

اترجو امۃ قتلت حسینا شفاعۃ جدہ یوم الحساب

ہم لوگوں نے اہل روم سے دریافت کیا کہ اس عبارت کو کس نے تحریر کیا ہے تو انہوں نے کہا ہمیں اس بات کا علم نہیں ہے۔"

محمد بن سیرین نے کہا کہ نبی صلعم کی بعثت سے تین سو سال پہلے ایک پتھر پایا گیا۔ جس پر سریانی زبان میں عبارت تحریر تھی۔ جب انہوں نے اس کو عربی میں منتقل کیا تو یہ عبارت بنی تھی۔ ؎

اترجو امۃ قتلت حسینًا شفاعۃ جدہ یوم الحساب

(ترجمہ پہلے گزر چکا ہے)

یہ عبارت لوہے کے قلم کے ساتھ خون کی سیاہی سے دیوار میں لکھی ہوئی تھی۔"

سلیمان بن یسار نے کہا کہ ایک پتھر پایا گیا جس میں یہ نظم تحریر تھی (؎)

لا بد ان ترد القیامۃ فاطمہ وقمیصہا بدم الحسین ملطخ

یقیناً جناب فاطمہ میدان قیامت میں اس حالت میں تشریف لائیں کہ آپ کی قمیص مبارک حسین علیہ السلام کے خون سے رنگین ہوگی۔

ویل لمن شفعاؤہ خصماؤہ والصور فی یوم القیامۃ ینفخ

اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جس کے شفاعت کرنے والے اس کے دعویدار ہوں، اور قیامت کے روز صور پھونکا جائے گا۔"

اس بات کی شاہد وہ حدیث ہے جس کو حافظ ابن اخضر نے اپنی العترۃ الطاہرہ میں امام علی رضا علیہ السلام سے

یان کی ہے، آپ اپنے آبا رطاہرین سے اور یہ حضرات حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری بیٹی فاطمہ قیامت کے روز میدان حشر میں اس حالت میں تشریف لائیں گی کہ آپ کے ساتھ ایک خون آلود کپڑا ہوگا، عرش کا ستون پکڑ کر کھڑی ہو جائیں گی اور کہیں گی اے انصاف کرنے والے میرے اور میرے فرزند کے قاتل کے درمیان فیصلہ فرمائیے، رب کعبہ کی قسم میری بیٹی کی خاطر فیصلہ ہوگا۔

واقدی نے روایت کی کہ جب قیدی امام حسین علیہ السلام کے سر کے ساتھ مدینہ پہنچے[1]، مدینہ میں کوئی ایسا شخص نہ رہا جو شہر سے باہر نکل کر نہ رو رہا ہو، زینب بنت عقیل بن ابی طالب اپنا چہرہ کھولے ہوئے پریشان حال باہر نکلیں، چیخیں مارتی تھیں اور کہتی تھیں ہے حسین، ہے بھائی، ہے گھر والو، ہے محمدؐ، ہے علیؑ، ہے حسنؑ، پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے

ماذا تقولون ان قال النبی لکم	ماذا فعلتم وانتم آخر الامم
باهل بیتی واولادی امالکم	عهد اما انتم توفون بالذمم
ذریتی وبنی عمی بمضیعة	منهم اساری وقتلی ضرجوا بدم
ما کان هذا جزائی اذ نصحت لکم	ان تخلفونی بسوء فی ذوی رحمی

(ترجمہ) جب رسول اللہ تم سے دریافت کریں گے کہ تم نے آخری امت ہو کر میرے اہل بیت اور میری اولاد کے ساتھ کیا سلوک کیا تو تم اس وقت کیا کہو گے تم سے اس بات کا عہد نہیں لیا گیا۔ تم نے اپنی ذمہ داری کو پورا نہیں کیا، میری اولاد اور میرے چچا کی اولاد کو ضائع کر دیا، بعض کو قید کیا، بعض کو قتل کیا جو خون سے لت پت تھے، کیا تم نے میری نصیحت کا مجھے نہیں بدلہ دیا، اور میرے قرابت داروں کے بارے میں تم نے مجھے تکلیف دی۔

فاطمہ بنت عقیل بن ابی طالب کا مرثیہ

عینی ابکی بعبرة وعویل	واندبی ان ندبت آل الرسول
تسعة کلهم لصلب علی	قد اصیبوا وخمسة لعقیل

میری آنکھ! نہ تھمنے والے آنسوؤں کے ساتھ گریہ کر، اگر رونا ہے تو آل رسول پر

---

[1] سر کا مدینہ جانا ثابت نہیں ہے۔ ۱۲ محمد شریف عفی عنہ

روپا کرو (میدان کربلا میں) نو وہ جوان مارے گئے تھے جو حضرت علی کی صلب سے پیدا ہوتے تھے اور پانچ عقیل کی صلب سے مارے گئے تھے۔ ان دونوں اشعار کو ابن عبدالبر نے استیعاب میں نقل کیا ہے۔

ابن سعد نے ام سلمہ سے روایت کی ہے جب آپ نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر سنی تو فرمایا اللہ تعالیٰ قاتلین کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ پھر آپ رو پڑیں۔ حتیٰ کہ آپ کو غش آگیا۔

امام زہری کہتے ہیں کہ جب حسن بصری کو امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی تو رو پڑے حتیٰ کہ آپ کی دونوں کنپٹیاں پھڑ پھڑانے لگیں۔ پھر فرمایا اللہ اس امت کو ذلیل کرے جس نے اپنے نبی کی بیٹی کے فرزند کو قتل کر دیا! خدا کی قسم حسینؓ کا سر ضرور آپ کے جسم کی طرف واپس ہوگا۔ آپ کا نانا اور باپ ضرور ابن مرجانہ سے انتقام لیں گے۔"

حافظ جمال الدین زرندی مدنی نے اپنی کتاب معراج الاصول میں امام شافعی رحمہ اللہ کے یہ اشعار درج کئے ہیں۔

ومما نفی نومی وشیب لمتی — تصاریف ایام لهن خطوب

پر خطر ایام نے میری نیند اڑا دی ہے۔ اور میرے بالوں کو سفید کر دیا ہے۔

تاوب همی والفواد کئیب — واسهاق عینی والسهاد عجیب

غم دامن گیر ہے اور دل غمگین ہے۔ آنکھوں میں آنسو ہیں اور نیند مفقود ہو چکی ہے

تزلزلت الانبیا لال محمد — وکادت لهم صم الجبال تذوب

آل محمد کی مصیبت کی وجہ سے دنیا میں زلزلہ آگیا۔ قریب ہے کہ سخت پہاڑ پگھل جائیں

فمن مبلغن عنی الحسین رسالة — وان کرهتها النفس وقلوب

میری طرف سے حسین کو کون پیغام پہنچائیگا؟ اگرچہ اس بات کو نفس اور دل مکروہ خیال کرینگے

قتیل بلاجرم کان قمیصه — صبیغ بماء الارجوان خضیب

آپ بلاجرم قتل کیے گئے، آپ کی قمیص ارغوانی رنگ کی مانند خون آلود تھی،

نصلی علی المختار من ال ہاشم — ونوذی بنیه ان ذا لعجیب

آل ہاشم کے منتخب آدمی پر درود بھیجتے ہیں اور آپ کی اولاد کو اذیت دیتے ہیں یہ بات نہایت تعجب خیز ہے۔

لئن کان ذنبی حب آل محمد — فذلك ذنب لست عنه اتوب

اگر آل محمد سے محبت رکھنا گناہ ہے تو یہ ایسا گناہ ہے جس کی میں توبہ نہیں کروں گا۔

هم شفعائی یوم حشری وموقفی — ولبغضهم للشافعی ذنوب

یہ حضرات حشر اور موقف کے دن میری شفاعت کرنے والے ہیں۔ ان سے بغض رکھنا شافعی کے نزدیک گناہ ہے۔

سبط ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ ابن ہبار یہ شاعر کربلا سے گزرا اور امام حسین علیہ السلام پر رونا شروع کر دیا اور یہ اشعار بیان کئے:۔

احسین المبعوث جدک بالھدیٰ   قسما یکون الحق عنہ مسائلی

وہ حسین جس کے نانا ہدایت کے ساتھ مبعوث ہوئے۔ حق کی قسم آپ سے میری ضروریات وابستہ ہیں

لوکنت شاھد کربلا لبذلت نفیس   کربک جھد بذل الباذل

اگر میں کربلا میں موجود ہوتا تو آپ کی مصیبت دور کرنے کے لئے پوری طرح جان کی بازی لگا دیتا۔

پھر اپنی جگہ پر سو گیا۔ نبی صلعم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا تجھے خوشخبری ہو۔ تجھے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں لکھ لیا ہے۔ جنہوں نے میرے بیٹے امام حسین کے سامنے جہاد کیا۔

معالم العترۃ الطاہرہ میں حافظ ابن اخضر نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ میرے بھائی زید پر رحم کرے۔ آپ نے میرے باپ سے کہا کہ میں اس باغی گروہ کے خلاف خروج کرتا ہوں۔ میرے باپ نے فرمایا اے زید ایسا نہ کر مجھے اس بات کا خوف ہے کہ تم قتل کئے جاؤ گے اور کوفہ کی پشت پر سولی پر لٹکائے جاؤ گے۔ اے زید تجھے اس بات کا علم نہیں ہے اولاد فاطمہ میں سے جو شخص بھی کسی بادشاہ پر سفیانی کے خروج سے پہلے خروج کرے گا قتل کر دیا جائے گا زید کے ساتھ ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا جیسا میرے باپ نے فرمایا تھا۔

اصحاب سیرت نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط رضی اللہ عنہم اپنے زمانہ میں بنو ہاشم کے شیخ تھے۔ آپ بہت سے محاسن کے مالک تھے آپ محمد ملقب بہ نفس زکیہ اور ابراہیم کے والد تھے۔ جب اولاد مروان کی حکومت کا آخری زمانہ آگیا اور ان میں کمزوری بھی پیدا ہو گئی تو بنو ہاشم نے اس بات کا ارادہ ظاہر کیا کہ وہ اپنے آپ میں اس شخص کی بیعت کر لیں جو خلافت کو لے کر کھڑا ہو جائے بنو ہاشم نے حضرت محمد اور حضرت ابراہیم فرزندان حضرت عبداللہ محض کے متعلق اتفاق کیا۔ جب یہ لوگ جمع ہو گئے تو انہوں نے ایک آدمی کو امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا۔ عبداللہ نے کہا امام جعفر صادق علیہ السلام تمہارے کام کو خراب کر دیں گے۔ جب امام جعفر صادق علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نے ان حضرات سے جمع ہونے کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے واقعہ سے آپ کو آگاہ کیا۔ صادق آل محمد نے عبداللہ سے کہا۔ اے میرے چچا کے فرزند! میں اس امت کے کسی فرد سے بھلائی کو پوشیدہ نہیں رکھوں گا۔ اگر آپ

نے مجھ سے مشورہ طلب کیا تو میں تمہاری بھلائی کی طرف کیوں نہ راہنمائی کروں گا، عبداللہ نے کہا اپنا ہاتھ مبارک بڑھائیے تاکہ ہم لوگ آپ کی بیعت کریں، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم خلافت نہ میرے لیے ہوگی اور نہ تمہارے دونوں فرزندوں کے لیے ہوگی، خلافت تو زرد قبا والے شخص کے لیے ہوگی۔ خدا کی قسم خلافت کے ساتھ تو ان کے بچے اور غلام گیند کی طرح کھیلیں گے۔ پھر آپ اُٹھ کر تشریف لے گئے، خلیفہ منصور ان دنوں میں موجود تھا اور اس نے زرد قبا پہن رکھی تھی۔ اور اسی طرح ہوا جس طرح آپ نے فرمایا تھا،

کتاب الخرائج مؤلفہ قطب الوسعید ہبۃ اللہ راوندی میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں مسجد رسول صلعم میں موجود تھا، منصور اور داؤد بن سلیمان مسجد میں داخل ہوتے داؤد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور منصور مسجد کے ایک کونہ میں بیٹھ گیا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا منصور مخلوقات کے امور کا نگران بن جائے گا۔ لوگوں کی گردنوں کو روندے گا۔ مشرق اور مغرب کا بادشاہ بن جائے گا۔ خلافت کے بارے میں اس کی عمر طویل ہوگی۔ حتیٰ کہ کانوں سے اتنا مال جمع کرے گا، اتنا مال کسی غیر نے جمع نہ کیا ہوگا۔

داؤد امام محمد باقر علیہ السلام کے ہاں سے اُٹھ کر منصور کے پاس گیا اور اس کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ منصور نے امام سے کہا کہ میں آپ کے پاس آپ کی جلالت اور رعب کی وجہ سے نہیں بیٹھا۔ پھر کہا جو کچھ داؤد کہہ رہا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا۔ منصور نے کہا ہماری سلطنت تمہاری سلطنت سے پہلے واقع ہوگی؟ فرمایا ہاں، منصور نے کہا میرے بعد میرا کوئی فرزند بھی خلافت پر متمکن ہوگا۔ فرمایا ہاں! منصور نے کہا ہماری حکومت کی مدت بنو امیہ کی مدت سے لمبی ہوگی؟ امام نے فرمایا ہاں تمہاری حکومت کی مدت اتنی طویل ہوگی کہ تمہارے بچے حکومت کے ساتھ اس طرح کھیلیں گے جس طرح گیند سے کھیلا جاتا ہے۔ اس بات کے متعلق میرے باپ نے مجھے آگاہ کیا تھا۔ جب خلافت منصور کے پاس پہنچ گئی تو اس نے امام محمد باقر علیہ السلام کے فرمان پر حیرت کا اظہار کیا"۔

مدائنی جابر بن عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ امام ابوجعفر محمد باقر بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم کی خدمت میں آپ کے بچپن کے زمانہ میں حاضر ہوئے، جابر نے امام کو مکتب میں پایا۔ جابر نے حضرت سے کہا کہ رسول اللہ صلعم آپ کو سلام کہتے تھے، جابر سے دریافت کیا گیا کہ اس کا کیا قصہ ہے کہا میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں موجود تھا۔ امام حسین علیہ السلام آپ کی گود میں تھے اور آنحضرت آپ کو بوسہ دے رہے تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا اے جابر اس کا ایک فرزند پیدا ہوگا جس کا نام علی ہوگا۔ جب قیامت کا روز ہوگا تو منادی ندا کرے گا کہ زین العابدین کھڑا ہو جائے۔ آپ کے فرزند کھڑے ہو جائیں گے آپ وہ زین العابدین)

ایک فرزند پیدا ہوگا جس کا نام محمد ہوگا۔ اگر تم اس کا زمانہ پاؤ۔ تو اس کو میری طرف سے سلام کہنا۔
ذخائر العقبیٰ میں انس بن حرث سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میرا یہ فرزند (یعنی حسینؓ) ایک ایسی زمین پر قتل ہوگا جس کا نام کربلا ہوگا۔ تم میں جو شخص اس وقت موجود ہو۔ اس کی مدد کرے۔ انس بن حرث جاکر کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہوگیا۔ اس حدیث کو مُلّا نے سیرت میں بیان کیا ہے۔"
(دیکھو اصابہ بحوالہ تاریخ، امام بخاری، بغوی۔ ابن سکن وغیرہ)

باب ۱۶

مقتل ابی مخنف سے ان واقعات کو نقل کیا گیا۔ جو شہادت امام حسین اور آپ کے اصحاب کی شہادت پر مفصل مشتمل ہیں

شام کے والی (معاویہ) نے اپنے بیٹے یزید کے بارے میں وصیت کی (اور یزید اس وقت موجود نہیں تھا اور یزید کی خاطر ایک وصیت نامہ تحریر کیا۔ "اے میرے بیٹے میں نے تمام شہروں کو تیری خاطر ہموار کر دیا ہے۔ اور بڑے بڑے سخت لوگوں کی گردنیں تیرے لئے خم کر دی ہیں۔ حسین بن علیؓ کے سوا تیرے بارے میں مجھے اور کسی شخص کا خوف نہیں ہے۔ حسین تیری بیعت نہیں کریں گے" معاویہ نے ضحاک بن قیس کے ذریعہ خط یزید کے پاس روانہ کر دیا۔ اور اسے حکم دیا۔ کہ وہ اس خط کو یزید کے پاس پہنچا دے۔" کوفہ اور مدینہ کے سوا تمام شہر کے لوگوں نے یزید کی بیعت کر لی۔ یزید نے مدینہ کے گورنر ولید بن عتبہ کو خط لکھا۔ اور اسے اس بات کا حکم دیا۔ کہ وہ تمام مدینہ والوں سے (یزید کی طرف سے) بیعت حاصل کرے اور جو شخص بیعت کرنے سے انکار کرے اس کا سر قلم کر کے یزید کے پاس روانہ کرے۔ ولید نے حسین رضی اللہ عنہ کو طلب کیا۔ اور آپ کو یزید کا خط دکھایا آپ نے بیعت کرنے سے انکار فرما دیا۔ مروان بن حکم نے کہا۔ اے ولید اس بات کا خیال رکھو کہ حسین اس وقت تک نہ جانے پائے جب تک بیعت نہ کر لیں۔ اگر بیعت کرنے سے انکار کریں۔ تو ان کی گردن اڑا دیں۔ جب امام حسینؓ نے اس بات کو سنا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے زرقا کے بیٹے! تم مجھے قتل کرو گے۔ یا یہ لوگ اے لعنا کے بیٹے تیری ماں نہ ہو۔ پھر امام حسین رضی اللہ عنہ وہاں سے تشریف لے گئے۔ مروان نے ولید سے کہا تم نے میری بات کو نہیں مانا۔ خدا کی قسم آپ کو ایسا موقع کبھی نہ ملے گا۔ ولید نے مروان سے کہا۔ تو نے میرے لئے وہ راستہ اختیار کیا ہے۔ جس میں میری اور میری اولاد کی ہلاکت ہے خدا کی قسم مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ

میں دنیا کا بادشاہ بن جاؤں۔ اور مجھ سے خون حسین کا مطالبہ کیا جائے۔ اس کے بعد امام حسین علیہ السلام اپنے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس تشریف لے گئے۔ اور عرض کیا۔ اے نانا! مجھ سے آپ کا مزار مجبوراً اس لئے چھڑایا جا رہا ہے کہ میں نے یزید شرابی اور فاجر کی بیعت نہیں کی۔ آپ ابھی گریہ زار رہے تھے۔ کہ آپ کو اونگھ آگئی۔ خواب میں اپنے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ کہ وہ آپ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دے رہے ہیں۔ اور فرمایا۔ اے میرے فرزند! اے میرے حبیب! میں عنقریب تجھے تھوڑے عرصہ میں خون سے لت پت دیکھوں گا۔ تجھے ایک زمانے میں ایک ایسی سرزمین پر ذبح کرایا جائے گا۔ جس کا نام کربلا ہوگا۔ اور تم اس وقت پیاسے ہوگے۔ تیرے دشمن میری شفاعت کی امید رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو میری شفاعت نصیب نہ کرے گا۔ اے عزیز فرزند! اے میرے حبیب! تیری ماں! تیری نانی تیرا بھائی۔ تیرا چچا۔ تیرے باپ کا چچا تیرے ماموں۔ تیری ممانیاں اور تیری پھوپھی سب کے سب تیری زیارت کے مشتاق ہیں۔ تیرا جنت میں ایک ایسا درجہ مقرر ہے جس کو تم صرف شہادت حاصل کر کے ہی پا سکتے ہو۔ تو خود، تیرا باپ، تیرا بھائی، تیرا چچا اور تیرے باپ کا چچا سب کے سب شہید ہیں۔ ایک ہی طریقہ سے ان کا حشر ہوگا۔ اور جنت میں شان و شوکت سے داخل ہوں گے۔ امام حسین خواب سے بیدار ہو گئے۔ یہ واقعہ اپنے اہل بیت کو سنایا۔ وہ لوگ سخت مغموم ہوئے۔ پھر آپ نے کوچ فرمانے (مدینہ سے) کا ارادہ کر لیا۔ محمد بن حنفیہ نے عرض کیا۔ اے میرے بھائی مجھے آپ کے بارے میں آپ کے قتل ہونے کا خوف ہے۔ امام حسین نے فرمایا۔ میں مکہ جا رہا ہوں۔ اگر مجھے وہاں امن نصیب ہوا تو بہتر ورنہ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور ریگ زار علاقوں میں چلا جاؤں گا۔ پھر دیکھوں گا کہ میرے بارے میں کیا ظہور پذیر ہوتا ہے۔ آپ نے اس سے الوداع کیا آپ آدھی رات کو مدینہ سے روانہ ہو پڑے۔ یہ واقعہ ۳ شعبان سنہ ۶۰ھ کا ہے۔ آپ راستے پر چل پڑے۔ اور چلنا شروع کر دیا۔ اور یہ آیت بھی تلاوت فرماتے تھے۔ فخرج منھا خائفاً یترقب قال رب نجنی من القوم الظالمین آپ کے چچا کے فرزند مسلم بن عقیل نے عرض کیا۔ اے فرزند رسول اگر ہم لوگ یہ راستہ چھوڑ کر چلیں۔ تو بہتر ہوگا۔ عبداللہ بن زبیر نے بھی ایسا کیا تھا۔ ہم لوگوں کو اس بات کا خوف ہے کہ کہیں یزید کے آدمی نہ پہنچ جائیں۔ امام حسین نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں اس راستہ کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ حسین رضی اللہ عنہ روانہ ہو پڑے۔ اور حضرت مسلم کو بھی اس بات پر راضی کر لیا۔ اور آپ یہ شعر پڑھتے تھے۔

اذا المرء لم یحم بنیہ وعرضہ ٭ ونسوتہ کان اللئیم المسبب

جو شخص اپنی اولاد، اپنی عزت اور اپنی عورتوں کی حفاظت نہیں کرتا ہے۔ وہ درحقیقت کمینہ ہے۔

آپ مکہ میں داخل ہو گئے۔ لوگوں نے آپ کے پاس آنا شروع کر دیا۔ یہ سلسلہ لگاتار بندھا رہا۔ کوفہ والوں کو

جب اس بات کا علم ہُوا کہ معاویہ مرگیا ہے ۔ اور امام حسین نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا ہے ۔ تو کوفہ والوں نے جمع ہو کر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں خط تحریر کیا جس میں بیان کیا۔ کہ جو چیز آپ کے حق میں ہوگی وہ ہمارے حق میں ہوگی۔ اور جو آپ کے خلاف ہوگی۔ وہ ہمارے خلاف ہوگی، شاید اللہ تعالےٰ ہم لوگوں کو اور آپ کو ہدایت اور دین حق پر جمع کر دے ان لوگوں نے آپ کو اس بات کی رغبت دی۔ کہ آپ ان کے پاس تشریف لے جائیں ۔ اپنے تشریف لانے سے پہلے ایک آدمی کو روانہ کر دیجئے ۔ تاکہ وہ ہمارے درمیان اللہ اور اللہ کے رسول کا حکم نافذ کر دے۔ اسی مضمون کے کئی خطوط کوفہ کے لوگوں نے آپ کی خدمت میں تحریر کئے امام حسین علیہ السلام نے کوفہ والوں کو ایک خط تحریر فرمایا۔ میں تمہارے پاس اپنے چچا کا فرزند حضرت مسلم کو روانہ کر رہا ہوں۔ اس کی بات کو سنو اور اطاعت کرو۔ اور میں نے اس کو اس بات کا حکم دیا ہے۔ کہ وہ تمہارے ساتھ نرمی سے پیش آئیں گے۔ اور تمہاری اچھی رائے سے مجھے آگاہ کریں گے جس پر تم قائم ہو۔ انشاء اللہ تعالےٰ میں بھی آجاؤں گا۔

امام حسین علیہ السلام نے جناب مسلم کو دو رہنماؤں کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ کیا۔ دونوں راہنما راستے سے بھٹک گئے ۔ ان میں سے ایک پیاس کی وجہ سے مرگیا۔ حضرت مسلم نے اس بات کو شگون بد خیال کیا۔ امام حسین کی خدمت میں کسی آدمی کو روانہ کر کے اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ اور کوفہ جانے سے معذرت کا اظہار کیا۔ امام حسین علیہ السلام نے آپ کے پاس آدمی روانہ کیا۔ اور آپ کو حکم دیا۔ کہ جس طرح آپ کو پہلے جانے کا حکم دیا تھا۔ اسی طرح اب بھی جانے کا حکم ہے۔ یہ فرمان ملتے ہی آپ اسی وقت اور اسی گھڑی کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے آپ کوفہ میں رات کو پہنچے ۔ اور مختار بن ابی عبیدہ کے گھر میں اُترے۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اٹھارہ ہزار آدمی نے آپ سے بیعت کر لی۔

جناب مسلم نے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط تحریر کیا جس میں کوفہ والوں کی بیعت کا ذکر کیا۔ اس واقعہ کی اطلاع نعمان بن بشیر کو ہوگئی۔ جو یزید کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا۔ اس نے ایک خطبہ میں لوگوں کو یزید بن معاویہ کی مخالفت کے بارے میں ڈرایا۔ اور کہا کہ صبح کو جس شخص نے میری بیعت کی مخالفت کی۔ میں اس کی گردن اڑادوں گا۔ عبداللہ بن حضرمی نے نعمان کی رائے کو کمزوری پر محمول کیا۔ یزید نے عمر بن سعد بن ابی وقاص کو ابن زیاد کے پاس روانہ کیا۔ ابن زیاد ان ایام میں بصرہ کا گورنر تھا۔ اس کے پاس ایک حکم بھیجا۔ کہ وہ اسی وقت کوچ کر کے کوفہ چلا جائے۔ ابن زیاد کوفہ کی طرف اس صورت میں چلا کہ اپنے منہ کو چھپایا ہُوا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں بید کی ایک چھڑی تھی۔ اور اس کے ساتھی اس کے ہمراہ تھے۔ جس گروہ کے پاس سے گزرتا تھا۔ اس کو چھڑی سے سلام کرتا تھا۔ لوگوں کو یہ گمان تھا۔ کہ آپ امام حسین ہیں۔ کیوں کہ لوگوں کو

امام حسین کے آنے کی توقع تھی۔ جب ابن زیاد قصر الامارہ میں داخل ہوا۔ تب لوگوں کو پتہ چلا کہ یہ تو ابن زیاد ہے۔ اور ابن زیاد نے نعمان سے کہا کہ تو نے اپنی جان تو بچالی ہے۔ لیکن تو نے اپنے شہر کو ضائع کر دیا ہے ابن زیاد منبر پہ چڑھ گیا خطبے میں کہا۔ کہ یزید نے اس کو گورنر مقرر کیا ہے اور اس کو اس بات کی وصیت کی ہے کہ وہ احسان کرنے والے کے ساتھ نیکی کرے۔ اور برائی کرنے والے کے ساتھ درگزر نہ کرے لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور کہنے لگے۔ کہ ہم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم بادشاہ کے حکم کی نافرمانی کریں۔ ان لوگوں نے امام حسین علیہ السلام کی بیعت کو توڑ دیا۔ ابن زیاد کی بیعت کر لی۔ جب حضرت مسلم کو اس بات کا علم ہوا۔ تو آپ ہانی بن عروہ کے گھر میں پناہ کے لئے آ گئے۔ ہانی بن عروہ اس وقت بیمار تھا۔ اور اس نے کہا اے مسلم! ابن زیاد میری عیادت کے لئے آئے گا۔ یہ تلوار لے لو۔ اور اس کو قتل کر دینا جب تم دیکھو کہ میں اپنا عمامہ سر سے اتار دوں تو اس کو تلوار سے قتل کر دو۔ ابن زیاد عشا کے بعد اپنے دربان کے ساتھ آپ کے پاس آیا۔ اس نے ہانی سے مزاج پرسی کی۔ جناب ہانی نے ابن زیاد سے درد کی تکلیف کی شکایت کی۔ ہانی نے عمامہ اتارا اور اس کو زمین پر رکھ دیا۔ اس نے تین تر ایسا کیا۔ ابن زیاد نے جب اشاروں کی کثرت دیکھی۔ تو بھاگ کر نکل گیا۔ جب جناب مسلم اوٹ سے نکلے تو ہانی نے آپ سے کہا کہ تمہیں ابن زیاد کے قتل سے کیا چیز مانع ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے اس بات سے امیر المومنین علیہ السلام کے کلام نے منع کیا جس کو میں نے آپ سے سنا تھا۔ کہ اس شخص کا ایمان نہیں ہے جس نے مسلم کو قتل کر دیا۔ جناب ہانی نے فرمایا۔ خدا کی قسم اگر تم اس کو قتل کر دیتے تو میں اس کو کافر کہتا۔ اس کے بعد ابن زیاد کو علم ہوا۔ کہ حضرت مسلم ہانی بن عروہ کے گھر میں موجود ہیں۔ ابن زیاد ایک جمعیت لے کر ہانی کے گھر میں داخل ہوا۔ ہانی نے ان لوگوں سے لڑائی کی۔ اور ان کے کافی آدمی قتل کر دیئے اور کہتے تھے۔ خدا کی قسم اگر میرا پاؤں آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بچے کے اوپر ہو۔ تو میں اپنے پاؤں کو اس وقت تک نہیں اٹھاؤں گا حتی کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔"

ابن زیاد نے آپ کو لوہے کی ایک سلاخ سے قتل کر دیا۔ حضرت مسلم (جناب ہانی کے) گھر سے نکل کر جیرہ (کوفہ) کے آخری کونے میں پہنچ گئے۔ ایک بڑھیا کے گھر میں داخل ہوئے۔ بڑھیا نے آپ کی عزت کی۔ بڑھیا کا بیٹا آگیا۔ جب اس نے اپنی ماں کو گھر کے ایک حصہ میں زیادہ آتے جاتے دیکھا۔ تو اس سے اس بات کا سبب دریافت کیا۔ بڑھیا نے عہد اور قسم لینے کے بعد اس کو اس بات کے متعلق آگاہ کیا بڑھیا کے بیٹے نے ابن زیاد کو اس بات سے آگاہ کیا۔ ابن زیاد نے محمد بن اشعث کندی کو ایک ہزار سوار اور پانچ سو پیادہ آدمیوں کے ساتھ حضرت مسلم سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ حضرت مسلم نے ان سے

نہایت شدید جہاد کیا۔ ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ محمد بن اشعث نے سواروں اور پیادہ [redacted] فوج کی اور کمک ابن زیاد سے طلب کی۔ ابن زیاد نے لکھا۔ کہ ایک آدمی نے تمہاری بہت سی مخلوق مار ڈالی ہے۔ اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی۔ جب میں تجھے آپ سے زیادہ قوت والے اور رعب والے آدمی امام حسین کے پاس روانہ کر دوں گا۔

ابن اشعث نے ابن زیاد کے پاس جواب خط تحریر کیا۔ کہ تم نے مجھے آل محمد کی تلواروں میں سے ایک تلوار کے پاس روانہ کیا ہے۔ ابن زیاد نے ابن اشعث کی کثیر فوج کے ساتھ مدد کی۔

حضرت مسلم نے ان پر حملہ کر دیا۔ اور ان کی کافی مخلوق کو قتل کر دیا۔ آپ کا جسم اقدس زیادہ تیروں کے پڑنے کی وجہ سے سیاہی کے جسم کی مانند ہو گیا تھا۔ ابن اشعث نے کہا۔ اے مسلم تجھے امان حاصل ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے خدا کے اور رسول کے دشمنو تمہیں کوئی امان حاصل نہیں ہے۔ پھر ان لوگوں نے راستے کے درمیان ایک گڑھا کھودا۔ اس گڑھے کے سر کو تنکوں اور رہتی مٹی سے ڈھانپ دیا۔ حضرت مسلم اس گڑھے میں گر پڑے۔ اور آپ کو ان لوگوں نے گھیر لیا۔ ابن اشعث نے آپ کے چہرہ مبارک پر تلوار کا وار کر دیا۔ آپ کو زخمی کیا۔ آپ کو باندھ کر ابن زیاد کے پاس لے آئے۔ آپ سے کہا گیا۔ کہ امیر کو سلام کرو۔ آپ نے فرمایا۔ میرا امام حسین علیہ السلام کے سوا اور کوئی امیر نہیں ہے۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھے۔

اصبر لکل مصیبۃ وتجلد	واعلم بان المرء غیر مخلد
ہر مصیبت پر صبر کرو اور نڈر رہو!	تمہیں یقین ہونا چاہیے آدمی ہمیشہ نہیں رہے گا
واذا ذکرت مصیبۃ تشجی بہا	فاذکر مصیبۃ آل بیت محمد

جب تم کسی ایسی مصیبت کو یاد کرو جس سے تم پریشان ہو۔ تو اہل بیت محمد کی مصیبت کو یاد کیا کرو۔

واصبر کما صبر الکرام فانہا	نوب تنوب الیوم تکشف فی غد

اس طرح صبر کرو۔ جس طرح بزرگ لوگوں نے صبر کیا ہے تکالیف آج ہیں کل نہیں ہوں گی۔

ابن زیاد نے کہا۔ اے مسلم خواہ تم سلام کرو۔ خواہ نہ کرو۔ تمہیں ضرور قتل کیا جائے گا۔

آپ نے کہا میں ایک قریشی آدمی کو چاہتا ہوں جس سے اپنی وصیت کر سکوں۔ عمر بن سعد آپ کی طرف کھڑے ہو گئے اور کہا آپ کی کیا وصیت ہے۔ فرمایا۔ کہ میری پہلی وصیت ہے۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالٰی کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ محمد اللہ کے رسول ہیں علی اللہ کے ولی اور اللہ کے رسول کے وصی ہیں رسول اللہ کی امت میں رسول اللہ کے خلیفہ ہیں۔ دوسری وصیت یہ ہے۔ کہ میں نے سات سو درہم قرض لیا تھا۔ میری زرہ بیچ کر اس کو ادا کر دے تیسری وصیت یہ ہے کہ میرے آقا حسین کو خط تحریر کرو۔ کہ آپ

جہاں ہیں۔ واپس تشریف لے جائیں۔ اور تمہارے شہر میں نہ آئیں۔ ابن سعد نے کہا کہ جو شہادت آپ نے بیان کی ہے اس بات کی شہادت ہم سب لوگ دیتے ہیں۔ زرہ کا بیچنا اور قرض کا ادا کرنا اگر ہم لوگ چاہیں گے۔ تو ادا کر دیں گے۔ ورنہ نہیں حسین کے معاملے کے متعلق تو ہم چاہتے ہیں۔ کہ آپ ہمارے پاس آ جائیں۔ اور ہم اس کو موت کا مزا چکھائیں۔ ابن زیاد نے حکم دیا۔ کہ مسلم کو محل کی چھت پر چڑھا کر گرایا جائے۔ جناب مسلم امام حسین علیہ السلام کی جدائی کی وجہ سے رو پڑے۔ اور آپ نے کہنا شروع کیا ؎

جزی اللہ عنا شر ما قد جزی ۔۔۔ شرار الموالی بل احق و اظلما

ان لوگوں کو، اللہ تعالیٰ ہماری وجہ سے بُرا بدلہ دے بُرے دوست ہیں بلکہ کمینے اور نہایت ظالم ہیں۔

ھم نعوا حقنا و تظاھروا ۔۔۔ علینا ورادوا ان نذل و نرغما

ان لوگوں نے ہمارے حق کو روک رکھا ہے۔ ہمارے خلاف گٹھ جوڑ کیا۔ ہمیں چھت سے گراتے ہیں۔ تاکہ ہم ذلیل اور خوار ہوں۔

وغاروا الینا و یسفکون دماءنا ۔۔۔ فحسبھم اللہ العظیم المعظما

ان لوگوں نے ہمارے ساتھ بے وفائی کی ہے۔ اور ہمارا خون بہائیں گے۔ بزرگ اللہ ان سے بدلہ لینے کے لئے کافی ہے۔

و نحن بنو المختار لا شی مثلنا ۔۔۔ فینا نبی مکھم مکرما

ہم برگزیدہ شخص کی اولاد ہیں۔ ہماری مانند کوئی شخص نہیں ہے۔ بزرگی اور عزت والا نبی ہم میں سے تھا۔

لوگوں نے آپ کو محل سے نیچے گرا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جلدی سے آپ کی روح کو جنت کی طرف روانہ کر دیا۔

حضرت مسلم اور حضرت ہانی کی لاشوں کو لے کر بازاروں میں گھسیٹنا شروع کر دیا۔ حضرت مسلم اور حضرت ہانی کے اس واقعہ کے متعلق مذحج کے قبائل کو خبر ہو گئی۔ ان لوگوں نے ان لوگوں سے لڑائی شروع کر دی۔ ان دونوں کی لاشوں کو ان سے چھین کر ان کو غسل دیا۔ اور دونوں کو دفن کر دیا۔ رحمہما اللہ

جس روز مسلم بن عقیل کا انتقال ہوا۔ وہ منگل کا دن تھا۔ اور ۸ ذوالحجہ ترویہ کا دن تھا۔ اسی روز امام حسین مکہ سے عراق کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ آپ نے طواف اور سعی کرنے کے بعد احرام ختم کر دیا۔ اپنے حج مبارک کو عمرہ مفردہ میں تبدیل کر دیا۔ کیوں کہ حج کا مکمل کرنا آپ کے امکان سے باہر تھا۔ اس بات کا خوف تھا۔ کہ آپ پر حملہ کر دیا جائے گا۔ اور حج کے زمانہ میں فساد برپا ہو گا۔ حالانکہ یہ بات مکہ کی زمین پر واقع ہوئی۔ یزید نے بنو امیہ کے چالیس آدمیوں کو (حاجیوں کے لباس میں) جو شیاطین تھے۔ حاجیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ اور ان کو حکم دیا۔ کہ وہ ہر قیمت پر امام حسین کو قتل کر دیں۔

جب محمد بن حنفیہ کو معلوم ہوا۔ کہ آپ کے بھائی امام حسین علیہ السلام عراق کی طرف روانہ ہونا چاہتے ہیں۔ تو

پ سخت روئے ۔ امام حسین سے کہا کہ آپ کوفہ والوں کی بے وفائی کو اپنے والد اور اپنے بھائی کے متعلق اچھی رح جانتے ہیں ۔ اگر آپ میری بات منظور کر لیں ۔ تو آپ مکہ میں قیام فرمائیں ۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ے میرے بھائی مجھے اس بات کا خوف ہے کہ بنو امیہ کے لشکر مجھے مکہ میں قتل کر دیں گے ۔ میں وہ شخص ہو ں گا کہ جس سے اللہ تعالےٰ کے گھر کی حرمت مباح ہو جائے گی آپ نے عرض کیا اے بھائی آپ یمن کی رف تشریف لے جائیں ۔ آپ وہاں محفوظ ہوں گے ۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ۔ اے میرے بھائی اگر ں کسی بچھو کے پیٹ میں چھپ جاؤں تو وہ لوگ مجھے نکال کر قتل کر دیں گے ۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ۔ اے بھائی جو کچھ آپ نے فرمایا میں اس کے متعلق غور کروں گا ۔ جب صبح کا وقت ہوا ۔ تو آپ نے عراق جانے کا عزم کر لیا محمد بن حنیفہ نے آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی ۔ اور کہا اے میرے بھائی جلدی کرنے کا کیا سبب ہوا ۔ فرمایا ۔ رات میں نے اپنے نانا جان کو سوتے ہوئے آپ سے جدا ہونے کے بعد دیکھا ہے ۔ آپ نے مجھے اپنے سینہ سے لگایا ۔ اور میری آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا ۔ اور مجھے فرمایا ۔ اے حسینؑ ! اے میری آنکھ کی ٹھنڈک عراق کی طرف خروج کرو ۔ اللہ عزوجل آپ کو مقتول اور آپ کے خون سے خضاب شدہ حالت میں دیکھنا چاہتا ہے ۔ محمد بن حنیفہ بہت زیادہ روئے ۔ اور عرض کیا اے بھائی اگر یہی بات ہے تو ان عورتوں کو کیوں ساتھ لے جا رہے ہو ؟ فرمایا میرے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا ہے کہ آپ ان کو بھی بال پریشان اور گرفتاری کی ذلت میں گرفتار ہو کر دیکھنا چاہتے ہیں ۔ نیز جب تک میں زندہ ہوں وہ مجھ سے جدا نہیں ہوں گی ۔ محمد بن حنیفہ سخت روئے ۔ پھر عرض کیا اے حسین اے بھائی میں آپ کو اللہ عزوجل کے سپرد کرتا ہوں ۔

نقل کیا گیا ہے ۔ کہ جناب ام سلمہؓ نے فرمایا ۔ اے میرے بیٹے آپ عراق کی طرف جا کر مجھے غم میں نہ ڈالو ۔ میں نے تمہارے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ۔ میرا فرزند حسینؑ عراق میں ایک ایسی زمین پر قتل ہوگا جس کا نام کربلا ہوگا ۔ عرض کیا اے اماں ! خدا کی قسم ! میں اس بات کو جانتا ہوں ۔ میں ضرور قتل کیا جاؤں گا ۔ میں اس دن کو بھی جانتا ہوں ۔ جس دن میں قتل کیا جاؤں گا ۔ اور میں اپنے اہل بیت اور اپنے شیعوں کے ان افراد سے بھی واقف ہوں جو میرے ساتھ قتل ہوں گے ۔ اے اماں ! اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اپنی قبر اور اپنا ٹھکانا دکھا دوں ۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے دست مقدس سے کربلا کی طرف اشارہ فرمایا ۔ زمین پست ہو گئی ۔ آپ نے جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنا ٹھکانا ۔ اپنا مدفن اور اپنی شہادت گاہ دکھائی ۔ جناب ام سلمہ سخت روئیں ۔ آپ نے عراق والوں کی طرف خط تحریر فرمایا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسین بن علی بن ابی طالب کی طرف سے اپنے مومن بھائیوں کی طرف تحریر کیا جاتا ہے

السلام علیکم! میں اس اللہ تعالےٰ کی تعریف کرتا ہوں۔ جو نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق مگر صرف وہ / اما بعدہٗ۔ مسلم بن عقیل کا خط میرے پاس پہنچ چکا ہے۔ آپ نے مجھے آپ کی اچھی رائے اور آپ کی قوم کے اتحاد کے متعلق اور ہمارا حق طلب کرنے کے بارے میں آگاہ کیا ہے اللہ تعالےٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہم لوگوں اور آپ لوگوں کے بارے میں بہتری قرار دے۔ اور اللہ تعالےٰ تم لوگوں کو اس عظیم اجر پر قائم اور ثابت قدم رکھے۔ میں تمہارے پاس ۸ ذوالحجہ ترویہ کے دن بروز منگل روانہ ہو چکا ہوں۔ جب میرا قاصد تمہارے پاس وارد ہو۔ تو تم اپنے امر کے متعلق مجھے آگاہ کرتا رہیں انشاءاللہ انھیں ایام میں تمہارے پاس وارد ہونے والا ہوں۔ والسلام

جب حضرت کا قاصد خط لے کر کوفہ پہنچا۔ تو اس کو حصین بن نمیر نے گرفتار کر کے ابن زیاد کے سامنے پیش کر دیا۔ قاصد نے خط کو پرزے پرزے کر دیا۔ ابن زیاد نے کہا۔ تم کون ہو؟

قاصد نے کہا۔ میں امام حسین کا شیعہ ہوں۔

ابن زیاد۔ تم نے خط کو کیوں پھاڑ ڈالا ہے۔

قاصد۔ تاکہ تم خط کی تحریر پر مطلع نہ ہو سکو

ابن زیاد۔ منبر پر چڑھ کر علی اور حسین کو گالیاں دو۔

قاصد منبر پر چڑھ کر کہتا ہے۔ اے لوگو! حسین اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں بہترین انسان ہیں۔ اس کی دعوت کو قبول کرو۔ قاصد نے ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت کی۔

ابن زیاد نے آپ کے متعلق حکم دیا۔ کہ محل کی عمارت کی چھت سے گرا کر نیچے پھینک دیا جائے۔ آپ کو محل سے گرایا گیا آپ انتقال کر گئے رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

امام حسین علیہ السلام ابھی سفر طے فرما رہے تھے۔ کہ آپ کو کوفہ سے آتے ہوئے ہلال بن نافع اور عمرو بن خالد ملے حضرت نے ان دونوں سے لوگوں کے حالات دریافت کئے۔ دونوں نے عرض کیا کہ کوفہ کے اغنی لوگوں کے دل ابن زیاد کے ساتھ ہیں اور باقی لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں مسلم ہانی اور آپ کے قاصد قیس کو قتل کر دیا گیا ہے۔

حضرت نے فرمایا۔ اے اللہ ہمارے لئے اور ہمارے شیعوں کے لئے جنت کو بہترین جگہ قرار دے اور تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔"

پھر آپ نے خطبہ دیا۔ اور فرمایا:۔

جو چیز تم لوگ دیکھ رہے ہو وہ ہمارے ساتھ نازل ہو چکی ہے۔ دنیا بدل گئی ہے۔ اور مکدر ہو چکی ہے۔ دنیا کی نیکیاں پیٹھ موڑ کر چلی گئی ہیں۔ اس میں سے صرف برتن کی تلچھٹ باقی رہ گئی ہے حق پر عمل نہیں کیا جاتا۔ اور باطل سے باز نہیں رہا جاتا مومن اپنی موت کو سعادت تصور کرتا ہے۔ اور ظالمین کے ساتھ زندگی گزارنا گھاٹا خیال کرتا ہے آپ دوپہر کے وقت سو گئے بیدار ہو کر فرمایا۔ کہ میں نے غیبی آواز کو سنا ہے۔ کہ ایک قوم سفر طے کر رہی ہے اور موت ان کے ساتھ ساتھ چل رہی ہے حضرت کے ایک فرزند نے عرض کیا۔ اے بابا جان کیا ہم حق پر نہیں ہیں۔ فرمایا۔ بیٹا! قسم ہے اس ذات کی جس کی طرف بندوں کی بازگشت ہے ہم حق پر ہیں۔ عرض کیا جب ایسا ہے تو خدا کی قسم جب ہم حق اور ہدایت پہ ہیں تو ہم لوگوں کو موت کی پرواہ نہیں ہے۔

حضرت روانہ ہو کر ایک ایسی جگہ پر تشریف لائے جس کو زبالہ کہا جاتا تھا۔ آپ اتر پڑے اور خطبہ دیا۔ اور فرمایا۔

اے لوگو! تم میں سے جو شخص تلوار کی دھار اور نیزوں کی مار پر صبر کر سکے۔ اس کو میرے ساتھ کھڑا ہونا چاہیئے۔ ورنہ ہم سے اسے چلا جانا چاہیئے۔ لوگوں نے متفرق ہونا شروع کیا آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت اور آپ کے دوست تھے جن کی تعداد ستر سے زیادہ تھی یہ وہ لوگ ہیں جو آپ کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوئے تھے۔ حضرت ان لوگوں کو لے کر منزل ثعلبیہ کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پر حصین بن نمیر کے قاصد کی حیثیت سے حر بن یزید ریاحی آپ سے مزاحم ہوا۔ حصین بن نمیر چار ہزار فوج کے سواروں کے ساتھ قادسیہ میں موجود تھا حضرت حر برابر امام حسین کے ساتھ لگا رہا۔ حتیٰ کہ ظہر کی نماز کے وقت حر نے امام حسین کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم آپ سے اس وقت تک جدا نہیں ہوں گے۔ حتیٰ کہ آپ کو ابن زیاد کے پاس لے جائیں گے۔ امام حسین نے ماننے سے انکار کر دیا۔ حر نے عرض کیا کہ اگر آپ کو اس بات سے انکار ہے تو چلنے کے لئے کوئی دوسرا راستہ اختیار کیجئے۔ حر حضرت کے ساتھ چلتا رہا۔ حتیٰ کہ آپ قصر بنو مقاتل کے پاس پہنچ گئے راستے میں ایک شخص کے خیام کو لگا ہوا دیکھا۔ امام نے اس شخص سے فرمایا۔ تو نے اپنی ذات کے لئے بہت گناہ کئے ہیں تم ایسا عمل کیوں نہیں کرتے جس سے تیرے گناہ محو ہو جائیں۔ اس نے عرض کیا وہ کیا چیز

ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا تم اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے فرزند کی مدد کرو اس شخص نے کہا میں آپ کو اپنا گھوڑا اور اپنی تلوار دیتا ہوں لیکن مجھے معاف فرمائیے حضرت نے فرمایا جب تو نے ہمارے بارے میں اپنی جان کو خرچ کرنے سے بخل کیا ہے۔ تو ہمیں تمہارے مال کی ضرورت نہیں ہے اور آپ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا وما کنت متخذ المضلین عضدا

پھر فرمایا میں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جس شخص نے ہم اہل بیت کی آواز کو سنا۔ اور اس کو قبول نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو نتھنوں کے بل جہنم میں گرا دے گا۔ اس کے بعد کوفہ کی جانب سے حر کے پاس ایک سوار حاضر ہوا۔ اس نے حر پر سلام کیا اور امام حسین علیہ السلام پر سلام نہ کیا۔ اس نے جناب حر کے حوالے ابن زیاد کا خط کیا۔ اور ابن زیاد نے اس کو تعجیل کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ دونوں گروہ چل کر کربلا میں وارد ہوئے۔ ناگاہ امام حسین علیہ السلام کا گھوڑا رک گیا۔ آپ نے جس قدر اس کو چلنے کا حکم دیا لیکن اس نے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھایا۔ امام نے فرمایا۔ اس زمین کا کیا نام ہے انہوں نے کہا اس سرزمین کو کربلا کہتے ہیں۔ فرمایا۔ خدا کی قسم یہ زمین کرب و بلا ہے۔ یہاں مرد قتل ہوں گے۔ عورتیں بیوہ ہوں گی۔ یہ ہماری قبروں کی جگہ ہے اور ہمارے اکٹھے ہونے کی جگہ ہے اور اس بات کے متعلق مجھے میرے نانا رسول اللہ صلعم نے آگاہ کیا تھا۔ آپؑ گھوڑے سے اتر پڑے۔ یہ واقعہ آٹھ محرم بروز بدھ ۶۱ھ کا ہے۔ اور آپ نے یہ اشعار ارشاد فرمائے ؎

یا دھر اف لک من خلیل | کم لک بالاشراق والاصیل
من طالب بحقہ قتیل! | والدھر لا یقنع بالبدیل
وکل حی سالک سبیل | وانتھی الامر الی الجلیل

ما اقرب الوعد الی الرحیل

امام حسین علیہ السلام بار بار ان اشعار کو دہراتے تھے۔ حتیٰ کہ اس کی بہن جناب زینب نے اس بات کو سن لیا۔ آپ خیمہ کے باہر تشریف لائیں۔ اور کہا اے بھائی۔ میری آنکھ کی ٹھنڈک۔ یہ بات صرف وہ شخص کہتا ہے جس کو اپنی موت کا یقین ہوتا ہے۔ وہائی ہے آج میرے نانا محمد مصطفےٰ۔ میرے باپ علی مرتضیٰؑ۔ میری ماں فاطمہ زہراؑ اور میرے بھائی حسن مجتبیٰ کا انتقال ہو گیا۔ آپ غش کھا کر زمین پر گر پڑیں حتیٰ کہ بے ہوش ہو گئیں۔ امام حسین نے فرمایا اے بہن آسمان اور زمین کے تمام لوگ مر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہو جائے گی۔ فرمایا۔ اے بہن اب تجھے میری ذات کی قسم جب میں انتقال کر جاؤں۔ تو

اپنا گریبان نہ پھاڑنا۔ اور نہ ہی اپنا منہ نوچنا۔ پھر امام نے جناب زینب کو سوار کر کے خیمہ میں پہنچا دیا۔ پھر حضرت نے اپنے اصحاب کو حکم دیا۔ کہ گھروں کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا جائے۔
ابن زیاد نے اپنے لشکر میں منادی کر دی تھی کہ جو شخص امام حسین کا سر لائے گا۔ اس کو بہت بڑا انعام اور رے کی حکومت سات سال ملے گی۔ عمر بن سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ میں اس خدمت کے لئے تیار ہوں۔ ابن زیاد نے کہا۔ کہ تم جاؤ۔ اور امام حسین پر پانی بند کر دو۔ اور اس کا سر میرے پاس لاؤ۔ عمر بن سعد مہاجرین اور انصار کی اولاد کے پاس گیا انہوں نے کہا اے ابن سعد! تم امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے جا رہے ہو۔ حالانکہ تمہارا باپ (رسول اللہ پر) اسلام لانے والوں میں ساتواں آدمی ہے۔ ابن سعد نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا۔ لیکن رے کی حکومت اور امام حسین علیہ السلام کے قتل کرنے کے متعلق سوچنے لگا۔ شیطان نے اس کو گمراہ کر دیا۔ اور اس کا دل اندھا ہو گیا۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ مشرق اور مغرب کے درمیان نبی کی بیٹی کا فرزند میرے سوا اور کوئی نہیں ہے خدا کی قسم میں نے پیدائش سے لے کر اس وقت تک کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور میں اس بات کو جانتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ سے ناراض ہوتا ہے کیا تم مجھے اس لئے طلب کرتے ہو کہ میں نے کسی جان کو مار دیا ہے۔ یا کسی کا مال لے لیا ہے یا کسی زخم کا قصاص لینا مقصود ہے؟ وہ لوگ خاموش رہے۔ محرم الحرام کی نویں رات کو اصحاب حسینؑ کی نماز اور تلاوت قرآن کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ جس طرح شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔ امام حسین نے اپنے اصحاب سے فرمایا میں نے اپنے اصحاب سے زیادہ کسی کے اصحاب کو اتنا باوفا نہیں دیکھا۔ نہ ہی کسی کے اصحاب میرے اصحاب سے اچھے ہیں۔ اور نہ ہی میرے اہل بیت سے زیادہ کسی کے اہل بیت نیکوکار ہیں۔ نہ ہی میرے اہل بیت سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے کسی کے اہل بیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں میری طرف سے اچھا بدلہ دے۔ تمہیں یقین ہونا چاہیئے میں تمہیں اجازت دیتا ہوں۔ کہ تم چلے جاؤ۔ میں تم سے بیعت اٹھاتا ہوں۔ اس رات کی تاریکی میں چلے جاؤ۔ رات کے پردے کو اچھا پردہ تصور کرو۔ امام کی خدمت میں آپ کی بہنوں، آپ کے اہل بیت۔ اور آپ کے اصحاب نے عرض کیا۔ ہم ایک لحظہ بھی آپ سے جدا نہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے بعد ہمیں کبھی باقی نہ رکھے۔ حضرت نے اپنے دشمنوں سے فرمایا۔ کیا میں تمہارے نبی کی بیٹی کا فرزند نہیں ہوں۔ میں سب سے پہلے ایمان لانے والے کا فرزند ہوں۔ میں اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے والا ہوں۔ کیا حضرت حمزہ سید الشہداء میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا حضرت جعفر جو جنت میں اڑتے رہتے ہیں۔ میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمایا تھا۔ میرے یہ دونوں فرزند جوانانِ جنت کے تمام افراد کے سردار ہیں۔ کیا رسول اللہ صلعم

نے نہیں فرمایا میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں ۔ کتاب خدا اور میری عترت میرے اہل بیت
جو بات میں کہہ رہا ہوں ۔ اگر اس کی تصدیق کرو ۔ تو بہتر ہے ۔ ورنہ جابر بن عبداللہ سہل بن سعد ساعدی
زید بن ارقم اور انس بن مالک سے دریافت کرو ان لوگوں نے میرے نانا صلعم سے اس بات کو سنا ہے پھر
آپ نے آواز بلند کی ۔ اے شیث بن ربعی اے کثیر بن شہاب کیا تم لوگوں نے مجھے خطوط نہیں لکھے
تھے ۔ کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لایئے ۔ ہم دکھ سکھ میں آپ کا ساتھ دیں گے ۔ انہوں نے کہا ہم اس
بات کو نہیں جانتے آپ امیر کی فرمانبرداری کیجئے اور یزید کی بیعت کیجئے ۔ امام نے فرمایا خدا کی قسم
ذلیل شخص کی مانند ہاتھ نہیں دوں گا ۔ اور نہ ہی غلاموں کی طرح فرار کروں گا ۔ میں اس بات سے اللہ تعالٰی
کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں کسی متکبر کے حکم کے تحت سر خم کر دوں ۔ جو حساب کے دن پر ایمان نہ لاتا ہو ۔
اس کے بعد امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب جہاد کے لئے تیار ہو گئے ۔ امام کے لشکر کی طرف
ابن سعد نے ایک تیر پھینکا اور کہا ۔ کہ تم لوگ امیر کے نزدیک میرے اس بات پر گواہ رہنا کہ میں وہ
پہلا شخص ہوں جس نے امام حسین سے جنگ کی سب سے پہلے جس شخص کا جھنڈا امام حسین کی طرف
سے نکلا وہ عمر بن سعد کا جھنڈا تھا ۔ پھر ابن سعد نے عروہ بن قیس خشعمی خولی بن یزید اصبحی سنان بن
انس نخعی اور شمر بن ذی الجوشن ضبابی کو طلب کر کے ہر ایک کو چار چار ہزار سواروں کا دستہ دے کر علم فوج
دیا ان لوگوں نے کوفہ سے چل کر امام حسین کو گھیر لیا ۔ اور ان کی تعداد چالیس ہزار تھی ان میں شامی ۔ حجازی اور
مصری کوئی نہیں تھا ۔ بلکہ تمام کے تمام کوفی تھے ۔ عمر بن سعد نے شہاب بن کثیر کو امام کی خدمت میں
روانہ کیا ۔ امام نے فرمایا ۔ وہ کیا چاہتا ہے ۔ اصحاب نے عرض کیا آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا
ہے جناب زہیر نے کہا کہ تم ہتھیار رکھ کر پیش ہو جاؤ ۔ اس نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا ۔ عمر سعد کی
طرف لوٹ کر چلا گیا ۔ پھر عمر سعد نے ایک اور آدمی روانہ کیا جس کا نام خزیمہ تھا ۔ اس نے اپنے
ہتھیاروں کو رکھ دیا تھا ۔ اور امام کے دونوں قدموں کو بوسہ دیا پھر لوٹ کر عمر بن سعد کے پاس
نہ گیا ۔ اور کہا جنت کو چھوڑ جہنم میں کون جاتا ہے اس نے امام کا ساتھ دیا ۔ حتیٰ کہ امام حسین کے سامنے
جام شہادت نوش کیا جب پیاس کی شدت نے تنگ کیا ۔ تو امام نے اپنے بھائی عباس سے
فرمایا ۔ اپنے اہل بیت کو جمع کر کے کنواں کھودو ۔ ان حضرات نے ایسا کیا ۔ لیکن زمین کی تہہ میں ایک پتھر
پایا ۔ پھر دوسرا کنواں کھودا اس میں بھی پتھر پایا ۔ پھر فرمایا دریائے فرات پر جاؤ ۔ اور ہمارے پاس پانی لے
آؤ ۔ یہ عرض کیا بسر و چشم لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے ۔ عمر بن سعد کے لشکر نے آپ کو پانی لینے سے منع کیا
حضرت عباس نے ان پر حملہ کر دیا ۔ دشمن کے آدمیوں کو قتل کر کے گھاٹ پر قبضہ کر لیا اور ان کو گھاٹ سے الگ

ریا۔ پانی میں اتر گئے مشک کو پانی سے بھرا۔ اپنے پینے کے لئے پانی کا ایک چلو لیا۔ اس اثنا میں آپ کو امام حسین اور آپ کے اہل بیت کی پیاس یاد آگئی پانی کو ہاتھ سے گرا دیا۔ اور کہا خدا کی قسم میں پانی کو نہیں چکھوں گا۔ حسین اور آپ کے بچے پیاسے ہوں۔ اور آپ نے یہ اشعار بیان فرمائے ؎

یا نفس من بعد الحسین ھونی   فبعدہ لا کنت ان تکونی

اے نفس حسین کے بعد کوئی آرزو ہے   اب کے بعد تیرا زندہ رہنا بے کار ہے

ھذا الحسین شارب المنون   تشربین بارد المعین

یہ حسین پیاس کی وجہ سے مر رہے ہیں   اور تم ٹھنڈا پانی پیتے ہو

واللہ ما ھذا افعال دینی   ولا فعال صادق الیقینی

خدا کی قسم یہ بات میرے دین میں داخل نہیں ہے اور نہ ہی یہ بات ایک صادق الیقین کی شریعت میں داخل ہے

پھر آپ پر ہر طرف سے تیروں کی بارش ہوگئی حتی کہ حضرت کا چہرہ ساہی کی مانند ہوگیا۔ اور آپ فرماتے تھے ؎

اقاتل الیوم بقلب مھتدی   اذب عن سبط النبی احمد

آج کے دن میں ہدایت یافتوں کے ساتھ جہاد کروں گا۔ نبی احمد کی آل سے دشمنوں کو ہٹاؤں گا۔

اضربکم بالصارم المھند   حتی تحیدوا عن قتال سیدی

میں کاٹنے والی ہندی تلوار سے تم کو ضرب لگاؤں گا۔ حتی کہ تم میرے آقا سے دور ہو جاؤ۔

انی انا العباس ذو التودد   نجل علی الطاھر المؤید

میں عباس ہوں جس کی فطرت میں محبت حسین کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ جو پاک علی تائید والے کے فرزند ہیں

پھر آپ نے لوگوں سے سخت جہاد کیا۔ اور ان کے آدمیوں کو قتل کیا۔ اور آپ فرماتے تھے ؎

لا ارھب الموت اذا الموت رقی   حتی اواری فی المصالیت لقی

جب موت مجھ سے ملاقات کرے۔ تو میں موت سے نہیں ڈروں گا حتی کہ میں زخموں سے چور چور ہو کر ختم ہو جاؤں گا۔

نفسی لنفس الطاھر الطھر وقا   انی صبور شاکر للملتقی

میرا نفس ایک پاک و پاکیزہ نفس پر قربان ہو میں جہاد کرنے پر بڑا صبر کروں گا۔ اور شکر کروں گا

ولا اخاف طارقا اذ طرقا   بل اضرب الھام وافری المفرقا

جب نیزہ کھٹکھٹانے والا نیزہ کھٹکھٹائے گا تو میں اس بات سے خوف نہیں کروں گا بلکہ میں اس کی کھوپڑی کو ضرب لگاؤں گا۔ اور اس کی کلائی کو جدا کر دوں گا۔

ابرون شیبان نے آپ کے دائیں ہاتھ پر تلوار سے حملہ کر دیا تلوار کے پڑنے سے آپ کا ہاتھ قلم ہوگیا آپ نے تلوار کو بائیں ہاتھ میں لے کر دشمنوں پر حملہ کر دیا۔ اور فرماتے تھے سہ

واللہ لو قطعتمو ایمینی ! لاحمینی مجاھدًا عن دینی

خدا کی قسم اگر تم نے میرا دایاں ہاتھ قلم کر دیا ہے۔ تو میں مجاھد بن کر اپنے دین کی ضرور حمایت کروں گا۔

وعن امام صادق الیقینی سبط النبی الطاھر الامینی

نیز صادق الیقین ہو کر امام کی حمایت کروں گا۔ جو نبی کے فرزند ہیں۔ پاک ہیں اور امین ہیں۔

آپ نے ان کے اور مردوں کو قتل کیا۔ عبداللہ بن یزید نے تلوار سے آپ کا بایاں ہاتھ قلم کر دیا آپ نے تلوار کو منہ میں لے لیا۔ اور فرماتے تھے۔

یا نفس لا تخشی من الکفار وابشری برحمۃ الجبار

اے نفس کفار سے نہ ڈرو جبار کی رحمت کی تجھے خوشخبری ہو۔

مع النبی سید الابرار قد قطعوا ببغیھم یساری

نیکوکاروں کے سردار نبی کے ساتھ دینے کی وجہ سے انہوں نے بغاوت کر کے میرے بائیں ہاتھ کو قلم کر دیا ہے۔

وقد بغوا معاشر فجار فاصلھم یارب حر النار

فاجروں کے گروہ نے بغاوت کی ہے۔ اسے پالنے والے ان کو دوزخ کی آگ میں جلا۔

دونوں کٹے ہاتھوں کے باوجود آپ نے قوم پر حملہ کر دیا۔ زخموں کی کثرت کی وجہ سے کمزور پڑ گئے تھے۔ تمام لوگوں نے مل کر آپ پر حملہ کر دیا۔ ان میں سے ایک آدمی نے آپ کے سر مبارک پر لوہے کا ڈنڈا مارا۔ آپ کے سر مقدس کو پھاڑ دیا۔ اور آپ زمین پر گر پڑے۔ اور کہتے تھے اسے ابوعبداللہ حسین میرا اسلام قبول کرو۔ امام نے فرمایا ہائے عباس ہائے دل کے ٹکڑے۔ امام نے ان لوگوں پر حملہ کر دیا اور حضرت سے ان کو ہٹایا۔ آپ کے پاس اتر پڑے۔ آپ کو اپنے گھوڑے پر لاد کر خیمہ میں لے آئے۔ آپ سخت روئے۔ اور فرمایا۔ اللہ تعالٰے تمہیں ہماری جانب سے بہترین بدلہ دے۔ تم نے جہاد کرنے کا پورا حق ادا کر دیا ہے۔

پھر امام حسین علیہ السلام نے اپنے دشمنوں سے فرمایا۔ دنیا متغیر ہو گئی ہے۔ یہ فنا اور زوال کا گھر ہے۔ اپنے رہنے والوں کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلتی رہتی ہے۔ جو اس کے

ہو کر میں آگیا۔ اور اس کی طرف مائل ہوا اور اس کی لالچ کی وہ دھوکہ خوردہ ہے۔ اے لوگو تم نے قرآن
یں پڑھا، اسلام کے شرائع سے واقف نہیں ہو۔ تم اپنے نبی کی بیٹی کے فرزند پر کود پڑے ہو۔ اور اس
ظلم اور سرکشی کر رہے ہو۔ اے لوگو! یہ فرات کا پانی جس سے کتے۔ خنزیر اور مجوسی تک پانی پی
رہے ہیں۔ اور تمہارے نبی کی آل پیاس سے مر رہی ہے انہوں نے کہا خدا کی قسم آپ پانی سے
سیراب نہ ہوں گے۔ بلکہ موت کے گھونٹ یکے بعد دیگرے پئیں گے۔ حضرت نے جب ان لوگوں سے
اس بات کو سُنا۔ تو آپ اپنے اصحاب کی طرف تشریف لائے۔ اور ان سے فرمایا۔ کہ ان لوگوں پر شیطان
مسلط ہو چکا ہے تمہیں یقین ہونا چاہیئے۔ کہ شیطان کا گروہ خسارے میں رہتا ہے پھر حضرت نے
ان اشعار کو پڑھنا شروع کیا ؎

تعدیتم یا شر قوم ببغیکم وخالفتمو قول النبی محمد
اے شریر قوم تم نے بغاوت کر کے زیادتی کی اور محمد نبی کے فرمان کی مخالفت کی۔

اما کان خیر الخلق اوصاکم بنا اما کان خیرۃ اللہ احمد
مخلوق سے بہترین انسان نے تمہیں ہمارے بارے میں وصیت نہیں کی؛ کیا ہمارے نانا
احمد اللہ تعالےٰ کے نزدیک بہترین انسان نہیں تھے۔

اما کانت الزھراء امی والدی علی اخو خیر الانام المحمد
کیا فاطمہ زہرا میری ماں نہ تھی۔ کیا علیؑ جو تمام لوگوں سے بہتر انسان کے بھائی تھے۔
میرے باپ نہ تھے۔

لعنتم واخزیتم بما قد فعلوا فسوف تلاقون العذاب بمشھد
جو کچھ تم نے کیا اس کی وجہ سے تم پر لعنت پڑی ہے۔ اور تم رسوا ہو گئے ہو۔ عنقریب
تم عذاب کو پاؤ گے۔

جب حضرت ان اشعار سے فارغ ہوئے تو آپ نے انس کاہلی کو حکم دیا۔ کہ آپ قوم کے پاس جا کر
ان کو نصیحت کریں ممکن ہے۔ کہ وہ لوگ اپنے ارادے سے باز آجائیں۔ فرمایا یہ بات میں جانتا ہوں۔ کہ وہ
لوگ باز نہیں آئیں گے لیکن ان پر ایک حجت تمام ہو جائے گی انس روانہ ہو کر ابن سعد کے پاس چلے گئے
اور اس کو سلام نہ کیا۔ ابن سعد نے کہا کہ تم نے مجھ پر سلام کیوں نہیں کیا۔ کیا میں مسلمان نہیں ہوں؟ انس نے
کہا۔ خدا کی قسم تم ہرگز مسلمان نہیں ہو۔ تم فرزند رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ ابن سعد
نے سر کو نیچے کر لیا اور کہا خدا کی قسم میں اس بات کو جانتا ہوں۔ کہ آپ کا قاتل دوزخ میں جائے گا۔ لیکن

میں امیر عبیداللہ بن زیاد کا حکم ضرور جاری کروں گا۔ انس امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو تمام حالات سے آگاہ کیا مسلم بن عوسجہ نے کہا۔ خدا کی قسم میں ضرور ان لوگوں کے سینوں میں اپنا نیزہ توڑوں گا۔ اور اپنی تلوار سے ضرور ان کی گردنیں اڑاؤں گا حتیٰ کہ اس حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں گا تاکہ اللہ تعالیٰ کو اس بات کا علم ہو جائے۔ کہ ہم نے اس کے رسول کی عترت کی حفاظت کی ہے اگر میں قتل کر دیا جاؤں پھر زندہ ہو جاؤں۔ اسی طرح میرے ساتھ ستر مرتبہ ہو جائے تو میں آپ۔ کو نہیں چھوڑوں گا زہیر بن قین نے بھی اسی طرح کہا۔ ان کے بعد آپ کے اصحاب نے باری باری گفت گو کی۔ ایک کی بات دوسرے کی بات کے ہم معانی تھی۔ انہوں نے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ ہماری جانیں آپ کی جان پر قربان ہیں۔ اگر ہم لوگ قتل کر دیے گئے تو ہم نے آپ کے اس حق کو ادا کیا۔ جو ہم پر واجب تھا عمر بن سعد نے اپنے میمنہ لشکر پر سنان بن انس نخعی کو اور میسرہ پر شمر بن ذی الجوشن ضبابی کو مقرر کیا اور ہر ایک کے ساتھ چار چار ہزار سوار موجود تھے عمر سعد اور اس کے باقی ساتھی قلب لشکر میں موجود رہے حضرت امام حسین علیہ السلام نے میمنہ لشکر پر زہیر بن قین کو مقرر کیا۔ اور آپ کے ساتھ بیس آدمی تھے۔ اور میسرہ لشکر پر حبیب بن مظاہر کو مقرر کیا۔ آپ کے ساتھ تیس سوار تھے۔ امام حسین خود اور آپ کا باقی لشکر قلب میں موجود رہا۔ آپ نے خیمہ کے گرد خندق کھود کر آگ جلا دی۔ اور خندق کو آگ سے بھر دیا۔ تاکہ جنگ ایک طرف سے ہو سکے۔ ایک ملعون نے کہا اے حسین! آپ نے آخرت کی آگ سے پہلے دنیا کی آگ کے ساتھ جلدی کی ہے امام حسین نے فرمایا۔ تم مجھے آگ کا طعنہ دیتے ہو۔ حالانکہ میرے باپ آگ (دوزخ) کی تقسیم کرنے والے ہیں۔ میرا رب بخشنے والا اور مہربان ہے۔

حضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ کہ تم اس شخص کو جانتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا۔ جیرہ کلبی ہے اللہ اس پر لعنت کرے۔ اور امام حسین نے فرمایا اے اللہ! اس شخص کو آخرت کی آگ سے پہلے دنیا کی آگ کا مزا چکھا۔ ابھی حضرت کا کلام تمام نہ ہوا تھا۔ کہ اس کا گھوڑا بدکا۔ اور اس کو آگ کے درمیان میں سر کے بل دے مارا۔ اور جل کر راکھ ہو گیا۔ ان لوگوں نے اللہ اکبر کہا۔ آسمان سے ایک آواز دینے والے نے آواز دی۔ اے فرزند رسول اللہ آپ کو دعا کی جلد قبولیت کی مبارک باد ہو عبداللہ بن مسرور کا بیان ہے۔ کہ جب میں نے واقعہ دیکھا۔ تو میں حسین علیہ السلام سے جنگ کرنے سے باز آیا پھر ابو ثمامہ صیداوی نے عرض کیا اے میرے آقا ہمیں ظہر اور عصر کی نماز پڑھا لیجئے۔ ہم لوگ اس نماز کو آخری نماز خیال کرتے ہیں جو آپ کے ساتھ پڑھیں گے اللہ تعالیٰ کے حضور میں فریضہ ادا کرنے کے بعد ملاقات کرے۔ اس اذان کہی، اور اقامت کہی یہ لوگ نماز میں مشغول ہو گئے۔ لشکر یزید ان حضرات کی طرف تیر اندازی کر رہا تھا امام نے فرمایا۔ تمہارے لئے ہلاکت ہو

تم اتنی دیر جنگ سے باز نہیں رہ سکتے۔ حتی کہ ہم لوگ نماز ادا کرلیں حصین بن نمیر کے سوا کسی نے کوئی جواب نہ دیا اس نے کہا اے حسینؑ آپ کی نماز قبول نہ ہوگی، حبیب بن مظاہر نے کہا کہ فرزند رسول اللہ صلعم کی نماز قبول نہ ہوگی! اے مخمورہ اور ایڑیوں پر پیشاب کرنے والی کے بیٹے تمہاری نماز قبول ہوگی ؟ اس کے بعد حبیب بن مظاہر یہ رجزیہ پڑھتے ہوئے میدان جنگ میں تشریف لائے

انا حبیب و ابی مظاهر　　فارس الهیجاء لیث قسورہ

میں حبیب ہوں میرا باپ مظاہر ہے جو میدان کارزار کا دھنی اور خونخوار شیر ہے

و الله اعلی حجة و اظهراً　　منکم و انتم حمر مستنفرہ

خدا کی قسم جو حجت کے اعتبار سے بلند اور ظاہر ہے اور تم بھگائے ہوئے گدھے ہو۔

سبط النبی اذا لم تنصروا　　یا شر قوم فی الدنی یا کفرہ

تم نے نبی کے فرزند کی مدد نہیں کی۔ اے کافر تم دنیا میں شریر قوم ہو

آپ نے حصین پر حملہ کر دیا اس کی پشت پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ اپنے گھوڑے سے نیچے گر پڑا اس کو اس کے ساتھیوں نے اٹھا لیا، حبیب برابر جہاد کرتے رہے حتی کہ بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے حبیب خدا تم پر رحم کرے تم ایک رات میں قرآن کی تلاوت ختم کرتے تھے۔ تم فاضل آدمی ہو۔"

زہیر بن قین نے امام کی خدمت میں عرض کیا اے آقا! حضرت عباس اور جناب حبیب کی شہادت کے بعد ہم لوگ آپ کے چہرہ مبارک کو مرجھایا ہوا دیکھتے ہیں۔ کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ امام نے فرمایا! ہاں حق الحق پہ قائم ہیں اور میں خود ایک یقینی حق پر قائم ہوں، زہیر نے عرض کیا ہم لوگ اپنی موت کو ناپسند نہیں کرتے ہم لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے، جناب زہیر یہ رجز پڑھتے ہوئے عازم جہاد ہوئے۔

انا زهیر و ابن القین　　و فی یمینی مرهف الحدین

میں زہیر ہوں جو قین کا بیٹا ہوں۔　　میرے داہنے ہاتھ میں دو دھار والی تلوار ہے

اذب بالسیف عن الحسین　　ابن علی طاهر الجدین

میں تلوار کے ذریعے دشمنوں کو امام حسین سے ہٹاؤں گا جو حضرت علی کے فرزند ہیں اعلیٰ آپکے دونوں جد پاک ہیں۔

آپ نے ان لوگوں پر حملہ کر دیا، ان کے بیس سواروں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد امام حسین علیہ السلام کی خدمت

میں حاضر ہوئے ۔ لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا اے میری قوم! یہ سامنے جنت ہے اس کے دروازے کھلے ہوئے ہیں ۔ اس کے پھل منتظر ہیں ۔ یہ سامنے رسول اللہ صلعم اور دیگر شہدا موجود ہیں اور ہمارا اور آپ کا انتظار کر رہے ہیں ۔ اللہ کے دین کی حمایت کرو ۔ رسول اللہ صلعم کے فرزند کے حرم کی حفاظت کرو ۔ میدان جنگ کی طرف یہ اشعار پڑھتے ہوئے نکلے ۔

اقدام حسین الیوم تلقا احمدا ۔۔۔ ثم اباك الطاهر المؤیدا

اے حسین آگے بڑھئے آج کے دن احمد سے پھر اپنے باپ طاہر اور تائید والے سے ملاقات فرمایئے

والحسن المسموم ذاك الامجدا ۔۔۔ وذا الجناحین حلیف الشہدا

پھر حسن مسموم بزرگی والے سے اور دو پروں والے شہدا کے ساتھی سے

وحمزة اللیث الهمام الاسعدا ۔۔۔ فی جنة الفردوس عاشوا سعدا

اور کچھار کے نیک بخت شیر حمزہ سے ملاقات کیجئے ۔ یہ سب لوگ جنت میں نیک زندگی گزار رہے ہیں ۔

آپ برابر لڑتے رہے ۔ دشمنوں کے پچاس سے زیادہ سواروں کو قتل کر دیا ۔ پھر خود شہید ہو گئے اس کے بعد حنظلہ نکلے اور اس نے یہ رجز پڑھنا شروع کیا ۔ ؎

یا قوم حسبا و زادا ۔۔۔ وکم تروموں لنا العنادا

اے شرافت اور زاد راہ کے لحاظ سے بری قوم تم نے ہمارے لئے کتنا کینہ پوشیدہ کر رکھا ہے

انت اناس البعد العباد ۔۔۔ لا حفظ اللہ لکم اولادا

تم وہ لوگ ہو جو انسانیت سے بالکل دور ہیں ۔ اللہ تمہاری اولاد کو باقی نہ رکھے ۔

آپ برابر دشمنوں سے لڑتے رہے حتیٰ کہ ان کے ستر سواروں کو قتل کر دیا اور پھر خود شہید ہوئے پھر معلد بن علایہ رجز پڑھتے ہوئے نکلے ۔ ؎

لا تنکرونی فانا ابن الکلب ۔۔۔ علی الذراعین شدید الضرب

تم میرے بارے میں ان جان نہ بنو میں کلب کا بیٹا ہوں ، میں مضبوط کلائیوں والا ہوں اور سخت ضرب لگانے والا ہوں ۔

انی غلام واثق بربی ۔۔۔ حسبی بہا مولای الی الحسب

میں ایک ایسا جوان ہوں جس کو اپنے رب پر بھروسہ ہے مجھے صرف میرا مولا کافی ہے ۔

لا ارهب الموت یدلہ الحرب ۔۔۔ اذ نرا الجنة یہ هما الکرب

میں جنگ کے وقت موت سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ میں جنگ کے دن جنت کو پا لوں گا۔

آپ برابر لڑتے رہے حتیٰ کہ دشمن کے بیس سواروں کو قتل کیا! آپ کے جسم مبارک پر نیزے اور تیر کے ستر زخم لگے۔ آپ کا جسم ساہی کی مانند ہو گیا تھا۔ آپ کے سر کو قلم کر کے امام حسین علیہ السلام کی طرف پھینک دیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے سر کو لے لیا اور کہا اے میرے فرزند تم رسول اللہ صلعم کے فرزند کی خاطر اس کے سامنے شہید ہوگئے ہو پھر کہا اے بری امت میں گواہی دیتی ہوں یہودی اور نصاریٰ تم سے اچھے ہیں۔ پھر عبداللہ بن مسلم بن عقیل یہ رجز پڑھتے ہوئے نکلے

نحن بنو هاشم الكرام — نحمی عن السید الامام

ہم بزرگ اور ہاشم کی اولاد ہیں — ہم سردار اور امام کی حمایت کریں گے

نجل علی السید الضرغام — سبط النبی الملک العلام

جو علی کے فرزند ہیں۔ سردار ہیں اور شیر ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے نبی کے فرزند ہیں۔

آپ جہاد کرتے رہے۔ دشمن کے پچاس سے زیادہ سواروں کو قتل کیا، پھر شہید ہو گئے۔

جب امام حسین نے آپ کی طرف دیکھا تو فرمایا اے میرے اللہ! آل عقیل کے قاتل کو قتل کر۔ پھر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ان پر حملہ کر دو، جنت کی طرف جلدی کرو جو ایمان کا گھر ہے۔

عون بن عبداللہ بن جعفر الطیار یہ رجز پڑھتے ہوئے نکلے۔

اقسمت لا دخل الجنة — مصدقا باحمد والسنة

میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ میں احمد اور سنت کی تصدیق کرتے ہوئے جنت میں داخل ہوں گا

والمجت من بعد انقطاع الذمہ — هو الذی انقذنا بمنه

یہ روح نکلنے کے بعد دوبارہ اُٹھنے کے وقت ہو گا۔ آپ ؐ ہیں جس نے ہمیں کفر کی حیرانی سے اپنے احسان کے ساتھ نجات دلائی۔

عن حیرة الكفر وكيد الفتنة — صلی علیه الله باری الجنة

آپ پر جنت کے پیدا کرنے والے اللہ نے درود بھیجا ہے

آپ نے جہاد کیا اور ستر سواروں کو قتل کر کے خود شہید ہوئے۔ پھر جہاد کے لئے حضرت عمرو غفاری نکلے جو بہت بوڑھے تھے، آپ جنگ بدر، جنگ حنین اور جنگ صفین میں شامل ہوئے تھے۔ امام حسینؑ نے آپ سے کہا اے شیخ اللہ تعالیٰ تیرے کاموں کا شکر گزار ہے۔

آپ نے یہ رجز پڑھا :۔

قد علمت حقا بنو غفار — و خندف ثم بنو نزار

اولاد غفار، خندف اور نزار اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں نے احمد مختار کی مدد کی تھی۔

بنصرتی لاحمد المختار — و آله السادات الابرار

اور آپ کی سردار اور نیک آل کی مدد کی

صلی علیهم خالق الاشجار — رب البرایا خالق الاطیار

ان حضرات پر درختوں کے پیدا کرنے والے میدانوں کے رب اور پرندوں کے پیدا کرنے والے نے درود بھیجا۔

آپ نے جہاد کیا دشمن کے پچیس آدمیوں کو قتل کر کے شہید ہوئے، پھر مالک یہ رجز پڑھتے ہوئے نکلے۔

الیکم بن مالک الضرغام — ضرب فتی یحمی عن الامام

تمہارے مالک آرہے ہیں جو شیر ہیں، امام کی حمایت کی خاطر جوان مردوں کی طرح وار کریں گے۔

یرجو ثواب الملک العلام — سبحانه مقدر الاعوام

جو ملک علام کے ثواب کا خواہش مند ہے، پاک ہے وہ ذات جو سالوں کو مقدر کرتا ہے۔

آپ نے جہاد کیا اور دشمن کے چالیس آدمیوں کو قتل کر کے خود شہید ہوئے۔

پھر موسیٰ بن عقیل یہ رجز پڑھتے ہوئے نکلے۔

یا معشر الکهول والشبان — اضربکم بالسیف والسنان

اے ادھیڑ عمر والو اور نوجوانو، میں تمہیں تلوار اور نیزے دونوں سے ضرب لگاؤں گا

ارضی بذاک خالق الانسان — ثم رسول الملک المنان

اس بات سے انسان کا پیدا کرنے والا راضی ہوتا ہے۔ پھر احسان کرنے والے بادشاہ کا رسول۔

جہاد کیا دشمن کے ساٹھ آدمیوں کو قتل کر کے شہید ہوئے۔ پھر احمد بن محمد ہاشمی یہ رجز پڑھتے ہوئے میدان جنگ میں تشریف لائے

الیوم اتلو حسبی و دینی — بصارم تحمله یمینی

میں آج کے دن اپنی شرافت اور اپنے دین کو تلوار کے ذریعے بتاؤں گا جس کو میرے داہنے ہاتھ نے اٹھا رکھا ہے۔

احمی بہا یوم المقاقدین   ابن علی الطاہر المجیدین

میں جنگ کے ایک ایسے ساتھی کی حمایت کروں گا جو علی کے فرزند ہیں جن کے دونوں جد پاک ہیں۔

آپ نے جنگ لڑی اور کافی مخلوق کو قتل کیا۔ رضی اللہ عنہ

پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کے غلام سلیمان میدان جنگ میں آئے۔ دشمنوں کے آدمیوں کو قتل کر کے شہید ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ

امام حسین علیہ السلام نے اپنے دائیں بائیں نگاہ دوڑائی اور جنگ کے لئے جانے کو کسی کو نہ پایا آپ رو دئے اور یہ آواز بلند کی، ہے محمد! ہے علی! ہے حمزہ! ہے عباس! اے قوم تم میں ہماری مدد کرنے والا کوئی نہیں، تم میں اللہ تعالیٰ سے خوف کھانے والا کوئی نہیں جو ہم سے ان لوگوں کو دور کرے۔

پھر آپ نے یہ رجز پڑھا۔

انا ابن الطہر من آل ہاشم   کفانی بھذا مفخر حین افخر

میں آل ہاشم میں سے پاک انسان کا فرزند ہوں۔ میرے فخر کرنے کے لئے صرف یہی بات کافی ہے۔

وفاطمۃ امی ثم جدی محمد   وعمی ہو الطیار فی الخلد جعفر

میری ماں فاطمہ ہیں اور میرے نانا محمد ہیں اور میرے چچا جعفر ہیں جو جنت میں اڑتے رہتے ہیں۔

بینا بین اللہ الہدی عن ضلالۃ   وفینا الولاء للعوام مفخر

ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کو گمراہی سے ظاہر کیا ہے۔ ہماری ولایت لوگوں کے لئے فخر کا باعث ہے۔

وشیعتنا فی الناس اکرم شیعۃ   ومبغضنا یوم القیامۃ یخسر

ہمارے شیعہ لوگوں میں بزرگی والے شیعہ ہیں   ہماری چشم پوشی سے قیامت کے روز گھاٹا اٹھایا جائیگا

فطوبی لعبد زارنا بعد موتنا   بجنۃ عدن صفوہا لایکدر

اس بندے کے لئے خوشخبری ہے جس نے جنت عدن میں (جس کی خوبی کبھی خراب نہیں ہوتی) ہماری موت کے بعد ہماری زیارت کی۔

انا ماتی یوم القیامۃ ظامیا   الی الحوض لیقیہ بکفیہ حیدر

قیامت کے روز جب پیاسا آدمی حوض کے پاس آئے گا تو وہ حیدر کے دونوں ہاتھوں سے سیراب ہوگا۔

جناب حر نے جناب امام حسین علیہ السلام کے اس کلام کو سُنا تو اپنے بیٹے سے کہنے لگا کہ امام حسین علیہ السلام استغاثہ فرما رہے ہیں اور آپ کے استغاثہ کا کوئی جواب دینے والا نہیں ہے، کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ ہم آپ کے سامنے جہاد کریں۔ اور اپنی روحیں آپ پر قربان کر دیں۔ ہم سے جہنم کی آگ برداشت نہ ہوگی۔ نہ ہی اللہ تعالیٰ جبار کا غضب اٹھایا جا سکتا ہے۔ ہمارا مدمقابل محمد مختار نہ ہوں، حرؓ کے بیٹے نے عرض کیا۔ خدا کی قسم میں آپ کی اطاعت کروں گا۔ دونوں گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دونوں لڑنے کے لئے جا رہے ہیں حتیٰ کہ دونوں امام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں نے زمین کو بوسہ دے کر جناب حرؓ نے عرض کیا، اے آقا! میں ہی وہ شخص ہوں جس نے آپ کو واپس جانے سے روک دیا تھا، خدا کی قسم مجھے یہ بات ہرگز معلوم نہ تھی کہ جو کام اس ملعون قوم نے کیا ہے یہ کام کرے گی۔ میں تائب ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، جناب حرؓ کے بیٹے نے قوم پر حملہ کر دیا، جہاد کرتا رہا دشمن کے چوبیس آدمیوں کو قتل کر کے شہید ہوا، آپ کے باپ کا چہرہ خوشی سے مسرور ہوا اور کہا۔ کہ شکر ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کا کہ میں اپنے فرزند کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کے سامنے شہید کر چکا ہوں، پھر حضرت حرؓ میدان جنگ میں تشریف لائے اور آپ نے یہ رجز پڑھا۔ سے

اکون امیرًا غادرًا وابن غادر　　　اذا انا قاتلت الحسین بن فاطمہ

میں بے وفا امیر اور بے وفا کا بیٹا ہوتا جب میں حسینؑ بن فاطمہؑ سے جنگ کرتا۔

اشقی علی خذلانہ واعتزالہ　　　ببیعة هذا ناکث العهد لازمه

حضرت کا چھوڑنا اور آپ کا اکیلا رہنا مجھ پر اس عہد کے توڑنے والے کی بیعت کے مقابلہ میں شاق گزرا ہے۔

فیا ندمی ان لا اکون نصرتہ　　　ویا حسرتی ان لم افارق ظالمه

اے میری ندامت میں حضرت کی مدد نہ کروں۔ اے میری حسرت میں نے ظالم کو کیوں نہیں چھوڑا تھا۔

سقی اللہ ارواح الذین تبادروا　　　الی النصر بالهیجا الیوثا ضراغمه

اللہ تعالیٰ ان روحوں کو سیراب کرے گا جنہوں نے جنگ کے موقعہ پر شیروں کی طرح بڑھ کر نصرت کی

حماوا الی نصر ابن بنت نبیهم　　　باسیافهم آساد غیل مصادمه

جنہوں نے اپنے نبی کی بیٹی کے فرزند کی نصرت اپنی تلواروں کے ساتھ کی، وہ لوگ بہت بڑے بہادر شیر ہیں۔

آپ نے جہاد کیا، آدمیوں کو قتل کیا اور امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ سے

لقد خاب قوم خالفوا امر ربہم　　　یریدون هدم الدین والدین شامخ

وہ قوم گھاٹے میں رہی جس نے اپنے رب کے امر کی مخالفت کی۔ یہ لوگ دین کو گرانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ دین قائم رہے گا۔

یریدون عمداً قتل آل محمد　　　وجدہم لاعن انہم لیس شافع

جان لو تو کہ آل محمد کو قتل کرنا چاہتے ہیں، ان حضرات کا نانا ان کے دشمنوں کی شفاعت نہیں کرے گا۔

آپ نے ابن زیاد کے لشکر پر حملہ کر دیا اور کہا اے کوفہ کے رہنے والو! یہ حسین ہیں جن کو تم نے خود بلایا ہے اور تم لوگوں نے اس بات کا اطمینان دلایا تھا کہ تم آپ کی مدد کرو گے اور آپ کے قدموں میں اپنی جانیں قربان کرو گے تم لوگ آپ پر کود پڑے ہو اور ہر طرف آپ کو گھیر لیا ہے، آپ کے اہل پر پانی بند کر دیا ہے۔ حالانکہ پانی کو کتے اور خنزیر پی رہے ہیں، تم نے نہایت بُرا سلوک کیا ہے۔ بڑی پیاس کے روز اللہ تعالیٰ تمہیں سیراب نہ کرے اپنے ارادہ سے باز نہیں آتے، پھر آپ نے ان پر حملہ کر دیا ان کے پچاس آدمیوں کو قتل کر کے شہید ہو گئے آپ کے سر مبارک کو قلم کر کے امام حسین علیہ السلام کی طرف پھینک دیا، امام نے آپ کے سر کو اپنی گود میں رکھ کر رونا شروع کر دیا۔ اور آپ کے چہرے سے مٹی صاف کرتے جاتے تھے، فرمایا خدا کی قسم تیری ماں نے تیرا نام حر رکھنے میں غلطی نہیں کی۔ تم دنیا میں آزاد ہو اور آخرت میں نیک بخت ہو اور امام نے فرمایا۔ ہ

نعم الحر حر اساحسینا　　　وجاد بنفسہ عند الصباح

حر بہترین انسان ہے جس نے حسین کے ساتھ ہمدردی کی۔ اور صبح کے وقت اپنی جان قربان کر دی

لقد فاز والذی نصرا حسیناً　　　وفاز وا بالهدایة والصلاح

وہ لوگ کامیاب ہو گئے جنہوں نے حسین کی نصرت کی، ہدایت اور نیکی کے ساتھ کامیاب ہو گئے

فنعم الحر حر بنی ریاح　　　صبور عند مشتبک الرماح

بہتر حر تو ریاح کا حر ہے۔ نیزوں کے پڑنے کے وقت بڑا صبر کرنے والا ہے۔

پھر قاسم بن حسن مجتبیٰ میدان جنگ میں تشریف لائے، آپ نوجوان تھے، قوم پر حملہ کر دیا اور جہاد کرتے رہے، ساٹھ آدمیوں کو قتل کیا، ایک آدمی نے آپ کے سر پر ضرب لگائی، آپ زمین پر گر پڑے، آپ نے آواز بلند کی اے میرے چچا میری مدد کو پہنچو۔ امام نے لوگوں پر حملہ کر دیا، قوم کو آپ سے ہٹا دیا۔ امام رو پڑے اور کہا اے اللہ تو جانتا ہے ان لوگوں نے ہمیں بلایا تھا کہ ہماری مدد کریں گے، ہمیں چھوڑ دیا ہے اور ہمارے خلاف لڑنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ اے میرے اللہ! ان سے آسمان کی بارش

کو روک دے۔ ان کو اپنی برکتوں سے محروم رکھ، ان سے کبھی راضی نہ ہونا۔ اے میرے اللہ! اگر تو نے ہم سے دنیا کی مدد روک رکھی ہے تو اس کو ہمارے لیے آخرت میں ذخیرہ قرار دے اور قوم ظالم سے ہمارا بدلہ لے۔

پھر آپ کے بھائی احمد بن حسن مجتبیٰ جن کی عمر صرف سترہ سال تھی، میدان جنگ میں یہ رجز پڑھتے ہوئے تشریف

انی انا نجل الامام ابن علی   نحن وبیت اللہ اولادالنبی

میں امام کا فرزند ہوں میں علی کا فرزند ہوں، ہم لوگ اللہ کا گھر اور نبی کی اولاد ہیں،

اضربکم بالسیف حتی یلتوی   اطعنکم بالرمح حتی ینثنی

میں تم کو تلوار کی ایک ایسی ضرب لگاؤں گا حتیٰ کہ وہ ٹیڑھی ہو جائے اور نیزے سے ایسا وار کروں گا کہ وہ ٹوٹ جائے گا

آپ برابر لڑتے رہے حتیٰ کہ اسی آدمیوں کو قتل کر دیا، پھر امام کی خدمت میں آئے، پیاس کی شدت کی وجہ سے آپ کی دونوں آنکھیں دھنس گئی تھیں، اور آواز دی اے چچا پانی کا گھونٹ موجود ہے جس کے ذریعے طاقت حاصل کر کے اللہ اور اللہ کے رسول کے دشمنوں پر تقویت حاصل کروں، امام نے فرمایا بیٹے تھوڑی دیر صبر کرو تم اپنے نانا محمد مصطفےٰ صلعم سے ملو گے۔ تمہیں پانی سے ایسا سیراب کریں گے کہ پھر اس کے بعد کبھی پیاسے نہ ہو گے، پھر انہوں نے اشقیاء پر حملہ کر دیا اور بہت سی مخلوق کو قتل کر کے پھر شہید ہو گئے۔

آپ کے بعد حضرت علی اکبر بن حسین علیہ السلام میدان کارزار میں یہ رجز پڑھتے ہوئے تشریف لائے آپ کی عمر اس وقت سترہ سال تھی۔ ~~~

(اٹھارہ سال)

انا علی بن حسین بن علی   نحن وبیت اللہ اولی بالنبی

میں علی بن حسین بن علی ہوں، ہم لوگ اللہ کا گھر ہیں اور نبی کے ساتھ زیادہ حقدار ہیں۔

اضربکم بالسیف حتی یلتوی   اطعنکم بالرمح وسط القسطل

میں تم لوگوں کو ایسی تیز تلوار سے ضرب لگاؤں گا جس میں دندانے نہیں پڑے ہوئے۔ میدان جنگ کے درمیان تم پر نیزے کا وار لگاؤں گا۔

آپ برابر لڑتے رہے۔ ان کے اسی آدمیوں کو قتل کیا، قوم کے ایک آدمی نے آپ کے سر مبارک پر ضرب لگائی آپ زمین پر گر پڑے، پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور آواز دی اے بابا یہ نانا محمد مصطفےٰ، دادا علی مرتضیٰ، دادی فاطمہ زہرا اور خدیجہ کبریٰ موجود ہیں۔ امام نے ان لوگوں پر حملہ کر دیا، آپ سے لوگوں کو ہٹا دیا، آپ کے سر کو اٹھا کر اپنی گود میں رکھ دیا، آپ کے چہرے مبارک سے مٹی کو صاف کرتے جاتے تھے اور فرماتے تھے اے میرے فرزند خدا اس قوم پر لعنت کرے جس نے تم کو قتل کیا ہے، ان لوگوں نے کس قدر اللہ تعالیٰ

پر جرأت کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم کی ہتک کی، امام کی دونوں آنکھوں میں آنسو آ گئے، عورتیں دھاڑیں مارنے لگیں، امام نے ان کو چپ کرایا۔ فرمایا خوش رہو، رونے کا وقت تو آگے آئے گا، ام کلثوم نے عرض کیا اے بھائی آپ کے فرزند عبداللہ نے تین دن سے پانی نہیں پیا۔ قوم سے پانی طلب کر کے اس کو پلایئے۔ آپ اس کو لے کر قوم کی طرف چلے گئے، فرمایا اے لوگو! تم نے میرے اصحاب، میرے چچا کے فرزندوں، میرے بھائیوں اور میرے فرزند کو قتل کر دیا ہے اور صرف یہی ایک بچہ باقی ہے جس کی عمر ۶ ماہ ہے۔ پیاس کی وجہ سے جاں بلب ہے؛ اس کو پانی کا ایک گھونٹ پلا دو، ابھی امام قوم سے خطاب کر رہے تھے کہ اسی دوران میں ایک ایسا تیر آیا جو بچے کی گردن میں لگا اور اس کو قتل کر دیا، کہا گیا ہے کہ تیر عقبہ بن بشیر ازدی لعنہ اللہ نے مارا تھا اور امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ تو اس ملعون قوم پر گواہ ہے کہ انہوں نے اس بات کا پختہ ارادہ کر رکھا ہے کہ تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد سے کسی کو زندہ باقی نہ رکھے اور امام سخت رو رہے تھے اور یہ اشعار ارشاد فرمائے :-

یارب لاتترکنی وحیداً ، قد اظہروا الفسوق والجحودا

اے پالنے والے مجھے تنہا نہ چھوڑنا ، قوم نے نافرمانی اور انکار کا مظاہرہ کیا ہے

وصیروا بینہم عبیداً ، یرضون فی فعالہم یزیداً

انہوں نے اپنے درمیان ہمیں غلام بنا رکھا ہے ، اپنے اس فعل سے یزید کو خوش کرنا

اما اخی فقد مضیٰ شہیداً ، مجندلاً فی فدفد فریداً

وانت بالمرصاد یا مجیداً

پھر امام نے آواز دی اے ام کلثوم، اے سکینہ، اے رقیہ، اے عاتکہ، اے زینب اور اے میرے اہل بیت تم پر میرا سلام ہو، جب مستورات نے امام کی آواز کو سنا تو بلند آواز سے رونے لگیں، امام نے جناب سکینہ کو اپنے سینے سے لگا لیا اور اس کو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور امام نے جناب سکینہ کے آنسو کو پونچھا۔ حضرت سکینہ سے بہت زیادہ محبت کیا کرتے تھے اور آپ جناب سکینہ کو چپ کراتے تھے اور یہ اشعار فرماتے تھے۔ ؎

سیطول بعدی یا سکینۃ فاعلمی ، منک البکاء اذا الحمام دھانی

اے سکینہ آپ کو اس بات کا علم ہونا چاہیے۔ کہ میرے بعد آپ نے کافی رونا ہے۔

لاتحرقی قلبی بدمعک حسرۃ ، مادام منی الروح فی جسمانی

حسرت کے باعث میرے دل کو نہ جلا، جب تک کہ روح میرے جسم میں موجود ہے۔

فاذا قتلت فامت بالنذی تامتہ یاخیرۃ النسوان

اے بہترین عورت جب میں قتل کر دیا جاؤں تو آپ کی جو کچھ مرضی ہو دہی کرنا

پھر امام قوم کے قریب ہو گئے اور فرمایا تمہارے لئے ہلاکت ہو، تم لوگ مجھے کیوں قتل کرتے ہو؟ میں نے کسی سنت کو تبدیل کر دیا؟ شریعت کو تبدیل کر دیا ہے؟ کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے؟ حق بات کو چھوڑ دیا ہے؟ ان لوگوں نے امام کے جواب میں کہا کہ ہم لوگ آپ کو آپ کے باپ سے بغض رکھنے کی وجہ سے قتل کرتے ہیں۔ جب امام نے ان کی اس بات کو سنا تو ان پر حملہ کر دیا اور پہلے حملہ میں ان کے سو سواروں کو قتل کر دیا اور آپ خیمہ کی طرف لوٹ آئے اور اس وقت یہ اشعار پڑھے۔

خیرۃ اللہ من الخلق ابی بعد جدی فانا ابن الخیرتین

اللہ کی تمام مخلوق سے میرے نانا کے بعد میرے باپ افضل تھے۔ میں دو بہتر افراد کا فرزند ہوں

امی الزہراء حقا وابی وارث العلم و مولی الثقلین

میری ماں یقیناً فاطمہ زہرا ہے، میرا باپ علم کا وارث اور جن و انس کا سردار ہے

عبد اللہ غلاما یافعا وقریش یعبدون الوثنین

آپ نے بچپن کے عالم میں اللہ کی عبادت کی اور قریش بتوں کی عبادت کرتے تھے

یعبدون اللات والعزی معا وعلی قام صلی القبلتین

لات اور عزیٰ دونوں کی پوجا کرتے تھے اور علی نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی

مع نبی اللہ سبعا کاملا ما علی الارض مصلی غیر دین

نبی صلعم کے ساتھ پورے سات سال نماز ادا کی۔ ان دونوں کے علاوہ زمین پر اور کوئی نماز پڑھنے والا نہیں تھا۔

جدی المرسل مصباح الدجی وابی الموفی لنا فی البیعتین

میرے نانا رسول ہیں تاریکی کا چراغ ہیں، میرے باپ نے آپ سے دو بیعتوں کو نبھایا

عروۃ الدین علی المرتضیٰ صاحب الحوض معز الحرمین

علی مرتضیٰ دین کی رسی ہیں، حوض کے مالک ہیں، مکہ اور مدینہ کی عزت کا باعث ہیں؛

وھو الذی صدق فی خاتمہ حین ساوی ظہرہ للرکعتین

آپ وہ ہیں جس نے اپنی انگوٹھی اس وقت صدقے میں دے دی جب دو رکعتوں کی خاطر اپنی پشت کو برابر کیا تھا۔

والذی الطاہر والطہر الذی　　　　ردت الشمس علیہ کرتین

آپ وہ ہیں جو پاک کرنے والے ہیں، خود پاک ہیں، جن پر دو دفعہ سورج لوٹ کر آیا تھا۔

قتل الابطال لما برزوا　　　　یوم بدر ثم احد وحنین

آپ نے بدر، احد اور حنین کے روز ان بہادروں کو قتل کیا جو آپ کے مقابلہ میں نکلے تھے

اظہر الاسلام رغما للعدی　　　　بحسام قاطع ذی شفرتین

آپ نے اسلام کو غالب کر دیا دشمنوں کی ناک کو ایسی کاٹنے والی تلوار کے ذریعہ رگڑ کر جس کی دو دھاریں تھیں۔

من لہ جد کجدی المصطفیٰ　　　　احمد المختار صبح الظلمتین

کسی شخص کا نانا میرے نانا مصطفےٰ کی مانند ہے، آپ احمد مختار ہیں اور دو تاریکیوں کی صبح ہیں۔

من لہ اب کابی حیدرہ　　　　سادیا الفضل اہالی الحرمین

کسی کا باپ میرے باپ حیدر کی مانند ہے جس کو فضیلت سے نوازا گیا۔ مکہ اور مدینہ کا رہنے والا ہے۔

من لہ عم کعمی جعفر　　　　ذی الجناحین کریم النسبتین

کسی کا چچا میرے چچا جعفر کی مانند ہے جس کے دو پر ہیں اور دو بزرگ نسبتوں والا ہے،

من لہ ام کامی فی الوریٰ　　　　بضعۃ المختار قرۃ کل عین

کائنات میں میری ماں کی مانند کس کی ماں ہے جو برگزیدہ انسان کے جگر کا ٹکڑا ہے اور ہر آنکھ کی ٹھنڈک ہے،

والدی شمس وامی قمر　　　　فانا الکوکب وابن القمرین

میرا باپ سورج ہے اور میری ماں چاند ہے　　　　میں ستارہ ہوں اور دو ستاروں کا فرزند ہوں

فضۃ قد صفیت من ذہب　　　　فان الفضۃ وابن الذہبین

چاندی جو سونے سے منتخب کی گئی ہے　　　　میں چاندی ہوں اور میں دو سونوں کا بیٹا ہوں

خصنا اللہ بفضل والتقیٰ　　　　فانا الزاہر وابن الزاہرین

ہمیں اللہ تعالیٰ نے فضل اور پرہیزگاری کے ساتھ مختص کیا ہے اپنی خود روشن ہوں، اور دو زیادہ روشنی والوں کا فرزند ہوں۔

نحن اصحاب العبا خمسا — قد ملکنا شرقہا والمغربین

ہم صاحب عبا پانچ افراد تھے، ہم دنیا کے مشرق اور مغرب کے مالک ہیں

نحن جبرائیل غدا سادسنا — ولنا الکعبۃ ثم الحرمین

ہم وہ لوگ ہیں کہ جبرائیل ہمارا چھٹا تھا۔ کعبہ بھی ہمارا ہے اور حرمین بھی ہمارے ہیں

ولنا العین مع الاذن التی — اذعن الخلق لہا فی الخافقین

ہم اس آنکھ کے مالک ہیں جو ایسے کان کے ساتھ موجود ہے۔ مشرق اور مغرب میں کائنات اس کا یقین رکھتی ہے۔

ولجبریل بنا مفتخر — قد قضی عنا ابی ناکل دین

جبرائیل کو ہماری وجہ سے شرف حاصل ہے۔ ہمارے باپ نے ہمارا تمام قرض ادا کر دیا تھا

فجزاہ اللہ عنا صالحا — خالق الخلق ورب العالمین

مخلوق کا پیدا کرنے والا اور جہانوں کا پالنے والا اللہ ہماری طرف سے آپ کو جزائے خیر عطا کرے

فلنا الحق علیکم واجب — ماجری فی الفلک احدی النیرین

ہمارا حق تم پر واجب ہے، جب تک آسمان پر ایک ستارہ جاری رہے

شیعۃ المختار قروا اعینا — فی غد تسقون من کف الحسین

ہمارے برگزیدہ شیعہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں — کل وہ حسین کے ہاتھ سے سیراب ہوں گے

اس کے بعد آپ نے قوم پر ایک نہایت زوردار حملہ کر دیا اور ان کو دریا کے گھاٹ سے ہٹا دیا، امام نے اپنے گھوڑے کی لگام کو پانی پینے کی خاطر چھوڑ دیا اور آپ صبر کرتے رہے حتیٰ کہ گھوڑا[صہ] پانی سے سیراب ہو گیا، آپ نے اپنا ہاتھ مبارک پانی کی طرف پانی پینے کے لئے اور اپنی عورتوں کی طرف لے جانے کے لئے بڑھایا، ناگاہ ایک آواز دینے والے نے آواز بلند کی، اے حسینؑ! عورتوں کے خیمے کی بے پردگی کی خبر لیجئے۔ آپ نے ہاتھ سے پانی پھینک دیا اور خیمہ کی طرف تشریف لائے۔ آپ نے خیمہ کو صحیح و سالم پایا، امام کو معلوم ہوا کہ یہ قوم کی دھوکہ بازی تھی۔ اس وقت آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

غلط لکھا ہے گھوڑے نے پانی نہیں پیا تھا

فان تکن الدنیا تعد نفیسۃ — فان ثواب اللہ اعلیٰ واجزل

اگر دنیا کو اچھا شمار کیا جائے تو اللہ کا ثواب کہیں بلند اور بڑا اچھے والا ہے۔

وان تکن الارزاق قسما مقدرا — فقلۃ سعی المرء فی الرزق اجمل

اگر روزی کی تقسیم مقدر ہو چکی ہے تو آدمی کا روزی کے معاملہ میں تھوڑی کوشش کرنا نہایت اچھا ہے۔

صہ یہ تاریخی غلطی ہے۔ گھوڑے نے پانی نہیں پیا۔ (مصحح)

وان تکن الاموال للترک جمعها فما بال متروک بہ المرء یبخل

اگر مال کو جمع کر کے چھوڑ جانا ہے تو چھوڑی ہوئی چیز کے بارے میں آدمی کیوں کنجوسی کرے۔

وان تکن الاجساد للموت انشئت فقتل الفتی بالسیف فی اللہ افضل

اگر جسم موت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں تو جوان کا اللہ کی راہ میں تلوار کے ساتھ قتل ہو جانا افضل ہے

علیکم سلام اللہ یا آل احمد فانی اراني عنکم الیوم ارحل

اے آل محمد تم پر اللہ کا سلام ہو۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آج تم سے کوچ کرنے والا ہوں

اری کل ملعون ظلوم منافق یروم فنانا جہرۃ ثم یعمل

میں ہر ملعون ظالم اور منافق کو دیکھ رہا ہوں وہ علانیہ ہمارے فنا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پھر اس پر عمل کریں گے۔

لقد کفروا یا ویلہم بمحمد وربہم ما شاء فی الخلق یفعل

ان پہ ہلاکت نازل ہو انہوں نے محمد کے ساتھ کفر کیا ان کا رب جو چاہے گا کرے گا

لقد غرہم حلم الالہ لانہ حلیم کریم لم یکن قط یعجل

اللہ تعالیٰ کی بردباری نے ان کو جری کر دیا ہے کیونکہ وہ بردبار اور حوصلے والا ہے۔ وہ ہرگز جلدی نہیں کرتا۔

پھر آپ نے قوم پر حملہ کر دیا اور ان کو دائیں اور بائیں دونوں جانب سے قتل کرتے تھے، امام نے بہت سی مخلوق کو قتل کیا شمر ملعون نے ان حالات کو دیکھ کر ابن سعد سے کہا اے امیر اگر ہم لوگ ایک ایک ہو کر اس شخص سے لڑتے رہے تو یہ ہم کو فنا کے گھاٹ اتار دے گا۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے اس نے کہا اس پر یکبار حملہ کر دو، ایک گروہ آپ پر تلواروں اور نیزوں سے ضرب لگاتا تھا۔ اور دوسرا گروہ تیروں اور بھالوں کے ذریعے آپ کو مارتا تھا، امام کو زخموں کی کثرت نے کمزور بنا دیا۔ خولی بن یزید اصبحی خدا اس پر لعنت کرے کا تیر آپ کو لگا جس کی وجہ سے امام حسین علیہ السلام زمین پر تشریف لائے۔ آپ بیٹھ گئے، دونوں ہاتھوں سے اپنے جسم مبارک سے تیروں کو نکالتے تھے، اپنے خون مقدس سے اپنی ریش مبارک اور سر اقدس کو رنگین کرتے اور فرماتے تھے۔ اسی شکل میں اللہ تعالیٰ اور اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کروں گا، پھر آپ غش کھا کر گر پڑے جب ہوش میں آئے تو ارادہ کیا کہ کھڑے ہو جائیں مگر کھڑے نہ ہو سکے، کندہ قبیلے کے ایک ملعون آدمی نے آپ کے سر شریف پر تلوار لگائی، آپ کا سر مقدس شگافتہ ہو گیا، آپ کا عمامہ مبارک زمین پر گر پڑا، آپ نے

کندی آدمی کے بارے میں بد دعا فرمائی۔ تم اپنے دائیں ہاتھ سے نہ کھا سکو اور نہ پی سکو۔ اللہ تعالیٰ تیرا حشر ظالم لوگوں کے ساتھ کرے۔ ابو مخنف نے کہا کہ جب کندی آدمی نے امام حسین علیہ السلام کا عمامہ اٹھا لیا تو کندی کی زوجہ نے کہا تمہارے لئے ہلاکت ہے تم نے امام حسین کو شہید کیا ہے اور اس کے کپڑے اتار لئے ہیں، خدا کی قسم میں تیرے ساتھ ایک گھر میں اکٹھی نہیں رہ سکتی، کندی نے اپنی عورت کو تھپڑ مارنے کا ارادہ کیا۔ اس کی اپنی ایک لوہے کی سلاخ اس پر پڑی۔ جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ کہنی سے کٹ گیا، وہ شخص ہمیشہ فقیر رہا"

ابو مخنف نے کہا امام حسین علیہ السلام تین گھنٹوں تک اپنے خون میں لت پت اور آسمان کی طرف نگاہ فرماتے رہے اور آواز دیتے رہے اے میرے اللہ! میں تیری قضا پر صبر کرتا ہوں۔ اے فریادیوں کے فریاد رس تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، چالیس سوار آپ کے سر کرم، مبارک، مقدس اور منور کے قلم کرنے کی خاطر آگے بڑھے، عمر بن سعد نے کہا تم لوگوں کے لئے ہلاکت ہو اس کو جلدی قتل کر دو، شیث بن ربعی حضرت کے نزدیک ہوا۔ امام حسین علیہ السلام نے اپنی آنکھ مبارک سے اس کی طرف دیکھا، تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور وہ بھاگ گیا، اور کہا اللہ کی پناہ اے حسین! اور میں تیرے خون کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں؟ سنان بن انس نخعی جس کی ڈاڑھی صرف تھوڑی پر تھی اور پستہ قد تھا اور برص میں مبتلا تھا جس کی خلقت شمر لعین سے ملتی جلتی تھی۔ شیث کی طرف بڑھا اور کہا تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے۔ تم نے اس کو قتل نہیں کیا، شیث نے کہا کہ جب امام حسین نے اپنی دونوں آنکھیں میری طرف کھولیں تو میں نے آپ کی دونوں آنکھوں کو رسول اللہ صلعم کی آنکھوں کی مانند دیکھا، امام کے قریب سنان آ گیا، امام نے اس کی طرف دونوں آنکھیں ڈالیں، اس کا ہاتھ کانپ گیا، اور تلوار اس سے گر پڑی اور وہ بھاگ گیا، سنان کی طرف شمر ملعون بڑھا اور اس سے کہا تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے تجھے کیا ہو گیا تھا۔ کہ تم اس کے قتل سے باز آ گئے ہو، اس نے کہا اے شمر جب امام نے میرے چہرے کی طرف اپنی دونوں آنکھیں ڈالیں تو مجھے آپ کے باپ علی بن ابی طالب یاد آ گئے، میں ڈر گیا مجھے آپ کے قتل کی قدرت نہ ہوئی۔ شمر ملعون نے اس سے کہا تم جنگ کے بارے میں بزدل ہو، خدا کی قسم میرے سوا حسین کو قتل کرنے کا کوئی حقدار نہیں، شمر ملعون امام کے سینے پر سوار ہو گیا۔ تلوار کو آپ کی گردن پر رکھ دیا اور اس نے ارادہ کیا کہ آپ کو ذبح کرے امام نے اس کے چہرے کی طرف اپنی دونوں آنکھیں کھولیں، امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تم کون ہو؟ تمہارے لئے ہلاکت ہو تم نے بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ شمر نے کہا جو شخص آپ پر سوار ہے وہ شمر بن ذی الجوشن ضبابی ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے شمر! تم جانتے ہو میں کون ہوں؟ اس نے کہا ہاں جانتا ہوں، آپ حسین بن علیؑ ہیں، آپ کے نانا رسول اللہ ہیں، آپ کی ماں فاطمہ زہرا ہیں اور آپ کے بھائی حسنؑ ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارے لیے ہلاکت ہو! جب تم اس بات کو جانتے ہو تو مجھے کیوں قتل کرتے ہو؟ شمر نے کہا میں یزید سے انعام لینا چاہتا ہوں، امام نے فرمایا تمہارے لئے ہلاکت ہو، تمہارے نزدیک کون سی چیز زیادہ محبوب ہے؟ یزید کا انعام؟ یا میرے نانا رسول اللہ صلعم کی شفاعت؟ شمر ملعون نے کہا، شمر کے نزدیک یزید کے انعام کے ایک درہم کا چھٹا حصہ آپ کے نانا کی شفاعت سے زیادہ محبوب ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں، میرے سامنے اپنے شکم کو کھول دو، امام حسین علیہ السلام کیا دیکھتے ہیں کہ شمر کا پیٹ کتوں کے پیٹ کی مانند مبروص تھا، اور اس کے بال خنازیر کے بالوں کی مانند تھے، امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اللہ اکبر میرے نانا رسول اللہ صلعم نے میرے باپ کو فرماتے ہوئے سچ کہا تھا، اے علی! تمہارا فرزند ایک ایسی زمین پر قتل ہوگا جس کا نام کربلا ہوگا، اس کو ایک مبروص آدمی قتل کرے گا جو کتوں اور خنازیر کے مشابہ ہوگا، شمر ملعون نے کہا آپ مجھے کتوں اور خنازیر سے تشبیہ دیتے ہیں، خدا کی قسم میں آپ کو گدی کے بل سے ذبح کروں گا۔ پھر شمر ملعون نے آپ کے سر مبارک کو کاٹا، جب شمر نے آپ کے سر کے ایک حصہ کو کاٹا تو امام نے فرمایا یا جداہ، یا محمداہ، یا ابا القاسماہ اے بابا، اے علیا، ہے اماں اے فاطما! مجھے مظلوم کیا جا رہا ہے، مجھے پیاسا ذبح کیا جا رہا ہے۔ میں عالم مسافرت میں انتقال کر رہا ہوں، شمر نے جب آپ کے سر کو کاٹا تو اس کو نیزے پر بلند کیا اور تکبیر کہی لشکر یزید نے تین دفعہ تکبیر کہی۔ زمین میں زلزلہ آ گیا، دنیا سیاہ ہو گئی، آسمان سے تازہ خون کی بارش برسی اور ایک آواز دینے والے نے آسمان پر آواز بلند کی۔ خدا کی قسم حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب قتل کئے گئے، خدا کی قسم امام بن امام قتل کر دیئے گئے۔ شیر جری اور بیوہ عورتوں کی پناہ گاہ شہید کر دیئے گئے۔ امام حسین علیہ السلام کو ۱۰ محرم سنہ ۶۱ھ جمعہ کے روز شہید کیا گیا"

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جو واقعہ کربلا کے روز خود موجود تھا، کہ امام حسین علیہ السلام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے گھوڑے نے اونچی آواز سے ہنہنانا شروع کر دیا اور شہداء کی لاشوں پہ ایک ایک کے پاس جاتے ۔ امام حسین علیہ السلام کے جسم مبارک کے پاس جا کر رک گیا۔ اور امام کے جسم کو بوسے دینے شروع کر دیئے۔ عمر بن سعد نے دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اس کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ، جب گھوڑے کو اپنی گرفتاری کا علم ہوا۔ تو اس نے ان کو اپنے پاؤں سے مارنا اور منہ سے کاٹنا شروع کر دیا، ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور بہت سے سواروں کو گھوڑوں کی پشت سے گرانا شروع کر دیا، عمر بن سعد چیخ اٹھا

تمہارے لئے ہلاکت ہو، اس سے دور ہو جاؤ، پھر اس نے امام کے جسم مبارک کو بوسے دینے شروع کر دیئے۔ امام کے پاک اور معطر خون سے اپنی پیشانی کو رنگین کر کے اونچی آواز سے ہنہناتے ہوئے خیمہ کی طرف روانہ ہوا۔ جناب ام کلثوم نے کہا اے سکینہ! میں تیرے باپ کے گھوڑے کی ہنہنانے کی آواز سنتی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ آپ ہمارے پاس پانی لا رہے ہیں۔ تم آپ کی خدمت میں جاؤ، جناب سکینہ باہر نکلیں اور گھوڑے کو سوار سے خالی پایا، دوپٹے کو پھاڑ دیا اور چلانا شروع کر دیا واقتیلاہ، وامحمداہ، واعلیاہ، واابتاہ واحسیناہ وا فاطماہ۔ واجعفراہ، واعقیلاہ، واعباساہ اور آپ یہ اشعار پڑھتی تھیں۔

مات الامام وماتت الجود والکرم　　　واغبرت الارض والافاق والحرم

امام انتقال کر گئے، سخاوت اور بزرگی اٹھ گئی، زمین، کائنات اور حرم غبار آلود ہو گئے۔

واغلق اللہ ابواب السماء فلم　　　ترتقی لنا دعوۃ تجلی بہا الغمم

اللہ نے آسمان کے دروازے بند کر دیئے ہمارے پاس کوئی پیغام نہ آئے گا جس سے غم دور ہوں

یا عمتی انظری ھذا الجواد اتی　　　یخبرک ان ابن خیر الخلق مخترم

اے پھوپھی دیکھو! یہ گھوڑا آگیا ہے، آپ کو بہترین خلق کے بیٹے کے متعلق آگاہ کریں کہ جو احترام اس کا تھا

غاب الحسین فواھفی لمصرعہ　　　فصار بعد ضیاء الامۃ العلم

ہے افسوس حسین کے غائب ہونے اور بچھڑنے کا۔ امت کی بلند روشنی تاریک ہو گئی،

یا موت ھل من فدی یا موت ھل عوض　　　اللہ ربی من الملفد ینتقم

اے موت کیا کوئی شخص کسی کا فدیہ ہو سکتا ہے۔ اے موت کیا کوئی شخص کسی کا بدلہ ہو سکتا ہے میرا رب اللہ گناہ سے بدلہ دے گا۔

یا امۃ السوء لا سقیا لکم لعبکموا　　　یا امۃ الحجیت من فعلہا الامم

اے میری امت تم سیراب نہ ہو سکو اے وہ امت جس کے کام سے امتیں تعجب میں پڑ گئی ہیں۔

جناب زینب رضی اللہ عنہا نے جب جناب سکینہ کے اشعار کو سنا تو کہا وا اخاہ، واحسیناہ ہے پردیسی، میری جان آپ پر قربان ہو اور میری روح آپ کی نگہبانی کرتی رہے۔ آپ رو پڑیں اور یہ اشعار ارشاد فرماتے:۔

مصیبتی فوق ان ارثی باشعاری　　　وان یحیط بہا ذھنی وافکاری

میری مصیبت اس سے بلند ہے کہ میں اپنے اشعار کے ذریعہ مرثیہ کہوں، ان مصائب کو میرا خیال اور فکر احاطہ نہیں کر سکتا۔

جاء الجواد فلا اهلا بمقدمه   الا بوجه حسین مدرك الثار

حسین کا گھوڑا آ گیا لیکن اس کے استقبال کے لئے کوئی شخص موجود نہیں ہے۔ مگر البیا خوبصورت چہرہ لے کر آیا ہے جس نے خون کا بدلہ لیا ہے۔

یا نفس صبرًا علی الدنیا ومحنتها   هذا الحسین قتیلا بالثری عاری

اے نفس دنیا اور اس کی مصیبتوں پر صبر کر، یہ حسین قتل کر دیئے گئے ہیں۔ ننگے جسم کے ساتھ خاک پر پڑے ہوئے ہیں۔

تمام اہل حرم نے یہ آواز بلند کی واحمداہ، واعلیاہ، واحمزہ، واجعفراہ، واحسناہ، واحسیناہ خدا کی قسم آج محمد مصطفیٰ، علی مرتضیٰ، حسن مجتبیٰ اور فاطمہ زہرا کا انتقال ہو گیا ہے۔ پھر سکینہ بنت حسین نے یہ اشعار پڑھنے شروع کر دیئے۔

لقد حطمتنا فی الزمان نوائبه   وحزفتنا انیابه ومخالبه

زمانے کی مصیبتوں نے ہمیں تباہ کر دیا، زمانے کے دانتوں اور پنجوں نے ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

وخان علینا الدهر فی دار غربة   وربت علینا جوره وعقاربه

زمانے نے مسافرت کے عالم میں ہمارے ساتھ خیانت کی اپنے ظلم و جور کو ہم پر مسلط کر رکھا ہے۔

ولم یبق لی رکن الوذ بظله   اذا غالبتی الدهر ما لا اغالبه

میرے لئے کوئی ایسی جگہ باقی نہیں رہی جس کے تلے میں سایہ حاصل کر سکوں۔ زمانے نے مجھے مجبور کر دیا ہے جس سے کوئی چھٹکارہ نہیں ہے۔

تمزقتنا ایدی الزمان وجدنا   الرسول الذی عم الانام مواهبه

زمانے کے ہاتھوں نے ہمیں ٹکڑے کر ڈالا ہے۔ ہمارا نانا رسول ہے جس کی بخشش لوگوں پر عام تھی۔

عبداللہ بن قیس نے کہا کہ میں نے گھوڑے کو دیکھا کہ وہ اپنے آپ سے لوگوں کو ہٹاتا تھا۔

پھر اس کے بعد دریائے فرات کے درمیان کود پڑا۔ اس کے متعلق کسی کو معلوم نہ ہو سکا اور نہ اس کی کسی خبر کے متعلق معلوم ہو سکا۔ عمر بن سعد نے اپنے مقتولین کو جمع کر کے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔ اور ان کو دفن کر دیا۔ امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ویسے کا ویسا چھوڑ دیا۔

غاضریہ کی رہنے والی بنو اسد کی قوم نے امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کو کفن دے کر دفن کر دیا۔

عمر بن سعد قیدیوں کو چالیس اونٹوں پر جن پر نہ کوئی کجاوہ تھا اور نہ کپڑا سوار کر کے کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ علی بن حسین کے دونوں رانوں سے خون بہتا تھا۔ اور آپ یہ اشعار فرماتے تھے۔

یا امۃ السوء لا سقیا لربعکموا　　　یا امۃ لم تراعی جدنا فینا

اے بُری امت تم اپنی کھیتی سے نفع اندوز نہ ہوسکو۔ اے بُری امت تم نے ہمارے بارے میں ہمارے نانا کا لحاظ نہیں رکھا۔

لو اننا و رسول اللہ یجمعنا　　　یوم القیامۃ ما کنتم تقولونا

اگر ہم اور رسول اللہ قیامت کے روز جمع ہو جائیں تو تم اس وقت کیا کہو گے۔

تسیرونا علی الاقتاب عاریۃ　　　کاننا لم نشید فیکم دینا

تم لوگوں نے ہمیں ننگے کجاووں میں سوار کیا ہے۔ گویا کہ ہم نے تم میں دین کی تبلیغ نہیں کی تھی۔

تصفقون علینا کفکم فرحا　　　و انتم فی فجاج الارض تسبونا

خوشی سے ہم پر تالیاں بجاتے ہو اور زمین کے گوشوں میں ہمیں گالیاں دیتے ہو

کوفہ کے لوگ بچوں کو کھجوریں اور روٹیاں دیتے تھے۔ جناب ام کلثوم نے فرمایا صدقہ ہم لوگوں پر حرام ہے آپ کھجوروں اور روٹیوں کو بچوں کے ہاتھوں اور منہ سے نکال کر زمین پر پھینک دیتی تھیں اور فرماتی تھیں اے لوگو تم نے ہمارے مردوں کو قتل کر دیا ہے، تمہاری عورتیں ہماری مصیبت دیکھ کر روتی ہیں۔ فیصلہ کرنے کے دن تمہارے ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ حاکم ہے۔

جناب زینب سلام اللہ علیہا نے جب اپنے بھائی کے سر کو کٹا ہوا دیکھا جو تمام سروں کے آگے آگے جا رہے تھے، آپ نے اپنی پیشانی مبارک کو پالان کے اگلے حصہ پر دے مارا جس سے خون بہتا تھا اور آپ یہ اشعار پڑھنے شروع کئے

یا ھلالا لما استتم کمالا　　　غالہ خسفہ فابدی غروبا

اے وہ چاند جو کمال کو نہیں پہنچا تھا کہ اس کو گہن لگ گیا، نکلتے ہی غروب ہو گیا

ما توھمت یا شقیق فؤادی　　　کان ھذا مقدرا مکتوبا

اے میرے دل کے ٹکڑے میرے تو وہم میں بھی یہ بات نہ تھی کہ یہ بات مقدر میں لکھی ہوئی ہے

یا اخی فاطم الصغرہ کلمھا　　　فقد کاد قلبھا ان یذوبا

اے بھائی فاطمہ صغریٰ سے تو بات چیت کیجئے۔ قریب ہے کہ اس کا دل باہر نکل پڑے

یا اخی ما تری علیا لدی الاسر　　　مع الیتم لا یطیق رکوبا

اے بھائی علی زین العابدین کو قیدیوں کے پاس یتیمی کے عالم میں نہیں دیکھتے جو سواری کی طاقت نہیں رکھتے۔

کلما اوجعوہ بالضرب نادات   بذل یفیض دمعًا سکوبًا

جب اس کو ضرب سے تکلیف دیتے ہیں تو عاجزی کے ساتھ آپ کو آواز دیتے ہیں۔ لگاتار اس کے آنسو بہ رہے ہیں۔

ماذا لیتیم حین ینادی   یا ابیہ ولا یراہ مجیبا

اس یتیم کی کیا حالت ہوگی۔ جب اپنے باپ کو آواز دے اور اس کو کوئی جواب دینے والا نہ ہو عبیداللہ بن زیاد دارالامارہ میں بیٹھ گیا۔ حضرت کا سر مبارک اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ ابن زیاد سر مبارک کی طرف دیکھ کر مسکراتا تھا۔ آپ کے دندان مبارک پر چھڑی سے بے ادبی کرتا تھا۔ زید بن ارقم نے کہا، ان دونوں ہونٹوں سے چھڑی کو ہٹالو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دندان مبارک کو حسین علیہ السلام کے دندان مبارک چومتے ہوئے دیکھا۔ پھر زید رو پڑے۔ زیاد نے کہا تم روتے ہو اللہ تعالیٰ تمہاری دونوں آنکھوں کو رولائے۔ اگر تم بہت بڈھے نہ ہوتے جس کی وجہ سے تیری عقل جاتی رہی ہے تو میں ضرور تیری گردن اڑا دیتا۔ زید اٹھ کھڑا ہوا اور چلا گیا۔ پھر زیاد کے سامنے حضرت زینب سلام اللہ علیہا لائی گئیں۔ آپ نے نہایت گھٹیا لباس پہنا ہوا تھا۔ آپ ایک کونے میں بیٹھ گئیں۔ آپ کی نوکرانیوں نے آپ کو گھیرا ہوا تھا۔ ابن زیاد نے آپ سے کہا اللہ تعالیٰ کی ذات کا شکر ہے جس نے تم لوگوں کو رسوا اور قتل کیا ہے۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا۔ شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے ہمیں اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ مکرم بنایا اور ہمیں رجس سے کما حقہ پاک و پاکیزہ بنایا۔ بدکار فاسق رسوا ہوا ہے اور فاجر کو جھٹلایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دشمن ماتم ہو۔ ابن زیاد نے آپ سے کہا کیا تم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے بھائی حسین اور اس کے اہل بیت کے ساتھ کیا کیا؟

آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جہاد فرض کیا۔ ان لوگوں نے اپنے رب کے امر کی طرف جلدی کی اپنے ٹھکانوں کی طرف سے نکلے۔ جہاد کیا۔ اللہ کی خاطر اور اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ تم کو اور ان کو جمع کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک دوسرے کے ساتھ حجت کروگے اور جھگڑا کروگے۔ تجھے ضرور ٹھہرایا جائے گا۔ سوال کے جواب کے لئے تیار ہو جاؤ۔ فیصلہ کرنے والے اللہ تعالیٰ ہوں گے اور مدعی میرا نانا رسول اللہ صلعم ہوگا اور قید خانہ جہنم ہوگا۔ امام علی بن حسینؑ نے ابن زیاد سے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھوں کو قطع کرے اور تیرے دونوں پاؤں کو خشک کردے۔ اے ابن زیاد تم کب تک میری پھوپھی سے گفتگو کرتے ہوگے تم ایسے ان لوگوں کے سامنے الجھ رہے ہو جو آپ کی شان کو جانتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو آپ کی شان کو نہیں جانتے۔ ابن زیاد غضبناک ہو گیا۔ حکم دیا کہ آپ کی گردن اڑادی جائے۔ لوگوں نے اس کو منع کیا۔

پھر ابن زیاد نے شمر لعین اخولی شیث بن ربعی اور عمر بن سعد کو طلب کیا اور سان کو حکم دیا کہ قیدیوں اور سروں کو لے کر یزید کے پاس لے جائیں اور سان کو حکم دیا کہ اہل بیت کی تشہیر کریں۔ یہ لوگ ہر شہر میں جاتے تھے۔ یہ لوگ دریائے فرات کے کنارے کنارے چلتے رہے۔ جس پہلی منزل پر اُترے اس کا نام حرابا تھا۔ اُنہوں نے سر مبارک کو رکھ دیا اور قیدی بھی سر مبارک کے ساتھ تھے، ناگاہ اُنہوں نے دیکھا کہ دیوار سے ایک ہاتھ باہر نکلا جس کے پاس قلم موجود تھا، جس نے تازہ خون سے شعر لکھنے شروع کر دیئے۔

اترجوامة قتلت حسینا — شفاعة جده یوم الحساب
فلا والله لیس لهم شفیع — وهم یوم القیامة فی العذاب
لقد قتل الحسین بحکم جور — وخالف امرهم حکم الکتاب

یہ لوگ بھاگ گئے، پھر واپس لوٹے، اس منزل سے کوچ کیا۔ اور ہاتف یہ آواز دے رہا تھا۔

ماذا تقولون اذ قال النبی لکم — ماذا فعلتم وانتم اخر الامم
بعترتی وباهلی عند مفتقدی — منهم اساری ومنهم ضرجوا بدم
ما کان هذا جزائی اذ نصحت لکم — ان تخلفونی بسوء فی ذوی رحمی

جب یہ لوگ شہر تکریت میں وارد ہوئے تو جھنڈوں کو پھیلا دیا، لوگ خوشی اور حسرت سے باہر نکلے، نصاریٰ نے لشکر والوں سے کہا اے ظالمو! جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو ہم اس سے بیزار ہیں۔ تم نے اپنے نبی کی بیٹی کے فرزند کو قتل کر دیا ہے۔ اور آپ کے اہل بیت کو قیدی بنا لیا ہے۔ شہر تکریت سے کوچ کر کے وادی نخلہ میں وارد ہوئے تو ان لوگوں نے جنات کے رونے کی آواز کو سنا جو اپنے چہروں پر طمانچے مار رہے تھے۔ اور یہ شعر کہہ رہے تھے

مسح النبی جبینه — فله بریق فی الخدود
ابواه علیا قریش — وجده خیر الجدود

دوسرا جن یہ کہہ رہا تھا۔

الا یا عین جودی فوق خدی — فمن یبکی علی الشهداء بعدی
علی رهط تقودهم المنایا — الی متکبر فی الملك وغد

جب یہ لوگ شہر مرشاد میں پہنچے تو ان کے پاس وہاں کے رہنے والے اس حالت میں آئے کہ وہ لوگ محمد و آل محمد پر درود بھیجتے تھے اور ان کے دشمنوں پر لعنت کرتے تھے۔ ان لوگوں نے شہر بعلبک میں وارد ہونے سے پہلے شہر کے والی کو خط تحریر کیا کہ لوگ ہمارے استقبال کے لئے حاضر ہوں، لوگ قریباً چھ میل پہلے خوشی اور سرور کے ساتھ ان سے ملے۔ جناب ام کلثوم سلام اللہ علیہا نے ان لوگوں کو

بد دعا کی۔ اللہ تعالیٰ تمہاری کثرت کو تباہ کرے اور تم پر ایسے آدمی کو مسلط کرے جو تم پر رحم نہ کرے۔ اس وقت علی بن حسین رو پڑے اور فرمایا

هو الزمان فلا تفنى عجائبه | عن الكرام وما تهدى مصائبه
فليت شعرى الى كم ذا تجاذبنا | صروفه والى كم ذا نجاذبه
ليسرى بنا فوق اقتاب بلا ولى | وسائق العيس يحمى عنه غاربه
كاننا من اسارى الروم بينهموا | كان ما قاله الرحمن كاذبه
كفرتم برسول الله ويلكموا | فكنتم مثل من ضلت مذاهبه

ابو مخنف نے کہا کہ جس نیزے پر امام حسین علیہ السلام کا سر نصب تھا اس کو راہب کے گرجا کی ایک جانب میں رکھ دیا، انہوں نے ہاتف کی آواز کو سنا جو یہ اشعار کہہ رہا تھا۔

والله ما جئتكم حتى بصرت به | بالطف منعفرا لخدين منحورا
وحوله فتيه تدمى نحورهم | مثل المصابيح يغشون الدجى نورا
كان الحسين سراجا يستضاء به | الله يعلم انى لم اقل زورا
مات الحسين غريب الدار منفردا | ظامى احشاشة صادى القلب مقهورا

جناب ام کلثوم نے فرمایا اے آواز دینے والے تم کون ہو؟ اس نے کہا میں جنات کا بادشاہ ہوں اپنی قوم کے ساتھ امام حسین کی مدد کے لئے حاضر ہوا تھا ہم لوگوں نے آپ کو مقتول پایا ہے۔ لشکر نے جن کی بات کو سنا اور ان کو یقین آگیا۔ فتيقنوا بقولهم اهل الناس

جب رات کی تاریکی کا پردہ پڑ گیا۔ راہب نے سر مبارک کی طرف دیکھا، اس سے نور آسمان کی طرف منتقل ہو رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ فرشتے اترتے ہیں اور کہتے ہیں اے عبد اللہ آپ پر سلام ہو، (یہ دیکھ کر) راہب رو پڑا اور ان سے کہا کہ تمہارے پاس کس کا سر ہے۔ انہوں نے کہا حسین بن علی کا سر ہے، کہا آپ کی ماں کا کیا نام ہے؟ کہا فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفیٰ۔ اس نے کہا احبار نے سچ کہا تھا۔ انہوں نے کہا احبار نے کیا کہا۔ اس نے کہا احبار کہتے ہیں جب کوئی نبی یا وصی یا نبی کا بیٹا یا وصی کا فرزند قتل کیا جاتا ہے تو آسمان سے خون کی بارش ہوتی ہے۔۔۔
۔۔۔۔ ہم لوگوں نے آسمان سے خون کی بارش ہوتی دیکھی ہے۔ اس نے کہا اس امت پر نہایت تعجب ہے جس نے اپنے نبی کی بیٹی کا بیٹا قتل کر دیا ہے۔ اس نے کہا میں تمہیں دس ہزار درہم دیتا ہوں، سر مبارک کو مجھے دے دو اور میرے پاس موجود رہے گا۔ انہوں نے کہا دس ہزار درہم لاؤ، اس نے دس ہزار درہم لا کر دے دیئے۔ اس نے سر مبارک کو لے کر اپنی گود میں رکھ دیا اور اس کو بوسہ دیتا تھا اور روتا تھا اور کہتا

تھا کاش! میں سب سے پہلے آپ کے سامنے قتل ہو جاتا اور کل آپ کے ساتھ جنت میں ہوتا۔ اپنے نانا صلعم کے پاس میرے لئے اس بات کی گواہی دینا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس کا اسلام بہت خوب تھا۔ یہ لوگ مال کو آپس میں تقسیم کرنے کے لئے بیٹھ گئے، مال ٹھیکریوں میں تبدیل ہو گیا۔ اور ہر ٹھیکری کے ایک کونے پر لا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون اور دوسرے کونے پر وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون کی آیت کندہ تھی۔ شمر ملعون امام حسین رضی اللہ عنہم کا سر اٹھائے ہوئے تھا۔ اور یزید ملعون کے پاس فخر کے ساتھ کہنے لگا۔

املا رکابی فضۃ وذھبا ۔ قتلت خیر الخلق اما وابا

میری رکاب کو سونے اور چاندی سے بھر دو۔ میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے جو ماں اور باپ کی وجہ سے تمام لوگوں سے افضل تھا۔

انی قتلت السید المھذبا ۔ وخیرھم جداً واعلا نسبًا

میں نے مھذب سردار کو قتل کیا ہے جو لوگوں سے جد کے لحاظ سے افضل اور نسب کے لحاظ سے بلند تھے۔

طعنتہ بالرمح حتی انقلبا ۔ ضربتہ بالسیف صار عجبًا

میں نے آپ کو ایسا نیزہ مارا کہ آپ گر پڑے، اور ایسی تلوار لگائی کہ عبرت کا مقام بن گئے۔

یزید نے کہا کہ جب تجھے معلوم تھا کہ امام حسین باپ اور ماں کے لحاظ سے تمام لوگوں سے افضل ہیں تو تو نے اس کو قتل کیوں کیا؟ میرے سامنے سے چلے جاؤ، تیرے لئے کوئی انعام نہیں ہے۔ انعام سے ناکام ہو کر نکل کر بھاگ گیا، دنیا میں بھی ناکام رہا، اور آخرت میں بھی ناکام ہوگا۔ یزید ملعون نے حکم دیا کہ امام حسین علیہ السلام کے حرم اور آپ کے اہل بیت کو حاضر کیا جائے۔ جناب زینب سلام اللہ علیہا نے کہا اے یزید تجھے اللہ کا اور اس کے رسول کا خوف حسین کو قتل سے نہ کیا؟ تم نے اس بات پر اکتفا نہیں کیا، حتیٰ کہ رسول اللہ صلعم کی بیٹیوں کو لے کر شام تک گھسیٹ کر لایا گیا ہے، تم نے اس بات پر اکتفا نہیں کیا حتیٰ کہ تو نے ہمیں اپنے پاس اس طرح گھسیٹ کر طلب کیا ہے جس طرح لونڈیوں کو اونٹوں پر بغیر کجاوہ کے گھسیٹا جاتا ہے۔ اے یزید میرے بھائی حسین سلام اللہ علیہ کی قتل کی ذمہ داری تم پر عائد ہوتی ہے۔ اگر تمہارا حکم نہ ہوتا تو ابن مرجانہ کو اس بات کی قدرت نہ ہوتی۔ کیونکہ اس کی تعداد تھوڑی تھی اور نفس کے لحاظ سے بھی ذلیل آدمی تھا۔ حسین کے قتل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے اور آپ کے بھائی کے حق میں فرمایا تھا حسنؑ اور حسینؑ تمام مخلوق میں سے جوانان جنت کے سردار ہیں۔ اگر تم کہو یہ حدیث نہیں ہے تو تم جھوٹے ہو اگر تم نے کہا ہاں تو تم اپنے نفس پر خود مدعی بن گئے ہو اور تم نے اپنے برے کام کو تسلیم کر لیا ہے۔ یزید نے کہا اولاد بعض بعض کی پیروکار ہوتی ہے۔ یزید شرمسار ہو کر خاموش رہا۔

یہاں پر بھی غلطی کی گئی ہے کیونکہ یزید نے سال پورا امام سجادؑ اور باقی خاندان کو قید خانے میں بند رکھا تھا آخر لوگ یزید سے نفرت کرنے لگے اور اس کو قتل کرنے تک آ گئے تب اس نے قید سے ۲۵ ربیع الاول کو رہا کیا لیکن امامؑ نے اس لعنتی سے شکست تسلیم کروالی اور دیتے معافیاں مت ... صفر مدینہ تشریف لے گئے

اس کے بعد یزید نے ان لوگوں کو مدینہ منورہ واپس روانہ کرنے کا حکم دیا، ان کے ساتھ ایک راہنما روانہ ہوا۔ امام زین العابدین علیہ السلام اور مستورات نے راہنما سے کہا۔ تمہیں اپنے معبود کی قسم تو ہمیں کربلا کے راستے لے چل۔ اس نے ایسا کیا۔ یہ لوگ ۲۰ صفر کو کربلا میں وارد ہوئے۔ وہاں پر جابر بن عبداللہ انصاری اور بنو ہاشم کے لوگوں کی ایک جماعت موجود تھی۔ ان لوگوں نے تین روز تک وہاں ماتم کیا۔ پھر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

بشیر بن حذلم (راہنما) کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں مدینہ والوں کو اس بات کی جا کر خبر دے دوں۔ میں مدینہ میں وارد ہوا۔ اور میں نے کہا اے مسلمانو! علی بن حسین اپنی پھوپھیوں اور بہنوں کے ساتھ تمہارے پاس آئے ہوئے ہیں؟

تمام عورتیں پردہ سے باہر نکل پڑیں، چہرے اور رخساروں کو پیٹتی اور زخمی تھیں اور ہائے ہلاکت اور تباہی کی آواز بلند کرتی تھیں۔ بشیر نے کہا میں نے اس روز سے زیادہ کسی رونے والے اور رونے والی کو زیادہ نہیں دیکھا۔ امام خیمہ سے باہر تشریف لائے، آپ کے ہاتھ مبارک میں ایک رومال تھا۔ جس سے اپنے آنسو کو پونچھتے تھے، کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا حمد اور اس کا شکر ہے، ہمیں ایک بڑی مصیبت میں مبتلا کیا، ہماری مصیبت اسلام میں ایک بہت بڑا رخنہ ہے۔ لوگوں میں تکلیف کا باعث ہے۔ میرے والد امام حسین، آپ کی عترت اور آپ کے انصار قتل کر دیئے گئے ہیں۔ آپ کی عورتوں اور اولاد کو قتل کیا گیا۔ آپ کے سر کو نیزوں پہ سوار کر کے شہر بہ شہر پھیرایا گیا۔ یہ مصیبت تمام مصائب سے بڑی ہے۔ آپ کے قتل پر سات آسمانوں اور سات طبقات زمین نے گریہ و بکا کیا، سمندروں نے اپنی موجوں کے ساتھ، تمام زمینوں نے اپنے تمام حصوں کے ساتھ، درختوں نے اپنی ٹہنیوں کے ساتھ، پرندوں نے اپنے گھونسلوں میں، مچھلیوں نے سمندروں کی تہوں میں، جنگلی جانوروں نے خشکی اور جنگل میں تمام مقرب فرشتوں نے، تمام آسمانوں اور زمینوں نے آپ پر گریہ و بکا کیا ہے۔ اے لوگو! کون سا وہ دل تھا جو آپ کے قتل ہونے پر پارہ پارہ نہ ہوا ہو۔ اور آپ کی موت سے غمگین نہ ہوا ہو۔ اے لوگو! ہمیں بھگایا گیا، ہٹایا گیا، ہم نے کوئی جرم کیا نہ ہم نے کسی ناجائز بات کا ارتکاب کیا، نہ ہم نے اسلام میں کوئی رخنہ ڈالا، اور نہ ہم نے کسی بدفعل کے مرتکب ہوئے۔ ہمیں وطن سے نکال دیا گیا۔ خدا کی قسم اگر نبی صلعم ان کو ہمارے ساتھ لڑنے کی وصیت کرتے یہ اس سے زیادہ نہ کرتے جس قدر انہوں نے ہمارے ساتھ کیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور مدینہ کی طرف داخل ہونے کی خاطر روانہ ہوئے۔ جب مدینہ میں تشریف لائے تو اپنے نانا رسول اللہ صلعم کے مزار کی زیارت کی۔ پھر اپنے گھر میں داخل ہوئے اور جناب ام کلثوم سلام اللہ علیہا جب مدینہ کی طرف روانہ ہوئیں

تو رونا شروع کر دیا۔ اور یہ شعر کہتی تھیں۔

۱- اَلا یا جدنا قتلوا حسینا — ولم یرعوا جناب اللہ فینا
۲- الا یا جدنا بلغت عدانا — مناھا واشتفی الاعداء فینا
۳- لقد ھتکوا النساء وحملنا — علی الاقتاب قھرا اجمعینا
۴- وزینب اخرجوھا من خباھا — وفاطم واله تبدی الانینا
۵- سکینه تشتکی من حر وجد — تنادی الغوث رب العالمینا
۶- وزین العابدین بقید ذل — وراموا قتله بغیا علینا
۷- فبعدھم علی الدنیا عفاء — فکاس الموت فیھا قد سقینا

۱- اے نانا ان لوگوں نے حسین کو قتل کر دیا۔ ہمارے بارے میں اللہ کا پاس نہ کیا
۲- اے نانا آپ کو یقین ہونا چاہیئے۔ ہمارے دشمن اپنی آرزو میں کامیاب ہوئے۔ اپنی دشمنی کو ہمارے بارے میں ٹھنڈا کیا۔
۳- ان لوگوں نے عورتوں کی بے عزتی کی، انہوں نے تمام عورتوں کو جبراً پالانوں پر سوار کیا۔
۴- انہوں نے جناب زینب کو خیمے سے باہر نکالا اور فاطمہ زار وزار بین کرتی تھی۔
۵- جناب سکینہ گرمی کی شدت کی شکایت کرتی تھی اور آواز دیتی تھی اے جہانوں کے پالنے والے فریاد ہے
۶- زین العابدین ذلت کے ساتھ قید کئے گئے۔ انہوں نے امام حسین کو ہم پر بغاوت کر کے قتل کیا۔ اور راحت حاصل کی۔
۷- ان لوگوں کے بعد دنیا پر افسوس ہے۔ ہم نے دنیا میں موت کا پیالہ پی لیا ہے۔

باب ۶۲

مدح امام شافعیؒ امام حسینؑ اور آپ کے اہل بیت پر گریہ کرنے کے ثواب کے متعلق بعض آیات اور احادیث کا بیان

سید نور الدین علی سمہودی مصری اعلم علماء مصر و حجاز مصنف تاریخ مدینہ منورہ نے اپنی کتاب جواہر العقدین میں بیہقی ربیع بن سلیمان جو امام شافعی کے اصحاب میں شامل ہیں سے نقل کیا ہے کہ لوگوں کو اہل بیت پاک کی کسی منقبت اور فضیلت سننے پر صبر نہیں ہوتا، ہم میں سے کوئی آدمی اگر اس بات کا ذکر کرتا ہے تو کہتے ہیں یہ رافضی ہے۔ امام شافعی نے فرمایا:-

اذا فی مجلس ذکروا علیا وسبطیہ وفاطمۃ الزاکیۃ

جب کسی مجلس میں علی ان کے دونوں فرزندوں اور فاطمہ زکیہ کا ذکر ہوتا ہے۔

فاجری بعضھم ذکرا سواہ فایقن انہ سلقلقیۃ

ان میں سے ایک آدمی نے دوسرا ذکر چھیڑ دیا، اس کو یقین تھا کہ یہ اداری بات ہے

اذا ذکروا علیا او بنیہ تشاغل بالروایات العلیۃ

جب علی اور آپ کے فرزندوں کا ذکر کرتے ہیں تو بلند روایات میں مشغول ہو جاتا ہے

وقال تجاوزوا یا قوم عن ھذا فھذا من حدیث الرافضیۃ

اور اس نے کہا اے قوم اس بات کو چھوڑ دو یہ رافضیوں کی حدیث ہے۔

برئت الی المھیمن من اناس یرون الرفض حب الفاطمیہ

میں ایسے لوگوں سے اللہ کی جانب سے بری ہوں جو فاطمہ کی محبت کو رفض خیال کرتے ہیں

علی ال الرسول صلوۃ ربی ولعنتہ لتلک الجاھلیۃ

رسول کی آل پر میرے رب کا درود نازل ہو اور اس کی لعنت اس جہالت پر واقع ہو

حافظ جمال الدین زرندی مدنی نے اشعار کو امام شافعی سے نقل کرنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ یہ اشعار بھی امام شافعی کے ہیں۔

قالوا ترفضت قلت کلا ما الرفض دینی ولا اعتقادی

جب انہوں نے کہا تم رافضی ہو گئے ہو تو میں نے کہا ہرگز نہیں رفض میرے دین اور میرے اعتقاد

میں شامل نہیں ہے۔

لکن تولیت غیر شک   خیر امام وخیر هاد

لیکن اس میں شک نہیں کہ میں اچھے امام اور اچھے ہادی سے محبت کرتا ہوں

ان کان حب الوصی رفضاً   فاننی ارفض العباد

اگر وصی کے ساتھ محبت رکھنا رافضیت ہے تو میں تمام بندوں سے زیادہ رافضی ہوں۔

امام فخرالدین رازی نے نقل کیا ہے کہ مزنی نے کہا کہ میں نے امام شافعی کی خدمت میں عرض کیا آپ اہل بیت سے تولا رکھتے ہیں۔ اگر اس بارے میں کچھ ابیات بیان کریں تو بہتر ہوگا)

امام شافعی نے کہا:

وما زال کتمانیک حتی کاننی   برد جواب السائلین لا عجم

تم ہمیشہ بات کو پوشیدہ رکھتے رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں سائلیں کے جواب دینے سے گونگا ہوں

واکتم ودی مع صفاء مودتی   لتسلم من قول الوشاة واسلم

میں اپنی محبت کو اپنی مودت کے خلوص کے ساتھ چھپاتا ہوں تاکہ چغلخوروں کی بات سے امن میں رہوں

نیز بیہقی نے مزنی سے روایت کی ہے کہ میں نے امام شافعی کو یہ اشعار کہتے ہوئے سُنا:

اذا نحن فضلنا علیاً فاننا   روافض بالتفضیل عند ذوی الجهل

ہم لوگ علی کو افضل قرار دیں تو تفضیل کی وجہ سے جاہلوں کے نزدیک رافضی ہیں۔

وفضل ابی بکر اذا ما ذکرته   رمیت بنصب عند ذکری الفضل

میں ابو بکر کے افضل ہونے کا ذکر کرتا ہوں تو مجھے فضیلت کے ذکر کے وقت ناصبی کہا جاتا ہے۔

فلا زلت ذا رفض ونصب کلیهما   بحبیهما حتی اوسد فی الرمل

میں رافضی اور ناصبی ہونے کی بیماری میں مبتلا رہا حتی کہ مجھے ریت کے اندر لٹا دیا جائے گا۔

نیز بیہقی نے ربیع بن سلیمان سے امام شافعی کے ان اشعار کو نقل کیا ہے۔

یا راکباً قف بالمحصب من منی   واهتف بساکن خیفها والناهض

اے سوار منیٰ کے مقام پر ٹھہر جا اور وہاں کے رہنے والوں کو آواز دے۔

سحراً اذا فاض الحجیج الی منی   فیضاً کملتطم الفرات الفائض

جب صبح کے وقت حاجی منیٰ کی طرف فرات کے دریا کی طرح موجیں مارتے ہوئے جائیں

ان کان رفضاً حب آل محمد   فلیشهد الثقلان انی رافضی

اگر آل محمد کے ساتھ محبت کرنا رفض ہے تو تمام جن وانس گواہ رہیں میں رافضی ہو گیا ہوں۔

حافظ جمال الدین زرندی مدنی نے اپنی کتاب معراج الوصول فی معرفۃ آل الرسول میں ابوالقاسم فضل بن محمد مستملی سے نقل کیا ہے کہ قاضی ابوبکر بن سہل بن محمد نے اس کو بیان کیا ہے اس نے کہا کہ ابوالقاسم بن طیب نے کہا کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے یہ اشعار ارشاد فرمائے تھے۔

ومالی نومی شیب لمتی ‎ فصاریف ایام لهن خطوب

تأوب همی والفؤاد کئیب ‎ وارق عینی والرقاد غریب

تزلزلت الدنیا لآل محمد ‎ وکادت لهم صم الجبال تذوب

فمن مبلغ عنی الحسین رسالة ‎ وان کرهتها انفس وقلوب

قتیل بلاجرم کان قمیصه ‎ صبیغ بماء الارجوان خضیب

نصلی علی المختار من آل هاشم ‎ ونؤذی بنیه ان ذاك عجیب

لئن کان ذنبی حب آل محمد ‎ فذلك ذنب لست عنه اتوب

هم شفعائی یوم حشری وموقفی ‎ ولبغضهم للشافعی ذنوب

ابن عبدالبر نے ان اشعار کو سلیمان بن قتہ کی طرف منسوب کیا ہے

سلیمان نے امام حسین اور آپ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم کے پچھڑنے کی جگہ کھڑے ہو کر رونا شروع کر دیا اور ان اشعار کو کہتا ہے قتۃ کاف پر اور دونوں تا پر زبر ہے۔ قتۃ سلیمان کی ماں کا نام ہے۔

مررت علی ابیات آل محمد ‎ فلم ارها امثالها یوم حلت

میں آل محمد کے گھروں کے پاس سے گزرا ان کو میں نے ویسا نہ دیکھا کہ جس روز وہ ان میں قیام فرما تھے۔

وان قتیل الطف من آل هاشم ‎ اذل رقابا من قریش فذلت

آل ہاشم کا وہ آدمی جو کربلا کے میدان میں قتل کیا گیا اس سے قریش کی گردنیں ذلت میں گرفتار ہو گئیں

الم تر ان الارض اضحت مریضة ‎ لفقد حسین والبلاد اقشعرت

کیا تم نہیں دیکھتے حسین کے مفقود ہو جانے سے زمین بیمار پڑ گئی اور شہر کانپنے لگے۔

وقد اعولت تبکی السماء لفقده ‎ وانجمها ناحت علیه وصلت

میں نے آپ کے مفقود ہو جانے سے آسمان کو دیکھا کہ وہ گریہ کناں تھا اور ستارے آپ پر نوحہ کرتے اور درود بھیجتے تھے۔

وکانوا لنا غنیا فعادوا رزیة ‎ لقد عظمت تلك الرزایا وجلت

(المنتہی جواہر العقدین)

وہ اگر پرستہڑا باولی تھے جو مصیبت میں گرفتار ہو گئے۔ یہ مصیبت بڑی اور بلند ہے۔

سورہ دخان میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فما بکت علیہم السماء والارض وما کانوا منظرین۔ ان لوگوں پر آسمان اور نہ زمین کوئی چیز نہ روئی اور نہ ان کا انتظار کیا گیا۔

ثعلبی نے سدی سے روایت کی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا گیا تو آپ پر آسمان رویا۔ آسمان کا رونا اسس کا سرخ ہونا تھا۔"

ابن سیرین نے حکایت کی ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے قتل ہونے سے پہلے آسمان پر سرخی موجود نہ تھی۔

قاضی سلیم نے روایت کی ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے قتل ہونے کے ایام میں آسمان نے ہم پر خون کی بارش برسائی۔

ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نکلے اور مسجد میں جا کر بیٹھ گئے، اپنے اصحاب کو جمع کیا، امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ حضرت نے اپنا ہاتھ مبارک امام حسین پر رکھ دیا۔ اور فرمایا اے بیٹے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں قوموں کی مذمت بیان کی ہے۔ آپ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا اور کہا اے بیٹے! تم ضرور میرے بعد قتل کئے جاؤ گے۔ پھر تم پر آسمان اور زمین روئیں گے۔ یحییٰ بن زکریا اور میرے بیٹے حسین کے سوا زمین کسی پر نہیں روئی۔"

کثیر بن شہاب حارثی سے روایت ہے کہ ہم حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں (مسجد کوفہ کے) صحن میں بیٹھے ہوئے تھے، اچانک امام حسین علیہ السلام نمودار ہوئے، حضرت علی نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی اس آیت میں ایک قوم کا ذکر کیا ہے۔ فما بکت علیہم السماء والارض۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ شگافتہ کیا اور روح کو پیدا کیا یہ (حسین) ضرور قتل کیا جائے گا۔ اور اس پر زمین اور آسمان روئیں گے!

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت یحییٰ بن زکریا کے وقت سے لے کر اس وقت تک آسمان اور زمین کسی شخص پر نہیں روتے۔ حتیٰ کہ امام حسین السلام شہید کئے گئے۔ آپ پر زمین اور آسمان روتے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا امام حسین علیہ السلام کا قاتل اور یحییٰ بن زکریا کا قاتل ولدالزنا ہیں۔ جب امام حسین اور یحییٰ علیہما السلام قتل کئے گئے تو آسمان سرخ ہو گیا تھا اور آسمان کی سرخی آسمان کا رونا تھا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جس روز امام حسین علیہ السلام قتل کئے گئے اس روز آسمان سے خون کی بارش ہوئی۔ اور جو سرخی آسمان پر دکھائی دیتی ہے امام حسین کے قتل کے روز ظاہر ہوئی تھی اور آپ کے قتل ہونے کے پہلے یہ سرخی دکھائی نہیں دیتی تھی، آپ کے قتل کے ایام میں دنیا میں جو پتھر بھی اٹھایا جاتا تھا اس کے تلے خون

موجود ہوتا تھا۔

علی بن ابراہیم کی تفسیر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ میرے باپ علی بن حسین علیہما السلام فرمایا کرتے تھے جس مومن کی امام حسین اور آپ کے ساتھ قتل ہونے والوں کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو بہ کر اس کے دونوں رخسار پر پہنچے۔ اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں اونچے مقام پر بناتا ہے۔ جس مومن کی آنکھوں سے آنسو بہ کر اس کے دونوں رخساروں پر اس وجہ سے پہنچے کہ ہمیں ہمارے دشمن سے اذیت پہنچی اللہ تعالیٰ اس کا ٹھکانا صدق قرار دیتا ہے۔ جس مومن کو ہماری وجہ سے تکلیف لاحق ہوئی؛ اس کی دونوں آنکھیں آب دیدہ ہوئیں حتیٰ کہ آنسو بہ کر اس کے دونوں رخساروں پر بہنے لگے۔ جس شخص کو ہماری وجہ سے اذیت دی گئی اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کی اذیت کو دور کرے گا۔ قیامت کے روز اس کو اپنی ناراضگی سے اور آگ سے امن دے گا۔

کتاب ذخائر العقبیٰ میں ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جبرائیل نے مجھے آگاہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا کے قتل کے عوض میں ستر ہزار آدمیوں کو قتل کیا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ تیرے فرزند حسین کے خون کے عوض میں ستر ہزار آدمیوں کو قتل کرے گا: ملا نے اس کو اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

علی بن ابراہیم کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جس شخص نے ہمارا ذکر کیا یا ہم لوگوں کا اس کے پاس ذکر ہوا اور اس کی آنکھوں سے مچھر کے پر کے برابر آنسو نکل پڑے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ اگرچہ وہ گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

جواہر العقدین میں تحریر ہے کہ ابوالحسن بن سعید نے کنوز المطالب فی فضائل بنی ابی طالب میں لکھا ہے کہ شعراء لوگ بغداد میں حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مزار پر اہل بیت کی مدح میں اشعار بیان کرتے تھے۔ ایک شخص نے جس پر تعصب اور تقلید غالب تھی اس بات کا انکار کیا اور میں نے یہ اشعار بیان کئے۔

یا اہل بیت المصطفیٰ مجنبًا لمن	یأبی حب ثیکم من الاقوام
واللہ قد اتنیٰ علیکم متبلها	ولیهد یکم شدات عای للاسلام
اللہ یحشر کل من عاداکم	یوم الحساب مزلزل الاقدام
ویری شفاعة جدکم من دونه	ویذاد عن حوض طریدا ظامی

حافظ ابوعبداللہ جمال الدین محمد بن ابی منظفر یوسف زرندی مدنی اپنی کتاب معراج الوصول فی معرفۃ آل الرسول میں تحریر کرتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا

یا اهل بیت رسول اللہ حبکم	فرض من اللہ فی القرآن انزله

اے اللہ کے رسول کے اہل بیت تمہاری محبت فرض ہے جس کو اللہ نے قرآن میں نازل کیا ہے۔

کفاکم من عظیم القدر انکم　　من لم یصل علیکم لا صلاۃ لہٗ

تمہارے بلند مرتبہ ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ جو شخص تم پر نماز میں درود نہیں پڑھتا۔ اس کی نماز نہیں ہوتی۔

ولم تکن فی حب آل محمد　　جاء تک اٰتک غیر طیب المولد

اگر تم آل محمد کے ساتھ محبت نہیں رکھتے تو تمہاری ماں نے تمہیں پاکیزہ طریقہ پر نہیں جنا۔

حدیث خمسہ اہل عبا کے ذکر کے بعد ثعلبی نے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے کہ منصور فقیہ نے کہا۔

ان کان حبی خمسة　　ذکت بہ فرائض

اگر پنجتن پاک کے ساتھ میری محبت ہے تو اس سے فرائض کا تزکیہ ہو جاتا ہے۔

وبغض من عاداھم　　رفضا فانی رافضی

اگر ان کے دشمنوں کے ساتھ بغض رکھنا رفض ہے، تو میں رافضی ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تمہیں یقین ہونا چاہیے کہ ہر خون کا قصاص لینے والا ہوتا ہے اور ہر حق کا طلبگار ہوتا ہے۔ ہمارے خون کا قصاص لینے والا اس حاکم کی مانند ہے جو خود اپنا حق طلب کر رہا ہو وہ اللہ تعالیٰ ہے جس سے وہ طلب کرے گا۔ اسے کوئی روک نہیں سکے گا۔ اور جو بھاگ جائے گا اس سے فوت نہیں ہوگا۔ اے بنو امیہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں عاقلیل لتعرفنہا فی ایدی غیر کم فی دار عدوکم

علی بن ابراہیم کی تفسیر میں ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے ان دونوں آیات کی تفسیر کے بارے میں ارشاد فرمایا، پہلی آیت فلما اسفونا انتقمنا منھم دوسری آیت وما ظلمونا ولکن کانوا انفسہم یظلمون (امام نے فرمایا) اللہ تعالیٰ کی شان بلند ہے۔ اس کا سلطان بڑا ہے۔ اس کی کبریائی ہمیشہ رہے گی، بڑا غالب، بہت بلند، بہت پاک ہے۔ اس کی ذات کو کوئی افسوس اور ظلم لاحق نہیں ہوتا۔ اپنی ذات اقدس میں ہم اہل بیت کو داخل کر لیا ہے۔ ہمارا افسوس اس کا افسوس ہے۔ فرمایا جب ہم نے افسوس کیا تو ہم ان سے انتقام لیتے ہیں۔ اور ہم پر ظلم کرنے کو آپ پر ظلم کرنا ٹھہرایا اور کہا انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ وہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں۔

باب ۶۳

کتاب صواعق محرقہ سے اہل بیت پاک کے ہدایت کرنے والے آئمہ کے فضائل

حضرت امام زین العابدین بن حسین وہ بزرگ ہیں جنہوں نے علم، زہد اور عبادت بطور میراث کے حاصل کی تھی۔ آپ جب نماز کے لیے وضو فرماتے تو آپ کا رنگ زرد پڑ جاتا تھا، آپ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا، تو فرمایا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ میں کس ذات کے سامنے کھڑا ہوں گا، آپ دن و رات میں ہر روز ایک ہزار رکعت نماز ادا فرماتے۔

امام زہری نے بیان کیا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حضرت کو مدینہ سے بیڑیوں میں مقید کر کے لانے کا حکم دیا، امام زہری آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ سے الوداع کیا اور رو پڑے، اور عرض کیا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ مجھے آپ کی بجائے مقید کیا جائے، امام نے فرمایا تم گمان کرتے ہو کہ یہ چیز مجھے تکلیف دے گی۔ اگر میں چاہوں تو اس سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہوں، لیکن یہ بات مجھے اللہ تعالیٰ کا عذاب یاد دلاتی ہے، پھر آپ نے اپنے دونوں پاؤں کو بیڑیوں سے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو ہتھکڑیوں سے نکال لیا پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں اور اپنے دونوں پاؤں کو ان دونوں میں داخل کر دیا۔ پھر فرمایا میں ان لوگوں کے ساتھ صرف مدینہ سے دو روز جاؤں گا، حضرت دو روز ان کے ساتھ چلتے رہے رقیب رے رضا جب صبح نمودار ہوئی تو ان لوگوں نے آپ کو مفقود پایا، انہوں نے آپ کو بہت تلاش کیا لیکن آپ کو نہ پا سکے۔

امام زہری کا بیان ہے کہ میں عبدالملک کے پاس گیا، اس نے مجھ سے آپ کے متعلق دریافت کیا، میں نے اس کو آگاہ کیا، عبدالملک نے کہا۔ پہرہ داروں سے غائب ہونے کے بعد حضرت میرے پاس تشریف لائے تھے اور مجھ سے فرمایا تجھے میرے ساتھ کیا سروکار ہے؟ میں نے عرض کیا، میرے پاس قیام فرمائیے، فرمایا میں اس بات کو پسند نہیں کرتا، پھر آپ تشریف لے گئے، خدا کی قسم آپ کی وجہ سے میرے دل میں خوف لاحق ہو گیا تھا اسی وجہ سے عبدالملک نے حجاج کو خط تحریر کیا کہ وہ اولاد عبدالمطلب کے خون بہانے سے اجتناب کرے، اس کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ اس چیز کو پوشیدہ رکھے۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے عبدالملک بن مروان کو خط تحریر فرمایا کہ تم نے تم اولاد عبدالمطلب کے بارے میں پوشیدہ طور پر فلاں فلاں بات تحریر کی ہے۔ جب عبدالملک نے حضرت کے خط کو پڑھا تو اس خط کی تاریخ کو اپنے خط کی تاریخ جس کو حجاج کے پاس تحریر کیا تھا موافق پایا، عبدالملک نے سمجھا کہ حضرت کو اس بات کا کشف ہوا تھا۔"

حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں، طبرانی نے اپنی کتاب الکبیر میں اور حافظ سلفی وغیرہ کسی ایک اہل سیر و تاریخ نے بیان نہیں کیا (بلکہ بہت سے اصحاب نے ذکر کیا ہے) جب ہشام بن عبدالملک نے اپنے باپ کی زندگی میں حج ادا کیا، اس کے لئے اژدہام کی وجہ سے حجر اسود تک پہنچنا ممکن نہ ہوا۔ اس کی خاطر چاہ زمزم کی طرف سے ایک منبر رکھا گیا، اس پر بیٹھ کر اس نے لوگوں کا نظارہ دیکھا۔ اس کے ارد گرد رؤسا شام کی ایک جماعت موجود تھی اس دوران میں امام زین العابدین علیہ السلام تشریف لائے، آپ جب حجر اسود کے قریب پہنچے تو لوگ خود بخود الگ ہو گئے، حضرت نے حجر اسود کو بوسہ دیا، شام والوں نے ہشام سے کہا یہ شخص کون ہیں؟ ہشام نے لوگوں کے خوف کے باعث کہ کہیں لوگ امام کی طرف نہ ہو جائیں کہا میں اس کو نہیں جانتا۔ فرزدق نے کہا میں آپ کو جانتا ہوں اور یہ اشعار ارشاد کیے۔

هذا الذی تعرف البطحاء وطاته والبیت یعرفه والحل والحرم

یہ وہ شخص ہے جس کے پاؤں کی چاپ کو بطحا کی زمین جانتی ہے اس کو خانہ کعبہ حل اور حرم جانتا ہے

هذا ابن خیر عباد الله کلهم هذا التقی النقی الطاهر العلم

یہ اللہ کے تمام بندوں سے افضل ہیں، یہ متقی، نقی، پاک اور علم والے ہیں

اذا راته قریش قال قائلهم الی مکارم هذا ینتهی الکرم

جب قریش نے آپ کو دیکھا تو ان میں سے ایک نے کہا بزرگیوں کی انتہا آپ پر ختم ہوتی ہے

ینمی الی ذروة العز التی قصرت عن نیلها عرب الاسلام والعجم

عزت کی نشوونما یہاں سے ہوتی ہے جس کے حاصل کرنے سے عرب اور عجم کے مسلمان قاصر ہیں۔

هذا ابن فاطمه ان کنت جاهله بجده انبیاء الله قد ختموا

اگر آپ کو علم نہیں ہے، تو آپ فاطمہ کے فرزند ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نانا پر انبیاء کا خاتمہ کر دیا ہے۔

من معشر حبهم دین وبغضهم کفر وقربهم منجی ومعتصم

اے لوگو! ان سے محبت کرنا دین اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے، ان کا قرب باعث نجات اور جائے پناہ ہے،

لا یستطیع جواد بعد غایتهم ولا یدانیهم قوم وان کرموا

ان کی انتہا کو سخی آدمی نہیں پہنچ سکتا۔ کوئی قوم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی اگرچہ وہ سخاوت کریں۔

یبین نور الهدی من نور طلعته کالشمس ینجاب عن اشراقها الظلم

آپ کی پیشانی کے نور سے ہدایت کا نور ظاہر ہوتا ہے ایسے سورج کی موج جس کے چمکنے سے تاریکی دور ہو جاتی ہے۔

مشتقة عن رسول الله نبعته ۔۔۔ طابت عناصره والخلق والشیم

اللہ کے رسول کی خلقت سے آپ کی خلقت مشتق ہے آپ کے عناصر، اخلاق اور عادات پاکیزہ ہیں۔

یکاد یمسکه عرفان راحته ۔۔۔ رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم

آپ جب بوسہ دینے کی خاطر آئیں تو ممکن ہے کہ معرفت کے باعث آپ کی ہتھیلی کو رکن حطیم پکڑ لے

ان عد اهل التقی کانوا ائمتهم ۔۔۔ او قیل من خیر اهل الارض قیل هم

اگر پرہیزگاروں کو گنا جائے تو یہ ان کے امام ہیں یا کہا جائے کہ دنیا میں افضل لوگ کون ہیں؟ تو کہا جائے گا وہ ہیں۔

الله فضله قدما و شرفه ۔۔۔ جری بذاك له فی لوحه القلم

اللہ نے آپ کو تقدم کی خاطر فضیلت دی ہے اور شرف عطا کیا ہے۔ ان باتوں سے لوح میں اس کا قلم جاری ہوا۔

مقدم بعد ذکر الله ذکرهم ۔۔۔ فی کل بدء و مختوم به الکلم

ہر ابتدا میں اللہ کے ذکر کے بعد ان کا ذکر مقدم ہے اور کلام کا خاتمہ ان کے نام سے ہوتا ہے۔

من یعرف الله یعرف اولیة ذا ۔۔۔ والدین من بیت هذا ناله الامم

جو شخص اللہ کی معرفت رکھتا ہے وہ آپ کو جانتا ہے۔ اس گھر سے لوگوں نے دین کو حاصل کیا ہے۔

ای القبائل لیست فی رقابهم ۔۔۔ لاولیة هذا اوله نعم

کون سا قبیلہ ایسا ہے جس کی گردن میں اس شخص کی ولایت کا طوق نہیں ہے۔

ہشام نے جب سنا تو ناراض ہو گیا، فرزدق کو قید کر دیا، امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرزدق کے پاس دس ہزار درہم روانہ کئے اور فرمایا اگر میرے پاس اس سے زیادہ ہوتے تو مزید تم کو دیتا، فرزدق نے عرض کیا میں نے اللہ تعالیٰ کی مرضی کی خاطر حضرت کی تعریف کی ہے، عطیہ کے لئے نہیں کی ہے، امام نے فرمایا ہم لوگ اہلبیت ہیں جب کوئی چیز عطا کرتے ہیں تو اس کو واپس نہیں کرتے، فرزدق نے درہموں کو قبول کر لیا، ابو عبداللہ قرطبی شیخ الحرمین نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ابو فراس (فرزدق) کا ان اشعار کے سوا اور کوئی عمل نہ ہو تو وہ اسی عمل کی بدولت جنت میں داخل ہو گا۔ یہ وہ کلمہ حق ہے جس کو ظالم بادشاہ کے سامنے کہا ہے۔ فرزدق نے قید خانہ میں ہشام کی ہجو بیان کی اور اس ہجو میں سے یہ اشعار ہیں:۔

ایحبسنی بین المدینہ والتی — الیہا قلوب الناس یہوی منیبہا

کیا تم نے مجھے مدینہ میں قید کر دیا ہے۔ جس کی طرف لوگوں کے دل جھکتے ہیں۔

یقلب راسًا لم یکن راس سید — وعینا لہ حولاء بادعیوبہا

وہ شخص سر کو ادھر ادھر کرتا ہے حالانکہ وہ کسی سردار کا سر نہیں ہے اور اس کی آنکھ بھینگی ہے

جس نے اس کے عیب کو ظاہر کر دیا ہے۔

ہشام نے فرزدق کو قید سے نکال دیا اور ہشام بھینگا تھا، امام زین العابدین رضی اللہ عنہ بہت درگزر کرنے والے، معاف کرنے والے، اور چشم پوشی کرنے والے تھے۔ حتیٰ کہ ایک آدمی نے آپ کو گالیاں دیں۔ آپ نے اس کو ان سنا کر دیا۔ اس شخص نے آپ سے کہا میں آپ کو کہہ رہا ہوں، امام نے فرمایا مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں آپ نے آیت کی طرف اشارہ فرمایا:۔

معاف کر دو، نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ موڑ لو، وفات کے وقت آپ کی عمر ستاون سال تھی، دو سال اپنے دادا حضرت علی کے ساتھ، دس سال اپنے چچا امام حسن کے ساتھ اور گیارہ سال اپنے والد بزرگوار امام حسین رضی اللہ عنہم کے ساتھ گزارے۔ کہا گیا ہے کہ آپ کو ولید بن عبدالملک نے زہر دیا تھا۔ جنت البقیع میں اپنے چچا امام حسن کے ساتھ دفن ہوئے اور اولاد میں گیارہ مذکور اور چار اناث چھوڑیں۔ ان میں سے آپ کے علم، عبادت اور زہد کے وارث ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام ہوئے، آپ کو باقر اس لئے کہا گیا کہ بقر الارض کے معنی ہیں زمین کو شگافتہ کرنا اور اس کی پوشیدہ اشیاء کو ظاہر کرنا، آپ کو اس لئے باقر کہا گیا کہ آپ نے معارف اور حقائق احکام، دانائی اور لطائف کی پوشیدہ کانوں کو ظاہر کیا، یہ باتیں بے بصیرت اور گندی نیت کے آدمی کے سوا کسی سے مخفی نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کو باقر العلوم کا ظاہر کرنے والا کہا جاتا ہے، آپ علم کے جامع اور اس کے جھنڈے کو بلند کرنے والے صفائے قلب النفس کی پاکیزگی، النسب کی طہارت اور بزرگ اخلاق سے علم کو بلند کرنے والے ہیں۔ آپ نے اپنی تمام عمر اور وقت اطاعت خدا میں صرف کیا، اسرار و رموز میں عارفین کے درجات تک پہنچے ہوئے ہیں، جن سے تعریف کرنے والی زبانیں گنگ ہیں۔ سلوک اور معارف میں بہت کلمات ارشاد فرماتے ہیں جن کو یہ مختصر رسالہ برداشت نہیں کر سکتا اور آپ کے شرف کے لئے وہ بات کافی ہے جس کو ابن مدینی اور طبرانی دونوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے، جابر نے امام باقر علیہ السلام سے کہا کہ آپ ابھی بچے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو سلام کہتے تھے، جابر سے دریافت کیا گیا کہ یہ بات کیسے ہوئی؟ کہا کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ امام حسین علیہ السلام رسول اللہ کی گود میں تھے، آنحضرت آپ کو چوم رہے تھے، فرمایا اے جابر حسین کا ایک فرزند پیدا ہوگا، جس کا نام علی ہوگا، جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک ندا دینے والا ندا دے گا۔ کہ

زین العابدین کو کھڑا ہو جانا چاہیئے، علیؑ بن حسینؑ کھڑے ہو جائیں گے۔ پھر علیؑ کا ایک فرزند ہو گا جس کا نام محمدؑ ہو گا اے جابر اگر تم اس کو پاؤ تو میری طرف سے اس کو سلام کہنا۔ آپ نے ۱۱۴ھ میں اٹھاون سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کو اپنے باپ کی طرح زہر دیا گیا تھا، آپ کی والدہ آپ کے چچا امام حسن کی دختر تھی، آپ ماں اور باپ دونوں کی جانب سے علوی ہیں، آپ بھی اپنے باپ کے پہلو میں جناب امام حسن اور عباس کے قبر میں جنت البقیع میں دفن ہوئے ہیں۔ آپ نے چھ اولادیں چھوڑی ہیں، ان سے افضل اور اکمل امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں، اسی وجہ سے وہ آپ کے خلیفہ اور وصی ہیں۔ آپ کے علم کی دھوم تمام شہروں میں پہنچ گئی تھی۔ آپ سے بہت بڑے اکابر لوگوں نے روایت کیا ہے۔ مثلاً یحییٰ بن سعید، ابن جریح، مالک، سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری، ابو حنیفہ، شعبہ اور ابو ایوب سجستانی، آپ کی والدہ ماجدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم ہیں، ایک شخص نے آپ کی خلیفہ منصور کے پاس اس وقت چغلخوری کی جب منصور نے حج ادا کیا تھا۔ جب چغلخور حاضر ہوا تو امام نے اس سے فرمایا کہو میں اللہ تعالیٰ کی طاقت اور اس کی قوت سے بری الذمہ ہوں اور میں اپنی طاقت اور قوت کا سہارا لیتا ہوں۔ امام جعفر علیہ السلام نے ایسا ایسا کیا اور ایسا ایسا کہا، وہ شخص بول نہ سکا۔ پھر آپ نے اس سے قسم اٹھوائی، اس کی قسم ابھی پوری نہ ہوتی تھی کہ وہ اسی جگہ مر گیا، خلیفہ منصور نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ تہمت سے بری ہیں، امام جعفر صادق علیہ السلام تشریف لے گئے۔ ربیع نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بہتر انعام اور قیمتی خلعت پیش کی۔ اسی طرح ایک واقعہ یحییٰ بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہم کے ساتھ پیش آیا۔ ایک زبیری آدمی نے آپ کی چغلی خلیفہ ہارون رشید سے کی، جناب یحییٰ نے چغلخور سے اس قسم کی قسم طلب کی، اس شخص کی قسم ابھی تمام نہ ہوئی تھی کہ وہ شخص مضطرب ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اور مر گیا خلیفہ رشید نے جناب یحییٰ سے اس بات کا بھید دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ قسم کے وقت اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کرنا جلدی سزا سے روک دیتی ہے۔ علامہ مسعودی نے اسی قصہ کو جناب موسیٰ ملقب بموسیٰ جون کے متعلق بیان کیا ہے آپ یحییٰ بن عبداللہ محض کے بھائی ہیں، ایک زبیری نے خلیفہ ہارون رشید کے پاس آپ کی چغلی کی، دونوں کے درمیان لمبی گفتگو ہوتی رہی پھر جناب موسیٰ نے اس سے اس قسم کی قسم طلب کی جس کا ذکر ہو چکا ہے، جب اس شخص نے قسم کھائی تو جناب موسیٰ نے کہا اللہ اکبر میرے باپ نے میرے دادا، وہ اپنے باپ سے وہ اس کے دادا علی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے بھی اس قسم کی جھوٹی قسم کھائی، اس کو اللہ تعالیٰ تین (دن) سے پہلے سزا دے دیتا ہے۔ خدا کی قسم میں نے نہ جھوٹ کہا ہے اور نہ میری بات جھوٹی ثابت ہوتی ہے۔ اے امیر المومنین آدمی کو میرے سپرد کر دیجیئے، وہ میرے پاس رہے گا۔ اگر تین دن گزر گئے اور زبیری کو کوئی حادثہ پیش نہ آیا تو میرا خون بہانا آپ کے لئے حلال ہو گا۔ زبیری آپ کے حوالے کر دیا گیا

اسی دن کی ابھی عصر نہیں گزری تھی کہ زبیری بیمار پڑ گیا، متورم ہو گیا، مشک کی مانند پھول کر مر گیا، جب اسے قبر میں اتارا گیا، تو قبر دھنس گئی۔ اس کی قبر سے نہایت گندی بدبو نکلنے لگ گئی، اس کی قبر میں کانٹوں کے کئی گٹھے پھینک دیئے گئے۔ پھر دوسری مرتبہ دھنس گئی، خلیفہ رشید کو اس واقعہ سے آگاہ کیا گیا۔ اس کا تعجب اور زیادہ ہوا۔ ہارون رشید نے جناب موسیٰ کو ہزار دینار دیئے جانے کا حکم دیا۔ ہارون نے اس سے اس قسم کے بھید کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپ نے اس سے اپنے دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی بزرگی کے ساتھ قسم اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو جلدی سزا دینے میں حیا کرتا ہے اور جو شخص جھوٹی قسم کھاتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قوت میں جھگڑا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دینے میں تین دن سے پہلے جلدی کرتا ہے۔

ایک باغی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے غلام کو قتل کر دیا۔ ساری رات نماز پڑھتے رہے اور قاتل کو بددعا کرتے رہے اسحر کے وقت آپ نے قاتل کی موت کی خبر سماعت فرمائی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کو جب اپنے چچا زید کے متعلق حکم بن عباس کلبی کا یہ شعر سنا (س)

صلبنا لکم زیداً علی جزع نخلۃ ولم نر مھدیا علی الجذع یصلب

ہم نے زید کو کھجور پر لٹکے ہوئے دیکھا۔ اور ہم نے مہدی کو کھجور پر لٹکے ہوئے نہیں دیکھا۔

آپ نے فرمایا! اے اللہ اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کر۔ اس کو شیر نے پھاڑ ڈالا تھا اور آپ کے کشف کے متعلق ایک بات یہ ہے کہ جناب محمد جن کا لقب نفس زکیہ ہے جو عبداللہ محض کے فرزند ہیں آپ بنو امیہ کی سلطنت کے آخری زمانہ میں موجود تھے۔ بنو ہاشم نے اس بات کا ارادہ کیا کہ آپ کی اور آپ کے بھائی کی بیعت کر لیں، ایک شخص کو امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اس غرض کے لئے روانہ کیا کہ آپ ان دونوں حضرات کی بیعت کر لیں۔ آپ نے اس بات سے انکار کر دیا، بنو ہاشم نے آپ پر اس بات کی تہمت لگائی کہ آپ ان دونوں حضرات سے حسد کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے میرے چچا کے فرزند (عبداللہ محض) جب میں درست نصیحت مسلمانوں سے پوشیدہ نہیں رکھتا تو اس کو تم سے کیسے پوشیدہ رکھ سکتا ہوں۔ خدا کی قسم خلافت نہ میرے لئے ہو گی، اور نہ ان دونوں کے لئے ہو گی اور یہ تو زرد قبا والے شخص کے لئے ہو گی، ان کے لڑکے اور بچے خلافت کی گیند کو لڑکھڑاتے رہیں گے، منصور عباسی موجود تھا اور اس نے زرد قبا اوڑھ رکھی تھی۔ اسی طرح ہوا جس طرح امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تھا، امام جعفر صادق کا یہ فرمان پہلے گزر چکا ہے، آپ کے والد ماجد امام محمد باقر رضی اللہ عنہما تھے، آپ نے بھی اس بات کی خبر دی تھی کہ منصور زمین کے مشرق اور مغرب کا بادشاہ ہو گا اور اس کی حکومت کی مدت لمبی ہو گی۔ منصور نے امام محمد باقر کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ ہماری حکومت آپ کی حکومت کے پہلے ہو گی۔ امام نے فرمایا ہاں،

منصور نے عرض کیا، کیا میرا کوئی فرزند بھی بادشاہ ہوگا، فرمایا ہاں، منصور نے عرض کیا، ہماری حکومت کی مدت لمبی ہوگی یا بنو امیہ کی حکومت کی مدت ؟ فرمایا تم لوگوں کی حکومت کی مدت لمبی ہوگی، تمہارے لڑکے اس حکومت کے ساتھ اس طرح کھیلتے رہیں گے جس طرح لڑکے گیند کے ساتھ کھیلتے ہیں۔ یہ وہ بات ہے جس کا ذکر مجھ سے میرے باپ نے کیا تھا :

جب منصور کے پاس خلافت سپرد ہوئی تو اس نے امام محمد باقر علیہ السلام کے فرمان پر حیرانی کا اظہار کیا۔

ابو القاسم طبری نے ابن وہب کے سلسلہ روایت سے بیان کیا ہے کہ میں نے لیث بن سعد کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ۱۱۳ھ میں حج ادا کیا، میں نے مسجد حرام میں عصر کی نماز کو ادا کیا اور کوہ ابوقبیس پر چڑھ گیا میں نے وہاں ایک آدمی کو دعا پڑھتے ہوئے دیکھا جو فرمارہے تھے اے میرے رب اے میرے رب حتی کہ آپ کی سانس بند ہوگئی۔ پھر فرمایا یا حیّ یا قیوم، حتی کہ آپ کی سانس بند ہوگئی، فرمایا اے میرے پالنے والے! میں تازہ انگوروں کو کھانا چاہتا ہوں، وہ مجھے کھلادے! اے میرے پالنے والے میری چادر بوسیدہ ہوگئی ہے وہ مجھے پہنادے، لیث نے کہا خدا کی قسم آپ کا کلام ختم نہیں ہوا تھا۔ کہ میں نے انگوروں کی ٹوکری کو بھرا ہوا دیکھا حالانکہ اس وقت زمین پر انگوروں کا موسم نہیں تھا، اور اس ٹوکری میں دو چادریں رکھی ہوئی تھیں۔ میں نے ویسی چادریں زمین پر کبھی نہیں دیکھی تھیں، آپ نے انگوروں کو تناول فرمانے کا ارادہ کیا۔ میں نے عرض کیا، میں بھی آپ کے ساتھ انگوروں میں شریک ہوں۔ کیونکہ میں نے آپ کی دعا کے وقت امین کہا تھا، فرمایا آگے بڑھو اور تناول کرو، میں نے آپ کے ساتھ انگوروں کو تناول کیا؛ ویسے انگور میں نے کبھی نہیں کھائے تھے، ٹوکری میں جو کچھ تھا اس میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوئی۔ آپ نے ایک چادر کو خود لے لیا اور دوسری مجھے عنایت فرمائی میں نے عرض کیا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، آپ نے اس کو بطور شلوار پہن لیا اور دوسری کو شانے پر ڈال دیا، آپ نے بوسیدہ چادروں کو لے کر کوہ ابوقبیس سے نیچے تشریف لائے۔ راستہ میں آپ سے ایک آدمی مل گیا، اس نے عرض کیا اے فرزند رسول اللہ جو کچھ آپ کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے وہ مجھے پہنا دیجئے۔ میں برہنہ ہوں۔ حضرت نے دونوں چادریں اس شخص کے حوالے کر دیں، میں نے اس شخص سے دریافت کیا، یہ کون بزرگ ہیں۔ کہا یہ امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں، اس کے بعد میں نے حضرت کو تلاش کیا۔ تاکہ میں آپ سے کسی چیز کو سن سکوں۔ لیکن مجھے اس بات کی سعادت نصیب نہ ہوئی۔ (انتہی صواعق محرقہ)

آپ کا انتقال ۱۴۸ھ میں ہوا۔ آپ کو بھی اپنے باپ کی طرح زہر دیا گیا تھا، آپ کی عمر مبارک اڑسٹھ سال کی تھی، آپ کو قبہ مذکورہ میں دفن کیا گیا، اس قبہ کی بزرگی، برکت اور شرافت کا کیا کہنا۔

آپ کے چھ فرزند تھے اور ایک لڑکی تھی؛ آپ کے علم و معرفت، کمال اور فضیلت کے وارث امام موسیٰ

کاظم علیہ السلام ہیں۔ آپ کو کاظم اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ بہت زیادہ درگذر فرماتے تھے اور بردبار تھے۔ آپ عراق والوں کے نزدیک ضروریات کے پورا کرنے کے دروازے کے نام سے مشہور ہیں۔ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ عبادت گزار، زیادہ عالم اور سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے۔ ایک دفعہ خلیفہ ہارون رشید نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ لوگ یہ کیوں کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولاد ہیں حالانکہ آپ اولادِ علی ہیں۔ حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی ومن ذریتہٖ داود وسلیمان (اس کی اولاد میں داؤد اور سلیمان تھے) حتیٰ کہ حضرت نے جناب عیسیٰ تک آیت کو تلاوت فرمایا (اور فرمایا) حضرت عیسیٰ کا باپ نہیں تھا۔ نیز آپ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا:۔ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم الایۃ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نصاریٰ سے مباہلہ کرتے وقت علی، فاطمہ، حسن اور حسین کے سوا اور کسی کو نہیں بلایا تھا۔ امام حسن اور امام حسین (رسول اللہ کے) فرزند ہیں"

آپ کی واضح اور روشن کرامات سے وہ کرامت ہے جس کو ابن جوزی اور رامہرمزی وغیرہما نے شقیق بلخی سے روایت کیا ہے۔ شقیق ۱۴۹ھ میں حج ادا کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ اس نے قادسیہ کے مقام پر امام کاظم کو لوگوں سے الگ دیکھا۔ شقیق نے دل میں خیال کیا کہ یہ نوجوان صوفیوں میں سے ہے، یہ لوگوں کو اپنی پرہیز گاری دکھانا چاہتا تھا۔ میں اس کے پاس ضرور جا کر اس کو تنبیہ کروں گا۔ شقیق حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا اے شقیق! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بہت سے گمانوں سے بچو الایۃ شقیق نے ارادہ کیا کہ آپ اس کے گمان کو معاف کر دیں۔ لیکن حضرت اس کی آنکھ سے غائب ہو گئے۔ شقیق نے حضرت کو واقصیہ کے مقام پر دیکھا آپ نماز ادا فرما رہے تھے اور آپ کے اعضا کانپ رہے تھے اور آپ کے آنسو جاری تھے، شقیق آپ کی خدمت میں معذرت طلب کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت نے اپنی نماز کو کم کر دیا اور اس آیت کو تلاوت فرمایا وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحاً ثم اھتدیٰ۔ جب لوگ زبالہ کے مقام پر اترے تو شقیق نے آپ کو کنوئیں پر دیکھا جس میں حضرت کا ڈول گر گیا تھا، آپ نے دعا فرمائی۔ کنوئیں کا پانی بلند ہو گیا، آپ نے ڈول کو پکڑ لیا اور وضو کیا، چار رکعت نماز ادا کی، پھر گھنی ریگ کی طرف مڑے، پینے کی چیز میں کسی چیز کو ڈال کر پی گئے۔ میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا جو رزق آپ کو اللہ تعالیٰ نے عنایت کیا۔ اس کے بچے ہوئے حصے سے مجھے کھلائیے۔ فرمایا اے شقیق ہم لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی ظاہری اور باطنی نعمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ اپنے رب کے بارے میں اچھا گمان رکھو آپ نے مجھے مشروب عنایت کیا، میں نے اس سے کچھ حصہ پیا، وہ ستو اور کھانڈ تھی۔ خدا کی قسم میں نے اس سے زیادہ لذیذ کسی چیز کو نہیں پیا اور نہ اس سے زیادہ پاکیزہ خوشبو والی کسی چیز کو دیکھا میں نے پیٹ بھر کر کھایا اور سیر ہو گیا۔ مجھے کئی دن تک کھانے پینے کی ضرورت نہ ہوئی۔ اس کے بعد میں نے آپ کو مکہ ہی میں دیکھا، آپ لڑکوں اور مصاحبوں کے ساتھ

موجود تھے اور آپ سے ایسے امور کا صدور ہو رہا تھا جو راستے والی باتوں سے مختلف تھے۔

علامہ مسعودی نے بیان کیا کہ خلیفہ ہارون رشید نے خواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اسی حالت میں دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں کوڑا ہے اور فرما رہے ہیں، کاظم کو چھوڑ دو، ورنہ میں تجھے اس کوڑے سے قتل کر دوں گا، ہارون رشید خوف کے مارے نیند سے بیدار ہو گیا۔ حضرت کے رہا کر دینے کا حکم دیا۔ آپ کو تین ہزار درہموں کے دیئے جانے کا حکم دیا۔ آپ کو اس بات کا اختیار دیا کہ آپ خواہ بغداد میں رہیں یا مدینہ منورہ تشریف لے جائیں۔ آپ نے مدینہ میں تشریف لے جانے کو پسند فرمایا۔

کہا گیا ہے کہ خلیفہ ہادی نے پہلے آپ کو قید کر دیا، پھر آپ کو رہا کر دیا۔ اس نے حضرت علی علیہ السلام کو (خواب میں) دیکھا جو اس سے فرما رہے تھے فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم۔ ہادی چونک پڑا اور آپ کو رات کو رہا کر دیا، خلیفہ ہارون رشید نے آپ کو کعبہ کے پاس تشریف فرما دیکھا اور کہا کہ آپ ایسے شخص ہیں کہ آپ سے لوگ پوشیدہ بیعت کرتے ہیں۔ امام نے فرمایا میں دلوں کا امام ہوں، تم جسموں کے امام ہو۔ ہارون رشید نے آپ سے کہا اے چچا کے فرزند تم پر سلام ہو، امام موسیٰ کاظم نے فرمایا۔ اے میرے باپ تم پر سلام ہو! رشید نے آپ سے حسد کیا آپ کو اپنے ساتھ بغداد لے آیا آپ کو قید کر دیا قید خانہ سے زہر کی موت سے باہر نکلے، بغداد کی غربی جانب دفن ہوئے، آپ کے سینتیس فرزند ہیں ان میں سے امام علی رضا علیہ السلام بہت مشہور اور جلالت قدر والے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خلیفہ مامون آپ کو اپنی جان کے برابر تصور کرتے تھے اپنی بیٹی کا آپ سے نکاح کر دیا تھا اور اپنی سلطنت میں آپ کو شریک کار بنایا تھا۔ خلافت آپ کے سپرد کر دی تھی، اس نے ۲۰۱ھ میں اپنے ہاتھ سے ایک نوشتہ تحریر کیا کہ امام علی رضا علیہ السلام آپ کے ولی عہد ہیں بہت سے لوگوں کی اس تحریر پر گواہی کرائی تھی، لیکن امام علیہ السلام (مامون سے پہلے) انتقال کر گئے تھے (حضرت نے اپنی موت سے پہلے آگاہ کیا کہ آپ نے زہر آلود انگوروں کو تناول فرمایا اور آپ انتقال کر گئے، مامون نے ارادہ کیا کہ حضرت کو ہارون رشید کے پیچھے کی جانب سے دفن کرے۔ لیکن اس کو اس بات کی قدرت نہ ہوئی۔ اس بات کی خبر مامون کو امام علی رضا رضی اللہ عنہ نے دی تھی۔ آپ کے حوالی میں حضرت معروف کرخی ہیں جو سری سقطی کے استاد ہیں۔ آپ حضرت کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے۔"

حاکم نے روایت کی ہے کہ حضرت نے ایک شخص سے فرمایا کہ تم اس چیز پر راضی ہو جاؤ جس کا ارادہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اور اس چیز کے لئے تیار ہو جاؤ جس سے چھٹکارہ نہیں ہے وہ شخص تین روز کے بعد مر گیا، نیز حاکم نے محمد بن عیسیٰ سے وہ ابو حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو اس گھر میں خواب میں دیکھا جس گھر میں ہمارے شہر میں حجاج بن یوسف ثقفی اترے تھے۔ میں نے رسول اللہ کی خدمت میں سلام

عرض کیا: میں نے آپ کے پاس مدینہ کی کھجوروں کے پتوں کا ایک ٹوکرا دیکھا جس میں صیحانی کھجوریں موجود تھیں۔ رسول اللہ نے اس سے مجھے اٹھارہ کھجوریں عنایت فرمائیں۔ میں نے اس کا مطلب یہی سمجھا کہ میں ان کی تعداد کے برابر زندہ رہوں گا، بیس دن کے بعد امام ابوالحسن علی رضا علیہ السلام مدینہ سے تشریف لائے اور آپ اسی گھر میں تشریف فرما ہوئے، میں نے حضرت کو اسی جگہ تشریف فرما دیکھا۔ جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے حضرت کے پاس مدینہ کی کھجوروں کے پتوں کا ٹوکرا بنا ہوا موجود تھا جس میں صیحانی کھجوریں موجود تھیں۔ میں نے حضرت کو سلام عرض کیا۔ آپ نے مجھے ان کھجوروں سے ایک مٹھی کھجوروں کی عنایت کی، وہ اٹھارہ کھجوریں تھیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کے فرزند مجھے کچھ زیادہ عنایت فرمایئے، فرمایا اگر میرے نانا تم کو زیادہ دیتے تو میں تم کو زیادہ دیتا، تاریخ نیشاپور میں مذکور ہے کہ حضرت کئی دن تک نیشاپور میں قیام فرما رہے، وہاں سے مرد اشاہجان کی طرف روانہ ہوئے، حضرت پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ پردے کی وجہ سے آپ دکھائی نہیں دیتے تھے۔ حافظ ابوذرعہ رازی اور محمد بن اسلم طوسی آپ سے عرض گزار ہوئے، ان دونوں حضرات کے ساتھ علم اور حدیث کے طلاب اس کثرت سے تھے جن کا شمار کرنا ناممکن ہے، یہ دونوں حضرات آپ کی خدمت میں گڑگڑا کر عرض گزار ہوئے کہ حضرت ان لوگوں کو اپنے چہرہ مکرم اور مبارک کی زیارت کرائیں، اور ان لوگوں سے اپنے آباؤ اجداد کی کوئی حدیث بیان فرمائیں۔ حضرت نے خچر کو ٹھہرا دیا، اپنے خدام کو پردے کے ہٹانے کا حکم دیا، حضرت نے اپنے روئے مبارک کے دیدار سے لوگوں کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا، حضرت کی زلفوں کی دو پٹیاں آپ کے شانے پر لٹکی ہوئی تھیں، لوگوں کا یہ عالم تھا کہ دھاڑیں مار مار کر چیخ رہے تھے، اور رو رہے تھے۔ بعض لوگ زمین پر رگڑ رہے تھے اور بعض آپ کے خچر کے پاؤں کو چوم رہے تھے، علماء نے چلا کر کہا اے لوگوں کا گروہ! کان لگا کر بات سنو! حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "میرے باپ موسیٰ کاظم نے مجھے حدیث بیان کی۔ آپ اپنے باپ امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے باپ محمد باقر سے وہ اپنے باپ زین العابدین سے وہ اپنے باپ حسین سے وہ اپنے باپ حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے حبیب، میری آنکھوں کی ٹھنڈک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث بیان کی۔ آپ نے فرمایا مجھے حضرت جبرائیل نے بیان کیا کہ میں نے رب العزت کو فرماتے ہوئے سنا کہ لاالٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے۔ جس شخص نے ان الفاظ کو کہا وہ میرے قلعہ میں داخل ہوگیا۔ جو شخص میرے قلعہ میں داخل ہوگیا، وہ میرے عذاب سے مامون ہوگیا۔"

(فصل الخطاب میں) ابوصلت عبدالسلام بن صالح بن سلیمان ہروی سے روایت ہے اس نے کہا کہ جب امام رضا ابن موسیٰ کاظم علیہما السلام نے نیشاپور سے کوچ فرمایا تو میں آپ کے ساتھ تھا۔ حضرت شہبا بغلہ پر

سوار تھے۔ احمد بن حرب، یحییٰ بن یحییٰ، اسحٰق بن راہویہ اور اہل علم میں سے کافی آدمیوں نے حضرت کے خچر کی لگام کو پکڑ کر عرض کیا، آپ کو آپ کے آباؤ اجداد کی قسم ہمیں کوئی ایسی حدیث سنایئے جس کو آپ نے اپنے باپ سے سنا ہو۔ انہوں نے اپنے ابار طاہرین سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو پھر آپ نے جس طرح ابھی ابھی حدیث مذکور ہوئی ہے، اسی طرح حدیث بیان کی اور کچھ اس میں زیادتی کی۔" روایت میں ہے کہ جب حضرت کی سواری روانہ ہوئی تو آپ نے ان کلمات (لاالٰہ الا اللہ) کو بلند آواز سے کہا کہ ان کی شروط کے ساتھ کہا ہو، میں ان کلمات کے شروط میں سے ہوں۔ عرض کیا گیا۔ کہ اس کے شروط کیا ہیں۔ فرمایا کہ وہ شخص اس بات کا اقرار کرے کہ آپ مسلمانوں کے امام ہیں، آپ کی اطاعت فرض ہے۔ انتہی فصل الخطاب"۔ اس بات پر شاہد اور اس کو حضرت علی کرم اللہ وجہ کا وہ قول تقویت دیتا ہے جو کتاب غرر الحکم میں منقول ہے کہ لاالٰہ الا اللہ کی کچھ شرطیں ہیں میں اور میری اولاد ان شرائط میں سے ہیں"۔

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ ہمیں سہل بن ابی سہل اور محمد بن اسماعیل دونوں نے حدیث بیان کی۔ دونوں نے کہا کہ ہمیں ابو صلت عبدالسلام بن صالح بن سلیمان ہروی نے حدیث بیان کی اس نے کہا کہ ہمیں امام علی رضا بن موسٰے نے اپنے باپ موسیٰ بن جعفر سے وہ اپنے باپ جعفر بن محمد وہ اپنے باپ محمد بن علی سے وہ اپنے باپ علی بن حسین سے، آپ اپنے باپ حسین بن علی سے وہ اپنے باپ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایمان معرفت قلب، زبان کے اقرار اور ارکان پر عمل کرنے کا نام ہے۔ ابو صلت نے کہا اگر یہ اسناد پاگل پر پڑھ دیا جائے تو وہ پاگل پنے سے ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ کی عمر پچپن سال تھی آپ کے پانچ فرزند تھے اور ایک لڑکی تھی ان میں زیادہ جلالت قدر والے اور فصیح اللسان امام محمد تقی جواد تھے۔ یہ بات اتفاق سے بیان کی گئی ہے کہ آپ بغداد کی گلی میں لڑکوں کے ساتھ موجود تھے۔ اچانک وہاں سے مامون کا گزر ہوا تمام لڑکے دوڑ گئے امام محمد تقی ٹھہرے رہے اس وقت آپ کی عمر ۹ سال کی تھی، مامون نے آپ سے کہا اے لڑکے تم کیوں نہیں بھاگے؟ فرمایا راستہ تنگ نہیں تھا اور میرا کوئی قصور نہیں ہے، میرا خیال آپ کے حق میں اچھا ہے آپ اس شخص کو کوئی نقصان نہیں دیتے جس کا کوئی گناہ نہ ہو، مامون نے آپ کے کلام کو عجیب اور مستحسن خیال کیا، مامون چلا گیا، اس کے پاس ایک شکاری باز تھا۔ جب وہ آبادی سے دور ہو گیا تو اس نے اپنے باز کو تیتر پر چھوڑ دیا، باز اس سے غائب ہو گیا فضا سے اس صورت سے واپس آیا کہ اس کی چونچ میں ایک مچھلی تھی جس میں زندگی کے آثار پائے جاتے تھے۔ مامون اس بات سے متعجب ہوا۔ جب واپس آیا تو اس نے لڑکوں کو حسب سابق موجود پایا، محمد تقی کے سوا تمام لڑکے بھاگ گئے۔

مامون: میرے ہاتھ میں کیا ہے؟

امام محمد تقی: اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے فضا میں سمندر خلق کیا ہے اس میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں پیدا کی ہیں۔

جن کو بادشاہوں کے باز شکار کرتے ہیں۔ جن سے اہل بیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتحان لیا جاتا ہے ۔

مامون: تم علی رضا کے حقیقتاً فرزند ہو۔ اس نے آپ کی بہت زیادہ عزت کی، اس نے اس بات کا عزم کیا کہ آپ کو اپنی لڑکی ام الفضل بیاہ دے، آپ کو عباسیوں نے ایسا کرنے سے روک دیا۔ اس خوف کے ڈر سے کہ کہیں مامون آپ کو اپنا ولی عہد نہ مقرر کر دے، جس طرح آپ کے باپ کو ولی عہد مقرر کیا تھا۔ عباسیوں نے قاضی علیٰ بن اکثم کو مامون کی خدمت میں روانہ کیا، اور اس سے انہوں نے اس بات کا وعدہ کیا کہ اگر وہ حضرت سے مباحثہ میں علم میں غالب آ گیا تو اس کو بہت سی چیزیں دی جائیں گی۔ علیٰی بن اکثم نے آپ سے مسائل دریافت کئے حضرت نے اس کو بہترین جواب دیا، مامون نے عرض کیا اے محمد تقی تم بھی علیٰی سے کچھ سوال کرو۔ اگرچہ ایک مسئلہ ہی کیوں نہ ہو، امام نے علیٰی سے دریافت کیا کہ تمہاری اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے کہ اس نے ایک عورت کو دن کے شروع حصہ میں بنظر حرام دیکھا، سورج کی بلندی کے وقت وہ عورت اس کے لئے حلال ہو گئی۔ پھر ظہر کے وقت حرام ہو گئی۔ پھر عصر کے وقت اس پر حلال ہو گئی۔ پھر اس پر غروب کے وقت حرام ہو گئی۔ پھر عشا کے وقت اس پر حلال ہو گئی، پھر نصف رات کے وقت اس پر حرام ہو گئی، پھر فجر کے وقت اس پر حلال ہو گئی" قاضی علیٰی نے کہا میں اس بات کو نہیں جانتا۔

امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا یہ لونڈی کے متعلق ہے۔ ایک اجنبی آدمی نے شہوت کے ساتھ اس کی طرف دیکھا یہ دیکھنا حرام ہوا۔ پھر اسے بلندی آفتاب کے وقت اسے خرید لیا۔ وہ لونڈی اس کے لئے حلال ہو گئی، ظہر کے وقت اس کو آزاد کر دیا، وہ اس کے لئے حرام ہو گئی، عصر کے وقت اس سے شادی کر لی۔ اس کے لئے حلال ہو گئی، مغرب کے وقت اس سے ظہار کیا وہ اس کے لئے حرام ہو گئی، اس نے عشا کے وقت ظہار کا کفارہ ادا کر دیا وہ اس کے لئے حلال ہو گئی، اس نے نصف رات کے وقت اس کو طلاق رجعی دے دی اس کے لئے حرام ہو گئی، فجر کے وقت اس سے رجوع کر لیا وہ اس کے لئے حلال ہو گئی۔ اس وقت مامون نے عباسیوں سے کہا کہ تم نے حضرت کی فضیلت کے انکار کے بعد آپ کو جان لیا ہے، اس کے بعد مامون نے اپنی لڑکی کی شادی امام سے کر دی، حضرت اپنی زوجہ کو لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے، مامون کی بیٹی ام الفضل نے اپنے باپ مامون کے پاس خط تحریر کیا کہ حضرت کے پاس ایک عورت ہے جس سے آپ خوش ہوتے ہیں، ام الفضل کے پاس اس کے باپ نے خط تحریر کیا کہ میں نے تمہاری شادی امام سے اس غرض کے لئے نہیں کی تھی، کہ جو چیز حضرت کے لئے حلال ہو میں اس کو آپ پر حرام کر دوں، دوبارہ ایسی حرکت نہ کرنا، خلیفہ معتصم کی طلب پر ۲۲۰ھ میں محرم الحرام میں سے دو راتیں باقی تھیں بغداد میں تشریف لاتے، اسی سال ذوالقعدہ کے آخر میں انتقال فرما گئے۔ مقابر قریش میں اپنے دادا کی پشت کی جانب میں دفن ہوئے۔ آپ کی عمر مبارک پچیس سال

تھی، کہا گیا ہے کہ آپ کو آپ کے باپ کی مانند زہر دیا گیا۔ آپ کے دو فرزند اور دو بیٹیاں تھیں، آپ کے ایک فرزند کا نام موسیٰ دوسرے کا نام نقیؔ تھا اور امام علی نقی باپ کے علم اور کمال کے وارث ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کوفے کا ایک دیہاتی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میں آپ کی اور اجداد کی ولا سے متمسک ہوں، مجھ پر قرض ہو گیا ہے، اس کے ادا کی صورت آپ کے سوا کہیں نہیں چاہتا۔ فرمایا یہاں ٹھہرو، متوکل نے آپ کی خدمت میں تیس ہزار درہم بھیجے۔ آپ نے وہ تمام کے تمام دیہاتی کو عطا کر دیئے۔ اعرابی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کے فرزند دس ہزار میرے قرض ادا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ آپ نے تیس ہزار میں سے کسی چیز کو واپس لینے سے انکار کر دیا، دیہاتی یہ کہتا ہوا چلا گیا اللہ بہتر جانتا ہے جہاں اپنی رسالت کو رکھتا ہے"۔

مسعودی نے نقل کیا ہے کہ خلیفہ متوکل نے تین درندوں کے لانے کا حکم دیا، وہ تینوں اس کے محل میں لائے گئے، پھر اس نے امام علی نقی علیہ السلام کو طلب کیا، جب آپ اندر تشریف لائے تو اس نے محل کا دروازہ بند کر دیا، درندے حضرت کے اردگرد گھومنے لگ گئے، حضرت کے سامنے جھک گئے آپ اپنی آستین کے ساتھ ان کو مس کرتے تھے، پھر آپ اوپر متوکل کے پاس تشریف لے گئے۔ ایک گھنٹہ تک اس کے ساتھ گفتگو فرماتے رہے، پھر نیچے تشریف لائے، درندوں نے آپ کے ساتھ پہلے کی طرح برتاؤ کیا، آپ باہر تشریف لے گئے، متوکل نے بہت بڑا انعام آپ کی خدمت میں بعد میں روانہ کر دیا، متوکل سے کہا گیا تیرے چچا کے فرزند نے درندوں کے ساتھ جو کچھ کیا تم بھی ایسا کرو جس طرح تمہارے چچا کے فرزند نے کیا ہے، اس نے کہا تم میرے قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو، پھر انہیں حکم دیا کہ وہ اس راز کو فاش نہ کریں۔ آپ نے سرمن رائی میں جمادی الآخر ۲۵۴ھ میں انتقال فرمایا۔ اور اپنے گھر میں دفن ہوئے، اس وقت آپ کی عمر شریف چالیس سال تھی۔ آپ آخر عمر تک سرمن رائی میں قیام فرما رہے۔ آپ کے چار فرزند اور ایک لڑکی تھی، متوکل نے آپ کو ۲۴۳ھ میں مدینہ سے بلایا تھا، آپ کے فرزندوں میں جلیل القدر جناب ابو محمد حسن عسکری ہیں آپ ۲۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ جب آپ کو قید کیا گیا، لوگ قحط سالی میں مبتلا ہو گئے۔ خلیفہ معتمد بن متوکل نے تین دن تک لوگوں کو نماز استسقاء کے ادا کرنے کا حکم دیا لیکن بارش کا ایک قطرہ بھی نہ ٹپکا، نصاریٰ بارش کی خاطر نکلے اور ان کے ساتھ راہب بھی تھا۔ جب راہب نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کیا، بادل بن گیا اور بارش ہو گئی، اسی طرح دوسرے دن ہوا، لوگ اپنے مذہب کے بارے میں شک میں مبتلا ہو گئے، بعض مرتد ہو گئے۔ یہ بات معتمد کو ناگوار گزری، اس نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو حاضر کرنے کا حکم دیا، آپ جب تشریف لائے تو معتمد نے آپ سے کہا ہلاک ہونے سے پہلے اپنے نانا رسول اللہ صلی

علیہ وآلہ وسلم کی امت کی خبر لیجئے، امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا انصاری کو کل نکلنا چاہیئے۔ میں انشاء اللہ عزوجل شک کو دور کر دوں گا، معتمد نے آپ کے ساتھیوں کو قید سے رہا کر دینے کا حکم دیا، وہ حضرت کی وجہ سے رہا کر دیئے گئے۔ راہب انصاری کی معیت میں باہر نکلا، اس نے اپنے ہاتھ کو آسمان کی طرف بلند کیا۔ بادل بن گیا اور برسا، امام حسن عسکری علیہ السلام نے حکم دیا کہ راہب کے ہاتھ میں جو چیز ہے اس پر قبضہ کر لیا جائے۔ چنانچہ وہ قبضہ میں کر لی گئی، وہ ایک انسان کی ہڈی تھی حضرت نے راہب سے کہا (اب) بارش طلب کرو، اس نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا، بادل چلا گیا، سورج نکل آیا، لوگوں کو تعجب ہوا، معتمد نے عرض کیا اے ابو محمد یہ کیا چیز تھی؟ فرمایا یہ ایک نبی کی ہڈی ہے جس سے راہب کامیاب ہوتا تھا، اگر کسی نبی کی ہڈی کو آسمان کے نیچے ظاہر کر دیا جائے تو بارش ہو جاتی ہے، لوگوں نے اس ہڈی کا کئی مرتبہ امتحان کیا، جس طرح حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا تھا، لوگوں سے شبہ دور ہو گیا، حضرت امام حسن عسکری اپنے گھر میں تشریف لائے آپ نے ۲۶۰ھ میں انتقال فرمایا، اپنے باپ کے ساتھ دفن ہوئے۔ آپ کی عمر ۲۸ سال تھی، کہا گیا ہے کہ آپ کا انتقال بھی زہر دینے کی وجہ سے ہوا تھا۔ آپ نے ایک فرزند کے سوا کسی کو نہیں چھوڑا۔ وہ ابو القاسم محمد الحجۃ (عجل اللہ فرجہ) ہیں، باپ کے انتقال کے وقت آپ کی عمر ۵ سال تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم، حکمت کی دولت سے نوازا تھا، آپ کا نام القائم، المنتظر ہے (عجل اللہ فرجہ) آپ پوشیدہ ہو کر غائب ہو گئے تھے۔ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کہاں تشریف لے گئے۔ (انتہی کتاب الصواعق)

(باب ۶) ابن اعین کا خواب جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی کرامت

امام زین العابدین اور امام محمد باقر رضی اللہ عنہما کے ابیات کا ذکر

جواہر العقدین میں شریف سمہودی مصری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ تعجب خیز باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نصر اللہ بن اعین شاعر مکہ معظمہ میں آیا، آپ کے ساتھ سامان اور مال تھا۔ آپ پر بعض لوگ بنو داؤد میں سے ٹوٹ پڑے جو وادی صفراء میں قیام پذیر تھے، انہوں نے آپ کا مال لوٹ لیا اور آپ کو زخمی کر دیا۔ اس نے ایک قصیدہ ملک عزیز طغتکین بن ایوب والی یمن کے پاس لکھا، اس کے بھائی کا نام ملک ناصر تھا، اس نے ایک قصیدہ کو اپنے ایک گورنر کے پاس روانہ کیا کہ وہ ساحل کے علاقہ میں جائے اور اس کو فرنگیوں کے ہاتھوں سے فتح کرے۔ قصیدہ یہ ہے:-

اعیتا صفاتک ذاک المصقع اللسنا ۔۔۔ وجزت بالجود حد الحسن والحسنا

ولا تقل ساحل الافرنج افتحہ ۔۔۔ فما یساوی اذا قایستہ عدنا

وان اردت جہاداً فادن سیفک | من قوم اضاعوا فروض اللہ والسننا
ولا تقل انہم اولاد فاطمۃ | لو ادرکوا آل حرب حاربوا الحسنا
طہر بسیفک بیت اللہ من دنس | واحاط بہ من خستۃ وخنا

جب اس نے اس قصیدہ کو تمام کیا تو اس نے خواب میں فاطمہ زہرا کو دیکھا، آپ (اس کے) گھر میں تشریف فرما تھیں، اس نے جناب سیدہؓ پر سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب نہ دیا۔ اس نے آپ کی خدمت میں گڑگڑایا عاجزی اور انکساری بیان کی، اور اپنے گناہ کے متعلق سوال کیا جس کی وجہ سے وہ اس بات کا موجب ہو گیا ہے۔ جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ قصیدہ ارشاد فرمایا۔

حاشا بنی فاطمہ کلہم | من خستۃ تعرض او من خنا
وانما الایام فی غدرھا | وفعلہا السوء اساءت بنا
لئن جنا من ولدی واحد | تجعل کل السب عمداً لنا
فتب الی اللہ فمن یقترف | اثماً فلا یامن ھماجنا
فاصفحوا لاجل المصطفیٰ احمد | ولا تثر من الہ اعینا
فکل ما نالک منہم عناً | تلقی بہ فی الحشر منا آمنا

اس کے بعد سیدہؓ کے دست مبارک اکرم اور مقدس سے پانی کی مانند کوئی چیز اس شخص کے زخم پر گری پھر وہ خواب سے بیدار ہو گیا، اس نے دیکھا کہ جو زخم اس کے بدن پر موجود تھا وہ مندمل ہو کر درست ہو گیا تھا، اس نے فوراً جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قصیدہ کے وزن پر ایک قصیدہ لکھا۔ جس کو جناب سیدہؓ نے خواب کی حالت میں ارشاد فرمایا تھا۔ پھر معذرت کرتے ہوئے کہا۔

عذراً الی بنت نبی الہدیٰ | تصفح عن ذنب محب جنا
وتوبۃ تقبلہا عن اخی | مقالۃ توقعہ فی العنا
واللہ لو قطعنی واحد منہم | بسیف البغی او القنا
ولم ارہ لفعلہ ظالماً | بل انہ فی فعلہ احسنا

اس شاعر نے اس حکایت کو بادشاہ یمن کی خدمت میں تحریر کیا۔ اس نے ان اشراف اور اہل مکہ کی خدمت میں بہت سے تحائف روانہ کیے۔ یہ قصیدہ دیوان ابن اعلیٰ میں لوگوں کے درمیان مشہور ہے۔ کتاب سفینہ راغب باشا صدر اعظم میں ہے کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے یہ شعر ارشاد فرمائے

انی لاکتم من علمی جواہرہ کیلا | یری الحق ذو جہل فیفتتنا

وقد تقدم فی هذا الرحسن — الی الحسین ودحی قبلنا الحسنا
اباب جدهما علم لو الوحی بیه — لقیل لی انت ممن یعبد الوثنا
ولاستحل رجال مسلمون دمی — یرون اقبح ما یاتونہ حسنا

جواہر العقدین میں ہے کہ ان کے بعض نے کہا کہ میں کہ اور مدینہ کے درمیان موجود تھا۔ ناگاہ میرے سامنے ایک شعبہ نمودار ہوا کبھی ظاہر ہو جاتا تھا اور کبھی غائب ہو جاتا تھا۔ حتیٰ کہ میرے قریب آگیا، مجھ پر سلام کیا، میں نے اس کو سلام کا جواب دیا، میں نے اس سے کہا اے جوان کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے کہا اللہ کے ہاں سے آرہا ہوں۔ میں نے کہا کہاں جارہے ہو، کہا اللہ تعالیٰ کے ہاں جارہا ہوں، میں نے کہا تمہاری زادِ راہ کیا ہے۔ اس نے کہا پرہیزگاری، میں نے کہا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں عربی ہوں، میں نے کہا، کون سے عرب میں سے ہو، کہا قریش سے ہوں، میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا کرے میرے لئے تعین کیجئے۔ کہا میں ہاشمی ہوں، میں نے کہا اور تعین کیجئے۔ اس نے کہا میں علوی ہوں، پھر یہ اشعار ارشاد کئے

نحن علی الحوض ساداہ — نذود ونسعد وراده
ہم حوض پر موجود ہوں گے۔ کچھ آنے والوں کو ہٹائیں گے، وہ لوگ نیک بخت ہونگے جو لائے جائینگے۔
فما فاز من فاز الا بنا — وما خاب من حبنا زاده

فمن سرنا نال منا السرور — ومن ساءنا ساء میلاده
جس شخص نے ہمیں خوش رکھا وہ ہم سے خوشی حاصل کرے گا۔ جس نے ہم کو تکلیف دی اس کی ولادت بری ہے
ومن کان غاصبنا فضلنا — فیوم القیامۃ میعاده
جس شخص نے ہماری فضیلت کو چھپایا۔ قیامت کے روز اسی نے لوٹنا ہے۔

پھر فرمایا میں محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہوں۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ موجود نہیں تھے، مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ آپ زمین کے تلے تشریف لے گئے یا آسمان کی طرف چڑھ گئے۔"

باب ۶۵

کتاب فصل الخطاب مؤلفہ سید کامل محدی، عالم، عامل محمد خواجہ پارسائی بخاری

سب سے پہلے خلیفہ خواجہ محمد بخاری شاہ نقشبندی قدس اللہ سرہما و رفع درجاتہما و وہب لنا فیوضہما و برکاتہما سے فضائل کو نقل کیا ہے۔

امام واحدی نے اپنے اسناد کے ساتھ اعمش سے روایت کی ہے وہ سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب آیت قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ لوگ کون ہیں جن سے مودت رکھنا ہی ہمارے اوپر واجب ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا وہ لوگ علی ہیں، فاطمہ ہیں، اور ان دونوں کے دو فرزند ہیں۔ نیز امام واحدی اپنے اسناد سے زاذان سے روایت کرتے ہیں۔ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے حق میں آل حم آیت ہے۔ جس کو ہر مومن یاد رکھتا ہے۔ پھر آپ نے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ کی تلاوت امام فخرالدین رازی نے کہا ہے کہ روایت کیا گیا ہے کہ کہا گیا یا رسول اللہ آپ کے قرابت دار کون لوگ ہیں؟ جن کی مودت ہم پر واجب ہے۔ فرمایا علی، فاطمہ اور ان دونوں کے دونوں فرزند ہیں۔ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ چار حضرات مزید مودت اور تعظیم کے ساتھ کئی وجوہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ یہی آیت دلالت کرتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے محبت کرتے تھے اور یہ بات نقل متواتر سے اور عقل سے ثابت ہے، امت پر بمصداق اللہ تعالیٰ کے فرمان کے واتبعوہ لعلکم تہتدون رسول کی اتباع کرو تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ رسول اللہ کی اتباع کرنا واجب ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ آل کے لئے دعا کرنا ایک منصب عظیم ہے۔ اس دعا کو نماز کے تشہد کے خاتمہ پر اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔ یہ تعظیم آل کے سوا اور کسی کے لئے نہیں پائی جاتی"۔ امام شافعی نے کہا:۔

یا راکباً قف بالمحصب من منی | واھتف بساکن خیفھا والناھض
ان کان رفضاً حب آل محمد | فلیشھد الثقلان انی رافضی (انتھی)

بعض عارفین نے کہا ہے کہ اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے قرابت داروں سے محبت کرنے کا پھل خود انسانوں کے اپنے نفسوں کی طرف عائد ہوتا ہے۔ کیونکہ مودت رکھنا خود ان کی نجات کا باعث

ہے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قل ماسألتکم من اجر فھو لکم (ان سے کہدو کہ جس مزدوری کا میں نے تم سے سوال کیا ہے وہ تمہاری خاطر ہے) مودت و محبت روحانی مناسب چاہتی ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ ان لوگوں کا حشر کے روز آپس میں اکٹھا ہونا ہے۔ حدیث میں وارد ہوا المرء مع من احب انسان کا حشر اس شخص کے ساتھ ہوگا جس کو وہ دوست رکھتا ہوگا، یہ بات ناممکن ہے کہ جس شخص کی روح مکدر ہو اور اہل بیت سے اس کا مرتبہ دور ہو۔ اہل بیت سے حقیقتاً اور خلوص دل سے محبت رکھتا ہو اور اسی طرح یہ بات بھی ناممکن ہے کہ جس شخص کی روح روشن ہو اور وہ ان حضرات کو دوست نہ رکھتا ہو ایسے لوگ اہل بیت نبوت اور معادن ولایت اور فتوت کی مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں، ان حضرات کو وہی شخص دوست رکھتا ہوگا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا۔ اگر یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی عنایت اولی کے لحاظ سے محبوب نہ ہوتے تو ان کو اللہ کا رسول بھی دوست نہ رکھتا، رسول اللہ کی محبت عین محبت خدا ہے، یہ محبت اجمال کے بعد تفصیلی صورت میں ہوتی ہے۔

حدیث مذکورہ بالا میں چار حضرات علیؑ، فاطمہؑ اور ان دونوں کے دونوں فرزند مخصوص طور پر ذکر کئے گئے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو ان کے علاوہ اور کسی کی محبت پر ایسا برانگیختہ نہیں کیا کہ وہ ان حضرات سے اور ان کی اولاد سے محبت کریں، وہ ان حضرات کے راستے پر چلیں اور ان کی ہدایت کی پیروی کریں۔ ان کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ ان حضرات سے محبت کرنا ان پر واجب ہے، اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو ان سے احسان کرنے کے بارے میں برانگیختہ کیا ہے اور ان پر ظلم کرنے اور ان کو اذیت دینے سے منع کیا ہے۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اس شخص پر جنت حرام ہے جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور میری عترت کے بارے میں مجھے اذیت دی"

(رسول اللہ نے فرمایا) جس شخص نے اولاد عبدالمطلب میں سے کسی کے ساتھ کوئی نیکی کی اور اس کو اس نیکی کا بدلہ نہ ملا تو میں اس شخص کو کل جب قیامت کے روز مجھے ملے گا میں خود اس کو بدلہ دوں گا۔" اور جس شخص نے کسی نیکی کو حاصل کیا ہم اس کی نیکی میں اچھی زیادتی کریں گے۔ یعنی جس شخص نے آل رسول کی محبت کو حاصل کیا، ہم اس کی پیروی کرنے میں جو اس نے اہل بیت کے طریقہ پر کی اچھائی کو زیادہ کریں گے۔

یہ محبت صفا استعداد اور پاکیزہ فطرت کی وجہ سے ہوتی ہے، ان سے اچھی متابعت کی توفیق کا موجب ہوتی ہے۔ ان کی ہدایت کو قبول کرنے کو مقام مشاہدہ میں لے آتی ہے۔ اہل ولایت سے محبت کرنے والا قیامت کے روز ان حضرات کے ساتھ محشور ہوگا۔

امام ابو اسحٰق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں امام محمد بن اسلم طوسی سے وہ یعلی بن عبید سے وہ اسماعیل ابن

ابی خالد سے وہ قیس بن ابی حازم سے وہ جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو آل محمد کی محبت پر مرگیا وہ شہید ہو کر مرا۔ خبردار! جو آل محمد کی محبت پر مرگیا وہ مغفور ہو کر مرا، خبردار! جو شخص آل محمد کی محبت پر مرگیا تو اس کے لئے اس کی قبر میں جنت کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، خبردار! جو شخص آل محمد کی محبت پر مرگیا وہ جنت کی طرف اس شان سے جائے گا جس طرح دلہن شان کے ساتھ اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے۔" خبردار! جو شخص آل محمد کی محبت پر مرگیا اللہ تعالیٰ اس کی قبر کی زیارت کرنے والے رحمت کے فرشتوں کو مقرر کرتا ہے۔" خبردار! جو شخص آل محمد کی محبت پر مرگیا وہ سنت وجماعت پر مرا!" خبردار جو شخص آل محمد سے بغض رکھ کر مرگیا وہ قیامت کے روز اس حالت میں آئے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔" خبردار! جو آل محمد سے بغض رکھ کر مرگیا وہ جنت کی خوشبو کو نہیں سونگھے گا۔"

جامع الاصول میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ سے فرمایا۔ میری اس سے جنگ ہے جس سے تم نے جنگ کی اور میری اس سے صلح ہے جس سے تم نے صلح کی۔ اس حدیث کو ترمذی نے بیان کیا ہے

ابو حازم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسنؓ اور حسینؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا میری اس سے جنگ ہے جس سے تم نے جنگ کی اور میری اس سے صلح ہے جس سے تم نے صلح کی۔" امام ابو اسحٰق ثعلبی نے حافظ ابوعبداللہ [redacted] اپنے اسناد کے ساتھ زید بن علی بن حسین سے روایت کی ہے آپ اپنے باپ سے وہ آپ کے دادا علی رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنے ساتھ لوگوں کے حسد کی شکایت کی، رسول اللہ نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کر تم ان چار آدمیوں میں چوتھے ہو جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے، میں ہوں، حسنؓ ہیں، حسینؓ ہیں، ہماری عورتیں ہمارے دائیں اور ہمارے بائیں ہوں گی اور ہماری اولاد ہماری عورتوں کے پیچھے ہوں گی۔"

ابوعبداللہ محمد بن علی حکیم ترمذی نے اپنی کتاب نوادر الاصول میں نقل کیا ہے کہ ہمیں علی بن خالد نے حدیث بیان کی۔ اس نے کہا محمد بن عثمان بصری نے حدیث بیان کی، اس نے کہا ہمیں محمد بن فضیل نے حدیث کی [redacted] محمد بن سعد بن ابی طیبہ سے وہ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آل محمد کی معرفت آگ سے برأت کا باعث ہے۔ آل محمد کی محبت دپل، صراط سے گزرنے کا پروانہ ہے۔ آل محمد کی ولایت عذاب سے امان کا باعث ہے۔" نیز یہ حدیث کتاب استماع میں مذکور ہے۔" نوادر الاصول میں ہے کہ ہمیں نصر بن عبدالرحمن دشانے حدیث بیان کی اس نے کہا ہمیں زید بن حسن انماطی نے حدیث بیان کی۔ وہ جعفر بن محمد سے [redacted]

اپنے باپ سے آپ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حج کے موقعہ پر عرفہ کے دن آپ کو آپ کی قصویٰ اونٹنی پر سوار دیکھا۔ میں نے آپ کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے اگر تم اس کو پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے (وہ) کتاب خدا ہے اور میری عترت میرے اہل بیت ہیں؛ نیز اس کو ترمذی نے بیان کیا ہے۔

نوادر الاصول میں منقول ہے کہ ہمیں میرے باپ نے حدیث بیان کی وہ ابوطفیل عامر بن واثلہ سے وہ حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس آئے تو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا اے لوگو! مجھے لطیف خبیر نے آگاہ کیا ہے کہ ہر ایک نبی اپنے گذشتہ نبی کے مقابل میں آدھی زندگی بسر کرتا ہے، میرا خیال ہے کہ عنقریب مجھے بلایا جائے گا۔ میں جواب دوں گا میں تم لوگوں کو حوض پر ملوں گا۔ جب تم میرے پاس وارد ہو گے تو میں تم سے ثقلین کے بارے میں دریافت کروں گا۔ دیکھو ان دونوں کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو۔ ثقل اکبر اللہ عزوجل کی کتاب ہے اس کے سبب کا ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اس کا ایک حصہ تم لوگوں کے ہاتھ میں ہے، اس سے متمسک رہو گمراہ نہ ہو جاؤ اور اس کو تبدیل نہ کرو اور میری عترت میرے اہل بیت ہیں، مجھے اس بات سے لطیف خبیر نے آگاہ کیا ہے وہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے؛

نوادر الاصول میں ہے کہ مجھے میرے باپ نے حدیث بیان کی اس نے کہا ہمیں حمانی نے حدیث بیان کی۔ اس نے کہا ہمیں ابن نمیر نے حدیث بیان کی، وہ موسیٰ بن عبیدہ سے روایت کرتے ہیں وہ ایاس بن سلمہ بن اکوع سے وہ اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لئے امان کا باعث ہیں؛ نوادر الاصول میں ہے کہ ہمیں عیسیٰ بن احمد عسقلانی نے حدیث بیان کی، اس نے کہا ہمیں مؤمل بن عبدالرحمٰن ثقفی نے حدیث بیان کی۔ وہ عباد بن عبدالصمد سے وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ ایک شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ کون سے اعمال افضل ہیں، فرمایا علم اللہ کے ساتھ اور اس کے احکام کے ساتھ۔ پھر وہی شخص رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ سے وہی سوال کیا اور کہا یا رسول اللہ میں آپ سے عمل کے بارے میں سوال کرتا ہوں، فرمایا علم تھوڑے سے عمل کے ساتھ تجھے فائدہ دے گا۔ اور زیادہ عمل کے ساتھ بھی، جہل تجھے تھوڑے عمل کے ساتھ نہ زیادہ عمل کے ساتھ کوئی فائدہ نہ دے گا؛

جامع ترمذی میں ابوسریحہ صحابی وہ حذیفہ بن اسید ہیں یا زید بن ارقم رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔ روایت بیان کرنے میں شک ہے۔ آپ شعبہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں جس کا مولا ہوں علی اس کے مولا ہیں۔ ترمذی نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے

نے مجھے چار اشخاص سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور مجھے اس بات سے آگاہ کیا ہے کہ وہ بھی ان کو دوست رکھتا ہے، کہا گیا یا رسول اللہ ان کے ناموں سے ہمیں آگاہ فرمائیے۔ فرمایا علی ان میں سے ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ ایسا فرمایا، ابوذر ہیں، مقداد ہیں اور سلمان ہیں، اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان سے محبت کروں، اللہ نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ ان سے محبت کرتا ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے"

حبشی بن جنادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی مجھ سے ہے میں علی سے ہوں میری طرف سے کوئی شخص ادا نہیں کرے گا میں خود ادا کروں گا یا علی ادا کریں گے۔ اس حدیث کو ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا جس میں علی بن ابی طالب موجود تھے۔ میں نے رسول اللہ کو ہاتھ اٹھاتے ہوئے فرماتے سُنا اے میرے پالنے والے مجھے اس وقت تک مارنا جب تک میں علی کو دیکھ نہ لوں، اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

کتاب المعارف میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی! دروازے کو پکڑ لو، اندر کوئی شخص داخل نہ ہو، فرشتے مجھ سے ملتے ہیں۔ حضرت علی نے کہا کہ میں نے فرشتوں کی آوازوں کو سنا، میں نے فرشتوں کے چلے جانے کے بعد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تین سو تین فرشتے تھے، فرمایا تجھے کیسے معلوم ہوا۔ میں نے عرض کیا میں نے تین سو تین مختلف آوازوں کو سُنا تھا۔ رسول اللہ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھ دیا، فرمایا اللہ تیرے ایمان اور علم کو زیادہ کرے۔ امام تاج الاسلام خدا بادی نے اپنی اربعین میں کہا ہے کہ یہ ابیات علی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے گئے ہیں۔

سبقتکم الی الاسلام طرًا	غلاما ما بلغت اوان حلمی
محمد النبی اخی وصہری	وحمزۃ سید الشہداء عمی
وجعفر الذی یضحی ویمسی	یطیر مع الملائک ابن امی
وبنت محمد سکنی وعرسی	منوط لحمہا بدمی ولحمی
وسبطا احمد والدای منہا	فایکم لہ سہم کسہمی!
واوجب بالولایۃ لی علیکم	رسول اللہ یوم غدیر خم

(ترجمہ گزرچکا ہے)

حضرت علی رسول اللہ کے ساتھ تمام غزوات میں تبوک کے سوا، بدر، احد، خندق، بیعت رضوان، خیبر

فتح مکہ، حنین اور طائف میں شامل رہے اجنگ تبوک کے موقع پر رسول اللہ نے علی کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ تمام جنگوں میں حضرت علیؓ کے مشہور و معروف کارنامے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اکثر غزوات میں علم علیؓ کو عطا کیا تھا۔"

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ جنگ احد کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سولہ ضربات لگی تھیں۔ آپ کی بہادری کے حالات اور جنگوں میں آپ کے کارنامے مشہور و معروف ہیں۔ آپ کا علم بلند مقام تک پہنچا ہوا تھا۔ اور آپ کے علم کی کثرت کا عوام اور خواص کو اعتراف ہے۔" ابن مسیب نے کہا کہ امت میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا کسی شخص نے نہیں کہا کہ جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ کو نو حصے علم کے دئیے گئے ہیں۔ خدا کی قسم وہ لوگوں کے ساتھ علم کے دسویں حصہ میں بھی شریک ہیں۔

ابن عباس سے روایت ہے جب ہمارے پاس کوئی چیز حضرت علیؓ سے ثابت ہو جاتی تھی تو ہم غیر کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے، اکابر صحابہ آپ سے (مسائل) دریافت کرتے تھے اور آپ کے فتویٰ کی طرف رجوع کرتے تھے، مشکل مسائل کے مواقع پر آپ کے اقوال مشہور ہیں۔ آپ کا زاہد ہونا امور مشہورہ میں سے ہے جس کو ہر خاص و عام جانتا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مسند میں تحریر کیا ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ تم مجھے اس حالت میں دیکھتے کہ میں نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا ہے اور میرے صدقہ کی مقدار چار ہزار درہم و دینار ہے ایک روایت میں ہے کہ چالیس ہزار درہم ہے، علماء نے کہا کہ اس سے مراد حضرت کے مملوکہ مال کی زکوٰۃ نہیں ہے۔ اس سے مراد حضرت کے اوقات ہیں جس کے ذریعہ صدقہ دیا تھا اور اس اوقات کو بطور صدقہ جاریہ وقف فرمایا تھا۔ اور اس وقف کے حاصل کردہ غلات سے اس مقدار کو رقم پہنچ گئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علیؓ کسی چیز کو بطور ذخیرہ کے جمع نہیں کرتے تھے جو اس مقدار کے قریب پہنچ جائے۔ حضرت کا جب انتقال ہوا تو سات سو درہم کے سوا اور کوئی چیز بطور ترکہ کے نہیں چھوڑی تھی۔ آپ کھدر کی چادر مذہب تن کئے ہوئے تھے۔ جس کو صرف پانچ درہم میں خرید فرمایا تھا۔ آپ کی فضیلت کے بارے میں صحاح (ستہ) میں کافی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ جب آپ کوفہ میں تشریف لائے تو آپ سے بعض حکماء عرب نے کہا کہ آپ نے خلافت کو زینت بخشی ہے۔ اور خلافت نے آپ کو مزین نہیں کیا، خلافت تیری نسبت تجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے اور حضرت کو اس بات کا علم تھا کہ آپ کس سال، کس ماہ اور کون سی رات کو قتل کئے جائیں گے۔ جس وقت آپ صبح کی نماز کی خاطر تشریف لے چلے تو بطخوں نے آپ کے سامنے آکر چلانا شروع کر دیا، آپ نے ان کو بھگا دیا اور فرمایا یہ نوحہ کر رہی ہیں۔ جب اشقی الخوارج ابن ملجم نے آپ کو ضرب لگائی تو آپ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم میں اپنے عشق میں

کامیاب ہوگیا۔ ابن ملجم نے آپ کو زہر آلود تلوار سے آپ کی پیشانی مبارک پر ۱۹ ماہ رمضان کی رات کو وار کیا، اور ۲۱ ماہ رمضان سنہ ۴۰ھ کی رات کو آپ وفات پا گئے۔ آپ کو امام حسنؑ، امام حسینؑ، محمد بن حنفیہ اور حضرت عبداللہ بن جعفر نے غسل دیا اور آپ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جس میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا، جب آپ اپنی وصیت سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا السلام علیکم، پھر آپ نے لاالٰہ الا اللہ کے سوا اور کچھ کلام نہ فرمایا، آپ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حنوط میں سے کچھ بچا ہوا حنوط موجود تھا اور آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ کو اسی حنوط سے حنوط کیا جائے، وفات کے وقت آپ کی عمر مبارک ۶۳ سال صحیح ترین قول کے مطابق تھی اور یہی قول اکثر لوگوں کا ہے۔

حاکم نے روایت حافظ ابوعبداللہ سے کی ہے کہ اس کو معلوم ہوا ہے کہ حضرت علیؑ نے حسنؑ اور حسینؑ کو وصیت فرمائی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے ایک تختہ پر اٹھا کر رکھ دینا۔ پھر مجھے لے کر غری میں آنا، غری کوفہ کا نجف ہے، تم دونوں وہاں سفید پتھر دیکھو گے۔ جس سے نور روشن ہوتا ہوگا۔ تم وہاں کھودنا۔ تم وہاں ایک تختہ پاؤ گے، مجھے وہاں دفن کر دینا[۱]

ابن ابی دنیا نے روایت کی ہے کہ ہارون رشید کے زمانے میں کوفہ کے بعض شکاری شکار کی غرض سے غری کے علاقہ کی طرف روانہ ہوئے، ہرنوں نے غری کے علاقہ میں پناہ حاصل کر رکھی تھی۔ شکاری نے کہا ہم نے ہرنوں پر بازوں اور کتوں کو چھوڑ دیا۔ کتے اور باز واپس آ گئے۔ ہم نے اس بات سے خلیفہ ہارون رشید کو آگاہ کیا، ہارون غری کی زیارت ہر سال کیا کرتا تھا، حافظ ابو رشید زین العین نے کہا کہ خلیفہ ہارون رشید کے زمانے تک حضرت علی علیہ السلام کی قبر پوشیدہ رہی۔ پھر کوفہ کی پشت پر غری کے مقام پر ظاہر ہوئی۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں آج کل لوگ زیارت کرتے ہیں۔ آپ کی قبر پر کرب اور بھاگے ہوئے کا ٹھکانا اور جائے پناہ بن گئی۔

صحیح بخاری کی شرح کرمانی میں تحریر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خوبصورت چہرے والے تھے، آپ کا چہرہ گویا کہ چودھویں رات کا چاند تھا۔

کتاب الاربعین مؤلفہ تاج الاسلام غدابادی بخاری میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام خوبصورت چہرے

---

[۱] حضرت کو کس طرح دفن کیا گیا اور آپ کی قبر کو کیوں پوشیدہ رکھا گیا اور مزار مقدس سے کیا کیا کرامات ظہور پذیر ہوئے۔ ان تمام باتوں کی تفصیل علامہ غیاث الدین عبدالکریم کی کتاب فرحۃ الغری فی تعیین قبر علی میں ملاحظہ فرمائیں۔ اس احقر نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کر دیا ہے ۱۲۔

(محمد شریف عفی عنہ)

والے تھے، زیادہ گندمی رنگ والے تھے، بڑی آنکھوں والے، بڑے پیٹ والے، زیادہ بالوں والے اور لمبی داڑھی والے تھے۔"

آپ کے اعضاء اور اطراف برابر متناسب نہیں تھے۔ حتیٰ کہ ایک آدمی نے آپ کی توصیف ان الفاظ سے کی ہے۔ گویا کہ آپ کے اعضا توڑ دیئے گئے تھے۔ پھر جوڑ دیئے گئے۔ مکہ کے قحط کے زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اپنی کفالت میں لے لیا تھا۔ یہ بعثت سے پہلے کی بات ہے۔ رسول اللہ نے آپ کی تربیت کی اور ساری باتوں کی تعلیم دی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن مجید سات حرفوں میں نازل ہوا۔ اور ہر ایک حرف کا ایک ظاہر تھا۔ اور ایک باطن حضرت علی بن ابی طالب ظاہر اور باطن دونوں کو جانتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک پاگل حاملہ عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا۔ حضرت عمر نے اس کے سنگسار کرنے کا ارادہ کیا۔ آپ سے حضرت علی نے کہا اے امیر المومنین! تم نے اس بات کو نہیں سنا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تین اشخاص پر سزا موقوف کی گئی ہے۔ ایک مجنون حتیٰ کہ ٹھیک ہو جائے۔ ایک لڑکا حتیٰ کہ بالغ ہو جائے۔ ایک سویا ہوا شخص حتیٰ کہ بیدار ہو جائے حضرت عمر نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔

کئی مسائل میں حضرت عمر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کیا تھا۔ حضرت عمر نے کہا علی جیسا انسان پیدا کرنے سے عورتیں عاجز ہیں۔ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتے۔" نیز کہا میں اس مشکل میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں، جس کو حل کرنے کے لئے حضرت علی موجود نہ ہوں۔

شیخ ابو عبدالرحمٰن سلمی نیشاپوری نے اپنی کتاب تاریخ مشائخ الصوفیہ میں تحریر کیا کہ شیخ جنید قدس سرہٗ نے کہا کہ اگر حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ جنگوں سے فراغت پاتے تو آپ کی طرف سے ہمارے پاس اس قدر علم پہنچتا جس کو دل قائم نہ رکھ سکتے۔

شرح التعرف میں منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام اُمت کے اتفاق سے تمام عارفین کے سر ہیں اور آپ کا ایسا کلام ہے جس کو آپ سے پہلے نہ آپ کے بعد کسی نے کہا ہے۔ یہ کلام وہ ہے جب آپ مسجد کوفہ کے منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا مجھ سے سوال کرو میرے پہلو میں علم کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب میرے اس منہ میں موجود ہے۔ مجھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم کو اس طرح چن چن کر ودیعت کیا ہے جس طرح پرندہ اپنے بچوں کو دانے چن چن کر ودیعت کرتا ہے۔" قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر مجھے تورات اور انجیل کے متعلق اجازت دے دی جائے تو میں اس بات کی خبر دوں گا جو

دونوں میں موجود ہوگی وہ دونو کتابیں میری اس بات کی تصدیق کریں گی۔"

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اکثر روایات کی بنا پر امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہم کی کل اولاد ۳۵ نفوس پر مشتمل
ان ۱۱ فرزند ہیں۔ امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور زینبؑ اور رقیہ جس کا دوسرا نام ام کلثوم ہے۔ ان حضرات
والدہ ماجدہ جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم ہیں۔ جناب زینب کی شادی آپ کے والد ماجد نے آپ
بنے بھائی کے فرزند عبداللہ بن جعفر طیار سے کی تھی۔ جناب عبداللہ سے جناب زینب کے ہاں علی اعون
ور عباس پیدا ہوئے۔ رقیہ جس کا دوسرا نام ام کلثوم ہے آپ کے باپ کی رضامندی جناب عباس بن
بد المطلب نے آپ کا نکاح حضرت عمر بن خطاب سے کر دیا تھا[2] آپ کے عقب میں آپ کے پانچ فرزند
ی رہے۔ ابو محمد امام حسن سبط، ابوعبداللہ حسین سبط، ابوالقاسم محمد بن حنفیہ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی
ہ بنت جعفر بن قیس قبیلہ بنو حنیفہ میں سے تھیں۔ ابوالقاسم عمر آپ کی والدہ ام حبیب بنت صہبا تغلبیہ تھیں
ابوالفضل العباس آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ام البنین زفاطمہ) کلابیہ تھا۔ اس کتاب کا مؤلف کہتا ہے،
ناب محمد بن حنفیہ طائف کے ایک پہاڑ کی غار میں داخل ہو گئے تھے۔ اس پہاڑ کو جبل رضوی کہتے ہیں تاریخ
ں مذکور ہے کہ اب پھر وہاں سے نہیں نکلے، ابوالقاسم عمر کی قبر سرزمین عجم میں نہاوند[1] کے مقام پر واقع ہے
ابوالفضل عباس کی تربت مبارک کربلا میں ہے، ابوالقاسم محمد بن حنفیہ کی اولاد ماوراء النہر اور بلخ کے علاقہ
یں بہت پائی جاتی ہے۔ سلطان العارفین خواجہ احمد یسوی، اسماعیل اتا اور میر حیدر آپ کی اولاد طاہرہ
یں سے ہیں۔ نیز یہ دونوں حضرات اہل ولایت اور عرفان میں سے ہیں اور کرامات کے مالک ہیں۔ قدس
اللہ اسراہم و رفع درجاتہم و وہب لنا برکاتہم و فیوضاتہم وسعاداتہم ایک جماعت اسماعیل اتا کی طرف
منسوب ہوتی ہے اور ایک جماعت میر حیدر کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ ان کو اسماعیل اتائی اور ان کو میر
حیدری کہا جاتا ہے (انتہی) عبداللہ بن جعفر کا سلسلہ نسب علی سے چلا اور علی کے فرزندوں سے سلسلہ نسب
محمد اور اسحاق سے چلا۔ محمد کی ماں عبداللہ بن عباس کی دختر ہیں۔

---

[1] نہاوند ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جو سرزمین ایران میں واقع ہے۔ کچھ حصہ پہاڑ کے دامن
میں ہے اور کچھ حصہ پہاڑ کے اوپر آباد ہے۔ میں نے اس قصبہ کو جولائی سنہ ۱۹۶۱ء میں دیکھا ہے۔ ۱۲
(الاحقر محمد شریف عفی عنہ)

[2] حضرت عمر سے جناب کلثوم کا عقد صحیح روایات سے ثابت نہیں۔ یہ روایات محض حضرت علی کے مخالفین
نے وضع کی ہے اور غالباً بنو امیہ کی حدیث ساز کمیٹی نے وضع کی ہے ۱۲۔ محمد شریف عفی عنہ

لوگوں نے کہا کہ تین ہو اتمام ایک زمانے میں گزرے ہیں جن میں سے ہر ایک کا نام علی تھا، ان تینوں کے فرزند تھے ان میں سے ہر ایک کا نام محمد تھا اور ان میں سے ہر ایک فرد سردار، نیک بخت، عبادت گزار اور امامت کے قابل تھا وہ حضرات یہ ہیں ابوجعفر امام محمد باقر بن علی بن حسین محمد بن علی بن جعفر طیار اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم، یہ وہ فضیلت ہے جس میں ان کے ساتھ اور کوئی شخص شریک نہیں ہو سکتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ظہر کی نماز کوفہ (مسجد کوفہ) میں ادا فرمائی۔ فرمایا عبداللہ بن عباس کہاں ہیں؟ آپ نماز میں حاضر نہیں ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ اپنے گھر میں ہیں اور آپ کا ایک فرزند پیدا ہوا ہے۔ ذکر کیا گیا کہ آپ اس میں مشغول ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کو آگاہ کرو کہ وہ میرے پاس اپنے فرزند سمیت حاضر ہو جائیں۔ عبداللہ بن عباس اپنے فرزند کو لے کر خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت نے بچے کو لے کر اس پر اپنا دست مبارک پھیرا اور اس کا نام اپنے نام پر "علی" رکھا۔ فرمایا میں عطا کرنے والے کا شکر ادا کرتا ہوں اور مجھے عطا کردہ کے بارے میں برکت دے۔ اور وہ اپنے سن رشد کو پہنچے اور تم اس کی نیکی کا رزق حاصل کرو۔ پھر فرمایا مجھ سے ابا الاملاک کو لے لو۔ آپ محمد کے والد ہیں اور محمد مدینہ کے سات فقہا میں سے تھا۔ وہ ابوالعباس عبداللہ کے جن کا لقب سفاح تھا اور ابوجعفر منصور جن کا لقب دوانقی تھا کے والد ہیں۔ یہ دونوں پہلے عباسی خلیفے ہیں، لوگوں نے پہلے سفاح کی بیعت کی تھی اور یہ ساڑھے چار سال تک خلیفہ رہے، اس نے کوفہ کے قریب ایک شہر بسایا جس کا نام ہاشمیہ رکھا۔ پھر جدری کی بیماری میں مبتلا ہو کر مر گیا، پھر لوگوں نے آپ کے بھائی ابوجعفر منصور کی بیعت کی۔ آپ نے شہر بغداد کی فصیل کی تعمیر کی شرح نہج البلاغہ میں اسی طرح تحریر کیا گیا ہے۔

در منظم میں منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے خطبے میں جس کا نام خطبہ بیان ہے یوں کہا۔ اے ابوالعباس لوگوں کے امام ہو جاؤ۔ اے منصور فصیل کی تعمیر کی طرف بڑھو یعنی بغداد کی فصیل یہ ان دونوں کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔ (انتہی الشرح)۔ جعفری حضرات سمرقند اور بخارا میں کافی تعداد میں آباد ہیں۔ انہیں حضرات میں سے امام ابوالحسن علی بن حسن بن محمد صفدی ہیں۔ جو بخارا میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ آپ امام تھے، فاضل تھے اور مناظر تھے۔ آپ نے ۳۶۱ھ میں وفات پائی رحمہ اللہ۔ کتاب السمعانی رحمہ اللہ میں ہے کہ ابوبکر محمد بن علی بن حیدر بن حمزہ بن اسماعیل بن عبداللہ بن حسن بن محمد بن جعفر بن قاسم بن اسحاق بن علی بن عبداللہ بن جعفر طیار جعفری بخارا کے رہنے والے ہیں۔ حدیث اور حدیث کے جاننے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔ آپ سے حدیث کو حافظ ابوعبداللہ محمد بخاری صاحب کتاب صحیح بخاری نے سنا اور آپ سے ابوعمرو عثمان بن علی بیکندی نے بخارا میں آپ سے حدیث کو روایت کیا، عبدالعزیز بن نخشبی نے ذکر کیا ہے کہ آپ کے شیوخ میں امام نودی محدث ہیں، شام کی زمین پر موتہ کے مقام پر جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی جنگ موتہ میں شہادت

واقع ہوگئی، موتہ بیت المقدس سے دو منزل پر واقع ہے، جب عبداللہ بن جعفر جنگ موتہ سے واپس آئے۔ مدینہ کے قریب پہنچے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو دیکھا تو آپ کو اپنی اونٹنی پر سوار کر لیا۔ اور آپ کو اپنے آگے بٹھایا اور آپ کے حق میں دعا فرمائی۔ اے میرے پلنے والے جعفر کے بعد اس کا جانشین قرار دینا، قثم بن عباس کو رسول اللہ نے اپنے پیچھے سوار کر لیا، آپ نے سمرقند میں شہادت پائی۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما نے مدینہ میں ۸۰ھ میں وفات پائی۔ اور یہ بات صحیح ہے، ایک جماعت نے کہا کہ آپ کی وفات ۹۰ھ میں واقع ہوئی۔ عبداللہ خود سخی ہیں اور سخی کے فرزند ہیں۔ امام حسن، امام حسین، عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی نابالغ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت نہیں کی، مسلم بن قتیبہ نے اپنی کتاب معارف میں اولاد عبداللہ بن جعفر طیار کے متعلق کہا ہے، سترہ فرزند تھے اور دو لڑکیاں تھیں، فرزندوں میں علی، عباس عون، اکبر اور جعفر اکبر ہیں۔ ان کی والدہ ماجدہ حضرت زینب بنت علی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم کے شکم سے پیدا ہوئی ہیں، فرزندوں میں اسماعیل اور قاسم امہات اولادیں سے ہیں

امام حسن سبط بن علی رضی اللہ عنہم کی اولاد یہ ہے۔ حسن مثنیٰ بن حسن، زید بن حسن، حسین بن حسن اور عمر بن حسن اور امام حسن سبط کی اولاد ان حضرات سے چلی۔ شیخ العترۃ عبداللہ بن محض بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط جس کی عمر سو سال تھی، ابراہیم بن حسن مثنیٰ حسن مثلث بن حسن مثنیٰ، ان حضرات کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہم ہیں، جعفر بن حسن مثنیٰ اور داؤد بن حسن مثنیٰ ان دونوں حضرات کی والدہ ماجدہ ام ولد ہے؛ ان پانچوں حضرات کی اولادیں ہیں، چھٹے حسن بن زید بن حسن سبط ہیں۔ آپ کے چھ فرزند ہیں اور ہر ایک کی اولاد ہے، عمر بن حسن اول کی اولاد نہیں ہے۔ حسین بن حسن اول، آپ کی ایک بیٹی ہے۔ جس کا نام فاطمہ اسماعیل بن جعفر صادق رضی اللہ عنہم کی والدہ ماجدہ ہیں، امام حسین رضی اللہ عنہ کے تین فرزند ہیں اور دو بیٹیاں ہیں، علی اصغر امام زین العابدین کا نام ہے۔ آپ کا لقب اصغر ہے، آپ اپنے نانا کی زندگی میں پیدا ہوئے تھے اور اپنے نانا کی وفات کے وقت آپ کی عمر دو سال تھی۔ آپ کے دادا امیرالمومنین علی ہیں، علی اکبر رضی اللہ عنہما درحقیقت اصغر ہیں۔ واقعہ کربلا کے وقت آپ کی عمر ۲۲ سال تھی اور آپ بیمار تھے۔ جنگ کی طرف نہیں نکلے تھے، آپ کی والدہ جناب شہربانو بنت یزدجرد بن شہریار بن شیرویہ بن پرویز بن ہرمز بن انوشروان بادشاہ عادل ہیں[1] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں اپنی بہن

---

[1] جناب شہربانو عالم زچگی میں انتقال کر گئیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ کربلا میں موجود تھیں۔ لیکن

(باقی اگلے صفحہ پر)

کیہان بانو کے ساتھ ایران کے علاقہ سے آپ کو لایا گیا۔

حضرت عثمان نے ان دونوں کے بیچنے کا ارادہ فرمایا ، آپ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: بادشاہوں کی اولاد کے ساتھ باقی تمام لوگوں ایسا معاملہ نہیں ہونا چاہیے۔ امام حسین نے جناب شہر بانو سے شادی کی جس سے علی اصغر پیدا ہوئے ۔ اور کیہان بانو سے حضرت محمد بن ابی بکر نے شادی کی جس سے قاسم پیدا ہوئے ۔ لوگوں کا بیان ہے کہ انصاف کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آئمہ مہدیین کو امام حسین رضی اللہ عنہم کی نسل سے یزدجرد جو کسریٰ نوشیرواں بادشاہ عادل کے نام سے منسوب ہے کی بیٹی سے قرار دیا اور آپ کی اور تمام ازواج اس شرف سے محروم رہیں ۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایک فرزند جن کا نام علی اکبر تھا جنگ کربلا میں شہید ہو گئے ۔ اور اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال کی تھی اور آپ کی والدہ کا اسم گرامی ام لیلیٰ بنت مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی ہے ۔ امام کے فرزندوں میں سے ایک کا نام عبداللہ تھا جو بچے تھے (جنگ کربلا کے وقت پر) آپ کو تیر لگا اور آپ شہید ہو گئے ۱؎۔

امام کی دو بیٹیوں کے متعلق یہ ہے فاطمہ نے اپنے چچا کے فرزند حسن مثنٰی سے نکاح کر لیا اس سے آپ کے تین فرزند پیدا ہوئے ، عبداللہ محض ، ابراہیم اور حسن مثلث۔ جناب سکینہ نے مصعب بن زبیر سے نکاح کر لیا ۲؎ امام حسین علیہ السلام جناب سکینہ اور آپ کی ماں جن کا نام رباب کلبیہ تھا دوست رکھتے تھے ۔ اور انہیں دو کے بارے میں امام حسین رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے (ص ۶)

لعمرک اننی لاحب داراً   تحل بہا سکینۃ والرباب

تیری زندگی کی قسم میں اس گھر کو پسند کرتا ہوں جس میں سکینہ اور رباب قیام فرما ہوں ۔

۱؎ ۔ علی اصغر کے نام سے مشہور ہیں ۔ ۱۲ ۔ محمد شریف عفی عنہٗ

۲؎ ۔ یہ بات قطعی غلط ہے جناب سکینہ نے ہرگز نکاح نہیں کیا ۔ آپ کا انتقال زندان شام میں بچپن کے عالم میں قید کی حالت میں ہو گیا تھا ۔ جناب سکینہ کے نکاح کا قصہ بنوامیہ کے ہوا خواہوں کی ایجاد ہے ۔ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۱۲ ۔ محمد شریف عفی عنہٗ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) یہ صحیح نہیں ہے ۔ آپ کی قبر مبارک شہر طہران شاہ عبدالعظیم سے کوئی تین میل کے فاصلہ پر پہاڑ کے دامن میں بتائی جاتی ہے ۔ اللہ اعلم بالصواب ۱۲ ۔ (محمد شریف عفی عنہٗ)

امام حسین علیہ السلام کا سلسلہ نسب آپ کے صرف ایک فرزند امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے چلا ہے امام زین العابدین علیہ السلام کے سترہ فرزند اور نو لڑکیاں تھیں، ان میں سے بعض لڑکیوں کے نام یہ ہیں، فاطمہ سکینہ خدیجہ، خدیجہ نے محمد بن عمر بن علی رضی اللہ عنہم سے عقد کر لیا۔ اس سے آپ کی کئی اولادیں پیدا ہوئیں۔

امام زین العابدین کا سلسلہ نسب ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے چلا آپ کی والدہ کا اسم گرامی ام عبداللہ بنت حسن سبط ہے' زید شہید جن کو کوفہ کے مقام پر سولی پر لٹکایا گیا وہ شرفائین کے دادا ہیں[1]۔ عبیداللہ باہر کی قبر شہر موصل میں ہے۔ عمر اشرف، حسین اصغر اور علی (یہ سب حضرات امام زین العابدین کے فرزند ہیں) ان چھ حضرات سے امام زین العابدین علیہ السلام کا سلسلہ نسب چلتا ہے امام محمد باقر کے تمام فرزند مثل حسن، حسین اکبر، قاسم، سلیمان اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم میں سے سلسلہ نسب صرف امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما سے چلتا ہے، آپ کی والدہ کا نام ام فروہ بنت قاسم بنت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم ہے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم کی اولاد میں سے ہر ایک کا آگے سلسلہ نسب چلتا ہے، مغرب، مصر اور مصر جدید میں جناب اسماعیل خلفاء فاطمیہ کے دادا ہیں، امام موسےٰ کاظم، محمد دیباج، اسحاق اور علی جن کی قبر قم شہر کے باہر جنوبی دروازے کے قریب واقع ہے۔ یہ سب حضرات امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ امام حسین علیہ السلام نے پچیس حج با پیادہ ادا کئے تھے۔ امام حسین علیہ السلام شہید کر دیئے گئے اور آپ کے ساتھ مندرجہ ذیل حضرات نے شہادت پائی:۔

عثمان، ابو بکر، جعفر اور عباس۔ یہ سب کے سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں۔ ان حضرات کی والدہ ماجدہ ام البنین (فاطمہ) کلابیہ تھیں، ابراہیم بن علی ام ولد کے فرزند ہیں۔ عبداللہ بن حسن مجتبیٰ اور جناب عقیل کے پانچ فرزند، حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کے فرزند عون اور محمد یہ تمام کے تمام سترہ آدمی ہوتے ہیں اور بنو ہاشم کے بارہ غلاموں نے جام شہادت نوش کیا (یہ سب حضرات واقعہ کربلا میں شہید ہوئے) فاطمہ بنت عقیل ایک مرثیہ میں فرماتی ہیں۔ اے آنکھ تجھے آنسو بہانا چاہیئے۔ اگر تم نے گریہ اور بکا کرنا ہے تو تجھے آل رسول کے ان چھ افراد پر جو تمام کے تمام صلب علی سے پیدا ہوئے تھے اور ان پانچ افراد پر رونا چاہیئے جو عقیل کی اولاد میں سے تھے اور شہید کر دیئے گئے تھے۔

---

[1] زید شہید کا مزار کوفہ سے کوئی سات میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی بستی میں واقع ہے جو چند گھروں پر مشتمل ہے۔ اردگرد کا تمام علاقہ غیر آباد ہے۔ آپ کے مزار کا گنبد سفید ہے۔ اس احقر نے جولائی ۱۹۶۱ء میں آپ کے مزار کی زیارت کی ہے ۱۲ محمد شریف عفی عنہ

ائمہ اہل بیت میں سے امام زین العابدین علیہ السلام ہیں ۔ امام زہری نے کہا میں نے کسی قریشی کو علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے افضل نہیں دیکھا ، اسی طرح سلف کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے ۔ ان میں سے سعید بن مسیب ہیں ، اس نے کہا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ آپ دن اور رات میں اپنی وفات تک ایک ہزار رکعت نماز ادا کیا کرتے تھے ، آپ کو کثرت عبادت کی وجہ سے زین العابدین کہا جاتا ہے ۔ امام زہری جب امام زین العابدین علیہ السلام کا ذکر کرتے تھے تو رو پڑتے تھے اور کہتے تھے کہ زین العابدین علیہ السلام وہ شخص تھے کہ جب وضو کرتے تو آپ کا رنگ زرد پڑ جاتا تھا ، آپ کے اہل نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ وضو کرتے وقت آپ کی یہ حالت کیوں ہو جاتی ہے ؟ فرمایا کہ تم لوگوں کو معلوم نہیں ہیں کس ذات کے سامنے کھڑا ہونے کا ارادہ کر رہا ہوں ، سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے حج ادا فرمایا جب آپ نے احرام باندھا تو آپ کا رنگ زرد پڑ گیا اور آپ پر کپکپی طاری ہو گئی اور تلبیہ کہنے کی توفیق نہ رہی ، آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا ، آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ میں لبیک کہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے کہے کہ تیری لبیک منظور نہیں ہے ، آپ نے جب لبیک کہا تو آپ پر غش طاری ہو گیا اور سواری سے نیچے گر پڑے ، حج ادا کرتے وقت تک آپ پر یہی کیفیت طاری رہی ، جب سخت آندھی چلتی تھی تو آپ غش کھا کر گر پڑتے ، آپ گھر میں موجود تھے اس میں آگ لگ گئی ۔ لوگوں نے کہنا شروع کیا اے فرزند رسول ! آگ ہے آگ ہے ۔ آپ نے سجدہ سے اپنا سر مبارک نہ اٹھایا اور آگ بجھا دی گئی ۔ آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا ، فرمایا مجھ اس آگ سے دوسری آگ نے بے پرواہ کر دیا تھا اور آپ فرمایا کرتے ، لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے خوف کی وجہ سے کرتے ہیں ، یہ عبادت غلاموں کی عبادت ہے ، دوسرے لوگ لالچ کی وجہ سے عبادت کرتے ہیں ۔ یہ تاجروں کی عبادت ہے اور کچھ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے شکریہ کی خاطر کرتے ہیں ۔ یہ عبادت آزاد بندوں کی عبادت ہے ۔ طہارت کرتے وقت کسی کی امداد کو پسند نہیں کرتے تھے ، طہارت کے لئے پانی مہیا رکھتے تھے ، رات کے وقت پانی کے برتن کو ڈھانپ رکھتے تھے ، جب نماز تہجد کے لئے رات کو کھڑے ہوتے تو پہلے مسواک کرتے ، وضو کرتے ، وضو کرتے اور نماز ادا کرتے ، اور دن سے جو چیز فوت ہو گئی تھی اس کی قضا کرتے ، ایک شخص نے آپ پر بہتان باندھا ، آپ نے اس سے فرمایا اگر میں ایسا ہوں جیسا تم نے کہا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں ۔ تمہارے کہنے کے مطابق اگر میں نہیں ہوں تو اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے ۔ اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ جہاں اپنی رسالت کو قرار دیتا ہے اس کو بہتر جانتا ہے ، حضرت فرمایا کرتے اے لوگو ! ہم لوگوں سے اسلام کی محبت اور اپنے نبی کی محبت کی وجہ سے محبت کرو ۔ اگر تمہاری محبت تقویٰ کے بغیر قائم رہی تو یہ ہمارے لئے عار کا موجب ہو گی ۔ آپ نے ایک آدمی

سے کہا کہ ہمارے شیعوں کو یہ پیغام پہنچاؤ ہم اللہ تعالیٰ سے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچائیں گے، ہماری ولایت پرہیزگاری سے حاصل ہوتی ہے، فرمایا اے لوگو! میں تمہیں آخرت کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ دنیا کے متعلق وصیت نہیں کرتا، آپ جب چلتے تو آپ کا ہاتھ مبارک آپ کے گھٹنے سے آگے نہیں بڑھتا تھا، آپ عبادت میں سخت اہتمام فرماتے، اسی وجہ سے آپ کا جسم لاغر پڑ گیا تھا۔ آپ کے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام نے عرض کیا اے باپ! اس قدر کوشش و اہتمام میں جسم کو کیوں گھلا دیا ہے؟ فرمایا تم اس بات کو دوست نہیں رکھتے کہ میرا رب مجھے نزدیکی عطا کرے، جب مسکین کو صدقہ عطا کرتے پہلے مسکین کو بوسہ دیتے۔ پھر اس کو صدقہ عطا کرتے۔ آپ کے گھر میں مسجد تھی جس میں عبادت کرتے۔ رات کے تیسرے حصے میں یا نصف حصے میں بلند آواز سے ندا دیتے۔ اے پالنے والے! تیرے سامنے پیش ہونے اور کھڑے ہونے کے خوف نے مجھے میرے بستر پر پریشان کر رکھا ہے۔ اور میری نیند کو منع کر دیا ہے۔ پھر اپنے رخسار مبارک کو مٹی پر رکھ دیتے، آپ کے اہل اور فرزند خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کے گرد آپ پر رحم کرتے ہوئے رونا شروع کر دیتے۔ اور آپ ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے تھے، آپ کہتے تھے اے میرے پالنے والے! میں جب آپ سے ملاقات کروں تو اس وقت کے لئے آپ سے روح اور راحت کا سوال کرتا ہوں۔ اس وقت آپ مجھ سے راضی ہوں، طاؤس یمانی کا کہنا ہے کہ میں نے رات کے وقت رکن کے مقام یعنی حجر اسود کے پاس امام زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا، میں آپ کے پیچھے بیٹھ گیا آپ نے نماز ادا فرمائی، سجدہ کیا، اپنے دونوں رخساروں کو مٹی پر رکھ دیا۔ ہتھیلی کے اندرونی حصے کو آسمان کی طرف بلند کر کے کہا اے میرے پالنے والے! تیرا حقیر بندہ تیرے صحن میں ہے، تیرا مسکین تیرے صحن میں ہے، تیرا فقیر تیرے صحن میں ہے اور تیرا سوالی تیرے صحن میں موجود ہے، طاؤس کا بیان ہے کہ میں نے ان کلمات کو جس مصیبت کے وقت میں پکارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری مصیبت کو دور کر دیا ہے، طاؤس یمانی ۳۸ھ میں پیدا ہوتے، آپ ثقہ، امین، بہت احادیث بیان کرنے والے بڑی منزلت والے، اور اونچے درجات پر فائز تھے، ہر چیز میں آپ کی جلالت قدر کے متعلق لوگوں نے اجماع کیا ہے۔ حماد بن زید نے کہا کہ ہاشمیوں میں سب سے زیادہ فضیلت کے مالک انسان تھے جن کو میں نے پایا، آپ جب سفر کرتے اپنے نسب کو چھپاتے تھے، اس بارے میں آپ سے دریافت کیا گیا، فرمایا میں اس بات کو مکروہ تصور کرتا ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے اس چیز کو حاصل کروں جو بذات خود مجھ میں موجود نہیں ہے۔ حافظ ابو نعیم اصبہانی کی کتاب حلیۃ الاولیاء میں تحریر ہے کہ ابن خلادن نے امام زہری سے نقل کیا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے اپنے اہلکاروں کو حکم دیا کہ وہ لوگ امام زین العابدین علیہ السلام کو

پابہ سلاسل کر کے مدینہ سے شام لے آئیں۔ آپ پر پہرہ دار مقرر ہو گئے۔ امام زہری آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو الوداع کہا اور رو پڑا اور عرض کیا کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں آپ کی جگہ بیڑیوں میں مقید ہوتا، فرمایا تمہارا یہ خیال ہے کہ یہ بات مجھے تکلیف دیتی ہے۔ اگر میں چاہوں تو اس سے نجات حاصل کر سکتا ہوں لیکن یہ بات مجھے عذاب خدا یاد دلاتی ہے، پھر آپ نے اپنے دونوں پاؤں کو بیڑی سے نکال لیا۔ اور دونوں ہاتھوں کو ہتھکڑیوں سے باہر کیا، پھر فرمایا، میں ان لوگوں کے ساتھ صرف دو روز جاؤں گا۔ امام زہری نے کہا، دو روز کے بعد صبح کے وقت ان لوگوں نے حضرت کو گم پایا، انہوں نے آپ کو تلاش کیا اور ڈھونڈا، لیکن آپ کو نہ پایا، زہری نے کہا میں شام میں عبدالملک کے پاس حاضر ہوا، اس نے مجھے حضرت کے متعلق دریافت کیا، میں نے اس کو آگاہ کیا، عبدالملک نے کہا آپ میرے پاس تشریف لاتے تھے اور مجھ سے کہا تجھے میرے ساتھ کیا سروکار ہے؟ میں نے عرض کیا میرے پاس تشریف رکھئے، فرمایا میں اس بات کو پسند نہیں کرتا، پھر آپ تشریف لے گئے، خدا کی قسم میرے دل پر آپ کا خوف طاری ہو گیا تھا

حافظ ابو نعیم نے اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں، طبرانی نے الکبیر میں، حافظ سلفی، اہل سیر اور تواریخ نے ذکر کیا ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے اپنے باپ کے زمانے میں حج ادا کیا، خانہ کعبہ کا طواف کیا، بھیڑ کی کثرت کی وجہ سے حجر اسود تک نہ پہنچ سکا، آپ کی خاطر منبر نصب کیا گیا، وہ اس پر بیٹھ کر لوگوں کو دیکھ رہے تھے، اس کے ساتھ سرداران شام کی ایک جماعت موجود تھی۔ اس نے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت چہرے والا دیکھا، آپ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ جب حجر اسود کے قریب پہنچے، لوگ خود بخود علیحدہ ہو گئے، آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا، ایک شامی مرد نے کہا یہ کون شخص ہے جس کے رعب سے لوگ ڈرتے ہیں، ہشام نے اس ڈر کے مارے کہ کہیں لوگ آپ کے مطیع نہ ہو جائیں کہا میں اس شخص کو نہیں جانتا اس وقت فرزدق شاعر موجود تھے، اس نے کہا میں اس شخص کو جانتا ہوں، شامی نے کہا اے ابو فراس یہ کون شخص ہیں؟ آپ نے یہ اشعار بیان کئے۔ ؎

هذا الذی تعرف البطحاء وطاته ۔۔۔ والبیت یعرفه والحل والحرم
هذا ابن خیر عباد الله کلهم ۔۔۔ هذا النقی التقی الطاهر العلم
اذا رأته قریش قال قائلها ۔۔۔ الی مکارم هذا ینتهی الکرم؟
یغضی الی ذروة العز التی قصرت ۔۔۔ عن نیلها عرب الاسلام والعجم
هذا ابن فاطمة ان کنت جاهله ۔۔۔ بجده انبیاء الله قد ختموا
ینشق نور الهدی من نور طلعته ۔۔۔ کالشمس ینجاب عن اشراقها الظلم

مشتقة من رسول الله نبعته   طابت عناصره والخلق والشیم

من معشر حبهم دین وبغضهم   کفر وقربهم منجی ومعتصم

لا یستطیع جواد بعد غایتهم   ولا یدانیهم قوم وان کرموا

(ترجمہ گزر چکا ہے)

ہشام نے جب ان اشعار کو سنا تو فرزدق کو بند کر دیا۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے آپ کے پاس بارہ ہزار درہم روانہ کیے۔ فرزدق نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا میں نے حضرت کی مدح اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر کی ہے عطیہ حاصل کرنے کی خاطر نہیں کی، امام نے فرمایا جب ہم لوگ کسی چیز کو بخش دیتے ہیں تو ہم اس کو واپس نہیں کرتے، فرزدق نے بارہ ہزار درہموں کو قبول کر لیا۔ شیخ الحرمین شریفین شیخ ابوعبداللہ قرطبی نے کہا کہ اگر ابو فراس کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس عمل کے سوا اور کوئی عمل نہ ہو تو وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ وہ کلمات حق ہیں جن کو ظالم بادشاہ کے سامنے کہا گیا ہے۔ فرزدق نے قید کی حالت میں ہشام کی ہجو بیان کی۔

ایحبسنی بین المدینة والتی الیها   قلوب الناس یهوی منیبها

یقلب رأسا لم یکن راس سید   وعینا له حولاء باد عیوبها

(ترجمہ گزر چکا ہے)

ہشام نے فرزدق کو قید سے رہا کر دیا، ہشام بھینگا تھا امام زین العابدین علیہ السلام کے بہت مشہور اور معروف فضائل ہیں اور یہ تھوڑے سے بیان کیے گئے ہیں۔ آپ نے مدینہ میں ۹۵ھ میں انتقال کیا۔ آپ کی عمر ۵۷ سال تھی، آپ اس قبہ میں دفن ہوئے جس میں عباس اور آپ کے چچا امام حسن دفن ہوئے۔ آپ کے بعد امام محمد باقر علیہ السلام دفن ہوئے اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم آپ کے فرزند بھی اسی قبہ میں دفن ہوئے۔ اس قبہ کی جلالت، قدر، بزرگی اور شرف کا کیا کہنا، جب امام زین العابدین علیہ السلام کا انتقال ہوا تو آپ کی پشت مبارک پر زخم پڑا ہوا تھا۔ کیونکہ آپ کھانے کی چیزیں اپنے نادار ہمسایوں اور مساکین کی خاطر رات کو اٹھا کر ان کو کھلایا کرتے اور فرمایا کرتے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ پوشیدگی میں صدقہ دینا اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی پشت سے اہل بیت نبوت سے اس قدر افراد کو پیدا کیا جن کو زمین کے شرق اور غرب میں پھیلا دیا۔ یزید اور اس کے اہل بیت میں سے کوئی گھر بھی اس وقت موجود نہیں ہے۔ بلکہ ان کا آگ پھونکنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام کہنے والوں سے زیادہ سچ کہنے والا ہے اور کہتا ہے انا اعطیناک الکوثر۔ اے محمد ہم نے تجھ کو کثرت اولاد عطا کی

وان شانئك هو الابتر۔ بے شک تیرا دشمن مقطوع النسل ہے، کوثر فوعل کے وزن پر واقع ہے جو کثرت کی طرف دلالت کرتا ہے۔ اس سے مراد کثرت نسل ہے۔

آئمہ اہل بیت میں سے امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام ہیں۔ آپ کو باقر اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے علم کو شگافتہ کیا، آپ نے علم کے عقدہ کو حل کیا اور اس کے پوشیدہ راز سے مطلع تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ ام عبداللہ بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم ہیں، امام محمد باقر پہلے علوی شخص ہیں جو دو علویوں سے پیدا ہوئے تھے، آپ تابعی ہیں، جلیل القدر ہیں، پرہیزگار امام ہیں۔ آپ کی جلالت قدر اور کمال پر اجماع ہو چکا ہے اور آپ کے کلام میں سے ہے:۔

کمینے آدمیوں کا ہتھیار بدگوئی ہے۔" اے میرے بیٹے! تجھے سستی اور توبیخ سے بچنا چاہیئے۔ یہ دونوں چیزیں ہر برائی کی جڑ ہیں۔ آپ نے حضرت جابر بن عبداللہ، انس بن مالک، ابن مسیب، ابن حنفیہ اور اپنے باپ سے حدیث کو سنا اور آپ سے ابو السبیعی، عطا بن ابی رباح، عمر بن دینار اعرج، زہری اور دیگر مخلوق نے حدیث کو روایت کیا ہے۔"

بعض نے کہا میں نے علماء کو امام محمد باقر رضی اللہ عنہما کے سوا اور کسی کے ہاں کم علم والا نہیں دیکھا۔ ان علماء میں سے عبداللہ، علی، زید، عبید اللہ اور ابراہیم رضی اللہ عنہم ہیں۔ آپ کی تین لڑکیاں تھیں، ان میں ام سلمہ اور زینب صغریٰ ہیں۔ زینب صغریٰ نے عبید بن محمد بن ابی القاسم عمر بن علی بن طالب رضی اللہ عنہم سے شادی کی۔ آپ کا انتقال ۱۱۸ھ میں ہوا۔ آپ کی عمر ۶۳ سال تھی، واقدی نے کہا ہے آپ کی عمر ۷۳ سال تھی۔

آئمہ اہل بیت میں سے ابو عبداللہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی والدہ اور آپ کے بھائی عبداللہ کی والدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم، جناب قاسم سات مشہور فقہاء میں۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اہل بیت کے سرداروں میں سے تھے۔ آپ نے اپنے باپ قاسم، نافع، عطا، محمد بن منذر اور امام زہری سے حدیث روایت کی ہے۔ آپ سے آپ کے فرزند امام موسیٰ کاظم، یحییٰ بن سعید انصاری، ابو حنیفہ، ابن جریج، مالک، محمد بن اسحاق، سفیان بن عیینہ، شعبہ، یحییٰ بن سعید قطان رحمہم اللہ نے حدیث کو نقل کیا ہے۔ آپ کی جلالت اور سیادت پر سب کو اتفاق ہے۔

شیخ ابو عبدالرحمن سلمی نے طبقات مشائخ صوفیہ میں تحریر کیا ہے کہ امام جعفر صادق اپنے زمانہ میں تمام افراد اہل بیت سے علم میں سبقت لے گئے۔ دین کا مضبوط علم رکھتے تھے، دنیا میں پکے زاہد تھے۔ خواہشات سے مکمل طور پر کنارہ کش تھے اور علم و دانائی میں دسترس رکھتے تھے۔ حضرت نے فرمایا جو شخص معرفت کے سمندر میں غرق ہو جاتا ہے۔ اس کو

کنارے کا علم نہیں ہوتا۔ جو شخص حقیقت کی سیڑھی پر چڑھ جاتا ہے وہ گرنے سے نہیں ڈرتا، جس شخص کو اللہ سے انس ہوتا ہے اسے لوگوں سے وحشت ہوتی ہے، جو شخص اللہ کے سوا کسی اور سے مانوس ہوتا ہے۔ اس کو وسوسے لوٹ لیتے ہیں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت قل ہو اللہ احد کے متعلق ارشاد فرمایا، حقائق محفوظ ہیں۔ ان تک گمان اور فہم نہیں پہنچ سکتا۔

عمر بن ابی مقدام نے کہا جب میں جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتا تھا تو میں جان لیتا تھا کہ آپ انبیاء کی اولاد میں سے ہیں۔ ۸۰ھ میں مدینہ میں پیدا ہوئے شوال ۱۴۸ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کی عمر ۶۸ سال تھی۔ علم توحید وغیرہ میں آپ کا بے نظیر کلام پایا جاتا ہے۔ آپ کے شاگرد جابر بن حیان صوفی نے ایک کتاب تالیف کی ہے جو ہزار اوراق پر مشتمل ہے جو حضرت کے رسائل پر مشتمل ہے۔ امام یافعی یمانی کے بیان کے مطابق یہ حضرت کے پانچ صد رسائل ہیں، ابوسلمہ خلال ان لوگوں میں سے تھا جو لوگوں کو اہل بیت کی دوستی کی طرف دعوت دیتے تھے اور مسلم مروزی بھی آپ کا شریک کار تھا خلال نے تین اشخاص کی طرف خط لکھا، وہ یہ حضرات ہیں امام جعفر صادق، آپ کے چچا عمر اشراف اور عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہم قاصد نے ابتدا امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی۔ قاصد رات کے وقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے ابوسلمہ خلال کا حضرت کو پیغام (لوگوں کی بیعت قبول کر لیجئے) پہنچایا، حضرت نے فرمایا مجھے ابوسلمہ سے کیا سروکار؟ قاصد نے عرض کیا خط ملاحظہ فرمائیے، پھر جواب بیان فرمائیے، حضرت نے نوکر سے فرمایا چراغ قریب کر دیجئے اور آپ نے خط کو جلا دیا، قاصد سے فرمایا تم نے جواب دیکھ لیا ہے، قاصد عبدالرحمن محض کے پاس چلا گیا، آپ نے خط کو پڑھا اور اپنے دو فرزندوں محمد ملقب بہ نفس زکیہ اور ابراہیم کی خلافت کا خواہشمند تھا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو بلایا اور آپ سے مشورہ طلب کیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بات کو جانتا ہے کہ میں اپنا صحیح مشورہ کسی مسلمان سے پوشیدہ نہیں رکھتا۔ اے میرے چچا میں اس کو آپ سے کیسے پوشیدہ رکھوں گا، تم اپنی ذات کے لئے اس بات کی خواہش اور تمنا نہ کرو۔ یہ سلطنت بنو عباس پر جا کر تمام ہوگی۔ اور جس طرح حضرت نے فرمایا تھا ایسا ہی ہوا۔ عمر اشرف موقع پر موجود نہیں تھے،

ابومسلم مروزی صاحب سلطنت نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنا قاصد روانہ کیا اور کہا میں نے لوگوں کو اہل بیت کی موالات کی طرف دعوت دی ہے اور اس بارے میں خود میری خواہش بھی ہے کہ میں آپ سے بیعت کر لوں، حضرت نے اس کو جواب دیا کہ تم میرے آدمی نہیں ہو اور نہ زمانہ میرا زمانہ ہے۔

---

(۱) جابر بن حیان علم کیمسٹری (Chemistry) کے موجد ہیں ۱۲ محمد شریف نقی عنہ

پھر ابو مسلم کوفہ میں آیا اور خلیفہ سفاح کی بیعت کر لی اور خلافت کا قلادہ اس کے گلے میں ڈال دیا، جناب زید شہید اور آپ کے بھائی امام محمد باقر رضی اللہ عنہما کے درمیان بنو امیہ کے خلاف خروج کرنے کے متعلق تکرار و تنازع ہوتا رہا، امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کے والد ماجد امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے خروج ہرگز نہیں کیا اور نہ خروج کے درپے ہوئے، حضرت زید نے خروج کیا، کوفہ کی طرف تشریف لے گئے۔ قتل کئے گئے، سولی پر لٹکائے گئے۔ آپ کا فرزند یحییٰ بن زید خراسان کی طرف بھاگ گیا تاکہ بعض لوگ آپ کے متعلق اتفاق کر لیں، جب اس بات کا علم امام جعفر صادق علیہ السلام کو ہوا تو آپ نے فرمایا یہ بھی اسی طرح قتل ہوں گے جس طرح آپ کا باپ قتل کیا گیا تھا اور اسی طرح سولی دیئے جائیں گے جس طرح ان کے باپ کو سولی دی گئی تھی، آپ کو بمقام جورجان قتل کیا گیا جس کو سرلول بھی کہتے ہیں، آپ کو سولی دی گئی۔ آپ برابر سولی پہ لٹکے رہے۔ حتیٰ کہ ابو مسلم مروزی نے آپ کو جورجان میں دفن کیا، حضرت نے لوگوں کو مطلع کیا کہ آپ کے والد امام محمد باقر علیہ السلام نے ان سب باتوں سے آپ کو آگاہ کیا تھا۔ حضرت نے فرمایا اولاد امیہ لوگوں پر ظلم کرے گی۔ اگر ان کا پہاڑ بھی مقابلہ کریں گے تو یہ ان پر بھی غالب آ جائیں گے۔ ابو جعفر منصور نے رات کے وقت اپنے وزیر کو طلب کیا اور اسے حکم دیا کہ میرے پاس جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو لاؤ میں اس کو قتل کروں گا، اس نے عرض کیا آپ ایسے آدمی ہیں جس کو دنیا سے کوئی واسطہ نہیں ہے، جس کو اللہ کی عبادت نے لاغر کر رکھا ہے آپ کو کوئی نقصان نہیں دیں گے۔ منصور نے کہا تو آپ کی امامت کے قائل ہو، خدا کی قسم وہ تو آپ کے امام ہیں، میرے امام ہیں اور تمام مخلوق کے امام ہیں، ملک بدنصیب ہے، آپ کو فرزند لاؤ، وزیر (غالباً علی یقطین) نے کہا میں روانہ ہوا، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے آپ کو نماز میں مشغول پایا، جب حضرت فارغ ہوئے تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا آپ کو امیر المومنین یاد کرتے ہیں، آپ کھڑے ہو گئے اور میرے ساتھ چل پڑے، حضرت کے پہنچنے سے پہلے منصور نے اپنے غلاموں سے کہہ رکھا تھا کہ جب میں اپنے سر سے اپنی ٹوپی کو اتار دوں تو تم آپ کو قتل کر دینا، جب ہم دروازے پر پہنچے تو منصور نے آپ کا استقبال کیا، آپ کو اندر لے گیا، اور صدر مجلس میں بٹھایا، آپ کے سامنے جھک گیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول کے فرزند اپنی ضروریات بیان فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا میری ضرورت یہ ہے کہ جب تک میں اپنی مرضی سے آپ کے پاس نہ آؤں تم خود مجھے نہ بلانا، مجھے میرے رب کی عبادت کے لئے چھوڑ دیجئے۔ منصور نے کہا ایسا ہی ہوگا۔ حضرت تشریف لے گئے، منصور پر رعشہ طاری ہو گیا، ہم لوگوں نے آپ پر کپڑے ڈال دیئے مجھے کہا جب تک میں بیدار نہ ہو لوں تم اس وقت تک یہاں سے نہ جانا، لمبی نیند کے بعد اٹھے حتیٰ کہ منصور کی تین اوقات کی نماز قضا ہو گئی تھی، اس کے بعد ہوش میں آیا، وضو کیا اور فوت شدہ

نماز کو ادا کیا۔ میں نے کہا آپ کو کیا ہو گیا تھا؟ منصور نے کہا کہ جب جعفر صادق میرے گھر میں داخل ہوئے تو میں نے ایک بہت بڑے اژدہا کو دیکھا جس کا ایک ہونٹ چبوترے کے اوپر تھا اور دوسرا ہونٹ چبوترے کے نیچے تھا، اس نے صاف سفری زبان میں کہا کہ اگر تم نے آپ کو اذیت دی تو میں تم کو چبوترے سمیت نگل لوں گا۔

عالم عبداللہ بن اسعد بن علی یافعی یمانی نزیل حرمین شریفین نے اپنی تاریخ میں کہا ہے کہ جعفر صادق رضی اللہ عنہ وسیع علم والے بہت بڑے صبر والے تھے آپ کے فضائل اور مناقب اس قدر زیادہ ہیں جن کا شمار ناممکن ہے، آپ کا سلسلہ نسب آپ کے پانچ فرزندوں سے چلا ہے (وہ یہ ہیں) حضرت اسماعیل حضرت موسیٰ کاظم، اسحاق، محمد دیباج اور علی ان حضرات کا سلسلہ اولاد چلتا ہے، جناب عبداللہ حضرت اسماعیل کے آپ کے باپ اور ماں کی جانب سے بھائی ہیں۔ ان دونوں حضرات کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت حسین اثرم بن حسن مجتبیٰ ہے، جناب عبداللہ امام جعفر صادق کی اولاد میں سے سب سے بڑے ہیں۔ آپ کے والد کی وفات کے چند روز بعد آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت اسماعیل کا انتقال آپ کے باپ کی زندگی میں ہو گیا تھا، آپ کی قبر مبارکہ بقیع میں واقع ہے آپ کے باپ آپ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے، آپ کا ایک فرزند تھا جس کا نام محمد تھا۔ آپ ہی کی اولاد سے آئمہ مصر اور مغرب پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ محمد دیباج کی وفات جرجان میں ۲۰۳ھ میں واقع ہوئی۔ مامون آپ کی قبر میں اُترے تھے، آپ عقلمند، بہادر بڑے عبادت گزار تھے۔ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک روز افطار کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہم، آئمہ اہل بیت میں سے امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما ہیں، آپ کی والدہ لونڈی تھی، جس کا نام حمیدہ تھا، آپ صالح، عابد، سخی، بردبار، بڑی عزت والے اور بہت علم والے تھے، آپ کو عبد صالح کہا جاتا تھا آپ ہر روز ایک طویل سجدے میں مشغول ہو جاتے جو سورج کے بلند ہونے سے سورج کے زوال تک ہوتا تھا۔ آپ نے ایک ایسے شخص کے پاس تھیلی روانہ کی جو آپ کو اذیت دیتا تھا اور اس تھیلی میں ہزار دینار موجود تھے، مہدی بن منصور نے آپ کو مدینہ سے بغداد طلب کیا۔ اور آپ کو قید کر دیا۔ مہدی نے خواب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے مہدی! فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم، ربیع وزیر کا بیان ہے۔ مہدی نے رات کے وقت مجھے حضرت کی خدمت میں بھیجا، میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اس آیت کو قید خانہ میں تلاوت فرما رہے تھے۔ آپ نہایت خوبصورت آواز والے تھے، میں حضرت کو مہدی کے پاس لے گیا، اس نے آپ کو گلے لگایا، اپنے پہلو میں بٹھایا اور عرض کیا اے ابو الحسن! میں نے خواب میں آپ کے دادا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے آپ مجھ پر اس آیت کو تلاوت فرماتے تھے، میں آپ کو قید سے رہا کرتا ہوں۔ کیا آپ مجھے اس بات کا اطمینان

دلاتے ہیں کہ آپ میرے خلاف خروج نہیں کریں گے؟ یا آپ کی اولاد میں سے کوئی شخص میرے خلاف خروج نہیں کرے گا، حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نہ ایسا کیا اور نہ میری شان میں یہ بات داخل ہے اس لئے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ آپ کو تین ہزار دینار دیئے۔ آپ کو آپ کے گھر والوں کے پاس مدینہ بھیج دیا، پھر ہارون رشید نے آپ کو بغداد میں بلا کر قید کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ کا قید خانہ میں انتقال ہو گیا۔ یہ بات بالاتفاق بیان کی گئی ہے۔

روایت ہے کہ ہارون رشید نے خواب میں امام حسن مجتبیٰ کو دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں کوڑا تھا اور مجھے کہا موسیٰ کو ابھی رہا کر دو، ورنہ تجھے اس کوڑے سے ذبح کر دوں گا۔ اور آپ کو تیس ہزار درہم بھی دے دو۔ اور آپ سے کہا۔ اگر بغداد میں رہنا پسند کرتے ہیں تو یہ آپ کی مرضی پر موقوف ہے۔ اگر آپ مدینہ میں تشریف لے جانا چاہتے ہیں تو یہ بھی آپ کی خوشی پر منحصر ہے" ہارون رشید بیدار ہو گیا، حضرت کو رہا کر دیا اور تیس ہزار درہم بھی آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ آپ نے مدینہ میں تشریف لے جانا پسند کیا، امام موسےٰ کاظم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، آپ نے فرمایا اے موسےٰ! تم مظلومی کی حالت میں قید کر دئے گئے ہو، تم ان کلمات کو پڑھو تم آج رات قید خانہ میں نہیں گزارو گے، میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں میں کیا کہوں، فرمایا کہو یا سامع کل صوت ویا کاسی العظام لحماً و منشرھا بعد الموت اسالک باسمائک الحسنیٰ و باسمک الاعظم الاکبر المخزون المکنون الذی لم یطلع علیہ احد من المخلوقین یا حلیماً ذا اناۃ لا یقوی احداً عن اناتہ ویا ذا المعروف الذی لم ینقطع ابداً ولا یحصی عدداً فرج عنی

اگر یہ روایت صحیح ہے تو آپ کو دو دفعہ قید کیا گیا ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ لوگ میری اولاد ہیں اور یہ ان کے سردار ہیں۔ آپ نے اپنے بیٹے کاظم کی طرف اشارہ فرمایا، نیز فرمایا وہ اللہ کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سے اس امت کے غوث نکالے گا، ملت کا نور ہیں، اچھے مولود ہیں، اچھے پیدا ہونے والے ہیں۔ مامون نے اپنے باپ رشید سے روایت کی ہے۔ آپ نے اپنے بیٹوں سے امام موسےٰ کاظم کے حق میں کہا۔ آپ لوگوں کے امام ہیں۔ اللہ کی مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔ اللہ کے بندوں پر اللہ کے خلیفہ ہیں۔ میں لوگوں کا امام غلبہ اور ظلم کی وجہ سے بنا ہوا ہوں، خدا کی قسم آپ میری نسبت سے اور تمام مخلوق کی نسبت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قائم مقام ہونے کے زیادہ حقدار ہیں۔

رشید نے مامون سے کہا اے میرے بیٹے، یہ شخص انبیاء کے علم کا وارث ہے، یہ موسےٰ بن جعفر ہیں

اگر تم صحیح علم کو حاصل کرنا چاہو گے تو تم اس کو اس شخص کے پاس پاؤ گے ، ماملی نے کہا اسی روز سے حضرت کی محبت میرے دل میں جاگزیں ہو گئی ۔ سنہ ۱۸۳ھ میں بروز جمعہ ۵ رجب کو آپ کا انتقال قیدخانہ میں ہوا ، آپ کی عمر مبارک ۵۵ سال تھی ، مقابر قریش میں بغداد کی غربی جانب دفن کئے گئے، آپ کا سلسلہ نسب آپ کے چودہ فرزندوں کے ذریعہ چلتا ہے اور یہ سارے لوگ موسوی کہلاتے ہیں (آپ کے فرزند یہ ہیں) علی رضا، ابراہیم ، عباس ، محمد ، عبداللہ ، عبیداللہ ، جعفر ، حمزہ ، زید ، ہارون ، اسحاق ، حسن ، حسین اور سلیمان - یہ وہ ہیں جن کا سلسلہ نسب آگے چلا ، یہ حضرات بھی حضرت کے فرزند ہیں ، عبدالرحمٰن ، فضل ، احمد ، عقیل ، قاسم یحییٰ ، داؤد ، بچوں کے علاوہ آپ کے ۳۷ فرزند تھے ، آپ کی تمام اولاد ۵۹ افراد پر مشتمل تھی ، آپ کی لڑکیوں میں سے ایک کا نام آمنہ ہے جس کی قبر مصر میں موجود ہے اور آپ کی ایک لڑکی کا نام فاطمہ ہے جس کی قبر شہر قم (ایران) میں موجود ہے ، امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا جس شخص نے معصومہ قم کی زیارت کی اس شخص کے لئے جنت ہے ۔ رضی اللہ عنہا ۔

ائمہ اہل بیت میں سے ابوالحسن علی رضا بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہما ہیں آپ مدینہ میں ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۵۳ھ میں پیدا ہوئے ۔ آپ کی عمر ۴۹ سال اور چھ ماہ تھی ، ۲۹ سال دو ماہ والد کے ساتھ رہے ، والد کی وفات کے بعد بیس سال چار ماہ امامت پر فائز رہے ، آپ ۲۹ سال دو ماہ کی عمر میں امامت پر فائز ہو گئے تھے ، آپ کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جن کا نام حمیدہ خاتون تھا ، آپ کی دادی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی والدہ تھیں ، امام موسیٰ کاظم کی والدہ اشراف عجم میں سے تھیں ، عقل اور دین کے لحاظ سے تمام عورتوں سے افضل تھیں ۔ آپ کی لونڈی حمیدہ آپ کی بہت عزت کرتی تھیں ۔ جب سے حمیدہ خاتون آپ کی ملکیت میں آئیں ، آپ کی بزرگی اور عزت کی وجہ سے حمیدہ خاتون آپ کے سامنے کبھی نہیں بیٹھی تھیں ، امام رضا علیہ السلام بہت دودھ پینے تھے اور مکمل بدن والے تھے (آپ کی والدہ نے) کہا مجھے ایک دودھ پلانے والی لادو ، آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا آپ کا دودھ کم ہو گیا ہے ؟ فرمایا میرا دودھ کم نہیں ہوا ، نماز (شب) حمد اور تسبیح مجھ سے فوت ہو جاتی ہے ، فرمایا جب میرے بیٹے رضا کا حمل مجھے ہوا ، مجھے حمل کا بوجھ محسوس نہیں ہوا تھا ، میں اپنے خواب کی حالت میں اپنے شکم سے تسبیح ، حمد اور تہلیل کی آواز کو سنتی تھی ، میں نے جب آپ کو جنا تو آپ نے اپنے ہاتھ مبارک کو زمین پر رکھ دیا ۔ اور سر مبارک کو آسمان کی طرف بلند کر کے اپنے دونوں ہونٹوں کی حرکت دینے گویا کہ اپنے رب سے مناجات کر رہے تھے ، آپ کے باپ تشریف لائے اور مجھے فرمایا تیرے رب عزوجل کی تمہارے لئے کرامت ہے ، میں نے آپ کو حضرت کے حوالے کر دیا ۔ حتیٰ کہ آپ نے آپ کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور فرات کے پانی سے آپ کو نہلایا ۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے موسیٰ! تیرا بیٹا اللہ عزوجل کے نور سے دیکھتا ہے۔ حکمت کے ساتھ گفتگو کرتا ہے، ٹھیک بات کہے گا اور خطا نہیں کرے گا، علم والا ہوگا، جاہل نہیں ہوگا۔ علم اور حکمت اسے بھر دیا گیا ہے۔ نیز امام موسیٰ کاظم نے فرمایا، علی رضا میرے بڑے فرزند ہیں۔ میرے تمام فرزندوں سے میرے قول کو زیادہ سننے والے ہیں، میرے امر کی سب سے زیادہ اطاعت کرنے والے ہیں۔ جس شخص نے آپ کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا۔

مامون نے خراسان کے شہر مرو میں جب تقرب خدا اور خدا کے رسول کے تقرب کی خاطر امام علی رضا رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے کا ارادہ کیا، ابن ابی ضحاک حضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور مامون نے حضرت کی خدمت میں خط لکھا کہ آپ مرو میں تشریف لائیں، حضرت نے کافی عذر و معذرت کی، اور برابر حضرت کی خدمت میں خط لکھتا رہا۔ جب امام رضا علیہ السلام کو اس بات کا علم ہوا کہ مامون آپ سے باز نہیں آئے گا تو آپ مدینہ سے براستہ بصرہ، اہواز، فارس اور نیشاپور روانہ ہوئے۔ آپ جب مرو شاہجان میں داخل ہوئے تو مامون نے حضرت کی خدمت میں خلافت کو پیش کیا، حضرت نے انکار کر دیا۔ اس بارے میں بہت زیادہ گفتگو ہوئی۔ مامون بار بار اصرار کرتا تھا، حضرت ہر بار انکار کر دیتے تھے اور فرمایا میں اللہ کے بندے ہونے پر فخر کرتا ہوں، میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کو چھوڑ کر بلندی حاصل کرنے کا متمنی ہوں جب بھی مامون اصرار کرتا تھا تو آپ فرماتے اے میرے پالنے والے! نہیں ہے کوئی عہد مگر تیرا عہد، ولایت صرف وہ ہے جو تیری جانب سے عطا کی گئی ہو، مجھے اپنے دین کے قائم کرنے اور اپنے نبی کی سنت کو زندہ کرنے کی توفیق عطا کر۔ بے شک تو بہترین مولا اور بہترین مددگار ہے، مامون نے عرض کیا، اگر آپ خلافت قبول نہیں فرماتے تو میرے ولی عہد بن جائیے، حضرت نے اس بات کا بھی انکار کر دیا، فرمایا خدا کی قسم مجھے میرے باپ نے اپنے آباء رضی اللہ عنہم کے حوالے سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی تھی، میں تجھ سے پہلے اس دنیا سے مظلوم ہو کر جاؤں گا، مجھ پر زمین اور آسمان کے فرشتے روئیں گے۔ میں زمین غربت پر دفن کیا جاؤں گا۔ مامون نے پھر زیادہ اصرار کیا، آپ نے ولی عہد ہونا روتے ہوئے اور حزن و ملال کے ساتھ اس شرط پر قبول کیا، کہ ولی عہد بنانے کے بعد معزول نہ کیا جائے۔ مامون اس شرط پر راضی ہو گیا، آپ کو ولی عہد بنایا، حضرت کی بیعت کا لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے خزانہ سے روزی حاصل کیا کریں۔ درہم اور دیناروں پر حضرت کا نام کندہ کیا گیا، لوگوں کو سیاہ کپڑے ترک کرنے اور سبز کپڑے پہننے کا حکم دیا، اپنی بیٹی ام حبیب کا آپ سے عقد کیا

رمضان کی دو راتیں گزر چکی تھیں کہ ۲۰۱ھ میں ولی عہدی کی بیعت کی گئی تھی۔ مامون نے جب عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کو دیکھا تو ان کی تعداد چھوٹے اور بڑے ۳۳ ہزار تھی اور علی رضی اللہ عنہ کی اولاد کی طرف دیکھا تو آپ نے امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی شخص کی خلافت کا زیادہ حق دار نہ پایا۔"

ابوصلت عبدالسلام بن صالح بن سلیمان ہروی سے روایت ہے کہ جب امام علی رضا علیہ السلام نیشاپور سے روانہ ہوئے تو میں آپ کے ساتھ تھا، آپ اپنے خچر شہبا پر سوار تھے، ناگاہ احمد بن حرب الحیی بن یحییٰ، اسحاق بن راہویہ اور کئی اہل علم نے آپ کے خچر کی لگام کو پکڑ لیا اور عرض کیا اے رسول اللہ کے فرزند آپ کو اپنے ابا ر طاہرین کی قسم آپ ہمیں ایسی حدیث بیان فرمایئے جس کو آپ نے اپنے باپ سے سنا ہو۔ انہوں نے اپنے ابا ر رضی اللہ عنہم سے سنا ہو۔ آپ نے اپنے سر شریف کو اپنے اوپر ڈالی ہوئی چادر سے باہر نکالا، فرمایا مجھے میرے باپ موسیٰ نے، آپ اپنے باپ جعفر سے، آپ اپنے باپ محمد سے، آپ اپنے باپ علی سے، آپ نے اپنے باپ حسین، آپ اپنے باپ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ جل جلالہ کہتا ہے "میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میری عبادت کرو، جس شخص نے خلوص دل کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ بجالایا وہ میرے قلعہ میں داخل ہو گیا۔ جو شخص میرے قلعہ میں داخل ہو گیا، وہ میرے عذاب سے مامون ہو گیا، جب آپ کی سواری چلنے لگی تو آپ نے ہمیں آواز دی، مگر شروط کے ساتھ، میں ان شروط میں سے ایک شرط ہوں، کہا گیا ہے کہ شروط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ آپ وہ امام ہیں جس کی اطاعت فرض ہے، الانساب سمعانی میں ہے کہ امام رضا رضی اللہ عنہ کی وفات ۲۰۳ھ میں واقع ہوئی اور آپ کو انار میں زہر دیا گیا تھا۔ تاریخ یافعی میں مذکور ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ۵ ذوالحجہ ۲۰۳ھ میں شہر طوس میں وفات پائی۔ آپ کی نماز جنازہ مامون نے پڑھی، آپ کی وفات کا سبب یہ ہوا کہ آپ نے زہر آلود انگوروں کو تناول کیا۔ سناباد میں اس قبہ میں دفن ہوئے جس میں ہارون رشید کی قبر موجود ہے، آپ قبہ کے قبلہ کی جانب دفن کیے گئے، آپ اپنے باپ کاظم رضی اللہ عنہما کی طرح سیاہ رنگ والے تھے، آپ کے فرزند محمد جواد موسلے ہیں (اور آپ کی بیٹی) جناب فاطمہ ہیں

آئمہ اہل بیت میں سے امام ابوجعفر جواد بن علی رضا ہیں۔ آپ کا لقب تقی ہے، آپ کی قبر اپنے دادا کاظم کے ساتھ ایک ہی قبہ میں واقع ہے، مامون نے اپنی لڑکی ام فضل کا آپ سے عقد کر دیا تھا، اپنی لڑکی کو مدینہ بھیج دیا تھا، مامون امام کی خدمت میں ہر سال ایک لاکھ درہم روانہ کیا کرتا تھا۔ امام محمد تقی جواد نے ۲۲۰ھ میں انتقال کیا، آپ کی عمر ۲۵ سال تھی۔ آپ کا سلسلہ نسب آپ کے دو فرزندوں کے ذریعہ

چلا، علی ہادی اور موسےٰ مبرقع کے ذریعے جناب موسےٰ کی اولاد رائی قسم اور ان دونوں علاقوں کے قریب آباد ہے۔ اور آپ کی تمام اولاد (امام علی نقی اور جناب موسیٰ کو چھوڑ کر یہ ہے) حسن، حکیمہ، امامہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

آئمہ اہل بیت میں ابوالحسن علی ہادی بن محمد جواد رضی اللہ عنہم ہیں۔ آپ کا لقب عسکری النقی، زکی اور ہادی ہے۔ ۲۱۲ھ میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ لونڈی تھی جس کا اسم گرامی سمانہ تھا، جب متوکل کے پاس آپ کی چغلیاں کافی ہوگئیں تو اس نے آپ کو مدینہ سے طلب کر کے سامرا روانہ کر دیا۔ اور وہاں آپ کو آباد کر دیا۔ آپ سامرا میں ۲۰ سال ۹ ماہ قیام پذیر رہے۔ حتیٰ کہ وہیں معتز باللہ بن متوکل کے زمانہ میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ سامرہ وہ شہر ہے جس کو معتصم باللہ نے اپنے لشکر کی خاطر آباد کیا تھا، جب بغداد لشکر کی وجہ سے تنگ ہوگیا تو اپنے لشکر کے ساتھ وہاں منتقل ہوگیا۔ سامرا کو سرمن رای اور عسکر بھی کہتے ہیں۔ ابوالحسن ہادی، عابد، فقیہ اور امام تھے۔ متوکل سے کہا گیا کہ امام علی نقی کے گھر میں ہتھیار موجود ہیں۔ آپ خلافت طلب کرنا چاہتے ہیں، اس نے آپ کی طرف آدمیوں کو روانہ کیا وہ حضرت پر لوٹ پڑے، آپ کے گھر میں داخل ہوئے، آپ کو گھر میں موجود پایا، آپ کے اوپر بالوں کی چادر تھی، آپ کے سر پر لف پر اون کی ٹوپی تھی، آپ نے قبلہ کی طرف منہ کیا ہوا تھا، ریت اور سنگریزوں کے سوا آپ کے اور زمین کے درمیان کوئی بچھونا نہیں تھا، آپ قرآن کی ان آیات کے ساتھ گنگنا رہے تھے جو وعد اور وعید پر مشتمل تھیں، آپ کو لباس مذکورہ کے ساتھ متوکل کے پاس لے گئے، متوکل نے جب آپ کو دیکھا تو آپ کی تعظیم کی اپنے پہلو میں آپ کو بٹھایا، آپ سے گفتگو کی، متوکل بہت دیر تک روتا رہا، پھر متوکل نے عرض کیا اے ابوالحسن آپ پر کوئی قرض ہے؟ فرمایا ہاں چار ہزار دینار دینے ہیں۔ متوکل نے آپ کو چار ہزار دینار دینے کا حکم دیا، پھر عزت کے ساتھ آپ کو آپ کے گھر روانہ کر دیا۔ آپ کا سلسلہ نسب آپ کے دو فرزندوں کے ذریعے چلتا ہے۔ محمد حسن عسکری اور آپ کے بھائی جعفر کے ذریعے، جب جعفر نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ آپ کے بھائی حسن عسکری نے امامت کو اس میں مقرر کیا ہے۔ تو آپ کا نام جعفر کذاب پڑ گیا۔ ابو عبداللہ جعفر کا سلسلہ نسب آپ کے فرزند علی کے ذریعے چلا اور علی کا سلسلہ نسب آپ کے تین فرزندوں کے ذریعے چلا، عبداللہ، جعفر اور اسماعیل۔ کہا گیا ہے کہ جعفر نے توبہ کی تھی اور اپنے دعوائے امامت سے باز آگیا تھا۔ جس طرح علی بن جعفر صادق رضی اللہ عنہم نے اپنے بھائی محمد کے ساتھ مکہ میں دونوں نے اعلان کیا تھا۔ اور علی نے امامت کا دعوت کیا تھا، پھر توبہ کی تھی۔ اور اپنے بھائی موسےٰ کاظم کی امامت کی طرف رجوع کیا تھا۔ روایت ہے کہ محمد جواد اپنے باپ کے چچا علی بن جعفر صادق کے پاس گئے۔ آپ، آپ کے لئے

ے ہو گئے، آپ کا احترام کیا، آپ کی تعظیم کی، لوگوں نے کہا آپ اس کے باپ کے چچا ہیں اور آپ کی تعظیم
تے ہیں، آپ نے اپنی ڈاڑھی کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس ڈاڑھی کو امامت
لئے نہیں دیکھا تو اگر میں اس کی امامت کا اقرار نہ کروں تو میں اس ڈاڑھی کو آگ کا سزاوار دیکھتا ہوں۔ امام
ہادی نے سامرا میں بروز سوموار جمادی الآخر ۲۵۴ھ میں انتقال کیا۔ آپ اپنے گھر میں سامرا میں داخل
ئے، رضی اللہ عنہ۔ آئمۂ اہل بیت میں سے ابو محمد حسن عسکری رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ ۲۳۱ھ میں پیدا ہوئے
پ کی وفات بروز جمعہ ۶ ربیع الاول ۲۶۰ھ ہے۔ آپ اپنے باپ کے پہلو میں دفن ہوئے، امام حسن عسکری
علیہ السلام اپنے باپ کی وفات کے بعد چھ سال زندہ رہے۔ آپ نے ابو القاسم محمد منتظر المسمی القائم الحجۃ
مہدی (صاحب الزمان خاتم الائمۃ الاثنی عشر عجل اللہ فرجہ) کے سوا امامیہ حضرات کے نزدیک کوئی اور فرزند
نہیں چھوڑا۔ آپ ماہ شعبان کی آدھی رات کو ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے، آپ کی والدہ گرامی ام ولد ہے۔ جس
کا اسم گرامی نرجس ہے، جب آپ کے باپ کا انتقال ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر پانچ سال تھی، آپ اس وقت
تک لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ آپ محمد منتظر (عجل اللہ فرجہ) امام حسن عسکری کے فرزند ہیں۔ آپ اپنے
خاص اصحاب اور اپنے معتبر اہل کو معلوم ہیں (کہ کہاں ہیں) روایت کیا گیا ہے کہ جناب حکیمہ خاتون بنت محمد جواد
ابو محمد حسن عسکری کی پھوپھی تھیں۔ آپ حضرت سے محبت کرتی تھیں، آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا
اور تضرع کیا کرتی تھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت کا فرزند دکھلائے ۲۵۵ھ ماہ شعبان کی پندرھویں
رات کو جناب حکیمہ خاتون امام حسن عسکری کے ہاں تشریف لائیں، امام نے کہا اے پھوپھی ایک امر کی خاطر
میرے پاس رات قیام فرمانا، آپ قیام فرما ہوگئیں۔ جب فجر کا وقت ہوا تو نرجس خاتون بے قرار ہو
گئیں، جناب حکیمہ خاتون آپ کی طرف تشریف لے گئیں۔ نرجس خاتون نے مولود مبارک کو جنا، جب
حکیمہ خاتون نے مولود مسعود کو دیکھا تو اس کو لے کر امام حسن عسکری کے پاس تشریف لائیں۔ آپ ختنہ شدہ
حالت میں پیدا ہوئے تھے۔ امام حسن عسکری نے آپ کو لے لیا، آپ کی پشت مبارک اور آپ کی دونوں آنکھوں
پر اپنا ہاتھ پھیرا، حضرت نے اپنی زبان کو آپ کے منہ میں داخل کر دیا، آپ کے دائیں کان میں اذان
اور بائیں میں اقامت کہی، پھر فرمایا اے پھوپھی اس کو اس کی ماں کے پاس لے جاؤ، میں آپ کو آپ کی
ماں کے پاس واپس لے آئی۔ حکیمہ خاتون کا بیان ہے کہ میں اپنے گھر سے ابو محمد عسکری کے پاس آئی تو
مولود مسعود آپ کے ہاتھوں پر تھا۔ زرد کپڑوں میں ملبوس تھا۔ اس سے جمال اور نور ٹپکتا تھا۔ اس کی محبت نے میرے
دل کے گوشوں کو موہ لیا، میں نے عرض کیا اے آقا! آپ کو اس مولود مسعود کے بارے میں کچھ علم ہے؟ فرمایا اے
پھوپھی یہ وہ منتظر ہیں جن کی ہم لوگوں کو بشارت دی گئی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے سجدۂ شکر میں اس بات کے لئے گر گئی۔

میں امام حسن عسکری کے پاس پھر واپس لوٹ کر حاضر ہوئی۔ تو میں نے اس مولود مسعود کو نہ پایا، میں نے کہا اے آقا! ہمارے آقا منتظر کے ساتھ کیا ہوا؟ فرمایا ہم نے اس کو اس اللہ کے حوالے کر دیا ہے جس کے حوالے موسیٰ علیہما السلام کی والدہ نے اپنے بیٹے کو کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکمت اور فصل خطاب عطا کیا ہے۔ اور آپ کو عالمین کے لئے آیت (معجزہ نشانی) مقرر کیا ہے۔ جس طرح کہا تھا اے یحییٰ کتاب کو قوت کے ساتھ پکڑ اور ہم نے اس کو بچپن کے عالم میں حکم دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے کہا ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ اس سے کس طرح بات چیت کریں جو جھولے میں بچپن کے عالم میں ہو، اللہ تعالیٰ نے آپ کی عمر کو اس طرح لمبا کیا ہے جس طرح حضرت خضر اور الیاس علیہما السلام کی عمر کو لمبا کیا گیا تھا۔

ایک بڑے عارف یعنی شیخ محی الدین عربی قدس اللہ سرہ نے مہدی رضی اللہ عنہ و عجل اللہ فرجہ کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ حضرت کے ساتھ تین سو ساٹھ اللہ کے کامل بندے ہوں گے جو آپ سے رکن اور مقام کے درمیان بیعت کریں گے، حضرت کی وجہ سب سے زیادہ نیک بخت لوگ کوفہ کے لوگ ہوں گے آپ مال کو برابر برابر تقسیم کریں گے، رعیت میں عدل سے کام لیں گے، جھگڑے کا فیصلہ کریں گے، دین کی فترت کے وقت خروج فرمائیں گے۔ جو شخص آپ کا انکار کر دے گا قتل کر دیا جائے گا، جو شخص آپ سے جھگڑا کرے گا، رسوا ہو گا، آپ حقیقی دین کو ظاہر کریں گے۔ جس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دیا کرتے تھے۔ آپ کے دشمن مقلد فقیہ ہوں گے۔ آپ کی تلوار اور آپ کے دبدبہ کے خوف کے مارے آپ کے حکم کے اندر داخل ہوں گے، عارف باللہ لوگ جو اہل حقائق میں سے ہوں گے شہود اور کشف کے باعث جو اللہ تعالیٰ کی جانب آگاہ کیا گیا ہو گا خوشی سے آپ کی بیعت کریں گے، آپ کے ساتھ ایسے لوگ ہوں گے جو آپ کی دعوت کو قائم کریں گے اور آپ کی مدد کریں گے۔ یہ لوگ آپ کے وزیر ہوں گے جو آپ کی سلطنت کا انتظام سنبھالیں گے۔ (ص ۵)

ھوا سید المھدی من آل محمد ھوالوابل الوسمی حین یجود

آپ مستحکم خلیفہ ہوں گے، حیوان کی بولی کو سمجھیں گے۔ آپ کا انصاف تمام انسانوں اور جنات پر لاگو ہو گا، ایک بڑے عارف نے کہا معرفت میں ایک راز ہے، سلمان فارسی وہ شخص ہیں جن کو اس راز نے اہل بیت میں داخل کر دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عبد محض ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے اہل بیت کو مکمل طور پر پاک و پاکیزہ کیا ہے۔ ان حضرات سے رجس کو دور رکھا ہے۔ ہر وہ چیز جو ان حضرات کو عیب لگا سکتی ہے اس سے یہ لوگ پاک ہیں بلکہ یہ لوگ عین طہارت ہیں، یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ شریک کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ

ے اپنے فرمان میں کہا ہے لیغفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر ۔ اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شرفا افراد یقیناً اسی حکم کے اندر داخل ہیں، اس شرف کا حکم اہل بیت کے لئے قیامت کے روز ظاہر ہوگا۔ یہ حضرات مغفور ہو کر محشور ہوں گے مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ان کی مذمت بیان کرے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تطہیر کی گواہی دی ہے ۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم ۔ سلمان انہیں حضرات میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سلمان منا اہل البیت کی رو سے شامل ہیں ۔ بلکہ میں تو امید کرتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد مطلقاً اس عنایت میں ان حضرات کے ساتھ شامل ہوگی ۔ اہل بیت کے دوست دار بھی ان میں شامل ہیں ۔ اگر ان حضرات سے کوئی ظلم ظاہر ہوا تو وہ تیرے گمان کے مطابق ظلم ہے حقیقت میں وہ کوئی ظلم نہیں ہے ۔ اگرچہ ظاہری طور پر شرع نے اس ظلم کی ادائیگی کا حکم دیا ہے ۔ تجھے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے یا صبر کرنا چاہیئے ۔ تاکہ تجھے اجر جزیل عطا کیا جائے ۔ اگر تم نے کسی برائی کو ان کی طرف منسوب کیا تو خدا کی قسم یہ بات تمہارے ایمان کے نقص کے باعث ہوگی ۔ اللہ کی پکڑ تیرے ساتھ واقع ہو جائے گی ۔ تجھے ایسی جگہ داخل کرے گا جس کا تجھے علم نہیں ہوگا ۔ اے اللہ کے ولی اگر اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس بات کو ظاہر کر دے کہ قیامت کے روز ان حضرات کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیا منزلت و قدر ہوگی ۔ تو تو ضرور اس بات کو دوست رکھتا کہ تم بھی ان حضرات کے غلاموں میں سے ایک غلام ہو جاؤ ۔ ایک بڑے عارف نے کہا ہے کہ خیانت کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ اس چیز کو چھوڑ دیا جائے، جس چیز کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے قرابت داروں اور اپنے اہلبیت کی محبت کے متعلق تم سے سوال کیا ہے، رسول اللہ خود اپنے اہل بیت کا ایک فرد ہیں ۔ مجھے مکہ شریف میں ایک معتبر آدمی نے آگاہ کیا کہ میں مکہ میں شرفا (سادات) مکہ کے افعال کو جو وہ لوگوں سے کرتے تھے ناپسندیدہ خیال کرتا تھا، میں نے خواب میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا ۔ آپ نے مجھ سے منہ موڑا ہوا ہے ۔ میں نے آپ کو سلام کیا، آپ نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا، میں نے آپ سے منہ موڑنے کی وجہ دریافت کی فرمایا تم شرفا (سادات) کے درپے رہتے ہو، میں نے عرض کیا اے میری آقا، آپ نہیں دیکھتیں کہ وہ لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں ۔ فرمایا کیا وہ میری اولاد نہیں ہیں؟ میں نے عرض کیا میں اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں، آپ میری طرف متوجہ ہوئیں ۔ اور میں نیند سے بیدار ہو گیا ۔ شیخ محی الدین قدس اللہ سرہ نے اس حکایت کو بیان کرنے کے بعد کہا اہل بیت کے ساتھ مخلوق کو برابر تصور نہ کرو ۔ اہل بیت وہ حضرات ہیں جو گواہی والے ہیں ۔ ان سے بغض رکھنا حقیقتاً گھاٹا ہے ۔ اور ان سے محبت کرنا عبادت ہے ۔ انتہی فصل الخطاب

باب ۶۶

علامہ سید شریف نور الدین علی سمہودی مصری رحمہ اللہ کی کتاب جواہر العقدین سے عجیب قصوں اور اہل بیت نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برکات کا ذکر۔"

بازری کی کتاب توثیق عری الایمان میں ابراہیم بن مہران سے روایت ہے کہ کوفہ میں ہمارے پڑوس میں ایک شخص "قاضی" رہتا تھا جس کی کنیت ابوجعفر تھی۔ جب آپ کے پاس کوئی علوی آدمی آتا تھا اور آپ سے کوئی چیز طلب کرتا تھا تو آپ اس کو دے دیا کرتے اور اس سے اس کی قیمت وصول کر لیا کرتے اگر اس کے پاس قیمت نہیں ہوتی تھی تب اس کو چیز دے دیا کرتے اور اپنے نوکر سے کہہ دیا کرتے جو چیز اس نے لی ہے اس کو علی بن ابی طالب کے کھاتے میں لکھ دو۔ ایک عرصہ تک اسی طرح زندگی بسر کرتا رہا پھر وہ شخص غربت میں مبتلا ہو گیا۔ ایک دن وہ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اپنے حساب کی کتاب کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے پاس سے ایک شخص گزرا اس نے آپ سے مذاق کرتے ہوئے کہا آپ کے بڑے قرض دار یعنی علی رضی اللہ عنہ ہیں؟ قاضی کو اس بات نے غم میں ڈال دیا۔ رات کے وقت اس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن اور حسین کو (خواب میں) اپنے سامنے دیکھا۔ رسول اللہ نے دونو شہزادوں سے کہا تمہارے باپ نے اس شخص کے بارے میں کیا کیا ہے؟ حضرت علی نے جواب دیا اس شخص کا حق ہے میں اس کو اس کے پاس لایا ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا اس کو دے دو۔ اس شخص کا بیان ہے کہ حضرت علی نے مجھے اون کی بنی ہوئی تھیلی دے دی فرمایا یہ تیرا حق ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو لے لو۔ اولاد علی میں سے جو شخص تمہارے پاس آئے جو کچھ تمہارے پاس ہو اس کو دینے میں دریغ نہ کرنا۔ چلے جاؤ اس دن کے بعد تم پر فقر کبھی طاری نہ ہوگا۔ اس شخص نے کہا میں نیند سے بیدار ہو گیا، تھیلی میرے ہاتھ میں موجود تھی، میں نے اپنی عورت کو آواز دی کہ چراغ جلاؤ۔ اس نے دیا روشن کر دیا۔ میں نے اس کو تھیلی دے دی۔ اس میں ایک ہزار دینار موجود تھے، مجھے کہا اللہ سے ڈرو اگر تم نے ان تاجروں کا مال چوری کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں خدا کی قسم، درحقیقت واقعہ ایسا ایسا ہے۔ اس نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو ہم اپنے کھاتے کی کتاب میں دیکھتے ہیں۔ اگر اس میں جو رقم تحریر ہے وہ ہزار دینار کے برابر ہے تو تم سچے ہو۔ میں نے اس کاپی میں دیکھا تو اس میں کمی بیشی کے بغیر ایک ہزار دینار تحریر تھے۔

سبط ابن جوزی نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن مبارک سے روایت کی ہے کہ وہ ایک سال حج بجا لایا

کرتا تھا۔ اور ایک سال نہیں جاتا تھا، جب وہ سال آیا جس میں حج ادا کرنے کی باری تھی۔ میں شہر مرو شاہجان سے کوفہ میں بازار کی طرف اونٹ خریدنے کے لئے روانہ ہوا۔ ایک مزبلہ پر ایک عورت کو دیکھا جو مردہ بطخ کے پر نوچ رہی تھی۔ میں نے اس سے کہا تم بطخ کے ساتھ کیا کر رہی ہو، اس نے کہا مجھ سے یہ بات دریافت نہ کرو، میں نے آپ سے اصرار کیا، اس نے کہا میں ایک علویہ عورت ہوں، میری چار یتیم لڑکیاں ہیں۔ آج چوتھا دن ہے۔ ہم لوگوں نے کوئی چیز نہیں کھائی، میں نے اپنے دل میں کہا تم اس سے کیوں بے پرواہ کھڑے ہو، دیناروں کو آپ کے کپڑے کے ایک حصے میں میں نے ڈال دیا۔ وہ سر نیچے کئے بیٹھی رہی، اس نے میری طرف نہ دیکھا۔ میں اپنی منزل پر آیا۔ پھر اپنے شہر مرو میں وارد ہوا، میں وہاں مقیم رہا، حتیٰ کہ لوگوں نے حج ادا کیا اور واپس لوٹ آئے۔ میں باہر نکلا، اپنے ہمسائیوں اور اپنے ساتھیوں سے ملا، ہر اس شخص سے جو مجھے ملتا تھا، کہتا تھا اللہ تیرے حج قبول کرے اور تیری کوشش مشکور کرے۔ وہ مجھ سے کہتا اللہ تعالیٰ تیرا حج قبول کرے اور تیری کوشش مشکور کرے، ہم لوگ فلاں فلاں جگہ اکھٹے رہے، اس معاملہ میں میں فکر میں پڑ جاتا تھا، میں نبی صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ نے مجھ سے فرمایا اے عبداللہ! تم نے میری اولاد کی ایک بے کس عورت کی امداد کی تھی۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ تیری صورت کا ایک فرشتہ پیدا کرے جو قیامت تک تیری طرف سے حج ادا کرتا ہے۔"

ابو الفرج ابن جوزی نے اپنی کتاب ملتقط میں تحریر کیا ہے۔ بلخ میں ایک شخص رہا کرتا تھا، جو علوی تھا، اس شخص کی زوجہ تھی اور لڑکیاں تھیں، اس آدمی کا انتقال ہو گیا، عورت لڑکیوں کو لے کر سمرقند میں دشمنوں کے خوف سے آگئی، سخت سردی میں اس نے لڑکیوں کو مسجد میں داخل کر دیا، شہر کی گلیوں میں چلنے لگی، اس نے دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے پاس جمع ہیں وہ شخص شیخ البلد تھا، علویہ (سیدانی) نے اس کو اپنا حال سنایا، اس شخص نے سیدانی سے کہا تم اس بات کی گواہی پیش کرو۔ کہ تم واقعی سیدانی ہو۔ سیدانی اس شخص سے مایوس ہو گئی، مسجد کی طرف لوٹ کر واپس آگئی،

آپ نے ایک شخص کو دکان پر بیٹھا ہوا دیکھا اور اس کے گرد ایک جماعت موجود تھی۔ وہ شخص مجوسی تھا، سیدانی نے اس سے اپنے حالات بیان کئے، اس نے اپنے نوکر سے کہا کہ اپنی مالکہ سے کہہ دو کہ وہ اس عورت کے ساتھ فلاں مسجد کی طرف چلی جائے، اس کی لڑکیوں کو گھر میں لے آئے، مجوسی کی بیوی لڑکیوں کو لے کر آگئی۔ مجوسی نے ایک علیحدہ مکان میں ان کے رہنے کا انتظام کیا، ان کو قیمتی لباس پہنایا اور ان کو عمدہ عمدہ کھانے کھلائے، شہر کے مسلمان سردار نے رات کو خواب میں سبز زمرد کا بنا ہوا ایک محل دیکھا اس نے کہا یہ کس شخص کا محل ہے؟ کہا گیا ایک مسلمان شخص کا محل ہے اس نے کہا یا رسول اللہ! میں بھی ایک

ایک مسلمان آدمی ہوں۔ رسول اللہ نے اس سے کہا کہ تم میرے پاس گواہ پیش کرو کہ تم مسلمان آدمی ہو، تم اس بات کو بھول گئے ہو کہ تم نے سیدانی سے کیا کہا تھا؟ یہ محل اس شیخ کا ہے۔ جس کے گھر میں وہ سیدانی موجود ہے، وہ شخص خواب سے بیدار ہو گیا اور وہ رو رہا تھا اسے آگاہ کیا گیا کہ سیدانی ایک مجوسی کے گھر میں موجود ہے۔ وہ شخص مجوسی کے پاس آیا اور اسے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان سیدانیوں کو میرے سپرد کر دو۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں ایک لاکھ دینار کے عوض میں بھی تمہارے سپرد نہیں کروں گا۔ اس نے اصرار کیا۔ اس کو وہ خواب بتایا جس کو خود اس نے دیکھا تھا۔ مجوسی نے کہا میں نے بھی خواب دیکھا ہے۔ یہ محل اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے اور میرے گھر میں جتنے افراد موجود ہیں وہ سب سیدانی کے برکات کی وجہ سے میرے ساتھ اسلام لا چکے ہیں۔ اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو (خواب) میں دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے جو احترام تم نے سیدانی کے ساتھ کیا ہے اس کے عوض میں یہ محل تیرے اور تیرے گھر والوں کے لیئے ہے۔"

اس ضمن میں ایک بات یہ ہے جس کو سبط ابن جوزی نے روایت کیا ہے اس نے کہا میں نے ۶۰۴ھ میں عبداللہ احمد مقدسی پر اس بات کو پڑھا، آپ نے کہا میں نے کتاب جوہری میں اس بات کو پایا۔ ابو دنیا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ رسول اللہ آپ سے فرما رہے ہیں کہ فلاں مجوسی کے پاس چلے جاؤ۔ اور اس سے کہدو کہ دعوت منظور کر لی گئی ہے، وہ شخص خواب سے بیدار ہو گیا۔ مجوسی کے پاس آیا، اس کو حالات سے آگاہ کیا، وہ خود اپنے گھر والوں اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسلام لے آیا۔ پھر اس نے مجھے کہا، کیا تم جانتے ہو کہ وہ دعوت کیا ہے؟ میں نے کہا خدا کی قسم مجھے اس کا علم نہیں ہے، اس نے کہا جب میں نے اپنی لڑکی کی شادی کی تو میں نے کھانا تیار کیا، لوگوں کو دعوت دی، انہوں نے کھانا کھایا۔ ہمارے پڑوس میں کچھ لوگ رہتے تھے جو غربا سادات میں سے تھے، میں نے ان کی ایک بچی کو کہتے ہوئے سنا، اے اماں! مجوسی نے اپنے کھانے کی خوشبو سے ہمیں اذیت دی ہے، میں نے ان تمام سیدانیوں کے پاس کافی کھانا، کپڑے اور دیناروں کو روانہ کیا۔ جب ان لوگوں نے کھانے کو دیکھا تو اس لڑکی نے ان سیدانیوں سے کہا ہم اس کھانے کو اس وقت تک نہ کھائیں گے حتیٰ کہ مجوسی کے حق میں دعا کریں گے۔ ان سیدانیوں نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور کہنے لگیں اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہمارے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ محشور کرے، یہ وہ دعا تھی جو قبول کر لی گئی ہے۔

ابوالفرج ابن جوزی نے سلسلہ روایت ابن خطیب تک لے جا کر بیان کیا ہے کہ میں سیدہ ام متوکل کا کاتب تھا، میں کچہری میں موجود تھا، ایک چھوٹی عمر کا نوکر سیدہ متوکل کی ماں کی طرف سے نکلا اور اس کے پاس ایک تھیلی موجود تھی جس میں ہزار دینار موجود تھے نوکر نے کہا مجھے سیدہ کہتی ہے، ان دیناروں کو مستحقین میں تقسیم کر دو۔ آدمیوں کے ہجم

آگاہ کیا گیا۔ میں نے تین سو دینار ان لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ باقی دینار میرے پاس موجود تھے۔ آدھی رات کے وقت میرے دروازہ کو ایک سید نے کھٹکھٹایا جو میرا ہمسایہ تھا۔ اس نے کہا اس وقت میرے پاس میرے اعزہ میں سے ایک شخص آیا ہے اور میرے پاس کھانا موجود نہیں ہے۔ میں نے اس شخص کو دینار دے دیا۔ اس نے اس کو خوشی سے لے لیا اور چلا گیا۔ جب وہ دروازے پر پہنچا تو میری عورت روتی ہوئی آگئی اور کہنے لگی تجھے شرم محسوس نہیں ہوتی سید تم سے سوال کرتا ہے تو صرف اس کو ایک دینار دیتا ہے اور تو اس کی غربت کو بھی جانتا ہے۔ تم اس کو کل رقم دے دو۔ اس کی بات نے میرے دل میں اثر کر لیا۔ میں نے تھیلی اس کے حوالے کر دی۔ اس کو لے کر وہ شخص چلا گیا۔ پھر مجھے ندامت محسوس ہوئی۔ اور متوکل کا خوف دامنگیر ہوا۔ کیونکہ وہ سیدوں سے ناراض تھا۔ میری بیوی نے کہا خوف نہ کرو، اللہ پر اور ان سیدوں کے نانا پر بھروسہ کرو۔ ہم لوگ یہی باتیں کر رہے تھے کہ نوکروں نے دروازے کو کھٹکھٹایا۔ ان کے ہاتھوں میں مشعلیں تھیں، کہنے لگے تجھے آقا بلاتی ہے، میں خوف کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے مجھے میری آقا کے پاس پردہ کے نزدیک داخل کر دیا۔ مجھے کہا اے احمد اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا کرے اور تیری زوجہ کو بھی جزائے خیر عنایت کرے۔ میں اس وقت سوئی ہوئی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں، اور مجھے کہا اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا کرے اور خطیب کی زوجہ کو جزائے خیر عطا کرے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ میں نے واقعہ کے متعلق آپ کو آگاہ کیا، آپ رو پڑیں۔ اور فرمایا یہ پوشاک اور یہ دینار سید کے لئے ہیں اور یہ تیری بیوی کے لئے ہیں۔ اور یہ تیرے لئے ہیں اور یہ سب ایک لاکھ درہم تھے، میں نے مال کو لے لیا، میں نے سید کے گھر کا راستہ لے لیا۔ میں نے دروازے کو کھٹکھٹایا۔ سید نے چلایا۔ اے احمد وہ چیزیں لے آؤ جو تمہارے پاس ہیں۔ سید اس عالم میں باہر نکلے کہ وہ رو رہے تھے، میں نے اس سے رونے کا سبب دریافت کیا، اس نے کہا جب میں تھیلی لے کر اپنے گھر میں داخل ہوا۔ میری بیوی نے مجھے کہا، اٹھو، ہم نماز پڑھیں، سیدہ، احمد اور اس کی بیوی کے حق میں دعا کریں۔ ہم لوگوں نے نماز پڑھی اور ہم نے ان لوگوں کے حق میں دعا کی۔ پھر میں سو گیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ فرما رہے تھے جو کچھ ان لوگوں نے کہا میں نے ان کا شکریہ ادا کیا ہے، اس وقت وہ لوگ تیرے پاس کوئی چیز لا رہے ہیں۔ ان سے اس چیز کو قبول کر لے،

سبط ابن جوزی نے روایت کی ہے کہ مجھے محمد بن عبدالوہاب مقری نے حدیث بیان کی۔ اس نے کہا مجھے میرے ایک ہمسایہ نے حدیث بیان کی۔ اس نے کہا میرا ایک ساتھی سید تھا جو مفلس تھا۔ اس نے ایک سال حج ادا کیا، جب واپس لوٹا تو میں نے اس کو مالدار پایا، میں نے اس سے اس کا سبب دریافت کیا۔ اس نے

کہا میں نے حج ادا کیا، مجھے تین دن تک کھانا میسر نہ ہوا، جب میں چل رہا تھا تو ناگاہ میرے پاؤں میں ایک تھیلی لگ گئی جس میں ایک ہزار دینار موجود تھے۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ میں اس سے خرچ نہیں کروں گا۔ حتیٰ کہ اس کا مالک ظاہر ہو جائے، میں نے منادی کرنے والے کو کہا اس نے منادی کر دی تھیلی کا مالک آ گیا، میں نے اس سے کہا مجھے اس سے کتنا دو گے، اس نے کہا میں تجھے اس سے کچھ دوں گا، میں نے تھیلی اس کی طرف پھینک دی۔ اس نے مجھے کہا تم نے اس کو کہاں سے پایا۔ میں نے کہا، بغداد سے، کہا تم کیا کرتے ہو؟ میں نے کہا میں ایک شریف (سید) آدمی ہوں۔ میں کوئی کام نہیں کرتا، کہا تمہارا دادا کون ہے؟ میں نے کہا میرا دادا حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ کہا آپ کو کون جانتا ہے؟ میں نے کہا حجاج، ان لوگوں کی ایک جماعت نے آ کر اس کو میری پہچان کرا دی۔ اس نے تھیلی کو میری طرف پھینک دیا کہا اس کو لے لو یہ میرے پاس امانت تھی جو خراسان سے میرے پاس آئی تھی۔ اس کے مالک نے مجھے اس بات کی وصیت کی تھی کہ میں اس کو صرف اس شخص کو دوں جو حسین رضی اللہ عنہ کی شریف اولاد میں سے ہو۔ اور تم ایسے ہی ہو، میں نے اس ہمیانی کو لے لیا اور میری حالت ٹھیک ہو گئی۔"

مقریزی نے رئیس شمس الدین محمد بن عبداللہ عمری سے روایت کی ہے کہ میں ایک دن محمود عجمی محتسب کے پاس گیا وہ اپنے لوگوں کے ساتھ شریف عبدالرحمٰن طباطبی کے گھر میں موجود تھے۔ محتسب نے شریف سے کہا کہ کل جب آپ سلطان برقوق کے پاس مجھ سے اونچی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے تو مجھے آپ سے کراہت پیدا ہو گئی تھی، میں نے آج رات نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا اے محمود! تجھے اس بات سے نفرت ہے کہ تم میرے فرزند سے نیچے بیٹھو؟ شریف رو پڑے، کہا میں کس قابل ہوں، تم نے میرے نانا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یاد دلا دیا ہے۔"

توشیح عربی الایمان میں ابن نعمان سے روایت ہے کہ ایک خراسانی آدمی نے کہا جو ہر سال حج ادا کیا کرتا تھا۔ جب وہ مدینہ منورہ میں وارد ہوتا تھا تو طاہر بن یحییٰ علوی کو کوئی چیز دے دیا کرتا تھا۔ اس سے ایک آدمی نے کہا یہ سید اس رقم کو اللہ کی طاعت چھوڑ کر دیگر امور میں خرچ کرتا ہے۔ اس سال خراسانی نے اس سید کو کوئی چیز نہ دی، دوسرے سال بھی اس کو کوئی چیز نہ دی، تیسرے سال اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے اس سے کہا تم نے طاہر علوی کے بارے میں اس کے دشمنوں کی بات کو مان لیا ہے، جو کچھ تم اس کو دیتے تھے اس کو بند کر دیا ہے۔ جو چیز تم نے ادا نہیں کی اس کو ادا کرو، جس قدر تم میں طاقت ہے اس سے اس سلسلہ کو بند کرو، وہ شخص خواب سے بیدار ہو گیا، اس نے تھیلی کو لیا جس میں چھ سو دینار موجود تھے، جب مدینہ میں وارد ہوا تو سب سے پہلے طاہر بن یحییٰ کی خدمت

میں حاضر ہوا، طاہر نے اس سے کہا کہ اگر میرے پاس صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو نہ بھیجتے تو تم میرے پاس نہ آتے خراسانی نے کہا خدا کی قسم جیسا آپ نے بیان کیا ہے واقعہ ایسا ہی ہے، آپ کو اس واقعہ سے کس نے آگاہ کیا ہے کہا میرے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خواب میں آگاہ فرمایا ہے کہ میں نے فلاں خراسانی کی مہمانوازی کی ہے میں نے اس کو حکم دیا ہے اور جو مال اس نے تجھے نہیں دیا وہ تمہارے پاس لے کر حاضر ہو۔ اس نے تھیلی کو نکالا جس میں چھ سو دینار موجود تھے، اس نے تھیلی کو نکالا جس میں چھ سو دینار موجود تھے، اس نے تھیلی کو طاہر کے حوالے کیا اور آپ کا ہاتھ چوما اور معذرت طلب کی۔

بازری کی کتاب توثیق عری الایمان میں مذکور ہے کہ خراسان کے والی نصر بن احمد نے بلخ کے ایک آدمی کو بلخ کا عامل مقرر کیا، نصر دوپہر کے وقت سو گیا، ایک فریادی سیدانی تشریف لائیں۔ اس نے کہا میں بلخ سے آئی ہوں اور وہاں کے عامل کی شکایت کروں گی، امیر کو اس بات کی خبر کر دیجئے۔ دربان جس کا نام طغناج تھا نے کہا یہ وقت امیر کے ملنے کا نہیں ہے، آپ سو رہے ہیں پھر سوچا اور دل میں خیال کیا کہ میں اولاد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امیر کے پاس جانے سے کیونکر روک سکتا ہوں، دربان اندر داخل ہوا۔ اس نے آپ کو نیند میں پایا۔ آپ کے سر کے نزدیک تلوار پڑی ہوئی تھی، دربان واپس آیا، پھر داخل ہوا، آپ کو نیند میں پایا، واپس آیا، اسی طرح دربان نے کئی دفعہ کیا امیر نے اس بات کو محسوس کیا، گمان کیا کہ دربان آپ کے ساتھ کوئی دھوکہ کرنا چاہتا ہے۔ امیر اٹھ کھڑا ہوا تلوار کو لے لیا اور کہا، اس طرح کیوں کیا اس نے تمام واقعہ سے آگاہ کیا۔ اس نے سیدانی کے داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ سیدانی نے امیر سے بلخ کے عامل کی شکایت بیان کی، آپ نے سیدانی کو دس ہزار درہم اور ایک خچر مع اسباب اور تین کپڑوں کے دینے کا حکم دیا، عامل بلخ کو سیدانی کے ساتھ احترام اور نیکی کرنے کا خط تحریر کیا، امیر نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کو دیکھا، آپ نے فرمایا جس طرح تو نے میری حرمت کی حفاظت کی، اللہ تعالیٰ تیری حرمت کی حفاظت کرے گا۔ آپ نیند سے بیدار ہو گئے، اپنا خواب لوگوں سے بیان کیا، آپ نے فقہا کو طلب کیا اور تمام شہروں میں اس قسم کا پروانہ تحریر کیا کہ وہ آل نبی صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کے ساتھ نیک سلوک کریں۔

کتاب توثیق عری الایمان میں ابوالحسین علی بن ابراہیم رقی سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک علوی فقیر جو حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے تھا وارد ہوا۔ اس نے کہا مجھے سومن ( ) آٹا عطا کیجئے۔ اور میرے پاس کوئی چیز موجود نہیں ہے لیکن قیمت میرے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لکھ دیجئے۔ اس نے جو کچھ طلب کیا میں نے اس کو دے دیا میں نے قیمت کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لکھ دیا، علویوں (سیدوں) نے اس بات کو سن لیا وہ میرے پاس تشریف لاتے تھے۔ میں ان کو جو کچھ طلب کرتے تھے دے دیا کرتا تھا فرماتے تھے

اس کو ہمارے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لکھ دو۔ میں برابر ان حضرات کو دیتا رہا، حتیٰ کہ میرے پاس آٹے میں سے کوئی چیز باقی نہ رہی، میں کئی دن تک سخت بھوک، فاقہ میں بسر کرتا رہا۔ میں نقیب سید عمر بن یحییٰ علوی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی خدمت میں (حساب وکتاب کی) کاپی کو پیش کر دیا۔ میں نے آپ کی خدمت میں غربت کی شکایت کی، آپ خاموش رہے، مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ جب رات کا وقت ہوا، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے ساتھ تھے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا اے ابوالحسین! اگر تم یہ کام دنیا کی خاطر کیا تو میں اس کا بدلہ تمہیں دے دیتا ہوں۔ اگر تم نے یہ کام آخرت کی خاطر کیا ہے تو اپنی غربت پر صبر کر، میں تمہارا اچھا قرض دار ہوں، آپ نیند سے بیدار ہو گئے۔ لوگوں کو کہتے ہوئے اپنا خواب بتایا، پھر اس پر حال کی کیفیت طاری ہو گئی۔ وادیوں اور پہاڑوں میں سیاحت کی خاطر چلا گیا، لوگوں نے آپ کو پہاڑ کی ایک کھوہ میں مردہ پایا۔ آپ کو اٹھا کر لائے اور آپ کو دفن کر دیا۔ اسی رات کوفہ کے سات صلحاء لوگوں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ استبرق کی پوشاک زیب تن کئے ہوئے ہے۔ اور وہ جنت کے باغوں میں چل رہا ہے، انہوں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ نعمت تجھے کیسے نصیب ہوئی۔ اس نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اچھا معاملہ کیا تھا۔ اور اس پر میں نے صبر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

کتاب توثیق عرس الایمان میں علی بن عیسیٰ وزیر رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ میں سیدوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرتا تھا۔ میں ہر سال مدینۃ السلام میں ان کے ہر فرد کو اتنی چیز دے دیتا تھا جو اس کی خوراک، کپڑے اور اس کے اہل وعیال کے لئے پوری ہو سکتی تھی۔ اور میں یہ چیزیں ماہ رمضان میں دے دیا کرتا تھا۔ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک شیخ تھا، میں ہر سال اس کو پانچ ہزار درہم دے دیا کرتا تھا۔ میں نے ایک روز اس شیخ کو نشے کی حالت میں دیکھا، اس نے بازار کے درمیان قے کیا ہوا تھا، جب ماہ رمضان آ گیا تو وہ شیخ میرے پاس آیا، اس نے مجھ سے اپنا عطیہ طلب کیا، میں نے اس کو کوئی چیز نہ دی، میں جب اسی رات کو سویا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (خواب میں) دیکھا، آپ نے مجھ سے منہ موڑ لیا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرا کیا قصور سرزد ہوا۔ کہ آپ مجھ سے منہ موڑتے ہیں، فرمایا تم نے میرے فلاں فرزند کا عطیہ بند کر دیا ہے، میں نے عرض کیا میں نے اس کا عطیہ اس لئے بند کر دیا تھا تاکہ میں اس کی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مدد نہ کروں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تم اس کو اس کے لحاظ سے دیتے تھے یا میری وجہ سے؟ میں نے عرض کیا آپ کی وجہ سے۔ میں نیند سے بیدار ہو گیا، میں نے شیخ کے پاس ایک آدمی روانہ کیا، آپ تشریف لے آئے، میں نے آپ کو دس ہزار درہم دے دئے، کہا اے وزیر آج کے دن آپ نے عطیہ کو کیوں دگنا کر دیا۔ میں نے کہا یہ نہیں ہے مگر

بے اچھائی کی وجہ سے اشیخ ہوش میں آگیا، کہا خدا کی قسم اس وقت تک میں نہیں جاؤں گا جب تک میں واقعہ سے مطلع نہ ہو جاؤں، میں نے آپ کو وہ بات بتائی جس کو میں نے خواب میں دیکھا تھا! آپ کی دونوں آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ کہا میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں، میں گناہ کی ارتکاب نہیں کروں گا۔ میں اس بات پر راضی نہیں ہوں کہ میری وجہ سے میرے نانا آپ سے جھگڑا کریں۔ آپ کی توبہ اچھی ہو گئی تھی۔"

کتاب عقد ثمین میں مذکور ہے کہ محمد بن عمر بن یوسف انصاری قرطبی والیٔ مصر کے پاس موجود تھے آپ شرفاء (سیدوں) کی تعظیم کیا کرتے تھے (وہ شرفاء سادات) کی تعظیم اس وجہ سے کیا کرتا تھا کہ ان میں کا ایک شخص فوت ہو گیا تھا، شیخ نے اس پر نماز (جنازہ) پڑھنے سے توقف کیا تھا، کیونکہ وہ کبوتروں سے کھیلا کرتا تھا، آپ نے نبی صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ کے ساتھ آپ کی بیٹی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تھیں، جناب سیدہ نے اس سے منہ موڑ لیا اور اس کو سرزنش کی، فرمایا کیا ہماری منزلت کبوتر اڑانے والے کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتی؟ مکہ کے رہنے والے شریف حسنی انتقال کر گئے، شیخ عفیف الدین والو لاعی نے اس کی نماز (جنازہ) نہیں پڑھی، (شیخ عفیف الدین نے) خواب میں فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو دیکھا آپ نے اس سے منہ موڑ لیا تھا، اس سے فرمایا تم نے میرے فرزند پر نماز نہیں پڑھی؟ عفیف الدین نے توبہ کی اور اپنے ظلم کا اعتراف کیا؟ مقریزی نے یعقوب بن یوسف مغربی سے روایت کی ہے کہ آپ ماہ رجب ۸۱۷ھ میں مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ آپ سے شیخ عابد محمد فاسی نے کہا کہ میں اولاد حسین رضی اللہ عنہ کے شرفا کے اعمال کو مکروہ تصور کرتا تھا۔ یہ لوگ اہل سنت سے تعصب کا اظہار کرتے ہیں، میں مسجد نبوی میں سویا ہوا تھا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آنحضرت نے فرمایا، اے فلاں شخص میں نے تیرا کیا قصور کیا ہے کہ میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تم میری اولاد سے کراہت کرتے ہو، میں نے کہا اس لئے کہ یہ اہل سنت سے تعصب رکھتے ہیں آنحضرت نے مجھے فرمایا، کیا طیب النسب کے ساتھ تحمل نہیں ہوگا؟

ہمارے شیخ شیخ الاسلام شریف عبدالرؤف مناوی سے روایت ہے کہ آپ کے شیخ شریف طباطبی جامع عمرو بن عاص میں جو پرانے مصر میں واقع ہے۔ خلوت نشین تھے، ایک ترکی امیر جس کا نام قرتماش شعبانی تھا۔ آپ پر مسلط ہو گیا۔ آپ کو مسجد سے باہر نکال دیا، ایک دن صبح کے وقت آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، کہ میں نے آج رات خواب میں آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھا ہوا دیکھا ہے آنحضرت یہ دونوں اشعار پڑھ رہے تھے۔"

یا بنی الزہراء والنور الذی	ظن موسیٰ انہ نار قبس
لا ادامی الدہر من عادکمو	انہ اخر سطر فی عبس؟

پھر آنحضرت نے عذاب کے کوڑے کو اٹھایا۔ اس میں تین گرہ لگا دیں۔ ہمارے شیخ شیخ الاسلام مناوی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر یہی تھی کہ قرقماش کے سر پر ضرب لگائی گئی۔ اس کو تین ضربیں لگائی گئیں۔ وہ کوڑا اس قسم کا تھا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کہا ہے فصب علیہم ربک سوط عذاب تیرے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا ڈالا۔

مجھے امام علامہ شیخ مالکیہ شہاب الدین احمد بن یونس مغربی نزیل حرمین شریفین (آپ ۸۰۵ھ میں مدینہ منورہ کے مجاور تھے) کے ایک شیخ نے آپ کو اس بات کی خبر دی کہ ایک شخص جو مغرب کا رئیس تھا، حج ادا کرنے کی خاطر روانہ ہوا۔ ایک دولت مند آدمی نے ایک سو دینار اس کے سپرد کئے اور کہا۔ کہ جب تم مدینہ میں پہنچ جاؤ تو اس رقم کو کسی صحیح النسب شریف (سید) کو دے دینا، جب مغربی شخص مدینہ میں وارد ہوا۔ تو اس نے مدینہ کے اشراف (سیدوں) کے بارے میں سوال کیا، کہا گیا کہ ان کا نسب تو صحیح ہے لیکن شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ مغربی نے اس بات کو مکروہ تصور کیا کہ ان میں سے کسی شخص کو بھی کوئی چیز دے۔ پھر مغربی شخص ان میں سے ایک شخص کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے اس کے مذہب کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے کہا میں شیعہ مذہب رکھتا ہوں۔ اس نے کوئی چیز مانگی لیکن مغربی نے نہ دی۔ مغربی نے کہا جب میں رات کو سو گیا، میں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے۔ لوگ پل صراط عبور کر رہے ہیں۔ میں نے بھی عبور کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے میرے روک دینے کا حکم صادر کر دیا۔ رسول اللہ صلعم نے آپ سے کہا کہ اس شخص کو پل صراط سے عبور کرنے سے کیوں منع کر دیا ہے۔ سیدہ نے فرمایا اس نے میرے فرزند کا رزق روک رکھا ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اس کا رزق نہیں روکا۔ لیکن وہ شیخین کو گالیاں دیتا ہے جناب فاطمہ سلام علیہا نے ان دونوں سے کہا کیا تم میرے فرزند سے اس بات کا مواخذہ کرو گے؟ دونوں نے کہا نہیں، بلکہ ہم نے اس کو معاف کر دیا ہے۔ جناب سیدہ نے فرمایا تم نے میرے فرزند اور شیخین کے درمیان کیوں دخل دیا؟ کہا میں خواب سے بیدار ہو گیا، میں نے رقم کو لیا اور اس سید کے پاس لے گیا، اس نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا۔ میں نے اس کو خواب کا واقعہ بتایا، وہ رو پڑا۔ اور کہا میں تجھے گواہ کرتا ہوں اور اللہ اور اس کے رسول کو گواہ بناتا ہوں۔ کہ جب تک میں زندہ رہوں گا۔ ان دونوں کو کبھی گالیاں نہیں دونگا۔

مقریزی نے علامہ سراج الدین سے روایت کی ہے کہ آپ کو محمد بن حسین مکی نے حکایت کی ہے۔ کہ ایک قاری تیمور لنگ کی قبر پر یہ آیت پڑھتا تھا، اس قاری نے کہا جب میں علیحدہ ہوتا تھا تو میں پڑھتا تھا۔ خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ، اس کو پکڑو۔ اس کو باندھو، پھر اس کو جہنم میں گرم کر دو، میں اس آیت کی اکثر تلاوت کرتا تھا، میں نے ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور تیمور آنحضرت کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے، میں نے کہا اے اللہ کے دشمن تم یہاں بیٹھے ہو؟ میں نے ارادہ کیا

کہ میں اس کو اس کے ہاتھ سے پکڑ کر اس کی جگہ سے ہٹا دوں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا! اس کو چھوڑ دو، یہ میری اولاد کو دوست رکھتا ہے، کہا میں خواب سے بیدار ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے اس چیز کو ترک کر دیا جس کو میں خلوت میں پڑھتا تھا۔"

اس طرح کا وہ واقعہ ہے جس کو زین الدین عبدالرحمٰن البغدادی نے بیان کیا ہے کہ آپ کو تیمور کے ایک امیر نے آگاہ کیا کہ جب تیمور مرض الموت میں بیمار پڑا تو اس نے سخت پریشانی کا اظہار کیا، اس کا رنگ بگڑ گیا، پھر تیمور کو ہوش آگئی، انہوں نے اس سے اس بات کا سبب دریافت کیا، اس نے کہا میرے پاس عذاب کے فرشتے آگئے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، آپ نے ان سے کہا اس سے چلے جاؤ، یہ میری اولاد کو دوست رکھتا تھا اور ان سے نیکی کرتا تھا۔"

علامہ مسعودی نے اپنی کتاب مروج الذہب میں ذکر کیا ہے کہ جب خلافت پر احمد معتضد باللہ متمکن ہوا، اس نے آل ابی طالب کو اپنا قریب دیا، وہ اپنے باپ کی قید میں تھا۔ اس نے (خواب میں) ایک شیخ کو دیکھا جو دریائے دجلہ کے کنارے بیٹھا ہوا تھا، وہ اپنے ہاتھ کو دریائے دجلہ کی طرف پھیلاتا تھا اور دجلہ کا تمام پانی آپ کے ہاتھ میں سمٹ کر آپ کے ہاتھ میں آجاتا تھا اور دجلہ خشک ہو جاتا تھا، آپ پھر پانی کو ڈال دیتے تھے۔ پھر وہ دوبارہ دریائے دجلہ پہلے کی طرح بن جاتا تھا، کہا میں نے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا، کہا گیا، یہ علی بن ابی طالب ہیں۔ میں اٹھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سلام عرض کیا، فرمایا اے احمد خلافت تمہارے پاس پہنچنے والی ہے۔ جب خلافت تجھے مل جائے تو میری اولاد کے درپے نہ ہونا اور ان کو اذیت نہ دینا، میں نے عرض کیا اے امیرالمومنین بسر و چشم"

ابن نوح نے اپنی کتاب المنتقی میں قاضی سراج الدین کی بیوی سے جو صالحہ عورت تھی روایت کی ہے کہ مکہ میں گرانی ہو گئی، ہم لوگ اٹھارہ افراد پر مشتمل تھے۔ ہمارے پاس جو وہ قطعہ آٹا آگیا، قاضی نے خواب میں فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو دیکھا، آپ نے فرمایا اے سراج الدین! تم گیہوں کھا رہے ہو اور میری اولاد بھوکی ہے۔ آپ اٹھے اور آٹے کو سادات پر تقسیم کر دیا۔

مقریزی نے حنبلیوں کے قاضی عبدالعزیز بن علی بغدادی سے روایت کی ہے کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آنحضرت نے آپ سے کہا کہ مؤید سے کہو کہ وہ مدینہ کے امیر عجلان کو رہا کر دے، آپ سنہ ۸۲۲ھ میں قید تھے، کہا میں بیدار ہو گیا، بادشاہ مؤید کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے اس کے سامنے سخت قسم کھائی۔ میں نے آپ کو خواب سے آگاہ کیا، آپ نے اس کو چھوڑ دیا اور اس سے نیک سلوک کیا
مسعودی نے مروج الذہب میں اسحاق بن ابراہیم سے روایت کی ہے کہ آپ مجرمین کے قید خانے

کے نگران مقرر تھے، آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آنحضرت نے آپ سے فرمایا اے اسحاق قاتل کو رہا کردو، آپ نیند سے بیدار ہو گئے آپ نے قاتل کے حالات کی چھان بین کی، کہا ایک بڑھیا نے ایک سیدانی کو دھوکہ دیا تھا، بڑھیا نے کہا کہ میرا ایک باغ ایسا ہے جس کی نظیر دنیا میں نہیں ہے۔ بڑھیا نے سیدانی کو باغ کی چیزوں کے دیکھنے کا شوق دلایا، سیدانی بڑھیا کے قول پر اعتبار کرتے ہوئے اس کے ساتھ چل پڑی، بڑھیا نے سیدانی کو ایک ایسے گھر میں داخل کیا جس میں مرد موجود تھے۔ سیدانی چلانے لگی اس کو بے ہوش کر دیا گیا۔ جب اسے ہوش آئی تو کہا اے نوجوانو! اللہ سے ڈرو! میں سیدانی ہوں! قاتل نے کہا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم اس کے درپے نہ ہو جاؤ، مقتول نے سیدانی کو اذیت دینے کا ارادہ کیا، میں نے اس کو قتل کر دیا، میں نے سیدانی کی نگرانی کی اور اس کو گھر سے باہر نکال دیا اور میں نے سیدانی کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تیری عزت پر پردہ ڈالے۔ جس طرح تو نے میری عزت پر پردہ ڈالا۔ پھر ہمسائیوں نے چیخ وپکار کی آواز کو سنا لوگ اکٹھے ہو گئے۔ گھر کے اندر داخل ہو گئے۔ تلوار میرے ہاتھ میں تھی اور آدمی قتل کیا ہوا پڑا تھا۔ لوگ مجھے تھانیدار کے پاس لے آئے۔" اسحاق نے اس شخص سے کہا میں نے تجھے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر سیدانی کی محافظت کرنے کی وجہ سے بخش دیا ہے، اس شخص نے توبہ کی اور توبہ کو اچھی طرح نبھایا۔ بلاذری کی کتاب توثیق عری الایمان میں ابن نعمان سے روایت درج ہے کہ مہدی بن منصور خواب دیکھکر بیدار ہو گیا، قید خانہ کے نگران کو طلب کیا، اسے حکم دیا کہ قید خانے سے سید حسینی کو رہا کر دے، اور اس کو ایک ہزار دینار دے دے، اور اس کو اس بات کا اختیار دے دے کہ ہمارے پاس عزت کے ساتھ قیام کرے یا اپنے گھر والوں کے پاس تشریف لے جائے، نگران نے سید کو رہا کر دیا۔ اور ایک ہزار دینار اس کے سپرد کر دیئے۔ اس نے اپنے گھر والوں کے پاس جانا مناسب تصور کیا، اس نے جب سوار ہونے کا ارادہ کیا تو اس سے قید خانہ کے نگران نے کہا تجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھے بیدار کیا، مجھے اپنی قید سے رہا ہونے کا سبب بتایئے، کہا میں نے اپنے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھے فرمایا اے میرے مظلوم بیٹے اٹھو، دو رکعت نماز ادا کرو، پھر کہو یا سامع الصوت ویا سابق الفوت ویا کاسی العظام لحما بعد الموت صل علی محمد وآل محمد واجعل لی من امری فرجا ومخرجا۔

اے آواز کے سننے والے اے موت کے بعد ہڈیوں کو گوشت پہنانے والے رحمت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر، میرے امر میں میرے لئے فراخی اور کشائش عطا فرما، میں ان کلمات کو بار بار پڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ تم نے مجھے رہا کر دیا، قید خانے کے نگران کا بیان ہے کہ میں مہدی کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے آپ کی بات سے اس کو آگاہ کیا، کہا سید نے سچ کہا، خدا کی قسم میں سویا ہوا تھا، میں نے خواب میں ایک حبشی کو دیکھا، جس کے ہاتھ میں لوہے کا

لڑ رہا تھا۔ اس نے کہا تم حسین کو چھوڑ دو۔ ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ میں نیند سے بیدار ہو گیا۔ اور تجھے اس کے رہا کرنے کا حکم دیا۔

داؤد بن قاسم جعفر نے بیان کیا کہ معتمد بن متوکل نے ابو محمد امام حسن عسکری کو قید کر دیا۔ لہذا دمیں قحط پڑ گیا، معتمد نے لوگوں کو نماز استسقا کے پڑھنے کا حکم دیا۔ وہ تین دن تک باہر جا کر نماز استسقا ادا کرتے رہے لیکن بارش بالکل نہ ہوئی۔ نصاریٰ قوم کا ایک راہب نصاریٰ کے ساتھ چوتھے روز باہر نکلا جس کا نام جاثلیق تھا۔ ان لوگوں نے آسمان کی طرف اپنے ہاتھوں کو بلند کیا، بارش سے سیراب ہو گئے۔ پھر دوسرے روز باہر نکلے، انہوں نے پہلی طرح فعل بجا لایا، کافی بارش سے سیراب ہوتے لوگوں نے اس بات پر تعجب کیا۔ بعض لوگ نصرانیت کی طرف مائل ہو گئے۔ معتمد کو یہ بات ناگوار گزری اس نے ابو محمد امام حسن عسکری کو قید سے رہا کر دیا۔ آپ سے معتمد نے کہا اپنے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی خبر لیجیے۔ اس سے امام ابو محمد نے کہا نصاریٰ کو بلاؤ وہ میرے ساتھ چلیں، آپ کی خدمت میں کہا گیا کہ بارش کافی ہو گئی ہے۔ ان لوگوں کے جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، فرمایا! میں لوگوں کے شک کو ضرور دور کر دوں گا، معتمد نے ان کو نکلنے کا حکم دیا اور مسلمانوں کے نکلنے کا بھی حکم دیا، راہب نے اپنے ہاتھ کو بلند کیا، رہبان نے بھی اپنے ہاتھوں کو آپ کے ساتھ بلند کیا۔ آسمان پر بادل چھا گئے۔ بارش ہو گئی ابو محمد نے ایک شخص کو راہب کے ہاتھ کو پکڑنے اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں تھا اس سے چھین لینے کا حکم دیا، ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ راہب کی انگلیوں کے درمیان آدمی کی ہڈی موجود تھی، ابو محمد نے اس ہڈی کو ایک کپڑے میں لپیٹ دیا، فرمایا۔ اب طلب باراں کرو، اس نے بارش کو طلب کیا، بادل پھٹ گیا، بادل چلا گیا، سورج ظاہر ہو گیا، معتمد نے کہا اے ابو محمد یہ کیا ہوا؟ فرمایا یہ اللہ کے نبیوں میں سے ایک نبی کی ہڈی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ لوگ کامیاب ہوتے ہیں، جب نبی کی ہڈی آسمان کے تلے ظاہر ہو جاتی ہے تو بارش ہو جاتی ہے۔ انہوں نے اس بات کا امتحان کیا جس طرح حضرت نے فرمایا تھا اس کو ویسا پایا، لوگوں سے شبہ دور ہو گیا، ابو محمد حسن عسکری نے معتمد کو ان لوگوں کے رہا کرنے کا حکم دیا جو آپ کے ساتھ قید تھے، حضرت ابو محمد اپنے گھر سر من رائی میں عزت کے ساتھ قیام فرما رہے۔ انتہی جواہر العقدین، نیز جواہر العقدین میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری بیٹی فاطمہؑ کا نام اس لئے فاطمہ رکھا گیا کہ اللہ نے اس کو، اس کی اولاد کو اور اس کے دوستوں کو آگ سے الگ رکھا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اے میرے اللہ! یہ لوگ تیرے رسول کی عترت ہیں۔ ان کے گنہگاروں کو ان کے نیکوکاروں کے حوالے کر دے اور ان (سب کو) میرے حوالے کر دے۔ فرمایا اللہ نے کر دیا ہے اور وہ کرنے والا ہے، میں نے

عرض کیا۔ اللہ نے کیا کردیا ہے؟ فرمایا اس بات کو تیرے رب نے تم لوگوں کے ساتھ ایسا کر دیا ہے اور اس بات کو تم لوگوں کے بعد آنے والے لوگوں کے ساتھ کرے گا۔ اس حدیث کو ملا اور محب طبری نے روایت کیا ہے۔

زید بن علی بن حسین آپ اپنے باپ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے ہماری ولایت کا عہد اس وقت لیا تھا جب وہ اپنے باپ کی پشت میں تھے اور یہ لوگ ہماری ولایت کو ترک نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت کو اس بات پر خمیر کر دیا ہے۔" حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے اول جو شخص حوض پر وارد ہو گا وہ میرے اہل بیت ہوں گے اور وہ لوگ میری امت کے ہوں گے جو ان کو دوست رکھتے ہیں۔ وہ ان سبابہ انگلیوں کی طرح ہوں گے۔ اس حدیث کو ملا احمد محب طبری نے بیان کیا ہے۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میری اور میرے اہل محبت کی محبت سات مقامات پر کام دیتی ہے۔ ان مقامات کی خوفناکی بہت بڑی ہو گی۔" اس حدیث کو دیلمی نے بیان کیا ہے۔ ابن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا آل محمد سے محبت کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور جو شخص اہل بیت کی محبت پر مر گیا، وہ بہشت میں داخل ہوا۔

جابر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہم لوگوں کو پرہیزگار مومن دوست رکھے گا اور بدبخت منافق ہم سے بغض رکھے گا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص ہم سے دشمنی رکھتا ہے وہ رسول اللہ سے دشمنی رکھتا ہے۔ ابو سعید خدری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تیرے پاس قیامت کے روز ایک عصا ہو گا جو بہشت کے عصاؤں سے ہو گا اور تم اس کے ذریعے منافقین کو حوض سے ہٹاؤ گے۔ امام احمد حنبل کی کتاب مناقب میں روایت ہے علی کو پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ آپ میرے حوض پر کھڑے ہوں گے۔ میری امت کے جس شخص کو پہچانتے ہوں گے اس کو پانی سے سیراب کریں گے۔ (بحذف اسناد) حضرت علی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میری عترت کے بارے میں مجھے اذیت دی اس پر خدا کی لعنت ہے۔"

(بحذف اسناد) حضرت علی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس شخص پر جنت حرام ہے جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا یا ان کو قتل کیا یا ان کے خلاف کسی کی امداد کی یا ان کو گالیاں دیں۔ اس حدیث کو دیلمی نے علی رضا بن موسیٰ علیہما السلام کے طریق سے روایت کیا ہے۔ ابراہیم بن مؤید حموینی نے کتاب فضل اہل بیت میں ابن مسعود سے حدیث اسوار کو نقل کیا ہے کہ روز حشر کے دروازوں پر لکھا ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو ذلیل کیا جس نے اسلام کی توہین کی اور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کو اذیت دی۔ نیز اس حدیث کو حافظ جمال الدین زرندی نے روایت کیا ہے۔

باب ۶۷

شیخ امام عبدالرحمٰن بن محمد بن علی بن احمد بسطامی کی کتاب درۃ المعارف سے بعض احادیث کو وارد کیا گیا ہے آپ اپنے زمانے کے تمام علمائے علم حروف میں زیادہ عالم تھے۔ قدس اللہ اسرارہٗ و وہب لنا علومہ وعرفانہ"

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے روز تیسری ساعت میں ماہ نیسان کی چھٹی تاریخ کو پیدا کیا۔ اور حضرت حوا علیہا السلام کو جمعہ مذکور کے دن چھٹی ساعت میں پیدا کیا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا گیا تو اس وقت طالع برج سرطان میں تھا حضرت آدم علیہ السلام وہ نبی مرسل ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اس میں اپنی روح کو پھونکا۔ حضرت آدمؑ پر دس صحائف کو نازل کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم الحروف میں گفتگو کی۔ آپ کے پاس کتاب سفر الخفایا موجود تھی یہ دنیا میں علم الحروف کی پہلی کتاب تھی جس میں عجیب راز اور تعجب میں ڈالنے والے امور بیان کئے گئے تھے۔ آپ کے پاس کتاب الملکوت موجود تھی۔ وہ دُنیا میں دوسری کتاب علم الحروف میں تھی۔ صاحب ہیکل الاحمر نے حضرت شیث علیہ السلام سے کتاب الملکوت کو لے لیا تھا حضرت آدم علیہ السلام کے پاس کتاب السفر المستقیم موجود تھی۔ یہ دُنیا میں علم الحروف میں تیسری کتاب تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام نو سو پچاس شمسی سال زندہ رہے۔

عطا بن ابی رباح ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں آپ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حروف کو پیدا کیا۔ اور ان حروف کو راز قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اللہ نے راز کو آدم علیہ السلام کی سرشت میں سمو دیا اس راز کو فرشتوں کی سرشت میں قرار نہ دیا۔ حروف مختلف طریق ادائیگی اور قسم قسم کی بولیوں کے ساتھ آدم علیہ السلام کی زبان پر جاری ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو ان اسرار سے آگاہ کر دیا تھا کہ آپ کی اولاد کے درمیان قیامت تک پیدا ہوں گے۔ تمام علوم حرفیہ اور اسرار عددیہ کا ہمارے اس وقت سے لے کر جب تک اللہ چاہے گا۔ ان کتابوں کی فرع ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپ کے فرزند جناب اغاثا ذیمون یہ اللہ کے نبی شیث علیہ السلام کا نام ہے۔ علم اسرار اور علم حروف کے وارث ہوئے۔ حضرت شیث علیہ السلام نبی و رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر پچاس صحیفے نازل کئے تھے آپ حضرت آدم علیہ السلام کے وصی ہیں اور آپ کے ولی عہد ہیں آپ ہی نے کعبہ مکرمہ کی مٹی اور پتھر سے بنیاد ڈالی تھی آپ کے پاس علم الحروف میں ایک جلیل الشان کتاب موجود تھی۔ وہ دُنیا میں علم الحروف کی چوتھی کتاب تھی۔ حضرت شیث نو سو سال شمسی زندہ رہے۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند حضرت انوش علم الحروف کے وارث ہوئے آپ کے بعد آپ کے فرزند قینان وارث ہوئے آپ کی طرف قلم قینانی منسوب ہے پھر آپ کے بیٹے مہلائیل۔ پھر آپ کے بیٹے یارد۔ اور آپ کے زمانے

میں بتوں کی پوجا کا رواج ہوا۔ پھر آپ کے بیٹے ہرمس یہ اللہ کے نبی حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ نبی اور رسول ہیں آپ پر اللہ تعالیٰ نے تیس صحیفے نازل کیے۔ علوم حرفیہ۔ اسرار علیہ لطائف عددیہ اور اشارات فلکیہ کی ریاست کی آپ پر انتہا ہو گئی تھی تمام حکما کی آپ کے دروازے پر بھیڑ لگی رہتی تھی آپ کے انوار کے فانوس سے تمام علما نے نور حاصل کیا۔ آپ نے کتاب کنز الاسرار و ذخائر الابرار تصنیف کی یہ علم الحروف میں دنیا کی پانچویں کتاب ہے جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو علم رمل کی تعلیم دی اسی علم کے ذریعہ اللہ نے آپ کی نبوت کو ظاہر کیا۔ آپ نے ہشتر ضعر رمل کی بنیاد ڈالی آپ سے علم الحروف کو ہرامسہ نے سیکھا یہ لوگ چالیس آدمی تھے ان میں زیادہ ماہر استقلینوس تھا۔ یہ حکما، اور اطباء کے باپ ہیں یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے طب کو ظاہر کیا آپ اللہ کے نبی حضرت ادریس علیہ السلام کے خادم اور شاگرد ہیں۔ پھر آپ کے بیٹے متوشلخ پھر آپ کے بیٹے لامک پھر آپ کے بیٹے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام علم الحروف کے وارث ہوئے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں آپ کی ایک جلیل القدر کتاب موجود تھی یہ علم الحروف میں دنیا میں چھٹی کتاب تھی پھر آپ کے بیٹے سام علیہ الصلوٰۃ والسلام وارث ہوئے پھر آپ کے بیٹے ارفخشد پھر آپ کے بیٹے عابر وارث ہوئے یہ اللہ کے نبی ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پھر آپ کے بیٹے فالغ پھر آپ کے بیٹے یقطن وارث ہوئے آپ نے لوگوں میں زمین کو تقسیم کیا پھر آپ کے بیٹے اللہ کے نبی صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ علم حروف کے وارث ہوئے۔ پھر ارغو ابن فالغ مذکور علم حروف کے وارث ہوئے پھر آپ کے بیٹے اسروغ پھر آپ کے بیٹے ناحور پھر آپ کے بیٹے تارخ پھر آپ کے بیٹے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام علم حروف کے وارث ہوئے۔ آپ نبی اور رسول ہیں۔ اللہ نے آپ پر بیس صحیفے نازل کیے آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم جیومیٹری میں گفتگو کی۔ کہا گیا ہے کہ آپ نے خانہ کعبہ کی بنیاد علم حرف کاف کے مطابق قرار دی یہ کتاب دنیا میں علم حروف میں ساتویں کتاب تھی پھر آپ کے دو فرزند اسمٰعیل اور اسحاق علیہما السلام وارث ہوئے۔ پھر آپ (اسحاقؑ) کے فرزند یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام وارث ہوئے پھر آپ کے فرزند یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام علم حروف کے وارث ہوئے پھر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وارث ہوئے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں۔ اللہ نے آپ پر اپنی کتاب توریٰۃ کو نازل کیا۔ اور آپ کو علم کیمیا کی تعلیم دی۔ آپ اپنے زمانے میں اسرار اوفاق اور دقیق مسدس (علم جیومیٹری) کے سب لوگوں سے زیادہ عالم تھے۔ آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے تابوت کو دریائے نیل سے باہر نکالا تھا۔ آپ کے وصی یوشع بن نون علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں پھر الیاس ہیں۔ پھر حزقیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ کہا گیا ہے کہ آپ زردشت آذربیجانی ہیں۔ آپ نے علم اسرار حروف کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب سے اخذ کیا۔ زردشت سے حکیم جاماسب نے علم اسرار حروف کو اخذ کیا۔ وہ آپ کے اصحاب میں سب سے بڑے ہیں پھر داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر آپ کے فرزند سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر آصف بن برخیا آپ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وزیر ہیں پھر اشعیا علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر ارمیا علیہ الصلوٰۃ

سلام پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام علم حروف کے وارث ہوئے پھر محمد صلوٰت اللہ وسلامہ برکاتہٗ وعلی الہٖ علم الحروف کے وارث ہوئے۔ امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے جس علم کی طرف مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی تھی وہ علم حروف کی الف کی لام میں تھی۔ لام الف کا علم الف میں ہے الف کا علم نقطہ میں ہے۔ نقطہ کا علم معرفت اصلیہ میں موجود ہے۔ معرفت اصلیہ کا علم علم ازل میں موجود ہے۔ علم ازل مشیت میں یعنی میں موجود ہے علم مشیت غیب ہویت میں موجود ہے یہ چیز ہے جس کی طرف اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ کو اپنے اس قول کے ساتھ دعوت دی تھی۔ فاعلم انہ لا الٰہ الا اللہ انہ میں جو ھا موجود ہے۔ وہ غیب کی طرف راجع ہے پھر ہمارے آقا اور ہمارے مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے علم اسرار حروف کو بطور میراث پایا صلی اللہ علیہ والہ کے اس قول کا اس کی طرف اشارہ ہے میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہیں۔ آپ اسلام میں پہلے شخص ہیں جس نے سو میں سو کی دفق (جیومیٹری) کا قاعدہ وضع کیا پھر امام حسنؑ اور حسینؑ نے اپنے باپ سے علم اسرار حروف کو بطور میراث پایا پھر اب (امام حسینؑ) کے فرزند امام زین العابدین نے باپ سے علم اسرار حروف کو بطور میراث پایا پھر آپ کے بیٹے امام محمد باقر نے پھر آپ کے بیٹے امام جعفر صادق نے علم اسرار حروف کو بطور میراث پایا آپ وہ شخص ہیں جنہوں نے علم اسرار حروف کے رموز کے عقدوں کو کھولا اور اس جادو کی کانوں کو توڑا۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم لوگ غابر، مزبور اور کتاب مستور جو رق منشور میں ہے اور دلوں میں جو نکتے ہیں وہ ہیں۔ اور غیب کے بھیدوں کی کنجیاں ہیں اور کانوں میں جو چیزیں پڑی جاتی ہیں وہ ہیں اور طبائع اس سے نفرت نہیں کرتے۔

ہمارے پاس جفر ابیض، جفر احمر، جفر اکبر، جفر اصغر، جامعہ، صحیفہ اور کتب علی کرم اللہ وجہہ موجود ہے لسان الحروف، مشکوٰۃ انوار حروف شارح زہر الناتج مورخ ابو عبداللہ زین کافی قدس اللہ سرہٗ نے کہا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد کہ ہمارا علم غابر ہے۔ اس سے اشارہ صدیوں کے گذشتہ علم اور انبیاء علیہم الصلوان والتحیات کے حالات اور جو کچھ دنیا میں واقعات گذر چکے ہیں۔ ان کا علم مراد ہے۔ مزبور سے اشارہ وہ علم ہے جو کتب الٰہیہ اور اسرار قرآنیہ میں موجود ہے۔ جو آسمان کی طرف سے رسولوں اور انبیاء پر نازل کی گئی ہیں۔ کتب مسطور سے اس علم کی طرف اشارہ ہے جو لوح محفوظ میں تحریر کیا گیا ہے۔ یقرع فی الاسماع سے اس علم کی طرف اشارہ ہے۔ جو حضرت علی کے کلام اور خطاب جلی میں پایا جاتا ہے۔ لا ینفر منہ الطبع سے اس علم کی طرف اشارہ ہے جو غیب کی جانب سے آتا ہے یہ حضرات اس کو سنتے ہیں اور اس کے کہنے والے کو دیکھتے نہیں ہیں غیب پر ایمان لاتے ہیں جفر ابیض سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ ایک ایسا ظرف ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی نازل شدہ کتابیں ان کے پوشیدہ راز اور ان کی تشریحات موجود ہیں جفر احمر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ وہ ظرف ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ

والہ وسلم کے ہتیار موجود ہیں جفر احمر اس شخص کے پاس موجود ہے جن کے پاس امر موجود ہے۔ جفر احمر اس وقت ظاہر ہوگا جب اہل بیتؑ میں سے ایک آدمی کھڑا ہوگا۔ جفر اکبر سے مصادر وفقیہ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ الف سے لے کر با، تا، ثا اور آخر تک حروف موجود ہیں۔ بہ وفق کا الف ہے۔ جفر اصغر سے مصادر وفقیہ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ وہ ہیں جو ابجد سے لے کر قرشت سے مرکب ہیں۔ یہ بسات سو وفق ہیں۔ جامعہ سے اس کتاب کی طرف اشارہ ہے جس میں کان ویکون کا قیامت کا علم موجود ہے صحیفہ سے جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کا صحیفہ مراد ہے۔ جس میں قیامت تک ہونے والے واقعات فتنے اور ملاحم موجود ہیں کتاب علی سے اس کتاب کی طرف اشارہ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی کو آپؐ کے منہ کھلنے اور زبان مبارک کے کھولنے کے وقت سے لکھوایا تھا اس میں ہر وہ چیز موجود ہے۔ جو شرائع دینیہ، احکام اور فیصلہ جات کی ضرورت پڑے گی۔ یہ ڈیڑھ جلد کی مقدار میں موجود ہے۔ جفر تعبیر اور لغت کے لحاظ سے رق جدی ہے۔ نیز امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہم میں سے فرس غواص اور فارس قناص ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ محمد مہدی (عجل اللہ فرجہ) کے ساتھ آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔ اس کو حقیقتاً امام مہدی (عجل اللہ فرجہ) جانتے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ (عجل اللہ فرجہ) شہر انطاکیہ کی غار سے کتب کو نکالیں گے۔ اور حضرت زبور کو بحیرہ طبریہ سے نکالیں گے۔ اس میں وہ چیزیں موجود ہوں گی۔ جن کو آل موسےؑ اور آل ہارونؑ نے چھوڑا تھا جس کو فرشتے اٹھاتے تھے۔ بحیرہ طبریہ میں تختیاں اور موسےؑ علیہ السلام کا عصا موجود ہے۔ حضرت مہدی (عجل اللہ فرجہ) تمام لوگوں سے زیادہ علم والے اور حلم والے ہوں گے۔ آپ کے دائیں رخسار پر ایک سیاہ تل ہوگا۔ آپ امام حسین بن علی رضی اللہ عنہم کی اولاد میں سے ہوں گے۔ جامعہ سے مراد حضرت آدم، حضرت شیث، حضرت ادریس، حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے صحیفے مراد ہیں۔ ان کو اہل بصیرت ایک بزرگ سے دوسرے بزرگ کی طرف ہمارے زمانے تک اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا منتقل کرتے رہیں گے۔

بعض عارفین نے کہا حروف اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہیں۔ ان کا علم بہترین پوشیدہ علوم میں سے ہے۔ اور یہ وہ پوشیدہ اور مخفی علم ہے۔ جس کے ساتھ انبیاء اور اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ دل مخصوص ہیں یہ وہ علم ہے جس کے بارے میں حکیم محمد بن علی ترمذی کہتے ہیں۔ اولیاء کے علم میں غور و تدبر کر، شارع کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم تصحیف کی معرفت سے علم حروف کو ضرور حاصل کرے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کتابیں بصرہ کی زنجی ہوا کی وجہ سے برباد ہوگئیں تھیں۔[1]

حافظ ذہبی نے کہا کہ سنہ ۲۰۰ھ کے بعد اس کلمہ کی تصحیف کا علم ہوسکا۔ کیونکہ غرمط زنجی کی وجہ سے بصرہ برباد کردیا گیا تھا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کہا وعلم ادم الاسماء کلھا اللہ نے آدم کو تمام اسماء کی تعلیم دی۔ یعنی ان حروف کی تعلیم دی جو ہر لوبی پر حاوی تھے۔ اور یہ ۲۸ الفاظ ہیں تمام موجودات

[1] زنجی لوٹ مار کی وجہ سے حضرت کی تمام کتابیں ضائع و برباد ہوگئیں۔ ۱۲ محمد شریف عفی عنہ

لے زبان کے اختلاف کے ہوتے ہوئے بولنے والوں کی زبان پر مشتمل ہیں۔ چاند کے منازل کے برابر ۲۸ عربی الفاظ ہیں ر چار حروف عجمی ہیں۔ یہ ۔پ، چ، ژ اور گ ہیں۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اسما کی تعلیم اس قلم کے ذریعہ دی جو لوح محفوظ میں موجود تھی کہا گیا ہے۔ کہ حروف آدم علیہ السلام کے سامنے اپنے مسمیٰ کے ساتھ نورانی شکلوں کے جسم میں صورت پذیر ہوتے تھے۔ یہ وہ خصوصیت تھی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مخصوص کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم کے ستر ہزار باب تعلیم کئے تھے۔ اور آپ کو الف حرف کی تعلیم دی تھی۔ آپ پر مردہ خون اور خنزیر کے گوشت کی حرمت نازل کی تھی۔ ۲۱ ورقوں میں آپ پر حروف معجم کو نازل کیا۔ یہ دنیا میں پہلی کتاب معرض وجود میں آئی تھی اور ۲۱ اوراق پر مشتمل تھی۔ اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ دنیا کے سات دور ہیں یعنی ستر ہزار سال ہوں گے۔ آپ پر دس صحیفے نازل کئے جس میں ایک ہزار زبانیں موجود تھیں۔ ان صحیفوں میں دنیا کے حالات مرقوم تھے۔ اور ان میں وہ واقعات بھی تھے۔ جو ہر زمانے والوں کے ساتھ واقع ہوں گے۔ ان لوگوں کی شکلیں، خصلتیں ان کے انبیاء۔ ان کے ائمہؑ ان کے بادشاہ ان کے غلام اور ان کی رعایا اور ان میں وہ چیزیں بھی درج تھیں۔ جو زمین پر واقع ہوں گی۔

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ کون سی کتاب حضرت آدم علیہ السلام پر نازل کی تھی۔ فرمایا کتاب الحروف المعجم ا۔ب۔ت لورث الی آخرھا۔ یہ ۲۹ حروف ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ان کو ۲۸ حروف شمار کیا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم غضب ناک ہو گئے یہاں تک کہ آپ کی دونوں آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ فرمایا اے ابوذر قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ یہ جو چیز حضرت آدم پر عربی میں نازل کی وہ ۲۹ حروف میں تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اس میں الف اور لام موجود نہیں ہے فرمایا الف اور لام ایک حرف ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر ایک ہی صحیفے میں نازل کیا ہے اور اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے جس شخص نے لام الف کی مخالفت کی۔ اس نے اس چیز کا کفر کیا جو مجھ پر نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ دلقد اتینا داود وسلیمان علماً ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو علم عطا کیا بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ علم سے مراد اسم اعظم ہے۔ جو سورتوں کے شروع میں وارد ہونے والے حروف سے ترکیب پاتا ہے۔ یہ اسم اعظم حضرت داؤد بن سلیمانؑ کی انگوٹھی پر کندہ تھا۔ اور اسی کے ذریعہ آپ نے لوہے کو نرم کیا۔ جنات کو مطیع کیا۔ اور حضرت خضر کے لئے زمین کو سمیٹ دیا۔ اور اس کے ذریعہ علم لدنی کی تعلیم دی۔ اس کے ذریعہ ملکہ بلقیس کا تخت لیا گیا۔ اسی کے ذریعے حضرت عیسےٰ پرندوں کو زندہ کرتا تھا۔ اور یہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تلوار پر لکھا ہوا تھا۔ اسی طرح ہمیں امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے یہ بات معلوم

ہوئی ہے۔ کہ ایک شخص نے آپ سے کھیٰعص کے معانی دریافت کئے۔ فرمایا اگر میں تم سے اس کی تفسیر بیان کر دوں تو تم پانی پر چلنے لگ جاؤ گے۔ قلموں میں پہلی قلم قلم سریانی ہے۔ اور اس سے تمام قلمیں متفرع ہوتی ہیں۔ وہ پہلی قلم تھی جو دنیا میں موجود ہوئی ہے۔

باب ۶۸

بعض ان چیزوں کا بیان جو کتاب الدر المنظم مؤلفہ امام کمال الدین ابی سالم محمد بن طلحہ حلبی شافعی قدس اللہ اسرارہ وافاض علینا علومہ وفیوضہ" سے نقل کی گئی ہیں۔

اس راز باہر اور رمز فاخر اور اس لوائح کے اظہار کی غرض ارباب ذوق کے لئے ہے کیونکہ یہ راز علوم جسیمہ میں سے ہے جو شہر کے دروازوں کو کھولتا ہے۔ اس علوم کو ناسوتی مخلوق مس نہیں کر سکتی اور اس کی طرف لاہوتی مخلوق ہی دیکھ سکتی ہے۔ یہ وہ علم ہے جو آل محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے۔ یہ وہ علم ہے جس کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم شہر ہیں۔ اور حضرت علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

انی لاکتم من علمی جواھرہ — کیلا یری الحق ذو جھل فیفتتنا

وقد تقدم فی ھذا ابو الحسن — الی الحسین ووصی قبلہ الحسنا

یا رب جوھر علم لو ابوح بہ — لقیل لی انت ممن یعبد الوثنا

ولاستحل رجال مسلمون دمی

یرون اقبح ما یاتونہ حسنا

امام علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ اگر میں وہ چیز تم لوگوں کو بیان کر دوں جس کو میں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منہ سے سنا۔ تو تم لوگ ضرور مجھ سے نکل جاؤ گے۔ اور تم لوگ کہو گے۔ علی جھوٹوں سے زیادہ جھوٹے ہیں اور فاسقوں سے زیادہ فاسق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ اس بات کی انہوں نے تکذیب کر دی جس کو ان کے علم نے احاطہ نہ کیا۔

میں نے اس کتاب ناطق میں صحیح طور پر امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جفر کا ذکر کیا ہے جو ایک ہزار سات سو علوم کی کنجی اور نجوم کا چراغ ہے۔ اور علمائے علم حروف کے جاننے والوں کے نزدیک قضا و قدر کی تختی ہے کہا گیا ہے کہ لوح و قلم کی کنجی ہے۔ کہا گیا ہے قضا و قدر کا راز ہے کہا گیا ہے کہ اس سے مراد علم لدنی کی کنجی ہے۔ یہ دو جلیل القدر کتابیں ہیں ایک وہ جس کو امام علی کرم اللہ وجہہ نے کوفہ میں منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ کے دوران میں ارشاد فرمایا تھا۔ اس خطبہ کا بیان عنقریب آئے گا۔ جس کا نام خطبہ بیان ہے۔ دوسری کتاب وہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے اس علم کو صیغہ راز میں آپ کو مطلع کیا تھا۔ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے اس قول میں آپ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں" آنحضرت نے اس پوشیدہ کے تدوین کرنے کا حضرت علیؓ کو حکم دیا تھا۔ امام علی رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک جفر میں یعنی ورق میں حضرت آدم علیہ السلام کے صحیفوں کی طرز پر متفرق حروف کی شکل میں لکھ لیا تھا۔ یہ ورق اونٹ کے چمڑے سے تیار کیا گیا تھا۔ اور یہ جفر جامع اور نور لامع کے نام سے لوگوں کے درمیان مشہور ہے۔ کہا گیا ہے کہ جفر اور جامع میں وہ چیزیں تحریر ہیں جو اولین کے ساتھ گذر چکی ہیں۔ اور آخرین کے ساتھ واقع ہوں گی۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے باب کبیر کے خاتمہ پر پڑا۔ بعد اور بث الی اخرھا کو قرار دیا ہے اور باب صغیر کو ابجد سے لے کر قرشت تک قرار دیا ہے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم میں سے جفر ابیض ہے۔ اور ہم میں سے جفر احمر ہے اور ہم میں سے جفر جامع ہے۔ اس شان عظیم کے بھیدوں کو آپ کی اولاد کے دسحنون آئمہ جانتے ہیں۔ مامون بن ہارون رشید نے امام علی بن موسیٰ رضا کی خدمت میں خط تحریر کیا۔ کہ وہ آپ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ امام نے فرمایا آپ ہمارے حقوق کو جانتے ہیں لیکن آپ کے باپ اس کو نہیں جانتے تھے۔ تم تو میری بیعت کرنا چاہتے ہو لیکن جفر جامع میری بیعت پر دلالت نہیں کرتا۔ اکثر علمائے اللہ تعالیٰ نے اس کا علم پوشیدہ کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے اکابر کو اس بات کی اجازت نہیں دی۔ کہ وہ اس سے کسی چیز کو جان سکیں۔ اگر اس کے بعض اسرار کو جانتے ہیں جو خاص ترکیب کے ساتھ نتائج برآمد کرتے ہیں یہ مختلف قسم کے مہر، غلبہ، عمل امانت، زندہ کرنا اور ان کے علاوہ دوسرے فوائد اور جواہر پیدا ہوتے ہیں اور اسی میں اسم اعظم۔ حضرت آدم کا تاج۔ حضرت سلیمان کی انگوٹھی آصف بن برخیا علیہم السلام کا حجاب موجود ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دروازے پر علماء راسخون اور حاذق حکما کی بھیڑ لگی رہتی تھی میں نے اس کے اسرار سے اس چیز کو چن لیا ہے جس کا سر جامع ہے اور جس پر عمل کرنا زیادہ مکمل ہے۔ میں نے حضرت آدم کے صحیفے، حضرت شیث کے صحیفے، حضرت ادریس کے صحیفے حضرت نوح کے صحیفے اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کے صحیفے پڑھنے کے بعد پھر آصف بن برخیا بن شمویل کی کتاب ینبوع الحکمت۔ کتاب مرالسر، کتاب الجمرہ، صحف غنی جدید کبیر، کتاب الاجناس اور کتاب اللوح والقلم مطالعہ کیا۔ پھر میں نے اس کے رموز خافیہ قمریہ اور رموز خافیہ شمسیہ کو حل کیا۔ یہاں تک میری روحانیت کے آسمان میں معارف الہیہ کا سورج اور اسرار ذوقیہ چمک اٹھے بساتھ ہی ایسے فوائد بیان کئے جن کی طرف میں نے رحال کو بند کردیا۔ اور ان چیزوں کی بدولت میں نے مردوں کی خدمت کی۔ علمائے طریقت اور مشائخ حقیقت کے نزدیک نقل صحیح اور کشف صریح کے ذریعہ یہ بات ثابت ہے۔ کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے کوفہ کی مسجد کے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اور خلق کرنے والا ہے۔ بکھری ہوئی چیزوں کو ایک سطح پر بچھانے والا اور درست کرنے والا ہے پہاڑوں کو ٹیلوں کی شکل میں بے آب وگیاہ بنانے والا چشموں کو جاری

کرتے والا اور چلانے والا ہے ہواؤں کو بھیجنے والا اور ہانکنے والا بھگڑا ہواؤں کو روکنے والا اور حکم دینے والا آسمان کو مزین کرنے والا اور اس کو روشن کرنے والا۔ افلاک کی تدبیر کرنے والا اور ان کو چلانے والا۔ منازل کی تقسیم کرنے والا اور ان کو معین کرنے والا۔ بادل کو پیدا کرنے والا اور اس کو مطیع کرنے والا۔ تاریک راتوں کو داخل کرنے والا اور ان کو روشن کرنے والا جسموں کو پیدا کرنے والا اور ان کو مقرر کرنے والا۔ زمانوں کو پیچ در پیچ لپیٹنے والا اور ان کو مٹیالا کرنے والا۔ امور کو وارد اور صادر کرنے والا۔ ہڈیوں کو زندہ کرنے والا اور ان کو زندگی عطا کرنے والا روزیوں کا ضامن اور ان کے لئے چارہ جوئی کرنے والا ہیں اس کی زیادہ نعمتوں پر اس کی حمد کرتا ہوں۔ اور اس کی متواتر نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے مگر اللہ۔ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ ایسی گواہی دیتا ہوں۔ کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے مگر اللہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے ایسی گواہی دیتا ہوں جس کے بیان کرنے والے کو سلامتی کی طرف لے جائے۔ اس کے ذخیرہ کرنے والے کو عذاب سے امن میں رکھے۔ میں گواہی دیتا ہوں محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم گذشتہ رسولوں کے خاتم اور ان سے افضل ہیں اللہ کے وہ رسول ہیں جو پیغام لا اس کو فتح کرنے والے اور اس کے پھیلانے والے ہیں آپ کو ایسی امت کے پاس بھیجا جس نے بتوں کی عبادت کو اپنا وطیرہ بنا رکھا تھا۔ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نصیحت کرنے میں بہت زیادہ اہتمام کیا۔ ہدایت کے جھنڈ اور منبروں کو روشن کیا۔ قرآن کے معجزے کے ذریعے شیطان کی دعوت اور اس کی مکاریوں کو مٹا دیا۔ عرب کے گمراہ اور کافر لوگوں کی ناک کو رگڑ دیا۔

سوید بن نوفل ھلالی آپ کی طرف کھڑے ہو کر کہنے لگا۔ اے امیرالمومنین! جس بات کا آپ نے ذکر کیا آپ اس میں ماہر ہیں اور اس کو جانتے ہیں۔ آپ اس کی طرف غضبناک آنکھ کے ساتھ متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا۔ تم کرنے والیاں تیرا ماتم کریں مصیبتیں تجھ پر نازل ہوں۔ اے بزدل کے بیٹے! اے خبیث جھٹلانے والے۔ بیعت توڑنے والے عنقریب لمبا عرصہ کم ہوگا۔ اور ایک گروہ تم پر غالب ہوگا۔ میں بھیدوں کا بھید ہوں میں روشنیوں کا درخت ہوں میں آسمانوں کی دلیل ہوں۔ میں انیس مسبحات ہوں میں جبرائیل کا دوست ہوں میں میکائیل کا صفی ہوں میں عرشیوں کا راہنما ہوں۔ میں افلاک کا سندل ہوں۔ میں صراح کا تختہ ہوں میں تختیوں کی حفاظت کرنے والا ہوں میں تاریکی کا قطب ہوں میں بیت معمور ہوں۔ میں بادل کا مزن ہوں۔ میں غیاھب کا نور ہوں۔ میں الجج زاخرہ کی کشتی ہوں۔ میں حج (انبیاء) کی محبت ہوں۔ میں مخلوق کو مضبوط کرنے والا ہوں۔ میں حقائق کو قائم کرنے والا ہوں۔ میں تصریح بیان کرنے والا ہوں۔ میں انجیل کی تعبیر بیان کرنے والا ہوں میں چادر والوں کا پانچواں آدمی ہوں۔ میں عورتوں کیلئے تبیاں ہوں۔ میں الفت والوں کی الفت ہوں میں اعراف پر کھڑے ہونے والے مردوں میں سے ایک مرد ہوں میں ابراہیمؑ کا راز ہوں میں کلیم (موسےؑ) کا اژدہا ہوں میں اولیاء کا دلی ہوں۔ میں انبیاء کا وارث ہوں۔ میں زبور کا ادیبا ہوں۔ میں غفور اللہ کا پردہ ہوں۔ میں خلیل (اللہ) کی

معفوت ہوں میں انجیل کا ایلیا ہوں میں شدید القوی ہوں میں جھنڈا اٹھانے والا ہوں۔ میں محشر کا امام ہوں میں کوثر بانٹنے والا ہوں۔ میں جنتوں کی تقسیم کرنے والا ہوں میں آگوں کو بانٹنے والا ہوں میں دین کا یعسوب ہوں۔ میں متقین کا امام ہوں۔ میں مختار کا وارث ہوں۔ میں اظہار کا مددگار ہوں۔ میں کافروں کی بیخ و بن اکھاڑنے والا ہوں میں نیک آئمہ کا باپ ہوں میں دروازہ اکھاڑنے والا ہوں۔ میں احزاب کو متفرق کرنے والا ہوں میں قیمتی جوہر ہوں میں شہر کا دروازہ ہوں۔ میں بینات ہوں۔ میں مشکلات کو صاف صاف حل کرنے والا ہوں میں نون والقلم ہوں میں اندھیرے کا چراغ ہوں۔ میں متی (دنی) کا سوال ہوں میں حل اتیٰ کا ممدوح ہوں۔ میں نبا عظیم ہوں میں صراط مستقیم ہوں میں سیپیوں کا موتی ہوں میں قاف کا پہاڑ ہوں۔ میں حروف کا بھید ہوں۔ میں نور ظروف ہوں میں مضبوط پہاڑ ہوں۔ میں بلند علم ہوں میں غیب کی باتوں کی کنجی ہوں۔ میں دلوں کا چراغ ہوں۔ میں روحوں کا نور ہوں میں اجسام کی روح ہوں میں بار بار حملہ کرنے والا سوار ہوں میں مدد کرنے والوں کی مدد ہوں۔ میں کھلی ہوئی تلوار ہوں میں قتل کیا ہوا شہید ہوں میں جامع القرآن ہوں میں بیان کی لوا ہوں۔ میں رسول کی فصاحت ہوں۔ میں بتول کا شوہر ہوں میں اسلام کا ستون ہوں میں بتوں کا توڑنے والا ہوں میں صاحب اذن (کان) ہوں میں جن کا قتل کرنے والا ہوں۔ میں صالح المومنین ہوں۔ میں فلاح یافتہ لوگوں کا امام ہوں میں ارباب سخاوت کا امام ہوں میں نبوت کے بھیدوں کی کان ہوں۔ میں آنے والے لوگوں کو پیش آنے والے واقعات سے آگاہ کرنے والا ہوں۔ میں قطب الاقطاب ہوں۔ دوستوں کا دوست ہوں میں وقت کا مہدی ہوں میں زمانے کا عیسیٰ ہوں۔ خدا کی قسم میں وجہ اللہ ہوں۔ خدا کی قسم میں اللہ کا شیر ہوں میں عرب کا سردار ہوں میں تکلیف کو دور کرنے والا ہوں۔ میں وہ ہوں جس کے حق میں کہا گیا ہے۔ کوئی جوان نہیں مگر علیؑ میں وہ ہوں جس کی شان میں ہے۔ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ میں بنو غالب کا شیر ہوں میں علی بن ابی طالبؑ ہوں۔" سوال کرنے والے نے بہت بلند چیخ نکالی اور مردہ ہو کر گر پڑا۔ امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کے کلام کا آخری حصہ یہ ہے آپ نے فرمایا۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو روحوں کو پیدا کرنے والے ہیں اُمتوں کو خلق کرنے والے ہیں رحمت نازل ہو اسم اعظم اور نور مقدم محمدؐ و آلہ وسلم پر ہو۔ پھر حضرت نے فرمایا مجھ سے آسمان کے حالات کے متعلق دریافت کر دیں ان باتوں کو زمین کی باتوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ مجھ سے سوال کر لو پہلے اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔ میرے پہلو میں بحر ذخار کی مانند بہت زیادہ علم موجود ہے . . . .

پھر فرمایا اے وہ شخص جس کو میری شان کا علم نہیں ہے۔ وہ میرے حال سے غافل ہے۔ عجیب چیزیں میرے دلوں کے نتائج ہیں تعجب خیز باتیں میرے قلوب کے بھید ہیں۔ میں نے پردوں کو شگافتہ کر دیا ہے۔ اور عجیب و غریب باتوں کا اظہار کر دیا ہے میں نے ان باتوں کا ایک باب بیان کیا ہے۔ اور ٹھیک بات کہی ہے میں نے غیب کے خزانوں کو کھول دیا ہے۔ میں نے دلوں کی باریکیوں کو شگافتہ کیا ہے میں نے معارف کے نتائج کو خزانہ کیا ہے۔ میں نے لطائف کی

معرفت پر اشارہ کیا ہے۔ اس شخص کے لئے خوشخبری ہے۔ جس نے اس کلام کی رسی کو مضبوط پکڑا۔ اس امام کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ کیوں کہ وہ پوشیدہ کتاب کے مطالب اور کھلے ہوئے چرٹے کے حالات سے واقف ہے۔ پھر بیت معمور اور پھٹے ہوئے سمندر کی طرف داخل ہوگا۔ پھر آپ نے یہ اشعار ارشاد فرمائے۔ ؎

لقد حزت علم الاولین واننی ضنین بعلم الآخرین کتوم

وکاشف اسرار الغیوب باسرها وعندی حدیث حادث وقدیم

وانی لقیوم علی کل قیم!

محیط بکل العالمین علیم

پھر فرمایا اگر میں چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹوں کا بار بھر دوں پھر فرمایا۔ ق والقرآن المجید ایسے کلمات ہیں جن کے بھید مخفی ہیں اور ایسی عبارتیں ہیں جن کے آثار بہت بلند ہیں۔ غیب کی باریکیوں کے چراغ ہیں دلوں کی معرفت کے چشمے ہیں مفہوم کی انتہا ہیں علوم کی ابتدا ہیں۔ دانائی ہر مومن کی گم گردہ چیز ہے۔ قدیم (خدا) پاک ہے ان الفاظ سے (کتاب کو شروع کرتا ہے۔ اے ابن عباس جواب کو پڑھو گے تم لوگوں کے امام ہو۔ پاک ہے وہ ذات جو زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے ولایات کو اس کے گھروں کی طرف لاتا ہے۔ اے منصور فصیل کی تعمیر کی طرف بڑھو۔ یہ غالب اور علم والے خدا کی تقدیر ہے۔ یہ وہ آخری نور کا لفظ ہے۔ جس کو میں نے آپ کے روحانی کلام سے ضبط کیا ہے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ گھروں میں دروازوں سے داخل ہوا کرو۔ جو شخص علم حاصل کرنا چاہے۔ اس کو دروازے کے پاس آنا چاہیئے۔ حضرت کے اس قول سے نغوذ کے احکام ظاہر ہوئے ہیں۔

فاعل مرفوع ہوتا ہے مفعول منصوب ہوتا ہے۔ مضاف الیہ مجرور ہوتا ہے۔ حضرت نے طالع متوسط اور غارب کے متعلق بیان کیا ہے فرمایا کیمیا نبوت کی بہن ہے بہادری کی ماں ہے اور سخاوت کی جائے پناہ ہے فرمایا علم فقہ دین کے لئے ہے۔ علم طب بدن کے لئے ہے۔ علم ہندسہ تغیر کے لئے ہے۔ علم نحو زبان کے لئے ہے۔ اور علم نجوم زمانے کے لئے ہے فرمایا۔ اس وقت سفر نہ کرو۔ جب کہ قمر در عقرب ہو۔

فرمایا ہمارا قمر یا ان لوگوں کا قمر۔ آپ نے یہ جملہ ایک سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ حضرت جب اہل نہروان کی طرف جہاد کے لئے تشریف لے گئے تھے تو اس وقت چاند برج عقرب میں تھا۔ فرمایا خدا کی قسم ان لوگوں کے آدمی دس سے بھی کم بچیں گے ہمارے آدمی دس سے بھی کم قتل ہوں گے۔ حضرت کا فرمان ہمارا چاند یا ان کا چاند علم اسرار غیب کی اصل کبیر کی طرف اشارہ ہے۔

خوارج کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ آٹھ ہزار نے حضرت امام علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کا دم بھر لیا تھا چار ہزار میں

نوادی صرف بھاگ گئے تھے۔ باقی سب قتل کر دیئے گئے تھے۔ انھیں میں سے ازراقہ لوگ پیدا ہوئے۔ حضرت کے اصحاب میں سے صرف آٹھ آدمی شہید کئے گئے۔ ابن عباس نے کہا ہر ماہ میں سات دن منحوس ہوتے ہیں امام علی کرم اللہ وجہہ نے کیا خوب کہا ہے ؎

محبك يدعى صوات فهل | تعود ليال بضد الاول
فما كان منقوطا ذاتحة | وما كان خير متصل

تمھیں معلوم ہونا چاہیئے مہینہ کا آخری بدھ نحس ہوتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ہوائے عقیم کو قوم عاد پر بھیجا تھا منجملہ عجیب باتوں میں آپ نے فرمایا تم دنوں سے دشمنی نہ رکھو۔ وہ تم سے دشمنی رکھیں گے۔ ابن عباس نے کہا۔ امام علی کو علم کے نو حصے عطا کیئے گئے۔ آپ اس باقی دسویں حصے میں بھی لوگوں سے زیادہ عالم ہیں۔ نیز ابن عباس نے کہا کہ ایک دن میرا ہاتھ امام علی نے پکڑا اور آپ مجھے بقیع کی طرف لے گئے۔ فرمایا اے ابن عباس پڑھو میں نے پڑھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آپ نے صبح کے طلوع ہونے تک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بھید بتلاتے رہے۔ روم کے بادشاہ ہرقل نے ایک قاصد کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اس غرض کے لئے روانہ کیا کہ وہ آپ سے سورہ فاتحہ کے سواقط اور اسرار کے متعلق دریافت کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس قاصد کو ان باتوں سے آگاہ کیا۔ امام کا اس حروف کے رازوں سے واقف ہونے کے باعث قاصد کو غم اور حزن لاحق ہوا۔ حضرت نے فرمایا کلمہ اسم ہوتا ہے فعل ہوتا ہے اور حرف ہوتا ہے فرمایا مجھ سے غیب کی باتوں کے متعلق سوال کرو۔ میں انبیاء اور رسولوں علیہم السلام کے علوم کا وارث ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کے حق میں فرمایا۔ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے۔ جو ھارون کو حضرت موسےٰ سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ میں۔ ہارونؑ بن عمران یحییٰ بن زکریا اور علی بن ابی طالبؑ ایک مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔

ایک دن سر منبر فرمایا۔ اس وقت تک قیامت نہ ہوگی۔ جب تک عرب کی زمین چشموں نہروں باغوں اور پھولوں میں تبدیل نہ ہو جائے گی۔ فرمایا عرب کے لئے اس شر کے باعث ہلاکت ہے جو قریب آچکا ہے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ مرج البحرين يلتقيان بينهما برزخ لا يبغيان يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان۔ اس سے مراد حضرت محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ مراد ہیں۔ فرد سے بحر ازلی کی طرف اشارہ ہے۔ زوج سے بحر ابدی کی طرف اشارہ ہے۔ اور برزخ سے سرمدی کی طرف اشارہ ہے۔ سمندر ازل سے موتی نکلتے ہیں۔ اور سمندر ابد سے مرجان نکلتے ہیں۔ تم اپنے رب کی کون سی نعمت کا انکار کرو گے تمھیں علم ہونا چاہیئے۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم عنصر اعظم ہیں اور امام علی عقل کل ہیں آپ اس دنیا کی قلم اعلےٰ ہیں جناب فاطمہؑ نفس کلیہ ہیں جو لوح محفوظ ہے۔ امام حسنؑ صورت عرش ہیں امام حسینؑ صورت کرسی ہیں اور بارہ آئمہ بارہ برجوں کی صورتیں ہیں اور امام مہدی (عجل اللہ فرجہ) صورت عالم ہیں۔ تمھیں علم ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام

راز آسمانی کتابوں میں موجود ہیں۔ اور آسمانی کتب کے راز قرآن مجید میں موجود ہیں۔ اور تمام قرآن مجید کے راز سورۃ فاتحہ میں موجود ہیں اور جو کچھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں موجود ہے بائسم اللہ میں موجود ہے۔ اور جو کچھ اس بائے میں موجود ہے۔ وہ تمام کا تمام با کے اس نقطہ میں ہے۔ جو با کے نیچے موجود ہے۔ امام علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں وہ نقطہ ہوں جو با کے نیچے موجود ہے۔ نیز فرمایا علم ایک نقطہ ہے جس کو جاہلوں نے زیادہ کر دیا ہے۔ الف وحدت پر دلالت کرتا ہے جس کو راسخون جانتے ہیں۔ با کے عارف لوگوں نے ٹکڑے کر دیئے ہیں جیم ایک گڑھا ہے پہنچنے والوں نے جس میں رہنا اختیار کیا ہے۔ دال ایک درجہ ہے جس کو سچے لوگوں نے مقدس کیا ہے۔ تمام قوموں کا اس بات پر اتفاق ہے۔ یعنی مسلمان نصاریٰ یہودی اور مجوسی کہ دنیا کی مدت سات ہزار سال ہے۔ اور اس بات کی تائید وہ روایت کرتی ہے۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ دُنیا کی مدت سات ہزار سال ہے۔ اور میں آخری ہزار پر بھیجا گیا ہوں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اور قیامت ان دونوں کی طرح بھیجے گئے ہیں۔ آپ نے اپنی سبابہ اور وسطی انگلی کو ساتھ ملاتے ہوئے اشارہ کیا۔

امام علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ دنیا کے برباد ہونے میں ہزار سال باقی ہیں۔ اور نیز تورات میں بھی اسی طرح تحریر ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تمہاری یہ دُنیا آخرت کے ہفتوں میں ایک ہفتہ ہے۔ اور تم دنیا کے آخری دن میں موجود ہو۔ اللہ تعالےٰ نے کہا (قیامت کا) روز تمہارے رب کے نزدیک ایک ہزار سال کے برابر ہے۔ جس کو تم شمار کرتے ہو۔ دنیا کے متعلق روایت ہے کہ یہ ایک جمعہ ہے آخرت کے جمعوں میں سے۔ اور آخرت کا جمعہ سات ہزار سال کا ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر ہزار سال کے موقعہ پہ ایک نبی کو واضح معجزات اور دلائل قاطع کے ساتھ بھیجا۔ تاکہ دین قیم کے جھنڈے بلند ہوں اور دین کا سیدھا راستہ ظاہر ہو پہلے ہزار سال میں حضرت آدم تھے۔ اور دوسرے ہزار سال کے موقعہ پر حضرت ادریسؑ موجود تھے۔ اور تیسرے ہزار سال کے وقت حضرت نوح موجود تھے۔ چوتھے ہزار سال پر حضرت ابراہیمؑ پانچویں ہزار سال پر حضرت موسےٰ اور چھٹے ہزار سال پر حضرت عیسےٰ علیہم السلام موجود تھے۔ اور ساتویں ہزار سال کے موقعہ پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے۔ آپ کے ساتھ نبوت ختم ہوگئی۔ اور دُنیا کا ہزار سال تمام ہوگیا پہلے ہزار سال میں ستارہ زحل موجود تھا۔ دوسرے ہزار سال میں ستارہ مشتری تیسرے ہزار سال میں مریخ چوتھے ہزار سال میں ستارہ شمس موجود تھا۔ اور پانچویں ہزار سال میں ستارہ زہرا موجود تھا۔ اور چھٹے ہزار سال کے موقعہ پر ستارہ عطارد موجود تھا۔ اور ساتویں ہزار سال پر ستارہ قمر موجود تھا۔ حضرت آدم کے ہزار سال کے موقعہ پر حضرت آدم کی ہزار سال کے موقعہ پر حرف الف کی حکومت تھی۔ اور حضرت ادریس کے ہزار سال پر حرف با کی حکومت تھی۔ حضرت نوحؑ کے ہزار سال کے وقت حرف جیم کی حکومت تھی حضرت ابراہیم کے ہزار سال پر حرف دال کی حکومت تھی۔ حضرت موسےٰ کے ہزار سال پہ حرف ہا کی حکومت تھی۔ حضرت عیسےٰ کے ہزار سال کے موقعہ پر حرف واؤ کی حکومت تھی۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ

وسلم کے ہزار سال پر حرف زا کی حکومت تھی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس امت کے لیئے ہر سو سال کے سر پر ایک ایسے شخص کو بھیجے گا
اس امت کے لئے ان کے دین کی تجدید کرے گا۔ انس بن مالک نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مدینہ
داخل ہوئے تو مدینہ کی ہر چیز روشن ہو گئی۔ جس روز آپ کا انتقال ہوا تو اس روز مدینہ کی ہر چیز تاریک ہو گئی تھی۔
ہاتھوں سے مٹی کو جھاڑ نہیں سکتے تھے۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دفن کرنے میں مصروف تھے کہ ہم لوگوں
اپنے دلوں کو منکر پایا۔ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ساتویں ہزار سال میں کسریٰ نوشیرواں بادشاہ عادل کے زمانے
عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ صاحبان کشف او شہود کے نزدیک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کتاب وجود کی فاتحہ ہیں ایسا
صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:۔

"سب سے پہلے جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ وہ میرا نور تھا"

وہ کلمہ حمد ہے جس سے حق نے کتاب وجود کا افتتاح کیا آپ باشعور امر ہیں اگر اس امر میں اللہ کی حمد کی
ابتدا نہ ہوتی جو خود محمد ہیں اور آپ کی خلقت احمد ہے۔ تو وجود کی خلقت ناقص ہوتی۔ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم
فاتح اور خاتم ہیں۔ اور جس طرح آپ بذات خود حمد ہیں اور آپ ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے کتاب ابد کا افتتاح کیا۔ اسی
طرح اللہ تعالیٰ آپ کی ذات سے کتاب اعادہ (دوبارہ اٹھنا) کا افتتاح کرے گا۔ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "میں پہلا
شخص ہوں گا جس سے زمین شگافتہ کی جائے گی"۔ اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورہ حمد فاتحہ کے ساتھ اپنی کتاب
(قرآن) کو مخصوص کیا۔ یہ فاتحہ عرش کے تلے ایک کان ہے اللہ کی طرف سے فاتحہ محمد اور احمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم
کے نام سے جاری ہوئی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی۔ جب تک زمین
پر اللہ اللہ نہیں کہا جائے گا۔ ان دونوں الفاظ کا عدد ۱۳۲ بنتا ہے۔ جو محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام کے عدد
کے برابر ہیں محمد کا عدد اور اسلام کا عدد برابر ہے اور اس عدد کے کچھ حروف ہیں میں کہتا ہوں محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم
تمام کائنات کا دل ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آخری زمانے میں ایک خلیفہ کو نکالے گا۔ اس وقت زمین جور وستم سے
پُر ہو گی۔ وہ خلیفہ زمین کو عدل وانصاف سے پُر کر دے گا۔ اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی ہو گا۔ تو اولاد فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا سے یہ خلیفہ زمین کا مالک ہو گا۔ آپ بہت سُرخ ناک والے بہت زیادہ شرمیلی آنکھ والے ہوں گے آپ
کے داہنے رخسار پر ایک تل ہو گا بعض کو ارباب حال جانتے ہیں۔ آپ کا اسم گرامی محمد (عجل اللہ فرجہ) ہو گا۔ آپ مربوع
القامت خوبصورت چہرے والے اور بالوں والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ عنقریب ہر بدعت کو ختم کر
دے گا۔ اور آپ کے ذریعہ ہر سنت کو زندہ کر دے گا۔ آپ کے گھوڑے زمین صفا اور عدن سے پانی پئیں گے۔
آپ کی وجہ سے زیادہ نیک بخت لوگ کوفہ کے لوگ ہوں گے آپ مال کو برابر برابر تقسیم کریں گے رعایا میں انصاف

کریں گے۔ جھگڑوں کا فیصلہ کریں گے۔ آپ کی خلافت کے دوران میں آسمان تمام قطرات بارش کو برسا دے گا۔ زمین اپنی تمام کھیتی کو اُگا دے گی۔ یہ امام مہدی قائم بامراللہ ہوں گے۔ تمام مذاہب کو ختم کر دیں گے صرف خالص دین باقی اور موجود ہوگا۔ شہود، کشف اور اللہ کی پہچان سے اہل حقائق کے عارف لوگ آپ کی بیعت کریں گے۔ ہر بدعت کو دور کر دیں گے اور ہر سنت کو قائم کر دیں گے۔ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ اصحاب کہف کی طرح تین سو نو سال موجود رہیں گے۔ کہا گیا ہے۔ آپ قیامت سے چالیس دن پہلے انتقال کریں گے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔" اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچپن میں حکمت اور فصل خطاب سے نوازا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی نرجس خاتون ہے آپ (عیسیٰ کے) حواریوں کی اولاد میں سے تھیں۔

جب امام مہدی (عجل اللہ فرجہ) خروج کریں گے۔ فقہا خاص طور پر آپ کے کھلے ہوئے دشمن ہوں گے آپ اور تلوار بھائی ہوں گے۔ اگر آپ کے ہاتھ میں تلوار نہ ہوگی تو فقہا آپ کے قتل کرنے کا فتوے دیں گے لیکن اللہ تعالیٰ آپ کو تلوار اور اپنی مہربانی سے غالب کرے گا۔ فقہا خوف کے مارے آپ کی اطاعت کریں گے۔ بلا ایمان آپ کے حکم کو قبول کریں گے۔ بلکہ دلوں میں آپ کے خلاف عداوت رکھیں گے۔ امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے اس راز محفوظ اور پوشیدہ موتی ماضی اور مستقبل کے نشان کے متعلق فرمایا ہے۔ آپ ایک ہزار سات سو مصدر ہیں آپ چاند کے منازل کے عدد کے برابر اٹھائیس صورتوں پر مشتمل ہیں۔ ارباب حقائق نے ذکر کیا ہے۔ ان صورتوں میں ایک صورت ستر بادشاہوں پر مشتمل ہے۔ ہم نے ان بادشاہوں کے اعداد کو جمع کیا۔ تو ہم نے ایک ہزار نو سو ساٹھ بادشاہوں کو پایا۔ اور اس میں کواکب سیارہ کے عدد کے برابر سات اشکال موجود ہیں۔ امام علی علیہ السلام نے اس بارے میں بنو امیہ کے چودہ بادشاہوں کے حالات کا ذکر فرمایا ہے۔ جن کا پہلا معاویہ ہے۔ اور ان کا آخری مروان بن محمد ہے اور ان کے لئے خلافت پورے ۸۳ سال قائم رہی ہے۔ یہ ایک ہزار ماہ پورے ہوتے پھر اس میں عدد حقائق بروج کے برابر بارہ اشکال موجود ہیں۔ آپ نے ان میں خلفائے عباسیہ کے رازوں کا ذکر فرمایا ہے۔ پہلا ان کا ابوالعباس سفاح ہے۔ جس کا نام عبداللہ بن محمد بن علی بن عباس رضی اللہ عنہم ہے جس کی بیعت ربیع الاول ۱۳۲ھ میں کی گئی۔ آپ کی خلافت امام علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کی طرح چار سال دس ماہ تھی۔ اور ان میں کا آخری امام مستکفی بامراللہ ہے اور ان کا زمانہ خلافت پانچ سو چھیانوے سال ہے۔ اور یہ تمام کے تمام تیس خلیفے ہیں۔

اور یہ امام مہدی (عجل اللہ فرجہ) وہ ذات ہیں جن کی بیعت لوگ ماہ شوال میں کریں گے۔ حضرت مہدی (عجل اللہ فرجہ) کے ظہور کی ابتداء سے دنیا کے ختم ہونے تک فتنہ اور فساد کے بھیدوں کو ارباب علم نے ذکر کیا ہے۔ اس نورانی کتاب (حضرت محمد) خداوندی دروازے کے وارث امام مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہیں۔ آپ نے اس چیز کو اپنے باپ امام حسن عسکری سے آپ نے امام علی نقی سے آپ نے اپنے باپ امام محمد تقی سے آپ نے اپنے باپ

امام علی رضا سے آپ نے اپنے باپ امام موسیٰ کاظم سے آپ نے اپنے باپ امام جعفر صادق سے آپ نے اپنے باپ محمد باقر سے آپ نے اپنے باپ امام زین العابدین سے آپ نے اپنے باپ امام حسین سے آپ نے اپنے باپ امام علی رضی اللہ عنہم سے بطور وراثت حاصل کیا ہے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ وہ ذات ہیں جنہوں نے کتاب نورانی کے سمندر کی تہ میں غواصی کی ہے اور وہاں سے موتیوں کو نکالا ہے اور اس کی کانوں کو ظاہر کیا ہے اور اس کی باریکیوں کی تفسیر کی ہے۔ آپ نے حروف کے اسرار و رموز میں خافیہ کو تصنیف کیا آپ سے روایت ہے کہ آپ سات سال کی عمر میں حقائق کے سمندر کی غوطہ زنی فرمایا کرتے تھے۔ آپ ہی نے فرمایا تھا کہ اللہ اپنے بندوں پر اپنے کلام کے ذریعہ ظاہر ہے لیکن لوگ آپ کو نہیں سمجھتے۔ آپ نے اس کتاب میں اقالیم سبعہ کے وزراء اور امیروں کا ذکر کیا ہے کس بات سے ان کو اتفاق ہوگا۔ اور یہ کیا چیز ان کے لئے ظہور پذیر ہوگی۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ فرمایا ہم نہایت مضبوط پہاڑ ہیں۔ ہم کو کچھ ہوائیں حرکت نہیں دے سکتیں یہ اقالیم سبعہ محسوس جسم نہیں ہیں بلکہ خیالی خطوط ہیں۔ جن کو پہلے بادشاہوں اور انبیا نے وضع کیا جنہوں نے دنیا کے چوتھے حصے کا جو زمین ہے۔ چکر لگایا تھا مثلاً وہ لوگ یہ ہیں۔ افریدون بطی۔ تبع حمیری سلیمان بن داؤد اسرائیلی اللہ کے نبی علیہما السلام۔ سکندر یونانی اور اردشیر بن بابک فارسی۔

تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ سورتوں کے شروع میں جو حروف ہیں۔ ان میں رموز اور کنایہ پوشیدہ ہیں۔ اور ہر ایک حرف کے تلے راز اور خواص پوشیدہ ہیں۔ اور ان میں منافع اور علامات ہیں ان باتوں کو یا تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا پھر وہ لوگ جانتے ہیں جو علم میں راسخ اور پختہ ہیں۔

حکیم ابو اسحاق کندی نے اپنی اس کتاب میں جس میں اس نے قوم عرب کے طالع کا بیان کیا ہے۔ ذکر کیا ہے۔ کہ یہودیوں کے علماء نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے یا محمدؐ! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ پر (المر) کا نزول ہوا ہے۔ فرمایا ہاں۔ انہوں نے کہا آپ ہمیں ایک ایسی قوم میں داخل ہونے کا حکم دیتے ہیں جس کی مدت (زندگی) صرف ۷۱ سال ہے۔ فرمایا مجھ پر اس کے علاوہ بھی کچھ نازل ہوا ہے۔ انہوں نے کہا وہ کیا چیز ہے فرمایا (المص) (المر) (حم) (کہیعص)، (طس)، اور (طسم) آپ کے ہاں سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور کہا۔ اے محمد! آپ نے ہم پر اپنے کام کو مشکل کر دیا ہے۔

ارباب اسرار نے اس بھید کی وجہ سے ان کے اعداد کا حساب لگایا ہے۔ ان کو جملوں کے حساب سے ۹۰۳ پایا ہے۔ اور عرب کے بادشاہ بھی ۹۰۳ ہیں جن حروف میں تکرار پایا جاتا ہے۔ وہ عرب کا بادشاہ زیادہ مضبوط اور زیادہ سنت والا ہوگا۔ اور جس میں الفاظ کا تکرار نہیں ہوگا۔ وہ بادشاہ عرب میں کمزور ہوگا۔ حذیفہ نے کہا تم دین سے پہلی چیز جو گم کرو گے وہ تواضع ہوگی۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جس وقت تک آدمی کا دل اس طرح

مردہ نہ ہو جائے گا جس طرح اس کا بدن مردہ ہو جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ اقتربت الساعۃ وانشق القمر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ وما یدریک لعل الساعۃ تکون قریباً

نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خروج ۔ ملاحم اور اصحاب فتن کا ذکر کیا ہے ۔ حذیفہ نے کہا خدا کی قسم رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فتنہ برپا کرنے والے رہنما اور اس کے ساتھی کے متعلق ہیں اس شخص کے نام اور اس کے باپ کے نام اور اس کے قبیلے کے نام سے آگاہ فرمایا تھا ۔ دنیا کے اختتام تک ایسے لوگوں کی تعداد تین سو تک پہنچ جائے گی ۔ اور اس سے بھی آگے بڑھیں گے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ فتوحات جو آپ کے بعد مسلمانوں کو نصیب ہوں گی کے متعلق آگاہ کیا تھا اور فتنوں کے متعلق بھی ارشاد فرمایا جس میں رک جانا اس میں گھس جانے سے بہت ہی خوب ہوگا ۔ آنحضرت نے ملاحم روم کے متعلق آگاہ کیا تھا ۔ وہ ایسا ہی ہوا ترک کے جہاد کے متعلق فرمایا وہ جہاد کیا گیا ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا من یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں وہ واقعات بیان کئے ہیں ۔ جو پہلے لوگوں کے ساتھ جاری ہو چکے ہیں اور آنے والے لوگوں کے ساتھ جاری ہوں گے ۔ جو کوئی راز اور بھید موجود ہے ۔ وہ اس کتاب قرآن میں موجود ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین کتاب مبین میں ہر خشک و تر کا بیان موجود ہے ۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ما فرطنا فی الکتاب من شئی ہم نے کتاب میں کسی چیز کا ذکر نہیں چھوڑا ۔ امام علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۔ ہر ایک چیز کا علم قرآن میں موجود ہے ۔ لیکن لوگوں کی عقلیں اس کے معلوم کرنے سے عاجز ہیں ۔ نیز فرمایا ۔ ہر کتاب کی ایک صفوت ہوتی ہے ۔ اس کتاب (قرآن) کی صفوت حروف تہجی ہیں ۔ ابن عباس نے کہا ۔ اگر تمہارے کسی آدمی کے اونٹ کا عقال (رانہ ھنے کی رسی) گم ہو جائے ۔ تو وہ اس کو قرآن میں پائے گا ۔

ابن برجان نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے الم غلبت الروم فی ادنی الارض میں سے ۵۸۳ھ میں فتح بیت المقدس کا استخراج کیا تھا جس طرح اس نے کہا تھا ۔ ویسا ہی ہوا ۔ اور ساتھ ہی ہم نے ذکر کیا ہے کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کے علوم میں سے ایک علم ہے ۔ جن حروف سے حضرت آدم علیہ السلام اسرار غیبیہ اور آثار کونیہ کا استخراج کرتے تھے ۔ یہ ہمارے پاس موجود ہیں ۔ ہم انہیں حروف کے ذریعہ اپنے حالات پر استدلال کرتے ہیں ۔ اور انہیں حروف کے ذریعہ اپنے افعال ظاہری اور باطنی میں تصرف کرتے ہیں ۔ ہر حروف کے ظاہری معانی بھی ہیں اور باطنی بھی ہم ظاہری معانی کو سفلی اعداد کے ذریعے کرتے ہیں ۔ اور حروف کے باطنی معانی کو علوی اعداد کے ذریعہ پہچانتے ہیں ۔ ہر حرف جلیل الشان علوم اور عظیم البرہان اسرار پر حاوی ہے ۔ ان حروف کا ذکر پہلے گذر چکا ہے ۔ سبطین رضی اللہ عنہم کے معلم یحیٰ اعقب نے اشعار بیان کئے ہیں :۔

نستبین وعجائب منکرات ۔۔۔ سکرھت الحیاۃ لوکنت حیا

بین الی ابی واطول حزنی نتنا ھولھا یشیب الصبیا
یوم حسنین لوعقدت علیما لقتال یردی الشجاع انکیبا
وعلی کربلا مقام شنیع دھراً ویعز اشام عزاً قویا
وتری السیل العزیز ذلیلا ھائل منکر یوذی علیا
بعد ھا تملک الا لما یسب وتری الوغد مستطیلا قویا
ویعم اشام جوراً الی ان یبلغ الشط والجسور سویا
ویشدین من مورخة التسعین لابد ان یظھر امام المھدیا
اسمر اللون مشرق الوجہ بالنور ملتح المعاطف طریا جنبیا
یظھر الحق ابراحین والعدل نتلقی اذاً اماما علیا
وتطیع البلاد من مشرق الارض الی المغربین طوعاً جلیا
وتری الذئب عندہ الشاۃ ترعی ذاک بالعدل والاحسان حفیا
یحکم الاربعین فی الارض ملکا ویوفی وکل حی و فیا
قال معلم السبطین حقاً یقوم بامر اللہ اماماً قویا

سبطین رضی اللہ عنہم کے معلم یحیٰی بن اعقب تھے۔ وہ قاہرہ مصر میں مدفون ہیں آپ کی قبر کی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے تبرک لیا جاتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام جنت کے دو سیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں اس وقت لے کر حاضر ہوئے۔ جب آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آنحضرت کی خدمت میں امام حسن اور امام حسین داخل ہوئے آنحضرتؐ نے ایک سیب امام حسنؑ کو اور دوسرا سیب امام حسینؑ کو دیا۔ دونوں حضرات اپنے معلم کے پاس تشریف لائے اور اپنا اپنا سیب معلم اپنے استاد کو دے دیا۔ اس نے ان کو کھایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کو غیب کی باتوں کی خبر دینے کے متعلق گویا کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اسے عقب کے بیٹے آگے بڑھو اور پیچھے ہٹو۔ ان حکایت کا مصر شام اور حجاز کے خاص و عام لوگوں سے استفادہ کیا جا سکتا ہے

دجال خراسان کی مشرقی زمین سے خروج کرے گا۔ فتنے اور فساد کی بنیاد ڈالے گا۔ قوم ترک اور یہودی اس کی پیروی کریں گے۔ دجال ایک خرابہ سے گذرے گا۔ اسے کہے گا۔ اپنے دفینوں کو نکال دو۔ اس کے دفینے اس کا ساتھ دیں گے۔ وہ کوتاہ قامت ہوگا۔ ادھیڑ عمر ہوگا۔ داہنی آنکھ سے کانا ہوگا۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک۔ ف۔ ر لکھا ہوا ہوگا۔ وہ زمین پر چالیس دن رہے گا۔ اس کا ایک دن سال کے برابر ہوگا۔ اور ایک دن مہینہ کے برابر ہوگا۔ اور ایک دن ہفتہ کے برابر ہوگا۔ اور اس کے باقی تمام دن لوگوں کے دنوں کے مانند ہوں گے

اس کو عیسیٰ علیہ السلام شہرلد کے دروازے کے پاس قتل کردیں گے جب دجال قتل کردیا جائے گا۔ اس کے بعد دنیا میں کوئی مشرک شخص باقی نہیں رہے گا۔ اور مختلف خیالات باقی نہیں رہیں گے۔ اہل تفسیر نے کہا ہے کہ زمین سے دابۃ الارض نکلے گا۔ اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصاء اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی موجود ہوگی۔ عصا کے ذریعہ مومن کی پیشانی کو روشن کردے گا۔ اور انگوٹھی سے کافر کی ناک پر مہر لگا دے گا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے علامات میں سے یہ بات ہے۔ کہ سفیانی خروج کرے گا۔ وہ تیس ہزار آدمیوں کو مکہ کی طرف روانہ کرے گا۔ جنگل میں انھیں زمین دھنس دے گی۔ ان میں دو آدمیوں کے سوا اور کوئی باقی نہیں بچے گا۔ اس کی حکومت کی مدت آٹھ ماہ ہوگی۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام (عجل اللہ ظہورہ) کا ظہور اس سال ہوگا۔ مقاتل نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے۔ کہ ماہ رمضان بروز جمعہ سخت آواز پیدا ہوگی۔ ماہ رمضان کے بعد ماہ شوال میں امام مہدی علیہ السلام کا ظہور واقع ہوگا۔ امام مہدی علیہ السلام کے خروج کی ایک علامت یہ بھی ہوگی۔ کہ ایک آواز دینے والا آواز دے گا "تمھیں یقین ہونا چاہیے صاحب الزمان ظاہر ہوگئے ہیں۔ وہ ۲۳ رمضان کی رات ہوگی۔ اور سونے والا کھڑا ہوجائے گا اور کھڑا ہونے والا بیٹھ جائے گا۔ آپ شوال میں خروج کریں گے۔ سالوں میں طاق سال ہوگا۔ رکن اور مقام کے درمیان تین سو تیرہ آدمی آپ کی بیعت کریں گے۔ یہ تمام کے تمام نوجوان ہوں گے۔ اور بھر ظم کا کوئی آدمی نہیں ہوگا۔ آپ کا صدر مقام کوفہ ہوگا۔ آپ کوفہ کی پشت پر ایک مسجد تعمیر کریں گے جس کے ہزار دروازے ہوں گے۔

باب ٦٩

شیخ محی الدین عربی طائی حاتمی اندلسی کی کتاب "الدر المکنون والجواہر المعون سے جفر کے صحیفوں کا قواعد جعفریہ کی رو سے حل کا نقل کرنا۔ آپ نے اس کتاب میں ان باتوں کا ذکر کیا ہے۔ جن باتوں کو شیخ عبدالرحمن بسطامی نے درۃ المعارف میں بیان کیا ہے۔ میں نے ان باتوں کو یہاں وارد کیا ہے جو باتیں درۃ المعارف میں نہیں پائی گئیں جو باتیں اس میں وارد کی ہیں وہ تاکید کی خاطر بیان کی ہیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام کی کتاب کی شرح تنکلوشاہ بابلی اور ثابت بن قرۃ حرانی نے کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب مجھے گذشتہ جہانوں پر مطلع کیا۔ تو میں نے حضرت ادریس علیہ السلام سے ان دونوں شروح کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا۔ ان دونوں آدمیوں کو صرف ظاہر کتاب کا علم ہوسکا ہے یہ کتاب اس وقت تک مقفل ہے۔ اس کا حل میرے پاس ہے۔

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم حروف کو بطور میراث کے حضرت امام علی رضی اللہ عنہ نے حاصل کیا اور اس بات کی طرف آنحضرت نے اشارہ فرمایا ہے۔ "میں علم کا شہر ہوں علی اُس کا دروازہ ہیں" جو شخص علم کو حاصل کرنا چاہے

اس کو دروازہ کے پاس آنا چاہیئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے گذشتہ لوگوں اور آنے والے لوگوں کا علم بطور میراث حاصل کیا جن لوگوں کو میں ملا۔ آپ سے زیادہ عالم کسی کو نہیں پایا۔"

ابن عباس نے کہا حضرت امام علی کرم اللہ وجہہ کو نو حصے علم کے عطا کئے گئے۔ اور آپ باقی دسویں حصے کے ۹ میں بھی اور لوگوں سے زیادہ عالم ہیں۔ آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مربع سو ضرب سو کا قاعدہ وضع کیا۔ آپ نے اسرار حروف کے بارے میں کتاب الجفر الجامع کو تصنیف کیا۔ اس کتاب میں وہ باتیں موجود ہیں جو پہلے لوگوں کے ساتھ گذر چکی ہیں اور آنے والے لوگوں کے ساتھ واقع ہوں گی۔ اس میں اللہ کا اسم اعظم، حضرت آدم کا تاج حضرت سلیمان کی انگوٹھی اور حضرت آصف علیہم السلام کا حجاب موجود تھا۔ آپ کی اولاد کے راسخون آئمہ اس کتاب ربانی اور لباب نورانی کے اسرار جانتے ہیں۔ وہ ایک ہزار سات سو مصدر پر مشتمل ہے یہ کتاب جامع جعفر اور نور لامع کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ لوح قضا و قدر سے یہی چیز مراد ہے۔ امام حسینؑ نے اپنے باپ کرم اللہ وجہہ سے علم حروف کو بطور میراث حاصل کیا۔ پھر امام زین العابدینؑ نے اپنے باپ سے پھر امام محمد باقرؑ نے اپنے باپ سے اس علم کو بطور میراث حاصل کیا۔ پھر امام جعفر صادقؑ نے اس علم کو اپنے باپ سے بطور میراث حاصل کیا۔ اس نے اس علم کی گہرائیوں میں غوطے لگائے اس کے بھیدوں کی سیپیوں سے موتی نکالے اور اس کے رموز کو حاصل کیا۔ آپ نے علم جفر میں کتاب خافیہ کو تصنیف کیا۔ اور اپنی کتاب خافیہ میں باب کبیر اب ت ث قرار دیا۔ باب صغیر میں ابجد سے لے کر قرشت تک قرار دیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے سات سال کی عمر میں اسرار کے رموز اور علوم حقیقت کے متعلق گفتگو فرمائی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ ہمارا علم غابر، مزبور، کتاب۔ سطور مخارق منشور، دلوں میں نکتے، غیب کے بھیدوں کی کنجیاں نقر الاسماع جس سے طبیعتوں کو نفرت نہیں ہوتی جفر ابیض۔ جفر احمر، جفر اکبر اور جفر اصغر ہمارے پاس موجود ہے۔ ہم میں غوطے لگانے والا گھوڑا موجود ہے۔ ہمارے پاس شکار کرنے والا سواد موجود ہے۔ میں اس عجیب زبان اور تعجب والے بیان کو سمجھتا ہوں۔ کہا جاتا ہے امام محمد مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آخری زمانے میں جفر جدید ظاہر ہوگا جس کو در حقیقت آپ ہی جانتے ہیں۔ علم حروف اور اس کے بھیدوں کو تمام لوگوں سے زیادہ امام علیؑ جانتے ہیں۔ امام علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا مجھ سے سوال کرو۔ پہلے اس کے کہ مجھ کو نہ پاؤ۔ میرے پہلو میں موجیں مارتے ہوئے سمندروں کی طرح علوم موجود ہیں۔"

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جفر وہ تکسیر کبیر ہے جس کے اسرار کو کوئی چیز موجود نہیں ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اسلام کے زمانے تک حضرت علی کے سوا اس کے وضع کرنے کی کسی کو رہنمائی نہیں ہوئی۔ یہ تمام لوگوں سے افضل۔ تاریکی کے چراغ حضرت محمد علیہ افضل الصلوٰۃ کی تعلیم کی برکت کا نتیجہ ہیں۔

جب میں شہر بجایہ میں سنہ ۶۱۱ھ کو موجود تھا تو حضرت ادریس علیہ السلام سے میرا اکٹھ ہوگیا میں نے اٹھائیس

صحیفوں کو مکمل طور سے آپ سے حاصل کیا۔ میں نے اچھی طرح سے آپ کے علم سے استفادہ کیا۔ یہی وہ علم ہے جس نے مجھے اس سہل ممتنع کے لکھنے پر ابھارا۔ خط سے معلوم ہی پاک ہوتا ہے۔ ہم میں سے ہر شخص کے لئے ایک مقام معین ہے۔ امام جعفر صادقؑ نے حرف الف کے عدد پر علم ذوق مسدس کو وضع کیا۔ اس سے کئی علوم ذخار سمندروں کی مانند پھوٹ پڑے۔ اگر اس علم کا حل درحقیقت متصور ہے۔ تو کتاب شق الجیب کو ملاحظہ کیجئے۔ تمہارے لئے یہ راز ظاہر ہو جائے گا۔

ہمارے آقا شیخ ابوالحسن شاذلی کو اس علم میں عجیب و غریب ملکہ حاصل تھا۔ ہمارے آقا شیخ ابو مدین نے کہا میں نے ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی جس کے اندر شکل الباء موجود نہ ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بسم اللہ یہ آیت کے شروع میں موجود ہے کہا جو نشان لگایا جاتا ہے۔ اس میں کوئی نہ کوئی خاصیت موجود ہوتی ہے۔ اگرچہ سانپ مٹی پر کیوں نہ چلے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے جفر احمر سے سر اکبر میں ایک بہت بڑے راز کو سپرد کیا ہے۔ آپ کو اس کے متعلق آپ الساد دور میں امام ہی آگاہ کر سکتا ہے۔ میں نے بعض رازوں کو کتاب فتوحات مکیہ میں ذکر کیا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ آدم علیہ السلام کی محبت فرشتوں پر ثابت کرے تو اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ وہ فرشتوں کو اس بات سے آگاہ کرے۔ کہ حضرت آدم ان سے زیادہ خلافت کے حق دار ہیں کہا اے آدم! ان کو ان اسماء سے آگاہ کر۔ جب ان کو ان اسماء کے متعلق آگاہ کیا۔ تو فرشتوں کی عاجزی اس مسئلہ کے متعلق ثابت ہو گئی جو ان سے سوال کیا گیا تھا۔ اس مسئلہ کے علم سے عاجز آ گئے تھے۔ اللہ نے آدم کو فرشتہ قرار دیا۔ کیونکہ وہ اپنے علم کی فضیلت سے ان سے خلافت کے زیادہ حق دار تھے۔ جو شخص اس فضیلت تک پہنچ جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے بندوں سے مخصوص کر دیتا ہے۔ اس کو اپنے زمانے کا افضل انسان قرار دے دیتا ہے۔ اس راز پر لوگ مطلع نہیں ہوتے۔ مگر وہ شخص جو علوم کا امام ہو۔ اور معلوم شہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داعے اللہ مقامہ لایہ کا دروازہ ہو۔ حضرت مہدی علیہ السلام (عجل اللہ فرجہ) کے حالات اور آپ کے خروج کرنے کے بارے میں ہم نے تھوڑا سا کتاب شق الجیب میں حل کیا ہے۔

اسے امام (عجل اللہ فرجہ) خروج فرمائیے اسلام معطل ہو چکا ہے۔ ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد

اذا دار الزمان علی حروف بسم اللہ فالمھدی قاما

ویخرج بالحطیم عقیب صوم الا فاقراہ من عندی السلاما

اللہ کے نام کے ساتھ جب زمانہ حروف کے ساتھ گردش کرے گا۔ تو امام مہدی کھڑے ہوں گے۔ آپ ماہ صیام کے بعد حطیم کے مقام پر نکلیں گے۔ خبردار! میری طرف سے انہیں سلام عرض کر دینا۔

باب ۷۰

"کتاب المطالب العالیہ کے مؤلف نے جو کچھ بیان کیا ہے۔ اس سے اہل بیت کے شیعوں اور اتباع کرنے والوں کے متعلق ذکر۔ کلام سلف سے خلفا کی تفصیل کے متعلق بیان۔"

کتاب صواعق محرقہ میں منقول ہے۔ کہ وہ چیز جس کو مؤلف کتاب مطالب عالیہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے۔ ان میں سے منجملہ یہ ہے۔ کہ حضرت کا گذر ایک جماعت کے پاس سے ہوا۔ وہ جلدی حضرت کی طرف طرف ہو گئے۔ فرمایا! تم کس قوم سے تعلق رکھتے ہو، انہوں نے کہا اے امیر المومنین! ہم لوگ آپ کے شیعہ ہیں آپ نے فرمایا بہت خوب۔ پھر فرمایا! میں تم میں اپنے شیعوں کی علامت نہیں دیکھتا۔ اور نہ ہی اپنے دوستوں کے لباس میں تمہیں ملبوس دیکھتا ہوں۔ وہ لوگ حیا کی وجہ سے جواب دینے سے رُک گئے۔

حضرت کے ساتھ ایک شخص موجود تھا اس نے کہا میں آپ سے اس ذات کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس نے آپ اہل بیت کو مکرم بنایا آپ کو مخصوص کیا اور آپ کو نوازا ہمیں اپنے شیعوں کی علامت سے آگاہ فرمایئے۔ فرمایا ہمارے شیعہ عارف باللہ ہوتے ہیں اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ وہ فضائل کے مالک ہوتے ہیں۔ ٹھیک بات کہتے ہیں۔ ان کی خوراک قوت لایموت ہوتی ہے۔ ان کا لباس چھوٹا موٹا ہوتا ہے۔ ان کا چلنا تواضع کے ساتھ ہوتا ہے۔ اللہ کی اطاعت کرتے وقت اس سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اس کی عبادت کرتے وقت اس کی طرف خشوع و خضوع ظاہر کرتے ہیں چلتے وقت جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام کیا ہے۔ آنکھیں نیچی کر کے چلتے ہیں اپنے کان اپنے رب کے علم پر لگائے رہتے ہیں اللہ کی قضا پر راضی ہوتے ہیں۔ اگر ان کی زندگیاں اللہ تعالیٰ نے مقرر وقت تک نہ معین کی ہوئی ہوتیں۔ تو ان کی روحیں جسموں میں ایک لمحہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور ثواب کے شوق کی خاطر قرار نہ پکڑتیں۔ دردناک عذاب کے خوف کی وجہ سے وہ اپنے دلوں میں پیدا کرنے والے کو بڑا اور اس کے سوا ہر چیز کو اپنی آنکھوں میں چھوٹا تصور کرتے ہیں جنت ان کے نزدیک ایسی ہے۔ گویا انہوں نے اس کو دیکھا ہے۔ اور اس کے تختوں پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں۔ دوزخ ان کے نزدیک ایسی ہے۔ گویا کہ انہوں نے اس کو دیکھا ہے اور اس میں انہیں عذاب دیا گیا ہے تھوڑے دنوں تک صبر کیا ہے ان کا انجام کار بہت لمبی راحت ہے۔ دنیا نے ان کو چاہا لیکن انہوں نے دنیا کو نہیں چاہا۔ دنیا نے ان کو طلب کیا لیکن وہ دنیا کے ڈانٹے سے باہر رہے۔ رات کے وقت صفیں باندھ کر اپنے قدموں کو قائم رکھتے ہیں۔ ترتیل کے ساتھ اجزائے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ اس کے امثال کی اپنے دلوں میں عزت کرتے ہیں کبھی اس کی دوا سے اپنے دکھوں کا علاج کرتے ہیں۔ کبھی اپنے چہروں ہتھیلیوں گھٹنوں اور اپنے قدموں کو زمین پر بچھاتے ہیں۔ ان کے آنسو ان کے رخساروں پر بہتے ہیں۔ جبار عظیم کی بزرگی بیان کرتے ہیں۔ اپنی گردنوں کو چھوڑنے کے لئے اس سے التجا کرتے ہیں۔ یہ ان کی رات ہے اور یہ ان کا

دن ہے (یہ لوگ) علماء، دانا، نیک اور پرہیزگار ہیں۔ پاکیزہ اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتے ہیں۔ تھوڑے اعمال کے ساتھ راضی نہیں ہوتے اور بڑے اعمال کو بہت زیادہ خیال نہیں کرتے۔ وہ اپنے نفسوں کو اتہام لگاتے ہیں اپنے اعمال سے ڈرتے رہتے ہیں۔ دین کے بارے میں قوی۔ نرمی میں احتیاط والا۔ ایمان میں یقین والا۔ علم میں حریص۔ فقہ میں فہم والا۔ صبر میں علم والا۔ ارادہ میں غنی۔ تنگ دستی میں صاحب تحمل۔ تکلیف میں صابر۔ عبادت کے وقت تواضع والا۔ لوگوں پر رحم کرنے والا۔ حق دینے والا۔ کمانے میں نرمی برتنے والا۔ حلال چیز کا طالب۔ ہدیہ دینے میں خوش ہونے والا۔ خواہش سے رکنے والا۔ ان کا کام (اللہ کا) ذکر ہے۔ ان کی فکر (اللہ کا) شکر ادا کرنا ہے۔ وہ رات اس حالت میں بسر کرتا ہے کہ غفلت کی اونگھ سے ڈرتا رہتا ہے۔ جو کچھ اس کو (اللہ کا) فضل اور رحمت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ سے صبح خوشی کی حالت میں بسر کرتا ہے جو چیز باقی رہ جائے گی اس کی رغبت رکھتا ہے۔ اور جو چیز فنا ہو جائے گی اس سے کنارہ کشی کرتا ہے۔ اس نے علم کو عمل سے ملا دیا ہے اور علم کو دائمی بردباری سے مقرون کر دیا ہے۔ اس کی خوشی دور ہے اس کی سستی قریب ہے۔ اس کی آرزو تھوڑی ہے متکسر المزاج زاہد اس کا دل شکر کرنے والا ہے۔ اس کا رب (اس کو بری باتوں سے) منع کرتا ہے۔ اس کا نفس بچنے والا ہے۔ اس کا دین غصہ پی جانے والا ہے اس کا غصہ اس سے امن میں ہے اس کا ہمسایہ آرام میں ہے۔ اس کا حکم مفقود ہے۔ اس کا صبر بہت زیادہ ہے۔ کوئی نیکی کی چیز ریاکاری کی وجہ سے بجا نہیں لاتا۔ اور نہ اس کو حیا کی وجہ سے چھوڑتا ہے۔ یہ لوگ ہمارے شیعہ۔ ہمارے دوست ہم لوگوں میں سے ہیں اور ہمارے ساتھ ہوں گے۔ ان کے ملنے کا کتنا شوق ہے۔

آپ کے ایک ساتھی نے چیخ بلند کی۔ ہمام بن عباد بن خثیم تھا جو عبادت گذار لوگوں میں سے تھا۔ غش کھا کر گر پڑا۔ انہوں نے اس کو ہلایا۔ تو وہ دنیا کو چھوڑ چکا تھا۔ اس کو غسل دیا گیا۔ امیر المومنینؑ اور ان لوگوں نے جو آپ کے ساتھ تھے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

مناقب میں نوف بکالی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے نوف تم جانتے ہو۔ کہ میرے شیعہ کون لوگ ہیں۔ میں نے عرض کیا مجھے معلوم نہیں ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کی قسم میرے شیعہ وہ لوگ ہیں جو بھوکے پیٹ والے ہیں۔ تارک الدنیا ہیں للہیت ان کے چہروں پر موجود ہوگی۔ رات کو راہب ہیں۔ دن کو عالم ہیں۔ وہ لوگ ہیں جب رات چھا جاتی ہے اپنے بستروں سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اپنے شالوں پر چادریں ڈال دیتے ہیں اپنے پاؤں کی صفیں بناتے ہیں۔ اپنی پیشانیوں کا فرش بناتے ہیں۔ ان کے رخساروں پر ان کے آنسو جاری ہوتے ہیں۔ اپنی گردنوں کو چھڑانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف التجا کرتے ہیں۔ دن کے وقت عالم ہوتے ہیں حلیم ہوتے ہیں شریف ہوتے ہیں۔ نیک ہوتے ہیں۔ اور پرہیزگار ہوتے ہیں۔ اے نوف! میرے شیعہ وہ لوگ ہیں جو کتے کی طرح نہیں بھونکتے۔ کوے کے لالچ کی طرح لالچ نہ کرتے ہوں اگرچہ بھوک سے مر کیوں نہ

جائیں لیکن لوگوں کی طرف جھکیں گے اگر مومن کو دیکھیں تو اس کی عزت کرتے۔ اگر بدکار کو دیکھتے تو اس کو چھوڑ دیتے خدا کی قسم یہ لوگ میرے شیعہ ہیں"۔

مسلم بن قتیبہ کی کتاب المعارف میں ہے صحابہ میں سب سے آخر میں زندہ رہنے والے ابو طفیلؓ نے کہا آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دوست رکھتے تھے۔ اور آپ کو باقی صحابہ پر فضیلت دیتے تھے۔ کتاب الاحیاب میں منقول ہے کہ ابو طفیل عامر بن واثلہ کنانی لیثی نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے آٹھ سال کو پایا۔ آپ حضرت ابوبکر اور عمر کی فضیلت کے قائل تھے لیکن حضرت علی کو تقدم کا درجہ دیتے تھے اور یہ بات بالاتفاق ثابت ہے۔ کہ آپ نے تمام صحابہ میں آخر میں انتقال فرمایا۔ جواہر العقدین میں منقول ہے کہ اہل سنت اس شخص کو کافر نہیں کہتے۔ جو حضرت علی کو حضرت ابوبکر پر فضیلت دے۔ یہ وہ بات ہے جس کی طرف قاضی ابوبکر باقلانی جھک گئے ہیں اور اسی بات کو امام الحرمین نے کتاب الارشاد میں اختیار کیا ہے۔ ان دونوں حضرات کے درمیان فضیلت دینا ظنی بات ہے یقینی بات نہیں ہے اور اسی بات کا یقین صاحب الفہم نے شرح مسلم میں کیا ہے امام اشعری نے کہا ہے کہ یہ بات قطعی ہے۔

ابن عبد البر نے اپنی کتاب استیعاب میں حضرت عمر کے حالات کے تحت بیان کیا ہے۔ کہ عبد الرزاق نے معمر سے روایت کی ہے کہ آپ نے کہا۔ کہ اگر کوئی شخص یہ بات کہے۔ کہ عمر ابوبکر سے افضل ہیں تو میں اس بات کو بُرا نہیں تصور کروں گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ بات بیان کرے۔ کہ میرے نزدیک حضرت علی ابوبکر اور عمر سے افضل ہیں تو میں اس بات کو بھی بُرا نہیں سمجھوں گا۔ میں کہتا ہوں کہ اس بات کی طرف وہ چیز بھی اشارہ کرتی ہے جس کو خطابی نے اپنے ایک شیخ سے حکایت کیا ہے۔ کہ آپ کے شیخ کہا کرتے تھے ابوبکر اچھے ہیں اور علی افضل ہیں۔ ابن عبد البر نے بھی کہا۔ کہ سلف نے ابوبکر اور علی کے افضل ہونے میں اختلاف کیا ہے۔ اور اس کو پہلے بھی حضرت علی کے حالات کے تحت بیان کیا ہے۔ حضرت سلمان، ابوذر، مقداد، خباب بن ارت، جابر بن عبد اللہ انصاری، ابو سعید خدری اور زید بن ارقم سے روایت ہے۔ کہ حضرت علی سب سے پہلے اسلام لائے۔ اور ان لوگوں نے حضرت علی کو آپ کے غیر سے افضل قرار دیا ہے۔ نیز اہل سنت کے آئمہ سلف کی ایک جماعت کے متعلق کہا ہے۔ کہ وہ علی اور عثمان کی ایک دوسرے کے متعلق فضیلت کے بارے میں توقف کرتے ہیں کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے۔ اس عقیدے کے لوگ یہ حضرات ہیں۔ مالک بن انس، یحییٰ بن سعید قسطانی اور ابن معین۔ حافظ ابو نعیم نے کتاب حلیۃ الاولیاء میں

لے ینابیع المودت کے مولف نے ایک روایت بیان کی ہے۔ کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تین سو پچاس سال زندہ رہے اگر یہ روایت درست ہے۔ تو پھر ابو طفیل زندہ رہنے والوں میں آخری صحابی کیسے ہو سکتے ہیں غالباً اختلاف روایات کی بنا پر کہا گیا ہے ۱۲ محمد شریف عفی عنہ

سفیان ثوری کے حالات میں زید بن حباب سے روایت کی ہے۔ کہ سفیان ثوری تے کوفے والوں کو دیکھا۔ کہ وہ حضرت علی کو ابوبکر اور عمر پر فضیلت دیتے تھے۔ جب سفیان ثوری بصرہ میں آگئے۔ تو اس نے اپنی رائے سے رجوع کیا۔ اور شیخین کو حضرت علی پر فضیلت دی

ائمہ حفظ نے بیان کیا جس میں دار قطنی وغیرہ شامل ہے۔ کہ حضرت علیؑ کو معلوم ہوا۔ کہ عبداللہ بن سباؔ حضرت علی کو حضرت ابوبکر و عمر پر فضیلت دیتا ہے۔ حضرت علیؑ نے اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ ابن سبا نے کہا آپ ایسے شخص کو قتل کرتے ہیں جو آپ کو دوست رکھتا ہے۔ اور آپ کو فضیلت دیتا ہے فرمایا۔ یہ بات ضروری ہے کہ جس شہر میں میں رہتا ہوں تم وہاں سکونت اختیار نہ کرو۔ حضرت نے اس کو مدائن کی طرف نکال دیا۔

دار قطنی نے کتاب فضائل میں مالک بن انس سے وہ جعفر بن محمد سے کہ وہ صادق ہیں آپ اپنے باپ سے وہ باقرؑ ہیں کہ حضرت علی حضرت عمر کے پاس ٹھہر گئے۔ آپ نے فرمایا کسی شخص کو زمین نے نہیں اٹھایا اور نہ آسمان نے اس پر سایہ کیا ہے جو مجھے اس سے زیادہ محبوب ہو۔ حتیٰ کہ میں اپنے اعمال نامہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں"۔ دار قطنی نے اس حدیث کے آخر میں کہا ہے۔ کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کو مالک نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کیا ہے۔ اور دوسرے سلسلہ روایت میں بھی ایسا ہی بیان ہے۔ امام شافعی سے ابراہیم حجی کا وہ قول جس کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔ کہ امام شافعی نے کہا۔ میں نے کسی شخص ہاشمی کو تیرے سوا نہیں دیکھا جس نے شیخین کو حضرت علی سے بڑھایا ہو ابراہیم نے امام شافعی کو جواب دیا کہ علی میرے چچا کے فرزند ہیں۔ اور میری خالہ کے فرزند ہیں۔ میں وہ آدمی ہوں جس کا تعلق اولاد عبد مناف سے ہے اور تم وہ آدمی ہو جس کو رشتہ اولاد عبدالدار سے ہے۔ اگر یہ بزرگی حاصل ہوتی۔ تو میں تم سے اس کا زیادہ سزاوار تھا۔ لیکن بات اس طرح نہیں ہے۔ جس طرح تم خیال کرتے ہو" ابراہیم کا یہ کہنا۔ کہ حضرت علی آپ کی خالہ کے فرزند ہیں۔ وہ یوں ہے۔ کہ آپ کے جد اعلیٰ کی ماں خلیدہ بنت اسد بن ہاشم تھیں۔ اور حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھیں۔ روایت کیا گیا ہے۔ کہ ایک جماعت حسن بن علی اطروش بن محمد بطحانی بن حسن بن زید بن حسن سبط ابن علی بن ابی طالبؑ کے پاس مصر میں موجود تھی۔ اور آپ کے پاس ایک آدمی اولاد زبیر میں سے موجود تھا۔ وہ آپ سے جھگڑا کر رہا تھا۔ اور آپ سے کہا تھا۔ کہ تم علویوں کا گروہ جب حکومت پر متمکن ہوتے ہیں۔ کہ تم لوگوں کے مال کو حلال خیال کرتے ہو۔ اور آزاد لوگوں کو غلام بناتے ہو اور تم کہتے ہو کہ لوگ ہمارا مال ہیں حسن نے

لہ عبداللہ بن سبا کے متعلق ڈاکٹر طہٰ حسین مصری نے بڑی تحقیق کے بعد یہ تحریر کیا ہے۔ کہ عبداللہ بن سبا نامی کوئی شخص دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔ دشمنان علیؑ بنی امیہ نے ایک فرضی شخص کے نام سے آپ کی ذات کو ملوث کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ عبداللہ بن سبا حضرت علیؑ کی الوہیت کا قائل تھا۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ عامہ اور خاصہ دونوں مورخین کو دھوکہ ہوا ہے۔ ۱۲۔ محمد شریف عفی عنہ

اس مجلس میں یہ اشعار ارشاد فرمائے۔

نقول اناس بانا نقول ٭ بان الانام عبید لنا

لوگ کہتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں۔ کہ لوگ ہمارے غلام ہیں۔

فلا والذی جعل المصطفیٰ ٭ ابانا و فاطمۃ امنا

قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد مصطفیٰ کو ہمارا باپ اور فاطمہ کو ہماری ماں قرار دیا۔ ایسا نہیں ہے۔

ووالدی سبط النبی الھدیٰ ٭ وسبطا نبی الھدیٰ فخر نا

ہمارے باپ ہدایت کے نبی کے دو سبط ہیں۔ نبی کے دونوں سبط ہمارے فخر کا باعث ہیں۔

فما صدقوا فی مقالاتھم ٭ علینا ولکن راوا افضلنا

یہ لوگ اپنی بات میں سچے نہیں ہیں۔ انھوں نے ہماری فضیلت کو دیکھ کر ایسا کہا ہے۔

فاغروبنا بصیر و مثلنا ٭ فانی ولم یدرکو ماھلنا

انھوں نے ہم پر تہمت لگائی ہے تاکہ یہ لوگ ہماری مانند ہو جائیں لیکن یہ اس مقام پر نہیں پہنچ سکتے جس پر ہم پہنچ گئے ہیں

فان صدقوا فقد کفیناھم ٭ وان کذبوا سفھا قولنا

اگر وہ سچے ہیں تو ہم ان کے لئے کافی ہیں۔ اگر جھوٹے ہیں تو بے وقوفی سے ہم پر تہمت لگائی ہے۔

فباللہ نرفع مالم نطق ٭ فما نزال سبحانہ حسبنا

اگر میں خود نہیں بولوں گا۔ تو ہم اللہ کے ذریعہ انھیں دفع کردیں گے۔ اللہ ہمیشہ ہمارا مددگار رہا ہے۔

ابن سماک نے موافقہ میں قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہے۔ کہ ابوبکر اور علی کی آپس میں ملاقات ہوگئی حضرت ابوبکر نے حضرت علی کے چہرے کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا حضرت علی نے فرمایا۔ تم نے کیوں مسکرایا ہے حضرت ابوبکر نے کہا میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ لایجوز احد الصراط الامن کتب لہ علی الجواز پل صراط کو کوئی شخص عبور نہیں کرسکے گا جب تک علی اس کو پل عبور کرنے کا ٹکٹ عنایت نہ کریں۔ علامہ مسعودی نے اپنی کتاب مروج ذہب میں بیان کیا ہے کہ معتمد خلیفہ نے امام علی نقی کو اس صحن میں داخل کیا جس میں پھاڑنے والے درندے موجود تھے۔ جانوروں نے امام کو کوئی تکلیف نہ دی۔ آپ ان جانوروں کے سروں پر اپنی آستین پھیرتے تھے۔ یحییٰ بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ احب وطلم کی طرف بھاگ گئے تھے۔ پھر آپ کو پکڑ کر خلیفہ ہارون کے پاس لایا گیا۔ آپ کے قتل کا حکم دیا۔ آپ کو ایک کنوئیں کے حوض میں لٹکا دیا گیا جس میں پھاڑنے والے جانور موجود تھے جن کو بھوکا رکھا گیا تھا۔ ان جانوروں نے آپ کو کوئی نقصان نہ دیا۔ آپ باہر نکلے اور صحیح سالم تھے۔ کتاب عمدۃ الطالب مؤلفہ ابوالعباس بن عتبہ میں بھی اسی طرح بیان کیا گیا ہے علامہ مسعودی نے روایت کیا ہے۔ کہ عبداللہ بن مصعب زبیری نے کہا کہ موسیٰ جن کا لقب جون تھا عبداللہ محض کے فرزند تھے۔ آپ نے ارادہ کیا کہ میں آپ سے بیعت کرلوں خلیفہ ہارون رشید نے دونوں کو جمع کیا موسیٰ نے کہا اے امیر المومنین اس نے میری شکایت غلط کی ہے۔ خدا کی قسم میں نے اس شخص کو اپنے بھائی محمد کے ساتھ جس کا لقب نفس زکیہ تھا جو عبداللہ محض کے فرزند تھے۔ تیرے دادا منصور کے خلاف دیکھا تھا۔ اور یہ شخص یہ ادبیات کہتا تھا۔

قوموا ببیعتکم ننھض لطاعتھا ٭ ان الخلافۃ فیکم یا بنی حسن

اے اولادِ حسن! تم اپنی بیعت کے لئے اُٹھو۔ ہم تمہاری اطاعت کریں گے۔ خلافت تمہارا حق ہے۔
یہ اشعار میرے ہیں۔ اس شخص نے میرے بارہ میں غلط کہا ہے۔ میں اس شخص سے قسم لیتا ہوں۔ جناب موسیٰ نے اس شخص سے کہا۔ کہو میں اس کی طاقت اور قوت سے بیزار ہو کر اپنی طاقت اور قوت پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اگر جھوٹ بات میں نے بیان کی۔ آپ اپنے آبا سے وہ حضرات رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ جس شخص نے اس قسم کی قسم اُٹھائی۔ اور وہ جھوٹا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی سزا تین دن سے پہلے واقع کرتا ہے۔ نفل بن ربیع نے کہا۔ خدا کی قسم میں نے اس روز عصر کی نماز ادا نہیں کی تھی۔ کہ ابن معصب زبیری مر گیا تھا۔ خلیفہ ہارون نے جناب موسیٰ کو ایک ہزار دینار دیئے۔ پھر مسعودی نے کہا۔ کہ کہا جاتا ہے۔ کہ اس خبر کے راوی موسیٰ جون کے بھائی یحییٰ بن عبد اللہ محض ہیں۔ حافظ ابن اخضر نے کتاب معالم العترۃ الطاہرہ میں ابو نعیم سے روایت کی ہے آپ امام علی رضا کے فرزند امام محمد تقی جواد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ میرے بھائی زید پر رحم کرے۔ آپ میرے باپ کے پاس آئے تھے۔ اور کہا میں اولاد مروان کے گمراہ طاغیہ کے خلاف خروج کرتا ہوں آپ نے فرمایا اے زید ایسا نہ کرو۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ تم کوفہ کی پشت کی جانب سولی پر لٹکائے جاؤ گے۔
اے زید! تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ ان سلاطین کے خلاف سفیانی کے خروج کے پہلے فاطمہ سلام اللہ علیہا کا جو فرزند بھی نکلے گا۔ وہ قتل کر دیا جائے گا۔ جس طرح حضرت نے فرمایا۔ ایسا ہی ہوا تھا۔ مناقب میں تحریر ہے۔ کہ امیر المومنین علیہ السلام نے خوارج سے کہا۔ آپ نے انہیں قسم دی اے لوگو! میں ہر مسلمان کو قسم دے کر دریافت کرتا ہوں۔ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہو کہ جو دعا مانگی جاتی ہے اس کے درمیان اور آسمان کے درمیان ایک پردہ حائل ہوتا ہے۔ جب تک محمد و آل محمد پر درود نہ بھیجا جائے جب ایسا کر دیا جاتا ہے۔ تو وہ پردہ پھٹ جاتا ہے۔ دعا آسمان کے اندر داخل ہو جاتی ہے اگر ایسا نہ کیا گیا۔ تو دعا رد کر دی جاتی ہے۔ اور داخل ہونے کے لئے کوئی راستہ نہیں پاتی۔ بہت سے لوگوں نے کہا ہاں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کئی بار ایسا سنا ہے۔ پھر فرمایا۔ خدا کی قسم میں آل محمد کے عقل مند اور رضامند لوگوں میں سے ہوں جن پر درود بھیجا گیا ہے جس شخص نے مجھ سے کسی چیز کو پایا یا مجھ سے کسی چیز کا انتخاب کیا پس وہ شخص رسول اللہ سے اس چیز کو لے گا۔ اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو کہ تم قیامت کے روز رسول خدا صلعم سے اس حالت میں ملو کہ آپ تم لوگوں سے میری وجہ سے منہ موڑے ہوئے ہوں۔ جس شخص سے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منہ موڑیں گے اس شخص سے اللہ تعالیٰ چہرہ مبارک موڑے گا۔ خدا کی قسم تم نے صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا آپ نے آخری حج کے موقع پر اپنے خطبہ میں منبر پر ارشاد فرمایا تھا جس شخص نے میرے اہل بیتؑ کے کسی شخص کو اذیت دی۔ اس نے میرے اور اپنے درمیان قطع تعلق کیا جس شخص نے میرے اور اپنے درمیان قطع تعلق کیا میں اس کے اور اللہ کے درمیان وہ رشتہ قطع کر دوں گا جس کے باعث جنت واجب ہوتی ہے خدا کی قسم میں وہ شخص ہوں جس کو رسول اللہ نے اپنی پشت پر اٹھایا تھا حتیٰ کہ میں کعبہ مکرمہ کی چھت پر بڑے بت کو گرانے کی خاطر چڑھ گیا تھا۔ جو کعبہ کی چھت پر گڑھا ہوا تھا۔ رسول اللہ نے مجھے فرمایا تھا۔ اس کو پھینک دو۔ اس کو گرا دو۔ اللہ تمہارے بازو کو مضبوط کرے۔ میں نے اس بت کو پھینک دیا تھا۔ وہ گر کر شیشے کی طرح چور چور ہو گیا تھا۔ پھر میں نیچے اتر آیا تھا۔ ہم اس خوف کے مارے گھروں سے جلدی جلدی گزر رہے تھے کہ کہیں کفار قریش ہم سے مل نہ جائیں۔ کون شخص مجھ جتنا قریب تھا۔ یا میرے چڑھنے کی مانند چڑھا تھا۔ خدا کی قسم

ہیں وہ شخص ہوں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے اصحاب کے ساتھ بھائی چارہ قائم کیا تھا تو مجھے اپنی ذات کے ساتھ بنا یا تھا۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت میرے ساتھ تمام ہو گی۔ یہ آنحضرت کے بعد تیس سال ہو گی پھر اس کے بعد عضوض بادشاہ ہوں گے۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے روزی کی تکلیف اور تنگدستی کی شکایت آنحضرت سے کی تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے فاطمہ! اللہ تعالٰی نے زمین والوں کی طرف نگاہ دوڑائی۔ ان میں دو آدمیوں کو منتخب کیا ایک آدمی کو تیرا باپ اور دوسرے کو تیرا شوہر قرار دیا میں اللہ کا منتخب شخص ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے لئے

باب ۱۷

کتاب الحجۃ مولفہ شیخ کامل علامہ شریف ہاشم بن سلیمان بن اسماعیل حسینی حرانی قدس اللہ سرہ سے ان آیات کا واز کرنا جو ابوالقاسم الحجۃ کے بارے میں نازل ہوئیں۔

امام نے فرمایا۔ اس سے مراد قائم (آل محمدؐ) کے اصحاب ہیں۔ جن کی تعداد تین سو اور دس کا کچھ حصہ ہو گی خدا کی قسم محدود لوگ ایک ساعت کے اندر جمع ہوں گے جس طرح خریف کے بادل جمع ہوتے ہیں۔ سورہ بقرہ میں ہے ولنبلونکم بشیئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الی اخرھا۔

محمد بن مسلم امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا قائم علیہ السلام کے آنے کے علاوہ مومنین کو بنائے گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا وہ کیا ہیں؟ فرمایا وہ یہ آیت ہے۔ اللہ تعالٰی نے کہا۔ میں تمہارا امتحان خوف کے ذریعہ لوں گا۔" وہ لوگ بیماریوں میں مبتلا ہوں گے۔" بھوک سے لوں گا۔" ان میں غلہ کی گرانی ہو گی۔" مال کی کمی سے لوں گا ان میں قحط پڑ جاتے گا۔" نفس کے ساتھ لوں گا۔" ان میں موت عام واقع ہو گی۔ پھلوں کی کمی ہو گی۔ بارش نہیں ہو گی اس وقت صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔ فرمایا اے محمدؐ یہ اس آیت کی تفسیر ہے۔ اس آیت کی تفسیر اللہ تعالٰی جانتا ہے۔ اور وہ لوگ جانتے ہیں جو راسخون فی العلم ہیں ہم لوگ راسخون فی العلم ہیں۔ رفاعہ بن موسیٰ سے روایت ہے۔ کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کو اللہ تعالٰی کی اس آیت کے بارے میں جو آل عمران میں واقع ہے فرماتے ہوئے سنا ولہ اسلم من فی السموٰت والارض طوعاً وکرھاً

فرمایا جب قائم مہدی عجل اللہ فرجہ کھڑے ہو جائیں گے تو زمین کے ہر حصے میں اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ کی گواہی کی آواز بلند ہو گی۔

یزید بن معاویہ عجلی امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالٰی کی اس آیت کے متعلق جو سورہ انفال میں موجود ہے روایت کرتے ہیں یا ایھا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا

فرمایا۔ فرائض کی ادائیگی کے وقت صبر کرو ان لوگوں نے دشمن کی اذیت کے وقت صبر سے کام لیا اپنے امام مہدی منتظر سے رابطہ پیدا کرو۔ (عجل اللہ فرجہ)

جابر جعفی امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں یا ایھا الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزلنا علےٰ عبدنا مصدقا لما معکم من قبل ان نطمس وجوھاً فنردھا علی ادبارھا

فرمایا سفیانی کا لشکر جنگل میں دھنس جائے گا۔ صرف تین شخص بچ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے منہ کو ان کی گدی کی طرف بدل دے گا۔ یہ بات قائم مہدی علیہ السلام کے قیام کے وقت ہوگی۔

محمد بن مسلم امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیامہ یکون علیھم شہیداً

فرمایا عیسےٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے دنیا میں تشریف لائیں گے۔ یہودی قوم وغیرہ آپ کی موت سے پہلے آپ پر ایمان لاتے گی حضرت عیسےٰ امام مہدی علیہما السلام کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔

ربیع شامی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالےٰ کی اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔

ومن الذین قالوا انا نصاریٰ اخذنا میثاقھم فنسوا حظا مما ذکروا بہ انہم سینذ کرون

یہ آیت سورہ مائدہ میں موجود ہے۔

فرمایا۔ عنقریب لطف کو یاد کریں گے۔ عنقریب قائم علیہ السلام کے ساتھ اس جگہ ایک گروہ ان میں سے خروج کرے گا۔

سلیمان بن ہارون عجلی سے روایت ہے۔ کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا۔ کہ اس امر کا صاحب یعنی قائم مہدی محفوظ ہیں اگر تمام لوگ ختم ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے اصحاب کے ساتھ لائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا

فان یکفر بھا ھولاء فقد وکلنا بھا قوماً لیسوا بھا بکافرین

یہ لوگ وہ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین

علی بن رباب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ یوم یاتی بعض ایات ربک لا ینفع نفسا ایمانھا لم تکن امنت من قبل او کسبت فی ایمانھا خیراً قل

انتظروا انا منتظرون

فرمایا آیات سے مراد آئمہ اہل بیت علیہم السلام ہیں اور بعض آیات ربک سے مراد قائم منتظر علیہ السلام ہیں۔ فلا ینفع ایمانہا لم تکن امنت من قبل اس وقت کی بات ہے۔ جب آپ تلوار لے کر کھڑے ہوں گے۔ اگرچہ اس شخص نے آپ کے گذشتہ اباء علیہم السلام پر ایمان لایا ہوگا۔

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں اسی طرح فرمایا تھا۔ پھر امام نے فرمایا اے ابوبصیر خوشخبری ہے ہمارے قائم کے دوستوں کے لئے جو آپ کی غیبت میں آپ کا انتظار کرتے ہیں اور آپ کے ظہور کے وقت آپ کی اطاعت کریں گے۔ اس کے دوست اللہ کے دوست ہیں جن پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ان پر کوئی غم طاری ہوگا۔ شیخ بہاؤالدین عاملی صاحب کشکول رحمہ اللہ کی کتاب احادیث الاربعین میں جابر جعفی سے روایت ہے۔ کہ میں نے جابر بن عبداللہ انصاری کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے فرمایا۔ حضرت مہدی اعجل اللہ فرجہ امیرے فرزندوں میں سے ہوگا۔ زمین سے شرق اور مغرب کو فتح کرے گا۔ آپ ایک عرصہ تک اپنے دوستوں سے غائب رہیں گے۔ آپ کی امامت پر ثابت القول صرف وہ شخص رہے گا۔ جس کے دل کا امتحان اللہ تعالے نے ایمان کے ساتھ لیا ہوگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کے دوست آپ کی غیبت سے بھی آپ سے فائدہ اٹھائیں گے؟ فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا۔ وہ لوگ آپ کے نور سے روشنی حاصل کریں گے۔ آپ کی غیبت میں آپ کی ولایت کا فائدہ اٹھائیں گے جس طرح سورج پردے میں چھپ جاتا ہے تو لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں اے جابر یہ اللہ کا پوشیدہ بھید ہے اور اس کا خزانہ کیا ہوا علم ہے۔ کہ آپ کو آپ کے اہل سے پوشیدہ رکھا ہے۔

محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا اللہ تعالیٰ کی اس آیت کی تفسیر کیا ہے۔ جو سورہ انفال میں واقع ہے۔ وقاتلوھم حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ فرمایا اس آیت کی تفسیر نہیں آئی۔ جب وہ تفسیر آجائے گی تو مشرکین قتل کر دیئے جائیں گے۔ حتیٰ کہ ہر جگہ اللہ کو ایک کہا جائے گا۔ مشرک نہیں ہوگا۔ یہ بات ہمارے قائم کے قیام کے وقت ہوگی۔

زرارہ سے روایت ہے۔ کہ آپ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق سوال کیا۔ قاتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ حتی لایکون فتنۃ ویکون الدین کلہ اللہ فرمایا اس آیت کی تفسیر نہیں آئی۔ جب ہمارا قائم کھڑا ہوگا۔ محمد صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کا دین اس جگہ تک پہنچ جائے گا جہاں تک کہ دن اور رات پہنچتے ہیں۔ حتیٰ کہ زمین کی پشت پر کوئی مشرک نہیں رہے گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ابوبصیر اور سماعہ سے روایت ہے یہ دونوں حضرات امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے

میں روایت کرتے ہیں۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون

فرمایا خدا کی قسم اس آیت کی تفسیر نہیں آئی حتی کہ قائم مہدی علیہ السلام خروج کریں گے جب آپ خروج کریں گے تو جو بھی مشرک ہو گا وہ آپ کے خروج کو مکروہ خیال کرے گا۔ کوئی کافر باقی نہیں رہے گا۔ جو ہو گا قتل کر دیا جائے گا اگر کوئی کافر پتھر کے پیٹ میں چھپا ہوا ہو گا۔ تو پتھر کہے گا۔ اے مومن! میرے پیٹ کے اندر کافر موجود ہے۔ مجھے توڑ دو اور اس کو قتل کر دو۔ یہ آیت تین سوروں میں موجود ہے سورہ توبہ میں۔ سورہ صف میں اور ان دونوں میں یہ فقرہ موجود ہے ولو کرہ المشرکون اگرچہ کافر چیں بجبیں کیوں نہ ہوں اور سورہ فتح میں موجود ہے۔

عبایہ بن ربعی سے روایت ہے۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس آیت کے متعلق فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ہر بستی میں ان لا الہ الا اللہ وان محمد ارسول اللہ کی گواہی کی آواز صبح و شام دی جائے گی۔

امام زین العابدین علیہ السلام اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو قیام قائم علیہ السلام کے وقت تمام ادیان پر غالب کر دے گا۔

مجاہد ابن عباس سے اس آیت کے متعلق روایت کرتے ہیں۔ کہ کوئی صاحب ملت باقی نہیں رہے گا حتی کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائے گا۔ بکری۔ بھیڑیا سے۔ گائے شیر سے۔ انسان سانپ سے بے خوف ہو گا۔ یہ چیزیں قائم علیہ السلام کے قیام کے وقت تمام ہوں گی۔

زرارہ۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ان لوگوں سے اس وقت جہاد کیا جائے گا۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ کو ایک کہیں گے۔ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کیا جائے گا۔ ایک بڑھیا کمزور مشرق سے نکل کر مغرب کی طرف جانا چاہتی ہے۔ اس کو کوئی چیز اذیت نہ دے گی۔ اللہ تعالیٰ زمین سے نباتات کو نکالے گا۔ اور آسمان سے بارش کے قطروں کو برسا دے گا۔

یحییٰ بن ابی القاسم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق فرمایا جو سورہ یونس میں موجود ہے۔ ویقولون لولا انزل علیہ آیۃ من ربہ فقل انما الغیب للہ فانتظروا انی معکم من المنتظرین

فرمایا اس آیت میں غیب سے مراد حجت قائم علیہ السلام ہیں امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی آیت کے متعلق روایت ہے ولئن اخرنا عنھم العذاب الی امۃ معدودۃ

دونوں نے فرمایا اُمت معدودہ سے امام مہدی آخر الزمان کے تین سو تیرہ اصحاب مراد ہیں جو اہل بدر کی تعداد

کے برابر ہوں گے۔ وہ لوگ ایک ساعت میں اس طرح جمع ہو جائیں گے جس طرح موسم خریف میں بادل جمع ہو جاتے ہیں۔

ابو بصیر نے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ لوط علیہ السلام کا قول نہیں تھا۔ اپنی قوم کے لئے

لوان لی بکم قوۃ او آوی الی رکن شدید

مگر یہ ایک آرزو تھی قائم مہدی کی قوت کی اور آپ کے احباب کی شدت کی اور رکن شدید یہی لوگ ہیں۔ ان میں سے ایک آدمی کو چالیس آدمیوں کی قوت کے برابر طاقت دی جائے گی۔ ان میں سے آدمی کا دل لوہے سے زیادہ سخت ہوگا۔ اگر وہ لوگ پہاڑوں پر گزریں گے۔ تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے ان کی تلواریں اس وقت تک نہیں رکیں گی یعنی کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گا۔

صالح بن سعد امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ فرمایا قوت سے مراد قائم علیہ السلام ہیں۔ رکن شدید سے مراد آپ کے اصحاب ہیں جو تین سو تیرہ آدمی ہوں گے۔ مفضل امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ اپنے باپ سے وہ اپنے آبا سے وہ امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ کی مدد اس وقت تک نہیں آئے گی۔ جب تک تم لوگوں کی نگاہ میں مردار سے بھی زیادہ ذلیل نہ ہو گے۔

اور اسی کے بارے میں میرے رب عزوجل کا اپنی کتاب میں سورہ یوسف میں یہ فرمان ہے۔ حتیٰ اذا استیئس الرسل وظنوا انہم قد کذبوا جاءھم نصرنا یہاں تک کہ رسول جب مایوس ہو جائیں گے اور ان کا خیال ہوگا کہ ان کی تکذیب کی گئی ہے تب ان لوگوں کے پاس ہماری مدد آئے گی مثنیٰ حناط امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق روایت کرتے ہیں جو سورہ ابراہیم میں واقع ہے۔ وذکرھم بایام اللہ فرمایا ایام اللہ سے تین دن مراد ہیں۔ ایک وہ دن جس میں قائم علیہ السلام قیام فرمائیں گے۔ اور ایک دن آپ کے حملہ کا ہوگا۔ اور ایک قیامت کا۔

وھب بن جمیع سے روایت ہے کہ آپ نے کہا میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق جو سورہ حجر میں واقع ہے پوچھا قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون قال فانک من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم

یہ کون سا دن ہے؟ فرمایا اے وہب یہ وہ دن ہے۔ کہ ہمارے قائم مہدی علیہ السلام کے قیام کے بعد اس کو (شیطان کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل کریں گے۔ عبد السلام بن صالح ہروی سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا بن موسیٰ کاظم علیہما السلام کی خدمت میں سوال کیا۔ اے اللہ کے رسول کے فرزند! آپ اس حدیث کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ جو آپ کے دادا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ جب

ہمارا قائم مہدی (عجل اللہ فرجہ) کھڑا ہوگا تو قاتلین حسین علیہ السلام کی اولاد کو ان کے اباء کے افعال کی بنا پر قتل کرے گا۔ فرمایا ایسا ہوگا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی اس آیت لا تزر وازرۃ وزر اخری ایک کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھائے گا اس کا کیا مطلب ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام اقوال میں سچ کہا ہے لیکن حسین کے قاتلین کی اولاد اپنے اباء کے افعال پر راضی ہے اور فخر کرتی ہے جو شخص کسی چیز پر راضی ہوا۔ وہ کرنے والے کی مانند ہوا۔ اگر کوئی آدمی مشرق میں قتل کیا گیا اور اس کے قتل پر راضی ہونے والے مغرب میں رہتے ہیں تو وہ اس کے قتل کرنے میں شریک ہے اور اللہ کی آیت ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا فلا یسرف فی القتل انہ کان منصورا

حضرت امام حسین اور حضرت مہدی علیہما السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جابر جعفی اور سلام بن مستنیر دونوں امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق روایت کرتے ہیں۔ فرمایا۔ امام حسین مظلوم قتل کیے گئے ہیں۔ ہم لوگ اس کے وارث ہیں۔ ہمارا قائم حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لے گا۔ آپ اس شخص کو قتل کر دیں گے جو امام حسین علیہ السلام کے قتل پر راضی ہوا۔ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں روایت ہے۔ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون

دونوں نے فرمایا یہ قائم (آل محمد) اور آپ کے اصحاب ہیں۔ سورہ حج میں اللہ تعالیٰ کی آیت ہے الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ و امروا بالمعروف ونہوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور

ابو جارود امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا یہ آیت امام مہدی (عجل اللہ فرجہ) اور آپ کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے اللہ تعالیٰ ان حضرات کو زمین کے مشرق اور مغرب کا مالک بنا دے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کے ذریعہ دین کو غالب کرے گا حتیٰ کہ ظلم اور بدعت کا نشان تک نہیں رہے گا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس طرح روایت ہے

اللہ تعالیٰ کی آیت ہے ومن عاقب بمثل ما عوقب بہ ثم بغی علیہ لینصرنہ اللہ ان اللہ لعفو غفور۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو قریش مکہ نے نکال دیا تھا۔ آنحضرت ان سے بھاگ کر غار میں تشریف لائے تھے۔ ان لوگوں نے آپ کو تلاش کیا تاکہ آپ کو قتل کر دیں یہی سزا آپ کو دی گئی۔ پھر بدر کے مقام پر آپ نے سزا دی۔ کیوں کہ آپ نے عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ۔ ولید بن عتبہ۔ حنظلہ بن ابی سفیان۔ اور ابوجہل وغیرہم کو قتل کر دیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ تو آپ پر ابن ہند بنت عتبہ بن ربیعہ یعنی معاویہ نے امیر المومنین علیہ السلام کی اطاعت

سے خروج کیا بغاوت کی اور معاویہ کے بیٹے یزید نے بغاوت اور ظلم کرتے ہوئے امام حسین علیہ السلام کو قتل کردیا۔ اور یہ اشعار کہے۔

لیت اشیاخی ببدر شھدوا وقعۃ الخزرج من وقع الاسل
لاھلوا واستھلوا فرحًا ثم قالوا یا یزید لا تشل
لست من خندف ان لم انتقم من بنی احمد ما کان فعل
قد قتلنا القوم من ساداتھم
وعدلناہ ببدر فاعتدل (ترجمہ پہلے گزر چکا ہے)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے گا۔ یعنی قائم مہدی کے ذریعے جو صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرزندوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی آیت ہے۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئًا۔

اسحاق بن عبد اللہ امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا۔ یہ آیت قائم مہدی علیہ السلام کے متعلق نازل ہوئی ہے نیز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان فورب السماء والارض انہ لحق یعنی ہمارے قائم کا قیام ضرور حق ہے جس طرح کہ تم بولتے ہو امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں روایت ہے۔ لیستخلفنھم فی الارض دونوں نے فرمایا یہ آیت قائم (آل محمدؐ) اور آپ کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر عیاشی میں ہے کہ علی بن حسین علیہما السلام نے آیت لیستخلفنھم فی الارض کو پڑھا اور فرمایا خدا کی قسم وہ لوگ ہم اہل بیت کے محب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہمارے ایک آدمی کے ذریعہ ایسا کرے گا۔ وہ اس امت کے مہدی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اگر دنیا کا ایک دن بچ جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دے گا حتی کہ اس میں ایک آدمی میری عترت میں سے آئے گا۔ اس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وستم سے پر ہوگی سورہ شعراء میں موجود ہے۔ ان نشاء ننزل علیھم من السماء ایۃ فظلت اعناقھم لھا خاضعین۔

عمر بن حنظلہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں قائم علیہ السلام کے

علامات کے متعلق دریافت کیا فرمایا قائم علیہ السلام کے کھڑے ہونے سے پہلے پانچ علامتیں ظاہر ہوں گی سخت آواز کا بلند ہونا۔ سفیانی کا خروج کرنا۔ اور دھنس جانا۔ نفس زکیہ اور یمانی کا قتل ہونا۔ فرمایا تم نے اس آیت کو تلاوت کیا ہے۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ صیحۃ والی آیت فرمایا ہاں لو کانت الصیحۃ خضعت اعناق اعداء اللہ عز وجل جب آواز بلند ہوگی۔ تو اللہ عزوجل کے دشمنوں کی گردنیں جھک جائیں گی۔

ابو بصیر اور ابو ورد امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا یہ آیت قائم علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ آواز دینے والا آسمان سے آپ کے نام اور آپ کے باپ کے نام سے آواز دے گا۔ سورہ روم میں ہے۔ یومئذٍ یفرح المؤمنون بنصر اللہ اس دن مومنین اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے۔

ابو بصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا قائم علیہ السلام کے قیام کے وقت مومنین اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ قل یوم الفتح لا ینفع الذین کفروا ایمانھم ولا ینظرون کہہ دے فتح کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔

ابن دراج سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ یہ آیت یوم الفتح وہ دن ہوگا۔ جب قائم علیہ السلام کے لئے دنیا فتح ہو جائے گی۔ ایمان کا تقرب کسی شخص کو فائدہ نہیں دے گا جب تک وہ پہلے سے مومن نہ ہوگا۔ وہ شخص اس فتح سے پہلے آپ کی امامت پر یقین رکھتا ہو۔ اور آپ کے خروج کا انتظار کرتا ہو پس ایسے شخص کو ان کا ایمان فائدہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی اپنے نزدیک عزت اور شان بلند کرے گا۔ اور یہ اجر دوستداران اہل بیت کے لئے ہوگا۔

سورہ سبا میں ہے وجعلنا بینھم وبین القری التی بارکنا فیھا قری ظاھرۃ وقدرنا فیھا السیر سیروا فیھا لیالی وایاما آمنین

محمد بن صالح ہمدانی سے روایت ہے کہ میں نے صاحب الزمان علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا۔ کہ میرے اہل بیت جو اس حدیث کے بارے میں اذیت دیتے ہیں۔ جو آپ کے آباء علیہم السلام سے روایت کی گئی ہے یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہماری قوم اللہ کی شر انگیز قوم ہے۔ امام علیہ السلام نے تحریر فرمایا۔ تم لوگوں پر افسوس ہے کیا اس چیز کو نہیں پڑھتے جس کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔ وجعلنا بینھم وبین القری التی بارکنا فیھا قری ظاھرۃ

"خدا کی قسم ہم لوگ وہ بستیاں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے برکت دی ہے اور تم ظاہری بستیاں ہو"۔ نیز یہ تفسیر امام محمد باقر، امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم علیہم السلام سے روایت کی گئی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ولو تری اذا فزعوا فلا فوت واخذوا من مکان قریب وقالوا امنابه وقالوا التناوش لهم التناوش من مکان بعید الی اخر السورة

حارث سے روایت ہے آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ یہ بات ہمارے قائم مہدی علیہ السلام کے قیام کے تھوڑی دیر پہلے ہوگی۔ سفیانی خروج کرے گا۔ عورت کے حمل کی مقدار کے برابر نو ماہ بادشاہ بنے گا شہر حبشہ میں آئے گا۔ جب بیدا کے مقام پر پہنچے گا۔ تو زمین اسے دھنس دے گی۔ سورہ ص میں یہی ہے۔ ولتعلمن نباه بعد حين۔

عاصم بن حمید امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ وہ اس کی خبر کو ضرور جان لیں گے یعنی قائم علیہ السلام کی خبر کو آپ کے خروج کے وقت جان لیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا قول سنريهم اياتنا في الافاق وفي انفسهم حتى يتبين لهم انه الحق

ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا فرمایا۔ کائنات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیں گے۔ اور اپنے نفسوں سے عجیب و غریب چیزیں ملاحظہ کریں گے حتیٰ کہ یہ بات ان کے لئے ظاہر ہو جائے گی۔ کہ قائم علیہ السلام کا خروج ہونا اللہ عزوجل کی جانب سے ہے حق بات ہے اور آپ کو مخلوق دیکھے گی۔ اور ایسا ضروری ہوگا۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس طرح روایت کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ ان الله لطيف بعباده يرزق من يشاء وهو القوی العزیز من کان یرید حرث الاخرة نزدله فی حرثه ومن کان یرید حرث الدنیا نؤته منها وماله فی الاخرة من نصیب۔

ابو بصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ قربیٰ کی مودت کا رزق جن اپنے بندوں کو چاہے گا دے گا۔ یہ آخرت کی کھیتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو حصہ عطا کرے گا۔ جو قربیٰ کی مودت کا ارادہ کرتا ہوگا۔ اور جو شخص محض دنیا کی کھیتی چاہتا ہوگا۔ اور اس میں مودت موجود نہیں ہوگی۔ اس شخص کے لئے قائم علیہ السلام کے قیام کے وقت آپ کے فیض اور برکات میں سے کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ سورہ زخرف میں ہے وجعلنا کلمة باقية فی عقبه لعلهم یرجعون ثابت ثمالی علی بن حسین علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں آپ اپنے باپ سے آپ کا باپ آپ کے دادا علی ابن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا یہ آیت ہم لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امامت کو قیامت تک امام حسین علیہ السلام کی پشت میں قرار دیا

ہے اور بہت سے غیب ہونے والے کے لئے دو دفعہ غائب ہونا ہے۔ ایک دفعہ۔ دوسری دفعہ غائب ہونے سے بہت لمبا عرصہ ہوگا۔ آپ کی امامت پر قوی یقین والا اور صحیح معرفت والا شخص ثابت قدم رہے گا۔

جابر جعفی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ کے فرزند قوم کہتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے امامت کو امام حسین علیہ السلام کے عقب میں قرار دیا ہے۔ فرمایا اے جابر آئمہ وہ لوگ ہیں جن کی امامت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نص کی ہے۔ وہ بارہ حضرات ہیں رسول اللہ نے فرمایا جب مجھے رات کے وقت آسمان پر لے جایا گیا۔ تو میں نے ان حضرات کے ناموں کو عرش کی ساق پر نور سے لکھا ہوا پایا تھا۔ اور وہ باراں نام تھے۔ پہلا نام حضرت علیؑ کا تھا۔ اور آپ کے دونوں فرزندوں کا تھا۔ علیؑ۔ محمدؑ۔ جعفرؑ۔ موسیٰؑ۔ علیؑ۔ حسنؑ اور محمد قائم حجت مہدی علیہم السلام کے اسمائے گرامی تھے آپ نے ایک لمبی سانس لی اور فرمایا امت اپنے رب کے کلام کو نہیں پہچانتی جس کے ذریعے ہماری مودت کو ان پر واجب کیا ہے پھر آپ نے یہ اشعار ارشاد فرمائے ۔

دبتوا الیھود بحب موسے کلھم	امنوا بوائق حادث الازمان
وذوو الصلیب بحب عیسےٰ اصبحوا	یمشون زھواً فی قری نجران
والمومنون بحب ال محمدٌ	یرمون فی الازمان بالنیران

اشعار و ترجمہ پہلے گزر چکا ہے

اللہ تعالیٰ کا قول ہے ھل ینظرون الا الساعۃ ان تاتیھم بغتۃ وھم لا یشعرون

زرارہ بن اعین نے کہا۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا۔ ساعت قائم علیہ السلام کی ہے وہ لوگوں کے پاس اچانک آئے گی۔ سورہ دخان میں ہے حم والکتاب المبین انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین فیھا یفرق کل امر حکیم

عبداللہ بن مسکان امام محمد باقرؑ، امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں۔ معصومین علیہم السلام نے فرمایا۔ اللہ نے قرآن کو مبارک رات میں نازل کیا۔ یہ قدر کی رات ہے۔ اللہ نے اس رات کو تمام قرآن کو بیت المعمور کی طرف ایک دفعہ نازل کیا۔ پھر اللہ نے بیت المعمور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ۲۳ سال کے عرصہ میں نازل کیا اس سال میں جو امر حق اور باطل واقع ہونے والا ہے اللہ ان کو مقدر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سال کے اندر بدا اور مشیت کے ذریعے زندگی، رزق، امن، سلامتی اور عافیت وغیرہ کے متعلق جس کے لئے چاہتا ہے۔ تقدیم اور تاخیر کرتا رہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کو امیرالمومنین علی علیہ السلام کے حوالے کیا۔ آپ نے اپنی اولاد کے آئمہ علیہم السلام کے سپرد کیا۔

کہ یہ سلسلہ صاحب الزمان مہدی علیہ السلام تک جا کر ختم ہوگا۔ سورہ جاثیہ میں ہے۔ قل للذین امنوا
یغفروا للذین لا یرجون ایام اللہ

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ فرمایا۔ دنوں سے مراد تین دن ہیں ایک دن قائم مہدی علیہ السلام کے کھڑے ہونے کا دن۔ اور ایک دن آپ کے حملے کا دن۔ اور ایک دن قیامت کا دن۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے قول و ذکرھم بایام اللہ کے تحت جو سورہ ابراہیم میں ہے پہلے گزر چکی ہے۔ سورہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں ہے۔ ھل ینظرون الا الساعۃ ان تاتیھم بغتۃ فقد جاء اشراطھا فانی لھم اذا جاءتھم ذکراھم

مفضل امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ساعت سے مراد قائم علیہ السلام کا قیام مراد ہے۔ میں نے عرض کیا۔ اس آیت کے کیا معنی ہیں۔ ان الذین یمارون فی الساعۃ لفی ضلال بعید فرمایا۔ لوگ کہتے ہیں کہ کب پیدا ہوئے کس نے آپ کو دیکھا۔ کہاں موجود ہیں۔ اور کب ظاہر ہوں گے۔ یہ تمام باتیں اللہ کی قضا اور قدرت کے بارے میں شک کرنا ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا اور آخرت میں اپنے نفسوں کو گھاٹے میں رکھا۔ اللہ تعالیٰ کا قول اقتربت الساعۃ وانشق القمر وما یدریک لعل الساعۃ قریب

یعنی قائم علیہ السلام کے قیام کی گھڑی نزدیک ہے۔ سورہ فتح میں ہے لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا منھم عذابا الیما۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کچھ ودیعتیں کافر اور منافق قوم کی پشت میں موجود ہیں۔ ہمارے قائمؑ اس وقت تک ہرگز ظاہر نہ ہوں گے جب تک اللہ کی ودیعتیں ظاہر نہ ہو جائیں گی جب ودیعتیں نکل آئیں گی تو قائم آل محمد ظاہر ہو جائیں گے۔ آپ کافروں اور منافقوں کو قتل کر دیں گے۔ سورہ ق میں ہے:۔ واستمع یوم ینادی المنادی من مکان قریب یوم یسمعون الصیحۃ بالحق ذلک یوم الخروج

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ آواز دینے والا قائم کے نام پر اور آپ کے باپ علیہما السلام کے نام پر آواز دے گا۔ آواز سے مراد اس آیت میں آسمانی آواز مراد ہے۔ وہی دن قائم علیہ السلام کے خروج کا دن ہوگا۔ سورہ ذاریات میں ہے۔ فورب السماء والارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون

اسحاق ابن عبداللہ امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے اس آیت میں قائم علیہ السلام کا قیام حق ہے اور اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصالحات

یستخلفنہم فی الارض الی اخرھا۔ سورہ رحمن میں ہے: یعرف المجرمون بسیماھم فیوخذ وا بالنواصی والاقدام

معاویہ بن عمار امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جب ہمارے قائم علیہ السلام کھڑے ہوں گے۔ تو ہمارے دشمنوں کو ان کی پیشانیوں سے پہچانیں گے۔ اور اپنی پیشانیوں اور قدموں سے پکڑے جائیں گے۔ آپ اور آپ کے اصحاب ان کو تلوار سے قتل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا قول واعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا تم جانتے ہو کہ اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے۔ سلام بن مستنیر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ زمین کو قائم علیہ السلام کے ساتھ زندہ کرے گا۔ آپ زمین میں انصاف فرمائیں گے۔ زمین کو انصاف کے ساتھ زندہ کریں گے۔ اس سے پہلے وہ ظلم کی موت مرچکی ہوگی۔

امام جعفر صادق، امام موسیٰ کاظم اور ابن عباس سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ سورہ صف میں ہے۔ یریدون لیطفوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون وہ لوگ چاہتے کہ اللہ کے نور کو اپنے پھونکوں سے بجھادیں۔ اللہ اپنے نور کو تمام کرکے رہے گا۔ اگرچہ کافر جبین بجیں ہوتے رہیں محمد بن فضیل علی بن حسین علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا اس آیت میں نور سے مراد قائم علیہ السلام کے قیام کے وقت امامت مراد ہے۔

سورہ ملک میں ہے قل ارایتم ان اصبح ماؤکم غوراً فمن یاتیکم بماء معین

علی بن جعفر صادق اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ فرمایا جب تمہارا امام غائب ہو جائے گا۔ تو اس کے سوا تمہارے پاس نیا امام کون لائے گا۔

سورہ جن میں ہے۔ حتیٰ اذا راوا مایوعدون فسیعلمون من اضعف ناصراً واقل عدداً

محمد بن فضیل علی بن حسین علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اس آیت میں مایوعدون سے مراد قائم مہدی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب اور انصار مراد ہیں۔ اور آپ کے دشمن بہت زیادہ کمزور مددگار والے اور نہایت کم تعداد والے ہوں گے۔ جب قائم علیہ السلام ظاہر ہوں گے۔

سورہ مدثر میں ہے۔ فاذا نقر فی الناقور فذلک یومئذ یوم عسیر علی الکافرین غیر یسیر

مفضل امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جب قائم علیہ السلام کے کان میں آپ کے قیام کی اجازت کی آواز دی جائے گی۔ تو آپ قیام فرما ہوں گے۔ وہ دن کافروں کے لئے مشکل ہوگا۔ فرمایا قرآن میں امثال بیان کی گئیں ہیں۔ ہم ان کو جانتے ہیں۔ اور ہمارا غیر ان کو نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس
ہانی سے روایت ہے۔ میں نے اس آیت کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا۔ آپ نے فرمایا
س امام ہیں جو ۲۶۰ھ میں ظہور سے غیبت کی طرف تشریف لائے ہیں پھر شہاب ثاقب کی طرح ظاہر
ں گے۔

اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ والسماء ذات البروج
اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے ابن عباس کو کہتے ہوئے سنا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
لہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آسمان میں ہوں۔ اور بروج میرے اہل بیت اور میری عترت کے آئمہ ہیں۔ ان
ں سے پہلے حضرت علی اور ان میں سے آخری حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں۔ اور وہ تعداد میں بارہ
ں؛

باب ۷۲

ان احادیث کا ذکر جن کو صاحب مشکوٰۃ المصابیح نے بیان کیا

باب اشراط الساعۃ میں جابر بن سمرہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
کو فرماتے ہوئے سنا۔ قیامت سے پہلے جھوٹے لوگ ہوں گے۔ ان سے بچتے رہو۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت
کیا ہے۔

جابر بن سمرہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اس وقت تک قیامت
نہیں ہوگی۔ جب تک مال بکثرت نہیں ہوگا اور عام پایا جاتا ہوگا۔ حتیٰ کہ ایک آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے
گا۔ لیکن زکوٰۃ کے قبول کرنے والا کسی کو نہیں پائے گا۔ حتیٰ کہ عرب کی زمین باغوں اور نہروں میں تبدیل ہو
جائے گی۔

جابر بن عبداللہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ آخری زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا۔
جو مال کو تقسیم کرے گا اور اس کو گنے گا نہیں؛

ایک روایت میں ہے۔ کہ میری اُمت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا۔ جو مال مٹھی بھر بھر کر تقسیم کرے گا۔
اور اس کو گنے گا نہیں۔ اس روایت کو مسلم اور احمد نے روایت کیا ہے۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ عنقریب دریائے فرات سونے کی

ایک کان ظاہر کرے گا۔ جو شخص اس وقت موجود ہو گا۔ اس سے کوئی چیز نہیں لے گا۔ اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (و آلہ) وسلم نے فرمایا۔ زمین اپنے جگر کے ٹکڑوں کو باہر نکال دے گی۔ جو چاندی اور سونے کے ستونوں کے برابر ہوں گے۔ قاتل آئے گا اور کہے گا: میں نے اس وجہ سے قتل کیا۔ اور قاطع رحم آئے گا۔ اور کہے گا کہ میں نے اس وجہ سے اپنے رحم کو قطع کیا۔ اور چور آئے گا۔ اور کہے گا۔ اس وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر لوگ اس شخص کو بلائیں گے۔ اور اس سے کوئی چیز نہ لیں گے۔

ایک اور روایت میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (و آلہ) وسلم نے فرمایا۔ اگر دنیا میں صرف ایک دن بچ جائے تو اللہ اس دن کو لمبا کر دے گا۔ حتیٰ کہ اس دن میں مجھ میں سے ایک آدمی کو مبعوث کر دے گا یا میرے اہل بیت میں سے ہو گا۔ اس کا نام میرے نام پر اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہو گا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہو گی۔

ام سلمہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ (و آلہ) وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ مہدی میری اولاد سے ہو گا۔ جو اولاد فاطمہ میں سے ہو گا۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (و آلہ) وسلم نے فرمایا۔ مہدی مجھ میں سے ہو گا جو بہت کھلی پیشانی والا ہو گا۔ بہت سُرخ ناک والا ہو گا۔ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہو گی۔ سات سال حکومت کرے گا۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ نیز اس کو حمیدی اور ابن جوزی نے بیان کیا ہے۔ ابن جوزی نے کہا کہ اجلی وہ شخص ہے جس کے بال پیشانی سے بے کر نصف سر تک گر گئے ہوں۔ قنی کے معنے ہیں۔ جس کی ناک میں لکیریں ہوں۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے آپ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مہدی کے حالات میں روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ آپ کی خدمت میں ایک آدمی آئے گا۔ اور کہے گا۔ اے مہدی! مجھے عطا کرو اور مجھے عطا کرو۔ اور مجھے عطا کرو۔ آپ مٹھی بھر کر اس کے کپڑے میں ڈالیں گے جس قدر اس میں استطاعت ہو گی۔ وہ اس کو ہرگز نہیں اٹھا سکیں گے۔ اس حدیث کو ترمذی نے بیان کیا ہے۔

ام سلمہ نبی صلی اللہ علیہ (و آلہ) وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف واقع ہو گا۔ مدینہ والوں میں سے ایک آدمی بھاگ کر مکہ چلا جائے گا مکہ والے لوگ آکر اس کو نکال دیں گے۔ وہ اس بات کو مکروہ تصور کرتا ہو گا۔ لوگ رکن اور مقام کے پاس آکر اس کی بیعت کریں گے۔ ایک گروہ شام کی طرف

سے آپ کے پاس روانہ ہوگا۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان ویرانہ میں زمین میں دھنس جائیں گے۔ جب لوگ یہ بات ملاحظہ کریں گے۔ تو آپ کے پاس شام کے ابدال اور عراق کے سردار آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ اور آپ کی بیعت کریں گے۔ وہ لوگوں میں ان کے نبی کی سنت کے مطابق عمل کرے گا۔ روئے زمین پر اسلام کو پیش کرے گا۔ سات سال رہے گا۔ پھر انتقال کریں گے۔ اور مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے

ابو سعید خدری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ذکر کیا کہ ایک مصیبت اس امت کو پہنچے گی آدمی کوئی ٹھکانہ نہیں پائے گا جس کی طرف وہ ظلم سے پناہ لے سالہ اللہ تعالیٰ میری عترت میں اور میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو مبعوث کرے گا جس طرح زمین جور وستم سے پُر ہوگی۔ اسی طرح اس کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ اس سے ساکنانِ آسمان اور ساکنانِ زمین راضی ہوں گے۔ آسمان اپنی بارش کے تمام قطرات کو لگاتار بہا دے گا۔ زمین اپنی تمام کھیتی کو باہر نکال دے گی۔ زندہ لوگ موت کی تمنا کریں گے وہ اس دوران میں سات سال یا آٹھ سال یا نو سال بسر کریں گے۔ اس حدیث کو حاکم نے اپنی مستدرک میں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث صحیح ہے۔

حضرت علیؑ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک شخص ماوراء النہر سے نکلے گا جس کو حارث کہا جاتا ہوگا۔ اس کے لشکر کے مقدمہ پر ایک شخص ہوگا۔ جس کو منصور کہا جاتا ہوگا۔ وہ وطن بنائے گا۔ یا جگہ دے گا۔ آل محمد کے لئے جس طرح قریش (مدینہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جگہ دی تھی ہر شخص پر اس کی مدد کرنا واجب ہے یا فرمایا اس کی دعوت کو قبول کرنا واجب ہے۔ اس حدیث کو ابو داود نے بیان کیا ہے۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی۔ جب تک پھاڑنے والے جانور انسانوں سے باتیں نہیں کریں گے۔ کوڑے کے پھندنے اور اپنی جوتی کی تسمے سے بات کرے گا۔ اور اس کا ران اس کو اس بات کی خبر دے گا۔ جو اس کے گھر والوں نے اس کی غیر موجودگی میں کی ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

ابو قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ دو سو سال کے بعد آیات (حادثات) واقع ہونا شروع ہو جائیں گے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

ثوبان سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم خراسان کی جانب سے آتے ہوئے سیاہ جھنڈوں کو دیکھو تو ان میں شامل ہو جاؤ۔ ان میں اللہ کے خلیفہ مہدی ہوں گے۔ اس حدیث کو احمد نے بیان کیا ہے۔ اور علامہ بیہقی نے اس کو دلائل النبوۃ میں بیان کیا ہے۔

ابواسحاق سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنے بیٹے حسین علیہ السلام کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ یہ میرا فرزند سردار ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام رکھا تھا۔ عنقریب اس کی پشت سے ایک آدمی نکلے گا جس کا نام آپ کے نام پر رکھا جائے گا۔ آپ سے خلقت میں مشابہ ہوگا۔ اور خلق میں نہیں ہوگا۔ پھر آنحضرت نے قصے کو بیان کیا کہ وہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔ ابو داؤد نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ اس نے قصہ کا ذکر نہیں کیا۔

باب نزول عیسےٰ علیہ السلام میں ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ عنقریب تم میں عیسےٰ بن مریم حکم عدل کی حیثیت سے تم میں نازل ہوں گے۔ صلیب کو توڑ دیں گے۔ ٹیکس اڑا دیں گے۔ مال دینے کی بہتات کر دیں گے حتیٰ کہ مال لینا کوئی قبول نہیں کرے گا۔ ایک سجدہ کرنا دنیا و ما فیہا سے افضل ہوگا۔ پھر ابو ہریرہ کہتا ہے اگر تم چاہو تو پڑھو وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ نہیں ہیں اہل کتاب میں سے مگر وہ اس کی موت سے پہلے اس پر ضرور ایمان لائیں گے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

ان دونوں بخاری اور مسلم میں روایت ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی۔ جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں موجود ہوگا۔

جابر سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر جہاد کرتا رہے گا۔ غالب ہوگا قیامت تک۔ فرمایا عیسےٰ بن مریم نازل ہوں گے۔ لوگوں کا امیر کہے گا۔ آؤ اور ہمیں نماز پڑھایئے۔ حضرت عیسےٰ کہیں گے۔ نہیں تمہارا بعض بعض پر امیر ہے۔ یہ اللہ کی جانب سے اس امت کے لئے عزت ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

باب ۷۳

ان احادیث کا ذکر جن کو صاحب جواہر العقدین نے بیان کیا ہے

حدیث میں آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی صلعم کو حکم دیا۔ کہ ان دونوں (حسنین) کا نام حضرت ہارون علیہ السلام کے دونوں فرزندوں کے نام پر شبر اور شبیر رکھیں۔ کیوں کہ حضرت علیؑ کو رسول اللہ سے وہ منزلت حاصل تھی جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری زبان عربی ہے کہا میں نے ان دونوں کا نام حسنؑ اور حسینؑ رکھا ہے۔

ام سلمہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ مہدیؑ (عجل اللہ فرجہ) میری عترت سے ہوگا۔ جو فاطمہؑ کے فرزندوں میں سے ہوگا۔ اس حدیث کو مسلم۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ بیہقی صاحب المصابیح اور دوسرے لوگوں نے بیان کیا ہے۔ قتادہ کی حدیث ہے کہ میں نے سعید بن مسیب سے کہا کہ مہدی (عجل اللہ فرجہ) کا ہونا حق ہے۔ کہا ہاں حق ہے۔ آپ اولاد فاطمہ میں سے ہوں گے۔ میں نے کہا فاطمہ کے کون سے فرزند سے ہوں گے؟ کہا تجھے بس اتنی بات کافی ہے۔ حضرت علیؑ نبی کریم صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر زمانے کا صرف ایک دن باقی ہوگا۔ تو اللہ تعالےٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو مبعوث کرے گا۔ جو زمانے کو عدل سے بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم سے بھرا ہوا ہوگا۔ ابوداؤد احمد، ترمذی۔ اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ احمد اور ابن ماجہ وغیرہما نے حضرت علیؑ سے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ (علیہ) وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ مہدیؑ ہم اہل بیت میں سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے انتظامات کو ایک رات میں درست کر دے گا۔

طبرانی نے حضرت علی سے روایت کی ہے۔ آپ نے رسول اللہ سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا مہدی ہم میں سے ہوگا جس طرح دین کا آغاز ہمارے ساتھ ہوا تھا۔ اسی طرح دین کا خاتمہ ہمارے ساتھ ہوگا۔ امام احمد بن حنبل سے حدیث بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی۔ جب تک وہ ظلم اور سرکشی سے پُر نہ ہو جائے گی۔ پھر میری عترت میں سے ایک آدمی نکلے گا۔ جو اس کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے پُر ہوگی۔

ابن مسعود سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے فرمایا۔ دُنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی عرب کا بادشاہ نہیں بن جائے گا جس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حدیث کو علیؑ۔ ابوسعید۔ اُم سلمہ اور ابوہریرہ سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن ماجہ نے ایک سلسلہ روایت میں ابراہیم سے وہ علقمہ سے وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگاہ بنو ہاشم میں کے جوان آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو آتے دیکھا۔ تو آپ کی دونوں آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ہم برابر آپ کے چہرے سے ایک ایسی چیز کو دیکھ رہے ہیں جس کو آپ مکروہ سمجھتے ہیں۔ فرمایا ہم لوگ اہل بیت ہیں۔ ہمارے لئے اللہ نے دنیا کی بجائے آخرت کو پسند کیا ہے۔ عنقریب میرے بعد میرے اہل بیت مصائب میں مبتلا ہوں گے۔ وہ لوگ نکالے جائیں گے بھگائے جائیں گے حتیٰ کہ مشرق کی طرف سے ایک قوم آئے گی۔ ان کے ساتھ سیاہ جھنڈے ہوں گے وہ

لوگ نیکی کا مطالبہ کریں گے۔ لوگ نیکی کو نہیں دیں گے۔ وہ ان لوگوں سے لڑائی لڑیں گے اور کامیاب ہوں گے۔ لوگ ان کو وہ چیزیں دیں گے جس کا وہ مطالبہ کرتے ہوں گے۔ (وہ اب) اس چیز کو قبول نہیں کریں گے۔ حتیٰ کہ لوگ اس چیز کو ایک ایسے آدمی کے حوالے کریں گے۔ جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا۔ وہ زمین کو انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔ تم میں سے جو آدمی بھی ان لوگوں کا زمانہ پائے۔ وہ ان کے ساتھ شامل ہو جائے۔ اگرچہ گھٹنوں کے بل چل کر کیوں نہ جانا پڑے۔

بی بی عائشہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ مہدی ایک ایسا آدمی ہوگا۔ جو میری عترت سے ہوگا۔ وہ میری سنت پر جہاد کرے گا جس طرح میں نے وحی پر جہاد کیا تھا۔ نعیم بن حماد نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ ابو سلمہ بن عبدالرحمن بن عوف اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ضرور میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو مبعوث کرے گا جس کے دانت فاصلے والے ہوں گے۔ کھلی پیشانی والا ہوگا زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔ اور مال کی عام بخشش کریں گے۔ ابو نعیم نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ حذیفہ بن یمان نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مہدی میرے فرزندوں میں سے ہوگا۔ اس کا چہرہ چمکتے ہوئے ستارہ کی مانند ہوگا۔ آپ کا رنگ عربی رنگ ہوگا۔ اور آپ کا جسم اسرائیلی ہوگا جس طرح زمین ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔ اسی طرح اس کو عدل سے بھر دے گا۔ آپ کی خلافت پر آسمان والے اور زمین والے اور پرندے فضا میں راضی ہوں گے۔ بیس سال تک حکومت کریں گے۔ (رویانی۔ طبرانی) ابو نعیم اور دیلمی نے اس حدیث کو اپنی مسند میں بیان کیا ہے)

حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مہدیؑ (عجل اللہ فرجہ) تشریف لائیں گے۔ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام تشریف لا چکے ہوں گے۔ ایسا معلوم ہوگا کہ آپ کے بالوں سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی ہیں۔ امام مہدی علیہ السلام فرمائیں گے آگے بڑھیے لوگوں کو نماز پڑھائیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے۔ نماز آپ کی خاطر قائم کی گئی ہے۔ حضرت عیسیٰ میرے ایک فرزند کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اس حدیث کو طبرانی نے بیان کیا ہے۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں عقبہ بن عامر سے حدیث امامت مہدی کے متعلق ایسا ہی بیان کیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا جب قائم آل محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کھڑے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی خاطر مشرق اور مغرب والوں کو جمع کر دے گا۔ وہ اس طرح جمع ہو جائیں گے جس طرح موسم خریف کے بادل اکٹھے ہوتے ہیں۔ آپ کے رفقا کوفہ والے ہوں گے۔ اور آپ کے ابدال شام والے ہوں گے۔ ابن عساکر نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

عبایہ بن ربعی ابو ایوب انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جناب فاطمہؑ

سلام اللہ علیہا سے فرمایا۔ ہم میں سے انبیاء سے افضل آدمی موجود ہیں۔ وہ تیرے باپ ہیں۔ ہم میں اوصیا سے افضل آدمی موجود ہیں۔ وہ تمہارے شوہر ہیں۔ ہم میں شہداء کے سردار موجود ہیں۔ وہ تیرے باپ کے چچا ہیں۔ ہم میں وہ شخص موجود ہے۔ جس کے دو پر ہیں جن کے ذریعے وہ بہشت میں جہاں چاہتے اڑا کرتے ہیں۔ وہ تیرے باپ کے چچا کے فرزند حضرت جعفر ہیں اور ہم میں اس امت کے دو سبط موجود ہیں۔ جو جوانان جنت کے سردار ہیں۔ وہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ وہ دونوں تمہارے بیٹے ہیں اور ہم میں سے امام مہدیؑ (عجل اللہ فرجہ) ہوگا۔ جو تیرے فرزند ہیں۔ طبرانی نے اوسط میں اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ حسن بصری سے حدیث روایت کی گئی ہے آپ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ امر شدت اختیار کرتا جائے گا۔ دنیا بری صورت اختیار کرے گی۔ لوگوں میں کنجوسی طاری ہوگی۔ قیامت اس وقت قائم ہوگی۔ جب بدترین مخلوق موجود ہوگی۔ مہدیؑ عیسےٰ بن مریم ہی ہیں۔ شافعی نے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں۔

میں نے اس حدیث کو تعجب کے طور پر نقل کیا ہے۔ اور حجت کے طور پر نہیں۔ علامہ بیہقی نے کہا اس حدیث کو محمد بن خالد نے صرف بیان کیا ہے حاکم نے کہا یہ شخص مجہول ہے۔ امام نسائی نے تصریح کی ہے۔ کہ یہ شخص منکر حدیث ہے۔ ابن ماجہ نے کہا۔ کہ ابن خالد سے اس حدیث کو صرف شافعی نے بیان کیا ہے۔ اس کتاب کا مؤلف کہتا ہے کہ اس حدیث کا ابن خالد سے مروی ہونا اس کے جعلی اور وضعی ہونے کے کئی وجوہات ہیں پہلی وجہ یہ ہے۔ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو وہ ظلم و فساد جو یزید اور حجاج کے زمانے میں تھا۔ برابر بڑھتا رہتا۔ دنیا میں اس وقت تک بھلائی اور صلاح باقی نہ ہوتی اللہ تعالیٰ کا شکر کہ یہ دونوں چیزیں خلیفہ عمر بن العزیز اور خلفائے عباسیہ کے زمانے سے اب تک ناپید ہیں۔ دنیا میں خیر اور صلاح پائی جاتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ مہدی کے متعلق خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب میں موجود نہ تھی جس کو رسول اللہ کو اپنے فرمان کے مطابق رد کرنا پڑا کہ کوئی مہدی نہیں ہیں اگر عیسےٰ بن مریمؑ تیری وجہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں کافی آیات کے ذریعہ اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جیساکہ پہلے گذر چکی ہیں۔ ان آیات میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی امت کو اس بڑی خوش خبری کی بشارت دی ہے اسی طرح گذشتہ انبیا علیہم السلام نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ظہور اور مہدیؑ کے احوال کے متعلق بشارت دی ہے میں ان حضرات کی بشارات کتاب مشارق الاکوان میں ذکر کیا ہے اور میں بقیہ ان احادیث کا ذکر کرتا ہوں۔ جن کو ابن ماجہ نے ذکر کیا ہے۔ ابو سعید خدری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا میری امت میں مہدیؑ ہوں گے۔ اگر تھوڑا عرصہ حکومت کی تو سات سال ہوں گے ورنہ نو سال ہوں گے۔ آپ کے زمانے میں میری امت نعمتوں سے مالا مال ہوگی

ایسی نعمتیں کبھی سنی نہیں ہوں گی۔ لوگ نعمتیں تناول کریں گے۔ اور ان میں سے کسی چیز کا ذخیرہ نہیں کریں گے۔ ایک آدمی کھڑا ہوگا۔ اور کہے گا۔ اے مہدیؑ! مجھے مال عطا فرمایئے۔ آپ فرمائیں گے لے لو۔ سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ہم ام سلمہ کے پاس موجود تھے۔ ہم نے آپس میں مہدی کا تذکرہ کیا۔ بی بی صاحبہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ ہم اولاد عبدالمطلب جنت والوں کے سردار ہیں۔ ایک میں ہوں۔ حمزہ ہیں۔ حضرت علی ہیں۔ جناب جعفر ہیں۔ امام حسنؑ ہیں امام حسینؑ ہیں اور حضرت مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہیں عبداللہ بن حارث زبیدی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مشرق کے رہنے والے لوگ نکلیں گے جو مہدی کے لئے جگہ بنائیں گے۔ یعنے سلطنت۔

ہم ان باتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ جن کو علامہ مناوی مصری نے اپنی کتاب کنوز الدقائق میں ذکر کیا ہے اے فاطمہ تجھے بشارت ہو۔ مہدیؑ تم سے ہوگا۔ بحوالہ حاکم۔

ہم میں سے وہ شخص ہوگا جس کے پیچھے حضرت عیسےٰ نماز پڑھیں گے۔ بحوالہ حافظ ابو نعیم

مہدی جنت والوں کے طاؤس ہیں۔ بحوالہ دیلمی

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یہ امر اس طرح لوٹ کر آجائے گا جس طرح شروع ہوا تھا۔ ہم ان باتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ جو کتاب فصل الخطاب میں موجود ہیں۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ مہدیؑ یمن کی ایک بستی سے نکلیں گے جس کا نام کرعہ ہوگا۔ شہاب الدین فضل اللہ نے اپنی کتاب المعتمد میں کہا ہے کہ اس نام کی کوئی بستی یمن میں موجود نہیں ہے۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آسمان سے ایک فرشتہ ظاہر ہوگا۔ اور آواز دے گا۔ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں گے۔ وہ کہے گا۔ یہ مہدی ہیں آپ کی بات کو قبول کرو۔

نوف سے روایت ہے کہ مہدی کے جھنڈے پر لکھا ہوگا۔ "بیعت اللہ کے لئے ہے"

ہم اس چیز کو ذکر کرتے ہیں جو شیخ محی الدین عربی قدس اللہ سرہ کی کتاب مسامرۃ الاخیار میں مذکور ہے۔ کہ ابن اسمانوس بیت المقدس میں آیا اور بنو اسرائیل سے جنگ کی۔ اور بیت المقدس کے کپڑوں پر قبضہ کر لیا۔ ان میں سے بعض کو جلا دیا۔ اور ان میں سے باقی کو ایک ہزار سات سو خالی کشتیوں میں لاد دیا۔ اس نے ارادہ کیا کہ ان کو رومیہ میں لے جائے لیکن کشتیاں غرق ہوگئیں۔ آپ کو اس بات کی خبر حذیفہ بن یمان نے دی آپ نے اس کتاب میں ذکر کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ان چیزوں کو مہدی اس سمندر سے نکالیں گے۔ ان چیزوں کو بیت المقدس میں لے آئیں گے۔ پھر حضرت مہدی اور وہ لوگ آپ کے ساتھ آئیں گے۔ سمندر محیط کی طرف چلے جائیں گے۔ ہم ان باتوں کا ذکر کرتے ہیں جو سنن ترمذی میں موجود ہیں۔ یہاں عبید بن

اسباط بن محمد قرشی نے حدیث بیان کی۔ اس نے کہا مجھے میرے باپ نے حدیث بیان کی ہمیں سفیان ثوری نے آگاہ کیا۔ وہ عاصم بن بھزلہ سے وہ زر سے وہ عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی۔ جب تک عرب کا بادشاہ ایک ایسا آدمی نہ ہوگا۔ جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا۔ جس کا نام میرے نام پر ہوگا۔

(بحذف اسناد) ابن مسعود سے روایت ہے۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میرے اہل بیت میں سے ایک والی ہوگا جس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ابو سعید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مہدی کے پاس ایک آدمی آئے گا۔ اور کہے گا اے مہدی! مجھے دو۔ مجھے دو۔ آپ اس کے کپڑے میں مٹھی بھر بھر کر اتنا دیں گے جس کے اٹھانے کی وہ طاقت رکھتا ہوگا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ عنقریب ضرور تم میں ابن مریم حکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے صلیب کو توڑ دیں گے۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے ٹیکس معاف کر دیں گے۔ مال اس قدر عام عطا کریں گے جس کو کوئی قبول نہیں کرے گا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

مجمع بن جاریہ انصاری سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "لد کے دروازے پر ابن مریمؑ دجال کو قتل کریں گے"۔

مناقب ابن مغازلی شافعی میں ابو ایوب انصاری سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار پڑ گئے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا آپ کی خدمت میں تشریف لائیں۔ اور رو پڑیں۔ فرمایا اے فاطمہؑ! یہ اللہ کی تیرے لئے کرامت ہے۔ کہ تیری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو اسلام کے لحاظ سے سب سے مقدم ہے۔ اور علم کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہے۔ اللہ نے زمین والوں کی طرف نگاہ ڈالی۔ ان میں سے مجھے چنا اور مجھے نبی اور رسول بنایا۔ پھر دوسری طرف نگاہ ڈالی۔ ان میں سے تیرے شوہر کو منتخب کیا۔ مجھے وحی کی۔ کہ میں آپ سے تیری شادی کر دوں اور اس کو اپنا وصی بناؤں۔ اے فاطمہؑ! ہم لوگوں میں انبیاء سے بہتر آدمی موجود ہے۔ وہ تیرا باپ ہے۔ ہم میں اوصیاء سے بہتر انسان موجود ہے۔ وہ تیرا شوہر ہے۔ ہم میں شہداء سے بہتر آدمی موجود ہے وہ تیرے باپ کا چچا حمزہؑ ہیں۔ ہم میں وہ شخص موجود ہے جس کے دو پر ہیں جن کے ذریعے وہ بہشت میں جہاں چاہتا ہے اڑتا رہتا ہے وہ تیرے باپ کے چچا کے فرزند جعفرؑ ہیں۔ اور ہم میں سے اس امت کے دو سبط موجود ہیں۔ جو نوجوانان جنت کے سردار ہیں وہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ وہ دونوں تیرے فرزند ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اس

اُمت کا مہدی ہم میں سے ہوگا۔ وہ تیرے فرزندوں میں سے ہوگا"

(بحذف اسناد) علی بن ہلالی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ وُہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا فتنے غالب ہوں گے۔ ایک دوسرے کو تباہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ مہدی کو مبعوث کرے گا۔ جو گمراہی کے قلعوں اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو فتح کرے گا۔ آپ آخری زمانے میں کھڑے ہوں گے جس طرح زمین ظلم و جور سے بھری ہوئی ہو گی ۔ اسی طرح اس کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

حافظ ابو نعیم نے حدیث بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ضرور میری عترت سے ایک آدمی کو مبعوث کرے گا جو کھلے ہوئے دانتوں اور کُھلی ہوئی پیشانی والے ہوں گے۔ زمین کو انصاف سے بھر دیں گے۔ مال عام عطا کریں گے۔

باب ۴۷

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کلمات قدسیہ حضرت امام مہدیؑ کے حق میں

از نہج البلاغہ

حضرت نے فرمایا" زمین کو لازم پکڑو۔ مصیبت پر صبر کرو۔ اپنے ہاتھوں اور تلواروں کو اپنے نفسوں کی خواہش کی وجہ سے حرکت نہ دو۔ اس بات کی طلب میں جلدی نہ کرو۔ جس کی تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے جلدی نہیں کی۔ اور جو شخص اپنے بستر پر اس حالت میں مرگیا کہ وہ اپنے رب اور اس کے رسول اور رسول کے اہل بیت کے حق میں معرفت رکھتا تھا۔ وہ شہید ہو کر مرا۔ اس کی مزدوری اللہ کے ذمے ہے جس نیک عمل کا اس نے ارادہ کیا اس کے ثواب کا حق ادا ہوگیا۔ اس کی نیت اس کے تلوار کھینچنے کے قائم مقام ہوگئی کیونکہ ہر شے کے لئے ایک مدت اور معین وقت مقرر ہے۔

حضرت کا فرمان" حضرت مہدیؑ (عجل اللہ فرجہ) خواہش کو ہدایت کی طرف موڑ دے گا جبکہ لوگوں نے خواہش کو ہدایت پر موڑ رکھا ہوگا۔ اور وہ رائے کو قرآن کی طرف موڑ دے گا۔ جب کہ لوگوں نے قرآن کو رائے کی طرف پھیر دیا ہوگا"

حضرت نے فرمایا۔ حضرت مہدیؑ (عجل اللہ فرجہ) کے لئے زمین اپنے جگر کے ٹکڑوں کو نکال دے گی۔ اس کی طرف اپنی کنجیوں کو بآسانی پھینک دے گی۔ وُہ تمہیں دکھائیں گے کہ انصاف کی کیا چال ہوتی ہے۔ کتاب اور سنت کی جو باتیں مردہ ہو چکی ہوں گی۔ ان کو زندہ کریں گے۔

حضرت کا قول ہے"ہم میں مہدی ہوگا۔ جو دنیا میں روشن چراغ لے کر چلیں گے۔ اور نیکو کاروں کے نقش قدم

پر چلیں گے بندھن کو کھول دیں گے اور غلام کو آزاد کر دیں گے۔ جڑی ہوئی چیزیں کو توڑ دیں گے۔ اور ٹوٹی ہوئی چیزوں کو جوڑیں گے۔ آپ لوگوں سے پوشیدہ ہوں گے۔ غور سے دیکھنے والا بھی آپ کے نقش پا کو نہ پائے گا.......
آپ کے اصحاب آپ کے اردگرد اس طرح جمع ہو جائیں گے جس طرح موسم خریف میں بادل جمع ہو جاتے ہیں....
حضرت نے اس آیت کو تلاوت فرمایا۔ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین ۔ یہ آیت حضرت مہدی رضی اللہ عنہم کے اصحاب کی طرف اشارہ کرتی ہے حضرت نے فرمایا میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں۔ وہ آسمان پر مشہور و معروف ہیں۔ اور زمین پر گمنام ہیں فرمایا۔ ابھرنے والا ابھر آیا۔ چمکنے والا چمک اٹھا۔ ظاہر ہونے والا ظاہر ہوا۔ ٹیڑھے معاملے سیدھے ہو گئے۔ اللہ نے جماعت کو جماعت سے اور زمانہ کو زمانہ سے بدل دیا۔ ہم اس انقلاب کے اس طرح منتظر تھے جس طرح قحط زدہ بارش کا۔ بے شک آئمہ اللہ تعالیٰ کے ٹھہرائے ہوئے حاکم ہیں۔ اور اس کو بندوں سے پہچنوانے والے ہیں جنت میں وہی جائیں گے جنہیں ان کی معرفت ہو۔ اور وہ بھی انہیں پہچانیں دوزخ میں وہی جائے گا جو نہ انہیں پہچانے اور نہ وہ اسے پہچانیں۔ ان کا زمانہ بڑھتا رہا تاکہ وہ اپنی رسوائیوں کی تکمیل اور سختیوں کا استحقاق پیدا کر لیں۔ یہاں تک کہ وہ مدت ختم ہونے کے قریب آگئی (ایمان والے) اپنے صبر سے اللہ پر احسان نہیں جتاتے تھے۔ اور نہ حق کی راہ میں جان دینا کوئی بڑا کارنامہ تصور کرتے تھے یہاں تک کہ جب حکم قضا نے مصیبت کا کا زمانہ ختم کر دیا۔ تو انھوں نے بصیرت کے ساتھ تلواریں اٹھائیں اپنے ہادی کے حکم سے اپنے رب کی اطاعت کرنے لگے۔ اس وقت (حق کی سان پر) ایک قوم کو اس طرح تیز کیا جائے گا جس طرح لوہار تلوار کی دھار کو تیز کرتا ہے۔ قرآن سے ان کی آنکھوں میں جلا پیدا کی جائے گی۔ اور اس کے مطلب ان کے کانوں میں پڑتے رہیں گے حکمت کے چھلکتے ہوئے ساغر انہیں صبح و شام پلائے جائیں گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا (یہ اشعار اور ترجمہ پہلے گذر چکا ہے)

حسین اذا کنت فی بلدۃ	غریباً معاشر باد ابھا
کانی بنفسی واعقابھا	وبالکربلاء ومحرابھا
فتخضب منا اللحی بالدماء	خضاب العروس باثوابھا!
اراھا ولم یک رای العیان!	واوتیت مفتاح ابوابھا!
سقی اللہ قائمنا صاحب!	القیامۃ والناس فی دابھا!
ھو المدرک الثار لی یا حسین	بل لک فاصبر لاتعابھا
لکل دم الف الف وما	یقصر فی قتل احزابھا

معنالک لاینفع الظالمین — قول بعز و اعقابها
انا الدین لا شک للمومنین — بآیات وحی باىجابها
لنا سمة الفخر فی حکمها — نصلت علینا باعرابها
فصل علی جدک المصطفیٰ — وسلم علیہ لمطلابها

آپ نے ایک نظم یہ فرمایا۔ جو آپ کے دیوان میں موجود نہیں ہے۔

انی علی من سلالة هاشم — تری الذکر یکتبها فی الملاحم
وانی قلعت اسباب فی غزوة خیبر — وجاز جمیع الجیش فوق المعاصم
اصول علی الابطال صولة قادر — واترکهم رزق النسور الحوائم
وفی یوم بدر قد نصرنا علی العدا — واردیتهم وسط القلیب بصارم
قتلنا ابا جهل اللعین وعتبة — نصرنا بدین الله والحق قائم
وفی یوم احد جاجبریل قاصداً — بذات نثار للجماجم قاصم
قتلنا ابابا والشام ومن بغی — وصلنا علی اعرابها والاعاجم
ویوم حنین قد تفرق جمعنا — وصالت علینا اقرانهم بالصوارم
ررواتا جمیع القوم عنهم ولم ازل — ارو جیوش المشرکین اللوائم
واسقیتهم کأساً من الموت مزعجاً — وقد باتت الاحزاب یقتلنی عازم
وصلت علیهم صولة هاشمیة — وقسمتهم قسمین من حد صارم
کسرنا جیوش المشرکین بهمة — واحزابهم ولوا کشبه الاغانم
نصرنا علی اعدائنا بمحمد — نبی الهدی المبعوث من نسل هاشم
وما قلت الا الحق والصدق سیمتی — وما جرت یوما کنت فیه بحاکم
رفعت منار الشرع فی الحکم والقضا — واثبت حکماً للملوک القوارم
فلله دره من امام سمید ع — یذل جیوش المشرکین بصارم
ویظهر هذا الدین فی کل بقعة — ویرغم انف المشرکین الفواشم
فیا ویل اهل الشرک من سطوة القنا — ویاویل کل الویل کان لظالم
ینقی بساط الارض من کل آفة — ویرغم فیها کل انف غاشم
ویامر بمعروف وینهی لمنکر — ویطلع نجم الحق علی ید قائم

وینشی بط العدل شرقا ومغربا ۔۔۔ وینصر دین الله رامی الاعائم
وما قلت ھذا القول فخرا وانما ۔۔۔ قد اخبرنی المختار من ال ھاشم

اشعار و ترجمہ پہلے گذر چکا ہے۔

شیخ صلاح الدین صفوی قدس سرہ نے کہا میں نے امام علی کرم اللہ وجہہ کی کتاب الحروف کی تفاسیر کو دیکھا ہے میں نے ان میں دیکھا ہے۔ کبہر صدی حوادث کے ساتھ مخصوص ہے۔ ان کے کلیات اور جزئیات مقرر کئے گئے ہیں زیادہ ہونے کی وجہ سے میں نے ان کے کلیات اور جزئیات کو چھوڑ دیا ہے۔

باب ۷۵

اہل بیت کی مصیبت کی شدت کے بیان میں حتیٰ کہ قائم ظہور فرمائیں گے"

کتاب اسعاف میں تحریر ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے خروج کی خبر دی تھی۔ اور آپ کے اہل بیت کو جو قتل اور بھگائے جانے کی مصیبت پیش آئے گی۔ اس کے متعلق آگاہ فرمایا تھا کتاب مناقب میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا۔ کہ عرب امیر المومنین علی علیہ السلام کی بیعت توڑ دیں گے۔ اور آپ کے لئے جنگ برپا کریں گے۔ صاحب الامر لگاتار مشکلات اور مصائب میں گرفتار رہے گا۔ حتیٰ کہ آپ کو قتل کر دیا جائے گا پھر آپ کے فرزند حسنؑ کی بیعت لی جائے گی۔ اور آپ سے معاہدہ کیا جائے گا۔ پھر آپ سے بے وفائی کی جائے گی اور آپ پر اہل عراق کے بعض آدمی کود پڑیں گے۔ آپ کے ران مبارک پر خنجر مار دیا جائے گا۔ آپ معاویہ سے صلح کر لیں گے۔ اپنے اور اپنے اہل بیت کے خون کو محفوظ کریں گے۔ اور یہ لوگ بہت تھوڑے ہوں گے۔ پھر امام حسینؑ اہل عراق کے بیس ہزار آدمیوں سے بیعت لیں گے پھر وہ لوگ آپ سے بے وفائی کریں گے۔ اور یہ لوگ آپ کے خلاف خروج کریں گے۔ حالانکہ آپ کی بیعت ان کی گردن پر لازم ہوگی۔ آپ کو اور آپ کے اصحاب کو قتل کر دیں گے اس کے بعد ہم اہل بیت ذلیل کئے جائیں گے۔ قتل کئے جائیں گے۔ ڈرتے رہیں گے۔ ہمیں اپنے خوف سے اور اپنے دوستداران کے خوف سے امن نصیب نہ ہوگا۔ جھوٹے اور انکاری لوگ اپنے جھوٹ اور انکار کے باعث بڑے والیوں اور بُرے قاضیوں کے نزدیک منزلت اور مقام حاصل کریں گے۔ بڑے عامل ہر شہر میں لوگوں کو جعلی اور جھوٹی احادیث سنائیں گے۔ اور ہماری جانب سے روایت کریں گے۔ حالانکہ ہم نے نہیں کہا ہوگا۔ اور نہ وہ کام کیا ہوگا۔ تاکہ ہم لوگوں کو لوگوں کے نزدیک ناپسندیدہ قرار دے سکیں۔ امام حسنؑ کی موت

کے بعد یہ مصیبت معاویہ کے زمانے میں بہت بڑی ہو جائے گی۔ ہر شہر میں ہمارے دوستداروں اور ہمارے محبوں کو قتل کیا جائے گا۔ محض گمان کی بنا پر ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے۔ جس شخص نے ہماری مصیبت کا ذکر کیا۔ اور ہمارے ساتھ رشتہ جوڑا۔ اس کو یا جیل خانے میں ڈال دیا جائے گا۔ یا اس کا گھر گرا دیا جائے گا۔ پھر یہ مصیبت لگاتار شدت اور زیادتی اختیار کرتی جائے گی۔ حتیٰ کہ عبیداللہ بن زیاد کا زمانہ آجائے گا۔ جو امام حسین اور آپ کے اصحاب کا قاتل ہے۔ پھر حجاج آجائے گا وہ ان کو چن چن کر قتل کرے گا۔ ہر قسم کے گمان پر ان کو گرفتار کرے گا۔ حتیٰ کہ اگر کسی آدمی کو زندیق یا کافر کہا جائے گا۔ تو وہ حجاج کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہوگا۔ کہ اس کو محب علیؑ کہا جائے۔

زید بن علیؑ نے جب اپنے بھائی امام محمد باقر علیہ السلام سے خروج کرنے کا مشورہ لیا تو آپ نے اس کو خروج کرنے سے منع کر دیا تھا۔ فرمایا مجھے اس بات کا خوف ہے کہ تم قتل کر دیئے جاؤ گے۔ اور کوفہ کی پشت پر سولی پر لٹکائے جاؤ گے تجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ اولاد فاطمہؑ سے جو شخص بھی سفیانی کے خروج سے پہلے خروج کرے گا۔ وہ قتل کر دیا جائے گا۔ سفیانی کے بعد ہمارے قائم خروج فرمائیں گے جب حضرت زید نے خروج کیا تو آپ قتل کر دیئے گئے۔ اور آپ کو کوفہ میں سولی پر لٹکایا گیا جس طرح آپ کے بھائی نے فرمایا تھا۔

خوارزم شاہ کے سب سے زیادہ اچھے خطبہ دینے والے موفق بن احمد نے اپنی سند کے ساتھ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت کی ہے۔ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خیبر کی جنگ کے روز علم حضرت علیؑ کے حوالے کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر فتح عطا کی۔ اس کے بعد خم غدیر کے موقع پر لوگوں کو آگاہ کیا کہ علی ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کے سردار ہیں۔ اور رسول اللہؐ نے علیؑ سے فرمایا۔ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تم قرآن کی تفسیر پر اس طرح جہاد کرو گے۔ جس طرح میں نے تنزیل کے وقت جہاد کیا ہے۔ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ میری اس شخص سے صلح ہے جس نے تم سے صلح کی اور میری اس سے جنگ ہے جس نے تم سے جنگ کی۔ اور تم مضبوط رسی ہو۔ اور تم میرے بعد جو چیز لوگوں پر مشتبہ ہوگی اس کو بیان کرو گے۔ تم میرے بعد ہر مومن اور مومنہ کے امام اور ولی ہو۔ اور تم ہو جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے۔ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر

تم میری سنت پر پکڑنے والے ہو اور میری ملت سے بدعت کو دور کرنے والے ہو۔

میں وہ شخص ہوں جس سے سب سے پہلے زمین شق کی جائے گی۔ اور تم میرے ساتھ جنت میں رہو گے جنت میں جو شخص سب سے پہلے داخل ہوگا وہ میں ہوں گا۔ تم ہو گے حسن حسین اور فاطمہؑ ہوں گی۔ اللہ نے میری طرف وحی کی ہے۔ میں تم کو تمہاری فضیلت بتا دوں۔ میں یہی چیز لے کر لوگوں کے درمیان کھڑا ہوا ہوں۔ اور جس چیز کی تبلیغ

مجھے اللہ نے حکم دیا تھا میں نے وہ ان کو پہنچا دی ہے۔ اور اسی بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الی اخر الایۃ

پھر فرمایا اے علی! لوگوں کے ان کینوں سے بچتے رہو۔ جن کو انھوں نے سینوں میں چھپا رکھا ہے۔ میری موت کے بعد ان کو ظاہر کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے۔ اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر رو پڑے۔ فرمایا جبریلؑ نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ وہ لوگ آپ پر میرے بعد ظلم کریں گے۔ یہ ظلم اس وقت تک باقی رہے گا حتیٰ کہ ان کا قائم علیہ السلام قیام فرما ہوگا (تب) ان کا کلمہ بلند ہوگا۔ امت ان کی محبت پر جمع ہو جائے گی ان پر عیب لگانے والے تھوڑے ہوں گے ان سے نفرت کرنے والے ذلیل ہوں گے۔ ان کی تعریف و مدح کرنے والے زیادہ ہوں گے۔ یہ اس وقت ہوگا۔ جب شہر پراگندہ ہو جائیں گے۔ بندے کمزور ہو جائیں گے کشائش سے۔ بالوں مو چکی ہوگی۔ پس اس وقت میرے فرزندوں میں سے قائم مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے۔ ان لوگوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ حق کو غلبہ دے گا۔ اور ان کی تلواروں سے باطل کو بجھا دے گا۔ شوق سے یا خوف سے لوگ ان کی پیروی کریں گے۔" پھر فرمایا اے لوگو! میں تمہیں کشائش کی بشارت دیتا ہوں۔ اللہ کا وعدہ حق ہے۔ وہ اس کی وعدہ خلافی نہیں کرتا اس کا فیصلہ کبھی رد نہیں ہوتا۔ وہ دانا اور باریک بین ہے۔ اللہ کی فتح نزدیک ہے۔ اے میرے پالنے والے یہ لوگ میرے اہل ہیں نجس چیز کو ان سے دور رکھ۔ اور ان کو کما حقہٗ پاک و پاکیزہ بنا۔ اے میرے اللہ! ان کی حفاظت کرنا۔ ان سے راضی ہو جا۔ اور انھیں کا ہو جا۔ ان کی مدد کر۔ ان کو عزت دے۔ ان کو ذلیل نہ کر۔ مجھ کو ان میں خلیفہ بنا۔ تو جس چیز کو چاہتا ہے قدرت والا ہے

باب ۷۶

بارہ آئمہ کے اسماء کے بیان میں

فرائد السمطین میں مجاہد سے روایت ہے۔ وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی آیا جس کا نام نعثل تھا عرض کیا اے محمد! میں آپ سے چند چیزوں کے متعلق سوال کرتا ہوں جو مدت سے میرے سینے میں کھٹک رہی ہیں۔ فرمایا اے ابو عمارہ! سوال کرو۔ عرض کیا اے محمد! مجھے اپنے رب کی صفت بیان فرمایئے! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس کی صفت صرف اتنی بیان ہو سکتی ہے جس قدر خود اس نے اپنی صفت بیان کی ہے۔ پیدا کرنے والے کی توصیف کیوں کر بیان ہو سکتی ہے جس کو پانے سے عقلیں عاجز اور خیالات اس کو حاصل کرنے سے درماندہ ہیں۔ سمجھ بچار اس کی حد معین نہیں کر سکتے۔ اور آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں جس قدر اس کی صفت بیان کرنے والے

بیان کرتے ہیں۔ وہ اس سے بزرگ اور بلند ہے۔ دور ہونے کے باوجود قریب ہے۔ قریب ہونے کے باوجود دور ہے وہ کیف الکیف اور این الاین ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کہاں ہے۔ وہ کیفیت اور اینونیت سے پاک ہے۔ وہ ایک ہے بے نیاز ہے۔ اسی طرح خود اس نے اپنی تعریف کی ہے تعریف کرنے والے اس کی تعریف کو نہیں پہنچ سکتے۔ اس نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔"

کہا "اے محمدؐ! آپ نے سچ فرمایا۔ مجھے اس فرمان سے آگاہ فرمایئے۔ کہ اس کا کوئی مشابہ نہیں ہے کہا اللہ ایک نہیں اور انسان بھی ایک ہے؟ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ عزوجل واحد حقیقی احدی المعنیٰ ہے۔ یعنی نہ اس کے لئے کوئی جز ہے اور نہ اس کے لئے مرکب ہونا ہے۔ انسان کا ایک ہونا ثنائی المعنیٰ کے اعتبار سے ہے جو روح اور بدن سے مرکب ہے۔

عرض کیا آپ نے سچ فرمایا۔ مجھے اپنے وصی کے متعلق آگاہ فرمایئے۔ وہ کون شخص ہے؟ ہر ایک نبی کا وصی ہوتا ہے۔ ہمارے نبی موسیٰ بن عمران نے یوشع بن نون کو وصیت کی تھی"۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میرے وصی علی بن ابی طالب ہیں۔ آپ کے بعد میرے دو سبط ہیں وہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں آپ کے ساتھ ساتھ نو امام حسینؑ کے صلب سے پیدا ہوں گے۔

عرض کیا اے محمدؐ! مجھے ان کے اسمائے گرامی سے آگاہ فرمایئے۔ فرمایا۔ جب حسینؑ دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔ تو آپ کے فرزند علیؑ امام ہوں گے۔ جب آپ رخصت ہو جائیں گے۔ تو آپ کے فرزند محمدؑ ہوں گے۔ جب محمد تشریف لے جائیں گے۔ تو آپ کے فرزند جعفر ہوں گے۔ جب جعفر تشریف لے جائیں گے۔ تو آپ کے فرزند موسیٰ ہوں گے۔ جب موسیٰ تشریف لے جائیں گے تو آپ کے فرزند علی ہوں گے۔ جب علی تشریف لے جائیں گے۔ تو آپ کے فرزند محمدؑ ہوں گے۔ جب محمدؑ تشریف لے جائیں گے۔ تو آپ کے فرزند علی ہوں گے۔ جب علی (نقی) تشریف لے جائیں گے تو آپ کے فرزند حسن ہوں گے جب حسن تشریف لے جائیں گے۔ تو آپ کے فرزند حجت محمد مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہوں گے۔ یہ بارہ ہیں۔

عرض کیا مجھے علیؑ، حسنؑ اور حسینؑ کی موت سے متعلق آگاہ فرمایئے۔ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے فرمایا۔ علیؑ سر کی ضربت سے قتل کئے جائیں گے۔ حسنؑ کو زہر سے قتل کیا جائے گا۔ اور حسینؑ کو ذبح کیا جائے گا۔

عرض کیا۔ کہ ان حضرات کا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ فرمایا جنت میں میرے درجے میں ہوں گے۔

عرض کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حضرات آپ کے بعد اوصیا ہیں میں نے گذشتہ انبیاء کی کتابوں میں دیکھا ہے۔ کہ ہم لوگوں سے اس بات کا موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے بھی عہد لیا تھا۔ جب آخری زمانہ آئے گا۔ تو ایک نبی تشریف لائیں گے

جن کا نام احمدؐ اور محمدؐ ہوگا۔ وہ انبیاء کے خاتم ہوں گے۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ آپ کے بعد بارہ اوصیاء ہوں گے۔ پہلا وصی آپ کے چچا کا بیٹا ہوگا۔ جو آپ کا داماد بھی ہوگا۔ دوسرا اور تیسرا وصی دو بھائی ہوں گے جو آپ کے فرزند ہوں گے۔ پہلے کو نبی کی امت تلوار سے دوسرے کو زہر سے اور تیسرے کو آپ کے اہل بیت کی ایک جماعت کے ساتھ تلوار سے پیاس کے ساتھ مسافرت کی جگہ قتل کرے گی۔ آپ گوسفند کے بچے کی طرح ذبح کئے جائیں گے۔ آپ قتل پر صبر کریں گے۔ تاکہ آپ کے اور آپ کے اہل بیت کے اور آپ کی اولاد کے درجات بلند ہوں۔ اور اپنے دوستوں اور اتباع کرنے والوں کو آگ سے نکال سکیں۔ نو امام اس تیسرے کی اولاد سے پیدا ہوں گے۔ یہ اسباط کے عدد کے برابر بارہ ہیں۔ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ تم اسباط کو جانتے ہو عرض کیا ہاں۔ وہ بارہ حضرات تھے ان میں سے پہلا شخص لاوی بن برخیا تھا۔ یہ وہ شخص ہیں جو ایک عرصہ تک بنو اسرائیل سے غائب رہے تھے۔ پھر واپس لوٹ کر تشریف لائے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی شریعت کو مٹ جانے کے بعد ان کے ذریعہ ظاہر کیا تھا۔ اس نے قرسطیا بادشاہ کو قتل کیا تھا۔ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں ایسا ہونے والا ہے جس طرح بنو اسرائیل میں ہوا۔ ہو بہو ایسا ہوگا۔ ذرہ برابر فرق نہ ہوگا۔ میرے فرزندوں میں سے گیارہواں فرزند غیب ہو جائے گا حتیٰ کہ اس کو کوئی نہیں دیکھے گا۔ میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا۔ اس وقت اللہ تعالےٰ آپ کو خروج کی اجازت دے گا۔ آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اسلام کو غالب کرے گا۔ اور اس کی تجدید کرے گا۔ اس شخص کے لئے خوش خبری ہے جس نے ان حضرات کو دوست رکھا۔ اور ان کی اتباع کی۔ اور اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جس نے ان سے بغض رکھا۔ اور ان کی مخالفت کی۔ اور اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس نے ان کی ہدایت سے تمسک کیا۔ نعثل نے یہ اشعار پڑھے ؎

صلی الالہ ذوالعلیٰ — علیک یا خیر البشر
انت النبی المصطفیٰ — والهاشمی المفتخر
بکم ھدانا ربنا — وفیک نرجوما امر
ومعشر سمیتھم — ائمة اثنیٰ عشر
حباھم رب العلیٰ — ثم اصطفاھم من کدر
قد فاز من والاھم — وخاب من عادی اذ ھر
اخرھم یقفی الظما — وھو الامام المنتظر
عترتک الاخیار لی — والتابعین ما امر
من کان عنھم معرضا — فسوف تصلوه سقر

مناقب میں واثلہ بن اسقع بن قرخاب جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ جندل بن جنادہ یہودی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا اے محمدؐ! مجھے خبر دیجئے۔ وہ کون سی چیز ہے جو اللہ کے لئے نہیں ہے؟ اور وہ کون سی چیز ہے۔ جو اللہ کے پاس نہیں ہے اور وہ کون سی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نہیں جانتا۔ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ وہ چیز جو اللہ کے لئے نہیں ہے۔ اللہ کے لئے شریک نہیں ہے اور وہ چیز جو اللہ کے پاس نہیں ہے اللہ کے پاس بندوں پر ظلم کرنا موجود نہیں ہے اور وہ چیز جس کو اللہ نہیں جانتا وہ یہ ہے کہ تمہارا اے گروہ یہود قول ہے کہ حضرت عزیر اللہ کے بیٹے ہیں۔ خدا کی قسم اللہ اس بات کو نہیں جانتا کہ اس کا کوئی فرزند بھی ہے۔ بلکہ اللہ جانتا ہے کہ وہ عزیر کا آپ کا پیدا کیا ہوا ہے اور آپ کا بندہ ہے کہا میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور آپ اللہ کے رسول برحق اور سچے ہیں۔ پھر عرض کیا کہ میں نے کل رات موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ہے فرمایا اے جندل محمد خاتم النبیین کے ہاتھ پر اسلام لاؤ۔ اور آپ کے بعد ہونے والے اوصیا کا دامن پکڑو میں کہتا ہوں کہ اللہ کا شکر ہے کہ میں اسلام لایا ہوں اور آپ کی وجہ سے مجھے ہدایت دی گئی ہے اس کے بعد اس نے کہا اپنے اوصیاء کے متعلق آگاہ فرمایئے تاکہ میں ان سے تمسک کر سکوں فرمایا میرے اوصیا بارہ ہیں۔ جندل نے عرض کیا اسی طرح ہم لوگوں نے تورات میں دیکھا ہے۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول! ان حضرات کے ناموں سے مجھے آگاہ فرمایئے۔ فرمایا ان میں سے پہلے اوصیا کے سردار ہیں۔ اور آئمہ کے باپ ہیں۔ وہ علیؑ ہیں پھر آپ کے دو فرزند حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ ان حضرات کے دامن پکڑو تم کو جاہلوں کی جہالت کہیں گمراہ نہ کر دے۔ جب علی بن حسین زین العابدین پیدا ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ تجھے موت دے گا۔ تیری دنیا کی آخری خوراک دودھ کا ایک گھونٹ ہوگا جس کو تو پئے گا۔ جندل نے کہا ہم لوگوں نے تورات اور انبیاء علیہم السلام کی کتابوں میں ایلیا۔ شبر اور شبیر کا نام دیکھا ہے۔ یہ نام علیؑ حسنؑ اور حسینؑ کے ہیں۔ حسینؑ کے بعد کون حضرات ہوں گے۔ ان کے نام کیا ہیں؟ فرمایا جب حسینؑ کی زندگی ختم ہو جائے گی۔ تو ان کے فرزند علی امام ہوں گے جن کا لقب زین العابدین ہے۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند محمدؑ امام ہوں گے۔ جن کا لقب باقر ہے۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند جعفر امام ہوں گے جن کا لقب صادق ہے۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند موسیٰ امام ہوں گے۔ جن کو کاظم کہا جاتا ہے۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند علی ہوں گے۔ جن کو رضا کہا جاتا ہے۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند محمدؑ ہوں گے۔ جن کو تقی اور زکی کہا جاتا ہے آپ کے بعد آپ کے فرزند علی ہوں گے۔ جن کو نقی اور ہادی کہا جاتا ہے۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند حسن ہوں گے۔ جن کو عسکری کہا جاتا ہے۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند محمد ہوں گے۔ جن کو مہدی قائمؑ اور حجت کہا جاتا ہے۔ آپ غیب ہو جائیں گے۔ پھر خروج فرمائیں گے۔ جب خروج فرمائیں گے تو جس طرح زمین جور و ستم سے بھری ہوئی ہوگی۔ اسی طرح ان کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ آپ کی غیبت میں صبر کرنے والوں کے لئے خوش خبری ہے ان حضرات سے محبت کرنے والے پرہیزگاروں کے لئے خوشخبری ہے یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کی تعریف اللہ نے اپنی کتاب میں کی ہے اور کہا ہے۔ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب قرآن ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لئے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اولٰئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم الغالبون۔ یہ لوگ اللہ کا گروہ ہیں تمہیں یقین ہونا

چاہیئے۔ اللہ کا گروہ ہی غالب آنے والا ہے جنہوں نے کہا اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ جس نے مجھے ان حضرات کی معرفت کی توفیق دی۔ پھر حنبل امام علی بن حسین کی ولادت تک زندہ رہا۔ طائف کی طرف چلا گیا۔ بیمار پڑ گیا۔ دودھ پیا اور کہا۔ کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ کیا تھا۔ کہ میری آخری خوراک دنیا میں دودھ کا ایک گھونٹ ہوگی آپ انتقال کر گئے آپ کو طائف کی ایک جگہ میں دفن کیا گیا۔ جو کوزارہ کے نام سے مشہور و معروف ہے

کتاب مناقب میں ابوطفیل عامر بن واثلہ سے روایت ہے۔ کہ مدینہ کا ایک یہودی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میں آپ سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا اور تین چیزوں کے بارے میں اور ایک چیز کے بارے میں دریافت کروں گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ یوں کیوں نہیں کہتے۔ کہ میں آپ سے سات چیزوں کے متعلق سوال کروں گا۔ کہا کہ میں آپ سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا۔ اگر آپ نے ان کے بارے میں ٹھیک جواب دیا۔ تو اور تین چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا۔ اگر آپ نے ان کے متعلق بھی ٹھیک جواب دیا۔ تو پھر ایک چیز کے متعلق آپ سے سوال کروں گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کیا تمہارا خیال ہے کہ میں جب تیرے سوال کا جواب دوں گا۔ یا غلطی کروں گا۔ یا درست جواب دوں گا۔ یہودی نے اپنی آستین سے ایک پرانی کتاب نکالی اور کہا اس کتاب کو میں نے بطور میراث کے باپ دادا سے ورثہ میں پایا ہے انہوں نے میرے دادا ہارون سے ورثہ میں پایا ہے موسیٰ بن عمران نے اس کو لکھوایا ہے اور خط ہارون بن عمران علیہما السلام کا ہے اور اس کتاب میں وہ مسائل ہیں جو میں آپ سے دریافت کروں گا۔ حضرت علی نے فرمایا۔ اگر میں ان مسائل کا جواب ٹھیک دے دوں تو تم مسلمان ہو جاؤ گے۔ کہا خدا کی قسم اگر آپ نے ان مسائل کا ٹھیک جواب دیا۔ تو میں اسی وقت آپ کے ہاتھوں پر مسلمان ہو جاں گا۔ حضرت نے فرمایا سوال کرو۔ کہا مجھے اس بات سے آگاہ فرمایئے۔ کہ زمین پر سب سے پہلے کون سا پتھر رکھا گیا۔ زمین پر سب سے پہلے کون سا درخت پیدا کیا گیا۔ اور زمین پر سب سے پہلے کون سا چشمہ پھوٹا۔ فرمایا یہودیوں کا گمان ہے کہ یہ بیت المقدس کا پتھر ہے اور وہ لوگ جھوٹے ہیں۔ یہ پتھر حجر اسود ہے۔ جس کو حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے لائے تھے۔ اور اس کو رکن کے مقام پر رکھ دیا تھا۔ لوگ اس کو مس کرتے ہیں۔ اور اس کو بوسہ دیتے ہیں۔ اور لوگ اپنے عہد و پیمان کی اس سے تجدید کرتے ہیں۔ یہ حجر اسود پہلے ایک فرشتہ تھا۔ اس نے کتاب عہد و میثاق کو نگل لیا تھا اور یہ حضرت آدم کے ساتھ جنت میں تھا جب حضرت آدم جنت سے باہر نکلے تو یہ بھی ساتھ نکلا لیکن پتھر بن گیا۔ یہودی نے کہا آپ نے سچ کہا ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا پہلا درخت جو زمین پر پیدا کیا گیا یہودیوں کے خیال میں وہ زیتون کا درخت ہے لیکن اس بارے میں جھوٹے ہیں۔ یہ کھجور عجوہ کا درخت ہے۔ جس کو حضرت آدم جنت سے ساتھ لائے تھے۔ ہر کھجور کی اصل عجوہ ہے۔ یہودی نے کہا آپ نے سچ کہا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ پہلا چشمہ جو زمین پر جاری ہوا ہے یہودیوں کے خیال میں وہ چشمہ ہے۔ جو

بیت المقدس کے پتھر کے نیچے جاری ہے۔ اس بارے میں یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ یہ چشمہ وہ ہے جس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھی مالحہ مچھلی بھول گیا تھا۔ جب اس مچھلی کو اس چشمہ کا پانی لگا تھا۔ تو مچھلی زندہ ہو گئی تھی اور زندہ رہی۔ اور اس چشمہ سے پانی پیا تھا اس چشمہ کے ساتھ ساتھ موسیٰ علیہ السلام اور اس کا ساتھی خضر علیہ السلام چلے تھے یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا حضرت علیؑ نے فرمایا۔ دوسری تین چیزوں کے متعلق سوال کرو۔ اس نے کہا مجھے اس بات سے آگاہ فرمایئے کہ اس امت کے اس کے نبی کے بعد کتنے امام ہوں گے۔ مجھے محمدؐ کی منزل کے متعلق آگاہ فرمایئے وہ جنت میں کہاں ہوں گے۔ اور مجھے اس سے آگاہ فرمایئے کہ آپ کی منزل میں آپ کے ساتھ کون ساکن ہوگا۔ حضرت علی نے فرمایا کہ اس امت کے اس کے نبی کے بعد بارہ امام ہوں گے۔ ان حضرات کو ان کے مخالف کی مخالفت کوئی نقصان نہ دے گی۔ یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ حضرت علی نے فرمایا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت عدن میں اتریں گے۔ یہ جنت کے وسط میں ہوگی۔ اور بلند جگہ ہوگی۔ عرش رحمن جل جلالہ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا وہ شخص جو آپؐ کے ساتھ جنت میں ساکن ہوگا۔ یہ بارہ امام ہوں گے۔ ان کا پہلا میں ہوں۔ اور ان کا آخری قائم مہدیؑ ہوں گے۔ یہودی نے کہا۔ آپ نے سچ فرمایا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ ایک چیز کے متعلق سوال کرو۔ اس نے کہا کہ تم بتاؤ کہ اپنے نبی کے بعد کتنا عرصہ زندہ رہو گے؟ اپنی موت مرو گے۔ یا قتل کئے جاؤ گے فرمایا میں آنحضرت کے بعد تیس سال زندہ رہوں گا۔ یہ خضاب آلود ہوگی حضرت نے اپنی ریش مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس سے خضاب آلود ہوگی۔ حضرت نے اپنے سر شریف کی طرف اشارہ فرمایا۔ یہودی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ رسول ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی ہیں۔

باب ۷۷

حدیث میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے کی تحقیق

جمع الفوائد میں جابر بن سمرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ دین لگاتار قائم رہے گا یہاں تک کہ تم پر بارہ خلیفے مقرر کئے جائیں گے۔ ان تمام پر امت کا اتفاق ہوگا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم سے ایسی بات سنی جس کو میں سمجھ نہ سکا۔ میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا کہ آنحضرت کیا فرما رہے ہیں۔ فرمایا کہ تمام کے تمام قریش سے ہوں گے۔

یحییٰ بن حسن نے اپنی کتاب عمدہ میں بیس طریقوں سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کے بعد

بارہ خلیفہ ہوں گے۔ اور تمام کے تمام قریش سے ہوں گے۔"

بخاری نے تین طریقوں سے بیان کیا ہے۔ مسلم نے نو طریقوں سے، ابوداؤد نے تین طریقوں سے ترمذی نے ایک طریقہ سے اور حمیدی میں تین طریقوں سے حدیث کو بیان کیا گیا ہے۔ بخاری میں جابر بن سمرہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بعد بارہ امیر ہوں گے آنحضرتؐ نے ایک ایسا کلمہ فرمایا جس کو میں سن نہ سکا۔ میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا۔ کہ آنحضرتؐ نے کیا فرمایا تھا۔ آپ نے کہا کہ فرمایا تھا۔ تمام کے تمام قریش میں سے ہوں گے مسلم بن عامر بن سعد سے روایت ہے کہ میں نے ابن سمرہ کے پاس خط تحریر کیا۔ کہ مجھے اس چیز کے بارے میں آگاہ کیجئے۔ جس کو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے میرے پاس خط تحریر کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جمعہ کے روز جس عشا کو اسلمی کو رجم کیا گیا سنا تھا۔ دین ہمیشہ قائم رہے گا حتیٰ کہ قیامت ہو جائے گی۔ ان لوگوں پر بارہ خلیفہ گزریں گے جو تمام کے تمام قریش میں سے ہوں گے۔

سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ کی کتاب مودۃ القربیٰ کی دسویں مودت کے عبدالملک بن عمیر جابر بن سمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا میں نے آنحضرتؐ کو فرماتے ہوئے سنا میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے پھر آنحضرتؐ نے اپنی آواز کو تھوڑا کر دیا تھا۔

میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا کہ آنحضرتؐ نے کس چیز کے ساتھ اپنی آواز کو دھیما کر دیا تھا۔ کہا آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ تمام کے تمام بنی ہاشم میں سے ہوں گے۔"

سماک بن حرب نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ علامہ شعبی مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ ابن مسعود کے پاس موجود تھے۔ اور آپ کی خدمت میں قرآن پیش کر رہے تھے۔ آپ سے ایک جوان نے کہا۔ کیا تمہارے نبی نے تم سے کہا تھا۔ کہ آپ کے بعد کتنے خلیفہ ہوں گے۔ آپ نے کہا تم جوان ہو۔ اس چیز کے بارے میں تم سے پہلے کسی شخص نے مجھ سے سوال نہیں کیا۔ ہاں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے کہا تھا۔ کہ آپ کے بعد بنی اسرائیل کے نقیبوں کی تعداد کے برابر بارہ خلیفے ہوں گے۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی۔ حتیٰ کہ میری امت میں ایک آدمی کھڑا ہوگا۔ جو امام حسین علیہ السلام کے فرزندوں میں سے ہوگا۔ وہ زمین کو اس طرح انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔

عبایہ بن ربعی جابر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں انبیا کا سردار ہوں۔ علی اوصیاء کے سردار ہیں۔ میرے بعد میرے اوصیا بارہ ہوں گے۔ ان سب میں اول علی ہوں گے اور ان میں آخری قائم مہدی ہوں گے۔

سلیم بن قیس ھلالی سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا امام حسین علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ران پر تشریف فرما تھے۔ آنحضرت آپ کو بوسہ دے رہے تھے اور آپ کے منہ کو چومتے تھے۔ اور فرماتے تھے تم سردار ہو۔ سردار کے بیٹے ہو۔ سردار کے بھائی ہو۔ تم خود امام ہو۔ امام کے فرزند ہو۔ امام کے بھائی ہو۔ تم خود حجت ہو۔ حجت کے فرزند ہو۔ حجت کے بھائی ہو۔ اور نو حجج کے باپ ہو۔ نواں ان میں سے قائم مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہوگا۔" اس حدیث کو حموینی اور موفق بن احمد خوارزمی نے بیان کیا ہے۔"

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ میں خود علیؑ۔ حسنؑ حسینؑ اور حسین کے فرزندوں میں سے نو حضرات پاک، پاکیزہ اور معصوم ہیں۔" حموینی نے بھی اس کو بیان کیا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو۔ کہ وہ نجات کی کشتی پر سوار ہو۔ بٹی ہوئی رسی کو پکڑے۔ اور اللہ کی مضبوط رسی کو تھامے تو اُسے چاہیئے کہ وہ علی کو دوست رکھے۔ اور آپ کے دشمن سے دشمنی کرے۔ ہدایت کرنے والے ائمہ کو جو آپ کے فرزند ہوں گے۔ امام تصور کرے یہ لوگ میرے خلیفہ اور میرے اوصیاء ہیں۔ میرے بعد اللہ کی مخلوق پر حجج اللہ ہیں میری اُمت کے سردار ہیں۔ پرہیزگاروں کے لئے جنت کی طرف لے جانے کے لئے سالار ہیں۔ ان کا گروہ میرا گروہ ہے میرا گروہ اللہ کا گروہ ہے۔ ان کے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔"

ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس دین کا آغاز علیؑ کے ذریعہ کیا ہے۔ جب آپ قتل کر دیئے جائیں گے۔ تو دین خاسد ہو جائے گا۔ اس کو مہدی درست کرے گا۔"

علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ امام میرے فرزندوں میں سے ہوں گے۔ جس شخص نے ان کی اطاعت کی۔ اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ جس نے ان کی نافرمانی کی۔ اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ یہ حضرات مضبوط رسی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ہیں۔ ختم شد مودۃ القربیٰ

بعض محققین نے کہا ہے کہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔ اور یہ بات کافی طریقوں سے شہرت پا چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد اس حدیث سے یہ بارہ ائمہ مراد ہیں۔ جو آپ کے اہل بیت اور آپ کی عترت سے پیدا ہوں گے۔" اور یہ بات ناممکن ہے کہ اس حدیث کو ان خلفاء پر محمول کیا جائے۔ جو آپ کے بعد آپ کے اصحاب میں سے ہوئے تھے۔ کیوں کہ ان کی تعداد بارہ سے تھوڑی ہے۔ اور یہ بھی ناممکن ہے کہ اس حدیث کو اموی بادشاہوں پر محمول کیا جائے۔ کیوں کہ ان کی تعداد بارہ سے زیادہ ہے۔ عمر بن عبدالعزیز کے سوا باقی سب سے صریح

لم کا ارتکاب ہوا ہے اور یہ لوگ بنو ہاشم میں سے بھی نہیں ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ما تمام کے تمام بنو ہاشم میں سے ہوں گے"۔

عبدالملک جابر سے روایت کرتے ہیں۔ اور جس میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی آواز کو دھیما کر دیتے
ں۔ یہ روایت اس بات کی طرف دلالت کرتی ہے۔ کہ لوگ بنو ہاشم کی خلافت کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ یہ بات بھی
درست نہیں ہے کہ اس روایت کو عباسی بادشاہوں پر محمول کریں۔ کیوں کہ ان کی تعداد مذکورہ تعداد
سے زیادہ ہے اور وہ لوگ اس آیت قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ
فی القربیٰ اور حدیث کسا کا مصداق نہیں ہوتے۔ ضروری ہے کہ اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ان آئمہ پر محمول کیا جائے۔ جو آپ کے اہل بیت اور آپ کی عترت میں سے ہیں۔ کیوں کہ
یہ لوگ اپنے اپنے زمانہ میں تمام لوگوں سے زیادہ عالم، زیادہ بزرگ زیادہ پرہیزگار اور زیادہ متقی
ہیں"۔

"یہ لوگ نسب کے لحاظ سے سب سے بلند ہیں۔ اور حسب کے لحاظ سے سب سے افضل ہیں اور
اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والے ہیں"۔

ان حضرات کے علوم بطور وراثت اور لدنیت کے طور پر اپنے ابا سے متصل ہو کر ان کے جد نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آکر مل جاتے ہیں۔ اس بات کو اہل علم اہل تحقیق اور اہل کشف و توفیق جانتے ہیں۔ اور
اس مطلب کی تائید کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد بارہ آئمہ سے وہ بارہ آئمہ ہیں جو آپ کے
اہل بیتؑ میں سے ہیں۔ اور اس بات پر گواہ اور دلیل حدیث ثقلین اور وہ احادیث ہیں جو اس کتاب اور
دیگر کتب میں بار بار مذکور ہو چکی ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وہ فرمان جس کو جابر بن سمرہ
نے روایت کیا ہے۔ کہ تمام اُمت کا ان حضرات پر اتفاق ہو جائے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سے
مراد یہ ہے۔ کہ حضرت قائم مہدیؑ کے ظہور کے وقت تمام اُمت ان کی امامت کے اقرار پر اتفاق کر
لے گی"۔

نہج البلاغہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا خطبہ درج ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ وہ لوگ کہاں ہیں؟ جو یہ
گمان کرتے ہیں۔ کہ وہ راسخون فی العلم ہیں۔ وہ جھوٹ بکتے ہیں۔ اور ہم پر بغاوت کرتے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ
نے بلند کیا ہے۔ اور ان کو پست کیا ہے۔ اور ہمیں عطا کیا ہے اور انہیں محروم رکھا ہے۔ ہمیں داخل کیا ہے
اور ان کو نکال دیا ہے۔

اور ہماری وجہ سے اندھے پن نے روشنی حاصل کی۔ میرے بعد ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ جس میں حق سے زیادہ

پوشیدہ بات کوئی نہ ہوگی۔ اور باطل سے زیادہ ظاہر کوئی نہ ہوگی۔ اس زمانے والوں کے نزدیک کتاب سے زیادہ گھلٹے والا کوئی سامان نہیں ہوگا۔ جبکہ اسے کما حقہ پڑھا تو جاتا ہوگا۔ لیکن اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جاتا ہوگا اور اس کے مقامات کی تحریف کردی گئی ہوگی۔ شہروں میں معروف سے زیادہ کوئی چیز منکر نہیں ہوگی۔ اور منکر سے زیادہ کوئی چیز معروف نہیں ہوگی۔ جان لو کہ تم ہدایت کرنے والے کو ہرگز نہیں جانو گے۔ حتیٰ کہ تم اس شخص کو نہ جان لو۔ جس نے اس کو چھوڑ دیا ہوگا۔ تم کتاب کے عہد و پیمان کو ہرگز نہیں پکڑو گے۔ حتیٰ کہ اس شخص کو جان لو جس نے کتاب کے عہد و پیمان کو توڑ دیا ہوگا۔ اور تم کتاب کو ہرگز نہیں پکڑو گے جتیٰ کہ اس شخص کو جان لو جس نے کتاب کو پس پشت ڈال ہوگا۔ اس وقت تم کتاب کو کتاب والوں کے پاس تلاش کرنا کیوں کہ وہ لوگ علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ ان کی حکمتیں ان کے علم پر ان کی خاموشی ان کے بولنے پر ان کا ظاہر ان کے باطن پر دلالت کرتا ہے۔ وہ لوگ دین کی مخالفت نہیں گے اور نہ اس میں اختلاف پیدا کریں گے۔ دین ان کا سچا گواہ اور خاموش بولنے والا ہوگا۔"

مناقب میں امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے باپ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں جابر بن عبداللہ کے پاس آیا۔ میں نے آپ سے کہا کہ مجھے آخری حج کے متعلق آگاہ کیجیئے۔ آپ نے ایک لمبی حدیث بیان کی۔ پھر کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ میں تم لوگوں میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں اگر تم ان کا دامن پکڑو گے۔ تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ کتاب خدا ہے اور میری عترت اور میرے اہل بیت ہیں۔ یہ دونوں ہرگز جدا نہیں ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں گے"۔ پھر فرمایا۔ بارالہا! گواہ رہنا۔ بارالہا گواہ رہنا۔ بارالہا گواہ رہنا۔ تین مرتبہ فرمایا۔ نیز اس حدیث کو امام رضا علیہ السلام نے اپنے آبا علیہم السلام سے روایت کیا ہے۔

باب ۸۰

ان احادیث کو وارد کرنا جو کتاب فرائد السمطین وغیرہ میں بیان ہوئیں

شیخ محمد بن ابراہیم جوینی خراسانی حموینی محدث فقیہ شافعی کتاب فرائد السمطین میں اپنی سند کے ساتھ شیخ ابواسحاق ابراہیم بن یعقوب کلابادی بخاری سے روایت کرتے ہیں۔ آپ اپنی سند کے ساتھ جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے حضرت مہدی کے خروج کا انکار کیا اس نے اس چیز کے ساتھ کفر کیا۔ جو محمد پر نازل ہوئی۔ جس شخص نے حضرت عیسیٰ کے اترنے کا انکار کیا وہ کافر ہوگیا۔ اور جس

ں نے دجال کے نکلنے کا انکار کیا۔ وہ کافر ہو گیا۔ اس کتاب میں سعید بن جبیر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ میرے خلیفہ اور میرے اوصیاء میرے بعد مخلوق پر خدا کی حجت ہیں جو بارہ ہیں۔ ان کا پہلا علی ہیں۔ اور ان میں کا آخری میرے فرزند مہدیؑ ہیں حضرت عیسےٰ روح اللہ آئیں گے۔ اور مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی۔ حضرت مہدی کی سلطنت مشرق اور مغرب میں ہو گی۔ اسی کتاب میں ہے عبایہ بن ربعی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں انبیاء کا سردار ہوں علی اوصیاء کے سردار ہیں میرے بعد میرے اوصیاء بارہ ہیں۔ اول ان میں علیؑ ہیں۔ اور آخری ان کے مہدیؑ ہیں۔ اسی کتاب میں ابوامامہ باہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (والہٖ) وسلم نے فرمایا تمہارے درمیان اور رومیوں کے درمیان چار بار جنگ ہو گی۔ کہا گیا یا رسول لوگوں میں سے امام کون ہو گا فرمایا میرے فرزندوں میں سے مہدی ہو گا۔ آپ کی عمر چالیس سال ہو گی۔ آپ کا چہرہ چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہو گا۔ آپ کے دائیں رخسار پر سیاہ تل ہو گا۔ آپ نے دو قطوانی عبائیں زیب تن کی ہوئی ہوں گی۔ ایسا معلوم ہو گا۔ کہ آپ بنو اسرائیل کے مردوں میں سے ہیں۔ بیس سال حکومت کریں گے۔ خزانوں کو نکالیں گے۔ شرک کے شہروں کو فتح کریں گے۔ کتاب الاصابہ میں اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔ اسی کتاب میں حافظ ابو نعیم ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ امام مہدی خروج فرمائیں گے۔ اور آپ کے سر مبارک پہ ایک فرشتہ بیٹھا ہوا ہو گا۔ اور وہ آواز دے گا۔ یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں۔ ان کی پیروی کرو۔ اور اسی کتاب میں امام محمد باقر علیہ السلام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں آپ کا باپ آپ کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مہدی میرے فرزندوں میں سے ہو گا۔ آپ ایک عرصہ تک غیب رہیں گے۔ اور جب ظاہر ہوں گے تو زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہو گی۔ اسی کتاب میں سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا علی میرے وصی ہیں آپ کے فرزندوں میں قائم منتظر مہدی ہوں گے۔ آپ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم اور جور سے بھری ہوئی ہو گی قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا وہ لوگ جو آپ کے زمانہ غیبت میں آپ کی امامت پر ثابت قدم رہیں گے۔ وہ اللہ کے نزدیک اکسیر سے بھی زیادہ عزت والے ہوں گے۔ جابر بن عبداللہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے فرزندوں میں سے قائم کے لئے غیبت ہو گی؟ فرمایا ہاں میرے رب کی قسم لیمحص اللہ الذین امنوا ویمحق الکافرین۔ پھر فرمایا اے جابر یہ اللہ کے امر میں سے ایک امر ہے۔ اور اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے تجھے شک کرنے سے بچنا چاہیئے۔ اللہ عزوجل کے امر میں شک کرنا کفر ہے اسی کتاب میں حسن بن خالد سے روایت ہے۔ کہ امام علی بن موسیٰ رضا علیہما السلام نے فرمایا اس شخص کا دین نہیں ہے جس کے پاس پرہیزگاری نہیں ہے اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہو گا یعنی پرہیزگاری کے ساتھ زیادہ عمل کرنے والا ہو پھر فرمایا میرے فرزندوں میں سے چوتھا لونڈیوں کی سردار لونڈی

سے پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ زمین کو ہر جور و ستم سے پاک کرے گا۔ آپ وہ ہیں جس کی ولادت کے بارے میں لوگ شک کریں گے۔ آپ غیب ہو جائیں گے جب ظہور فرمائیں گے تو زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی آپ لوگوں کے درمیان انصاف کی ترازو کو قائم کریں گے۔ کوئی شخص کسی شخص پر ظلم نہیں کرے گا۔ آپ وہ ہیں جس کے لئے زمین سمٹ جائے گی۔ آپ کا سایہ نہیں ہوگا۔ آپ وہ ہیں جس کی خاطر آسمان سے ایک آواز دینے والا آواز دے گا جس کی آواز کو تمام زمین والے سنیں گے، خبردار اللہ کے گھر کے پاس حجۃ اللہ ظاہر ہو گئے ہیں۔ آپ کی پیروی کرو۔ حق آپ میں ہے اور آپ کے ساتھ ہے اللہ عزوجل کا فرمان ہے: یوم نشا ننزل علیهم آیة من السماء فظلت اعناقهم لها خاضعین یاد کرو اس دن کو کہ ہم چاہیں گے ان پر آیت کو آسمان نازل کریں گے۔ لوگوں کی گردنیں آیت کے آگے جھک جائیں گی۔

اللہ عزوجل کا فرمان: یوم ینادی المنادی من مکان قریب و یوم یسمعون الصیحة بالحق ذلک یوم الخروج۔ اس دن کو یاد کرو کہ ایک قریب جگہ سے آواز دینے والا آواز دے اور اس دن کو یاد کرو۔ کہ لوگ ایک آواز کو حق کے ساتھ سنیں گے۔ وہ ظاہر ہونے کا دن گا یعنی میرے فرزند قائم مہدی علیہ السلام کے ظاہر ہونے کا دن ہوگا۔

حافظ ابو نعیم نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دوستوں اور ہمارے ماننے والوں کے دلوں میں رعب و دبدبہ ڈال دے گا۔ جب ہمارے قائم مہدی علیہ السلام قیام فرمائیں گے۔ تو ہمیں دوست والا آدمی شیر سے زیادہ طاقت والا اور نیزے سے تیز ہوگا۔ صاحب الاربعین نے حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ ظالم بادشاہوں سے اس امت کے لئے ہلاکت ہے جو شخص ان کی اطاعت کرے گا۔ اس کو چھوڑ کر باقی مسلمانوں کو قتل کریں گے۔ اور ان کو بھگا دیں گے۔ پرہیزگار مومن ان سے زبانی طور پر بنائے رکھے گا۔ اور دلی طور سے ان سے دور بھاگے گا۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ چاہے گا۔ کہ دوبارہ اسلام غالب ہو۔ تو ہر ظالم و سرکش کی بیخ و بن اکھاڑ دے گا اور جو چیز چاہتا ہے اس پر قدرت رکھتا ہے۔ اس امت کی خرابی کے بعد اصلاح کر دے گا۔ اے حذیفہ اگر دنیا میں صرف ایک دن باقی ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دے گا حتیٰ کہ ایک آدمی میرے اہل بیت میں سے بادشاہ ہوگا۔ وہ اسلام کو غالب کرے گا۔ خدا کی قسم اللہ اپنے وعدے کی خلاف نہیں کرتا۔ وہ اپنے وعدے کو پورا کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ صاحب الاربعین نے ابو جعفر دوانقی سے روایت کی ہے۔ وہ اپنے باپ سے ان کا باپ آپ کے دادا ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوگی جس کے شروع میں ہوں گے۔ اور اس کے آخر میں عیسیٰ بن مریم ہوں گے۔ اور حضرت مہدی درمیان میں ہوں گے۔ محمد بن یوسف گنجی شافعی نے علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا طالقان کے لئے مبارک باد ہو۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کانیں ہیں۔ وہ سونے اور چاندی کی نہیں ہیں لیکن وہاں آدمی موجود ہوں گے۔ جو صاحب معرفت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی کماحقہ معرفت رکھتے ہوں گے نیز

وہ لوگ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے جو آخری زمانے میں ہوں گے مددگار ہوں گے۔ گنجی نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ لگاتار میری امت کا ایک گروہ حق پر جہاد کرتا رہے گا۔ قیامت وہ لوگ غالب ہوں گے عیسٰے بن مریم نازل ہوں گے۔ اس گروہ کا امیر آپ سے کہے گا۔ آگے بڑھئے ہمیں نماز پڑھایئے آپ کہیں گے تمہارا بعض بعض پر امیر ہے"۔ اللہ کی جانب سے اس امت کے لئے بندگی ہے۔" حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز مسلم نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ گنجی نے اپنی سند کے ساتھ ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں موجود ہوگا؟ کیا یہ حدیث حسن صحیح ہے: نیز اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ گنجی نے اپنی سند کے ساتھ ابن عمر سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مہدیؑ ایک بستی سے ظاہر ہوں گے۔ جس کو کرعہ کہا جاتا ہوگا۔ مہدی کے سر پر ایک فرشتہ موجود ہوگا۔ جو ندا دے گا تمہیں یقین ہونا چاہیے یہ مہدی ہیں آپ کی اتباع کرو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز اس حدیث کو ابو نعیم اور طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ حافظ نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں اپنی سند کے ساتھ ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم میں سے وہ شخص موجود ہوگا جس کے پیچھے عیسٰے بن مریم نماز پڑھیں گے۔ اسی کتاب میں اپنی سند کے ساتھ ہشام بن محمد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مہدی وہ شخص ہیں گے جس کی اقتدا عیسی بن مریم علیہما السلام کریں گے۔

محمد بن علی علوی کتاب فضل الکوفہ میں اپنی سند کے ساتھ ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مہدی بادشاہ ہوں گے۔ لوگوں کو سات سال یا دس سال حکم دیں گے آپ کی وجہ سے تمام لوگوں سے زیادہ نیک بخت کوفہ کے لوگ ہوں گے۔

باب ۶۹

قائم مہدی علیہ السلام اور عیسٰی علیہ السلام کا زائچہ ولادت

شیخ محمد بن علی بن حسین قدس سرہ کتاب الغیبتہ میں موسٰے بن محمد بن قاسم بن حمزہ بن موسٰے کاظم علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حکیمہ خاتون بنت امام محمد تقی جواد نے حدیث بیان کی۔ کہ امام ابو محمد عسکری نے میرے پاس کسی آدمی کو بھیجا۔ اور فرمایا اے پھوپھی! آج رات ہمارے پاس افطار فرمانا۔ یہ نصف شعبان کی رات ہے۔ اللہ تبارک وتعالی اس رات کو اپنی زمین پر اپنی حجت کو ظاہر کرے گا۔ فرماتی ہیں۔ میں قیام پذیر ہوگئی اور سوگئی پھر میں سحر کے وقت اٹھ کھڑی ہوئی۔ سورہ الم السجدہ اور سورہ یٰسین کی تلاوت کی گئی۔ نرجس خاتون پریشان ہوگئیں

آپ سے کپڑا الگ کیا گیا۔ ناگاہ ایک بچے کو دیکھا گیا جو سجدے کی حالت میں تھا۔ ابو محمد علیہ السلام نے آواز دی اے پھوپھی میرے بیٹے کو میرے پاس لاؤ۔ میں آپ کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئی حضرت نے اپنے دونوں ہاتھ آپ کے سینے پر رکھ دیئے۔ اور اپنی زبان مبارک کو آپ کے منہ میں ڈال دیا۔ اپنے ہاتھ اپنی دونوں آنکھوں دونو کانوں اور جوڑوں پر پھیرا۔ پھر فرمایا اے میرے فرزند! اس بات کی گواہی دو۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اس بات کی شہادت دو۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے رسول ہیں پھر آپ نے امیر المومنین اور آئمہ پر درود بھیجا حتیٰ کہ آپ نے اپنے باپ پر درود بھیجا پھر ابو محمد علیہ السلام نے فرمایا اے پھوپھی آپ کو آپ کی ماں کے پاس لے جاؤ۔ تاکہ اس کو سلام کریں۔ آپ نے حضرت کو میرے حوالے کر دیا میں آپ کو آپ کی ماں کے پاس لے آئی۔ آپ نے اپنی ماں کو سلام کیا۔ پھر میں حضرت کو لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ کو آپ کے پاس رکھ دیا۔ فرمایا اے پھوپھی جب ساتواں روز ہو۔ تو ہمارے پاس تشریف لے آنا جب ساتواں روز ہوا تو میں آ گئی۔ حضرت ابو محمد علیہ السلام نے فرمایا۔ میرے پاس میرے فرزند کو لے آؤ۔ میں حضرت کو آپ کے پاس لے آئی۔ آپ نے آپ کے ساتھ پہلے کی طرح برتاؤ کیا۔ فرمایا اے فرزند! بولو۔ آپ نے شہادتین کو پڑھا۔ اور اپنے اباؤ پر ایک کے بعد دوسرے پر درود پڑھا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلہم ائمۃ و نجعلہم الوارثین جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں۔ کہ ایک دن میں آئی اور پردے کو اٹھایا اور میں نے حضرت کو نہ دیکھا۔ میں نے عرض کیا میں آپ کے قربان جاؤں۔ میرے آقا زمان آل محمد کے ساتھ کیا ہوا؟ فرمایا۔ اے پھوپھی ہم نے آپ کو اللہ حفیظ قدیر کے سپرد کیا ہے جس کے پاس موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے حضرت موسیٰ کو سپرد کیا تھا۔ پھر جناب موسیٰ بن محمد نے کہا میں نے عقیر الخادم سے اس کے متعلق دریافت کیا آپ نے کہا حکیمہ خاتون نے سچ فرمایا ہے۔ آپ پر اللہ کی مہربانی اور رضامندی نازل ہو۔

اس کتاب میں محمد بن عبد اللہ مطہری سے روایت ہے کہ میں نے قائم علیہ السلام کی ولادت کے بارے میں حکیمہ خاتون سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہماری ایک لونڈی تھی جس کو نرجس کہا جاتا تھا۔ ایک دن میرے بھائی کے فرزند ابو محمد حسن تشریف لائے۔ آپ نرجس کی طرف غور سے دیکھتے تھے۔ میں نے آپ سے کہا کہ اگر آپ کو اس کی دلی خواہش ہو۔ تو میں آپ کو بخش دوں۔ فرمایا نہیں لیکن مجھے اس سے اس بات کی حیرانی ہو رہی ہے۔ کہ عنقریب اس سے ایک ایسا فرزند ہوگا۔ جو اللہ کے نزدیک عزت والا ہوگا۔ وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہوگی۔ میں نے کہا میں اس کو آپ کی خدمت بھیج دوں۔ فرمایا میرے باپ سے اجازت طلب فرمایئے۔ میں اپنے بھائی امام علی نقی ہادی کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ فرمایا اے حکیمہ نرجس کو میرے فرزند ابو محمد حسن کے حوالے کر دو۔ میں نے عرض کیا اے میرے آقا میں اسی غرض کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔ حتیٰ کہ اس بارے میں آپ کی

اجازت حاصل کروں۔ آپ نے مجھے فرمایا اے میری بہن! اے برکت والی اللہ تعالیٰ نے اس بات کو دوست رکھا کہ وہ آپ کو اس کام میں شریک کرے۔ اور بھلائی میں آپ کا حصہ مقرر کرے جناب حکیمہ خاتون نے فرمایا میں نے نرجس کو سنوار کر ابو محمد کو بخش دیا میں نے دونوں کو اپنے گھر کے ایک کمرے میں جمع کر دیا آپ میرے پاس کئی دن تک قیام فرما رہے پھر حضرت نرجس کو لے کر اپنے والد امام علی نقی علیہ السلام کے پاس آگئے۔ امام ابو محمد علیہ السلام کے بارے میں اپنے والد کے قائم مقام ہوئے۔ ایک دن میں نے آپ کی زیارت کی۔ نرجس نے کہا اے میری آقا میں آپ کی جراب اتاروں گی اور آپ کی خدمت کروں گی۔ میں نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ لیکن اب تم میری آقا ہو! خدا کی قسم میں اپنی جراب اتارنے کے لئے تمہارے حوالے نہیں کروں گی۔ بلکہ میں بذات خود بسر و چشم آپ کی خدمت کروں گی۔" میں نے واپس آنے کا ارادہ کیا۔ ابو محمد علیہ السلام نے فرمایا۔ اے پھوپھی آج رات افطار ہمارے ہاں فرمایئے۔ پھر حکیمہ خاتون نے پھر وہی قصہ ذکر کیا ہے۔ جس کو آپ نے موسیٰ بن محمد سے بیان کیا تھا۔ نیز محمد بن اسمٰعیل حسینی جناب حکیمہ خاتون سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے بھی واقعہ مذکورہ آپ سے سُنا تھا۔ محمد بن قاسم علوی کہتے ہیں۔ کہ ہم علویوں کی ایک جماعت جناب حلیمہ خاتون کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا تم لوگ میرے پاس اس لئے حاضر ہوئے ہو کہ اللہ کے ولی کی پیدائش کے متعلق مجھ سے دریافت کرنا چاہتے ہو۔ ہم لوگوں نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم واقعات وہی ہیں جن کو میں نے ذکر کیا ہے . . . . نیز عبداللہ مطہری کہتے ہیں

کہ آپ نے بھی جناب حکیمہ خاتون سے ذکر کردہ حدیث کو سُنا تھا۔ نیز حسین بن ہمدان نے کہا کہ مجھے بعض اُن مشائخ نے کہا جن پر مجھے اعتماد ہے۔ یہ حضرات حکیمہ خاتون سے ذکر کردہ حدیث کو بیان کرتے ہیں۔ نسیم اور ماریہ نوکرانیاں دونوں کہتی ہیں۔ کہ جب صاحب الزمان اپنی والدہ کے شکم مبارک سے پیدا ہوئے تو آپ نے اپنے دونوں گھٹنوں کو زمین پر ٹیک دیا۔ اور اپنی دونوں سبابہ انگلیوں کو آسمان کی طرف بلند کر دیا پھر آپ نے چھینک لی۔ اور فرمایا۔ تمام کائنات کے پالنے والے کے لئے شکر ہے۔ اور اللہ کی رحمت محمدؐ اور آپ کی آل پر نازل ہو۔ نسیم کا بیان ہے کہ صاحب الزمان کی ولادت کے بعد ایک رات میں نے آپکے نزدیک چھینک لی۔ حضرت نے مجھے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔ اور فرمایا۔ چھینک لینا تین دن موت سے امان کا باعث ہوتی ہے۔ سید کامل عالم عامل خواجہ محمد پارسا بہاء الدین محمد حسن کا لقب شاہ نقش بند تھا کے سب سے پہلے خلیفہ ہیں نے اپنی کتاب فصل الخطاب میں تحریر کیا ہے کہ آئمہ اہل بیت طیبین میں سے ابو محمد حسن عسکری ہیں ۲۳۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے ربیع الاول کی چھ تاریخ تھی اپنے باپ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ امام حسن عسکری اپنے باپ کی وفات کے بعد چھ سال زندہ رہے آپ نے امامیہ حضرات کے نزدیک حضرت ابو القاسم محمد منتظر جس کو قائم۔ حجت۔ مہدی۔ صاحب الزمان اور بارہ آئمہ کا آخری امام کہا جاتا ہے۔ کے سوا اور کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ منتظر کی ولادت ماہ شعبان کی پندرھویں رات تھی۔ ۲۵۵ھ ہجری

تھا۔آپ کی والدہ ام ولد ہیں۔جس کو نرجس کہا جاتا ہے جب آپ کے والد کا انتقال ہوا۔تو اس وقت آپ عمر پانچ سال تھی۔اس وقت تک آپ پوشیدہ ہیں۔ابو محمد حسن عسکری کے فرزند محمد منتظر مہدی علیہما السلام ہیں۔ آپ کے خاص اصحاب اور آپ کے معتبر گھر والوں کو معلوم ہیں۔(کہ آپ کہاں ہیں)

جناب حکیمہ خاتون بنت ابو جعفر محمد جواد نقی جو ابو محمد امام حسن عسکری علیہما السلام کی پھوپھی تھیں۔آپ سے محبت کرتی تھیں۔اور آپ کے حق میں دعا مانگتی تھیں۔اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کیا کرتی تھیں۔کہ اللہ تعالےٰ آپ کو امام حسن عسکری علیہ السلام کا فرزند دکھلاتے۔آپ سے امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا۔ پھوپھی آج رات ہمارے پاس ایک امر کی خاطر قیام فرمائیے۔آپ فرماتی ہیں۔میں ٹھہر گئی۔جب صبح کا وقت ہوا۔تو نرجس خاتون نے اضطراب محسوس کیا۔حکیمہ خاتون آپ کے پاس تشریف لے گئیں۔نرجس خاتون نے مولود مسعود کو جنا۔جب حکیمہ خاتون نے بچے کو دیکھا۔تو اس کو ابو محمد عسکری علیہ السلام کے پاس لے آئیں۔اور بچہ ختنہ شدہ حالت میں پیدا ہوا تھا۔امام حسن عسکری علیہ السلام نے بچے کو لے لیا۔اور اپنا ہاتھ مبارک بچے کی پشت اور دونوں آنکھوں پر پھیرا۔اور اپنی زبان کو اس کے منہ میں ڈال دیا۔داہنے کان میں اذان اور دوسرے کان میں اقامت کہی۔امام علیہ السلام نے فرمایا۔اے پھوپھی اس کو اس کی ماں کے پاس لے جائیے۔میں آپ کو لائی اور آپ کی ماں کو دے دیا۔حکیمہ خاتون نے کہا۔پھر میں اپنے گھر سے ابو محمد عسکری کے پاس آئی بچہ امام علیہ السلام کے ہاتھوں پر ایک رنگ کے کپڑے میں ملبوس تھا۔آپ پر رونق اور نور ٹپکتا تھا۔جس نے میرے دل کے تمام گوشوں کو موہ لیا۔میں نے کہا اے آقا۔آپ کو اس مولود مبارک کے متعلق کچھ علم ہے؟ فرمایا اے پھوپھی! یہ وہ منتظر ہے جس کی ہم لوگوں کو بشارت دی گئی ہے حکیمہ خاتون نے کہا۔میں اس بات پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے سجدہ شکر میں گر پڑی پھر میں امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔میں نے مولود مسعود کو نہ پایا۔میں نے کہا اے میرے مولا! ہمارے آقا اور ہمارے منتظر کے ساتھ کیا ہوا۔

فرمایا۔ہم نے آپ کو اللہ تعالیٰ کے پاس سپرد کر دیا ہے۔جس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اپنے فرزند کو سپرد کر دیا تھا۔انھوں نے کہا۔اللہ تعالےٰ نے آپ کو بچپن میں حکمت اور فصل الخطاب عطا کیا تھا۔اور آپ کو عالمین کے لئے اس طرح آیت قرار دیا تھا جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔اے یحییٰ کتاب کو قوت کے ساتھ پکڑے اور ہم نے اس کو حکم بچپن میں دیا تھا۔"

اللہ تعالےٰ نے کہا۔انھوں نے کہا ہم اس سے کس طرح بات کریں جو ابھی جھولے میں بچہ ہو۔" اس نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں۔اللہ نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس

مولود کی عمر کو اس طرح لمبا کیا جس طرح حضرت خضر علیہ السلام کی عمر کو لمبا کیا تھا۔ انتہی کتاب فصل الخطاب۔

شیخ ابن حجر ہیثمی مکی شافعی کی کتاب صواعق محرقہ میں تحریر ہے۔ کہ ابو محمد حسن خالص عسکری علیہ السلام ۲۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ معتمد بن متوکل نے آپ کو قید کر دیا۔ تو ملک میں شدید قحط پڑ گیا۔ مسلمان تین روز تک طلب باراں کی خاطر نکلے لیکن ان کی نماز استسقاء سے بارش نہ ہوئی۔

نصرانی طلب باراں کی خاطر باہر نکلے۔ اور ان کے ساتھ راہب تھا۔ جب راہب نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا۔ تو بادل بن کر آگیا۔ اور پہلے روز ہی بارش ہو گئی۔ دوسرے روز بھی ایسا ہی ہوا۔ بعض بے علم مسلمان شک میں پڑ گئے۔ اور مرتد ہو گئے۔ خلیفہ معتمد کو یہ بات ناگوار گزری۔ اس نے امام حسن عسکری علیہ السلام کے حاضر کرنے کا حکم دیا۔ اور آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اپنے نانا کی اُمت کی ہلاک ہونے سے پہلے خبر لیجئے"۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کی قید سے رہائی کے متعلق کہا۔ وہ آپ کی وجہ سے تمام کے تمام چھوڑ دیئے گئے۔

جب راہب نے معہ راہبوں کے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کیا۔ تو آسمان پر بادل بن کر آگئے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے ایک شخص کو حکم دیا۔ کہ جو کچھ راہب کے ہاتھ میں ہے اس کو پکڑ لیا جائے۔ چنانچہ اس کے ہاتھ کو پکڑا گیا ناگاہ اس کے ہاتھ میں آدمی کی ہڈی تھی۔ وہ ہڈی اس کے ہاتھ سے لے لی گئی۔ آپ نے فرمایا اب بارش کے لئے دعا مانگئے راہب نے اپنے ہاتھ کو آسمان کی طرف بلند کیا۔ بادل دور ہو گیا سورج ظاہر ہو گیا۔ لوگوں کو اس کی اس بات سے تعجب ہوا۔

معتمد نے عرض کیا اے ابو محمد! یہ کیا واقعہ تھا؟ فرمایا یہ ایک نبی کی ہڈی تھی۔ جس کے حاصل کرنے پر یہ راہب کامیاب ہو گیا تھا۔ جب بھی کسی نبی کی ہڈی کو آسمان کے نیچے ظاہر کیا جاتا ہے۔ بارش ہو جاتی ہے۔ ان لوگوں نے اس ہڈی شریف کا امتحان کیا۔ اور لوگوں کا شک دور ہو گیا۔ امام حسن عسکری اپنے گھر میں تشریف لائے اور آپ انتقال فرما گئے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ آپ کی موت زہر کی وجہ سے واقع ہوئی۔ آپ نے اپنے بیٹے ابوالقاسم محمد، حجت کے سوا اور کوئی اولاد نہ چھوڑی تھی۔ باپ کی وفات کے وقت آپ کی عمر پانچ سال کی تھی۔ لیکن اللہ نے آپ کو اس عمر میں حکمت سے نوازا تھا۔ آپ کو قائم اور منتظر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ کیوں کہ آپ پوشیدہ اور غائب ہو گئے تھے۔ اور یہ معلوم نہ ہو سکا۔ کہ آپ کہاں تشریف لے گئے ہیں۔ انتہی صواعق محرقہ۔

ثقہ لوگوں کے نزدیک یہ بات محقق ہے۔ کہ قائم علیہ السلام کی ولادت ۲۵۵ھ میں شہر سامرا میں پندرہ شعبان کی رات کو قران اصغر کے وقت واقع ہوئی تھی۔ قران اصغر قوس میں تھا۔ اور وہ چوتھا قران اکبر تھا۔ جو قوس میں واقع ہوا تھا۔ اور طالع سرطان سے ۲۵ درجے پر واقع تھا"۔

باب ۸۰

قائم مہدی علیہ السلام کی شان میں امام علی رضا اور امام جعفر صادق علیہما السلام کا کلام

فرائد السمطین میں حموینی شافعی احمد بن زیاد سے روایت کرتے ہیں۔ آپ دعبل بن علی خزاعی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اس قصیدہ کو امام علی رضا علیہ السلام کی شان میں انشا کیا جس کا شروع اس طرح تھا۔

مدارس آیات خلت من تلاوۃ　　　ومنزل وحی مقفر العرصات

آیات قرآنی کی مدد سے تلاوت کرنے سے خالی پڑے ہوئے ہیں۔ وحی کا گھر ویران پڑا ہوا ہے۔

اری فیئھم فی غیرھم متقسما　　　وایدیھم من فیئھم صفرات

میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کا مال غیر لوگوں میں تقسیم ہو رہا ہے اور ان کے ہاتھ اپنے مال سے خالی ہیں۔

وقبر ببغداد لنفس زکیۃ　　　تضمنھا الرحمن فی الغرفات

نفس زکیہ امام موسی کاظمؑ کی قبر بغداد میں واقع ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بہشت کے اونچے مقامات میں شامل کر رکھا ہے

امام رضا علیہ السلام نے مجھے فرمایا۔ ان دو اشعار کو بھی اپنے قصیدہ میں شامل کر دے۔ میں نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسول کے فرزند آپ نے فرمایا۔

وقبر بطوس یالھا من مصیبۃ　　　الحت علی الاحشاء بالزفرات

ایک کی قبر شہر طوس میں واقع ہو گی وہ کتنی مصیبت ہو گی (پسر)

الی الحشر حتی یبعث اللہ قائما　　　یفرج عنا الھم والکربات

محشر کے دن تک آنسو بہائے گی یعنی کہ اللہ قائم کو مبعوث کرے گا۔ جو ہم سے اندوہ اور مصیبتوں کو دور کرے گا۔

دعبل کا بیان ہے کہ جب میں نے اپنا باقی قصیدہ امام کی خدمت میں پڑھا۔ اور جب میں اپنے ان اشعار پر پہنچا

خروج امام لامحالۃ واقع　　　یقوم علی اسم اللہ والبرکات

امام کا خروج ضرور ہو گا جو اللہ کے نام اور برکات سے قیام فرما ہوں گے۔

یمیز فینا کل حق وباطل　　　ویجزی علی النعماء والنقمات

جو ہم میں حق و باطل کو جدا کریں گے۔ (مومن کو) نعمتوں سے نوازیں گے (دشمن کو) سزا دیں گے۔

امام رضا علیہ السلام سخت روئے پھر فرمایا اے دعبل روح القدس تمہاری زبان کے ذریعہ بولتا ہے کیا تم جانتے ہو کہ یہ امام کون ہے میں نے عرض کیا نہیں ہاں اتنا سنا ہے کہ آپ حضرات میں سے ایک امام ظاہر ہو گا۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ آپ نے فرمایا میرے بعد امام میرا فرزند محمدؑ ہو گا۔ اور محمدؑ کے بعد آپ کا فرزند علیؑ ہو گا۔ اور علیؑ کے بعد آپ کا فرزند حسنؑ ہو گا۔

اور حسن کے بعد آپ کا فرزند حجت قائم امام ہوگا۔ آپ کا آپ کی غیبت کے زمانے میں انتظار کیا جائے گا۔ آپ کے ظہور کے وقت آپ کی اطاعت کی جائے گی۔ زمین جس قدر ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اس قدر وہ اس کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ مجھے میری امامت کی قسم وہ کھڑا ہوگا۔"

مجھے میرے باپ نے حدیث بیان کی تھی۔ آپ اپنے آبا سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا اس کی مثال قیامت کی مانند ہوگی۔ وہ اچانک تمہارے پاس آ جائیں گے۔"

مناقب میں سدیر صیرفی سے روایت ہے کہ میں مفضل بن عمر، ابو بصیر اور ابان بن تغلب آقا ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم لوگوں نے حضرت کو اس حالت میں دیکھا۔ کہ آپ مٹی پر تشریف فرما تھے اور زار زار رو رہے تھے۔ اور فرما رہے تھے۔ کہ اے میرے آقا آپ کی غیبت نے میری نیند ختم کر دی ہے۔ اور میرے دل کے آرام کو چھین لیا ہے سدیر نے کہا فرط اندوہ سے ہمارے دل پھٹنے لگے۔ ہم نے عرض کیا اے تمام کائنات سے افضل انسان کے فرزند! اللہ آپ کی آنکھوں کو نہ رولائے حضرت نے ایک لمبی سانس کھینچی جس سے آپ کا شکم مبارک پھول گیا۔ فرمایا میں نے آج کے بعد ان صبح کے وقت کتاب جفر جامع میں دیکھا ہے۔ اور یہ وہ کتاب جو قیامت تک کے علم کان و ما یکون پر مشتمل ہے یہ وہ علم ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ اور آپ کے بعد ہونے والے آئمہ صلوٰت اللہ علیہ علیہم کو مخصوص کیا ہے۔ اور میں نے اس کتاب میں ہمارے قائم مہدی کی پیدائش، اور آپ کی لمبی غیبت اور لمبی عمر کے متعلق دیکھا ہے، آپ کی غیبت کے زمانے میں مومنین کا امتحان ہوگا اور آپ کے ظہور کے بارے میں دیر ہونے کی وجہ سے ان کے دلوں میں شکوک پیدا ہوں گے اور لوگ اسلام کی رسی کو اپنی گردنوں سے اتار پھینک دیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ" یعنی امام کی ولایت اس کی گردن میں لازم قرار دی ہے (اس لیے مجھ پر) رقت طاری ہو گئی تھی اور غم و حزن کا اندوہ مجھ پر طاری ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی ولادت کو حضرت موسیٰ عؑ کی ولادت کے مانند قرار دیا ہے اور آپ کی غیبت کو حضرت موسیٰ کی غیبت کے مانند قرار دیا پھر اور آپ کا دیر سے آنا حضرت نوح عؑ کے دیر سے آنے کی مانند قرار دیا ہے، حضرت موسیٰ عؑ کی پیدائش کا یہ واقعہ ہے کہ جب فرعون کو اس بات کا علم ہے کہ بنو اسرائیل کے ایک بچے کے ہاتھ اس کی سلطنت جاتی رہے گی اور اس نے بنو اسرائیل کے ہر بچے کے قتل کا حکم دے دیا تھا یہاں تک کہ اس نے بیس ہزار سے زائد بچوں کو قتل کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عؑ کی حفاظت کی تھی، اسی طرح جب بنو امیہ اور بنو عباس کو اس بات کا پتہ چلا کہ ان کی حکومت کا زوال ہمارے قائم علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوگا، تو ان لوگوں نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کا انکار کر دیا کہ آپ کا امر کسی ظالم پر بھی ظاہر ہو، اللہ تعالیٰ اپنے نور کو تمام کر کے رہے گا۔ آپ کی غیبت حضرت عیسیٰ السلام کی غیبت کی مانند ہے۔ یہود اور نصاریٰ نے اس بات پر اتفاق کر لیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کر دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب اس قول کے ساتھ کی" وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم۔

اسی طرح قائم علیہ السلام کی غیبت کا معاملہ ہے، لوگوں نے غیبت کے لمبے ہونے کی وجہ سے غیبت کا انکار کر دیا ہے، بعض بغیر ہدایت کے کہتے ہیں کہ آپ پیدا نہیں ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ پیدا تو ہو چکے ہیں لیکن مر گئے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ہمارے گیارہویں (امام) بانجھ ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ حضرت قائم علیہ السلام کی روح غیر کے جسم میں بولتی ہے۔ اور یہ تمام باتیں باطل ہیں۔ آپ کی تاخیر حضرت نوح علیہ السلام کی تاخیر کی مانند ہے۔ جب حضرت نوح نے اپنی قوم پر عذاب نازل کرنے کی استدعا کی تو اللہ نے روح الامین کو بھیجا اور کہا۔ اے اللہ کے نبی اللہ تعالٰے آپ سے فرماتا ہے۔ یہ لوگ میری مخلوق اور میرے بندے ہیں میں ان کو دعوت کی تاکید اور دلیل کے لازم کرنے کے بعد ہلاک کروں گا۔ تم کھجور کی ایک گٹھلی بو دو۔ اس میں تیرا چھٹکارا ہے۔ جب وہ گٹھلی درخت بن کر پھل دار ہوگئی۔ تو آپ سے اللہ تعالٰی نے فرمایا پھر گٹھلی کو بو دو اور صبر کرو۔ اور (تبلیغ میں) کوشش کرو۔ آپ نے ان لوگوں کو اس بات کی خبر دی جو آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ ان میں سے تین سو آدمی مرتد ہو گئے۔ اللہ تعالٰے نے اس گٹھلی کے درخت بن جانے کے بعد جب وہ پھل دار ہو جاتا تھا تو ہر مرتبہ اللہ تبارک وتعالٰی آپ کو یہی حکم دیتا تھا۔ کہ دوسری گٹھلی بو دو حتٰی کہ حضرت نوح علیہ السلام نے سات مرتبہ گٹھلیوں کو بویا تھا لگاتار لوگ مرتد ہوتے رہے حتٰی کہ ایمان پر صرف ستر سے کچھ زائد آدمی رہ گئے۔ اللہ تعالٰی نے حضرت نوح کی طرف وحی کی۔ کہ اب حق کھوٹ سے صاف ہوگیا ہے۔ جن لوگوں کی مٹی خبیث تھی۔ وہ مرتد ہو گئے ہیں۔ اسی طرح ہمارے قائم علیہ السلام کا معاملہ ہوگا۔ اللہ تعالٰے آپ کی غیبت کو لمبا کرے گا۔ حضرت امام علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت کی۔

حتی اذا استیاس الرسل وظنوا انهم قد کذبوا جاءهم نصرنا

اللہ تعالٰی نے حضرت خضر علیہ السلام کی زندگی اس لئے لمبی نہیں کی تھی۔ کہ آپ کے لئے نبوت کو مقرر کیا تھا اور اس لئے بھی نہیں کہ آپ پر کتاب کو نازل کیا تھا۔ اور اس لئے بھی نہیں کہ آپ کو شریعت عطا کی گئی۔ اور اس کے ذریعے آپ سے پہلے شخص کی شریعت کو منسوخ کر دیا تھا۔ اور نہ ہی اس لئے کہ امت کے لئے آپ کی پیروی لازم تھی اور اس لئے بھی نہیں۔ کہ آپ کی اطاعت فرض کی گئی تھی بلکہ آپ کی زندگی کو اس لئے لمبا کیا گیا تاکہ اس کے ذریعے حضرت قائم علیہ السلام کی لمبی زندگی پر استدلال کیا جا سکے۔ اور منکرین کی حجت کو ختم کر دے۔ تاکہ لوگوں کے لئے اللہ تعالٰی پر کوئی حجت باقی نہ رہے۔

باب ۸۱

حضرت مہدی علیہ السلام کے وہ معجزات اور کرامات جو لوگوں کیلئے ظاہر ہوئے

شیخ علی بن موسیٰ اربلی اپنی کتاب کشف الغمہ میں بیان کرتے ہیں، حضرت امام مہدی علیہ السلام کے معجزات کے بارے میں لوگ قصے اور خبریں نقل کرتے ہیں جن کی تفصیل بہت لمبی ہے۔ میں صرف دو واقعات بیان کرتا ہوں جو میرے زمانے کے قریب واقع ہوئے ہیں ان دونوں واقعات کو مجھ سے میرے معتبر بھائیوں کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اسماعیل نے حکایت بیان کی کہ میری بائیں ران پہ انسان کی مٹھی کی مقدار کے برابر ایک پھوڑا نکل آیا، اس کے علاج سے طبیب عاجز آ گئے تھے۔ آپ بغداد میں آئے وہاں طبیبوں نے آپ کو دیکھ کر کہا اس کا کوئی علاج نہیں ہے، آپ سامرا میں آ گئے۔ وہاں آپ نے امام علی ہادی اور حسن عسکری علیہما السلام کے مزارات کی زیارت کی اور سرداب مبارک میں اتر گئے۔ اللہ تعالیٰ سے گڑ گڑا کر دعا کی اور امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں فریاد کی۔ پھر دریائے دجلہ پر چلے گئے۔ وہاں غسل کیا پھر کپڑوں کو پہنا۔ اور آپ نے شہر کی فصیل کے باہر چار آدمیوں کو گھوڑوں پر سوار دیکھا، ان میں سے ایک آدمی بوڑھا تھا جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ دوسرا نوجوان دیکھا جس کے اوپر کمان تھی جو پڑھی کی ہوئی تھی، نیزے والے راستے کی داہنی جانب تھے۔ اور دو نوجوان راستے کی بائیں جانب تھے۔ کمان والا جوان راستہ پر چل رہا تھا، کمان والے صاحب نے کہا کہ تم کل ٹھیک ہو کر اپنے گھر والوں کے پاس چلے جاؤ گے کمان والے صاحب نے کہا میرے پاس آیئے تاکہ میں دیکھوں کہ آپ کو کونسی چیز تکلیف دیتی ہے آپ آپ کی طرف بڑھے، آپ نے اپنا ہاتھ آپ کی طرف بڑھایا۔ آپ نے پھوڑے کو اپنے ہاتھ مبارک سے نچوڑ دیا اور اس کو تھوڑی سی تکلیف دی۔ پھر آپ زمین پر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ نیزے والے صاحب نے کہا اے اسماعیل تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ یہ امام ہیں۔ پھر وہ لوگ چلے گئے، وہ بھی ان حضرات کے ساتھ چلتے رہے، امام نے کہا واپس چلے جاؤ۔ اس نے کہا میں آپ سے کبھی بھی جدا نہیں ہوں گا۔ امام نے فرمایا مصلحت اسی میں ہے کہ تم واپس چلے جاؤ، اس نے کہا میں آپ سے ہرگز جدا نہیں ہوں گا۔ شیخ نے کہا اے اسماعیل تجھے شرم نہیں آتی کہ امام نے تجھے دو مرتبہ کہا ہے کہ واپس ہو جاؤ۔ تم حضرت کی مخالفت کرتے ہو۔ اسماعیل ٹھہر گیا، امام چند قدم آگے چلے پھر اسماعیل کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے اسماعیل! جب تم بغداد میں پہنچ جاؤ گے تو تجھے ابوجعفر یعنی خلیفہ مستنصر باللہ ضرور

طلب کریں گے۔ جب تم اس کے پاس حاضر ہو جاؤ اور وہ تجھے کوئی چیز دے گا تم اس کو نہ لینا۔ ہمارے فرزند رضا سے کہنا وہ میرے لئے علی بن عوض کے ہاں پروانہ لکھ دیں گے۔ میں نے اس کو وصیت کر دی ہے کہ جو کچھ تم چاہتے ہو وہ تجھے دے دیں گے۔ پھر حضرت اپنے اصحاب کے ساتھ چلے گئے۔ اسماعیل ان حضرات کو اس وقت تک کھڑا دیکھتا رہا حتیٰ کہ یہ لوگ غائب ہو گئے۔ پھر اسماعیل ایک گھنٹے تک زمین پر افسوس و غم کی حالت میں بیٹھا رہا اور ان کی جدائی پر روتا تھا۔ پھر واپس سامرا آ گیا، لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے، انہوں نے کہا، آپ کو کیا چیز پہنچی ہے کہ ہم لوگ آپ کا چہرہ متغیر پاتے ہیں۔ اس نے کہا کیا تم نے ان گھوڑ سواروں کو دیکھا ہے جو شہر سے نکل کر فرات کے کنارے چلے گئے تھے۔ انہوں نے کہا وہ شریف لوگ تھے جو بھیڑ بکریوں کے مالک تھے، کہا نہیں وہ تو امام ہیں۔ اور نوجوان آپ کے اصحاب ہیں۔ کمان والے امام ہیں۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے میرے مرض کو مس کیا ہے۔ انہوں نے کہا ذرا دکھاؤ تو سہی؟ اس شخص نے اپنی ران کو ظاہر کر دیا، انہوں نے دیکھا کہ مرض کا کوئی نشان نہیں ہے (کثرت اژدھام کی وجہ سے) اس کے کپڑوں کو پھاڑ دیا اور آپ کو خزانہ میں داخل کر دیا تاکہ آپ پر لوگوں کا مجمع نہ لگ جائے۔ خزانہ پر خلیفہ کی جانب سے جو شخص نگران مقرر تھا وہ آیا، اس نے آپ سے آپ کا نام، نسب اور وطن دریافت کیا اور وہ ان دنوں میں بغداد سے کیوں باہر نکلے تھے؟ نگران چلا گیا، اسماعیل نے رات خزانہ میں بسر کی، صبح کی نماز ادا کی، لوگوں کے ساتھ چلا گیا حتیٰ کہ سامرا سے دور ہو گیا، لوگ واپس آ گئے۔ لوگوں نے آپ کو الوداع کیا تھا اور وہ اکیلے روانہ ہوئے تھے۔ آخر کار ایسے مقام پر دار د ہوئے تو اس نے ایک پرانی پل کے اوپر لوگوں کا ایک مجمع دیکھا، ان لوگوں کے پاس جو شخص بھی آتا تھا وہ اس سے اس کا نام، نسب اور اس کے آنے کی جگہ کے متعلق دریافت کرتے تھے۔ جب ان لوگوں کی اس شخص سے ملاقات ہو گئی تو انہوں نے اس کو مذکورہ علامات کے ساتھ پہچان لیا۔ اس کے کپڑوں کو پھاڑ دیا اور ان کو بطور تبرک کے لے لیا۔ ناظر (خزانہ) نے بغداد کی طرف خط لکھ کر ان لوگوں کو حالات سے آگاہ کیا، وزیر نے سید رضی الدین کو اس غرض کے لئے طلب کیا، تاکہ واقعہ کی صحت کے متعلق معلوم کرے۔ رضی الدین اسماعیل کے دوستوں میں سے تھا۔ وہ تلاشی حالات کے متعلق روانہ ہوا۔ اسماعیل سامرا جانے سے پہلے رضی الدین کا مہمان تھا۔ رضی الدین نے اسماعیل کو دیکھا اور آپ کے ساتھ ایک جماعت موجود تھی۔ یہ لوگ گھوڑوں سے اتر پڑے۔ اس نے ان لوگوں کو اپنی ران دکھائی۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ اس پر کسی چیز کا بھی نشان موجود نہ تھا۔ علی رضی الدین ایک گھنٹہ تک غش میں پڑ گیا۔ پھر اس کے ہاتھ کو پکڑ کر وزیر قمی کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رضی الدین رو رہا تھا اور کہتا تھا یہ شخص میرا بھائی ہے اور میرے دل کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔ وزیر نے اس سے واقعہ کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے آپ سے پورا قصہ بیان کر دیا۔

اس نے ان طبیبوں کو بلایا جنہوں نے (اس سے پہلے) اس کے مرض کو دیکھا تھا۔ وزیر نے کہا تم نے اس کو کب ملاحظہ کیا تھا، انہوں نے کہا کوئی دس دن ہو گئے ہیں، وزیر نے اسماعیل کے ران کو دیکھا، اس پر کسی چیز کا نشان بھی موجود نہیں تھا، ان لوگوں نے عرض کیا کہ یہ حضرت مسیح علیہ السلام کا کام ہے۔ وزیر نے کہا ہم لوگ جانتے ہیں کہ یہ کام کس شخص نے کیا ہے، پھر وزیر نے اس کو خلیفہ کی خدمت میں پیش کر دیا، خلیفہ نے اس سے تمام واقعہ دریافت کیا، اس نے پورا ماجرا بیان کر دیا۔ خلیفہ نے آپ کو ایک ہزار دینار عطا کیے، اس نے عرض کیا، میں اس میں سے کسی چیز کے لینے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ خلیفہ نے کہا تمہیں کس شخص کا خوف ہے؟ عرض کیا اس کا خوف ہے جس نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ مجھے کہا تم ابوجعفر سے کوئی چیز نہ لینا۔ خلیفہ رو پڑا، علی بن عیسیٰ نے کہا کہ میں اس قصہ کو بیان کر رہا تھا کہ میرے پاس لوگوں کی ایک جماعت موجود تھی۔ اسماعیل کا ایک لڑکا شمس الدین بھی میرے پاس موجود تھا۔ اور میں اس کو نہیں جانتا تھا۔ اس نے کہا میں آپ کا حقیقی بیٹا ہوں، میں نے کہا کیا تم نے اپنے والد کا زخمی ران دیکھا تھا؟ کیا میں ران کے زخمی ہونے کے وقت لڑکا تھا، لیکن میں نے اس واقعہ کو اپنے باپ، اپنی ماں، رشتہ داروں اور اپنے ہمسایوں سے سنا تھا، میں نے اپنے باپ کے ران کو درست ہونے کے بعد دیکھا تھا اور اس پر زخم کا کوئی نشان موجود نہ تھا۔ اور زخم کے مقام پر بال اُگ آئے تھے، نیز کہا میں اس واقعہ کے متعلق سید صفی الدین محمد بن محمد اور نجم الدین حیدر بن الیسر رحمہا اللہ سے دریافت کیا تھا اور ان دونوں نے مجھے آگاہ کیا تھا کہ یہ واقعہ بالکل صحیح ہے۔ اور ان دونوں نے اسماعیل کو بیماری کے دوران اور صحت کی حالت میں دونوں صورتوں میں دیکھا تھا۔ اسماعیل کے فرزند نے کہا کہ آپ کا باپ درست ہونے کے بعد چالیس مرتبہ سامرا میں اس لالچ کی خاطر گیا تھا، تاکہ اس کے لئے وہ وقت پھر لوٹ کر آ جائے اور وہ حضرت کو دوبارہ دیکھ سکے۔ مجھے سید باقی بن عطوۃ علوی حسنی نے بیان کیا کہ آپ کا باپ عطوۃ امام محمد مہدی رضی اللہ عنہ کے وجود کا اعتراف نہیں کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ جب امام تشریف لائیں گے اور مجھے اس مرض سے ٹھیک کریں گے۔ تب میں تمہاری بات کی تصدیق کروں گا، اور اس بات کو بار بار بیان کرتے تھے، ایک روز ہم لوگ عشاء کے آخر وقت میں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ ہمارے والد نے چیخ بلند کی، ہم لوگ جلدی جلدی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، فرمایا امام کی خدمت میں پہنچ جاؤ ابھی ابھی میرے ہاں سے تشریف لے جا رہے ہیں، ہم لوگ روانہ ہو گئے۔ لیکن ہم نے کسی چیز کو نہ دیکھا، ہم آپ کے پاس آ گئے، آپ نے فرمایا ایک شخص میرے پاس تشریف لایا تھا۔ اور کہا اے عطوۃ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں۔ آپ کون صاحب ہیں؟ فرمایا میں مہدی ہوں۔ میں اس لئے آیا ہوں کہ تجھے تیری بیماری سے شفا دوں، آپ نے پھر اپنا ہاتھ مبارک بڑھایا، آپ نے میری ران کے اوپر کے حصے

کو نچوڑا۔ آپ ہرن کے بچے کی مانند ٹھیک ہو گئے۔ علی بن عیسٰی نے کہا میں نے اس قصہ کو آپ کے بیٹے کے سوا ایک اور آدمی سے دریافت کیا۔ آپ نے اس واقعہ کی صحت کا اقرار کیا۔

کتاب الغیبۃ میں احمد بن اسحاق بن سعد اشعری سے روایت ہے کہ میں ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں آپ سے اس بات کو دریافت کرنا چاہتا تھا کہ آپ کے بعد آپ کا قائم مقام کون شخص ہو گا۔ حضرت نے میرا مدعا بیان کرنے سے پہلے فرمایا۔ اے احمد! اللہ تعالیٰ نے زمین کو آدم علیہ السلام سے لے کر قیام قیامت تک اپنی مخلوق پر حجت سے خالی نہیں چھوڑا۔ اسی کی وجہ سے زمین کے رہنے والوں سے مصیبت کو دور کرتا ہے اور اسی کی وجہ سے بارش برساتا ہے اور اسی کی وجہ سے زمین کی برکتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کے فرزند میں آپ پر قربان جاؤں۔ آپ کے بعد امام اور خلیفہ کون شخص ہو گا؟ آپ جلدی جلدی اُٹھے اور اپنے گھر میں تشریف لے گئے، پھر آپ اس حالت میں تشریف لاتے کہ آپ کے کندھے مبارک پر ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا۔ چودھویں رات کے چاند کی مانند اس کا چہرہ روشن تھا۔ تین سال کے بچوں کی عمر کے برابر تھا۔ فرمایا اے احمد! اگر اللہ تعالیٰ کی کرامت تیرے حق میں نہ ہوتی تو میں اپنا یہ فرزند تم پر پیش نہ کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اور کنیت پر آپ کا نام اور کنیت ہے۔ یہ وہ ہیں زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ جس قدر وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہو گی۔ اے احمد! عمر کی لمبائی کے لحاظ سے اور علم لدنی کے لحاظ سے اس کی مثال حضرت خضر کی مانند ہو گی۔ خدا کی قسم آپ ایک عرصہ تک ضرور غائب رہیں گے۔ آپ کے زمانہ غیبت میں صرف وہ لوگ نجات پائیں گے جن کو اللہ تعالیٰ آپ کی امامت کے قول پر ثابت قدم رکھے گا۔

احمد کا بیان ہے کہ میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا اے آقا کیا اس کی کوئی علامت بھی ہے۔ جس سے میرا دل اطمینان حاصل کرے۔ بچہ بول اٹھا۔ کہا اے احمد! میں اللہ کی زمین پر اللہ کے خلفاء کا بقیہ ہوں۔ میں اللہ کے دشمنوں سے بدلہ لینے والا ہوں۔ میرے باپ کے بعد میرے سوا اور کسی کو امام طلب نہ کرنا۔ میں اللہ کے امر میں سے ایک امر ہوں۔ میں اللہ کے راز میں سے ایک راز ہوں۔ میں اللہ کے غیب میں سے ایک غائب ہوں۔ جو کچھ میں تجھے عطا کر دوں اس کو لے لو اور شاکرین میں سے ہو جاؤ۔ تاکہ تو کل علیین میں ہمارے ساتھ موجود ہو۔ احمد نے کہا میں بہت زیادہ مسرور ہوا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اس کے احسان کا شکر ہے۔

کتاب الغیبۃ میں مذکور ہے کہ حضرت کی غیبت صغریٰ کے زمانے میں یکے بعد دیگرے نائب مقرر تھے، جن کے ہاں سے حضرت کے فرمان اوامر اور نواہی جاری ہوتے تھے، اور حضرت کی جانب

سے غائب الیوں کے متعلق خبریں موصول ہوتی تھیں آخر کار آپ کے نائب اور وکیل ابوالحسن علی بن محمد سمری مقرر ہوئے یہ شخص اپنی عمر کے آخری لمحات تک نیابت کے امور سرانجام دیتے رہے! ایک دن یہ شخص اپنے گھر میں داخل ہوا۔ وہاں فرمان ظاہر ہوا جس میں لکھا ہوا دیکھا اے علی بن محمد! تم چھ یوم کے بعد اللہ عزوجل سے ملاقات کر جاؤ گے۔ اور تم دنیا سے کوچ کر جاؤ گے۔ تم میرے آخری نائب ہو! تیرے بعد میں اپنے ظہور کے زمانے تک کسی اور کو نائب مقرر نہیں کروں گا۔

علی بن محمد سمری سنہ ۳۲۸ھ میں چھ دن کے بعد فوت ہو گئے رحمۃ اللہ کتاب الغیبہ میں رشیق ارزانی سے روایت ہے کہ ہمیں خلیفہ معتضد باللہ عباسی نے حکم دیا اور ہم لوگ تین آدمی تھے اور ہمیں حکم دیا کہ ہم پوشیدہ طور پر سامرا چلے جائیں سامرہ ہم لوگوں کو ایک محلہ کے متعلق آگاہ کیا اور ایک گھر بتایا کہ تم لوگ اس گھر میں جس آدمی کو دیکھو اس کو میرے پاس لے آؤ۔ ہم سامرا میں آ گئے اور گھر میں داخل ہو گئے۔ لیکن ہم نے اس گھر میں کسی شخص کو نہ دیکھا پھر ہم نے اس گھر میں ایک پردہ پڑا ہوا دیکھا۔ ہم نے اس پردے کو اٹھا دیا تو اس کے اندر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑا گھر موجود ہے اور اس میں پانی موجود ہے۔ اور اس گھر کے انتہائی حصہ میں پانی کے اوپر ایک چٹائی موجود ہے۔ جس پر ایک نہایت اچھی اور خوبصورت شکل والا جوان تشریف فرما ہے۔ جو تمام لوگوں سے خوبصورت ہے وہ اس چٹائی کے اوپر نماز پڑھ رہا ہے۔ احمد بن عبداللہ آگے بڑھے اور پانی میں داخل ہوتے اور غرق ہو گئے۔ اسی عالم میں وہ بے قرار ہوئے۔ میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے پانی سے باہر نکال لیا۔ ایک گھنٹہ تک بیہوشی کے عالم میں رہے۔ پھر آپ کو ہوش آ گئی! میرے دوسرے ساتھی نے بھی میرے پہلے ساتھی کی طرح عمل کیا۔ اس کے ساتھ بھی وہی واقعہ پیش آیا جو پہلے صاحب کے ساتھ پیش آ چکا تھا۔ ہم لوگ عالم حیرت میں پڑ گئے۔ ہم لوگوں نے گھر کے مالک کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ سے اور آپ سے معافی طلب کرتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔ جو کچھ ہم نے عرض کیا آپ نے ہماری طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔ ہم لوگ اس بات سے ڈر گئے اور آپ کو چھوڑ کر واپس آ گئے! خلیفہ معتضد ہمارے انتظار میں تھا۔ ہم رات کے وقت اس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے آپ سے وہ تمام واقعہ بیان کیا۔ جس کو بچشم دید ملاحظہ کیا تھا! اس نے کہا میرے پاس آنے سے پہلے کسی اور شخص سے بھی ملے ہو؟ اور اس شخص سے تمہاری بات چیت ہوئی ہو؟ ہم نے عرض کیا ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ ہم نے لوگوں سے اس بات کو پوشیدہ رکھا ہے۔ خدا کی قسم ایسا ہے! اور ہم نے پختہ قسم کھا رکھی تھی کہ جب تک معتضد زندہ ہے اس بات سے کسی شخص کو مطلع نہ کریں گے! اگر معتضد کو اس بات کی خبر ہو گئی تو وہ ہماری گردنیں اڑا دے گا۔ اس بات کو اس کی موت کے بعد بیان کریں گے!

کتاب الغیبۃ میں سعد بن عبداللہ قمی کا بیان ہے کہ میں علوم کی گہرائیوں میں مشغول تھا اور میں ایک کتاب میں چالیس سے زیادہ کے مشکل مسائل لکھ رہا تھا۔ میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ میں (ان مسائل کو) اپنے آقا ابو محمد امام حسن عسکری کے مصاحب احمد بن اسحاق سے کیوں نہ دریافت کروں، آپ سامرا جانے کے ارادہ سے روانہ ہو چکے تھے (میں راستہ میں) آپ سے مل گیا، ہم لوگ اجازت لے کر اپنے آقا (امام حسن عسکری) کی خدمت میں حاضر ہو گئے احمد بن اسحاق کے کندھے پر ایک چمڑے کی تھیلی تھی جس میں ایک سو ساٹھ تھیلیاں دیناروں اور درہموں کی موجود تھیں۔ اور ہر تھیلی پر اس کے مالک کی مہر لگی ہوئی تھی۔ ہمارے آقا (امام حسن عسکری) کی داہنی جانب ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا جو چاند کی مانند خوبصورت تھا، ہمارے آقا کے سامنے ایک سونے کا انار پڑا ہوا تھا، جو عجیب و غریب نقوش کی وجہ سے چمک رہا تھا اور نادر قسم کے نگینے اس میں جڑے ہوئے تھے، حضرت کی خدمت میں اس کو بصرہ کے رؤسا نے پیش کیا تھا، حضرت کے ہاتھ میں قلم تھا لیکن آپ تحریر نہیں فرما رہے تھے۔ لڑکے نے آپ کی انگلیوں کو پکڑا ہوا تھا۔ ہمارے آقا اس انار کو لڑھکاتے تھے تاکہ اس لڑکے کو اس کے چکر میں مصروف رکھیں تاکہ بچہ آپ کو لکھنے سے روک نہ سکے، حضرت جب لکھنے سے فارغ ہو گئے تو احمد نے چمڑے کی تھیلی کو اپنی چادر سے باہر نکالا، ہمارے آقا نے فرمایا اسحاق کے بیٹے اپنے دوستوں کے تحفوں کی مہر کو توڑ دو، عرض کیا اے میرے آقا کیا یہ بات جائز ہے؟ کہ میں اپنے پاک ہاتھ کو نجس تحفوں اور پلید مال کی طرف پھیلا دوں؟ ہمارے آقا نے فرمایا اے اسحاق کے بیٹے جو کچھ چمڑے کے تھیلے میں ہے، باہر نکالو، ابن اسحاق نے پہلی تھیلی نکالی تو لڑکے نے کہا یہ تھیلی فلاں بن فلاں کی ہے، جو قم کے فلاں محلہ میں رہتا ہے، یہ تھیلی باسٹھ دیناروں پر مشتمل ہے جو مال حرام سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس تھیلی کے مالک نے فلاں ماہ اور فلاں سال اپنے ہمسائے جولاہے کو سو من اون تول کر دی تھی۔ جولاہے کے ہاں سے اس کو چور چرا کر لے گیا تھا، جولاہے نے اس بات سے اس کو آگاہ کر دیا تھا لیکن اس نے جولاہے کی بات کو جھٹلا دیا، اس کے عوض میں سو من کاتی ہوئی اون اس سے وصول کر لی تھی، اس نے اس سے کپڑے کو بنایا اور اس کپڑے کو فروخت کر ڈالا جس کی یہ قیمت ہے، تھیلی کو جب کھولا گیا تو اس میں ایک خط برآمد ہوا جس پر اس شخص کا نام موجود تھا جس نے اس بات کے متعلق بتایا تھا اور ان دیناروں کی تعداد اتنی تھی جس قدر اس لڑکے نے بتائی تھی، ہمارے آقا نے فرمایا اے میرے بیٹے آپ نے سچ کہا۔ ابن اسحاق نے ایک اور تھیلی کو نکالا، لڑکے نے کہا یہ فلاں بن فلاں کی ہے جو قم میں فلاں محلہ میں رہتا ہے۔ اس میں پچاس دینار ہیں ان کو ہاتھ لگانا ہمارے لئے حلال نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی گیہوں کی قیمت ہے جس کے مالک نے خیانت کی ہے۔ جب گیہوں کو لیا ہے تو زیادہ تول کر لیا ہے اور جب اس کو فروخت

کیا ہے تو کم تول کر دیا ہے۔ ہمارے آقا نے فرمایا اے بیٹے تم نے سچ فرمایا۔ پھر ہمارے آقا نے فرمایا اے ابن اسحاق تم ان تمام تھیلیوں کو اٹھا لو، ان کو ان کے مالکان کے پاس واپس کر دو، ہم لوگوں کو بڑھیا کا کپڑا دے دو جب ابن اسحاق چلا گیا تو آپ کی خدمت میں کپڑا لایا گیا۔ ہمارے آقا نے مجھے فرمایا اے سعد! تم کیوں آئے ہو؟ میں نے عرض کیا! آپ کی ملاقات کا مشتاق تھا، فرمایا جن مسائل کے دریافت کرنے کا تیرا ارادہ تھا ان کو میری آنکھ کی ٹھنڈک سے دریافت کرو، حضرت نے لڑکے کی طرف اشارہ فرمایا۔ لڑکے نے فرمایا جو کچھ تمہاری مرضی ہو اس کو دریافت کرو۔ میں نے ایک ایک کر کے اپنے مسائل کو دریافت کیا آپ نے مجھے تسلی بخش جواب دیا۔ ان مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی آپ سے دریافت کیا گیا کہ کھیعص کی کیا تفسیر ہے، فرمایا ک سے کربلا مراد ہے، ھا سے عترت کی ہلاکت مراد ہے۔ یا سے یزید ملعون مراد ہے، عین سے عترت کی پیاس مراد ہے۔ ص سے ان کا صبر مراد ہے، سعد نے آپ (حضرت قائم آل محمد) سے فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی کی تفسیر دریافت کی۔ فرمایا موسیٰ علیہ السلام اپنے اہل سے سخت محبت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاخلع نعلیک یعنی اپنے اہل کی محبت اپنے دل سے نکال دے، اس کے بعد میں ان دونوں حضرات سے واپس چلا آیا۔ ابن اسحاق وکیل مجھے روتے ہوئے ملا۔ اور کہا میں نے بڑھیا کا کپڑا گم کر دیا ہے، میں نے کہا اس کو میں نے اپنے آقا کے قدموں کے نیچے دیکھا ہے ابن اسحاق ہمارے آقا کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسکراتا ہوا باہر نکل آیا۔ کہا آپ کی بات صحیح ہے۔ کتاب الغیبتہ میں محمد بن علی قمی سے روایت ہے کہ علی بن حسین بن موسیٰ کی زوجیت میں اس کی چچا زاد بہن تھی؛ آپ کا اس سے کوئی فرزند پیدا نہیں ہوا تھا۔ آپ نے شیخ ابوالقاسم بن روح کی خدمت میں خط تحریر کیا، یہ شخص امام کی غیبت کے زمانہ میں آپ کا وکیل تھا۔ اور امام کے وکیل محمد بن عثمان عمری کی موت کے بعد یہ شخص حضرت کا وکیل بنا ہے کہ یہ شخص امام سے اس بات کی استدعا کرے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اس شخص کو اللہ تعالیٰ آپ کی چچا زاد بہن سے اولاد نصیب کرے۔ جواب ظاہر ہوا۔ اے علی تجھے تیری چچا زاد بہن سے کوئی فرزند عطا نہیں ہو گا۔ عنقریب تم دیلم کی لونڈی کے مالک ہو گے۔ اس سے تجھے دو فقیہہ فرزند عطا ہوں گے اور جو ان دو کے درمیان میں پیدا ہو گا وہ زاہد تو ہو گا لیکن فقیہہ نہیں ہو گا، اس کو محمدؐ اور حسینؐ نامی دو بڑے فقیہہ فرزند عطا ہوئے۔ ان دونوں کے درمیان ایک بھائی پیدا ہوا جو زاہد تو تھا لیکن فقہ سے اسے کوئی لگاؤ نہیں تھا۔

باب ۸۲

امام کے بیان میں

امام ابو محمد حسن عسکری نے اپنے خاص دوستوں کو اپنا فرزند قائم مہدی (عجل اللہ فرجہ) دکھایا تھا اور ان کو اس بات سے آگاہ کیا کہ آپ کی موت کے بعد آپ کا فرزند امام ہوگا۔"

ابو غانم خادم سے روایت ہے کہ ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک فرزند پیدا ہوا۔ جس کا نام آپ نے محمد رکھا۔ تیسرے روز اس کو اپنے اصحاب کو دکھلایا، فرمایا یہ تمہارے امام ہیں اور میرے بعد تم پر خلیفہ ہیں یہ وہ قائم ہیں جس کے لئے انتظار کی گھڑیاں لمبی ہو جائیں گی۔ جب زمین ظلم وجور سے پُر ہو جائے گی تو آپ ظہور فرمائیں گے اور اس کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے، اسی کتاب میں جعفر بن مالک سے روایت ہے کہ معاویہ بن حکیم، محمد بن ایوب اور محمد بن عثمان نے کہا کہ امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام نے اپنا فرزند ہمیں دکھلایا تھا اور ہم لوگ حضرت کے گھر میں موجود تھے اور ہم لوگ چالیس آدمی تھے، فرمایا یہ میرے بعد تمہارے امام ہیں۔ اور تم پر خلیفہ ہیں۔ اس کی اطاعت کرو، میرے بعد تفرقہ میں نہ پڑ جانا۔ ورنہ تم اپنے دین کے بارے میں ہلاک ہو جاؤ گے! تمہیں یقین ہونا چاہیئے تم آج کے بعد اس کو کبھی نہ دیکھو گے!

احمد سے روایت ہے کہ قلاسی نے محمد بن عثمان عمری کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ابو محمد (امام حسن عسکری) دنیا سے تشریف لے گئے، فرمایا آپ تو تشریف لے گئے ہیں لیکن ہمارے درمیان ایک ایسے شخص کو چھوڑ گئے ہیں۔ جس کی بیعت ہماری گردنوں میں قائم ہے!!

عمر اہوازی سے روایت ہے کہ امام ابو محمد (امام حسن عسکری علیہ السلام) نے مجھے اپنا فرزند دکھلایا تھا اور فرمایا تھا یہ میرے بعد تمہارا امام ہے!

خادم فارسی سے روایت ہے کہ میں گھر کے دروازے پر موجود تھا۔ گھر سے ایک نورانی باہر نکلی جس کے ساتھ ایک چھپی ہوئی چیز موجود تھی۔ اس سے ابو محمد علیہ السلام نے فرمایا اس چیز کو ظاہر کرو جو تمہارے پاس موجود ہے۔ اس نے ظاہر کر دیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بچہ موجود ہے جو سفید رنگ والا اور خوبصورت چہرے والا ہے۔ حضرت نے فرمایا یہ میرے بعد تمہارا امام ہے۔" اس کے بعد میں نے اس بچے کو کبھی نہ دیکھا۔

محمد بن اسماعیل بن موسےٰ کاظم علیہم السلام سے روایت ہے جو اولاد کاظم میں سب سے زیادہ عمر والے

تھے ، آپ نے فرمایا میں نے ابو محمد امام حسن عسکری کے فرزند کو دیکھا تھا اور وہ ابھی بچے تھے/ ابو علی بن مطہر سے روایت ہے کہ میں نے ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند کو دیکھا تھا۔ اور وہ بڑی جلالت قدر والے تھے۔

کامل بن ابراہیم مدنی سے روایت ہے کہ میں ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (آپ کے) دروازے پر پردہ پڑا ہوا تھا ، ہوا چل پڑی اور پردے کا ایک کونہ الگ ہو گیا۔ ناگاہ ایک ایسا بچہ نمودار ہوا۔ جو چاند کی مانند تھا ، امام محمد باقر نے فرمایا اے کامل ! یہ حجت میرے بعد تیری ضرورت سے تجھے آگاہ کرے گا۔

ابراہیم بن ادریس سے روایت ہے کہ میں نے امام مہدی (عجل اللہ فرجہ) کو امام ابو محمد علیہ السلام کے انتقال کے بعد دیکھا تھا اور آپ اس وقت بچے تھے میں نے آپ کے دونوں ہاتھوں اور سر شریف کو بوسہ دیا تھا۔"

یعقوب بن منفوش سے روایت ہے کہ میں امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے گھر کے دروازے پر پردہ پڑا ہوا تھا میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ اے آقا! آپ کے بعد اس امر (خلافت کا) مالک کون ہو گا ؟ فرمایا پردے کو اٹھا دو۔ میں نے پردے کو اٹھا دیا ، ایک بچہ برآمد ہوا۔ جو آکر حضرت ابو محمد علیہ السلام کے زانو مبارک پر بیٹھ گیا۔ ابو محمد علیہ السلام نے فرمایا میرے بعد یہ تمہارے امام ہیں۔ فرمایا اے فرزند گھر میں چلے جاؤ۔ آپ گھر میں تشریف لے گئے ۔ اور میں آپ کی طرف دیکھ رہا تھا ، فرمایا اے یعقوب گھر میں جاکر دیکھ لو ، میں نے گھر میں جاکر دیکھا تو وہاں کوئی چیز بھی موجود نہ تھی۔

محمد بن صالح بن علی بن محمد بن قنبر بن کبیر سے روایت ہے کہ صاحب الزمان علیہ السلام اپنے چچا جعفر کے پاس تشریف لائے اور فرمایا جو ابو محمد علیہ السلام کے مال میں دخل اندازی دیتے تھے آپ نے فرمایا اے چچا ! آپ کو کیا ہو گیا ہے ؟ کہ آپ میرے حقوق میں دخل اندازی دیتے ہیں ، آپ کا چچا جعفر حیران اور ششدر رہ گیا اور آپ غائب ہو گئے۔ جب صاحب الزمان علیہ السلام کی دادی امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ کا انتقال ہوا۔ تو آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے گھر میں دفن کیا جائے ، جعفر نے اس بات پر جھگڑا کیا اور کہا یہ میرا گھر ہے ، صاحب الزمان علیہ السلام نے تشریف لاکر فرمایا اے چچا یہ آپ کا گھر نہیں ہے۔ پھر آپ غائب ہو گئے۔

ابو ادیان سے روایت ہے کہ میں ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت بجا لایا کرتا تھا۔ میں آپ کے خطوط کو شہروں میں پہنچایا کرتا تھا ، آپ نے ایک خط تحریر فرمایا اور مجھے فرمایا کہ اس کو مدائن میں لے جاؤ ، تم پندرہ روز غیر حاضر رہو گے اور سامرا میں پندرھویں دن واپس آؤ گے۔ تم میرے گھر سے موت کی آواز کو سنو گے مجھے غسل دینے کی جگہ پر پاؤ گے۔ میں نے عرض کیا اے آقا! آپ کے بعد قائم کون ہو گا ؟ فرمایا جو شخص میرے خطوط کا تم سے جواب طلب کرے گا۔ وہ میرے بعد قائم ہو گا۔ میں نے عرض کیا اور وضاحت فرمایئے ، فرمایا جو شخص مجھ پر نماز جنازہ پڑھے گا وہ میرے بعد قائم ہو گا۔ میں نے عرض کیا اور وضاحت فرمایئے ، فرمایا میرے بعد

قائم وہ ہوگا جو کچھ تھیلیوں میں ہو گا اس سے تمہیں آگاہ کر دے گا۔" پھر مجھے آپ کے رعب اور دبدبے نے آپ سے سوال کرنے سے روک دیا۔ میں خطوط لے کر مدائن روانہ ہو گیا۔ میں نے ان خطوط کا جواب حاصل کیا۔ میں پندرھویں روز سامرا میں داخل ہوا۔ اور حضرت کے گھر سے موت کی خبر سنی۔ آپ غسل کرنے کی جگہ پر موجود تھے، آپ کو کفن دیا گیا، جب آپ کے بھائی جعفر نے آپ پر نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو ایک لڑکا ظاہر ہو گیا۔ اس نے جعفر کی چادر کو کھینچا، فرمایا اے چچا پیچھے ہو جائیں۔ میں اپنے باپ پر نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہوں۔ لڑکا آگے بڑھا اور حضرت پر نماز جنازہ پڑھی، پھر فرمایا اے ابوادیان! ان خطوط کے جوابات میرے حوالے کرو جو تمہارے پاس موجود ہیں، میں نے ان جوابات کو آپ کی خدمت میں پیش کر دیا، میں نے اپنے دل میں خیال کیا یہ تو صرف دو نشانیاں ہیں اور ابھی اور نشانیاں باقی ہیں، ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک جماعت قم کی طرف سے وارد ہوئی۔ اور انہوں نے کہا ہمارے پاس خطوط بھی موجود ہیں اور مال بھی ہے۔ ہم نے جعفر سے خطوط والے لوگوں اور مال کی مقدار کے متعلق سوال کیا ہے تو اس نے کہا میں غیب کی بات کو نہیں جانتا، ایک خادم ظاہر ہوا اور اس نے کہا کہ مجھے صاحب الزمان علیہ السلام نے تمہارے پاس روانہ کیا ہے کہ خطوط کے مالک فلاں، فلاں اور فلاں شخص ہیں اور تھیلیوں میں ایک ہزار دس دینار موجود ہیں، وہ آپ طلب فرماتے ہیں۔ انہوں نے نوکر کو خطوط اور مال دے دیا۔" علی بن سنان موصلی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہمارے آقا ابو محمد علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو قم کی جانب سے ایک وفد مال لے کر آیا۔ جعفر نے کہا مال کو میرے پاس لے آؤ، ان لوگوں نے کہا کہ جب ہم لوگ مال لے کر ابو محمد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو آپ فرمایا کرتے تمام مال اتنا ہے اور اتنے فلاں آدمی نے دیئے ہیں، اور اتنے فلاں نے، جعفر نے کہا یہ علم غیب کی باتیں ہیں جن کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ جعفر نے خلیفہ کے پاس شکایت کر دی۔ جو سامرا میں موجود تھا۔ خلیفہ نے کہا مال کو جعفر کے حوالے کر دو، انہوں نے کہا اے امیر المومنین! اگر جعفر صاحب امر ہے تو ہمیں وہ چیز بیان کرے جس کو اس کے بھائی امام بیان کرتے تھے ورنہ ہم لوگ مال کو اس کے مالکوں کے پاس واپس لوٹا دیں گے خلیفہ نے کہا یہ لوگ محض ایلچی ہیں) ایلچی کا کام تو محض پہنچانا ہی ہوتا ہے۔ جب وہ لوگ مال لے کر شہر سے باہر روانہ ہوئے تو ایک لڑکا ان کی طرف روانہ ہوا اور بلند آواز سے فرمایا اے فلاں بن فلاں، اے فلاں بن فلاں اپنے آقا کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ یہ لوگ آپ کی خدمت میں چل پڑے، ان لوگوں کا بیان ہے ہم لوگ آپ کے ساتھ چلتے رہے، آخر کار ہم لوگ اپنے آقا ابو محمد حسن علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوئے ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے فرزند تخت پر تشریف فرما ہیں۔ آپ کی شکل مبارک چاند کی مانند خوبصورت تھی، آپ نے سبز لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کل مال اتنا ہے، اتنے دینار فلاں شخص نے اٹھا

رکھے ہیں، اتنے دینار فلاں بن فلاں کی طرف سے ہیں۔ اور فلاں بن فلاں نے فلاں بن فلاں نے دینار اٹھا رکھے ہیں۔ حتیٰ کہ آپ نے ہمارے برتن اور گھوڑے تک بیان فرما دیئے۔ اس کے بعد ہمارے آقا نے ہمیں حکم دیا کہ اس کے بعد ہم لوگ سامرا کی طرف کوئی چیز لیکر نہ آئیں، آپ نے ہمارے لئے بغداد میں ایک شخص مقرر فرما دیا کہ ہم اس کے پاس مال لاتے ہیں اور اس شخص کے ہاں سے حضرت کے فرمان جاری ہوتے تھے، ہم لوگ اپنے آقا سے روانہ ہو پڑے اور حضرت کے مقرر کردہ نائب کے پاس جو بغداد میں تھا مال لایا کرتے تھے۔ یہ وہ شخص تھا جس کے ہاں سے حضرت کے اوامر اور نواہی جاری ہوتے تھے"!

حسین بن حمدان حضینی، ہارون بن مسلم، سعدان بصری، محمد بن احمد بغدادی، احمد بن اسحاق، سہل بن سعد اور عبداللہ بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان تمام حضرات نے کئی معتبر مشائخ کی زبانی سنا، جو امام علی ہادی اور ابو محمد حسن عسکری علیہما السلام کی مزارات مقدس کے مجاور تھے، ان مشائخ کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے دونوں آئمہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امام کے خلق فرمانے کا ارادہ کرتا ہے تو جنت کے پانی سے ایک قطرہ حزن کے پانی میں نازل کرتا ہے وہ زمین کے پھلوں پر گرتا ہے! امام کا باپ ان پھلوں کو کھاتا ہے۔ ان سے امام کا نطفہ بنتا ہے، جب نطفہ رحم میں قرار پکڑتا ہے اور اس کو چار ماہ گزر جاتے ہیں تو وہ آواز کو سنتا ہے اور اس کے بازو پر لکھ دیا جاتا ہے وتمت کلمتہ ربک صدقاً وعدلاً لامبدل لکلماتہ وھوالسمیع العلیم۔ جب امام پیدا ہوتا ہے تو اللہ کے حکم سے کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کے نور کے ستون بلند ہو جاتے ہیں، اس نور کے ذریعہ مخلوقات کو دیکھتا ہے، ان کے اعمال اور ان کی پوشیدہ باتیں دیکھتا ہے، جب وہ ولی ہوتا ہے تو ستون اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان نصب کر دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ دیکھتا ہے، انہوں نے کہا کہ امام ابو محمد حسن عسکری نے نرجس خاتون کو اس کی پھوپھی نے بخش دیا تھا۔ اس کا قصہ اس طرح سنا دیا جس طرح پہلے گزر چکا ہے۔

باب ۸۳

اس بیان میں کہ صاحب الزمان مہدی علیہ السلام کو آپ کی غیبت کبریٰ کے بعد کس شخص نے دیکھا!

کتاب الغیبۃ میں ابو عبداللہ بن صالح سے روایت ہے کہ میں نے مہدی علیہ السلام کو حجر اسود کے پاس موجود دیکھا اور لوگوں کا آپ پر اژدہام تھا اور آپ فرماتے تھے کہ اس کا نہیں حکم نہیں دیا گیا۔"

غانم ہندی سے روایت ہے کہ میں امام مہدی علیہ السلام کی تلاش میں بغداد وارد ہوا۔ میں پل پر متفکر حالت میں چل رہا تھا کہ آپ کو کہاں پاؤں، اسی دوران میں میرے پاس ایک آنے والا شخص آیا اور مجھے کہا اپنے آقا کے پاس چلیے۔ وہ میرے ساتھ لگاتار چلتا رہا۔ آخر کار اس نے مجھے ایک گھر میں داخل کیا جس میں باغ موجود تھا، ناگاہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے آقا تشریف فرما ہیں، جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا اے غانم تمہیں خوش آمدید ہو، آپ نے مجھ سے ہندی زبان میں گفتگو فرمائی۔ اور مجھ پر سلام کیا، فرمایا تم اس سال حج ادا کرنے کا ارادہ رکھتے ہو قم والوں کے ساتھ۔ اس سال تم حج ادا نہ کرو، خراسان چلے جاؤ، آنے والے سال حج ادا کرنا۔ آپ نے میری طرف ایک تھیلی کو پھینک کر فرمایا اس کو اپنے خرچ میں صرف کرو، جو کچھ تم نے دیکھا ہے اس کے متعلق کسی کو آگاہ نہ کرنا۔"

محمد بن شاذان کابلی سے روایت ہے، میں برابر مہدی علیہ السلام کی تلاش میں تھا۔ میں نے اپنا قیام مدینہ میں رکھ لیا، جس شخص سے بھی میں اس بات کا ذکر کرتا تھا وہ میرا مذاق اڑایا کرتا تھا۔ میں بنی ہاشم کے ایک شیخ سے ملا جس کا نام یحییٰ بن محمد عریضی تھا، مجھ سے فرمایا جس شخص کو تم تلاش کرتے ہو وہ صریا میں موجود ہے۔ میں صریا میں وارد ہوا۔ میں ایک مکان کے اندر داخل ہوا۔ ایک سیاہ غلام نے مجھے جھڑکا۔ کہا اس جگہ سے اٹھ جاؤ، میں نے کہا میں اس جگہ سے نہیں اٹھوں گا۔ غلام گھر میں چلا گیا، پھر واپس نکل آیا، مجھ سے کہا اندر چلو، میں اندر داخل ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے آقا گھر کے درمیان تشریف فرما ہیں، آپ نے مجھے میرے نام کے ساتھ پکارا حالانکہ میرے نام کو میرے اہل کے سوا کابل میں اور کوئی شخص نہیں جانتا تھا۔ آپ نے مجھے چند چیزوں کے متعلق آگاہ فرمایا۔ اور میں آپ کے ہاں سے واپس چلا آیا۔ پھر میں دوسرے سال واپس آیا۔ اور میں نے

آپ کو موجود نہ پایا۔

عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت ہے کہ میں نے محمد بن عثمان عمری سے صاحب الزمان کی روایت کے متعلق سوال کیا، اس نے کہا میں نے حضرت کو بیت الحرام کے پاس دیکھا اور آپ فرماتے تھے۔ "اے پروردگار! جو وعدہ تم نے مجھ سے کیا ہے اس کو پورا کرو" نیز میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ خانہ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے تھے اپنے رب سے دعا اور مناجات کرتے تھے۔"

ظریف ابو نصر سے روایت ہے کہ میں صاحب الزمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجھ سے فرمایا میں کون ہوں؟ میں نے عرض کیا آپ میرے آقا ہیں اور میرے آقا کے فرزند ہیں، فرمایا میں خاتم الاوصیا ہوں میری وجہ سے اللہ تعالیٰ زمین کے رہنے والوں سے مصیبت دور کرتا ہے۔"

عبداللہ مسور سے روایت ہے کہ میں بنی ہاشم کے ایک باغ میں داخل ہوا۔ میں نے وہاں لڑکوں کو دیکھا کہ ایک تالاب کے پانی پر تیر رہے تھے، میں نے ایک جوان کو دیکھا جو مصلی پر تشریف فرما تھے اور اپنی آستین کو اپنے منہ میں رکھا ہوا تھا، میں نے ان بچوں کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے کہا یہ محمد بن حسن عسکری علیہما السلام ہیں، آپ اپنے باپ علیہما السلام کی شکل تھے۔"

محمد بن ابی عبد کوفی اسدی سے روایت ہے کہ آپ نے ان حضرات کا ذکر کیا ہے جنہوں نے صاحب الزمان علیہ السلام کو دیکھا ہے اور آپ کے کرامات ملاحظہ کئے ہیں۔ حضرت کے وکلا، جو بغداد میں موجود تھے محمد بن عثمان عمری اور اس کا بیٹا حاجز، بلالی اور عطار ہیں اکوفہ میں آپ کا وکیل عاصمی تھا، اہواز میں محمد بن ابراہیم بن محصر یار، قم میں احمد بن اسحاق، ہمدان میں محمد بن صالح، رے میں بسامی اور اسدی، آذربائیجان میں قاسم بن علا اور نیشاپور میں محمد بن شاذان نعیمی تھے، یہ بارہ آدمی حضرت کے وکیل تھے اور وہ لوگ جو حضرت کے وکیل نہیں تھے۔ ان کی تعداد زیادہ ہے۔ ان حضرات کے نام کتاب الغیبۃ میں تحریر ہیں۔

حسن بن وجنا نصیبی سے روایت ہے کہ میں اپنے ۵۴ حج کے موقع پر منی کے مقام پر میزاب کے نیچے سجدہ کر رہا تھا، میں گریہ وزاری اور دعا کے ساتھ صاحب الزمان علیہ السلام کی تلاش میں تھا، ناگاہ مجھے ایک لونڈی نے حرکت دی۔ اور کہا اے حسن اٹھو! وہ میرے ساتھ چلتی رہی۔ آخر کار وہ مجھے لے کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں لے آئی اور وہ دروازے پر کھڑی ہو گئی اور مجھے صاحب الزمان علیہ السلام نے فرمایا اے حسن! خدا کی قسم جو حج بھی تم نے ادا کیا ہے میں تمہارے ساتھ ہوتا تھا، تم امام جعفر بن محمد علیہما السلام کے گھر پر بیٹھ جاؤ، تم اپنے کھانے پینے اور ستر عورت کا اہتمام نہ کرو۔ آپ نے مجھے ایک دعا تعلیم فرمائی، فرمایا دعا پڑھو اور مجھ پر درود بھیجا کرو میرے خالص دوستوں کے سوا اس دعا کو اور کسی کو نہ بتانا، میں اس گھر میں بیٹھ

گیا، مجھے افطار کے وقت پانی، روٹی اور سالن مل جاتا تھا۔ میں سردی کے کپڑے کو سردی میں اور گرمی کا کپڑا گرمی میں پاتا تھا۔"

علی بن احمد کوفی ازدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں طواف میں مصروف تھا کہ ناگاہ میں نے ایک خوبصورت چہرے والے جوان کو دیکھا جو پاکیزہ خوشبو والے تھے، آپ نے میرے ساتھ گفتگو فرمائی، میں نے عرض کیا، اے میرے آقا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں مہدی ہوں، میں صاحب الزمان ہوں اور میں وہ قائم ہوں جو زمین کو اس طرح انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوئی ہوگی، زمین حجت (خدا) سے خالی نہیں رہتی لوگ خالی (فترت) میں نہیں رہتے، یہ امانت ہے اس کے متعلق اپنے ان بھائیوں کو آگاہ کرنا جو حق پر قائم ہوں، پھر حضرت نے میری طرف سنگریزے پھینک دیئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سونے کے ڈلے ہوئے تھے، بعض نے کہا ہے کہ آپ سال میں ایک مرتبہ اپنے خاص اصحاب کو ملتے ہیں اور ان سے بات چیت فرماتے ہیں۔

راشد ہمدانی سے روایت ہے جب میں حج ادا کر کے واپس لوٹا تو میں راستے سے بھٹک گیا، میں ایک ایسی زمین پر چلا گیا جو سرسبز و شاداب تھی۔ اور اس کی مٹی بہت زیادہ خوشبو دار تھی، اس پر خیمہ نصب تھا۔ میں جب خیمہ کے قریب پہنچا تو میں نے دو نوکروں کو دیکھا، انہوں نے کہا تم بیٹھ جاؤ، اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے، ایک نوکر خیمے کے اندر چلا گیا۔ پھر باہر آگیا، کہا اندر چلو، میں اندر چلا گیا، میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان اس حالت میں تشریف فرما ہے جس نے اپنے سر مبارک پر ایک لمبی تلوار لٹکائی ہوئی ہے۔ میں نے آپ پر سلام کیا، آپ نے مجھے سلام کا جواب دیا۔ فرمایا میں کون ہوں؟ میں نے عرض کیا مجھے علم نہیں ہے، فرمایا میں وہ قائم ہوں جو آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے، میں اس تلوار کے ذریعے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دوں گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہوگی، میں اپنے چہرے کے بل گر پڑا۔ فرمایا غیر خدا کا سجدہ نہ کرو، اپنے سر کو اٹھاؤ اور تم ہمدان شہر کے رہنے والے راشد ہو، کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو؟ کہ تم اپنے اہل کے پاس واپس لوٹ جاؤ۔ میں نے عرض کیا ہاں، آپ نے مجھے ایک تھیلی عنایت فرمائی، آپ نے خادم کی طرف اشارہ فرمایا۔ آپ چند قدم میرے ساتھ چل پڑے۔ میں نے اسد آباد کو دیکھا، فرمایا اے راشد یہ اسد آباد ہے۔ اب چلے جاؤ۔" میں نے مڑ کر دیکھا تو آپ کو نہ پایا، میں اسد آباد میں وارد ہوا۔ تھیلی میں پچاس دینار موجود تھے۔ میں ہمدان میں داخل ہوا۔ میں نے اپنے اہل کو اس بات کی بشارت دی، اب تک ہمارے پاس وہ دینار موجود ہیں ہم خیر و بھلائی پر قائم رہے۔"

ابو نعیم انصاری سے روایت ہے کہ میں مسجد الحرام میں موجود تھا۔ ذوالحجہ کی ۶ تاریخ تھی۔ ۲۹۳ھ تھا۔

ہم نے ایک نوجوان کو دیکھا، ہم لوگ اس کے رعب اور دبدبے کی وجہ سے اُٹھ کر کھڑے ہو گئے، آپ تشریف فرما ہوئے۔ اور فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ جعفر صادق علیہ السلام اپنی دعا میں کیا فرمایا کرتے تھے، ہم نے عرض کیا، کیا فرمایا کرتے تھے؟ فرمایا آپ یہ فرماتے تھے۔ اللھم انی اسئلک باسمک الذی بہ تقوم السماء والارض وبہ تفرق بین الحق والباطل وبہ تجمع بین المتفرق وبہ تفرق الجمع وبہ احصیت عدد الرمال وزنۃ الجبال وکیل البحار ان تصلی علی محمدؐ و ان تجعل لی من امری فرجا ومخرجا۔ پھر آپ تشریف لے گئے۔ دوسرے دن اسی وقت طواف سے فارغ ہو کر آ کر تشریف فرما ہوئے۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ امیرالمومنین علیہ السلام نماز فریضہ کے بعد کیا دعا مانگتے تھے؟ ہم نے عرض کیا، کیا فرمایا کرتے تھے؟ فرمایا، فرمایا کرتے تھے اللھم الیک رفعت الاصوات ودعیت الدعوات ولک عنت الوجوہ ولک خضعت الرقاب والیک التحاکم فی الاعمال یا خیر من سئل وخیر من اعطی یا صادق یا باری یا من لا یخلف المیعاد یا من امر بالدعا وتکفل بالاجابۃ یا من قال ادعونی استجب لکم یا من قال واذا سأل عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون یا من قال یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ امیرالمومنین سجدۂ شکر میں کیا فرمایا کرتے تھے؟ ہم نے عرض کیا کیا فرمایا کرتے تھے؟ فرمایا، فرمایا کرتے تھے یا من لا یزیدہ الحاح الملحین الا کرما وجودا یا من لہ خزائن السموات والارض یا من لہ الفضل العظیم لا تمنع اساءتی من احسانک الی اسألک ان تفعل بی ما انت اھلہ وانت اھل الجود والکرم والعفو یا اللہ یا ربی یا اللہ افعل بی ما انت اھلہ وانت قادر علی العقوبۃ وقد استحققتھا لا حجۃ لی عندک ولا عذر لی عندک ابوء الیک بذنوبی کلھا واعترف بھا کی تعفو عنی وانت اعلم بھا منی بوء منت الیک من کل ذنب اذنبتہ وکل خطیئۃ اخطأتھا وکل سیئۃ عملتھا یا رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم انک انت الاعز الاکرم۔ آپ پھر تشریف لے گئے پھر اسی وقت دوبارہ لوٹ کر تشریف لائے اور بیٹھ گئے، فرمایا علی بن حسین علیہما السلام سید العابدین اپنے سجدے میں اس جگہ آپ نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کی طرف اشارہ فرمایا، فرمایا کرتے تھے، عبیدک بفنائک مسکینک بفنائک، فقیرک بفنائک، سائلک بفنائک، یسألک ما لا یقدر علیہ سواک۔ پھر آپ نے محمد بن قاسم علوی کی طرف دیکھا اور فرمایا اے محمد بن قاسم تم بھلائی پر قائم ہو کیونکہ آپ صاحب الزمان علیہ السلام

کی تلاش میں تھے، آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور تشریف لے گئے، محمودی نے کہا اے زرم تم جانتے ہو یہ کون شخص تھا؟ ہم نے کہا نہیں۔ کہا خدا کی قسم یہ شخص صاحب الزمان ہیں، کہا میں نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ مجھے صاحب الزمان کی زیارت کرائے، سات سال پہلے کی بات ہے کہ حضرت عرفہ کی عشاء کی دعا پڑھ رہے تھے، میں نے خدمت میں عرض کیا، آپ کون ہیں؟ فرمایا میں بنی ہاشم کا ایک آدمی ہوں، میں نے عرض کیا کن حضرات میں سے ہو؟ فرمایا ان میں سے ہوں، جس نے کھوپڑی کو شگافتہ کیا تھا، کھانا کھلایا تھا اور رات کو اس وقت نماز پڑھی جب لوگ سوئے ہوئے ہوتے تھے، میں سمجھا یہ کوئی علوی آدمی ہے۔ پھر آپ پوشیدہ ہو گئے، مجھے علم نہ ہو سکا کہ آسمان کی طرف چڑھ گئے ہیں یا زمین کے اندر تشریف لے گئے ہیں، میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا جو آپ کے گرد جمع تھے۔ کیا تم اس علوی (سید) کو جانتے ہو، انہوں نے کہا ہاں، ہر سال ہمارے ساتھ پیدل تشریف لا کر حج ادا کرتے ہیں، میں نے ان سے کہا کہ میں نے آپ کے قدم کے چلنے کا کوئی نشان نہیں دیکھا! پھر میں غمگین صورت میں اپنی جدائی کی وجہ سے مزدلفہ چلا آیا، میں اسی رات سو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا اے محمودی! تم نے اپنے مطلوب کو دیکھا، عرفہ کی عشا کو تم لوگوں کے ساتھ صاحب الزمان تھے۔! اس واقعہ کو لوگوں نے تین طریقوں سے ذکر کیا ہے۔

ابراہیم بن محضر یار اہوازی سے روایت ہے کہ میں مدینہ اور مکہ میں اس غرض کے لئے وارد ہوا تاکہ میں صاحب الزمان علیہ السلام کو تلاش کروں، میں طواف میں مصروف تھا، مجھے ایک گندمی رنگ والے انسان نے کہا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے عرض کیا میں اہواز کا رہنے والا ہوں۔ فرمایا تم ابراہیم بن محضر یار کو جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا وہ خود میں ہوں، آپ نے میرے ساتھ معانقہ فرمایا، میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کیا آپ کو صاحب الزمان علیہ السلام کے متعلق کوئی علم ہے؟ مجھے فرمایا میرے ساتھ اپنے ساتھیوں سے پوشیدہ طائف کی طرف چلو، ہم لوگ طائف کی طرف اس حالت میں چلے کہ ایک ریت کو طے کرنے کے بعد دوسری ریت کو طے کرتے تھے۔ ہم جنگل میں پہنچ گئے۔ ہمارے سامنے ایک خیمہ نمودار ہوا جس کی وجہ سے ریت چمک رہی تھی اور جس کی وجہ سے زمین کا وہ غیر آباد علاقہ روشن ہو رہا تھا، ہم نے جلدی کی، آخر کار ہم اس خیمے کے پاس اجازت کے ساتھ پہنچ گئے، میں صاحب الزمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا اے ابو اسحاق تجھے خوش آمدید ہو، میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ میں ہمیشہ شہر بشہر آپ کی تلاش میں تھا۔ آخر کار اللہ نے اپنے احسان کے ساتھ مجھ پر احسان کیا، آپ تک میری رہنمائی فرمائی فرمایا اے ابا اسحاق! یہ جگہ تم سے پوشیدہ رہے، ابراہیم نے کہا میں ایک عرصہ تک آپ کی خدمت میں حاضر رہا میں آپ سے موضحات اعلام اور نیرات احکام کے اقتباس کرتا تھا۔ آپ نے مجھے واپس اہواز

جانے کا حکم دیا، آپ نے میرے حق میں اپنی نیک دعا فرمائی۔ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک میرے لئے میری اولاد کے لئے اور میرے قرابت داروں کے لئے ذخیرہ ہو گی۔ میرے پاس مال موجود تھا جو پچاس ہزار درہم سے زیادہ تھا۔ آپ کی خدمت میں پیش کیا، میں نے حضرت کی خدمت میں سوال کیا آپ قبول فرما کر مجھ پر مہربانی فرمائیں۔ آپ نے مسکرا دیا، فرمایا اے ابو اسحاق! اس سے اپنے واپس جانے میں مدد حاصل کرو۔ اس بات کا غم نہ کرو۔ کہ ہم نے اس کے قبول کرنے سے اعراض کیا ہے۔ وبارك الله فيما حولك وادام لك ما حولك وكتب لك احسن ثواب المحسنين واستودعه نفسك وديعة لا تضيع بمنه ولطفه انشاء الله تعالیٰ اللہ تیرے مال میں برکت دے جو تیرے پاس ہے۔ اس کو ہمیشہ برقرار رکھے، نیکوکاروں کا بہترین ثواب تیرے لئے تحریر کرے۔ میں تجھے اللہ کے حوالے کرتا ہوں، تم اس کے احسان اور مہربانی سے ضائع نہیں ہو گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۴

ان اہل اللہ کے اقوال کو نقل کرنا جو صاحبان شہود اور کشف ہیں اور علماء حروف کے مہدی موعود علیہ السلام کے متعلق بیان

شیخ جلیل عبدالکریم یمانی قدس اللہ سرہ و وہب لنا فیوضہ وعلومہ نے فرمایا۔

فی یمین امن یکون لا هلها　　　اسئے ان تری نور الهدایة مقبلا

یمن کے رہنے والوں کے لئے امن ہو گا حتیٰ کہ وہ نور ہدایت کو آتا ہوا دیکھیں گے۔

بمیم مجید من سلالة حیدر　　　ومن ال بیت طاهرین عن علا

حیدر کی اولاد سے میم مجید کے ساتھ آئیں گے۔ اہل بیت طاہرین سے کون شخص بلند ہو گا۔

سیمی بمهدی من الحق ظاهر　　　لسنة خیر الخلق یحکم اولا

جس کا نام مہدی ہو گا، حق کی طرف سے ظاہر ہوں گے۔ بہترین خلق کی سنت کے ساتھ پہلے پہلے حکم کریں گے۔

شیخ کبیر عبدالرحمٰن بسطامی قدس اللہ سرہ صاحب کتاب درۃ المعارف نے فرمایا۔

ویظهر میم المجد من آل احمد　　　ویظهر عدل الله فی الناس اولا

آل احمد کی میم محمد ظاہر ہوں گے ۔ پہلے پہلے لوگوں میں اللہ کا انصاف ظاہر ہو گا۔

کما رواینا عن علی الرضا   وفی کنز علم الحرف اضحی محصلا

امام علی رضا علیہ السلام سے ہم نے اسی طرح روایت کیا ہے ۔ علم حرف کی کان وہ حاصل نتیجہ ہیں۔

نیز کہا :-

ویخرج حرف المیم من بعد شینہ   بمکۃ نحو البیت بالنصر قد علا

حرف میم شین کے بعد ظاہر ہوں گے مکہ میں بیت (خانہ کعبہ) کی طرف مدد کے ساتھ بلند ہوں گے۔

فہذا ھو المھدی بالحق ظاھر   سیاتی من الرحمن للخلق مرسلا

یہ حضرت مہدی ہیں حق کے ساتھ ظاہر ہیں ۔ عنقریب رحمٰن (اللہ) کی جانب سے مخلوق کے لئے قاصد بن کر آئیں گے۔

ویملا کل الارض بالعدل رحمۃ   ویمحو ظلام الشرک والجور اولاً

مہربانی کرتے ہوئے تمام زمین کو انصاف سے بھر دیں گے ۔ شرک اور ظلم کی تاریکی کو پہلے پہلے مٹا دیں گے۔

ولایتہ بالامر من عند ربہ   خلیفۃ خیر الرسل من عالم العلا

آپ کے صاحب امر ہونے کی آیت آپ کے رب کی جانب سے ہے ۔ آپ عالم بالا سے رسولوں سے بہتر انسان کے خلیفہ ہیں۔

بعض اہل اللہ اور اصحاب کشف وشہود اور علماء حروف نے کہا ہے کہ میں نے امام علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے عنقریب اللہ ایک قوم کو لائے گا جو اللہ کو دوست رکھتی ہو گی اور اللہ اس کو دوست رکھتا ہو گا۔ جو شخص ان میں غریب (مسافر) ہو گا وہ ان کے درمیان بادشاہ ہو گا۔ وہ مہدی علیہ السلام ہوں گے ۔ آپ کا چہرہ بہت سرخ ہو گا۔ اس کا بشرہ اسرائیلی ہو گا۔ کسی مشقت کے بغیر زمین کو انصاف سے بھر دے گا ۔ اپنے بچپن کے زمانہ میں اپنے ماں باپ سے الگ کر دیا جائے گا ۔ اماں کے ساتھ مسلمانوں کے شہر کا بادشاہ ہو جائے گا ۔ اس کے لئے زمانہ خالص ہو جائیگا اور اس کی بات کو سنے گا ۔ بوڑھے اور جوان اس کی اطاعت کریں گے ۔ زمین کو اس طرح انصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوئی ہو گی ۔ اس وقت آپ کی امامت مکمل ہو جائے گی ۔ اور اس کی خلافت قرار پکڑیگی ۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اٹھائے گا جو قبروں میں موجود ہوں گے ۔ صبح کو ایسی حالت میں اٹھیں گے ۔ کہ اپنے گھروں میں موجود ہوں گے ۔ زمین آباد ہو جائے گی ۔ صاف اور شفاف ہو گی ۔ اپنے مہدی کی وجہ سے زمین فخر کرے گی ۔ آپ کی وجہ سے اپنی نہروں کو جاری کرے گی ۔ فتنے اور لوٹ مار ختم ہو جائے گی ۔ خیر و برکات کی زیادتی ہو گی ۔ اس کے بعد مجھے

ضرورت نہیں رہتی کہ میں کچھ اور کہوں، میری طرف سے دنیا پر سلام ہو۔ شیخ محی الدین عربی قدس اللہ سرہٗ نے اپنی کتاب عنقا المغرب بیان مہدی موعود اور آپ کے وزراء کے تحت تحریر کیا ہے۔ ؎

فقد فتاخاء الزمان وداھا	علی فاء لا مول الکرو دلیقوم
مع السبعة الاعلام والناس غفل	علیم بتدبیر الامور حکیم
فاشخاص خمس وخمس خمسة	علیھم تری امر الوجود یقیم
ومن قال ان الاربعین نھایة	لھم فھو قول ترتفیه کلیم
وان شئت اخبر عن ثمان	ولا تزد طریقھم فزومیه تزاجم
فسبعتھم فی الاسمی لایجھلونھا	وثامنھم عند النجوم نزیم

نیز آپ نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں باب تین سو چھیاسٹھ کے تحت مہدی کے متعلق جو آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے کے وزراء کی منزل کے بارے میں ذکر کیا ہے آپ وہ ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت دی ہے۔ وہ آپ کے اہل بیت میں سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہوں گے۔ آپ اس وقت ظاہر ہوں گے۔ جب زمین ظلم وجور سے بھری ہوگی۔ وہ اس کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ اگر دنیا کا صرف ایک دن ہی باقی رہ گیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو لمبا کر دے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کی عترت میں سے ایک شخص والی ہوگا، جس کی بیعت رکن اور مقام کے درمیان کی جائیگی آپ کی وجہ سے زیادہ سعادت مند لوگ کوفہ کے رہنے والے ہوں گے، آپ مال کو برابر تقسیم کرنے والے ہوں گے۔ رعیت میں انصاف کریں گے، مقدمہ کا فیصلہ کریں گے۔ دین کی رکاوٹ کے وقت خروج کریں گے، جو شخص آپ کا انکار کرے گا قتل کر دیا جائے گا۔ جو آپ سے جھگڑا کرے گا وہ ذلیل ہوگا حقیقی دین ظاہر ہوگا، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہوتے تو اسی دین کا حکم دیتے، دنیا سے مذاہب اُڑ جائیں گے، صرف خالص دین باقی رہ جائے گا، آپ کے دشمن صاحب اجتہاد مقلد علماء ہوں گے آپ کی تلوار اور آپ کے رعب و دبدبہ کے خوف سے وہ لوگ مجبوری کے عالم میں آپ کے حکم میں داخل ہوں گے خواہش اور خوشی سے عام مسلمان آپ کی بات کو قبول کریں گے، عارف باللہ لوگ آپ کی بیعت کریں گے۔ جو اہل حقائق ہوں گے، شہود اور کشف کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ کی تعریف سے انہیں حاصل ہوگی، آپ کے ساتھ اللہ والے لوگ ہوں گے جو آپ کی دعوت کو قائم کریں گے اور آپ کی نصرت اور مدد کریں گے، یہ آپ کے وزیر ہوں گے۔ آپ کی سلطنت کا بوجھ اٹھائیں گے۔ آپ نے کہا ؎

ھو سید المھدی من آل احمد	ھو الوابل الوسمی حسین یجود

وہ آقا مہدی ہوں گے جو آل احمد سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ آپ بڑی بارش کی طرح سخاوت کریں گے آپ مضبوط خلیفہ ہوں گے جو حیوانوں کی زبان کو سمجھیں گے۔ آپ کا انصاف جن و انس میں جاری ہوگا۔ آپ کے وزراء عجمی لوگ ہوں گے۔ ان میں کوئی بھی عربی نہیں ہوگا۔ لیکن یہ لوگ عربی زبان میں گفتگو کرتے ہوں گے۔ ان کا ایک نگران ہوگا۔ جو ان کی جنس میں سے نہیں ہوگا جس نے اللہ کی کبھی نافرمانی نہیں کی ہوگی۔ وہ وزراء میں سے خاص بندہ ہوگا، تمام اصفیاء میں سے افضل ہوگا۔ شیخ صدر الدین قونوی قدس اللہ سرہ نے مہدی موعود علیہ السلام کی شان میں اشعار بیان فرمائے ہیں۔

يقوم بامر الله في الارض ظاهراً ۔ على رغم شيطانين يمحق للكفر
يؤيد شرع المصطفى وهو ختمه ۔ ويمتد من ميم باحكامها يدري
ويمده ميقات موسى وجنده ۔ ضياء الورى في الوقت يخرج عن العصر
على يده محق اللهام جميعهم ۔ بسيف توى المتين علك ان تدري
حقيقة ذاك السيف القائم الذي ۔ تعين للدين القويم على الامر
لعمري هو الفرد والذي بان سره ۔ بكل زمان في مظاهره يسري
تسمى باسماء المراتب كلها ۔ خفاء واعلانا كذاك الى الحشر
اليس هو النور الاتم حقيقة ۔ ونقطة ميم منه امداده يجري
يفيض على الاكوان ما قد افاضه ۔ عليه اله العرش في ازل الامر
فما ثم الا الميم لا شيء غيره ۔ وذو العين لن تراه مفرد العمر
هو الروح فاعلمه وخذه مهدا اذا ۔ بلغت الى المدايا من العمر
كانك بالمذكور تصعد راقيا ۔ الى ذروة المجد الاثيل على القدر
وما قد رأيته الا الوقت بحكمة ۔ على حال مرسوم الشريعة بالامر
عليه صلاة الله ما لاح بارق ۔ وما اشرقت شمس الغزالة في الظهر
وآل واصحاب اولي الجود والتقى ۔ صلاة وتسليما يدوم الى الحشر

شیخ صدر الدین نے اپنی وصیتوں میں اپنے شاگردوں سے کہا کہ میری طب کی کتابیں، حکماء کی کتابیں اور فلسفہ کی کتابیں بیچ دو اور ان کی قیمت فقراء میں تقسیم کر دو۔ کتب تفاسیر احادیث اور تصوف کو کتب خانہ میں محفوظ رکھو۔ کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کو اول حصہ میں حضور قلب کے ساتھ ستر ہزار مرتبہ پڑھو اور میری طرف سے مہدی علیہ السلام کی خدمت میں سلام پہنچاؤ۔

باب ۸۵

بعض ان چیزوں کا وارد کرنا جو شیخ، علامہ زمان، فرید الدہر محمد صبان مصری رحمہ اللہ کی کتاب اسعاف الراغبین میں ہے

رویانی اور طبرانی وغیرہما نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا مہدی (عجل اللہ فرجہ) میرے فرزندوں میں سے ہوگا۔ جس کا چہرہ مبارک چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہوگا۔ آپ کا رنگ عربی ہوگا۔ جسم اسرائیلی یعنی لمبا ہوگا۔ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح پہلے ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔ آسمان کے رہنے والے اور زمین کے رہنے والے آپ کی خلافت پر راضی ہوں گے۔ نیز حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آپ نوجوان گھنگے شرمیلی آنکھوں والے ہوں گے۔ آپ کے ابرو لمبے اور باریک ہوں گے۔ زیادہ سرخ ناک والے اور گھنی داڑھی والے ہوں گے، آپ کے داہنے رخسار پر ایک تل ہوگا۔ اور آپ کے داہنے ہاتھ پر بھی ایک تل ہوگا۔

طبرانی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا مہدی توجہ فرمائیں گے عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے ایسا معلوم ہوگا کہ آپ کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ جناب مہدی علیہ السلام فرمائیں گے۔ آگے بڑھئے اور لوگوں کو نماز پڑھائیے، عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے نماز آپ کے لئے قائم ہوئی ہے۔ حضرت عیسیٰ ایک ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھیں گے جو میرے فرزندوں میں سے ہوگا۔ مہدی علیہ السلام کی امامت کے بارے میں صحیح ابن حبان میں اسی طرح وارد ہوا ہے۔ آپ نے صحیح روایت کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا، عیسیٰ بن مریم اتریں گے اور کہیں گے ان لوگوں کے امیر حضرت مہدی علیہ السلام ہیں، مہدی علیہ السلام حضرت عیسیٰ سے فرمائیں گے تشریف لائیے اور ہمیں نماز پڑھائیے۔ آپ کہیں گے نہیں آپ لوگوں میں سے بعض بعض کے امام ہیں۔ اس امت کے لیے اللہ کی جانب سے بزرگی حاصل ہے۔ ابونعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا وہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوگی جس کا اول شخص میں ہوں گا اور اس کے آخری حضرت عیسیٰ ہوں اور اس کے درمیان میں مہدی علیہ السلام موجود ہوں، درمیان سے مراد یہ ہے کہ وہ آخرت سے پہلے ہوں، احمد اور ماوردی نے روایت کی ہے کہ اس کے پاس صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم تشریف لائے اور فرمایا تم لوگوں کو مہدی علیہ السلام کی بشارت ہو، جو میری عترت میں قریش کا ایک آدمی ہوگا۔ وہ اس وقت ظاہر ہوں گے جب لوگ اختلاف اور اضطراب میں مبتلا ہوں گے۔ وہ زمین کو اس قدر عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس قدر وہ ظلم اور جور سے بھری ہوئی ہوگی۔

آپ سے آسمان کے رہنے والے اور زمین کے رہنے والے راضی ہوں گے، آپ مال کو برابر تقسیم کریں گے۔ آپ امت محمد کے دلوں کو تونگری سے بھر دیں گے، آپ کا انصاف لوگوں میں عام ہوگا۔ آپ منادی کرنے والے کو حکم دیں گے کہ وہ منادی کرے کہ جس شخص کو مال کی ضرورت ہو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے، آپ کے پاس ایک آدمی کے سوا اور کوئی نہیں آئے گا۔ وہ آپ سے سوال کرے گا، مہدی علیہ السلام آپ سے فرمائیں گے۔ تم عبادت خانہ کے خدمت گزار کو لاؤ۔ تاکہ وہ تمہیں عطا کریں، وہ اس کے پاس آئے گا اور کہے گا میں مہدی علیہ السلام کا ایلچی ہوں، تمہارے پاس مجھے اس نے روانہ کیا ہے۔ تاکہ تم مجھے عطا کرو، وہ کہے گا اٹھاؤ، وہ اٹھائیگا لیکن اس کو اس مال کے لے جانے کی طاقت نہیں ہوگی۔ وہ مال کو پھینک دے گا، اس قدر اٹھائے گا جس قدر اس کے لے جانے کی طاقت ہوگی، اس شخص کے ہاں سے چلا جائے گا۔ لیکن نادم ہوگا اور کہے گا میں اس امت میں سب سے زیادہ بدترین قسم کا لالچی ہوں، جو اس مال کی طرف بلایا گیا جس کو میرے غیر نے چھوڑ دیا ہے۔ وہ شخص اس کو مال واپس کر دے گا۔ عبادت خانے کا خدمت گزار کہے گا۔ کہ جس مال کو ہم عطا کرتے ہیں پھر اس کو قبول نہیں کرتے، قائم آل محمد اسی حالت میں چھ یا سات یا آٹھ یا نو سال قیام فرما رہیں گے۔ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں ہوگی۔" یہ بات کہ آپ مغرب (افریقہ) سے ظہور فرمائیں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اسی بات پر علقمی نے بھی تنبیہ کی ہے اور روایات میں وارد ہوا۔ کہ آپ کے ظہور کے وقت آپ کے سر مبارک پہ ایک فرشتہ ندا دے گا: یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں، ان کی پیروی کرو۔ لوگوں کو آپ کے متعلق یقین آجائے گا، آپ کی محبت ان کے دلوں میں سرایت کر جائے گی۔ آپ زمین کے مشرق اور مغرب کے بادشاہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تین ہزار فرشتوں کے ساتھ مدد کرے گا۔ اصحاب کہف آپ کے مددگار ہوں گے۔ حضرت جبرائیل آپ کے مقدمۃ الجیش میں ہوں گے، میکائیل آپ کے لشکر کی ساقہ میں ہوگا، حضرت مہدی علیہ السلام تابوت سکینہ کو انطاکیہ کی غار سے نکالیں گے۔ اور تورات کے اسفار کو ایک پہاڑ سے نکالیں گے جو شام میں واقع ہے۔ جہاں یہودی حج ادا کرتے ہیں۔ بہت سے یہودی آپ پر ایمان لے آئیں گے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں احادیث تواتر کو پہنچ چکی ہیں کہ مہدی خروج فرمائیں گے، آپ آپ کے اہل بیت میں سے ہوں گے۔ آپ زمین کو انصاف سے بھر دیں گے۔ دجال کے قتل کرنے پر آپ عیسیٰ علیہما السلام کی فلسطین کی سرزمین پر باب لد کے پاس مدد کریں گے۔ آپ اس امت کی امامت کریں گے، حضرت عیسیٰ آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے"

بعض احادیث میں آیا ہے کہ آپ طاق والے سال میں ظہور فرمائیں گے۔ سال ایک ہوگا یا تین یا پانچ یا سات یا نو ہوگا۔ آپ کے سال کی مقدار دس سال کے برابر ہوگی، آپ کی حکومت مشرق اور مغرب میں ہوگی، آپ کے

لئے کانیں ظاہر ہوں گی، کوئی غیر آباد زمین ایسی نہ ہوگی جو آباد نہ ہو جائے گی۔"

مقاتل بن سلیمان نے کہا ہے اور آپ کی پیروی بعض مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے اس قول وانہ لعلم الساعۃ کے بارے میں کی ہے کہ یہ آیت حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت کی مدت حکومت چالیس سال ہوگی، ایک روایت میں ہے کہ دس سال ہوگی۔ ایک روایت میں ہے چودہ سال ہوگی، دوسرے حضرات نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

میرے آقا عبدالوہاب شعرانی نے اپنی کتاب الیواقیت والجواہر کے صفحہ ۶۵ میں بیان کیا ہے کہ حضرت مہدی امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ آپ ۲۵۵ھ میں نصف شعبان کی رات کو پیدا ہوئے ہیں، آپ اس وقت تک باقی زندہ ہیں حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کے ساتھ اکٹھے ہو جائیں گے، اسی طرح مجھ کو شیخ حسن عراقی نے امام مہدی کے متعلق خبر دی ہے۔ جب میں آپ کے ساتھ اکٹھا ہوا تھا اس بات پر میرے آقا علی خواص رحمہما اللہ نے موافقت کی ہے، شیخ محی الدین عربی نے فتوحات مکیہ میں بیان کیا ہے کہ امام مہدی اس بات کے مطابق حکم کریں گے جو شریعت کے الہام کے فرشتے کی جانب سے آپ پر القا کیا جائے گا۔ ایسا ہی رسول اللہ کی حدیث میں آیا ہے کہ مہدی میرے نقش قدم پر چلے گا، خطا نہیں کرے گا۔" اس کتاب کا مؤلف کہتا ہے کہ شیخ عبدالوہاب شعرانی قدس اللہ سرہ نے اپنی کتاب انوار القدسیہ میں بیان کیا ہے کہ ہمارے بعض مشائخ نے کہا ہم لوگوں نے مہدی علیہ السلام کی بیعت ملک شام کے شہر دمشق میں کی ہے۔ ہم آپ کی خدمت میں سات روز تک حاضر رہے، ۱۲۷۳ھ میں مجھے شیخ عبداللطیف حلبی نے بیان کیا کہ میرے باپ شیخ ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے اپنے بعض مشائخ کو دیکھا جو مصر کے رہنے والے تھے کہ ہم نے امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کی ہے۔ (انتہی)

شیخ ابراہیم کا طریقہ قادریہ تھا۔ آپ حلب کے کبار مشائخ میں شامل تھے۔ نفعنا اللہ من فیضہا خاص طور گیلانی حضرات کے فیض سے فائدہ دے۔ میری مراد ان حضرات سے ہے، شیخ اسماعیل اول، آپ کے مرتبے کے برابر شیخ عبدالجواد تھے، آپ کا بیٹا شیخ اسماعیل ثانی۔ آپ کے دونوں بیٹے شیخ محمد اور شیخ عبدالقادر آپ میرے شیخ، آقا، سند اور میرے معتمد ہیں قدس اللہ اسرارہم و اعلی اللہ مقامہم و رفع درجاتہم۔ یہ حضرات مومنین کے عزت ہیں، مسلمانوں کی جائے پناہ ہیں۔ یہ عترت طیبین کی اولاد ہیں۔ آئمہ طاہرین کے خاندان سے ہیں۔ جو شخص بھی ان کی اولاد میں سے زندہ ہے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے، ان میں سے شیخ طٰہٰ اور آپ کی اولاد موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات میں اور زیادہ سعادت دارین کی برکت عطا کرے اور دونوں جہانوں کی برکتیں آمین! اللہ تعالیٰ ان کے برکات اور سعادات فانفتیں ہم پر جاری کرے۔ ان کے ارواح کی امداد، ان کے نورانی روشنی

اور ان کے اسرار کے فیض سے اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت کرے۔ اے پروردگار! ہمیں ان حضرات کی مودت پر ثابت قدم رکھ، آمین، یارب العالمین بالنبی وآلہ الطیبین وصلی اللہ علی محمد وعلی آلہ وصحبہ ائمۃ الغارین نوراعینہا۔

باب ۸۶

ان اقوال کا وارد کرنا جن کی تصریح علماء حروف محدثین نے کی ہے کہ مہدی موعود امام حسن عسکری رضی اللہ عنہما کے فرزند ہیں

اسرار حروف کے شیخ جلیل عالم کامل کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ بن محمد بن حسن حلبی شافعی قدس اللہ سرہ نے اپنی کتاب مطالب السؤل فی مناقب آل الرسول میں بیان کیا ہے کہ حضرت مہدی ابو محمد امام حسن عسکری علیہما السلام کے فرزند ہیں۔ آپ سامرا میں پیدا ہوئے۔ اسی طرح آپ نے اپنی کتاب دار منظم میں ذکر کیا ہے "۔ شیخ کبیر اسرار حروف کے کامل صلاح الدین صفدی نے شرح دائرہ میں تحریر کیا ہے کہ مہدی موعود آئمہ میں سے بارھویں امام ہیں۔ ان میں کا پہلا امام حضرت علی ہیں اور ان میں کا آخری مہدی رضی اللہ عنہم ہے۔ نفعنا اللہ بہم۔

شیخ محدث فقیہ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن محمد گنجی شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان کے آخری پچیسویں باب میں جو آخری باب ہے کہا ہے کہ مہدی امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند ہیں جو زندہ اور موجود ہیں، اپنی غیبت کے زمانے سے لے کر اس وقت تک باقی ہیں، حضرت عیسیٰ، حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہم السلام کی دلیل کے بقا کے ساتھ آپ کے باقی رہنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے "۔

شیخ محدث فقیہ محمد بن ابراہیم حموینی شافعی نے اپنی کتاب فرائد السمطین میں دعبل خزاعی سے نقل کیا ہے، آپ امام علی رضا بن موسیٰ کاظم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا میرے بعد امام میرا فرزند جواد تقی ہوگا، پھر آپ کے بعد آپ کا بیٹا علی ہادی نقی ہوگا۔ پھر آپ کے بعد امام آپ کا بیٹا حسن عسکری ہوگا۔ پھر امام آپ کے بعد آپ کا فرزند محمد حجت، مہدی ہوگا، آپ کی غیبت میں آپ کا انتظار کرنے والا آپ کے ظہور کے وقت آپ کی اطاعت کرنے والا ہوگا۔ ایسا ہی باب ۸۰ میں ذکر ہو چکا ہے "۔

شیخ المشائخ عظام میری مراد حضرت شیخ الاسلام احمد جامی، عارف شیخ عطار نیشاپوری، شمس الدین تبریزی، جلال الدین مولانا رومی، سید نعمت اللہ جزائری اور سید نسیمی وغیرہم قدس اللہ اسرارہم ووہب لنا عرفانہم وبرکاتہم نے اپنے اشعار میں آئمہ اہل بیت طیبین رضی اللہ عنہم کی مدح کی ہے اور حضرت مہدی کی

مدح ان ائمہ کی مدح کے آخر میں منقول کی ہے۔ یہ وہ دلائل ہیں کہ حضرت مہدی پہلے پیدا ہو چکے ہیں۔ جس شخص نے ان کامل اور عارف لوگوں کے آثار کی پیروی کی ہے۔ وہ اس امر کو صاف واضح اور کھلم کھلا پائے گا۔

باب ۸۷

ان اہل اللہ کاملین کے اشعار کا وارد کرنا جنہوں نے ائمہ اثنا عشر ہادین رضی اللہ عنہم کی مدح میں فرمائے ہیں، اور سعد الدین حموی کا کلام

شیخ عبدالرحمٰن جامی نے اپنی کتاب النفحات میں بیان کیا ہے کہ شیخ احمد جامی نامقی قدس سرہٗ شہر جام کے قریب ایک پہاڑ کی غار میں اللہ جل شانہٗ کی طرف سے ایک جذب قوی کے ساتھ داخل ہوتے۔ آپ مادر زاد ان پڑھ تھے، حروف اور کتاب کو بالکل نہیں جانتے تھے۔ آپ کی عمر اس وقت بیس سال کی تھی۔ آپ غار میں بغیر کھانے کے اٹھارہ برس قیام فرما رہے، درختوں کے پتوں اور جڑوں کو کھاتے تھے۔ آپ نے اس غار میں اللہ تعالیٰ کی عبادت چالیس برس کی عمر تک کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو لوگوں کی ہدایت کرنے کا حکم دیا، آپ نے ایک کتاب تصنیف کی جو تقریباً ایک ہزار اوراق پر مشتمل تھی۔ اس کتاب کے مطالب کی گہرائیوں کو دیکھ کر علماء اور حکماء ششدر رہ گئے، آپ اس امت میں عجیب شخصیت کے مالک ہیں، آپ کے حلقۂ ارادت میں جو آپ کے مرید داخل ہوئے ہیں ان کی تعداد سات ہزار افراد پر مبنی ہے۔ آپ کے کرامات اور خرق عادات کی تفصیل کتاب النفحات میں مذکور ہے، قدس اللہ اسرارہٗ و وہب لنا فیوضاتہٗ و برکاتہٗ کے کلام فارسی کے یہ اشعار ہیں :-

من ز مہر حیدرم ہر لحظہ اندر دل صفاست	از پئے حیدر حسن ما را امام و رہنماست
ہمچو کلب افتادہ ام بر آستان بو الحسن	خاک نعلین حسین از بہر دو چشم تو تیاست
عابدین تاج سر و باقر دو چشم روشنم	دین جعفر بر حق است و مذہب موسیٰ رواست
ای موالی وصف سلطان خراساں را شنو	ذرۂ از خاک قبرش دردمنداں را دواست
پیشوای مومناں است ای مسلماناں نقی	گر تقی را دوست داری بر ہمہ مذہب رواست
عسکری نور دو چشم عالمست و آدم است	ہمچو یک مہدی سپہ سالار در عالم کجاست
قلعۂ خیبر گرفتہ ان شہنشاہ عرب	زانکہ در بازوی حیدر نام الافتی مسند
شاعراں از بہر سیم و زر سخنہا گفتہ اند	احمد جامی غلام خواص شاہ اولیا ست

شیخ عطار نیشاپوری قدس اللہ سرہٗ و افاض علینا علومہٗ و برکاتہٗ اپنی کتاب مظہر الصفات میں بیان کرتے ہیں۔ ؎

مصطفیٰ ختم رسل شد در جہاں　　مرتضیٰ ختم ولایت در عیاں
جملہ فرزندان حیدر اولیا　　جملہ یک نور اند حق کرد ایں ندا

بارہ آئمہ کے اسماء گرامی کی تعداد بیان کرنے کے بعد کہا ؎

صد ہزاراں اولیا را در زمین　　از خدا خواہند مہدی را یقین
یا الٰہی مہدیم از غیب آر　　تا جہاں عدل گردد آشکار
مہدی ہادی است تاج اتقیا　　بہترین خلق برج اولیا
ای ولای تو معین آمدہ　　بر دل و جان ہمہ روشن شدہ
ای تو ختم اولیائے ایں زماں　　از ہمہ معنی نہانی جان جان
ای تو ہم پیدا و پنہاں آمدہ　　بندہ عطارت ثنا خواں آمدہ

شیخ جلال الدین قدس اللہ سرہ کے چند اشعار یہ ہیں جن کو آپ نے حروف تہجی کے طور پر اپنے بڑے دین میں ترتیب دیا ہے۔ ؎

ای سرور مرداں علی مرداں سلامت میکنند　　ای صفدر ذلیشان علی مرداں سلامت می کنند

ان میں سے یہ کہا۔ ؎

با قاتل کفار گو با دین و با دیندار گو　　با حیدر کرار گو مستان سلامت می کنند
با درج دو گو ہر بگو بابرج دو اختر بگو　　با شبر و شبیر گو مستان سلامت می کنند
با زین دین عابد بگو با نور دین باقر بگو　　با جعفر صادق بگو مستان سلامت می کنند
با موسٰے کاظم بگو با طوسی عالم بگو　　با لتقی قائم بگو مستان سلامت می کنند
با میر دین ہادی بگو با عسکری مہدی بگو　　باآں ولی مہدی بگو مستاں سلامت می کنند

امام محمد بن ادریس شافعی نے اپنے شعر میں فرمایا ؎

لو فتشوا قلبی لاالفوا بہ　　سطرین قد خطا بلا کاتب

اگر میرے دل کے گوشے کی تلاشی لیں تو اس میں بغیر کاتب کے لکھی ہوئی دو سطریں پائیں گے۔

العدل والتوحید فی جانب　　وحب اہل البیت فی جانب

عدل اور توحید ایک طرف ہے۔ اہل بیت کی محبت ایک طرف ہے

نیز امام شافعی نے اشعار بیان کیے ہیں جن کو ابن حجر نے صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے سہ

یا راکباً قف بالمحصب من منی | واهتف بساکن خیفها والناهض
سحراً اذا فاض الحجیج الی منی | فیضاً کملتطم الفرات الفائض
واخبرهم انی من النفر الذی | لولاء اهل البیت لیس بناقض
ان کان رفضاً حب آل محمد | فلیشهد الثقلان انی رافض

ایک شافعی المذہب نے اپنی قصیدہ میں اشعار بیان کیے جو دالیہ کے نام سے مشہور ہے ان میں سے کچھ اشعار یہ ہیں :-

وسائل عن حب اهل البیت هل | اسر اعلانی بهم ام اجحد
والله مخلوط بلحمی ودمی | حبهم هم الهدی والرشد
حیدرة والحسنان بعده | ثم علی وابنه محمد
وجعفر الصادق وابن جعفر | موسی ویتلوه علی السند
اعنی الرضا ثم ابنه محمد | ثم علی وابنه المسدد
والحسن التالی ویتلو تلوه | محمد بن الحسن المعتقد
فانهم ائمتی وسادتی | وان لحانی معشر وفندوا
ائمة اکرم بهم ائمة | اسماؤهم مسرودة تطرد
هم حجج الله علی عباده | وهم الیه منهج ومقصد
هم فی النهار لا میهم | وفی الدیاجی رکع وسجد
قوم لهم مکة والابطح وال | خیف وجمع والبقیع الغرقد
قوم منی والمشعران لهم | والمروتان لهم والمسجد
قوم لهم فی کل ارض مشهد | لا بل لهم فی کل قلب مشهد

شیخ عزیز بن محمد النسفی رحمہ اللہ جو سعد الدین حموی کے شیخ الشیوخ ہیں۔ قدس اللہ سرہ نے اپنی کتاب میں (جو فارسی زبان میں ہے) فرماتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سابقہ مذاہب میں ولی کا نام نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ نبی کا نام ہوتا تھا۔ خداوند عالم کے مقربین کو جو وارثان شریعت ہوتے تھے تمام کو انبیاء کہا جاتا تھا، ہر دین میں صاحب شریعت شخص ایک سے زیادہ نہیں ہوتا تھا۔ آدم علیہ السلام کے دین میں دو بہترین پیغمبر موجود تھے جو آدم کے وارث تھے مخلوق کو آدم کے دین اور اس کی شریعت کی

طرف دعوت دیتے تھے، اسی طرح نوح کے دین، دین ابراہیم، دین موسیٰ اور دین عیسیٰ علیہم السلام کا معاملہ ہے۔ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی جانب سے دین جدید اور شریعت جدید نازل ہوئی تو دلی کا نام دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیدا ہوا، حق تعالیٰ نے اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ اشخاص کو برگزیدہ کیا اور ان کو آپ کا وارث قرار دیا، ان کو خود اپنا مقرب بنایا۔ اور اپنی خاص ولایت کے ساتھ ان کو مخصوص کیا، ان حضرات کو نائبان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وارث قرار دیا، حدیث کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں ان بارہ اشخاص کے حق میں (آنحضرت نے) ارشاد فرمائی ہے۔
اور حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل انہیں حضرات کے حق میں (رسول اللہ نے) فرمائی ہے آخری ولی جو آخرین کا نائب ہے بارھواں ولی اور بارھواں نائب ہے، آپ اولیاء کے خاتم ہیں مہدی اور صاحب الزمان آپ کا نام ہے الشیخ فرماتے ہیں کہ تمام عالم میں بارہ اولیاء سے اور زیادہ نہیں ہیں لیکن تین ہزار پچاس وہ اشخاص جو مردمان غیب میں سے ہیں، ان کو اولیا نہیں کہتے بلکہ ان کو ابدال کہتے ہیں شیخ عارف کامل ابن معتوی مصری قدس اللہ سرہٗ و افاض علینا فیوضہٗ اپنے دیوان میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکی عترت طیبین سلام اللہ علیہم کی تعریف کرتے ہیں۔ ؎

تدحیلی عن سائر التشبیہ رتبۃ   اذ فوقہ لیس الا اللہ فی العظم
آپ (محمد) کا رتبہ تمام تشبیہات سے بلند ہے، آپ کے اوپر صرف اللہ تعالیٰ بڑا ہے

ھواہ دینی وایمانی معتقدی   وحب عترتہ عونی و معتصمی
آپ سے محبت رکھنا میرا دین، ایمان اور میرا اعتقاد ہے، آپ کی عترت سے محبت رکھنا میری مدد اور میرے چنگل مارنے کی جگہ ہے۔

ذریۃ مثل ماء المزن قد طہروا   وطیبوا فصفت اوصاف ذاتہم
(آپ کی) ذریت مزن کے پانی کی طرح پاک اور طیب ہے ان کی ذات کے اوصاف خالص ہیں۔

ائمۃ اخذ اللہ العہد لہم   علی جمیع الوریٰ من قبل خلقہم
یہ لوگ ایسے امام ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے ان کی پیدائش سے پہلے ان کا عہد لیا ہے،

کفا ھم بالعصر والضحیٰ شرفا   والنور والنجم من آی اتت بہم
سورہ حم۔ ضحیٰ، نور اور نجم میں ان کے شرف کے لئے جو آیتیں نازل ہوئی ہیں کافی ہیں۔

سل الحوامیم ھل فی غیرہم نزلت   وھل اتی ھل اتی الا فی مدحہم
حامیم سے دریافت کرو کہ وہ کسی غیر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ھل اتی ان کی تعریف میں نازل ہوا ہے۔

اکارم کرمت اخلاقہم فبدت   مثل النجوم سماء فی صفاتہم
خود بزرگ ہیں ان کے اخلاق بزرگ ہیں، اپنے صفات میں ستاروں کی طرح آسمان میں ظاہر ہوتے ہیں۔

اطایب یجد المشتاق تربتہم   ریحا تدل بعاقی طیب ذاتہم
یہ لوگ پاکیزہ ہیں ان کا مشتاق ان کی مٹی میں ایک ایسی خوشبو پاتا ہے جو ان کی پاکیزہ ذات پر دلالت کرتی ہے۔

شکراً لآلاء ربی حیث الھمنی   ولا ھم وسقانی کاس حبہم
اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جب کہ اس نے ان حضرات کی ولا کا مجھے الہام کیا اور ان سے محبت رکھنے کا پیالہ مجھے پلایا۔

باب ۸۸

ان احادیث کے وارد کرنے کے بیان میں کہ آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا

عرب کی زمین چراگاہوں اور چشموں میں تبدیل ہوجائیگی دریائے سیحان، جیحان، فرات اور نیل بہشت کے دریا ہیں لوگوں کے طائف ایک ہوجائیں گے۔ حسد اور مخالفت نہیں ہوگی۔"

فصل الخطاب میں ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا (کہ قیامت کی نشانیوں میں) پہلی نشانی یہ ہوگی کہ سورج مغرب سے نکلے گا۔" ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جب سورج مغرب سے نکلے گا اس وقت قیامت قائم ہوجائے گی۔ جب سورج طلوع کرے گا تمام کے تمام لوگ ایمان لے آئیں گے۔ فیومئذ لا ینفع نفسا ایمانھا لم تکن امنت من قبل اوکسبت فی ایمانھا خیراً۔ اس دن نفس کو ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا۔ اگر اس سے پہلے اس نے ایمان نہ لایا اپنے ایمان لانے میں بھلائی حاصل نہ کی ہو۔" بحوالہ شیخین (بخاری و مسلم)

ابو داؤد ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت اللہ تعالیٰ کی اس آیت یاتی بعض آیات ربک کے متعلق فرمایا۔ سورج مغرب سے طلوع کرے گا (بحوالہ ترمذی)

ابن عمر نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ پہلی نشانی یہ ہوگی کہ سورج مغرب سے طلوع کرے گا۔ چاشت

سے وقت لوگوں کے سامنے دابۃ الارض ظاہر ہوگا۔ قریب قریب اس طرح مسلم نے بیان کیا ہے۔"

ابوداؤد میں ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا آسمان سے ایک فرشتہ آواز دے گا اور لوگوں کو برانگیختہ کرے گا اور کہے گا یہ مہدیؑ ہیں آپ کی بات کو قبول کرو۔" انتہی فصل الخطاب۔

جمع الفوائد میں ابن عمر اور ابن عاص سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جب سورج مغرب سے نکلے گا تو ابلیس سجدہ میں پڑ جائے گا۔ آواز دے گا اور بلند آواز سے کہے گا اے پروردگار! تم نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں اس شخص کا سجدہ کروں جس کا تم نے ارادہ کیا تھا۔ ابلیس کے چیلے اس کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ اور اس سے کہیں گے گریہ وزاری کیوں ہے؟ وہ کہے گا کہ میں نے اپنے رب سے وقت معلوم کی مہلت طلب کی تھی اور یہ وقت معلوم کا وقت آگیا ہے۔ پھر صفا کے پہاڑ کو پھاڑ کر جانور نکلے گا۔ پہلے قدم وہ انطاکیہ کی سرزمین پر رکھے گا۔ ابلیس آکر اس سے لڑائی لڑے گا۔"

کبیر اور اوسط میں ابوہریرہ نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جب تک عرب کی زمین چراگاہوں اور دریاؤں میں تبدیل نہ ہوگی۔ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی۔

سعید بن عبدالعزیز نے کہا عرب کا جزیرہ وادیٔ قریٰ کے درمیان سے لے کر یمن کے انتہائی علاقہ تک واقع ہے اور بحر سے لے کر سرزمین عراق کے خاتمہ تک ہے۔"

ابوہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا سیحان، جیحان، فرات اور نیل بہشت کے دریا ہیں۔"

سورۂ انعام کی تفسیر کے باب میں مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تین باتیں ایسی ہیں جب وہ ظاہر ہوں گی تو نفس کو ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ اگر اس نے اس سے پہلے ایمان نہ لایا، سورج کا مغرب سے نکلنا، دجال کا اور دابۃ الارض کا آنا۔"

مسلم اور ترمذی ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا اے عائشہ! ان الذین فرقوا و کانوا شیعًا یہ لوگ اصحاب بدعت اور خواہشات کے بندے ہوں گے، ان کی توبہ قبول نہیں ہوگی، میں ان لوگوں سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہوں گے۔"

جامع صغیر میں بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اس امت کے آخر میں خوف، مسخ ہونا اور قذف واقع ہوگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ حالانکہ ہم میں صلحاء لوگ موجود ہوں گے۔" فرمایا ہاں جب بدکاریوں کی کثرت ہو جائے گی۔ بحوالہ ترمذی انتہی جمع الفوائد)

مشکوٰۃ میں باب نزول عیسیٰ علیہ السلام کے تحت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کی قسم عیسیٰ بن مریم حکم عادل کی صورت میں نازل ہوں گے۔ صلیب کو توڑ دیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے

جذبہ کو ضرور اڑادیں گے، قلاص اونٹنی کو چھوڑ دیں گے۔ اس کے درپے ہونے کی کوشش نہیں کرے گا۔ آپس میں کینہ بغض اور حسد دور ہو جائے گا۔ حال کی طرف بلائیں گے۔ لیکن اس کو کوئی شخص قبول نہیں کرے گا۔
مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے دونوں (بخاری اور مسلم) نے روایت کیا ہے۔ اے (ابوہریرہ) اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی۔ جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں موجود ہوگا۔

باب ۸۹

ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے کلمات امام کی توصیف میں

حافظ جعابی نے حدیث بیان کی ہے کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ہم لوگ چلنے والی کشتی ہیں جو بھنوروں میں چلتی ہے، جو اس پر سوار ہوگا مامون ہوگا۔ جو اس کو چھوڑ دے گا غرق ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ہمیں دوست رکھیں گے اس وقت میثاق لیا تھا جب وہ اپنے آبا کی اصلاب میں موجود تھے ایسے لوگ ہماری محبت کو چھوڑ نہیں سکتے کیونکہ اللہ عزوجل نے ان کی فطرت اس بات پر بنادی ہے" (انتہی)
مناقب میں ثابت ثمالی علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور حجت (امام) کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی اللہ کا اس کی حجت کے سامنے کوئی راز مخفی ہے۔ ہم لوگ اللہ کے دروازے ہیں، ہم صراط مستقیم کے دروازے ہیں، ہم اللہ کے علم کا ظرف ہیں، اللہ کی وحی کے ترجمان ہیں، ہم اس کی توحید کے ارکان ہیں اور اس کے راز کا مقام ہیں۔"
شیخ محمد بن ابراہیم شامی حموینی اپنی سند کے ساتھ فرائد السمطین میں ابوبصیر سے، وہ خثیمہ جعفی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم لوگ جنب اللہ ہیں اس کی صفوت ہیں ہم اس کے انتخاب کردہ ہیں، انبیاء کے متروکات ہمیں ودیعت کئے گئے ہیں۔ ہم اللہ عزوجل کے امین ہیں۔ ہم حجج اللہ ہیں۔ ہم ایمان کے ارکان۔ ہم اسلام کے ستون ہیں، ہم اللہ کی مخلوق پر اللہ کی رحمت ہیں ہماری وجہ سے اللہ کھولتا اور ہماری وجہ سے اللہ ختم کرتا ہے۔ ہم ہدایت کرنے والے آئمہ ہیں۔ ہم اللہ کی طرف داعی ہیں۔ ہم تاریکی کے چراغ ہیں۔ اور ہدایت کی روشنی کے منارے ہم حق کے بلند علم ہیں، جس نے ہم کو پکڑا مل گیا۔ جو ہم سے پیچھے رہا غرق ہو گیا۔ ہم سفید پیشانیوں والوں کے رہنما ہیں۔ ہم واضح راستہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سیدھا راستہ ہیں۔ ہم اللہ عزوجل کی نصرت ہیں۔ اس کی مخلوق پر وہ ہم نبوت کی کان رسالت کا مقام اور فرشتوں کی اترنے کی جگہ ہیں، ہم شریعت ہیں، ہم چراغ ہیں۔ اس شخص کے لئے جس نے ہم روشنی حاصل کی جس نے ہماری

افنذا کی ہم اس کے لئے راستہ ہیں ہم جنت کی طرف ہدایت کرنے والے ائمہ ہیں۔ ہم اسلام کی متانت ہیں۔ ہم پلیں اور بڑی پلیں ہیں۔ جو شخص ان پر چلا مل گیا جس نے اس کو چھوڑ دیا مٹ گیا۔ ہم بڑی کوہان ہیں۔ ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحمت نازل کرتا ہے۔ ہماری وجہ سے لوگ بارش سے سیراب ہوتے ہیں۔ ہماری وجہ سے تم پر عذاب دور ہوگا۔ جس شخص نے ہم کو جانا، ہماری مدد کی، ہمارے حق کو پہچانا۔ ہمارے امر کے ساتھ چلا وہ ہم میں سے ہے اور ہمارے پاس آئے گا۔"

شیخ حموینی نے فرائد السمطین کے آخر میں اپنی سند کے ساتھ سلیمان اعمش بن مہران سے روایت کی ہے وہ امام جعفر صادق سے وہ اپنے باپ سے آپ کا باپ آپ کے دادا علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ ہم مومنین کے امام ہیں۔ ہم عالمین پر حجج اللہ ہیں۔ مومنین کے سردار، سفید پیشانیوں والوں کے راہنما، مسلمانوں کے مولا، ہم زمین والوں کے لئے امان ہیں، جس طرح ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں، ہماری وجہ سے آسمان زمین پر گرنے سے رکا ہوا ہے۔ مگر اللہ کے اذن کے ساتھ" ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ بارش نازل کرتا ہے۔ رحمت پھیلتی ہے۔ زمین کے برکات ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر ہم میں سے کوئی شخص زمین پر موجود نہ ہو تو زمین اپنے رہنے والوں کے ساتھ دھنس جائے گی۔ پھر فرمایا جب سے اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے، زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہی یا ظاہر اور مشہور صورت میں یا غائب اور پوشیدہ حالت میں جس طرح لوگ سورج سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جب اس کو بادل چھپا لیتا ہے۔

مناقب میں تحریر ہے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کے ائمہ کے ذریعے اپنے دین کو واضح کیا، ان حضرات کے ذریعے اپنے علم کے باطن چشموں کو کشادہ کیا۔ امت میں سے جس شخص نے اپنے امام کے واجب حق کو جانا، وہ اپنے ایمان کی شیرینی کو محسوس کرتا ہے، وہ اپنے اسلام کی رونق کو جانتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے امام کو اپنے مخلوق کے لئے علم مقرر کیا ہے، وہ حجت ہے اس دنیا کے رہنے والوں کے لئے (اللہ) اس کو وقار کا تاج پہناتا ہے۔ جبار (اللہ) کے نور نے اس کو ڈھانپ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی مگر اس کے اسباب کی جہت کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی معرفت قبول نہیں کرتا۔ مگر امام کی معرفت کے ذریعے وحی کی جو مشتبہ چیزیں، سنتوں کے پیچیدہ عقدے اور فتنوں کے مشتبہ امور جو اس کے پاس لائے جاتے ہیں۔ وہ ان کا جاننے والا ہوتا ہے، (اللہ) لگاتار اپنے مخلوق کے لئے ایسے لوگوں کا چناؤ کرتا رہتا ہے، امام حسین کی اولاد میں سے، ہر امام کے عقب میں سے، ان باتوں کے لئے ان کو چنتا اور منتخب کرتا ہے، اپنی مخلوق سے انہیں کے ذریعے راضی ہوتا ہے۔ ان حضرات سے وہ

خود راضی ہے، جب ایک امام دنیا سے انتقال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے لئے امام کے عقب سے امام نصب کرتا ہے اور اس کو ظاہری محکم اور روشن مینار قرار دیتا ہے، آئمۃ اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں، حق کی طرف ہدایت کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ انصاف کرتے ہیں، وہ اولاد آدم، نوح، ابراہیم اسماعیل کی اولاد سے بہتر لوگ ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت سے چنے ہوئے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے عالم ذر میں آدم کے جسم کی خلقت سے پہلے اپنے عرش کی داہنی جانب چن لیا تھا، اپنے نزدیک علم غیب میں ان کو حکمت کے ساتھ مخصوص کیا ہے، ان کو لوگوں کی زندگی اور اسلام کا ستون قرار دیا ہے۔"

عیون الاخبار میں ابوصلت ہروی سے روایت ہے کہ امام علی رضا ابن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہما نے فرمایا امام اپنے زمانے کا یکتا ہوتا ہے۔ اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا، اس کے برابر کوئی عالم نہیں ہو سکتا، اس کا بدل کوئی نہیں پایا جاتا۔ نہ اس کی کوئی مثل ہوتا ہے اور نہ نظیر، وہ بغیر طلب کے اللہ کے فضل سے مخصوص ہوتا ہے اور نہ وہ اللہ کی طرف سے کوئی اکتساب کرتا ہے۔ بلکہ یہ خصوصیت عطا کرنے والے فضل کرنے والے کی جانب سے ہوتی ہے، جو شخص امام کی معرفت تک پہنچ جائے گا۔ اس کے لئے ممکن ہوگا کہ وہ امام کا انتخاب کرے، افسوس ہے، افسوس ہے عقلیں ٹھوکریں کھا رہی ہیں۔ دانا یاں سرگرداں ہیں، دل حیران ہیں، آنکھیں حسرت میں مبتلا ہیں، اعظام چھوٹے معلوم ہوتے ہیں۔ دانا حیران، ششدر حکماء عاجز، خطیب کوتاہ ہیں، شعراء گنگ ہیں، ادباء عاجز ہیں، بلغاء امام کے شان کی صفت بیان کرنے سے اندھے ہیں، یا آپ کے فضائل میں سے کوئی فضیلت بیان کر سکیں، ان لوگوں نے عاجزی اور کوتاہی کا اقرار کر لیا ہے، امام کی صفت یا اس کی حقیقت کی گہرائی کس طرح بیان ہو سکتی ہے؟ یا اس کے امر کی کوئی چیز سمجھ میں آسکتی ہے؟ ایسا شخص کہاں پایا جا سکتا ہے جو آپ کے مقام ہو سکے، ایسا کیسے ہو سکتا ہے، ایسا شخص کہاں ہے؟ جس کو مدح کرنے والوں کی مدح صفت والوں کی ثنا پہنچ سکے، اس بات کی قدرت کہاں ہے؟ اس کا ادراک عقول کہاں کر سکتے ہیں؟ ایسا شخص کہاں تلاش کیا جائے؟

مناقب میں عبدالاعلیٰ بن اعین سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنا میں اللہ کی کتاب کو زیادہ جانتا ہوں۔ اس میں مخلوق کے پیدا کرنے کی خبر موجود ہے اور وہ بات موجود ہے جو قیامت تک واقع ہوگی، اس میں آسمان کی خبر اور زمین کی خبر موجود ہے، جنت اور دوزخ کی خبر ما کان وما یکون کی خبر موجود ہے۔ میں ان تمام باتوں کو جانتا

ہوں جس طرح میں اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں، اللہ کی کتاب میں ہر چیز کی وضاحت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے ثم اورثنا الکتاب من عبادنا۔ پھر ہم نے کتاب کا وارث اپنے بندوں کو کیا۔ ہم وہ لوگ ہیں جن کو اللہ عزّوجل نے منتخب کیا، ہم لوگوں نے اس کتاب کو بطور وراثت حاصل کیا۔ جس میں ہر چیز کی وضاحت موجود ہے!

باب ۹۰

امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے خطبہ کے بیان کرنے میں

فرائد السمطین میں اپنی سند کے ساتھ حافظ جمال الدین زرندی نے ابو طفیل عامر واثلہ اور جعفر بن حیان سے روایت کی ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ کی شہادت کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا اے لوگو! میں خوشخبری دینے والے کا فرزند ہوں، میں ڈرانے والے کا فرزند ہوں، میں روشن چراغ کا فرزند ہوں، میں اس کا فرزند ہوں جس کو اللہ نے عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا تھا، میں اس کا بیٹا ہوں، جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا تھا، میں اس اہل بیت میں سے جن سے اللہ تعالیٰ نے ناپاکی (رجس) کو دور رکھا تھا اور ان کو کما حقہٗ پاک و پاکیزہ کیا تھا، میں ان اہل بیت میں سے ہوں جن پر جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتا تھا۔ میں ان اہل بیت میں سے ہوں جن کی مودت اللہ تعالیٰ نے مومنین پر فرض کی تھی۔ سبحانہٗ و تعالیٰ نے کہا، قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربی و من یقترف حسنۃ نزولہ فیھا حسنا، نیکی کا اکتساب ہماری محبت ہے، جب یہ آیت یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ پر درود کس طرح بھیجا جائے۔ فرمایا، کہو اللھم صل علی محمد و علی ال محمد، ہر مسلمان پر ثابت ہوتا ہے کہ ہم پر درود فریضہ واجبہ کی طرح بھیجے، ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے غنیمت کا خمس حلال کیا، اور ہم پر صدقہ کو حرام قرار دیا۔ جس طرح خمس کو اللہ نے حلال اور صدقہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حرام قرار دیا، میرے نانا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مباہلہ کے دن نفس کی بجائے میرے باپ کو اور بیٹوں کی بجائے مجھے اور میرے بھائی حسین کو اور عورتوں کی بجائے میری ماں فاطمہ کو ساتھ لائے تھے، ہم آپ کے اہل ہیں، آپ کا گوشت ہیں اور آپ کا خون ہیں، ہم آپ سے ہیں آپ ہم سے ہیں۔ طلوع فجر کے وقت ہر روز آپ ہمارے پاس تشریف لاتے تھے اور فرماتے تھے اے اہل بیت اللہ تم پر رحم کرے نماز (پڑھو) پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرماتے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا افمن کان علی بینۃ

من ربہ ویتلوہ شاہد منہ، میرے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کی طرف سے بینہ لے کر آئے اور میرے باپ وہ ہیں جو رسول اللہ کے تالی ہیں۔ ایسے گواہ ہیں جو آنحضرت کی جنس میں ہیں سے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا کہ سورۂ برأت کی تبلیغ حج کے زمانہ میں کریں اور رسول اللہ نے میرے باپ کو روانہ کیا تھا میرے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب میرے باپ اور آپ کے بھائی جعفر اور اپنے غلام زید بن حارثہ کے درمیان آپ کے چچا حمزہ کی بیٹی کے بارے میں فیصلہ کیا تو فرمایا اے علی تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، تم میرے بعد ہر مومن کے ولی ہو، میرے باپ تمام لوگوں سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ آپ سابقین سے بھی سابق ہیں۔ اللہ نے سابقین کو متاخرین پر فضیلت دی ہے، اسی طرح سابقین سے سابق کو سابقین پر فضیلت دی ہے، اللہ عز وجل نے اپنے احسان اور اپنی رحمت کے ساتھ تم پر فرائض کو فرض کیا ہے۔ اس کو اس بات کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ کی جانب سے رحمت ہے۔ اس کی ذات کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے تاکہ خبیث چیز کو طیب سے جدا کرے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اس کا امتحان لے اور اس چیز کو متادے جو تمہارے قلوب میں واقع ہے۔ اللہ کی رحمت کی طرف سبقت کرو، اللہ کی جنت میں اپنے منازل کے لحاظ سے فضیلت پکڑو۔ وہ تفسیر جو آئمہ اہل بیت طیبین رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب ہے۔ اس میں امام جعفر صادق سے روایت ہے آپ اپنے باپ آپ کا باپ آپ کے دادا سے روایت کرتے ہیں، امام حسن بن امیر المومنین علی سلام اللہ علیہم نے منبر پر خطبہ دیا اور فرمایا۔ "اللہ عز وجل نے اپنے احسان اور اپنی رحمت کی وجہ سے جب تم پر فرائض کو فرض کیا، یہ چیز کسی اپنی ضرورت کی وجہ سے تم پر فرض نہیں کی بلکہ یہ اس کی رحمت ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تاکہ خبیث چیز کو طیب سے الگ کر دے۔ جو بات تمہارے دلوں میں ہے اس کا امتحان لے اور اس چیز کو متادے جو تمہارے قلوب میں واقع ہے تاکہ تم اس کی رحمت کی طرف سبقت کرو۔ اس کی جنت میں اپنے منازل کے اعتبار سے فضیلت حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج، عمرہ، نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ کا ادا کرنا روزہ رکھنا اور ہم اہل بیت کی ولایت رکھنا فرض مقرر کیا ہے۔ اور ولایت کو تمہارے لئے دروازہ قرار دیا ہے۔ تاکہ اسی کے ذریعے تم فرائض کے دروازے کو کھولو اور ولایت کو اپنے راستے کی کنجی قرار دیا ہے۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اوصیاء نہ ہوتے تو تم حیران اور سرگردان ہوتے نہ تم فرائض میں سے فرض کو جانتے اور نہ تم گھروں میں ان کے دروازے سے داخل ہو سکتے ہو، جب اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اولیاء کے قائم کرنے کا تم پر احسان کیا تو فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم

الاسلام دینًا، اللہ نے اپنے اولیا کے حقوق تم پر فرض کئے ہیں اور ان کے لئے ان کے بجالانے کا تم کو حکم دیا ہے، تاکہ وہ چیز تمہارے لئے حلال ہو جائے جو تمہاری پشتوں کے پیچھے موجود ہے۔ تمہاری عورتوں میں سے اور تمہارے مال میں سے تمہارے کھانے میں سے اور تمہارے پینے میں سے اس کے ذریعے تمہیں برکت، بڑھنا اور دولت معلوم ہو سکے تاکہ یہ بات تمہیں معلوم ہو سکے کہ غیب میں تم کو یہ چیز کون دیتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے کہا قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ" تم لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے جو شخص مروت کے بارے میں کنجوسی سے کام لے گا۔ وہ اپنی ذات کے لئے کنجوسی کرے گا اللہ غنی ہے اور تم اللہ تعالیٰ کی طرف فقیر ہو، اس کے بعد جو کچھ چاہو تم عمل کرو۔ عنقریب تمہارے عمل کو اللہ اور اس کا رسول اور مومنین دیکھیں گے پھر تم عالم الغیب اور شہادت کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو کچھ تم عمل کرتے ہو اس کے متعلق تمہیں آگاہ کرے گا انجام بخیر متقین کے لئے ہے، نہیں ہے کوئی زیادتی مگر ظالمین پر۔" میں نے اپنے نانا کو فرماتے ہوئے سنا میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا اور میرے اہل بیت کو میرے نور سے پیدا کیا اور ان حضرات سے محبت کرنے والوں کو ان کے نور سے پیدا کیا اور باقی تمام لوگ آگ سے پیدا کیے گئے ہیں۔ نیز امام جعفر صادق اپنے باپ امام محمد باقر سے وہ آپ کے دادا علی بن حسین سے روایت کرتے ہیں کہ امام حسن بن علی سلام اللہ علیہم نے اپنی ایک دوسرے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجنے کے بعد کہا، ہم اہل بیت ہیں اللہ نے ہم کو مکرم کیا ہم کو چنا، ہم کو منتخب کیا، ہم سے رجس کو دور رکھا، ہمیں پوری طرح پاک کیا۔ اللہ نے لوگوں میں دو فرقے نہیں بنائے۔ مگر ہم کو آدم سے لیکر میرے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ان دونوں میں سے اچھے فرقے میں رکھا، جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کے ساتھ مبعوث کیا اور آپ کو رسالت کے لئے منتخب کیا اور آپ پر اپنی کتاب نازل کی، میرا باپ سب سے پہلا شخص تھا۔ جو ایمان لایا، اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کی، اللہ نے اپنی کتاب میں جو اپنے نبی مرسل پر نازل کی تھی فرمایا۔ فمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ میرے نانا اپنے رب کی طرف سے بینہ لے کر آئے تھے۔ اور میرے باپ آپ کے تالی تھے، آپ گواہ تھے جو اس کی جنس میں سے تھے۔ میرے نانا نے آپ سے فرمایا جب آپ کو حکم دیا کہ وہ سورہ برأت لے کر موسم حج میں مکہ تشریف لے جائیں۔ اے علی! اس سورہ کو لے کر چلے جاؤ۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اس سورہ کو لے کر میں خود جاؤں یا وہ شخص جائے جو مجھ سے ہو۔ اور تم مجھ سے ہو، میرا باپ میرے نانا سے ہے اور میرا نانا اللہ سے ہے۔ میرے نانا نے آپ سے اس وقت فرمایا جب آپ کے اور آپ کے بھائی جعفر اور اپنے غلام زید بن حارثہ کے درمیان آپ کے چچا حمزہ کی لڑکی کے بارے میں

فیصلہ کیا تھا، اے علی تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ اور تم میرے بعد ہر مومن اور مومنہ کے ولی ہو لگاتار میرے باپ نے اپنی جان کے ذریعے میرے نانا کو بچایا۔ میرا نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر موقعہ پر آپ کو آگے بڑھاتا تھا اور ہر مصیبت کے وقت آپ کو روانہ کرتا تھا۔ آپ پر اعتبار تھا اور آپ کی طرف اطمینان تھا۔ اللہ عزوجل نے کہا والسابقون السابقون اولئک المقربون، میرا باپ سابقین سے سابق تھا، اللہ تعالٰے اور اس کے رسول کی طرف مقربین سے زیادہ مقرب تھا، خدیجہ سلام اللہ علیہا کے علاوہ کسی شخص نے رسول اللہ پر ایمان لانے میں آپ سے سبقت نہیں کی، جس طرح اللہ عزوجل نے سابقین کو متاخرین پر فضیلت دی ہے اسی طرح سابقین سے سابق کو بھی فضیلت دی ہے، اللہ عزوجل نے کہا اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ یہ آیت میرے باپ کے حق میں نازل ہوئی، بہت سے صحابہ کے قتل کے وقت حضرت حمزہ اور جناب جعفر شہید قتل کئے گئے۔ صحابہ میں سے اللہ تعالیٰ نے حضرت حمزہ کو سید الشہداء قرار دیا۔ اور حضرت جعفر کو دو پر عطا کئے جن کے ذریعہ وہ بہشت میں جہاں چاہتے ہیں فرشتوں کے ساتھ اڑتے رہتے ہیں۔ ان دونوں حضرات کو یہ منصب میرے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے ملا۔ شہداء احد کے درمیان میرے نانا نے اپنے چچا حضرت حمزہ پر ستر تکبیر نماز جنازہ پڑھی، اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عورتوں کے لئے فرمایا ہے اگر ان میں سے کسی نے کوئی نیکی کی تو اس کو دو اجر ملیں گے۔ اگر ان میں سے کسی نے برائی کی تو دو گنے گناہ کی مستحق ہوگی۔ ان کے لئے یہ بات میرے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ کی وجہ سے تھی، مسجد الحرام کے سوا اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں ایک نماز کے ادا کرنے کو اور تمام مساجد کی نماز کے مقابل میں ہزار نماز کے برابر قرار دیا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے تھا، جب یہ آیت یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ، ہم آپ پر کس طرح صلوٰۃ بھیجیں، فرمایا کہو اللھم صلی علی محمد وآل محمد، ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ میرے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلواۃ بھیجے وقت ہم پر فریضہ واجبہ کی طرح صلواۃ بھیجے اللہ نے اپنے رسول کے لئے اپنی کتاب میں مال غنیمت کا خمس حلال قرار دیا ہمارے لئے بھی وہ چیز واجب قرار دی جو آپ کے لئے واجب قرار دی تھی، آپ پر صدقہ حرام کیا اور ہم پر بھی صدقے کو حرام کیا۔ فللہ الحمد۔ ہم کو اس چیز سے منزہ کیا جس چیز سے آپ کو منزہ کیا، جس چیز کو آپ کے لئے پاک کیا اس کو ہمارے لئے پاک کیا، یہ وہ بزرگی ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہمیں کرم کیا اور ایسی فضیلت ہے جس کی وجہ سے اپنے تمام بندوں سے ہمیں فضیلت دی۔ اللہ تعالیٰ نے میرے

نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس وقت فرمایا جبکہ اہل کتاب کے کافرں نے آپ سے انکار کیا اور آپ سے جھگڑا کیا۔ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ میرے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھ نفس کی جگہ میرے باپ کو بیٹوں کی جگہ مجھے اور میرے بھائی حسین کو اور عورتوں کی جگہ میری ماں فاطمہ کو لے گئے تھے۔ ہم لوگ رسول اللہ کے اہل ہیں۔ آپ کا گوشت اور خون ہیں ہم اس سے ہیں وہ ہم سے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ رسول اللہ نے اپنی مسجد کے دروازوں کو ہماری دروازے کے سوا بند کرنے کا حکم دیا۔ آپ سے اس بارے میں لوگوں نے چہ میگوئیاں کیں۔ رسول اللہ نے فرمایا میں نے تمہارے دروازوں کو بند نہیں کیا اور نہ میں نے علی کے دروازے کو اپنی جانب سے کھولا ہے۔ لیکن میں نے تو اس چیز کی پیروی کی ہے جس کی مجھے وحی کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا ہے اور علی کے دروازے کو کھلا رہنے کا حکم دیا ہے۔ میں نے اپنے نانا علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا رگا تار اس امت کا معاملہ گھاٹے کی طرف بڑھتا جائے گا۔ جب تک یہ لوگ اس چیز کی طرف لوٹ کر نہ آجائیں جس کو انہوں نے چھوڑا تھا، ان لوگوں نے اس بات کو میرے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے باپ کے متعلق سنا تھا تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔" ان لوگوں نے رسول اللہ کو دیکھا تھا اور آپ سے اس بات کو سُنا تھا۔ جب کہ آپ نے غدیر خم کے مقام پر میرے باپ کے ہاتھ پکڑ کر ان لوگوں سے کہا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ، پھر رسول اللہ نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ جو شخص حاضر ہے وہ غیر حاضر تک اس پیغام کو پہنچا دے۔" پھر حسن بن علی سلام اللہ علیہما نے فرمایا اے لوگو! اگر تم لوگ جابلنا اور جابلسا کے درمیان کسی ایسے شخص کو تلاش کرو جس کا نانا نبی ہو اور جس کا باپ وصی ہو تو تم میرے سوا اور میرے بھائی کے سوا اور کسی کو نہ پاؤ گے، اللہ سے ڈرو، گمراہ نہ ہو جاؤ" اے لوگو! اگر میں اس چیز کا ذکر کروں جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں عطا کی اور ہمیں اپنی کتاب کے فضائل اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان کے ذریعے جس بات سے مخصوص کیا تو میں اس کو کما حقہٗ بیان نہیں کر سکوں گا۔ میں بشیر کا بیٹا ہوں میں نذیر کا بیٹا ہوں، میں اس سراج منیر کا فرزند ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے عالمین کے لیے رحمت قرار دیا تھا۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں، اگر امت ثقلین کا دامن پکڑتی تو آسمان انہیں اپنی تمام بارش سے نوازتا اور زمین اپنی تمام برکتیں ان کو عطا کرتی، تو لوگ زمین کی سرسبز نعمت اپنے اوپر سے بھی کھاتے اور اپنے پاؤں

کے تلے سے بھی کھاتے، ان کے درمیان قیامت تک کوئی اختلاف نہ ہوتا۔ اللہ عزوجل نے کہا ولو انھم اقاموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیہم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم عزوجل نے کہا ولو ان اھل القریٰ امنوا واتقوا لفتحنا علیہم برکات من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذناھم بما کانوا یکسبون، ہم کتاب خدا اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان کے لحاظ سے لوگوں سے بہتر لوگ ہیں، اے لوگو! سنو! یاد رکھو! ڈرو! اس (حق) کی طرف رجوع کرو! کاش کہ تم حق کی طرف لوٹ کر جاتے! تمہیں رک جانے نے پچھاڑ دیا ہے۔ تمہیں سرکشی اور انکار نے بے بس اور لاچار کر دیا ہے کیا ان پر جمے رہو گے حالانکہ تم ان کو ناپسند کرتے ہو، والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

باب ۹۱

اللہ تعالیٰ کا فرمان یوم ندعو کل اناس باما مھم کی تفسیر اور علی کرم اللہ وجہہ کے بعض کلمات

اس آیت کی تفسیر کے بارے میں جمع الفوائد میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا اور کہا ایک آدمی کو بلایا جائے گا۔ اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ اس کو اپنے جسم میں ساٹھ گز تک پھیلائے گا اس کا چہرہ سفید ہو جائے گا۔ اس کے سر پر موتیوں کا تاج رکھ دیا جائیگا جو چمکے گا۔ وہ اپنے ان ساتھیوں کی طرف جائے گا جو دنیا میں اس کے ساتھ جمع ہوتے تھے، وہ اس کو دور سے دیکھیں گے کہیں گے، اس کو ہمارے پاس لے کر آؤ۔ وہ ان کے پاس آئے گا۔ کہے گا تم میں سے ہر اس آدمی کو خوشخبری ہو جس نے اس طرح کی ہدایت پر پیروی کی۔ کافر کو اس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا۔ اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا، وہ اس کو (اعمالنامہ کو) اپنے جسم میں ساٹھ گز تک پھیلائے گا۔ اس کو آگ کا تاج پہنایا جائے گا۔ جب اس کو اس کے ساتھی دیکھیں گے تو کہیں گے ہم اس کے شر سے اللہ سے پناہ مانگتے ہیں، اے پروردگار اس کو ہمارے پاس نہ لانا، وہ ان کے پاس آئے گا، وہ کہیں گے اے پروردگار! اس کو دور رکھ، وہ ان سے کہے گا، اللہ تم کو دور کرے۔ ہر آدمی کے لئے ایسا ہی ہو، (بحوالہ ترمذی) وہ تفسیر جو آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی طرف منسوب ہے[۱] اس میں بشیر بن دعان امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ سے روایت

---

[۱] غالباً تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام مراد ہے: ۱۲ محمد شریف عفی عنہٗ

کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے بشیر! خدا کی قسم تم اللہ کے دین پر قائم ہو، پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ یوم ندعو کل اناس باماھم پھر فرمایا علی ہمارے امام ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے نبی ہیں اور ہمارے امام ہیں، قیامت کے دن بہت سے ایسے امام آئیں گے کہ وہ اپنے اصحاب پر لعنت کرتے ہوں گے اور ان کے اصحاب ان پر لعنت کرتے ہوں گے، ہم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہیں اور ہماری ماں فاطمہ صلوات اللہ علیہا ہے۔" عمار ساباطی امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا زمین امام سے خالی نہیں چھوڑی جاتی۔ امام اللہ کی حلال کردہ چیز کو حلال کرتا ہے اور اللہ کی حرام کردہ چیز کو حرام کرتا ہے۔ اس بارے میں اللہ کا قول ہے یوم ندعو کل اناس باماھم۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ جو شخص اپنے زمانے کے امام کی معرفت کے بغیر مر گیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔" پھر امام جعفر صادق نے فرمایا اے عمار! (یہ) جہلاء کی جاہلیت نہیں ہو گی۔"

کتاب نہج البلاغہ میں امیر المؤمنین علی سلام اللہ علیہ کے خطبے کا ایک ٹکڑا یہ ہے۔ آپ نے فرمایا، عیش و تنعم کی سرمستیوں، فتنہ کی گمراہیوں سے بچو جبکہ اس کا چھپا ہوا خدشہ سر اٹھائے اور مخفی اندیشہ سامنے آ جائے اور اس کا کھونٹا مضبوط ہو جائے۔ ظالم آپس کے عہد و پیمان سے اس کے وارث ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اگلا پچھلے کا راہنما اور پچھلا اگلے کا پیرو ہوتا ہے۔ اور رذیل دنیا پر مرمٹتے ہیں اور اس سڑے ہوئے مردار پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ جلد ہی پیروکار اپنے پیشرو راہنماؤں سے اظہار بیزاری کریں گے۔ سامنے ہونے پر ایک دوسرے کو لعنت کریں گے۔ تم فتنوں کی طرف راہ دکھانے والے اور بدعتوں کے سربراہ نہ ہو۔ تم (ایمان والی) جماعت کے اصولوں اور ان کی عبادت و اطاعت کے طور طریقوں پر جمے رہو۔ اللہ کے پاس مظلوم بن کر جاؤ۔ ظالم بن کر نہ جاؤ۔

سنن دار قطنی اپنی سند کے ساتھ اعمش سے روایت کرتے ہیں وہ مسلم اعور سے وہ حبہ بن جوین سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اگر آدمی تمام زمانہ روزہ رکھے اور تمام زمانہ قائم اللیل رہے۔ اس کے بعد رکن اور مقام کے درمیان قتل کر دیا جائے، اللہ تعالیٰ ان کا قیامت کے روز حشر اس شخص کے ساتھ کرے گا جس کو اس نے دیکھا کہ یہ ہدایت پر قائم ہے۔ نیز فرمایا لوگوں سے زبان اور جسم کے ساتھ مل جاؤ اور ان سے اپنے اعمال اور اپنے دلوں سے جدا رہو، آدمی کو وہ چیز ملے گی جس کو اس نے کمایا، اور قیامت کے روز اس کا حشر اس شخص کے ساتھ ہو گا جس کو اس نے دوست رکھا۔

٭

باب ۹۲

خلیفہ مامون عباسی کے اس جواب کا وارد کرنا جو اس نے اپنے اقربا کے سوال میں دیا تھا

جب مامون نے امام علی رضا رضی اللہ عنہ کی بیعت کا ارادہ کیا تھا!

ابن مسکویہ صاحب التاریخ نے اپنی کتاب ندیم الفرید میں ذکر کیا ہے کہ مامون نے بنو عباس کی طرف خط تحریر کیا۔ جس کے الفاظ یہ ہیں:-

امیر المومنین نے تمہارے خط کو جان لیا ہے/ اما بعد! اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسولوں کی فترت (رکاوٹ) کے بعد مبعوث کیا، خدیجہ بنت خویلد آپ پر سب سے پہلے ایمان لائی، پھر آپ پر علی بن ابی طالب ایمان لائے، اس وقت آپ کی عمر سات سال کی تھی آپ نے اللہ کے ساتھ کسی چیز کا شرک نہیں کیا، نہ ان کی جہالتوں میں سے کسی جہالت میں حصہ لیا، ابوطالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت کی، آپ کو دوست رکھا اور آپ کی پرورش کی، ہمیشہ آپ کو جو اذیت دی جانے لگی اس کو آپ ہٹاتے رہے اور آپ کے نگران رہے جب ابوطالب کا انتقال ہو گیا تو قوم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کرنے کا فیصلہ کیا، آپ (مکہ سے) مدینہ کی قوم انصار کی طرف ہجرت فرما ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ علی بن ابی طالب کی طرح کسی فرد نے نہ دیا۔ علی نے اپنی جان پر کھیل کر آپ کو بچایا، آپ کے بستر پر سو گئے۔ آپ مشرکین کو تہس نہس کرنے میں سب سے زیادہ سخت تھے، اللہ کی راہ میں سب سے بڑے جہاد کرنے والے تھے۔ اللہ کے دین میں ان سب سے زیادہ فقیہ تھے، آپ حدیث خم کی رو سے صاحب ولایت ہیں، آپ خیبر کے فتح کرنے والے ہیں، آپ عمرو بن عبدود کو قتل کرنے والے ہیں۔ جب رسول اللہ نے مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی بنے، آپ اس آیت کے مصداق ہیں ویطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً ویتیماً واسیراً، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں، رسول اللہ نے آپ کی کفالت اور پرورش کی[1] آپ مباہلے کے روز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفس ہیں، اللہ تعالیٰ نے کہا اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد

---

[1] حاشیہ اگلے صفحہ پر

الحرام کمن امن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ لایستوون عند اللہ،
خدا کی قسم تمام مناقب اور آیات آپ کی مدح کرتی ہیں۔ ہم لوگ اور اولادِ علی ایک ہاتھ ہیں
اللہ نے امر (خلافت) کا ہمارے لئے فیصلہ کیا، ہم نے ان لوگوں پر تنگی اور سختی کی، ہم تو
بنو امیہ سے بھی زیادہ ان کو قتل کیا، افسوس! جو شخص بھی ایک رائی کے دانے کے برابر
عمل کرے گا، اس کو دیکھے گا، افسوس! تمہارے پاس حسینی خون کا بدلہ لینے والی تلوار آئے
گی جو تمہیں کچل کے رکھ دے گی۔ سفیانی کچل کر رکھ دے گا، جس کا ستیاناس قائم مہدی کریگے
قائم مہدی کے وقت تمہارے خون محفوظ ہوں گے۔ میں نے علی بن موسیٰ کی بیعت کرنے کا
ارادہ کیا ہے تاکہ میں تمہارے خون کی حفاظت کرنے والا اپنے اور ان حضرات کے درمیان
دائمی مودّت کے قیام کے ساتھ ہو جاؤں۔ میں اس بیعت کرنے سے اس بات کی امید کرتا ہوں
کہ بڑے خوف کے دن (پل) صراط کو طے کر سکوں، خوف سے امن اور نجات حاصل کروں۔
میرے خیال میں علی رضا کی بیعت کرنے سے اور کوئی زیادہ پاکیزہ کام میرے نزدیک نہیں ہے،
تمہارا یہ کہنا کہ میں نے تمہارے آباء کے خیالات اور تمہارے اسلاف کی عقلوں کو بے وقوف
قرار دیا ہے۔ یہ تو وہی بات ہے جس کو مشرک قریش کہتے تھے۔ انا وجدنا اباءنا علی
امۃ وانا علی اثارھم مقتدون۔ تمہارے لئے ہلاکت ہو دین کو باپ سے نہیں لیا
جاتا بلکہ رضاء سے لیا جاتا ہے، میری زندگی کی قسم ایک مسلمان مجوسی مرتد مسلمان سے بہتر ہے،
ولا قوۃ امیر المومنین الا باللہ وعلیہ توکلت وھو حسبی۔ انتہی
مامون نے ایک لمبی گفتگو کی، لیکن میں نے اس کو مطلوبہ مقصد کے ساتھ مختصر کر دیا ہے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) یہ پرورش اس لئے نہیں تھی کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ غریب تھے، بلکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت ابوطالب امیر تھے اور تجارت کیا کرتے تھے اور ایک تجارت کے موقع پر رسول اللہ کو بھی ساتھ لے گئے رسول اللہ کا علی کی پرورش کرنا علی کے اعزاز کی خاطر تھا۔ ۱۲

(محمد شریف عفی عنہ)

باب ۹۳

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ اور آپ کے اوصیاء سلام اللہ علیہم کا ذکر

(بحذف اسناد) امام علی بن موسیٰ رضا اپنے باپ سے آپ اپنے آباء سے وہ حضرات حضرت علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں) آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے ایسی خلق پیدا نہیں کی جو مجھ سے افضل ہو) اور نہ اس پر مجھ سے زیادہ مہربان ہے۔ حضرت علی نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ افضل ہیں یا جبرائیل، فرمایا اے علی! اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء مرسلین کو اپنے مقرب فرشتوں پر فضیلت دی ہے، مجھے تمام انبیا اور مرسلین پر فضیلت دی ہے، اے علی میرے بعد فضیلت تیرے لئے ہے، تیرے بعد ان آئمہ کے لئے ہے۔ جو تیرے فرزند کی اولاد میں سے ہونگے فرشتے ہمارے خادم ہیں اور ہمارے محبین کے خادم ہیں۔ اے علی! وہ فرشتے جو عرش کو اُٹھاتے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں اپنے رب کے حمد کی تسبیح کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں، جو ہماری ولایت پر ایمان لاتے ہیں، اے علی۔ اگر ہم نہ ہوتے اللہ آدم کو پیدا کرتا نہ حوا کو، نہ جنت کو، نہ دوزخ کو، نہ آسمان کو، نہ زمین کو، ہم فرشتوں سے افضل کیونکر نہ ہوں کہ ہم نے اپنے رب کی معرفت کی طرف اس کی تسبیح، اس کی تہلیل، اور اس کی تقدیس کی طرف سبقت کی ہے، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ہماری روحوں کو پیدا کیا، ہماری اپنی توحید اور تمجید کے ساتھ گویا کیا، پھر فرشتوں کو پیدا کیا، انہوں نے جب ہماری روحوں کو ایک نور کی حالت میں مشاہدہ کیا تو انہوں نے ہمارے امر کو بڑا جانا ہم نے تسبیح کرنا شروع کر دی تاکہ فرشتوں کو معلوم ہو کہ ہم پیدا کی ہوئی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری صفات سے منزہ ہے۔ ہماری تسبیح سن کر فرشتوں نے تسبیح کی۔ اللہ تعالیٰ کو ہماری صفات سے منزہ کیا۔ جب فرشتوں نے ہماری شان کو بڑا جانا تو ہم نے لا الہ الا اللہ کہنا شروع کر دیا۔ تاکہ فرشتوں کو اس بات کا علم ہو کہ نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق۔ مگر اللہ اور ہم بندے ہیں، ہم خدا نہیں ہیں، واجب ہے کہ اس نور کے ساتھ عبادت کریں۔ انہوں نے کہا لا الہ الا اللہ۔ جب ہمارے مقام کی بڑھائی کو دیکھا تو ہمارے مقام کو بڑا جانا، ہم نے تکبیر کہی تاکہ فرشتوں کو معلوم ہو کہ اللہ بڑا ہے۔ اس کی مخلوق بڑا مقام حاصل نہیں کر سکتی۔ مگر اس کے ذریعے جب انہوں نے ہماری وہ عزت اور قوت دیکھی جس کو اللہ نے ہمارے لئے بنایا تو ہم نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ تاکہ فرشتوں کو معلوم ہو کہ کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے۔ مگر اللہ کے ساتھ

جب انہوں نے دیکھا کہ کیا چیز پر انعام کی ہے اور مخلوق کی اطاعت ہمارے لیئے فرض کی ہے تو ہم نے کہا الحمد للہ تاکہ فرشتوں کو معلوم ہو کہ حمد اللہ کے لیئے ہے اس کی نعمتوں پر۔" فرشتوں نے کہا الحمد للہ ہماری وجہ سے انہوں نے اللہ کی توحید، اس کی تسبیح، اس کی تہلیل، اس کی تکبیر اور اس کی تحمید کی معرفت حاصل کی، اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہمیں اس کی صلب میں ودیعت کیا، فرشتوں کو آدم کے تعظیمی سجدہ کے لیئے حکم دیا (اور یہ) اس کے اکرام کی خاطر تھا۔ فرشتوں کا سجدہ اللہ کے لیئے عبودیت کے طور پر تھا۔ اور آدم کے لیئے اکرام اور امر اللہ کی طاعت کے لیئے تھا۔ کیونکہ ہم اس کی صلب میں تھے۔ ہم فرشتوں سے کیونکر افضل نہ ہوں، ان تمام نے آدم کا سجدہ کیا تھا۔ شب معراج جب مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبرائیل نے دو دفعہ اذان کہی اور دو دفعہ اقامت کہی۔ پھر فرمایا اے محمد! آگے بڑھیے! میں نے کہا اے جبرائیل آپ سے بھی آگے بڑھ جاؤں، کہا، ہاں! اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو اپنے تمام فرشتوں پر فضیلت دی ہے۔ خاص طور آپ کو ان تمام پر فضیلت دی ہے۔ میں آگے بڑھ گیا، ان سب کو نماز پڑھائی اور فخر نہیں ہے۔ جب میں نور کے حجابوں تک پہنچ گیا، جبرائیل نے مجھے کہا اے محمد آگے بڑھیئے وہ مجھ سے الگ ہو گئے میں نے کہا اے جبرائیل تم اس مقام پر مجھ سے جدا ہوتے ہو، جبرائیل نے کہا اے محمد یہ اس انتہا کی حد ہے۔ جہاں مجھے اللہ تعالے نے رکھا ہے۔ اگر میں اس سے آگے بڑھوں تو میرے رب کے حدود کی تعدی کی وجہ سے میرے پر جل کر رہ جائیں۔ مجھے نور سے اڑا لگائی۔ میں اس مقام پر پہنچ گیا، جہاں میرے رب نے اپنے بلند ملک میں سے چاہا تھا مجھے ندا دی گئی اے احمد! تم میرے بندے ہو اور میں تیرا رب ہوں، صرف میری ہی عبادت کرو۔ مجھ پر بھروسہ کرو، میں نے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا، میری مخلوق کی طرف تم میرے رسول ہو، میری کائنات کی طرف میری حجت ہو، تجھے اور جس نے تیری پیروی کی اس کو میں نے جنت سے پیدا کیا۔ جس شخص نے تیری مخالفت کی اس کو میں نے دوزخ سے پیدا کیا۔ تیرے اوصیا کے لیئے میری کرامت واجب ہو گئی ہے، میں نے عرض کیا، میرے اوصیا رکون ہیں؟ آواز دی گئی اے محمد! تیرے اوصیا کے نام میرے عرش کے سرورق پر لکھے ہوئے ہیں۔ میں نے نظر کی تو بارہ انوار کو دیکھا، ہر ایک نور کی سبز سطر ہے، جس پر میرے اوصیا میں سے میرے وصی کا نام موجود ہے۔ ان میں اول علی اور ان میں آخر مہدی ہیں، میں نے عرض کیا اے پروردگار، میرے بعد یہ میرے اوصیا ہیں؟ آواز دی گئی اے محمد یہ میرے اولیا، میرے دوست، میرے اصفیا ہیں اور میرے بعد میری کائنات پر میرے حجج ہیں اور وہ تیرے اوصیا ہیں، مجھے میری عزت اور جلال کی قسم زمین کو ضرور ان کے مہدی کے ذریعے ظلم

سے پاک کروں گا، میں اس کو زمین کے مشرق اور مغرب کا مالک بناؤں گا۔ میں اس کے لئے ہواؤں کو مطیع کرونگا سخت، بادلوں کی گردنیں ان کے لئے جھکا دوں گا۔ میں اس کو اسباب میں بلند کروں گا۔ میں اس کی اپنے لشکر کے ذریعے مدد کروں گا۔ اپنے فرشتوں سے اس کی مدد کروں گا۔ آخر کار میری دعوت بلند ہو گی۔ مخلوق میری توحید پر جمع ہو جائے گی۔ میں اس کی سلطنت کو دوام بخشوں گا، ہیرے دنوں کو اپنے اولیا کے درمیان قیامت کے روز گردش دوں گا۔

ابوموید موفق بن احمد خوارزمی اپنی سند کے ساتھ ابوسلیمان راعی رسول اللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ جس رات مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا جل جلالہ جلیل (اللہ) نے مجھے کہا امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ۔ میں نے کہا والمومنون۔ کہا تم نے سچ کہا، کہا اے احمد میں نے آسمان کی طرف نگاہ دوڑائی تو ان لوگوں میں تجھے چن لیا، تیرا نام میں نے اپنے نام سے مشتق کیا ہے، جس جگہ میرا ذکر ہوتا ہے اس کے ساتھ تیرا ذکر بھی ہوتا ہے، میں محمود ہوں، تم محمد ہو، دوسری دفعہ نگاہ دوڑائی تو ان لوگوں میں میں نے علی کو چن لیا۔ اے محمد اس کا نام میں نے اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے۔ میں نے تجھے پیدا کیا اور علی، فاطمہ حسن، حسین اور وہ آئمہ جو حسین کے فرزند سے ہوں گے، میں نے ان کو اپنے نور سے پیدا کیا۔ میں نے تمہاری ولایت کو آسمان والوں اور زمین والوں پر پیش کیا جس نے ولایت کو قبول کیا وہ میرے نزدیک مومنین میں شامل ہے، جس نے ولایت کا انکار کیا وہ میرے نزدیک کافرین میں سے ہے۔ اے محمد! اگر میرے بندوں میں سے کوئی بندہ میری عبادت اس قدر کرے کہ وہ ختم ہو جائے یا سوکھ کر کانٹے کی طرح ہو جائے، پھر وہ میری اور تمہاری ولایت کے انکار کی صورت میں آئے تو میں اس کو نہیں بخشوں گا۔ اے محمدؐ! تم ان کو دیکھنا چاہتے ہو، میں نے عرض کیا اے پروردگار ہاں! مجھے کہا عرش کی داہنی جانب دیکھو، میں نے نظر کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ، علی بن حسینؑ، محمد بن علیؑ، جعفر بن محمدؑ، موسیٰ بن جعفرؑ، علی بن موسیٰؑ، محمد بن علیؑ، علی بن محمدؑ، حسن بن علی اور محمد مہدی بن حسنؑ موجود ہیں، آپ ان کے درمیان روشن ستارے کی طرح موجود ہیں، کہا اے محمد! یہ میرے بندوں پہ میرے حجج ہیں، وہ تیرے اوصیاء ہیں۔ مہدی ان میں سے ہے، تیری عترت کے قاتل سے خون کا بدلہ لے گا۔ مجھے میری عزت اور جلال کی قسم وہ ضرور میرے دشمنوں سے بدلہ لیں گے اور میرے اولیا کی مدد کریں گے۔" نیز اس حدیث کو حموینی سے روایت کیا ہے۔

باب ۹۴

ان باتوں کا وارد کرنا جو کتاب غایۃ المرام میں موجود ہیں جن میں ان احادیث کو جمع کیا ہے جو مہدی موعود سلام اللہ علیہ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

ابراہیم بن محمد حموینی شافعی نے اپنی کتاب فرائد السمطین میں جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جس شخص نے مہدی کا انکار کیا اس نے اس بات سے کفر کیا جو محمد پر نازل ہوئی، جس شخص نے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا انکار کیا وہ کافر ہے اجس نے دجال کے خروج کا انکار کیا وہ کافر ہے۔

فرائد السمطین میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تم لوگوں کو مہدی کی بشارت ہو میری امت میں اس وقت ظاہر ہوں گے جب لوگوں میں اختلاف پایا جاتا ہو گا۔ (لوگوں کے قدم) ڈگمگا رہے ہونگے وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہو گی آسمان کے رہنے والے اور زمین کے رہنے والے اس سے راضی ہوں گے، وہ مال کو لوگوں کے درمیان برابر تقسیم کریں گے۔

اسی کتاب میں سعید بن جبیر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا میرے اوصیا مخلوق پر حجج اللہ میرے بعد بارہ ہوں گے، ان میں اول میرے بھائی ہیں اور ان میں آخری میرے فرزند ہیں، کہا گیا یا رسول اللہ آپ کے کون بھائی؟ فرمایا علی، کہا گیا آپ کے کون فرزند؟ فرمایا مہدی، جو زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہو گی، قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا، اگر دنیا میں صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کرے گا حتیٰ کہ اس میں میرے فرزند مہدی ظاہر ہوں گے۔ روح اللہ عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔ میرے فرزند کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی، اس کی حکومت مشرق اور مغرب میں ہو گی

اسی کتاب میں اصبغ بن نباتہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا، میں علی، حسن، حسین اور حسین کی اولاد سے نو فرزند پاک اور معصوم ہیں۔

اسی کتاب میں عبایہ بن ربعی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا میں سید النبیین ہوں اور علی سید الوصیین ہیں، میرے بعد اوصیاء بارہ ہیں۔ پہلے ان میں علی ہیں اور آخری ان میں مہدی ہیں۔

اسی کتاب میں ابو امامہ باہلی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا تمہارے درمیان اور روم کے درمیان

سات سال ہوں گے۔ آپ کی خدمت میں ایک آدمی نے عرض کیا جو بنی عبدالقیس میں سے تھا جس کو مستورد کہا جاتا تھا۔ یا رسول اللہ ان دنوں میں لوگوں کا امام کون ہوگا؟ فرمایا مہدی ہوں گے جو میرے فرزند کی اولاد ہوں گے۔ جن کی عمر چالیس سال ہوگی۔ جن کا چہرہ چمکتے ہوئے سورج کی طرح ہوگا۔ آپ کے داہنے رخسار پر سیاہ تل ہوگا۔ آپ دو قطوانی عبائیں پہنے ہوں گے۔ ایسا معلوم ہوگا کہ آپ بنو اسرائیل کے مردوں میں سے ہیں۔ کانوں کو نکالیں گے کفر کے شہروں کو فتح کریں گے۔

اسی کتاب میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ (مہدی) میری امت میں ہوں گے اگر اس کی عمر چھوٹی ہوئی تو سات سال ہوگی ورنہ آٹھ یا نو سال ہوگی، آپ کے زمانہ میں میری امت ایسی نعمتوں سے لطف اندوز ہوگی کہ ایسی کسی شخص کے زمانے میں نہ ہوگی۔ نیک اور فاجر (نعمت کے سلسلہ میں) آپ کے نزدیک برابر ہوگا۔ آسمان سے مسلسل بارش ہوگی۔ زمین اپنی نباتات میں سے کسی چیز کو پوشیدہ نہ کر رکھے گی۔

اسی کتاب میں ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ حضرت مہدی ظاہر ہوں گے، آپ کے سر پر ایک فرشتہ ہوگا جو آواز دے گا یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں آپ کی پیروی کرو۔

اسی کتاب میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا زمین ظلم و جور سے پر ہوگی، میری عترت میں ایک آدمی ظاہر ہوگا۔ وہ زمین کا سات یا نو سال بادشاہ ہوگا۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک زمین کا مالک میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی نہ ہو لے گا۔ روشن پیشانی اور سرخ ناک والے ہوں گے وہ زمین کو انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔ وہ سات سال حکومت کریں گے۔

اسی کتاب میں حذیفہ بن یمان سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا۔ آپ نے ان امور کا ذکر کیا جو آیندہ ہونے والے ہوں گے، فرمایا اگر دنیا میں صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دے گا۔ حتیٰ کہ اس میں اللہ تعالیٰ میرے فرزند کی اولاد میں سے ایک شخص کو مبعوث کرے گا جس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ حضرت سلمان فارسی نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ وہ آپ کے کس فرزند سے ہوگا؟ فرمایا میرے اس فرزند کی اولاد میں سے ہوگا۔ حضرت نے امام حسین سلام اللہ علیہ پر ہاتھ مارا۔

اسی کتاب میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، حتیٰ کہ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی کھڑا ہوگا جس کا نام میرے نام پر ہوگا۔

اسی کتاب میں ابو سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا حواری ہم اہل بیت میں سے ہوگا، اونچی ناک والا ہوگا۔ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھری ہوتی ہوگی۔

عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میری عترت میں سے اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو ضرور مبعوث کرے گا۔ جس کے اگلے دانت فاصلے والے ہوں گے، کھلی پیشانی والے ہوں گے۔ زمین کو انصاف سے بھر دیں گے، مال کو اس پر بہتات ہو گی۔

ابراہیم بن محمد بن حنفیہ سے روایت ہے آپ اپنے باپ علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ:۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ مہدی ہم اہل بیت میں سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے کام کو ایک رات کے اندر درست کر دے گا۔

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا مہدی میرے فرزند سے پیدا ہوگا۔ اس کا نام میرے نام پر اس کی کنیت میری کنیت پر ہوگی۔ تمام لوگوں سے میرے ساتھ خلقت اور اخلاق میں زیادہ مشابہ ہوگا۔ وہ ایک عرصہ تک غیبت میں رہیں گے (دنیا اس کے معاملہ میں) حیرت اور سرگردانی میں پڑ جائے گی۔ غیبت کے زمانہ میں قوم گمراہ ہو جائے گی، شہاب ثاقب کی طرح تشریف لائیں گے۔ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے، جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔

امام محمد باقر اپنے آباء سے وہ حضرت علی بن ابی طالب سلام اللہ علیہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ مہدی میرے فرزند سے پیدا ہوگا، وہ ایک عرصہ تک غائب رہیں گے (دنیا) حیرت میں پڑ جائے گی غیبت کے زمانے میں قومیں گمراہ ہو جائیں گی۔ آپ کے ساتھ خیر الدنیا تشریف لائیں گے، آپ زمین کو عدل انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔

سعید بن جبیر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا علی میرے بعد میری امت کے سردار ہیں اور آپ کے فرزند سے قائم منتظر پیدا ہوگا جو زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوتی ہوگی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بشارت دینے، اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا جو آپ کی امامت کے قول پر آپ کی غیبت کے زمانے میں ثابت قدم رہیں گے وہ سرخ گندھک (کیمیا) سے زیادہ قیمت والے ہوں گے۔ آپ کی خدمت میں جابر بن عبداللہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے فرزند سے جو قائم پیدا ہوگا وہ غیب رہے گا۔ فرمایا میرے رب کی قسم ہاں! جو لوگ ایمان والے ہوں گے ان کو اللہ مضبوط کرے گا اور کافروں کو مٹائے گا۔ اے جابر یہ اللہ کے امر میں سے ایک امر اور اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ تمہیں شک سے بچنا چاہیئے۔ اللہ کے امر میں شک کرنا کفر ہے "۔

حسن بن خالد سے روایت ہے کہ امام علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام نے فرمایا وقت معلوم سے مراد ہمارے قائم کے خروج کا دن ہے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا، قائم آپ میں سے کون ہوگا، فرمایا میرے فرزند سے چوتھا ہوگا، وہ لونڈیوں کی سردار لونڈی کا بیٹا ہوگا۔ آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ زمین کو پاک کرے گا۔ اور اس کو ہر ظلم سے مقدس کرے گا۔ آپ وہ ہوں گے کہ لوگ آپ کی ولادت کے بارے میں شک کریں گے۔ آپ خروج سے پہلے غیبت میں رہیں گے۔ جب خروج کریں گے تو زمین آپ کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ لوگوں کے درمیان انصاف کی ترازو رکھ دی جائے گی۔ کوئی کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ آپ وہ ہوں گے جس کی خاطر زمین لپٹ جائے گی۔ آپ کا سایہ نہیں ہوگا، آپ وہ ہوں گے کہ ایک آواز دینے والا آسمان سے آواز دے گا جس کو تمام ساکنان زمین سماعت کریں گے۔ خبردار! کہ حجۃ اللہ اللہ کے گھر کے نزدیک ظاہر ہو گئے ہیں، اس کی پیروی کرو، حق آپ میں موجود ہے اور آپ کے ساتھ رہے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا قول ہے ان نشاء ننزل علیہم من السماء آیۃ فظلت اعناقھم لھا خاضعین۔ اس کتاب میں دعبل خزاعی کا واقعہ ہے۔ جو باب ۸۰ میں گزر چکا ہے۔ انتہیٰ فرائد السمطین۔ ابوہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی۔ جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں موجود ہوگا۔

(بحوالہ بخاری و مسلم) النسائی میں مذکور ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا بشارت ہو، بشارت ہو، میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ اس کا شروع بہتر ہے یا اس کا آخر .... یا ایک باغ کی مانند ہے کہ ایک فوج نے اس سے ایک سال کھایا۔ پھر ایک فوج نے اس سے ایک سال کھایا، شاید کہ فوج اس کو ترک کر دے، اس کا درگزر کرنا اس لئے ہو کہ اس کو وہ اچھی طرح سرسبز کرے اور اس کو اچھی طرح خوبصورت بنائے، وہ امت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے شروع میں میں ہوں اور اس کے درمیان میں مہدی ہیں اور اس کے آخر میں مسیح ہوں۔ لیکن اس عرصہ کے درمیان ایک لنگڑا شیخ ہوگا۔ وہ مجھ سے نہیں ہوگا اور نہ میں اس سے ہوں گا۔

صاحب کتاب غریب الحدیث نے عروہ بن رویم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میری امت میں پہلا اور آخری آدمی بہتر ہوگا۔ اور اس کے درمیان ایک لنگڑا شیخ ہوگا۔ وہ ہم سے نہیں ہوگا اور نہ میں اس سے ہوں گا، ابن قتیبہ نے کہا درمیان والے شیخ کے متعلق احادیث آ چکی ہیں۔ آپ نے آخرالزمان کا ذکر کیا ہے کہ آپ کے دین کو پکڑنے والا ایسا ہوگا ایسا آگ کے انگارے کو پکڑنے والا، ایک دوسری حدیث ہے کہ ان لوگوں میں شہید ہونے والا بدر کی جنگ میں شہید ہونے والے کی مانند ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت سے قربی کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں۔

کہ میری امت کی اس چیز کو زندہ کریں گے جس کو لوگوں نے مار دیا ہو گا۔ الحدیث۔

جب عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی کسی چیز کو منسوخ نہیں کریں گے، آنحضرتؐ کی امت کے امام سے عیسیٰ آگے نہیں بڑھیں گے بلکہ عیسیٰ اس کو آگے کریں گے اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا مہدی اس امت کا طاؤس ہے۔

(دیلمی) ابن مسعود نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا اس وقت تک دنیا ختم نہیں ہو گی حتیٰ کہ میرے اہل بیت سے ایک آدمی بادشاہ ہو گا جس کا نام میرے نام پر ہو گا۔ (ابو نعیم)

ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوں کے دل میں رعب ڈال دے گا۔ جب ہمارا قائم کھڑا ہو گا اور ہمارا مہدی ظاہر ہو گا تو آدمی شیر سے زیادہ بہادر اور نیزے سے زیادہ درانے والا ہو گا (ابو نعیم جز ثالث حلیۃ الاولیا) کتاب فضائل الصحابہ مؤلفہ ابو المظفر سمعانی میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ اپنے باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آپ کی بیماری کے وقت حاضر ہوئیں اور رو پڑیں۔ عرض کیا اے بابا آپ کے بعد مجھے ضائع ہونے کا ڈر ہے۔ فرمایا اے فاطمہ! اللہ تعالیٰ نے زمین والوں پر نظر ڈالی ان میں سے تیرے باپ کو منتخب کیا۔ جس کو رسول بنا کر مبعوث کیا۔ پھر دوسری دفعہ نظر ڈالی ان میں تیرے شوہر کو چنا، مجھے حکم دیا کہ میں تمہاری شادی اس سے کر دوں۔ میں نے تیری شادی اس سے کر دی ہے، وہ تمام مسلمانوں سے بڑے حلم والے ہیں، زیادہ علم والے ہیں۔ اسلام لانے میں بڑھے ہوئے ہیں، ہم اہل بیت ہیں ہمیں سات خصوصیات ایسے دیئے گئے ہیں جو اولین کو حاصل نہیں ہوئے اور نہ اس کو آخرین پا سکیں گے، ہمارا نبی انبیاء سے افضل ہے وہ تمہارے باپ ہیں۔ ہمارا وصی خیر الاوصیاء ہے وہ تمہارے شوہر ہیں، ہمارا شہید خیر الشہداء ہے وہ تمہارے باپ کے چچا ہیں اور ہم میں وہ شخص موجود ہے جس کو دو پر ملے ہیں جن کے ذریعے فرشتوں کے ساتھ جہاں چاہتا ہے اڑتا رہتا ہے اور وہ حضرت جعفر ہیں۔ ہم میں سے اس امت کے دو سبط ہیں، وہ تمہارے دونوں بیٹے ہیں۔ ہم ہی سے اس امت کا مہدی ہو گا۔

ابو ہارون عبدی نے کہا میں وہب بن منبہ کو حج کے زمانے میں ملا، میں نے آپ کی خدمت میں یہ حدیث پیش کی۔ آپ نے کہا کہ جب موسیٰ کی قوم فتنہ میں مبتلا ہو گی۔ انہوں نے بچھڑے کو خدا بنا لیا۔ موسیٰ پر یہ بات بری گزری۔ اللہ نے کہا اے موسیٰ تمہارے پہلے جو نبی تھے ان کی قوم فتنہ میں مبتلا ہوئی تھی۔ نیز عنقریب امت احمد کو آپ کے بعد ایک بڑا فتنہ پہنچے گا، حتیٰ کہ وہ ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے کام کو احمد کی اولاد کے ایک آدمی کے ذریعے درست کر دے گا۔ وہ مہدی ہوں گے۔

حافظ ابو نعیم نے مہدی سلام اللہ علیہ کے حالات میں چالیس احادیث بیان کیں ہیں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ علی بن حلال اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ حدیث وہب بن منبہ کے کلام کے علاوہ بیان ہوتی ہے ۔ اور اس میں اضافہ کیا ہے کہ (رسول اللہ نے فرمایا) اے فاطمہ جب دنیا میں افراتفری پیدا ہوگی، فتنے شروع ہو جائیں گے، راستے کٹ جائیں گے ایک دوسرے پر حملے ہوں گے۔ بڑا چھوٹے پر رحم نہیں کریگا، اور نہ چھوٹا بڑے کی عزت کرے گا۔ اس وقت اللہ مہدی کو مبعوث کرے گا۔ جو تیرے فرزند کی اولاد سے ہوگا۔ گمراہی کے قلعوں کو اور کھوٹے دلوں کو فتح کرے گا۔ آخری زمانے میں دین کے ساتھ قائم ہوگا، جس طرح میں دین کے ساتھ پہلے زمانے میں کھڑا ہوا ہوں، وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔

ان احادیث میں ایک حدیث وہ ہے جس کو حذیفہ بن الیمان نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا۔ آپ نے ان باتوں کا ذکر کیا جو آئندہ واقع ہوں گی۔ پھر فرمایا اگر دنیا کا ایک دن باقی ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کرے گا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس میں ایک شخص کو مبعوث کرے گا، جو میرے فرزند سے پیدا ہوگا، اس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ حضرت سلمان نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ وہ آپ کے کون سے فرزند سے پیدا ہوگا۔ فرمایا اس فرزند سے پیدا ہوگا۔ آپ نے اپنے ہاتھ مبارک کو امام حسین سلام اللہ علیہ کے سر پر مارا۔

ان احادیث میں ایک حدیث وہ ہے جس کو ابو امامہ نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور آپ نے دجال کا ذکر کیا۔ فرمایا مدینہ خبث سے اس طرح صاف ہوگا جس طرح زنگ خبث الحدید سے صاف ہو جاتا ہے۔ اس دن کو دن خلاص کہا جاتا ہے گا۔ ام شریک نے عرض کیا ان دنوں میں یا رسول اللہ عرب والے کہاں ہوں گے؟ فرمایا وہ ان دنوں میں تھوڑے ہوں گے۔ ان کا بزرگ آدمی بیت المقدس میں ہوگا۔ ان کا امام مہدی ہوگا۔ وہ صالح آدمی ہوگا۔

ان احادیث میں ایک حدیث یہ ہے، حذیفہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا اس امت کو ملوک جابرہ سے ہلاکت ہے، جو لوگ ان کی اطاعت کریں گے ان کو چھوڑ کر باقیوں کو قتل کریں گے، بھگائیں گے، پرہیزگار مومن زبان سے ان کی ہاں میں ہاں ملائے گا اور دل سے ان سے بھاگے گا۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ وہ دوبارہ اسلام کو غالب کرے، ہر جبار عنید کو کچل کے رکھ دے گا، وہ جس چیز پر چاہتا تھا قدرت رکھتا ہے فساد کے بعد امت کی اصلاح کر دے گا۔ اے حذیفہ اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کرے گا۔ حتیٰ کہ اس میں میرے اہل بیت کا آدمی بادشاہ ہوگا۔ فتنے اس کے سامنے ہوں گے،

وہ اسلام کو غالب کرے گا۔ اللہ اپنے وعدے کی خلافی نہیں کرتا وہ جلد حساب لینے والا ہے۔"

ان میں ایک حدیث یہ ہے کہ ثوبان نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا تمہارے دوبارہ حملہ کے وقت تین آدمی قتل ہوں گے وہ تمام کے تمام خلیفہ کے بیٹے ہوں گے۔ پھر خلافت کسی کو نہیں ملے گی۔ پھر سیاہ جھنڈے مشرق کی جانب سے آئیں گے وہ ان کو ایسا قتل کریں گے کہ ایسی قوم کبھی قتل نہیں ہوگی۔ پھر اللہ کا خلیفہ مہدی تشریف لائیں گے جب تم اس کے متعلق سنو تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ آپ کی بیعت کرو کیونکہ وہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں۔"

ان میں ایک حدیث یہ ہے کہ ثوبان نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے آئیں گے۔ ان کے دل لوہے کے ہوں گے جو شخص ان کے متعلق سنے ان کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔ اگرچہ برف پر گھٹنے کے بل چل کر کیوں نہ جانا پڑے۔"

ان میں ایک حدیث یہ ہے کہ حضرت علی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ کیا آل محمد کا مہدی ہم میں سے ہوگا؟ یا ہمارے غیر میں سے ہوگا؟ فرمایا کہ ہم میں سے ہوگا جس کے ذریعے دین اختتام پذیر ہوگا، جس طرح ہمارے ساتھ شروع ہوئی تھی۔ جس طرح ہمارے ذریعے لوگوں نے شرک سے نجات حاصل کی تھی اسی طرح آپ کے ذریعہ فتنے سے نجات حاصل کریں گے۔ فتنہ کی دشمنی کے بعد اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو جوڑ دے گا، جس طرح ان کے دلوں کو شرک کی دشمنی کے بعد جوڑ دیا تھا۔

ان میں سے ایک حدیث یہ ہے ابوسعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہم میں سے وہ مہدی پیدا ہوگا، جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے۔"

ان میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا عیسیٰ بن مریم اتریں گے اور کہیں گے تمہارے امیر مہدی ہیں۔ حضرت مہدی فرمائیں گے آپ تشریف لایئے ہمیں نماز پڑھایئے حضرت عیسیٰ کہیں گے نہیں تمہارا بعض بعض کا امیر ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے اس امت کو بزرگی حاصل ہے

ان میں سے ایک حدیث یہ ہے ابن خشاب نے کہا ہمیں صدقہ بن موسیٰ نے حدیث بیان کی اس نے کہا ہمیں میرے باپ نے حدیث بیان کی وہ علی رضا بن موسیٰ کاظم سے روایت کرتے ہیں، خلف صالح، جو امام حسن بن عسکری کی اولاد میں سے ہیں جو صاحب الزمان ہیں۔ وہ مہدی سلام اللہ علیہم ہیں۔

ان میں سے ایک حدیث یہ ہے ابن خشاب نے کہا کہ مجھے ابوالقاسم طاہر بن ہارون بن موسیٰ کاظم نے حدیث بیان کی ہے۔ وہ اپنے باپ سے آپ کا باپ آپ کے دادا سے اس نے کہا میرے آقا جعفر بن محمد نے کہا، خلف صالح میرے فرزندوں میں سے وہ امام مہدی ہیں آپ کا نام محمد ہے۔ آپ کی کنیت

ابوالقاسم ہے۔ آپ آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے۔ آپ کی والدہ کو نرجس کہا جاتا ہے آپ کے سر پر بادل ہوگا۔ جو سورج سے آپ پر سایہ کرے گا آپ کے پاس رہے گا جہاں آپ جائیں گے۔ فصیح زبان سے آواز دے گا۔ یہ مہدی ہیں اس کی پیروی کرو۔ سلام اللہ علیہ۔

باقی چالیس احادیث کو جن کو ابو نعیم نے جمع کیا ہے۔ اسی کتاب میں ان احادیث کے ضمن میں مذکور ہے ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن محمد گنجی شافعی صاحب کتاب کفایۃ المطالب و صاحب کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان نے بہت سی احادیث بیان کی ہیں۔

مؤلف کتاب ینابیع المودۃ لذوی القربیٰ نے ان احادیث میں سے اس حدیث کو بیان کیا ہے جو اس کتاب میں بیان نہیں کی گئی۔

ابن اعثم کوفی نے اپنی کتاب الفتوح میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ طالقان کے لئے ہلاکت ہے، اللہ تعالیٰ کی کانیں ہیں جو سونے اور چاندی کی نہیں ہیں لیکن وہاں معروف مرد ہونگے وہ اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری معرفت کے ساتھ جانتے ہیں، وہ لوگ مہدی سلام اللہ علیہ کے انصار ہیں جو آخری زمانے میں ہوں گے

کتاب عقد الدرر میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر مہدی کھڑے ہوں گے تو لوگ آپ کا انکار کریں گے کہ وہ ان لوگوں کے پاس جوان ہونے کی حالت میں واپس آئیں گے۔ وہ لوگ آپ کو شیخ کبیر خیال کریں گے۔"

کتاب الفتن مؤلفہ حافظ ابو عبداللہ نعیم بن حماد میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہم میں مہدی پیدا ہوگا جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے۔"

کتاب عرائس جو ابو اسحاق ثعلبی کی تالیف کردہ ہے۔ اپنی سند تمیم الدرری تک لے جا کر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا، انطاکیہ میں ایک غار ہے اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی الواح کا سکہ موجود ہے جو مشرقی یا مغربی بادل وہاں سے گزرتا ہے تو ان الواح کے سکہ کی برکت اس بادل کو لپیٹ جاتی ہے، اس وقت تک دن اور راتیں ختم نہ ہوں گی جب تک ان الواح کا مالک میرے اہل بیت کا ایک آدمی نہ ہولے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھری ہوتی ہوگی۔

ابو عبداللہ محمد بن علی علوی کی کتاب فضل الکوفہ میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا، حضرت مہدی سات یا دس سال حکومت کریں گے۔ تمام لوگوں سے زیادہ نیک بخت کوفہ کے رہنے والے ہوں گے۔"

اپنی کتاب الجرح والتعدیل میں دار قطنی ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت بیمار پڑ گئے ۔ آپ کی خدمت میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا حاضر ہوئیں ۔ میں رسول اللہ کی خدمت میں موجود تھا، جب سیدہ نے رسول اللہ کی نقاہت اور کمزوری کو ملاحظہ کیا تو آپ آنسو سے گلوگیر ہوگئیں!

وہ حدیث کہ رسول اللہ نے امام حسینؑ کے شانے پر ہاتھ مارا اور فرمایا اس امت کا مہدی اس سے پیدا ہوگا سلام اللہ علیہم ۔

گنجی نے کہا ترمذی نے حدیث کو ذکر کیا آپ کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ذکر نہیں کیا، ابوداؤد نے معظم روایات الحفاظ الثقات من نقلۃ الاخبار میں آپ کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ذکر کیا ہے جس شخص نے اس بات کو روایت کیا کہ میرے باپ کا نام آپ کے باپ کے نام پر ہے یہ بات زیادہ ہے اخطب خطباء خوارزم شاہ)

موفق بن احمد خوارزمی کی کتاب المناقب میں سلیم بن قیس ہلال سلیمان فارسی سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا الحسین بن علی آنحضرت کے زانو مبارک پر تشریف فرما تھے ۔ آنحضرت آپ کی دونوں آنکھوں کو بوسہ دے رہے تھے اور آپ کا منہ چوم رہے تھے اور فرماتے تھے تم سید ہو، سید کے فرزند ہو، سید کے بھائی ہو، تم امام ہو، امام کے فرزند ہو، امام کے بھائی ہو، تم خود حجت ہو، حجت کے بھائی ہو اور تم نو حجج کے باپ ہو، ان میں نواں ان کا قائم ہے!

کتاب المناقب میں ہے کہ ہمیں محمد بن علی نے حدیث بیان کی اس نے کہا مجھے میرے چچا محمد بن ابوالقاسم نے حدیث بیان کی ۔ وہ احمد بن ابوعبداللہ برقی سے روایت کرتے ہیں وہ محمد بن علی قرشی وہ ابن سنان سے وہ مفضل بن عمر وہ ابوحمزہ ثمالی سے وہ امام محمد باقر سے ، آپ اپنے باپ علی بن حسین سے الحسین علی سلام اللہ علیہم سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ آپ نے مجھے اپنے زانو پر بٹھا دیا اور مجھے فرمایا اے حسین! اللہ تعالیٰ نے تیرے صلب سے نو آئمہ کو چنا ہے ان کا نواں ان کا قائم ہے ۔ تمام کے تمام منزلت اور فضل میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر ہیں ۔

مناقب میں ہے کہ ہمیں احمد بن محمد بن یحییٰ عطار نے حدیث بیان کی، اس نے کہا مجھے میرے باپ محمد بن عبدالجبار نے حدیث بیان کی وہ ابواحمد محمد بن زیاد ازدی سے وہ ابان بن عثمان سے وہ ثابت بن دینار سے ، وہ امام زین العابدین علی بن حسین سے ، آپ اپنے باپ سید الشہدا امام حسین سے وہ اپنے باپ سید الاوصیاء امیرالمومنین علی سلام اللہ علیہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آئمہ میرے بعد بارہ ہونگے اے علی! پہلے ان میں تم ہو گے ان میں آخری قائم عجل اللہ فرجہ ہوگا، آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے

ہاتھوں پر مشرق اور مغرب کی زمین کو فتح کرے گا۔"

(بحذف اسناد) جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مہدی میرے فرزند سے پیدا ہوگا اس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ اس کی کنیت میری کنیت پر ہو گی۔ تمام لوگوں سے خلقت اور خلق کے لحاظ سے میرے مشابہ ہوگا آپ کے لئے غیب اور حیرت ہوگی جس میں قومیں گمراہ ہو جائیں گی۔ پھر آپ شہاب ثاقب کی مانند تشریف لائیں گے۔ زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔

(بحذف اسناد) ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس نے میرے اہل بیت کے قائم کے زمانے کو پایا۔ آپ کی امامت پر آپ کے غیبت کے زمانہ میں آپ کے قیام سے پہلے قائم رہا۔ وہ اپنے دوستوں کو دوست اور اپنے دشمنوں کو دشمن رکھے گا۔ وہ میرے دوستوں میں سے اور میری مودت والوں میں اور قیامت کے روز میری امت میں مکرم ترین ہو

(بحذف اسناد) امام جعفر صادق بن محمد اپنے اباء سے وہ حضرت امیرالمومنین سلام اللہ علیہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مہدی میرے فرزند سے پیدا ہوگا۔ اس کا نام میرے نام پر اس کی کنیت میری کنیت پر ہوگی۔ وہ خلقت اور خلق میں تمام لوگوں سے میرے زیادہ مشابہ ہوگا۔ قوموں میں اس کے لئے غیبت اور حیرت ہوگی۔ حتیٰ کہ لوگ اپنے دین سے گمراہ ہو جائیں گے۔ اس وقت آپ شہاب ثاقب کی طرح تشریف لائیں گے۔ زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے اسی طرح روایت ہے اور آپ نے یہ جملہ زیادہ کیا ہے۔ مہدی انبیاء علیہم السلام کا ذخیرہ لے کر تشریف لائیں گے۔

(بحذف اسناد) امیرالمومنین سلام اللہ علیہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مہدی میرے فرزند سے پیدا ہوگا۔ اس کا نام میرے نام پر اس کی کنیت میری کنیت پر ہوگی۔ اس کی پیدائش اور خلق میرے ساتھ تمام لوگوں سے زیادہ مشابہ ہوگا آپ کے لئے قوموں میں غیبت اور حیرت ہوگی۔ حتیٰ کہ لوگ اپنے دین سے گمراہ ہو جائیں گے۔ اس وقت وہ شہاب ثاقب کی مانند تشریف لائیں گے۔ انبیاء علیہم السلام کا ذخیرہ ساتھ لائیں گے۔ زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس قدر وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی ہوگی۔

اسی اسناد کے ساتھ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا افضل عبادت انتظار

فرج ہو گا۔ یعنی فرج کا انتظار ہو گا۔ جو ظہور مہدی سلام اللہ علیہ کے ساتھ ہو گا۔

(بحذف اسناد) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی میرے بعد میری امت کے امام ہوں گے اور آپ کے فرزندوں میں سے قائم مہدی منتظر ہوں گے۔ آپ جب ظاہر ہوں گے تو زمین کو عدل و انصاف سے اس قدر بھر دیں گے جس قدر وہ ظلم اور جور سے بھری ہوئی ہو گی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا آپ کی غیبت کے زمانہ میں آپ کی امامت کے قول پر ثابت قدم رہنے والے کبریت احمر سے زیادہ عزت والے ہوں گے۔ آپ کی خدمت میں کھڑے ہو کر جابر بن عبداللہ انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے فرزند قائم ایک عرصہ تک غیب رہیں گے۔ فرمایا میرے رب کی قسم ایسا ہو گا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے یکجا کرے گا اور کافروں کو مٹائے گا۔ اے جابر یہ اللہ کے امر میں سے ایک امر، اللہ کے رازوں میں سے ایک راز جو اللہ کے بندوں سے لپٹا ہوا ہے، تجھے آپ کے بارے میں شک سے بچنا چاہیئے، اللہ تعالیٰ کے امر میں شک کرنا کفر ہے۔

(بحذف اسناد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی! تمام لوگوں سے عجیب ایمان والی اور بڑے یقین والی وہ قوم ہو گی جو آخری زمانے میں ہو گی۔ جنہوں نے نبی کو نہیں پایا ہو گا۔ اور ان لوگوں سے حجت پوشیدہ ہو گی۔ جو ایمان سیاہی پر لائیں گے جو سفیدی پر ہو گی۔ یعنی ان احادیث پر ایمان لائیں گے جو کاغذ پر لکھی ہوئی ہوں گی۔

(بحذف اسناد) جابر بن یزید جعفی نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاری کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اے جابر میرے اوصیا اور مسلمانوں کے امام میرے بعد جو ہوں گے، اول ان میں علی ہے۔ پھر حسن پھر حسین، پھر علی بن حسین پھر محمد بن علی معروف باقر، اے جابر عنقریب تم اس کو پاؤ گے، جب تم اس کو پاؤ تو اس کو میرا سلام کہنا۔ پھر جعفر بن محمد ہوں گے۔ پھر موسےٰ بن جعفر ہوں گے۔ پھر علی بن موسےٰ ہوں گے پھر محمد بن علی پھر علی بن محمد پھر حسن بن علی ہوں گے، پھر قائم ہوں گے۔ اس کا نام میرے نام پر اس کی کنیت میری کنیت پر ہو گی، محمد بن حسن بن علی ہوں گے یہ وہ ہیں جو اپنے اولیا سے ایک عرصہ تک غیب ہو جائیں گے، آپ کی امامت کے قول پر وہ شخص ثابت قدم رہے گا۔ جس کے قلب کا امتحان اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہو گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کے زمانۂ غیبت میں کوئی فائدہ حاصل ہو گا۔ فرمایا ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث کیا، وہ لوگ آپ کی غیبت میں آپ کی ولایت کے نور کی ضو سے اس طرح فائدہ اٹھائیں گے جس طرح سورج کو بادل چھپا لیتا ہے تو لوگ سورج کی روشنی سے فائدہ اٹھاتے ہیں، یہ بات اللہ کے رازوں میں پوشیدہ ہے۔ اللہ کے علم میں

مخزون ہے۔ آپ کے اہل کے سوا اوروں سے اس کو چھپا رکھا ہے، جابر جعفی نے کہا: جب جابر بن عبداللہ انصاری امام علی بن حسین سلام اللہ علیہم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ناگاہ محمد بن علی اپنی عورتوں کے ہاں سے نکلے۔ جابر نے آپ کی خدمت میں عرض کیا اے میرے آقا! آپ کے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا کہ جب تم ان سے ملو تو اس کو میری طرف سے سلام کہنا اور مجھے آگاہ کیا تھا کہ آپ لوگ آپ کے بعد آپ کے اہل بیت سے ہدایت کرنے والے آئمہ ہو۔ بچپن میں تمام لوگوں سے زیادہ عقل والے بڑے ہونے کے وقت تمام لوگوں سے زیادہ علم والے، آنحضرت نے فرمایا ان کو تعلیم نہ دو، وہ تم لوگوں سے زیادہ عالم ہیں۔ امام محمد باقر نے فرمایا مجھے حکم بچپن میں دیا گیا، ہم اہل بیت پر یہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔

باب ۹۵

اللہ تعالیٰ کے قول ان تقول نفس یاحسرتی علی مافرطت فی جنب اللہ و ان کنت لمن الساخرین، عم یتساءلون عن النبأ العظیم ھم فیہ مختلفون کی تفسیر اور خضر علیہ السلام کا کلام!

مناقب میں ابوبصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علی سلام اللہ علیہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا، میں ہادی ہوں، میں مھتدی ہوں، میں یتامیٰ اور مساکین کا باپ ہوں، بیوہ عورتوں کا شوہر ہوں، اہر کمزور کی جائے پناہ ہوں، ہر خائف کا امن ہوں۔ میں مومنین کا جنت کی طرف قائد ہوں۔ میں حبل اللہ متین ہوں۔ میں عروۃ الوثقیٰ ہوں، میں پرہیزگاری کا کلمہ ہوں، میں عین اللہ ہوں، میں باب اللہ ہوں، میں اللہ تعالیٰ کی سچی زبان ہوں، میں وہ جنب اللہ ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان تقول نفس یاحسرتی مافرطت من جنب اللہ میں اللہ کا وہ ہاتھ ہوں جو اس کے بندوں پر رحمت اور مغفرت کی وجہ سے کھلا ہوا ہے، میں باب حطہ ہوں، جس شخص نے مجھے جانا اور میرے حق کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا، میں اللہ کی زمین میں اس کے نبی کا وصی ہوں، اس کی مخلوق پر اس کی حجت ہوں، اس بات کا وہ شخص منکر ہوگا جو اللہ اور اس کے رسول کی بات کو رد کرنے والا ہوگا"۔

علی بن سوید اس آیت کے بارے میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا،

حبب اللہ امیر المومنین علی ہیں۔ آپ کے بعد اوصیاء بلند منزلت پر فائز ہونے والے ہیں، یہ امر ان کے آخری مہدی سلام اللہ علیہم تک جا کر ختم ہوگا۔"

عبدالرحمن بن کثیر سے کہا ہیں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق سوال کیا عم یتساءلون عن النبأ العظیم الذی ھم فیہ مختلفون اور میں نے آپ سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق بھی دریافت کیا ھنالك الولایۃ للہ الحق، فرمایا ولایت امیر المومنین علی سلام اللہ علیہ مراد ہے آپ فرماتے تھے: مجھ سے اللہ کی کوئی خبر بڑی نہیں ہے، نہ اللہ کی کوئی آیت مجھ سے بڑی ہے۔"

امام محمد باقر اور امام رضا علیہما السلام سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔"

یاسر کو کر امام علی رضا سے آپ اپنے باپ سے وہ اپنے آباء سے وہ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی! تم اللہ کی حجت ہو، تم اللہ کا دروازہ ہو، تم اللہ کی طرف راستہ ہو، تم نبأ عظیم بڑی خبر ہو، تم سیدھا راستہ ہو، تم مثل اعلیٰ ہو، تم امام المسلمین ہو، امیر المومنین ہو، خیر الوصیین ہو اور سید الصدیقین ہو، اے علی! تم فاروق اعظم ہو، تم صدیق اکبر ہو، تیرا گروہ میرا گروہ میرا گروہ اللہ کا گروہ ہے، تیرے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔"

یحییٰ بن سعید بلخی امام علی رضا سے آپ اپنے باپ سے وہ حضرات علی بن ابی طالب سلام اللہ علیہم سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک راستے پر چل رہا تھا۔ اسی دوران میں ایک لمبا شیخ ملا گھنی ڈاڑھی والا تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام اور آپ کو مرحبا کہا، پھر میری طرف متوجہ ہوا۔ اور کہا اے چوتھے خلیفے تم پر سلام ہو، اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں، اس نے کہا یا رسول اللہ کیا ایسا ہونے والا نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! پھر آپ چلنے لگے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس شیخ کی بات کا کیا مطلب ہے اور آپ نے بھی اس کی تصدیق کی ہے، فرمایا تم ایسے ہو اور اللہ تعالیٰ کا حمد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کہا انی جاعل فی الارض خلیفہ اور کہا یا داؤد انا جعلناك خلیفۃ فی الارض اور جب موسیٰ کی حکایت کرتے ہوئے کہا جب کہ ہارون کے لئے کہا تھا اخلفنی فی قومی واصلح، یہ اس وقت کی بات ہے جب موسیٰ نے ہارون کو اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر (اے علی) تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے مبلغ تھے، تم میرے وصی ہو اور تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، تم چوتھے خلیفہ ہو، تم سے شیخ نے اس طرح کہا جس طرح میں نے کہا، میں نے عرض کیا یہ کون صاحب

تھے ؟ فرمایا وہ تمہارے بھائی حضر علیہ السلام ہیں اور میں ان کو جانتا ہوں۔

باب ۹۶

عیسٰی بن مریم علیہما السلام کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی بشارات اور آپ کے وصی علی کرم اللہ وجہ کا ذکر، آپ کا مہدی سلام اللہ علیہا کا ذکر کرنا ——— اور آپ کا خطبہ

شرح نہج البلاغہ میں تحریر ہے کہ نصر بن مزاحم نے کتاب صفین میں ذکر کیا ہے کہ ہمیں عبدالعزیز بن سبا نے حدیث بیان کی اس نے کہا ہمیں حبیب بن ابی ثابت نے حدیث بیان کی۔ اس نے کہا ہمیں سعید تیمی نے حدیث بیان کی جو عقیصا کے نام سے مشہور ہیں۔ اس نے کہا کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کے سفر شام میں آپ کے ساتھ تھا۔ جب ہم لوگ کوفہ کی پشت پر اس سواد کی جانب سے پہنچ گئے تو لوگوں کو پیاس لگ گئی۔ حضرت علی ہمارے ساتھ تشریف لے چلے حتیٰ کہ ہمیں ایک پتھر کے پاس لے آئے۔ آپ نے زمین پر ضرب لگائی۔ ہمیں اس پتھر کے اکھاڑنے کا حکم دیا۔ ہم نے اس کو اکھاڑ دیا، اس تلے پانی نکل پڑا۔ لوگوں نے پانی پیا اور سیراب ہو گئے پھر آپ نے ہمیں حکم دیا ہم نے اس پتھر کو پانی پر ڈھانپ دیا۔ حضرت لوگوں کے ساتھ چل پڑے۔ جب تھوڑا سا چلے تو حضرت علی نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا آدمی ہے جو اس پانی کی جگہ کو جانتا ہو۔ جس جگہ سے تم نے اس کو پیا ہے، انہوں نے کہا ہاں! اے امیرالمومنین۔ حضرت نے فرمایا اس جگہ چلو ہم میں سے لوگ سوار ہو کر اور پیدل حالت میں چل پڑے، آخر کار ہم اس جگہ پہنچ گئے۔ جہاں ہم نے پتھر دیکھا تھا۔ ہم نے پتھر کو تلاش کیا لیکن ہم نے اس کو نہ پایا۔ پھر ہم ایک گرجے کی طرف چلے جو ہم میں سے قریب تھا۔ ہم نے ان لوگوں سے سوال کیا کہ یہ پانی کہاں گیا ہے جو تمہارے پاس موجود تھا؟ انہوں نے کہا ہمارے قریب کوئی پانی نہیں ہے، ہم نے کہا کہ ہم نے تو اس پانی کو پیا ہے، انہوں نے کہا کیا تم نے اس سے پانی پیا ہے؟ ہم نے کہا ہاں۔ اگرجے کے رئیس نے کہا خدا کی قسم یہ گرجا اس پانی سے بنا ہے، اس پانی کو نبی یا نبی کا وصی ظاہر کریگا پھر حضرت ہمارے ساتھ چل پڑے۔ ہم لوگ رقہ کے مقام پر وارد ہوئے، جب علی کرم اللہ وجہ رقہ میں آترے تو ایک ایسی جگہ پہ اترے جس کو بلیخ کہا جاتا تھا۔ وہاں ایک راہب اپنے گرجا سے نکلا، علی کرم اللہ وجہ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم لوگوں کے پاس ایک کتاب موجود ہے جس کو ہم نے ورثہ میں اپنے آباء سے پایا ہے۔ جس کو حضرت عیسٰی بن مریم علیہما السلام کے اصحاب نے تحریر کیا ہے۔ جس کو حضرت عیسٰی نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے لکھوایا تھا

وہ کتاب میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا ہاں! راہب نے کتاب کو پڑھا جس کا عربی ترجمہ یہ تھا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو کچھ فیصلہ کیا سو کیا جو کچھ مقدر کیا اس کو لکھا، میں ان پڑھوں میں سے ایک رسول کو بھیجنے والا ہوں، جو ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے گا اور وہ ان کو اللہ کے راستے کی رہنمائی کرے گا۔ نہ وہ درشت اور بدگو ہوں گے ولا صخاب فی الاسواق۔ برائی کا بدلہ برائی نہیں دیں گے بلکہ معاف اور درگزر کر دیں گے۔ اس کی امت حمد کرنے والی ہو گی۔ اللہ کی حمد ہر وقت کریں گے۔ اور ہر چڑھتے اور اترتے وقت حمد کریں گے۔ ان کی زبانوں پر تکبیر، تہلیل اور تسبیح کی آواز جاری ہو گی جو شخص اس سے دشمنی کرے گا اللہ اس پر اس کی مدد کرے گا۔ جس قدر اللہ چاہے گا اس کی امت آپ کے بعد اختلاف میں پڑ جائے گی۔ ایک آدمی جو اس نبی کا وصی ہو گا۔ اور اسی کی امت کا صالح ہو گا دریائے فرات کے کنارے سے گزرے گا۔ وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دے گا اور بری بات سے منع کرے گا۔ حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔ دنیا اس کے نزدیک ریت سے زیادہ آسان ہو گی جس کو ہوا دن میں اڑاتی رہتی ہے، موت اس کے نزدیک پیاسے کے پانی پینے سے زیادہ آسان ہو گی۔ ظاہر اور باطن دونوں صورتوں میں اللہ کا خوف کرے گا، امت کو نصیحت کرے گا۔ اللہ کی راہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرے گا۔ ان بلاد والوں میں سے جو شخص اس نبی کو پائے وہ آپ پر ایمان لائے اس کا ثواب میری رضا مندی اور جنت ہو گی، جو شخص اس صالح بندے کو پائے اس کی مدد کرے۔ آپ کے ساتھ قتل ہونا شہادت ہو گا۔ پھر راہب آپ پر اسلام لے آیا۔ پھر کہا میں آپ کا مصاحب ہوں، آپ کو نہیں چھوڑوں گا۔ حتیٰ کہ مجھ کو بھی وہ بات پہنچے جو آپ کو پہنچے گی، علی کرم اللہ وجہہ رو پڑے، فرمایا اللہ کا حمد ہے۔ جس کے نزدیک میں بھولا ہوا نہیں ہوں۔ حمد ہے اس اللہ کا جس نے مجھے اپنے نبی کے ساتھ یاد رکھا، میری شان کو ابرار کی کتب میں تحریر کیا۔ حضرت کے ساتھ راہب چلا، امیر المومنین کے ساتھ کھانا کھاتا تھا۔ اور زندگی بسر کرتا تھا۔ حتیٰ کہ صفین کی لڑائی میں شہید ہو گیا۔ جب لوگوں نے نکل کر اپنے مقتولین کو دفن کرنا شروع کیا تو امیر المومنین نے فرمایا اس راہب کو تلاش کرو، جب اس کو پالیا گیا تو اس کو دفن کیا گیا۔ فرمایا یہ ہم اہل بیت میں تھا۔ آپ نے اس کی مغفرت کے لئے کئی دفعہ دعا مانگی۔ اس حدیث کو نصر بن مزاحم نے بھی کتاب صفین میں روایت کیا ہے۔ مؤلف کہتا ہے کہ

امت آنحضرت کے بعد اختلاف میں پڑ جائے گی کے قول سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس امت کا اختلاف قیامت تک جاری نہیں رہے گا بلکہ ظہور مہدی سلام اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ختم ہو جائے گا۔

(بحذف اسناد) امام جعفر صادق اپنے آباء علیہم سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین سلام اللہ علیہم نے اپنے پہلے خطبہ میں جو مدینہ میں اپنی خلافت کے زمانہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ خبردار! میری عترت کے نیک لوگ، میری جڑ کے پاکیزہ لوگ، بچپن میں تمام لوگوں سے زیادہ عقلمند، بڑے ہونے کے وقت زیادہ علم والے ہوتے ہیں۔

خبردار! ہم اہل بیت ہیں۔ اللہ کے علم سے ہمارا علم ماخوذ ہے۔ اللہ کے حکم سے ہمارا حکم ہوتا ہے۔

امام جعفر صادق کے فرمان میں ہے کہ اگر تم ہمارے آثار کی پیروی کرو گے تو ہمارے بصائر سے ہدایت پاؤ گے اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ہمارے ہاتھوں کے ساتھ تمہیں اللہ تعالیٰ ہلاک کر دے گا۔ ہمارے ساتھ حق کا جھنڈا ہے جس نے اس کی پیروی کی وہ مل گیا، جو اس سے پیچھے رہا غرق ہو گیا، خبردار ہماری جڑ سے ہر مومن کی سختی کا بدلہ لیا جائے گا۔ ہماری وجہ سے تمہاری گردنوں سے ذلت کی رسی نکال دی جائیگی ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کھولا، نہ کہ تمہارے ذریعے اور ہماری وجہ سے ختم کرے گا نہ کہ تمہاری وجہ سے" "آپ کے قول کہ ہماری وجہ سے اللہ نے کھولا اور نہ تمہاری وجہ سے"۔ یہ حضرت مہدی کی طرف اشارہ ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے۔ سلام اللہ علیہ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ اپنے نبی کے اہل بیت کی طرف دیکھو اگر وہ بیٹھ جائیں تو بیٹھ جاؤ اگر وہ تم سے امداد طلب کریں تو ان کی امداد کرو، اللہ تعالیٰ فتنے کو میرے اہل بیت کے ایک آدمی کے ذریعے دور کرے گا، میرے ماں باپ بہترین لونڈی کے فرزند پر قربان ہوں۔ لوگ صرف اس کی تلوار سے بادل نخواستہ اطاعت کریں گے۔ حتیٰ کہ قریش کہیں گے، اگر یہ شخص فاطمہ کے فرزند سے پیدا ہوتا تو ہم پر رحم کرتا۔ جہاں جائیں گے پکڑے جائیں گے اور قتل کر دیئے جائیں گے

باب ۹۷

احادیث صحیحہ کی تمیز میں امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا کلام وارد کرنا

نہج البلاغہ میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی سلام اللہ علیہ سے اہل بدعت کی ان احادیث کے متعلق سوال کیا جو اختلاف خبر کی بنا پر لوگوں کے درمیان موجود ہیں، علیہ السلام نے فرمایا لوگوں کے ہاتھوں میں حق، باطل، صدق کذب، ناسخ، منسوخ، عام، خاص، محکم، متشابہ، حفظ اور وہم موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کے زمانہ میں آپ پر جھوٹ باندھا گیا۔ آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ میں ارشاد فرمایا جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا اس کو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔ تمہارے پاس حدیث بیان کرنے والے چار شخص ہوں گے۔ ان میں پانچواں آدمی نہیں ہوگا۔ ایک منافق ہوگا جو ایمان کو ظاہر کرتا ہوگا۔ اور اسلام کے ساتھ تصنع کرتا ہوگا۔ اس بات کو وہ گناہ اور حرج تصور نہیں کرتا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھتا ہوگا۔ اگر لوگوں کو اس بات کا علم ہوتا کہ وہ منافق ہے، جھوٹا ہے تو وہ اس کی حدیث کو ہرگز قبول نہ کرتے اور نہ اس کی بات کی تصدیق کرتے۔ لیکن ان لوگوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا صحابی ہے اور اس نے آنحضرت سے سنا ہے وہ اس کے قول پر عمل کریں گے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے متعلق تمہیں آگاہ کیا ہے اور ان کی نشانی اس طرح بیان کی ہے جس طرح میں نے تمہارے لیئے بیان کی ہے۔ ائمہ گمراہی، جھوٹ اور بہتان کے ساتھ آگ کی طرف بلانے والے لوگوں کے پاس چلے گئے، انہوں نے ایسے لوگوں کو اپنے عامل مقرر کر دیا۔ اور ان کو لوگوں کی گردن پر مسلط کر دیا۔ ان لوگوں کے ذریعے انہوں نے دنیا کو کھایا لوگ بادشاہوں اور دنیا کا ساتھ دیتے ہیں (مگر وہ شخص بچ گیا) جس کو اللہ نے بچایا، یہ ان چاروں میں ایک ہے، ایک شخص وہ ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حدیث کو سنا اور اس کو پوری طرح یاد نہ کیا، اور وہم میں پڑ گیا، اس نے جان بوجھ کر جھوٹ نہ بولا وہ حدیث اس کے سامنے ہے۔ اس کو وہ روایت کرتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے۔ اور کہتا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا ہے۔ اگر مسلمانوں کو معلوم ہوتا کہ اس حدیث میں وہم موجود ہے تو وہ لوگ اس حدیث کو اس سے قبول نہ کرتے۔ اگر خود اس کو اس بات کا پتہ ہوتا تو وہ خود اس حدیث کو چھوڑ دیتا، تیسرا آدمی وہ ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حدیث کو سنا ہے کہ رسول اللہ نے اس بات کا حکم دیا ہے۔ پھر آنحضرت نے اس [illegible] منسوخ کر دیا وہ اس بات کو نہیں جانتا اس نے منسوخ کو یاد رکھا اور ناسخ کو یاد نہ کیا۔ اگر اس [illegible] علم ہوتا کہ یہ [illegible] منسوخ ہے۔

ترہ اس کو چھوڑ دیتا۔ اگر لوگوں کو علم ہوتا کہ جو چیز انہوں نے اس سے سُنی ہے وہ منسوخ ہے تو وہ اس کو چھوڑ دیتے۔" آخری چوتھا آدمی وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر کسی عداوت کی وجہ سے جھوٹ نہیں بولتا، اللہ سے ڈرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرتا ہے۔ وہ وہم میں گرفتار نہیں ہے بلکہ جس چیز کو سنا ہے اس کو پوری طرح یاد رکھا ہے وہ اس حدیث کو اسی طرح لاتا ہے جس طرح اس نے آنحضرت سے سُنا ہے، اس میں زیادتی کرتا ہے نہ کمی، اس نے ناسخ کو یاد رکھا اور اس پر عمل کیا اور منسوخ کو یاد رکھا لیکن عمل کرنے سے) اس سے الگ رہا، خاص و عام کو جانتا ہے، ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھا ہے۔ محکم اور متشابہ کو جانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی دو قسمیں ہیں۔ کلام خاص اور کلام عام۔ اس نے رسول اللہ سے سُنا۔ اس کو اس بات کا علم نہ ہو سکا کہ اس سے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا مراد ہے سامع اس کو اُٹھائے ہوئے پھرتا ہے، اس کے معنی کی توجیہ بغیر معرفت کے کرتا ہے؛ قصداً ایسا نہیں کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا ہر صحابی ایسا نہیں تھا جو رسول اللہ سے سوال کرتا تھا۔ وہ اس کو سمجھتا تھا وہ اس کو دوست رکھتے تھے کہ کوئی دیہاتی یا شہری آئے وہ (نبی) علیہ السلام سے سوال کرے حتیٰ کہ وہ لوگ اس بات کو (دوبارہ) سنیں، جو بات میرے ساتھ اس قسم کی گزرتی تھی تو وہ میں آنحضرت سے سوال کر لیتا تھا۔ اور میں اس کو حفظ کر لیتا یہ وہ وجوہ ہیں جن پر لوگ اپنے اختلاف پر قائم ہیں اور ان وجوہ کو اپنے روایات میں ترجیحات بیان کرتے ہیں۔

باب ۹۸

ان ادعیہ اور مناجات کا وارد کرنا جو امام ہمام زین العابدین کی کتاب صحیفہ کاملہ میں موجود ہیں جو اہل بیت طیبین سلام اللہ علیہم کا زبور[1] ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اس خدا کے واسطے ہیں جو سب سے پہلا ہے، اس سے پہلے کوئی نہیں ہوا۔ سب سے پیچھے

---

[1] صحیفہ کاملہ کی دعاؤں کا ترجمہ مولانا سید محمد ہارون صاحب اعلی اللہ مقامہٗ کے ترجمہ سے لیا گیا ہے۔ صاحب کتاب نے صحیفہ کی دعاؤں کے بعض بعض فقرات کو نقل کیا ہے۔ پوری دعا کو نقل نہیں کیا۔ ۱۲ محمد شریف عفی عنہٗ)

ہے اس کے پیچھے کوئی چیز نہ ہوگی ۔ وہ ایسا ہے کہ اس کے دیکھنے سے نگاہیں دیکھنے والوں کی قاصر ہیں۔ اور عاجز ہیں ۔ اس کی تعریف سے خیالات تعریف کرنے والوں کے ۔ اس کے نام پاک ہیں اور ظاہر آتی ہیں اس کی نعمتیں ، وہ جو کچھ کرتا ہے اس سے سوال نہیں کیا جائے گا ۔ اور وہ لوگ سوال کئے جائیں گے ۔ تمام تعریفیں ہیں اس خدا کے لئے اگر وہ اپنے بندوں سے (اپنی حمد کی پہچان روک لیتا) ان متواتر احسانوں پر جس سے ان کا امتحان لیا ہے اور ان علانیہ نعمتوں پر جو ان پر کامل کی ہیں ، تو اس کے احسانوں میں پھرتے رہتے ، اور اس کی حمد نہ کرتے اور اس کے رزق میں وسعت کے ساتھ رہتے ۔ پھر بھی اس کا شکر نہ کرتے ۔ اگر وہ ایسے ہوتے تو آدمیت کی حد سے نکل کر جانوروں کی حدود میں داخل ہو جاتے ، وہ ایسے ہو جاتے جیسا کہ اس (خدا) نے اپنی محکم کتاب میں بیان کیا ہے ، بس وہ چوپاؤں کی مانند ہیں بلکہ ان سے زیادہ گمراہ ہیں ، اور تمام تعریفیں اس معبود کے لیئے ہیں جس نے ہمیں اپنے تئیں پہچنوایا اور اپنا شکر ہمیں بتایا اور اپنی پروردگاری سے ہم پر علم کے دروازے کھولے اور اپنی توحید میں اخلاص کرنے کے واسطے اپنی طرف راہنمائی کی ۔ اور ہمیں کفر اور شرک کرنے سے اپنے کاموں میں بچایا (ہم ایسی) تعریف کرتے ہیں جس سے ہم ان لوگوں میں زندہ رہیں ۔ جنہوں نے اس کی مخلوقات میں سے اس کی تعریف کی اور اس کی وجہ سے ہم سبقت لے جائیں ، ان لوگوں پر جو اس کی رضامندی اور عفو کی طرف سبقت لے گئے ہیں ، (ہم اس کی ایسی تعریف کرتے ہیں) جس سے وہ ہمارے لئے برزخ کی تاریکیوں کو روشن کر دے اور قیامت کے رستوں کو ہمارے اوپر سہل کر دے ، اور اس کے سبب سے ہمارے رتبوں کو مجمع عام (اہل محشر) میں بزرگ کرے جس روز کہ تمام لوگوں کو بدلہ دیا جائے گا ، جو کچھ انہوں نے کیا ہے اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا ، جس روز کوئی دوست کسی دوست کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے گا ۔ اور نہ ان کی مدد کی جائے گی (ہم ایسی تعریف کرتے ہیں) جو ہمیں اعلیٰ علیین تک بلند کرے (جو کتاب مرقوم میں (مذکور ہے) جسے مقربین ہی پائیں گے ۔ ہم اس کی (ایسی) تعریف کرتے ہیں ، جس سے ہماری آنکھیں خنک ہوں ، جبکہ ٹکٹکی لگ جائے گی ۔ آنکھوں کو اور تاباں ہوں اس سے ہمارے چہرے جبکہ لوگوں کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے ، ہم تیری ایسی تعریف کرتے ہیں کہ جس سے اللہ کی تکلیف دینے والی دوزخ سے آزاد ہو جائیں اور اس کے اچھے پڑوس میں پہنچیں ۔ ہم ایسی تعریف کرتے ہیں کہ جس سے مزاحمت کر سکیں ۔ ملائکہ مقربین کی اور جس کے سبب سے مل جائیں انبیاء مرسلین سے اس قیام کے گھر میں جو کبھی زائل نہ ہوگا ، اور اس مقام کرامت میں جو کبھی نہ بدلے گا ۔ اور تمام تعریفیں اس معبود کے لیے ہیں جس نے پسند کی ہمارے لئے اچھی صورت اور جاری کئے ہم پر اچھے رزق (روزی) اور قوت سلطنت کی وجہ سے اس کو تمام خلق پر فضیلت دی ۔ بس اس کی قدرت سے تمام اس کی مخلوقات ہماری مطیع ہو گئی ہے اور اس کی عزت کی وجہ سے ہماری اطاعت میں آ گئی ہے ، اور تمام تعریفیں اس معبود کے لئے ہیں جس نے سوائے اپنے اور

سب کی احتیاج کے دروازے بند کئے۔ پس ہم اس کی حمد کی طاقت نہیں رکھتے اکب ہم اس کا شکر ادا کر سکتے ہیں اور تمام تعریفیں خدا تعالیٰ کے لئے ہیں بقدر تمام اس تعریف کے جو اس نہایت مقرب فرشتوں اور بزرگ ترین مخلوقات نے اور اس کے پسندیدہ حمد کرنے والوں نے کی ہیں۔ ایسی تعریفیں جو تمام تعریفوں سے بڑھ جائیں جیسے ہمارا پروردگار اپنی تمام خلق سے بڑھا ہوا ہے۔ پھر اسی کے لئے حمد ہے ہر نعمت کے بدلے میں جو اس نے ہم پر اور سب پر گزشتہ اور موجودہ بندوں پر کی بقدر شمار ان تمام چیزوں کے جن سے اس کا علم ہے اور ان میں سے ہر ایک چیز کے عوض دوگنا دوگنا ہمیشہ ہمیشہ قیامت تک (اور وہ ایسی) تعریف ہو جس کی حد کی کوئی انتہا نہیں اور جس کے عدد کا کوئی شمار نہیں اور جس کی حد کا کوئی خاتمہ نہیں اور جس کی مدت کی کوئی تمامی نہیں، ایسی حمد جس کے سبب سے ہم اس کے نیک بختوں کے ذیل میں نیک بخت بنیں اور اس کے دشمنوں کی تلواروں سے شہداء کے زمرہ میں شامل ہو جائیں۔ بے شک وہی مالک اور قابل تعریف ہے۔" اور منجملہ آپ کی دعاؤں کے (جو آپ) بعد حمد خدا کے پڑھتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کے متعلق یہ دعا تھی۔ "اور تمام تعریفیں اس معبود کے لئے ہیں جس نے ہم پر احسان کیا اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے گزشتہ امتوں اور اگلے لوگوں پر" پس مہر کردی ہمارے ذریعے سے تمام انہی پیدا کئے لوگوں پر اور ہمیں گواہ قرار دیا (حق کے) انکار کرنے والوں پر اور ہم کو اپنے احسان سے تھوڑوں پر زیادہ کیا۔ اے پروردگار! رحمت بھیج محمدؐ پر جو امین تھا تیری وحی کا اور تیرا منتخب تھا تیری خلقت میں سے، اور تیرا برگزیدہ تھا تیرے بندوں میں سے پیشوائے رحمت تھا اور نیکی کی طرف کھینچنے والا اور برکت کی کنجی تھا، اے معبود تو ان کو بلند کر اس کوشش کے عوض میں جو انہوں نے تیری خوشی کے لئے" جنت کے بلند درجہ میں یہاں تک کہ کسی رتبہ میں کوئی ان سے برابری نہ کر سکے اور کسی مرتبہ میں کوئی ان کا مثل نہ ہو سکے، نہ کوئی ملک مقرب اور اور نہ کوئی نبی مرسل تیرے نزدیک ان کا ہمسر ہو سکے اور ان کی آل پاک اور امت مومنین کے متعلق جو تو نے بڑی شفاعت کا وعدہ کیا ہے اسے ان کے لئے ثابت کر دے اے وعدے کے نافذ کرنے والے اور قول کے پورا کرنے والے، اے بدلہ دینے والے بدیوں کو اس کے دوگنا نیکیوں سے۔ بے شک تو بڑے فضل والا ہے۔

منجملہ دعاؤں میں سے سلام اللہ علیہ کی (یہ دعا ہے) فرشتوں پر درود بھیجتے تھے۔ اے معبود! وہ تیرے عرش کے اٹھانے والے جو تیری پاکی بیان کرنے سے کبھی نہیں تھکتے اور نہ تیری تقدیس سے ملول ہوتے ہیں اور نہ تیری عبادت سے ماندہ ہوتے ہیں اور اسرافیل صور والے جو اپنی نظر اٹھائے تیرے اذن تیرے حکم کے آنے کے منتظر ہیں تاکہ صور پھونک کر قبروں میں پڑے گرفتاروں کو ہوشیار کریں اور میکائیل جو تیری اطاعت کرنے کی وجہ

تیرے نزدیک مرتبہ والے اور بلند مرتبہ والے ہیں اور جبرائیل تو تیری وحی کے امانت دار اور تیرے کے ماننے والوں میں اطاعت کے لئے ہوتے۔ تیرے نزدیک مقرب ہیں اور وہ روح جو فرشتگان حجب سے بندہے اور وہ روح جو تیرے حکم سے ہے ان سب پر اور ان فرشتوں پر جو ان سے کم درجے کے ہیں تیرے آسمانوں کے رہنے والوں اور تیرے پیغاموں کے امانت داروں میں سے اور فرشتے جن کو مشقت کی وجہ سے ملال نہیں ہوتا اور تھکن نہ سستی، جن کی خواہشیں ان نعمتوں میں زیادہ ہیں جو تیرے پاس ہیں۔ جو تیری نعمتوں کی یاد پر فریفتہ ہیں اور تیری عظمت اور جلال کبریائی کے آگے تواضع کرنے والے ہیں۔ جو کہ جہنم کو جبکہ وہ تیری مخالفت کرنے والوں کو دیکھ کر چیختا ہو دیکھ کر کہتے ہیں (اے پروردگار تو پاک ہے۔ ہم نے عبادت کے سوا تیری عبادت نہیں کی پس (اے پروردگار) تو رحمت بھیج ان پر اور ان روحوں پر جو تیرے فرشتوں میں سے ہیں اور تیرے نزدیک رہنے والے ہیں اور غیب کی خبروں کو تیرے رسول تک لانے والے ہیں اور تیری وحی کے امین ہیں اور فرشتوں کے ان گروہوں پر جن کو تو نے اپنے لئے خاص کیا ہے اور آسمانوں کے طبقوں کے اندر ان کو ساکن کیا ہے اور نیز بارش کے خزانچیوں اور بادل کے ہانکنے والوں پر اور اس فرشتے پر جس کی جھڑک کی آواز سے بجلی کی کڑک سنائی دیتی ہے (جب اس کی آواز کی وجہ سے گرجنے والے بادل چلنے لگتے ہیں تو گرنے والی بجلیاں چمکنے لگتی ہیں۔ برف اور اولوں کے پیچھے پیچھے چلنے والوں کو اور مینہ کے قطروں کے ساتھ اترنے والوں اور ہواؤں کے خزانچی فرشتوں پر اور ان فرشتوں پر جو پہاڑوں کے موکل ہیں تاکہ وہ ہٹنے نہ پائیں اور ان فرشتوں پر جنہیں تو نے پانی کے وزن اور کثیر مینہ کی مقدار اور طلاطم والے مینہ کے پیمانے پر اطلاع دے دی ہے اور ان فرشتوں پر جو تیرے بھیجے ہوئے ہیں زمین والوں کی طرف ناپسند نازل ہونے والی بلا اور پسندیدہ آسائش لے کر اور اپنے بزرگ اور نیک سفیروں اور حفاظت کرنے والے کرام کاتبین اور ملک الموت اور ان کے مددگار اور منکر و نکیر اور قبروں کے امتحان کرنے والے رومان پر اور ان فرشتوں پر جو بیت معمور کے گرد طواف کرتے ہیں، مالک پر اور خزانہ دار اور رضوان اور جنت کے دربان پر اور ان فرشتوں پر جو خدا کے حکم کی مخالفت نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا ان کو حکم دیا گیا ہے اور ان فرشتوں پر جو کہتے ہیں (مومنین سے) کہ تمہارے صبر کے عوض میں تم پر سلام ہو، پس کیا اچھا ہے انجام کا گھر، اور ان زبانیہ (فرشتوں پر) کہ جب ان سے کہا جائے گا (اس گنہگار کو) پکڑو طوق و زنجیر پہناؤ پھر جہنم میں اسے جلاؤ تو اس کی طرف فوراً دوڑیں گے اور مہلت نہ دیں گے اور ان فرشتوں پر جن کی یاد میں ہمیں شبہ ہو گیا ہے اور جن کا مرتبہ ہم نے نہیں دیکھا اور یہ کہ کس کام پر تو نے انہیں موکل کیا ہے ہوا و زمین اور پانی کے رہنے والے فرشتوں پر اور ان فرشتوں پر جو مخلوقات پر متعین ہیں۔ پس رحمت بھیج

ان پر اس روز کہ ان کے نفس کے ساتھ کھینچنے والا اور ایک گواہ فرشتہ ہوگا۔ اور ان پر ایسی رحمت نازل کر جو ان کی ذاتی کرامت میں اور زیادتی کردے اور ان کی اصلی طہارت کو اور بھی بڑھا دے، اے پروردگار اور جب تو اپنے فرشتوں اور پیغمبروں پر رحمت نازل کرے۔ اور ہماری صلوٰۃ ان تک پہنچا دے تو ان پر رحمت بھیج اس خوبی کلام کے بقدر جو تو نے ہم پر ان کی بابت کھولی ہے۔ بے شک تو ہی بخشش اور کرم والا ہے۔

اچھے اخلاق میں آپ کی دعا

اے معبود محمد اور اس کی آل پر درود بھیج اور نیکوں کا زیور مجھے پہنا اور پرہیزگاروں کی زینت کا لباس مجھے دے انصاف کے پھیلانے میں اور غصہ کو روکنے میں اور عداوت کی آگ بجھانے میں اور الگ رہنے والوں کو اپنے سے ملانے میں اور باہمی عداوتوں کو دفع کرنے میں اور نیکی کو پھیلانے میں اور عیب کو چھپانے میں اور نرم طبیعت ہونے میں اور بازو کو جھکانے میں اور نیک عادت پیدا کرنے میں اور فضیلت کی طرف بڑھنے میں، داد و دہش کو پسند کرنے میں اور عیب لگانے کو چھوڑنے میں اور بے استحقاق والے کو زیادہ دینے میں اور سچی بات کہنے میں اگرچہ دشوار معلوم ہو اور اپنی نیکی کو کم سمجھنے میں اگرچہ زیادہ ہو زبانی نیکی یا عمل اور برائی کو بہت سمجھنے میں اگرچہ تھوڑی ہو، زبانی برائی ہو یا عملی، اور اسے میرے لئے دائمی فرمانبرداری اور نیک جماعت کے ساتھ رہنے اور بدعت والوں اور ایجادی رائے کے استعمال کرنے والوں کو چھوڑنے سے کامل کر۔"

جب آپ سلامتی کا خدا سے سوال کرتے اور اس کا شکر بجا لاتے تو یہ دعا پڑھتے!

مجھ پر احسان کر اے معبود اور مجھے حج کرنے اور عمرہ بجا لانے اور اپنے رسول کی قبر کی زیارت کا احسان کر اس پر تیری رحمت اور برکتیں ہوں اس پر بھی اور اس کی آل پر۔ اور تیرے رسول کی آل پر ہمیشہ سلام ہو۔ مجھے اور میری ذریت کو پتھر مارے ہوئے شیطان سے اور زہر دار جانوروں کی برائی اور زہر والے قاتل جانوروں اور عوام اور جنوں کی برائی اور ہر سرکش کی برائی اور ہر دشمن بادشاہ اور ان آدمیوں کی برائی سے جنہوں نے تیرے رسول اور اس کے اہل بیت سے لڑائی ٹھانی خواہ جن اور انسان سے ہوں اور ہر زمین پر چلنے والے کی برائی سے جس سے تو مواخذہ کرنے والا ہے بچا، ضرور تو سیدھی راہ پر ہے۔"

اپنے ماں باپ کیلئے یہ دُعا کرتے تھے

اے معبود اپنے بندے اور رسول اور اس کے پاک اہل بیت پر رحمت بھیج اور ان کو اپنی بڑھی ہوئی رحمت اور درود اور برکتوں اور سلام کے ساتھ خاص کر اور اے معبود میرے ماں باپ کو اپنے نزدیک بزرگی اور اپنی رحمت سے خاص کر۔ اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے، اے معبود محمدؐ اور اس کی آل پر رحمت بھیج جس طرح کہ تو نے ہم کو اس کی وجہ سے شرافت دی ہے اور محمدؐ اور اس کی آل پر رحمت بھیج جس طرح تو نے ہمارے لئے حق کو اپنے پیدا کئے ہوؤں پر اس (محمد) کے سبب سے لازم کیا ہے۔ اے معبود مجھے ایسا بنا کر ان دونوں (ماں باپ) سے ایسا ڈروں جیسے ظالم بادشاہ سے ڈرتے ہیں اور ان دونوں کے ساتھ مہربان ماں کی طرح نیکی کروں اور میری فرمانبرداری میرے ماں باپ کے لئے اور میری نیکی کرنی ان کے ساتھ سونے والے کی نیند سے بھی زیادہ میری آنکھ میں ٹھنڈک پیدا کرنے والی بنا۔ اور پیاسے کے پانی سے بھی زیادہ میرے سینہ کو ٹھنڈا کرنے والی تاکہ میں ان دونوں کی خواہش کو اپنی خواہش پر ترجیح دوں اور اپنی خوشنودی پر ان کی خوشنودی مقدم رکھوں۔

اے معبود مجھے ان دونوں کی یاد میری نمازوں کے بعد اور کسی گھڑی میری رات کی گھڑیوں میں سے اور کسی وقت میرے دن کے وقتوں میں سے نہ بھلا، تاکہ ہم سب کے سب تیری مہربانی سے تیرے بزرگی کے گھر (جنت) اور بخشش اور رحمت کے مقام پر جمع ہوں تو ضرور تو بڑے فضل والا قدیم احسان والا ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے!!

اپنے فرزندوں کے لئے یہ دعا پڑھتے تھے

اے معبود اور مجھ پر میرے فرزندوں کے باقی رکھنے اور میرے لئے ان کی اصلاح کرنے اور ان کے ذریعے سے میرے فائدے اٹھانے کے ساتھ مجھ پر احسان کر اور میرے نفع کے لئے ان کی زندگیوں کو دراز کر اور میرے فائدے کے لئے ان کی مدت عمر کو بڑھا اور میرے فائدے کے لئے ان میں سے چھوٹے کی پرورش کر اور ان میں سے کمزور کو قوت دے اور ان کے بدنوں اور دینوں اور طبیعتوں کو ٹھیک رکھ اور ان کو ان کی جانوں اور ان کے ہاتھ پاؤں وغیرہ میں اور تمام ان کے کاموں میں جن میں مجھے زحمت پہنچی ہے۔ سلامتی دے اور میرے لئے اور میرے لئے اور میرے ہاتھ پر ان کی روزیوں کو جاری کر اور انہیں نیک اور پرہیزگار ہوشیار بات کا سننے والا اپنا فرمانبردار اور اپنے دوستوں کا خالص دوست اور تیرے دشمنوں کو دشمن رکھنے والا

اور ان سے کینہ رکھنے والا بنا۔ آمین۔ اے معبود ان کے ذریعے سے میرے بازو کو مضبوط اور میری کجی اُن کے ذریعہ سے سیدھی کر اور میری مدد کو اُن کے ذریعہ سے زیادہ کر اور میری مجلس کو ان کے ذریعہ سے زینت دے۔ اور میرے ذکر کو ان کے ذریعہ سے زندہ رکھ اور میری غلبیت میں ان کے ذریعہ سے میری مدد کر اور ان کے ذریعہ سے میری حاجت بر آنے میں مجھ کو مدد دے۔ اور ان کو مجھ سے محبت کرنے والا اور مجھ پر شفقت کرنے والا، میری طرف متوجہ، میرے سامنے سیدھا رہنے والا، حکم ماننے والا، مخالفت نہ کرنے والا اور نافرمانی کرنے والا اور نہ خلاف کرنے والا، اور نہ غلطی کرنے والا بنا اور ان کی پرورش اور ادب سکھانے اور ان کے ساتھ نیکی کرنے میں میری مدد کر اور مجھ کو اپنے پاس سے علاوہ ان کے نرینہ لڑکے دے۔ اور انہیں میرے لئے بھلا کر اور ان کو میرا مددگار بنا، ان باتوں میں جنہیں میں نے تجھ سے مانگا ہے اور مجھ کو اور میری ذریت کو مردود شیطان سے بچا۔ اے معبود اس کے غلبہ کو اپنے غلبہ کے ذریعہ ہماری طرف سے رد کر دے۔ یہاں تک تو اس کو ہم سے روک دے۔ سب تجھ سے زیادہ دعا کرتے کہ تاکہ اس کے ذریعے سے محفوظ رہیں

اپنے پڑوسیوں اور دوستوں کو جب یاد کرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے

اے معبود محمد اور اس کی آل پر رحمت بھیج۔ اور میری دعا سے میرے پڑوسیوں اور دوستوں کے کام جو ہمارے حق کو پہچاننے والے اور ہمارے دشمنوں سے کھلم کھلا لڑنے والے ہیں۔ اپنے بڑھے ہوئے کام کرنے سے خود کر دے اور انہیں اپنے طریقہ کو قائم کرنے اور اپنے اچھے رنایوں کو اختیار کرنے کی توفیق دے۔ اور میرے لئے پورا حصہ اس نعمت میں قرار دے۔ جو اُن کے پاس ہے اور میرے حق کی زیادہ معرفت اور میرے فضل کی زیادہ شناخت انہیں دے تاکہ وہ میری وجہ سے نیک بخت ہوں اور میں ان کی وجہ سے آمین! اے تمام جہان کے پالنے والے۔

جب آپ مبتلا ہوتے اور کسی کو گناہ کی رسوائی میں مبتلا دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے

اے معبود اپنی مخلوقات میں سے اپنے چھانٹے ہوئے محمد اور اپنے پیدا کئے ہوؤں میں منتخب کی ہوئی ہوں۔ اس کی پاک عترت پر رحمت بھیج اور ہمیں ان کی باتوں کا سننے والا بنا جیسا تو نے حکم دیا ہے یعنی اپنے قول کے ساتھ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔

قرآن کے ختم کرنے کے وقت آپ یہ دُعا پڑھتے تھے،

اے معبود تو نے اپنی اس کتاب کے ختم کرنے پر میری مدد کی جسے تُو نے نور بنا کر اتارا ہے اور اسے ہر کتاب (توراۃ وغیرہ) گواہ قرار دیا ہے۔ جیسے تو نے اُتارا ہے اور اسے بزرگی دی اور اس بات پر جسے تو نے بیان کیا اور اسے جدا کرنے والا بنایا ہے۔ جس سے اپنے حلال اور حرام کے درمیان تو نے علیحدگی کر دی اور ایسا مجموعہ بنایا ہے جس سے تو نے اپنے احکام کے طریقوں کو واضح کر دیا ہے اور ایسی کتاب بنائی جس کو اپنے بندوں کے واسطے خوب تفصیل کیا ہے اور ایسی وحی قرار دی ہے جسے تو نے اپنے نبی محمد پہ کامل طور پہ نازل کیا ہے۔ تیری رحمت ان پر اور ان کی آل پر ہو اور تو نے اسے ایسا نور بنایا ہے۔ جس سے ہم گمراہی اور جہالت کے اندھیرے سے اس کی پیروی کر کے ہدایت پا سکتے ہیں اور تو نے اسے شفا قرار دیا ہے۔ اس کے لئے جو یقین کی سمجھ کے ساتھ اس کی طرف کان لگائے اور انصاف کی ترازو بنا دیا ہے جس کی زبان سچ بات سے نہیں پھرتی اور ہدایت کا نور بنایا ہے جس کی دلیل کی روشنی حاضرین سے نہیں بجھ سکتی اور بچاؤ کا علم بنایا ہے جو اس کی راہ کا ارادہ کرے وہ بھٹک نہیں سکتا اور ہلاکتوں کے ہاتھ اُسے نہیں پا سکتے۔ جس نے اس کی حفاظت کی رسی پکڑ لی۔

اے معبود پس جبکہ تو نے اُسے پڑھنے پر ہمیں مدد دی اور ہماری زبانوں پر اس کو اچھی طرح ادا کرنا سہل کر دیا تو ہمیں ان لوگوں میں قرار دے جو اس کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں اور جو اس کی محکم آیتوں کے مان لینے کے اعتقاد کے ساتھ تیری اطاعت کرتے ہیں اور جو اس کے متشابہات اور ظاہر دلیلوں کے اقرار کی طرف پناہ لے جاتے ہیں۔ اے معبود بے شک تو نے اسے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بالاجمال نازل کیا اور کامل طور پر اس کی عجیب عجیب باتوں کا علم دیا اور با تفسیر اس کے علم کا ہم کو وارث کیا۔ اور ان لوگوں پر تو نے ہمیں بزرگی دی جو اس کے علم سے جاہل ہیں اور اس پر تو نے ہمیں قوت دی تاکہ ہمیں ان لوگوں پر فوقیت دے جو اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ پس جس طرح تو نے ہمارے دلوں کو اس کا متحمل بنایا اور اپنی رحمت سے اس کا فضل و شرف ہمیں بتایا۔ تو اسی طرح محمد پر رحمت بھیج جو اس کے بیان کرنے والے تھے اور نیز ان کی آل پر جو اس کے خزانچی تھے۔ اے معبود اور جیسے تو نے محمد کو اس قرآن کے ساتھ اپنی طرف راہنمائی کا علم بنا کر قائم کیا اور ان کی آل کے ذریعہ رضامندی کی راہیں اپنی طرف کھولیں تو محمد اور ان کی آل پر رحمت بھی نازل کر اور قرآن کو کرامت کے بزرگ درجوں تک پہنچانے کا ہمارے لئے ذریعہ اور زینہ بنا جس پر چڑھ کر سلامتی کے مقام تک پہنچ سکیں اور ایسا سبب قرار دے جس کے ذریعے ہم قیامت کے میدان میں نجات

پائیں ۔ اور ایسا ذریعہ بنا جس کے وسیلہ سے ہمیشہ رہنے کے گھر کی نعمت تک جا سکیں اور مومنوں کے دل میں ہماری محبت ڈال اور زندگی کو ہم پر تنگ نہ کر۔ اے معبود اپنے بندے اور پیغمبر محمدؐ پر رحمت نازل کر جس طرح انہوں نے تیرے پیغام کو پہنچایا اور تیرے کام کو ظاہر کیا اور تیرے بندوں سے خلوص کیا اے معبود تو ہمارے نبی کو (ان پر اور ان کی آل پر تیری رحمتیں ہوں) قیامت کے دن تمام نبیوں کی بہ نسبت اپنے پاس بٹھا اور ان سب کی بہ نسبت سفارش کا ان کو موقعہ دے اور ان سب کی بہ نسبت قدر ان کی اپنے نزدیک بڑھا۔ بلند کر اور ہمیں ان کے طریقہ پر زندہ رکھ اور ان کے مذہب پر موت دے اور ان کا راستہ ہمیں پکڑا! اور ان کی راہ پر ہمیں لے چل اور ان کی اطاعت کرنے والا ہمیں بنا اور ان کے گروہ میں ہمیں محشور کر اور ان کے حوض پر ہمیں وارد کر اور ان کے پیالے سے ہمیں سیراب کر اور اے معبود تیرے پیغام کے پہچاننے اور تیری آیتوں کے پہچاننے اور تیرے بندوں کے ساتھ خلوص کرنے اور تیری راہ میں جہاد کرنے کے عوض میں اسے (رسول خدا) بڑا بدلہ دے جو کسی کو اپنے مقرب فرشتوں اور بھیجے ہوئے منتخب نبیوں کو تو نے نہیں دیا ہے اور ان پر سلام اور ان کے پاک وطاہر ال پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

چاند دیکھنے کے وقت یہ دُعا پڑھتے تھے

اے اطاعت کرنے والی تیز رفتار تقدیر کی منزلوں میں آنے جانے والے تدبیر کے آسمان میں پھرنے والی مخلوق میں اس پر ایمان لایا جس نے تیری وجہ سے تاریکیوں کو روشن کیا اور اندھیروں کو دُور کیا۔ اور اپنی سلطنت کی نشانیوں میں سے تجھ کو بھی ایک نشانی اور اپنے غلبہ کی علامتوں میں سے ایک علامت بنایا ہے۔ تو اس کی فرمانبرداری کرتا ہے اور اس کے ارادہ کی طرف مڑتا ہے۔ وہ پاک ہے۔ کیسی عجیب تدبیر تیرے کام میں اور کیسی باریک کاریگری تیری شان میں کی ہے۔ تجھ کو نئی بات کے لئے نئے مہینے کی کنجی بنایا۔ اپنے پالنے والے اور تیرے پالنے والے اور اپنے پیدا کرنے والے اور تیرے پیدا کرنے والے اور اپنے بنانے والے اور تیرے بنانے والے اور اپنی شکل بنانے والے اور تیری بنانے والے معبود سے سوال کرتا ہوں کہ محمد اور ان کی آل پر رحمت نازل کرے اور تجھ کو برکت کا چاند بنائے جسے دن سیاہ نہ کر سکیں اور پاکی کا چاند بنائے جسے گناہ گندا نہ کر سکیں۔ آفتوں سے امن کا چاند اور گناہ ہونے سے بچنے کا ایسی نیک بختی کا چاند جس میں نحوست نہ ہو اور ایسی برکت کا چاند جس میں بدبختی نہ ہو اور ایسی کشائش کا چاند جس میں تنگی نہ ہو اور ایسی بھلائی کا چاند جس میں بدی کی آمیزش نہ ہو، امن اور ایمان کا چاند، نعمت اور احسان کا چاند، سلامتی اور اسلام کا چاند بنائے۔ اے معبود محمد اور اُن کی آل پر رحمت بھیج

اور ہمیں ان تمام آدمیوں سے زیادہ پسند کر جس پر چاند نے طلوع کیا ہے اور ان تمام لوگوں سے زیادہ پاک بنا جنہوں نے اس کی طرف دیکھا اور ان سب سے زیادہ نیک بخت بنا جنہوں نے اس مہینہ میں تیری عبادت کی ہے اور ہمیں اس مہینہ میں توبہ کی توفیق دے اور گناہ سے بچا اور نافرمانی کرنے سے محفوظ رکھ اور اپنی نعمت کا شکر کرنا اس مہینہ میں ہمیں دے۔ اور صحت اور سلامتی کی ڈھالیں اس مہینہ میں ہم پر رنگا۔ اپنی بندگی کو کامل کرنے سے ہم پر اس مہینہ میں اپنا احسان پورا کر۔ بیشک تو قابل تعریف بڑا احسان کرنے والا ہے۔ اور اللہ محمد اور ان کی پاک و پاکیزہ آل پر رحمت نازل کرے۔

ماہ رمضان کے آنے وقت یہ دُعا پڑھتے تھے

اس معبود کے واسطے تعریف ہے جس نے ہمیں اپنی تعریف کرنے کی ہدایت کی اور ہمیں تعریف کرنے والوں میں سے بنایا۔ تاکہ ہم اس کے احسان کا شکر ادا کریں اور تاکہ وہ ہمیں اس بات پر نیک کام کرنے والوں کا سا بدلہ دے اور اس معبود کے واسطے تعریف ہے جس نے اپنا دین ہمیں بخشا اور اپنے مذہب کے ساتھ خاص کیا اور اپنی احسان کی راہوں میں چلایا تاکہ ہم اس راہ میں اس کے احسان سے اس کی رضامندی کی طرف چلیں۔ ایسی تعریف جسے وہ قبول کرے اور اس کی وجہ سے ہم سے راضی ہو اور تمام تعریفیں اس کے لئے ہیں جس نے ان راہوں میں سے اپنے مہینہ رمضان کے مہینے اور روزے کے مہینے اور اسلام کے مہینے اور پاکی کے مہینہ اور گناہوں کے دور کرنے کے مہینہ اور عبادت میں کھڑے ہونے کے مہینہ کو قرار دیا۔ جس میں قرآن اُتارا آدمیوں کی ہدایت اور رہنمائی اور حق و باطل میں فرق کرنے کے واسطے پھر تمام مہینوں پر اس کو بڑھایا۔ ان بہت سی برکتوں اور ان مشہور فضیلتوں کے ساتھ جو اس کے لئے قرار دی ہیں۔ پس حرام کیا اس میں جو اس کے علاوہ اور مہینوں میں حلال کیا تھا۔ اور کھانے اور پینے کو اس میں اکرام کی وجہ سے منع کر دیا۔ پھر ایک رات کو اس کی راتوں میں سے ہزار مہینہ کی راتوں سے بڑھا دیا اور اس کا نام شب قدر رکھا۔ جس میں فرشتے اور روح پروردگار کے حکم سے ہر چیز لے کر اترتے ہیں۔ ہمیشہ برکت والی سلامتی ہے فجر کے نکلنے تک اس شخص پر جسے وہ اپنے قبول میں چاہتا ہے۔ اس کے اس فیصلہ کے ساتھ جسے اس نے محکم کیا ہے اے معبود محمد اور اس کی آل پر رحمت بھیج اور اس کے فضل کی پہچان ہمارے دل میں ڈال اور اس کی حرمت کی تعظیم اور بچنا اس چیز سے جو تو نے اس مہینہ میں حرام کی ہے اور اس کے روزوں پر ہماری مدد کر ہمارے اعضا کو اپنی نافرمانیوں سے روک اور ان کو استعمال کرنے سے اس کام میں جو تجھے راضی کرے تاکہ ہم اپنے کانوں سے گانا نہ سنیں اور اپنی نگاہوں کو کھیل کی طرف جلدی سے نہ لے جائیں۔ اور تاکہ ہم اپنے

ہاتھوں کو حرام کی طرف نہ پھیلائیں۔ اور اپنے پاؤں سے کسی منع کی ہوئی چیز کی طرف نہ چلیں اور تاکہ نہ جمع کریں ہمارے پیٹ مگر اس غذا کو جو تُو نے حلال کی ہے اور نہ بولیں ہماری باتیں۔ مگر وہی جو تُو نے مثلاً کہا ہے اے معبود کا اس مہینے کو ہماری ان عبادتوں سے بھر دے جو تیرے لئے کریں اور اس کے وقتوں کو زینت دے ہم اس سے اپنی فرمانبرداری لے کر اور اس مہینے کے دن میں اس کے روزوں میں ہماری مدد کر اور اس کی رات میں نماز پڑھنے میں اور تیرے سامنے عاجزی کرنے میں اور تیرے سامنے جھکنے میں اور تیرے حضور میں ذلت ظاہر کرنے میں ہماری مدد کرتا کہ اس کا دن ہماری غفلت کی گواہی نہ دے اور نہ رات اس کی کمی کرنے کی۔ اے معبود ہمیں تمام مہینوں اور دنوں میں ایسا ہی کر جب تک تو ہمیں زندہ رکھے۔ اور ہمیں نیک بندوں میں سے قرار دے جو جنت کے وارث ہوں گے اور وہ لوگ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور ان لوگوں میں قرار دے جو صدقے دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں اور اُن کے دل ڈرتے رہتے ہیں کہ وہ اپنے پالنے والے کی طرف واپس جائیں گے۔ اور ہمیں ان لوگوں میں سے قرار دے جو نیکیوں کی طرف جلدی کرتے ہیں۔ اور وہ اس کے لئے سبقت کرتے ہیں۔ اے معبود محمد اور اس کی آل پر رحمت بھیج، ہر وقت اور ہر زمانے میں اور ہر سال میں بقدر اس رحمت کے جو ان لوگوں پر بھیجی جن پر کہ بھیجی اور ان سب رحمتوں کا اتنا دگنا جسے سوائے تیرے کوئی شمار نہ کر سکے۔ ضرور تو اس کام کے کرنے والا ہے۔

اُن حضرت علیہ السلام سے یہ دعا یوم عرفہ کی منقول ہے

تمام تعریف اللہ کے واسطے ہے جو تمام جہان کے پالنے والا ہے۔ اے معبود تیرے ہی لئے تمام تعریف ہے۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے۔ اے جلال اور اکرام والے اے تمام پالنے والوں کے پالنے والے۔ تُو ہی، وہ ہے کہ خیالات تیری ذات کے معلوم کرنے سے عاجز ہیں۔ اور سبھی تیری کیفیت سے قاصر ہیں اور نہ ہرگز آنکھوں نے تیرے رہنے کی جگہ کو دیکھا۔ تُو ہی وہ ہے جس کی حد نہیں ہو سکتی کہ تُو محدود ہو جائے اور نہ تیری مثال بیان کی جا سکتی ہے کہ تو موجود ہو۔ اور نہ پیٹ سے ہرگز پیدا ہوا ہے کہ کسی کا بیٹا ہے تُو ہی وہ ہے کہ تیرا کوئی مخالف تیرے ساتھ نہیں کہ تجھ سے دشمنی کر سکے اور نہ کوئی تیرا نظیر ہے کہ تجھ پر غالب آ سکے اور نہ کوئی تیرا مثل ہے کہ تیرا معارضہ کر سکے۔ تیرے ہی لئے سب تعریفیں ہیں۔ ایسی تعریف جو ہمیشگی کے ساتھ ہمیشہ باقی رہے اور تیری ایسی تعریفیں ہیں جو تیری نعمت کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ رہیں۔ ایسی تعریفیں ہیں جو زمانہ کے برابر آنے رہنے پر دونی ہوتی رہیں اور متواتر کئی گنی بڑھتی رہیں ایسی تعریفیں ہیں کہ جس کے شمار سے حفاظت کرنے والے فرشتے عاجز ہوتے ہیں۔ اور بڑھ جائے اُس پر

جیسے تیری کتاب میں لکھنے والے فرشتوں نے لکھ دیا ہے۔ ایسی تعریفیں ہیں جو تیرے عرش بزرگ کے ہموزن ہوں اور تیری بلند کرسی کے برابر ہوں۔ ایسی تعریفیں ہیں کہ کسی مخلوق نے ویسی تیری تعریف نہ کی ہو اور نہ تیرے سوا اس کے فضل کو پہچان سکے۔ ایسی تعریفیں ہیں کہ جو تیری ذات کی کرامت کے لئے واجب ہیں اور تیرے جلال کی عزت کے مقابل ہیں۔ اے پروردگار محمدؐ اور آل محمد پر جو شریف برگزیدہ معزز مقرب تھا اپنی بڑھیا رحمت بھیج اور اس پر اپنی پوری برکت نازل کر اور اس پر اپنی بڑی فائدہ مند رحمت سے رحم کر اے میرے پروردگار محمد اور اس کی آل پر ایسی پاک رحمت بھیج کہ کوئی رحمت اس سے زیادہ پاک نہ ہو اور اس پر ایسی بڑھنے والی رحمت بھیج کہ کوئی رحمت اس سے زیادہ بڑھنے والی نہ ہو اے میرے پروردگار ان کے پاکیزہ اہلبیت پر رحمت بھیج جن کو تو نے اپنے کام کے لئے منتخب کر لیا ہے اور ان کو اپنے علم کا خزانہ دار اور اپنے دین کا محافظ اور اپنی زمین میں اپنا جانشین اور اپنے بندوں پر اپنی حجت بنایا ہے۔ اور ان کو برائی اور میل سے جیسا چاہیئے اپنے ارادہ سے پاک کیا ہے اور اپنے پاس آنے کا ذریعہ اپنی جنت کی طرف آنے کا رستہ بنا دیا ہے۔ اے میرے پروردگار محمد اور ان کی آل پر ایسی رحمت بھیج کہ اس کی وجہ سے ان کے واسطے اپنی بخشش اور کرامت کو زیادہ کر دے اور کامل کرنے کے لئے تمام چیزیں اپنی بخششوں اور زیادتیوں سے اور زیادہ کر۔ اے میرے پروردگار ان (رسول) پر اور ان (اہلبیت) پر ایسی رحمت بھیج کہ نہ اس کی ابتدا کی کوئی مدت ہو اور نہ اس کی مدت کی کوئی حد ہو اور نہ اس کے ختم کی کوئی مدت ہو۔ اے میرے پروردگار اپنی رحمت بھیج ہموزن اپنے عرش کے اور جو اس کے نیچے ہے اور بقدر بھر جانے اپنے آسمانوں کے اور جو کچھ ان سے اوپر ہے اور بقدر شمار اپنی زمینوں کے اور جو کچھ ان کے نیچے اور ان کے اندر ہے۔ ایسی رحمت بھیج جس سے تو ان کو اپنے سے بہت قریب کر لے اور وہ تیرے لئے اور ان کے لئے باعث رضامندی ہو اور اپنی مانند رحمتوں سے ہمیشہ متصل ہے اے معبود! بیشک تو نے مدد کی اپنے دین کی زمانہ میں ایک ایسے امام سے جس کو تو نے اپنے بندوں کے لئے نشانی اور اپنے شہروں میں مینار بنا کر قائم کیا۔ بعد اس کے کہ اس کے رشتہ کو اپنے رشتہ سے ملا دیا اپنی رضامندی کا ذریعہ بنایا۔ اور اس کی فرمانبرداری واجب کر دی اور اس کی مخالفت سے ڈرا دیا اور اس کے حکم کو ماننے اور اس کے منع کرنے کے وقت باز رہنے کا حکم دیا۔ اور یہ کہ کوئی آگے بڑھنے والا ان سے آگے نہ بڑھے اور کوئی پیچھے رہ جانے والا ان سے پیچھے نہ رہ جائے۔ تو ہی پناہ مانگنے والوں کے لئے حافظ اور مومنوں کا حمایتی ہے اور تمسک کرنے والوں کا حلقہ گرفت ہے اور تمام جہان کے لئے حسن ذاتی کا باعث ہے۔ (اپنی غالب فوج کے) ذریعے سے اپنی کتاب اور اپنے حدود اور اپنی شریعتوں اور

اپنے رسول کی سنتوں کو قائم کر، تیری رحمتیں اے معبود اس پر ہوں اور اس کی آل پر ہوں۔ اور اس کے ذریعے سے اپنے دین کی ان نشانیوں کو زندہ کر جنہیں ظالموں نے مار ڈالا ہے (مٹا دیا ہے) اور اس سے ظلم کی زنگ اپنے رستے سے دور کر اور اس سے تکلیف کو اپنی راہ سے ہٹا کر اور اس سے اپنی راہ سے پھرے ہوؤں کو ہٹا۔ اور اس کے وسیلے سے ان لوگوں کو جو تیری ٹھیک راہ سے ٹیڑھے چلنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ مٹا اور اس کے پہلو کو نرم کر اپنے دوستوں کے واسطے اور اس کے ہاتھوں کو کشادہ کر اپنے دشمنوں کے واسطے اور ہم کو اس کی مہربانی اور اس کی رحمت اور اس کی محبت اور اس کی مہر عطا کر اور ہم کو اس کی باتوں کا سننے والا اور اس کے کہنے کو ماننے والا اور اس کی خوشنودی میں کوشش کرنے والا اور اس کی مدد اور اس کے دشمن کو اس سے دور کرنے کا حمایتی اور اپنے سے اور اپنے رسول سے (اے معبود تیری رحمتیں اس پر اور اس کی آل پر ہوں) اور اس کے ذریعے سے قرب حاصل کرنے والا بنا۔ اے معبود اپنے دوستوں پر رحمت نازل کر جو ان کے رتبہ کو پہچاننے والے اور اس کے صاف راستہ کی پیروی کرنے والے اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے، ان کے حلقۂ گردنت کو پکڑنے والے، ان کی ولایت سے تمسک کرنے والے، ان کی امامت سے اقتدا کرنے والے، ان کا حکم ماننے والے، ان کی اطاعت میں کوشش کرنے والے، ان کی کشائش کے دنوں کے انتظار کرنے والے، ان کی طرف اپنی آنکھیں لگانے والے ایسی رحمتیں (نازل کر) جو مبارک ہوں، پاک ہوں، بڑھنے والی ہوں۔ اس پر اور ان کی روحوں پر نازل کر اور پرہیزگاری پر ان کے کام کو جمع کر ان کے لئے حالات کی اصلاح کر۔ ان کی توبہ کو قبول کر۔ بے شک تو ہی تو بڑا توبہ قبول کرنے والا، سب سے بہتر بخش دینے والا ہم کو ان کے ساتھ سلامتی کے گھر (جنت) میں اپنی رحمت سے داخل کر۔ اے سب سے زیادہ رحم والے اے معبود یہ عرفہ کا دن ہے وہ دن ہے کہ تو نے اس کو شرافت دی، اس کو کرامت دی، اس کو بزرگی دی، اس میں اپنی رحمت پھیلا دے۔ اس میں اپنی معافی دے کر احسان کیا، اس میں اپنی بخشش زیادہ کی، اس سے اپنے بندوں پر فضل کیا اے معبود میں تیرا بندہ ہوں جس کو تو نے اس کے پیدا کرنے سے پہلے اور اس کے پیدا کرنے کے پیچھے نعمت دی۔ تو اس کو تو نے ان لوگوں میں قرار دیا جن کو تو نے اپنے دین کی ہدایت کی ہے، اور اسے اپنے حق کی توفیق دی ہے، اپنی رسی سے اس کی حفاظت کی، اسے اپنے گروہ میں داخل کیا، اس کو اپنے دوستوں کی محبت اور اپنے دشمنوں کی دشمنی کی ہدایت کی۔ میرے لئے اس دن میں ایسا حصہ قرار دے جس میں تیری رضامندی کا ایک حصہ پا لوں اور تو مجھے خالی ہاتھ اس نعمت سے واپس نہ کر جسے لے کر تیرے عبادت گزار بندے پلٹتے ہیں، میں نے اگرچہ نیکیاں آگے نہیں بھیجی ہیں جنہیں ان لوگوں نے آگے بھیج دیا ہے۔ میں

میں تیرے پاس ان دروازوں سے آیا ہوں، جن سے آنے کا تو نے حکم دیا ہے، میں نے تجھ سے نزدیکی چاہی ہے اس چیز سے جس کے بغیر کوئی شخص تجھ سے نزدیک نہیں ہو سکتا۔ مجھ کو نیکیوں کا لباس پہنا، مجھے سچی زبان دے گذشتہ اور آیندہ لوگوں میں پڑھنے والا ذکر دے، اور مجھے، اور مجھے اپنے پاک لوگوں کا اس جنت میں پڑوسی بنا، جس کو تو نے اپنے منتخب کئے ہوئے لوگوں کے لئے مزین کیا ہے، مجھے اپنی شریف بخششوں کا خلعت دے، ان مقامات پر جو تیرے دوستوں کے لئے مہیا کئے گئے ہیں۔ اور مجھ کو اپنی بخشش کے بہت سے حصے اپنی عطا سے عنایت کر، احسان کے حصے اپنے فضل سے بہت زیادہ دے، میری آبرو تمام جہان والوں میں سے کسی سے کچھ طلب کرنے سے بچا، مجھ کو دور رکھ ان چیزوں کے مانگنے سے جو نا سقوں کے پاس ہیں۔ مجھ کو ظالموں کا مددگار، ان کا نصرت دینے والا اپنی کتاب کے مٹانے پر نہ بنا، مجھ کو اس طرح احاطہ کئے رہ جس سے تو میری حفاظت کرے، جس طرح میں جانتا ہوں، میری باقی زندگی حج اور عمرہ میں اپنی رضامندی حاصل کرنے کے لئے صرف کرا دے۔ اے تمام جہان کے پروردگار، اللہ رحمت نازل کرے محمد اور ان کے پاک و پاکیزہ اہل بیت پر، ان پر اور ان سب پر ہمیشہ ہمیشہ سلام ہو۔

"آپ کی دعا عید الضحیٰ اور جمعہ کے دن کی یہ تھی۔"

اے معبود یہ ایک مبارک دن ہے اور تمام اہل اسلام اس میں تیری زمین کے چاروں طرف جمع ہیں، حاضر ہیں، مانگنے والے ان میں کے اور چاہنے والے اور خواہش کرنے والے اور ڈرانے والے اور تو ان کی حاجتوں پر غور کر رہا ہے۔ پس میں تیری بخشش اور تیری کرم کے سبب اور نیز اس سبب سے کہ جو میں نے تجھ سے مانگا ہے وہ تجھ پر آسان ہے سوال کرتا ہوں کہ محمد اور اس کی آل پر رحمت بھیج اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے معبود اے ہمارے پالنے والے اس سبب سے کہ تیرے ہی لئے سلطنت ہے، تیرے لئے ہی تعریفیں ہیں کوئی معبود برحق نہیں مگر تو حکیم ہے کرم والا ہے، مہربان ہے۔ احسان کرنے والا ہے، احسان والا ہے، جلال اور تعظیم والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ یہ کہ تو اپنے بندے اور اپنے رسول اور اپنے دوست اور منتخب اور اپنی مخلوق سے اچھے چھانٹے ہوئے محمدؐ اور محمدؐ کے نیک پاک بھلے اہل بیت پر ایسی رحمت نازل کر جس کو تیرے سوا کوئی شمار نہ کر سکے۔ اے معبود محمدؐ اور محمد کے اہل بیت پر رحمت بھیج۔ آج میری اس امید کو محروم نہ کر، اے وہ کہ جسے کوئی مانگنے والا روک نہیں سکتا اور نہ اسے کچھ دینا گھٹا سکتا ہے، پس ضرور میں تیرے پاس کسی اپنے نیک عمل پر بھروسہ کر کے جسے میں نے پہلے کیا ہے اور کسی مخلوق کی سفارش پر اعتماد کر کے جس سے میں آس لگائے ہوں نہیں آیا۔ مگر محمد اور ان کی اہل بیت کی سفارش پر بھروسہ کر کے آیا ہوں، اس پر اور ان کے اہل بیت پر تیرا سلام ہو۔"

اے معبود بلاشبہ یہ مقام تیرے جانشینوں اور تیرے چھانٹے ہوئے لوگوں کا ہے اور تیرے امانت داروں کی جگہ ہے۔ اس بلند درجہ میں جس کے ساتھ تو نے ان کو خاص کیا ہے۔ لوگوں نے اس کو ان سے لے لیا ہے تو نے ہی ایسا مقدر کیا تھا، تیرے کام پر غلبہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی تیری لازمی تجویز سے تجاوز ہو سکتا ہے۔ جس طرح تو چاہے اور جہاں تو چاہے اور جس کو تو بہت زیادہ جانتا ہے، تیری مخلوق کے باب میں اور نہ تیرے ارادے میں تہمت کی جا سکتی ہے۔ یہاں تک کہ تیرے برگزیدہ اور خلفاء مغلوب ہو گئے مقہور ہو گئے۔ ان سے حق چھین لیا گیا، وہ تیرے حکم کو بدلا ہوا، تیری کتاب پھینکی ہوئی، تیرے فرائض تیرے جاری کئے ہوئے طریقوں سے تحریف کئے ہوئے اور تیرے نبی کی سنتیں ترک کی ہوئی دیکھی ہیں، اے پالنے والے ان کے دشمنوں کو برا بدلہ دے اور اس کو بھی جو ان دشمنوں کے فعل پر راضی ہوا۔ اور ان کے گروہ اور تابعین پر۔ اے معبود، محمد اور آل محمد پر رحمت نازل کر۔ ضرور تو ہی قابل تعریف اور بزرگی والا ہے جیسے تیری رحمتیں اور برکتیں اور سلام تیرے انتخاب شدہ ابراہیم اور آل ابراہیم پر ہیں۔ اور ان کو جلد کشائش اور راحت اور مدد اور قدرت اور قوت دے۔ اے معبود مجھ کو توحید والوں، اپنے ساتھ ایمان لانے والوں، اپنے رسول اور ان اماموں کی تصدیق کرنے والا بنا جن کی طاعت تو نے لازم کی ہے۔ ان توحید والوں سے مجھ کو گردان جن سے اور جن کے ہاتھوں سے یہ بات جاری ہے۔ آمین۔ اے تمام جہان کے پالنے والے۔

"دشمنوں کے مکر اور ان کی شدت کے دفع کی بابت آپ کی یہ دعا تھی"

اے معبود تو نے مجھ کو ہدایت کی تو میں نے غفلت کی۔ تو نے مجھ کو نصیحت کی تو میں نے سخت دلی کی۔ میں بھگا لانا گوں تیرے ساتھ اپنے نفس کو اور تیری ہی طرف مدد کار کے بھاگنے اور اپنے نفس کے حملے کو برباد کرنے والے کی پناہ کی جگہ جو التجا کر رہا ہو، پس بہت سے دشمن ہیں جنہوں نے مجھ پر اپنی عداوت کی تلوار کھینچی اور اپنی چھری کی دھار میرے لئے تیز کی، اپنے سیدھے کئے میری طرف نشانے پر پڑنے والے اپنے تیر اور اس کی دیکھ بھال کی آنکھ میری طرف نہ سوئی (غافل نہ ہوئی) اس نے دل میں ٹھانا کہ مجھے تکلیف پہنچائے اس کا نہایت تلخ گھونٹ مجھے پلائے تو تو نے نظر کی اے معبود میرے ان مصائب کے اٹھانے سے کمزور ہونے پر، میرے عاجز ہونے پر بدلہ لینے سے اس شخص سے جس نے اپنی لڑائی سے میرا ارادہ کیا تھا اور میرے اکیلے ہونے پر نظر کی اس کے بڑے عدد میں جس نے مجھ سے دشمنی کی تھی اور میرے لئے گھات لگائی تھی بلا ڈالنے کی جس میں میں اپنی فکر کو کام میں نہیں لایا تھا۔ بہت سے ایسے باغی ہیں جنہوں نے اپنے مکروں کے ساتھ مجھ سے بغاوت کی، اپنے شکار کے جال میرے لئے لگائے۔ اپنی رعایت کی دیکھ بھال مجھ پر مقرر کی۔ میری طرف

اس طرح اچک کر دیکھا ایسے درندے اپنے شکار کی طرف اپنے شکار کے پکڑنے کی فرصت حاصل کرنے کے انتظار میں دیکھتا ہے حالانکہ وہ مجھ سے خوشامد کی شگفتگی ظاہر کرتا رہا اور باوجود سخت عداوت کے مجھ کو دیکھتا رہا۔ پس جب تو نے دیکھا اے معبود! تو مبارک اور بلند مرتبہ ہے۔ فساد اس کی طبیعت کا اور بدی اس کی جسے اس نے دل میں چھپایا ہے تو اس کو کو پڑی کے بل اس کے گڑھے میں گرادیا اور اسے الٹ دیا۔ اس کے گڑھے کے غار میں تو اپنی سرکشی کے بعد ذلیل ہو کر اپنے دام کے پھندے میں واپس آگیا، بہت سے حاسد تھے جن سے مجھ پر غم و غصہ کا اچھو ہوا۔ اور اپنے غصے سے مجھ پر غمگین ہوا۔ اور اپنی زبان کی تیزی سے مجھ کو تکلیف پہنچائی۔ اور میری ابرو کو نشانہ اپنی تیر اندازی کا بنایا اور اپنے مکر کا اوچھا نیزہ مجھ کو مارا۔ اور اپنے فریب سے میرا ارادہ کیا، تو میں نے تجھ کو پکارا اے میرے معبود تجھ سے فریاد کرکے اور تیرے جلد قبول کرنے پر بھروسہ کرکے تو تو نے اپنی قدرت سے اس کی شدت سے مجھ کو حفاظت میں لے لیا اور بہت سے مصیبت کے بادل تھے جن کو تو نے مجھ سے ہٹا دیا اور نعمت کے بادل تھے جن کو تو نے مجھ پر برسایا اور رحمت کی نہریں تھیں جن کو تو نے پھیلایا اور سلامتی کئی جسے تو نے پہنایا اور حادثوں کی آنکھیں تھیں جن کو تو نے بند کر دیا۔ بے چینیوں کے پردے تھے جن کو تو نے دور کیا اے معبود پس میں تجھ سے نزدیکی چاہتا ہوں۔ بلند مرتبہ محمدیہ کے ذریعے سے اور روشن علویہ کے واسطے سے اور میں تیری طرف ان دونوں کے ذریعے سے متوجہ ہوتا ہوں کہ تو مجھ کو فلاں فلاں کے شر سے پناہ دے پس بخش دے مجھ کو اے میرے معبود اپنی رحمت اور اپنی دائمی توفیق سے وہ چیز کہ جسے میں ایسا زینہ بنا سکوں جس کے ذریعے تیری رضامندی تک چڑھ جاؤں اور اس کی بدولت تیرے عذاب سے بچ جاؤں اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔"

آپ کی دعا خدا سے ڈرنے کی بابت

اگر کوئی اپنے پروردگار سے بھاگ جانے کی طاقت رکھتا ہو تو ضرور میں تجھ سے بھاگنے کا زیادہ مستحق ہوتا۔

آپ کی دعا خدا تعالیٰ سے الحاح وزاری میں

اے وہ معبود جس پہ کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں پوشیدہ ہے اور کیونکر تجھ سے وہ شے پوشیدہ ہو سکتی ہے۔ اے میرے معبود جسے تو نے خود پیدا کیا میں تیری تسبیح کرتا ہوں۔ تیری مخلوقات میں سے تجھ سے زیادہ ڈرنے والا وہ ہے جو تیرا بڑا جاننے والا ہو۔ اور ان سب سے تیرے سامنے زیادہ جھکنے والا ہے جو تیری فرمانبرداری پہ زیادہ کاربند ہو

اور ان سب میں زیادہ کم قدر تیرے نزدیک وہ ہے جس کو تو روزی دیتا ہے اور وہ تیرے سوا کسی اور کی عبادت کرتا ہے تو پاک ہے۔ تیری سلطنت کو کم نہیں کر سکتا جو تیرے ساتھ شریک کرے اور تیرے رسولوں کو جھٹلاوے اور ہمیشہ زندگی نہیں پا سکتا دنیا میں جو تیری ملاقات کو پسند نہ کرے۔ پس تو مبارک ہے اور بلند مرتبہ ہے۔ کوئی معبود نہیں مگر تو اکیلا ہے۔ میں تجھ پر ایمان لایا اور تیرے پیغمبروں کی تصدیق کی اور تیری کتاب کو مانا اور تیرے سوا ہر معبود سے انکار کر دیا اور الگ ہو گیا۔ اس سے جس نے تیرے سوا کسی اور کی عبادت کی۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے اس حق کے واسطے سے جو تیری تمام مخلوقات پر واجب ہے۔ اور تیرے اسی بزرگ نام کے ذریعے سے جس کا حکم تو نے اپنے رسولوں کو دیا تھا کہ اس سے تیری تسبیح کرے اور تیری کریم ذات کے جلال کے ذریعہ سے جو پرانا نہ ہوگا۔ اور نہ متغیر ہوگا اور نہ بدلے گا اور نہ تمام ہوگا۔ کہ محمدؐ اور محمدؐ کی آل پر رحمت بھیج اور اپنی عبادت کی بدولت ہر چیز سے مجھ کو غنی کر دے۔ اور تجھ پر توکل کرتا ہوں اور تیری بخشش اور کرم پر اعتماد کرتا ہوں۔

آپ کی دعا آل محمد علیہم السلام کے بیان میں

اے معبود! اے وہ جس نے خاص کیا۔ محمدؐ اور اس کی آل کو کرامت کے ساتھ اور ان کو پیغمبری بخشی۔ اور ان کو خاص کر وسیلہ دیا اور ان کو پیغمبروں کا وارث بنایا اور ان پر نائبوں کو ختم کر دیا اور ان کو علم گزشتہ اور آئندہ کا بنا دیا اور آدمیوں کے دلوں کو ایسا کر دیا کہ ان کی طرف مائل ہوں۔ اے معبود پس محمدؐ اور اس کی آل پاک پر رحمت نازل کر اور ہمارے ساتھ وہ کر جس کے تو لائق ہے دین اور دنیا اور آخرت میں ضرور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

آپ کی دعا حضرت آدم علیہ السلام پر درود بھیجنے میں

اے معبود اور آدم تیرا عجیب پیدا کیا ہوا ہے اور پہلا وہ شخص ہے جس نے مٹی سے پیدا ہو کر تیرے پروردگار ہونے کا اقرار کیا ہے۔ اور تیری تازی دلیل ہے تیرے بندوں اور مخلوقات پر اور راہنما ہے تیرے عذاب سے تیری معافی کے ذریعے پناہ مانگنے کا اور چلنے کا تیری توبہ کی راہ پر اور ذریعہ پیدا کرنے والا ہے مخلوقات اور تیری معرفت کے درمیان اور وہ ہے جسے تو نے وہ بات بتائی جس کے سبب تو اس سے راضی ہو گیا۔ بسبب اس کے احسان کے اس پر اور بسبب اپنی رحمت کے اس کے لئے اور آدم وہ توبہ کرنے والا ہے جس نے تیری مخالفت پر ہرگز اصرار نہیں کیا اور تمام عاجزی ظاہر کرنے والوں میں پہلا شخص ہے تیرے حرم کے اندر اپنا سر منڈوانے میں اور تیری معافی کی طرف وسیلہ پیدا کرنے والا ہے بعد مخالف کرنے کے اطاعت کے ذریعے سے اور باپ ہے ان نبیوں کا جن کو تیرے سامنے تکلیف پہنچائی گئی۔ اور زمین کے تمام رہنے والوں میں زیادہ کوشش کرنے والا ہے تیری اطاعت میں پس اس پر رحمت

نازل کر۔ اے بڑے رحم کرنے والے تو خود اور تیرے فرشتے اور تیرے آسمانوں اور تیری زمین کے رہنے والے جس طرح اس نے تیری حرمتوں کی عظمت کی اور ہمیں تیری پسندیدہ باتوں کی طرف رہنمائی کی۔ اے تمام رحم والوں سے زیادہ رحم والے خالق ارض و سما۔

آپ کی دعا کسی چیز یا دشمن سے خوف کے وقت کی

اے میرے معبود بیشک نہیں روک سکتا تیرے غصہ کو مگر تیرا حکم اور نہیں روک سکتا۔ تیری سزا سے۔ مگر تیری معافی اور نہیں چھڑا سکتی۔ تجھ سے مگر تیری رحمت اور تیرے سامنے عاجزی کرنی۔ پس اے میرے معبود مجھ کو کشائش عطا کر اس قدرت کے ذریعے سے جس سے تو ناآباد شہروں کو آباد کرتا ہے اور جس سے تو بندوں کی روحوں کو پھیلاتا ہے اور مجھے ہلاک نہ کر اور مجھے دعا کی قبولیت دکھا دے۔ اے معبود پس تحقیق میں کمزور ہوں۔ تیرے سامنے عاجزی کرتا ہوں۔ اے میرے معبود اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ پس مجھ کو پناہ دے اور تجھ سے پناہ چاہتا ہوں ہر بلا سے۔ پس مجھے پناہ دے اے معبود! اے معبود! اے معبود! اے معبود! اے معبود! اے معبود! اے معبود! اے معبود محمد اور اس کی آل پاک پر رحمت بھیج اور بہت سی سلامتی۔

آپ کی دعا انبیا علیہم السلام کے تابعین اور تصدیق کرنے والوں پر درود بھیجنے کے متعلق

اے معبود اور زمین والوں میں سے رسولوں کی پیروی اور غیب کی تصدیق اس وقت کرنے والے جبکہ ان کو رسولوں کے دشمن جھٹلانے سے ان کا مقابلہ کرتے تھے اور جو حقیقی ایمان کے ساتھ پیغمبروں کے مشتاق رہتے تھے۔ ہر اس زمانے اور وقت میں جس میں تو نے کوئی پیغمبر بھیجا اور اس زمانے والوں کے واسطے کوئی دلیل قائم کی۔ آدم سے لے کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جو ہدایت کے پیشوا اور پرہیزگاروں کے راہبر تھے۔ ان سب پر سلام ہو انہیں مغفرت اور رضامندی سے یاد کر۔ اے معبود اور خاص کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ اصحاب جنہوں نے اچھی طرح ساتھ دیا۔ اور جنہوں نے ان کی مدد میں اچھی طرح جہاد کیا اور ان کو پناہ دی اور ان کی آمد کی طرف دوڑے اور ان کی دعوت (اسلام) کی طرف سبقت کی اور ان کی باتوں کو مانا جبکہ اپنی پیغامبری کی دلیلیں انہیں سنائیں اور بیوی بچوں کو اس کی حق بات کرنے میں چھوڑا اور باپ بیٹوں سے اس کی نبوت کے ثابت کرنے میں لڑے اور اس کے ذریعہ سے انتقام لیا۔ اور (نیز) ان لوگوں کو جو اس کی محبت میں لپٹے ہوئے تھے اور اس کی دوستی میں ایسی تجارت کے امیدوار تھے جو تباہ نہ ہو اور (نیز) ان لوگوں کو جنہیں قبیلے والوں نے چھوڑ دیا جبکہ وہ اس کی محبت کی رسی میں لٹکے اور قرابت مندوں سے جدا ہو گئے جبکہ وہ اس (رسول خدا) کی قرابت کے سایہ میں ٹھہرے۔ پس اے معبود نہ بھولنا ان کے لئے ان باتوں کو جنہیں

ان لوگوں نے تیرے لئے اور تیری محبت میں چھوڑا ہے اور اپنی رضامندی سے ان کو راضی کر اور اس سبب سے کہ انہوں نے خلقت کو تیرے دین پر جمع کر دیا اور تیرے رسول کے ساتھ تیری خوشی کے لئے تیری طرف دعوت کرنے والے ہے اور انہیں نیک بدلہ دے اس امر پر کہ انہوں نے تیری راہ میں اپنی قوم کے شہروں کو چھوڑا اور وسعت معاش سے تنگی معاش کی طرف نکلے اور (نیز) ان مظلوموں پر جنہیں اپنے دین کے معزز کرنے میں تو نے زیادہ کیا اے معبود ان لوگوں کو جو اصحاب کی نیکی کے ساتھ پیروی کرنے والے ہیں جو کہتے ہیں کہ آئے ہمارے پروردگار تو ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے ایمان میں پہلے ہو چکے ہیں اچھا بدلہ دے جن لوگوں نے اصحاب کے طریقہ کا ارادہ کیا اور ان کی روش کو اختیار کیا اور انہیں کے طریقہ پر گزر گئے ان کی دانائی میں شبہ نے انہیں نہیں پھیرا اور ان کے دلوں میں شک نہیں پڑا اور ان کے نقش قدم کی پیروی اور ان کے مفاد کی ہدایت کی۔ اقتدا ان کے بچاؤ والے اور مدد کرنے والے تھے ان کے دین پر چلتے تھے اور ان کے طریقہ سے ہدایت پاتے تھے ان پر اتفاق کرتے تھے اور انہیں اس امر میں تہمت لگاتے تھے جنہیں (ان اصحاب نے) ان تک پہنچایا۔ اے معبود اور تابعین پر اور ان کی بیویوں اور قرابت مندوں پر اور ان میں سے تیری اطاعت کرنے والوں پر ہمارے آج کے دن سے (قیامت تک) ایسی رحمت بھیج جس سے تو ان کو اپنی نافرمانی سے بچائے اور اپنی جنت کے باغوں میں ان کے لئے وسعت دے اور اس کے ذریعہ سے انہیں شیطان کے مکر سے محفوظ رکھے اور جس نیکی پر انہوں نے تجھ سے مدد مانگی ہے۔ اس پر ان کو اسی صلوٰۃ کے ذریعے مدد دے اور رات دن کی آنے والی چیزوں سے سوائے نیکی کے ساتھ آنے والے کے انہیں بچا اور اچھی امیدواری اور تیرے ہی پاس کی چیزوں کی خواہش اور بندوں کے ہاتھ میں جو چیزیں ہیں اور دنیاوی مالداری میں تو انہیں زاہد بناتے۔ اور آخرت کے لئے عمل کرنے اور موت کے بعد کی باتوں کے لئے مہیا ہونے کو ان کا محبوب بناتے۔ اور ہر اس بے چینی کو ان پر آسان کرے اجر بدنوں کے روحوں کے نکلنے کے دن انہیں ہوگی اور جن باتوں سے خوفناک فتنے پڑتے ہیں ان سے اور دوزخ میں منہ کے بل گرنے اور عرصہ دراز تک اس میں رہنے سے انہیں محفوظ رکھ اور پرہیزگاروں کی خوابگاہ سے امن کی زمین کی طرف انہیں پہنچا۔

اپنے اور اپنے ملک والوں کیلئے آپ کی یہ دعا تھی

اے وہ جس کی عظمت کی عجیب باتیں ختم نہ ہوں گی۔ محمد اور ان کی آل پر رحمت بھیج اور ہمیں اپنی عظمت میں کفر کرنے سے روک اور اے وہ جس کی سلطنت کی مدت تمام نہ ہوگی محمد اور ان کی آل پر رحمت بھیج۔ اور ہماری گردنوں کو اپنی سزا سے آزاد کر اور اے وہ جس کی رحمت کے خزانے فنا نہ ہوں گے محمد اور ان کی آل پر رحمت

بھیج اور ہمارے لئے اپنی رحمت کا حصہ قرار دے۔ اے معبود ہمیں اپنی بخشش کے ذریعہ سے عام بخشش کرنے والوں کی بخشش سے بے پرواہ کر دے اور اپنے انعام کے ذریعہ سے نہ دینے والوں کی محرومیت سے بچا۔ اے معبود محمد اور اس کی آل پر رحمت بھیج اور اپنی عظمت کی یاد میں ہمارے دلوں کی سلامتی اور اپنی نعمت کے شکر میں ہمارے بدنوں کی صحت اور اپنے احسان کے بیان کرنے میں ہماری زبانوں کی روانی قرار دے۔ اے معبود محمد اور اس کی آل پر رحمت بھیج اور ہمیں اپنے ان دعوت کرنے والوں میں جو تیری طرف دعوت کرتے ہیں اور ان ہدایت کرنے والوں میں جو تیری طرف دعوت کرتے ہیں اور ان ہدایت کرنے والوں میں جو تیری طرف ہدایت کرتے ہیں قرار دے اور اپنے خاص الخاص لوگوں میں سے بنا۔ اے تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

آپ کی دعا خدائے تعالیٰ کی جناب میں عاجزی ظاہر کرنے کی بابت

اے میرے پروردگار میں تو اپنی بلا میں قید ہوں اور اپنے عمل میں گرو ہوں۔ اپنی خطاؤں کے اندر آمد و رفت کر رہا ہوں۔ مجھ کو میرے نفس نے گناہگار ذلیلوں کے مقام پر کھڑا کیا ہے۔ پس میں اپنے گناہ کا اقرار کرنے والا ہوں۔ اپنی خطا کا تسلیم کرنے والا ہوں اور یہ میرا ہاتھ ہے اور میری پیشانی ہے۔ اے مولا مجھ پر رحم کر میرے قیامت میں اُٹھنے اور پھیل جانے پر اور اس دن میری قیامگاہ اپنے دوستوں میں قرار دے اور میرے برآمد ہونے کی جگہ اپنے محبوں میں اور میری سکونت کی جگہ اپنے پڑوس میں قرار دے۔ اے تمام جہان کے پالنے والے۔

باب ۹۹

کلمات حکمیہ، مقالات وحیہ، جواہر قدسیہ، معارف ربانیہ، مواعظ نصائح اور وصایا

از امیرالمومنین امام المتقین، مولانا و مولی الثقلین لیث بنی غالب علی بن ابی طالب سلام اللہ وتحیاتہ وبرکاتہ علیہ وعلی اولادہ الائمۃ الھداۃ من اھل بیت طیبین سرمداً

نہج البلاغہ میں حضرت کا ایک خطبہ ہے[1]۔ اللہ کے بندو! اللہ کو اپنے بندوں میں سب سے زیادہ وہ بندہ

---

[1] میں نے نہج البلاغہ کے خطبات کے ترجمہ کرنے میں اکثر مقامات پر جناب مولانا مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ مدظلہ

(باقی اگلے صفحہ پر)

محبوب ہے ۔ جسے اس نے نفس کی خلاف ورزی کی قوت دی ہے (جس کا اندرون لباس حزن اور بیرون جامہ خوف ہے (یعنی اندوہ وملال اسے چمٹا رہتا ہے اور خوف اس پر چھایا رہتا ہے) اس کے دل میں ہدایت کا چراغ روشن ہے ۔ آنے والے دن کی مہمانی کے لیے اس نے تہیا کر رکھا ہے (موت کو) جو دور ہے اسے وہ قریب سمجھتا ہے اور سختیوں کو اپنے لئے آسان سمجھتا ہے ۔ دیکھتا ہے تو بصیرت و معرفت حاصل کرتا ہے ۔ (اللہ کو) یاد کرتا ہے تو عمل پر تل جاتا ہے وہ (اس سرچشمہ ہدایت کا) شیریں و خوشگوار پانی پی کر سیراب ہوا ہے جس کے گھاٹ تک (اللہ کی راہنمائی سے) وہ بآسانی پہنچ گیا ہے ۔ اس نے جی بھر کر پی لیا ہے اور ہموار راستے پر چل پڑا ہے ، شہوتوں کا لباس اتار پھینکا ہے (دنیا کے) سارے اندیشوں سے بے فکر ہو کر صرف ایک ہی دھن میں لگا ہوا ہے ، وہ گمراہی کی حالت اور ہوس پرستوں (کی ہوس رانیوں میں) حصہ لینے سے دور رہتا ہے ، وہ ہدایت کے ابواب کھولنے اور ہلاکت و گمراہی کے دروازے بند کرنے کا ذریعہ بن گیا ہے ، اس نے اپنا راستہ دیکھ لیا ہے اور اس پر گامزن ہے ، (ہدایت کے) مینار کو پہچان لیا ہے اور دھاروں کو طے کر کے اس تک پہنچ گیا ہے ۔ محکم وسیلوں اور مضبوط سہاروں کو تھام لیا ہے ۔ وہ یقین کی وجہ سے ایسے اجالے میں ہے جو سورج کی چمک دمک کے مانند ہے ، وہ صرف اللہ کی خاطر سب سے اونچے مقصد کو پورا کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا ہے کہ ہر مشکل کو جو اس کے سامنے آئے مناسب طور سے حل کر دے ، ہر فرع کو اس کے اصل و ماخذ کی طرف رجوع کرے ۔ وہ تاریکیوں میں روشنی پھیلانے والا ، مشتبہ باتوں کو حل کرنے والا الجھے ہوئے مسئلوں کو حل کرنے والا ، گتھیوں کو دور کرنے والا اور لق و دق صحراؤں میں راہ دکھانے والا ، وہ بولتا ہے تو پوری طرح سمجھا دیتا ہے اور کبھی چپ ہو جاتا ہے ۔ اس وقت چپ رہنا ہی سلامتی کا ذریعہ ہے ۔ اس نے ہر کام اللہ کے لئے کیا تو اللہ نے بھی اسے اپنا بنا لیا ہے ۔ وہ دین خدا کا معادن اور اس کی زمین میں گڑی ہوئی میخ کی طرح ہے ۔ اس نے اپنے لئے عدل کو لازم کیا ہے ۔ چنانچہ اس کے عدل کا پہلا قدم خواہشوں کو اپنے نفس سے دور رکھنا ہے ۔ حق کو بیان کرتا ہے تو اس پر عمل بھی کرتا ہے ۔ کوئی نیکی کی حد ایسی نہیں جس کا اس نے ارادہ نہ کیا ہو اور کوئی جگہ ایسی نہیں ہے کہ جہاں نیکی کا امکان ہو اور اس نے قصد نہ کیا ہو ۔ اس نے اپنی باگ ڈور قرآن کے ہاتھوں میں دے دی ہے ۔ وہی اس کا رہبر اور وہی اسی کا پیشوا ہے ۔ جہاں اس کا بار گراں اترتا ہے وہی اس کا سامان

(حاشیہ ۔ بقیہ صفحہ گذشتہ) کے ترجمہ سے استفادہ کیا اور ترجمے کا انحصار آپ کے ترجمہ پر کیا ہے ۔ مؤلف ینابیع المودۃ نے نہج البلاغہ کے خطبات کے بعض جملوں کو نقل کر کے ایک جگہ خطبہ کے نام سے موسوم کیا ہے ۔ اکثر ایسا کیا ہے ۔
(محمد شریف عفی عنہٗ)

اترتا ہے اور جہاں اس کی منزل ہوتی ہے وہیں یہ بھی اپنا پڑاؤ ڈال دیتا ہے (اس کے علاوہ) ایک دوسرا شخص ہوتا ہے۔ جس نے اپنا نام عالم رکھ لیا ہے حالانکہ وہ عالم نہیں ہے۔ اس نے جاہلوں اور گمراہوں سے جہالتوں اور گمراہیوں کو بٹور لیا ہے اور لوگوں کے لئے مکر و فریب کے پھندے اور غلط سلط باتوں کے جال بچھا رکھے ہیں۔ قرآن کو اپنی رائے پر اور حق کو اپنی خواہشوں پر ڈھالتا ہے۔ بڑے سے بڑے جرموں کا خوف لوگوں کے دلوں سے نکال دیتا ہے اور کبیرہ گناہوں کی اہمیت کو کم کرتا ہے۔ کہتا تو یہ ہے کہ میں شبہات میں توقف کرتا ہوں۔ حالانکہ انہیں میں پڑا ہوا ہے۔ اس کا قول یہ ہے کہ میں بدعتوں سے الگ تھلگ رہتا ہوں۔ حالانکہ انہیں میں اس کا اٹھنا بیٹھنا ہے صورت تو اس کی انسانوں کی سی ہے اور دل حیوانوں کا سا۔ نہ اسے ہدایت کا دروازہ معلوم ہے کہ وہاں تک آ سکے۔ اور نہ گمراہی کا دروازہ پہچانتا ہے کہ اس سے اپنا رخ موڑ سکے۔ یہ تو زندوں میں (چلتی پھرتی) لاش ہے۔ اب تم کہاں جا رہے ہو اور تمہیں کدھر موڑا جا رہا ہے؟ حالانکہ ہدایت کے جھنڈے بلند، نشانات ظاہر و روشن اور حق کے مینار نصب ہیں، اور تمہیں کہاں بہکایا جا رہا ہے اور کیوں ادھر ادھر بھٹک رہے ہو؟ جبکہ تمہارے نبی کی عترت تمہارے اندر موجود ہے جو حق کی باگیں دین کے پرچم اور سچائی کی زبانیں ہیں، جو قرآن کی بہتر سے بہتر منزل سمجھ سکو، وہیں انہیں بھی جگہ دو، اور پیاسے اونٹوں کی طرح ان کے سرچشمہ (ہدایت) پر اترو۔ اے لوگو! خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے ارشاد کو سنو کہ انہوں نے فرمایا، کہ ہم میں سے جو مر جاتا ہے وہ مردہ نہیں ہے اور ہم میں سے (جو بظاہر مر کر) بوسیدہ ہو جاتا ہے وہ حقیقت میں کبھی بوسیدہ نہیں ہوتا۔ جو باتیں تم نہیں جانتے ان کے متعلق زبان سے کچھ نہ نکالو! اس لئے کہ حق کا بیشتر حصہ انہی چیزوں میں ہوتا ہے کہ جن سے تم بیگانہ و ناآشنا ہو (جس شخص کی حجت تم پر تمام ہو) اور تمہاری کوئی حجت اس پر تمام نہ ہو اسے معذور سمجھو اور وہ میں ہوں، کیا میں نے تمہارے سامنے ثقل اکبر (قرآن) پر عمل نہیں کیا اور ثقل اصغر (اہل بیت) کو تم میں نہیں رکھا! میں نے تمہارے درمیان ایمان کا جھنڈا گاڑا۔ حلال و حرام کی حدیں بتائیں اور اپنے عدل سے تمہیں عافیت کے جامے پہنائے اور اپنے قول و عمل سے حسن سلوک کا فرش تمہارے لئے بچھا دیا اور تم سے ہمیشہ پاکیزہ اخلاق کے ساتھ پیش آیا جس چیز کی گہرائیوں تک نگاہ نہ پہنچ سکے اور فکر کی جولانیاں عاجز رہیں۔ اس میں اپنی رائے کو کار فرما نہ کرو یہاں تک کہ گمان کرنے والے یہ گمان کرنے لگیں گے کہ بس اب دنیا بنو امیہ ہی کے دامن سے بندھی رہے گی اور انہیں ہی اپنے سارے فائدے بخشتی رہے گی اور انہیں ہی اپنے صاف چشمہ پر سیراب ہونے کے لئے اتارتی رہے گی۔ (اور اس امت کی گردن پر) ان کی تلوار اور (پشت پر) ان کا تازیانہ ہمیشہ رہیگا جو یہ خیال کرے گا غلط خیال کرے گا۔ بلکہ یہ تو زندگی کے مزوں میں سے چند شہد کے قطرے ہیں جنہیں

کچھ دیر تک وہ چوسیں گے۔ اور پھر سارے کا سارا تھوک دیں گے۔"

"حضرت سلام اللہ علیہ کا ایک خطبہ یہ ہے"!

تمہیں یقین ہونا چاہیئے کہ ہر خون کا بدلہ لینے والا کوئی نہ کوئی ہوتا ہے اور حق کا کوئی نہ کوئی طلبگار ہوتا ہے اور خونوں کا بدلہ لینے والا ایسے حاکم کی مانند ہے جو اپنی ذات کے لئے فیصلہ کر رہا ہو۔ وہ اللہ تعالے کی ذات ہے جس سے وہ طلب کرے گا۔ اسے کوئی روک نہیں سکتا جو بھاگتا ہے وہ اس سے بچ نہیں سکتا۔ اے بنو امیہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جلد ہی تم (دنیا کی دولت کو) دوسرے کے ہاتھوں اور دشمن کے گھروں میں دیکھو گے۔

حضرت سلام اللہ علیہ کا ایک خطبہ یہ ہے

اے لوگو! میں نے فتنہ و شر کی آنکھیں پھوڑ ڈالی ہیں اور جب اس کی تاریکیاں (موجوں کی طرح) تہ و بالا ہو رہی تھیں اور (دیوانے کتے کی طرح) اس کی دیوانگی زوروں پر تھی، تو میرے سوا کسی اور میں جرأت نہ تھی کہ وہ اس کی طرف بڑھتا اب موقعہ ہے جو چاہو مجھ سے پوچھ لو پیشتر اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم اس وقت سے لے کر قیامت کے درمیانی عرصے کی جو بات مجھ سے پوچھو گے میں بتاؤں گا اور کسی ایسے گروہ کے متعلق دریافت کرو گے کہ جس نے سو کو ہدایت کی ہو اور سو کو گمراہ کیا ہو تو میں اس کے للکارنے والے اور اسے آگے کھینچنے والے اور پیچھے سے دھکیلنے والے اور اس کی سواریوں کی منزل اور اس کے (ساز و سامان سے لدے ہوئے) پالانوں کے اترنے کی جگہ تک بتاؤں گا اور یہ کہ کون ان میں سے قتل کیا جائے گا اور کون (اپنی موت) مرے گا اور جب میں نہ رہوں گا، اور ناخوشگوار چیزیں اور سخت مشکلیں پیش آئیں گی (تو دیکھ لینا) کہ بہت سے پوچھنے والے (پریشانی سے) سر نیچے ڈال دیں گے اور بتانے والے عاجز اور درماندہ ہو جائیں گے۔ یہ اس وقت ہوگا کہ جب تم پر لڑائیاں زور سے ٹوٹ پڑیں گی اور اس کی سختیاں نمایاں ہو جائیں گی۔ اور دنیا تم پر اس طرح تنگ ہو جائے گی کہ مصیبتوں کے دنوں کو تم یہ سمجھنے لگو گے کہ وہ بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ خداوند عالم تمہارے باقی ماندہ لوگوں کو فتح و کامرانی دے گا

مدائنی نے کتاب صفین میں تحریر کیا ہے کہ نہروان کے قصہ کے ختم ہو جانے کے بعد حضرت علی نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کچھ فتنوں کے متعلق ارشاد فرمایا اور کہا یہ اللہ کا حکم ہے۔ آنے والے وقت میں یہ بات ہو کر رہے گی

اے لونڈیوں میں سے بہترین لونڈی کے فرزند (قائم آل محمد) تم انتظار کرو گے تمہیں رب رحیم کی طرف سے نصرت قریب کی بشارت ہو، میرے ماں باپ ان تھوڑی تعداد والے افراد پر قربان ہوں جن کے نام دنیا میں لاعلمی کے پردے میں پڑے ہوں گے۔ اس وقت ان کے ظہور کا زمانہ قریب ہو گا۔ اے عجیب و غریب پوری طرح عجیب واقعہ جو ماہ جمادی (آخر) اور رجب کے درمیان وقوع پذیر ہو گا۔ پراگندہ افراد جمع ہو رہے ہوں گے۔ کھیتی کاٹی جا رہی ہو گی آوازیں آ رہی ہوں گی۔ پھر حضرت نے فرمایا قضا (و قدر) کا پہلے فیصلہ ہو چکا ہے۔ بصرہ کے رہنے والے آدمی نے جو کوفہ کے رہنے والے آدمی کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا، کہا (تم) گواہ رہو کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں، کوفی نے کہا کہ خدا کی قسم حضرت علی منبر سے نیچے نہیں اترے تھے کہ اس آدمی پر فالج گر پڑا۔ اسی رات مر گیا۔ اگر ہم آپ کی ان غیب کی سچی باتوں کو جن کی سچائی کو لوگوں نے چشم دید دیکھا تمام کی تمام شمار کر دیں تو بہت سے دفتر ہو جائیں گے۔ انتہی الشرح (ابن ابی الحدید)

حضرت سلام اللہ علیہ کے کلام کا ایک حصہ جس کے ذیل میں ترکوں کی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے

میں ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ جن کے چہرے ان ڈھالوں کی طرح ہیں کہ جن پر چمڑے کی تہیں منڈھی ہوئی ہوں۔ وہ ابریشم اور دیباج کے کپڑے پہنتے ہیں اور اصیل گھوڑوں کو عزیز رکھتے ہیں۔ وہاں کشت و خون کی گرم بازاری ہو گی۔ یہاں تک کہ زخمی کشتوں کے اوپر سے ہو کر گزریں گے اور بچ کر بھاگ نکلنے والے اسیر ہونے والوں سے کم ہوں گے"

"اس موقع پر ایک شخص نے جو قبیلہ بنی کلب سے تھا عرض کیا کہ اے امیر المومنین آپ کو تو علم غیب حاصل ہے۔ جس پر آپ ہنسے اور فرمایا اے برادر کلبی یہ علم غیب نہیں بلکہ ایک صاحب علم (رسول) سے معلوم کی ہوئی باتیں ہیں، علم غیب تو قیامت کی گھڑی اور ان چیزوں کے جاننے کا نام ہے کہ جنہیں اللہ سبحانہ نے ان اللہ عندہ علم الساعۃ والی آیت میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ اللہ ہی جانتا ہے کہ شکموں میں کیا ہے، نر ہے یا مادہ، سخی ہے یا بخیل، بدبخت ہے یا خوش نصیب اور کون جہنم کا ایندھن ہو گا اور کون جنت میں نبیوں کا رفیق ہو گا۔ یہ وہ علم غیب ہے جسے اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا، رہا دوسری چیزوں کا علم تو وہ اللہ نے اپنے نبی کو دیا اور نبی نے مجھے بتایا اور میرے لئے دعا فرمائی کہ میرا سینہ انہیں محفوظ رکھے اور میری پسلیاں انہیں سمیٹے رہیں"۔ اس خطبہ کی شرح (ابن ابی الحدید میں) ہے کہ تمہیں علم ہونا چاہیئے کہ اس غیب کی خبر کے متعلق جس کو حضرت نے ہمیں آگاہ کیا اس کو ہم نے اپنے زمانہ میں دیکھ لیا ہے اور لوگ اس خبر کو شروع اسلام سے سنتے تھے۔ حتیٰ کہ

قضا و قدر اس خبر کو ہمارے زمانے تک لے آئی۔ تاتاری وہ لوگ ہیں جنہوں نے مشرق اور شمال سے خروج کیا تھا حتیٰ کہ ان کے گھوڑے شام اور عراق کی سرزمین پر وارد ہو گئے تھے۔

حضرت سلام اللہ علیہ کا ایک خطبہ یہ ہے

خدا کی قسم اگر میں چاہوں تمہارے ہر آدمی کو اس کے نکلنے کی جگہ اور اس کے داخل ہونے کی جگہ اور اس کی تمام حالت کے متعلق آگاہ کر دوں لیکن مجھے اس بات کا خوف لاحق ہے کہ تم میری وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کفر کر جاؤ گے۔ انہیں یقین ہونا چاہیئے میں اس بات کو ان خاص لوگوں کے سپرد کروں گا جو اس بات کا آنحضرت پر ایمان لا چکے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آنحضرت کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ اور مخلوق سے اس کو چھانٹ لیا، آپ نے سچ فرمایا، آپ نے ان تمام باتوں سے مجھے آگاہ کیا تھا، ہلاک ہونے والے کی ہلاکت کی جگہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نجات پانے والے کی نجات کی جگہ سے (مجھے آگاہ کیا تھا) اور اس امر (خلافت) کے انجام کار کے متعلق (مجھے آگاہ کیا تھا) جو چیز بھی میرے ساتھ پیش آئی تھی میں نے اس کو اپنے کانوں سے سن لیا تھا۔ اے لوگو! خدا کی قسم میں نے کسی ایسی طاعت کے لئے تمہیں برانگیختہ نہیں کیا۔ میں نے تم سے پہلے (اس کے بجالانے میں) تم سے پہل کی ہے اور کسی ایسے گناہ سے تمہیں منع نہیں کیا۔ مگر میں تم سے پہلے اس سے باز آگیا ہوں۔"

حضرت سلام اللہ علیہ کا ایک کلام یہ ہے

حضرت سلام اللہ علیہ کا کلام ہے۔ مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ تم کہتے ہو کہ علی جھوٹ بولتے ہیں، خدا تمہیں قتل کرے۔ میں کس پر جھوٹ بولتا ہوں، کیا اللہ پر جھوٹ بولتا ہوں؟ حالانکہ میں پہلا شخص ہوں جو اس پر ایمان لایا یا میں اس کے نبی پر جھوٹ بولتا ہوں۔ حالانکہ میں پہلا شخص ہوں جس نے اس کی تصدیق کی۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ خدا کی قسم یہ ایسی گفتگو تھی (جس کے بیان کے وقت) تم اس سے غائب تھے۔ اور تم اس بات کے اہل نہیں تھے اور کچھ عرصے کے بعد اس خبر کی حقیقت کو جان لو گے۔

حضرت سلام اللہ علیہ کا خطبہ

حضرت سلام اللہ علیہ کا خطبہ ہے۔ پیغمبر کے وہ اصحاب جو احکام شریعت کے امین ٹھہرائے گئے تھے اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ میں نے کبھی ایک آن کے لئے بھی اللہ اور اس کے رسول کے احکام سے

سرتابی نہیں کی۔ اور میں نے اس جوانمردی کے بل بوتے پر کہ جس سے اللہ نے مجھے سرفراز کیا ہے پیغمبر کی دل و جان سے مدد ان موقعوں پر کی کہ جن موقعوں سے بہادر جی چرا کر بھاگ کھڑے ہوتے تھے۔ (آگے بڑھنے کے بجائے) پیچھے ہٹ جاتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی تو ان کا سر (اقدس) میرے سینے پر تھا۔ اور جب میرے ہاتھوں میں ان کی روح طیب نے مفارقت کی تو میں نے (تبرکاً) اپنے ہاتھ منہ پر پھیر لئے میں نے آپ کے غسل کا فریضہ انجام دیا۔ اس عالم کہ ملائکہ میرا ہاتھ بٹا رہے تھے۔ (آپ کی رحلت سے) گھر اور اس کے اطراف وجوانب نالہ و فریاد سے گونج رہے تھے (فرشتوں کا تانتا بندھا ہوا تھا) ایک گروہ اترتا تھا اور ایک گروہ چڑھتا تھا، وہ حضرت پر نماز پڑھتے تھے اور ان کی دھیمی آوازیں برابر میرے کانوں میں آ رہی تھیں یہاں تک کہ ہم نے انہیں قبر میں چھپا دیا تو اب ان کی زندگی میں اور موت کے بعد مجھ سے زائد ان کا کون حقدار ہو سکتا ہے؟ (جب میرا حق تمہیں معلوم ہو چکا) تو تم بصیرت کے جلو میں دشمن سے جہاد کرنے کے لئے صدق نیت سے بڑھو اس ذات کی قسم کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ بلاشبہ میں جادۂ حق پر ہوں۔ اور وہ (اہل شام) باطل کی ایسی گھاٹی پر ہیں جہاں سے پھسلے کہ پھسلے۔ میں کہہ رہا ہوں وہ تم سن رہے ہو۔ میں اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے امرزش کا طلبگار ہوں"۔

حضرت سلام اللہ علیہ کا ایک خطبہ یہ ہے

خداوند عالم کے ارشادات سے فائدہ اٹھاؤ اور اس کے موعظوں سے نصیحت حاصل کرو۔ اور اس کی نصیحتوں کو مانو کیونکہ اس نے واضح دلیلوں سے تمہارے لئے کسی عذر کی گنجائش نہیں رکھی۔ اور تم پر (پوری طرح) حجت کو تمام کر دیا ہے اور اپنے پسندیدہ اور ناپسندیدہ اعمال تم سے بیان کر دیئے ہیں تاکہ اچھے اعمال بجالاؤ۔ اور برے کاموں سے بچو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد ہے کہ جنت ناگواریوں میں گھری ہوئی ہے اور دوزخ خواہشوں میں گھرا ہوا ہے، یاد رکھو! کہ اللہ کی ہر اطاعت ناگوار صورت میں اور اس کی معصیت علیی خواہش بن کر سامنے آتی ہے، خدا اس شخص پر رحمت کرے جس نے خواہشوں سے دوری اختیار کی اور اپنے نفس کے ہوا و ہوس کو جڑ بنیاد سے اکھیڑ دیا۔ تمہارے لئے ایک منزل منتہا ہے۔ اپنے کو وہاں تک پہنچاؤ، تمہارے لئے ایک نشانی ہے اس سے ہدایت حاصل کرو، اسلام کی ایک حد ہے تم اس حد انتہا تک پہنچو۔ اللہ نے جن حقوق کی ادائیگی کو تم پر فرض کیا ہے اور جن فرائض کو تم سے بیان کیا ہے انہیں ادا کر کے اس سے عہدہ برآ ہو جاؤ۔ میں تمہارے اعمال کا گواہ اور قیامت کے دن تمہاری طرف سے حجت پیش کرنے والا ہوں گا۔

دیکھو جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اور جو فیصلہ خداوندی تھا وہ سامنے آ گیا۔ میں الہی وعدہ و برہان کی رو سے کلام کرتا ہوں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بے شک وہ لوگ جنہوں نے یہ کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ اور پھر وہ اس (عقیدہ) پر جمے رہے۔ ان پر فرشتے اُترتے ہیں اور (یہ کہتے ہیں) کہ تم خوف نہ کھاؤ اور غمگین نہ ہو۔ تمہیں اُس جنت کی بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اب تمہارا قول تو یہ ہے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے تو اب اس کی کتاب اور اس کی شریعت کی راہ اور اس کی عبادت کے نیک طریقے پر جمے رہو اور پھر اس سے نکل نہ بھاگو اور نہ اس میں بدعتیں پیدا کرو۔ اور نہ اس کے خلاف چلو۔ اس لئے کہ اس راہ سے نکل بھاگنے والے قیامت کے دن اللہ (کی رحمت) سے جدا ہونے والے ہیں۔ دیکھو! ظلم تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک وہ ظلم جو بخشا نہیں جائیگا اور دوسرا وہ ظلم جس کا (مواخذہ) چھوڑا نہیں جائے گا۔ تیسرا وہ جو بخش دیا جائے گا۔ اور اس کی باز پرس نہیں ہوگی۔ اور وہ ظلم جو بخشا نہیں جائے گا۔ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہٗ کا ارشاد ہے کہ خدا اس (گناہ) کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور وہ ظلم جو بخش دیا جائے گا وہ ہے جو بندہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کا مرتکب ہو کر اپنے نفس پر کرتا ہے اور وہ ظلم جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم زیادتی کرنا ہے جس کا آخرت میں سخت بدلا لیا جائے گا۔ وہ کوئی چھریوں سے کچوکے دینا اور کوڑوں سے مارنا نہیں۔ بلکہ ایسا سخت عذاب ہے جس کے مقابلہ میں یہ چیزیں بہت کم ہیں۔ دین خدا میں رنگ بدلنے سے بچو کیونکہ تمہارا حق پر ایکا کر لینا جسے تم ناپسند کرتے ہو باطل راستوں پر جا کر بٹ جانے سے جو تمہارا محبوب مشغلہ ہے بہتر ہے بے شک اللہ سبحانہٗ نے اگلوں اور پچھلوں میں سے کسی کو منتشر اور پراگندہ ہو جانے سے بھلائی نہیں دی۔ اے لوگو! لائق مبارکباد وہ شخص ہے جسے اپنے عیوب دوسرے کی عیب گیری سے باز رکھیں اور قابل مبارکباد وہ شخص ہے جو اپنے گھر (کے گوشہ) میں بیٹھ جائے اور جو کھانا میسر آ جائے کھالے اور اپنے اللہ کی عبادت میں لگا رہے اور اپنے گناہوں پر آنسو بہائے۔ اس طرح وہ بس اپنی ذات کی فکر میں رہے اور دوسرے لوگ اس سے آرام میں رہیں۔

وصیت نامہ

صفین سے پلٹتے ہوئے جب مقام حاضرین میں منزل کی تو امام حسین علیہ السلام کے لئے یہ وصیت نامہ تحریر فرمایا یہ وصیت ہے اس باپ کی جو فنا ہونے والا ہے۔ امابعد جب میں دوسروں کے فکر و اندیشہ کو چھوڑ کر اپنی ہی دھن میں کھویا ہوا تھا اور معاملہ کھل کر میرے سامنے آگیا اور مجھے واقعی حقیقت اور بے لاگ صداقت تک پہنچا دیا۔ میں نے دیکھا کہ تم میرا ہی ایک ٹکڑا ہو تو بلکہ جو میں ہوں وہی تم ہو۔ یہاں تک کہ اگر تم پر کوئی آفت آئے تو گویا مجھ پر آتی ہے۔ اس سے مجھے تمہارا اتنا ہی خیال ہوا جتنا اپنا ہو سکتا ہے۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ

سے ڈرتے رہنا اس کے احکام کی پابندی کرنا اور اس کے ذکر سے قلب کو آباد رکھنا اور اس کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہنا۔ تمہارے اور اللہ کے درمیان جو رشتہ ہے اس سے زیادہ مضبوط رشتہ ہو بھی کیا سکتا ہے۔ بشرطیکہ مضبوطی سے اسے تھامے رہو۔ وعظ و پند سے دل کو زندہ رکھنا اور زہد سے اس کی خواہشوں کو مردہ۔ یقین سے اسے سہارا دینا اور حکمت سے اسے پرنور بنانا موت کی یاد سے اسے قابو میں کرنا، فنا کے اقرار پر اسے ٹھہرانا دنیا کے حادثے اس کے سامنے لانا گردش روزگار سے اسے ڈرانا۔ تمہارے پہلے جانے والے لوگوں پر جو بیتی ہے اسے یاد دلانا۔ لہٰذا اپنی اصل منزل کا انتظام کرو اور اپنی آخرت کا دنیا سے سودا نہ کرو، جو چیز جانتے نہیں ہو اس کے متعلق بات نہ کرو، جس راہ میں بھٹک جانے کا اندیشہ ہو اس راہ پر قدم نہ اٹھاؤ۔ نیکی کی تلقین کرو تاکہ خود بھی اہل خیر میں محسوب ہو، ہاتھ اور زبان کے ذریعے برائی کو روکتے رہو جہاں تک ہو سکے بروں سے الگ رہو۔ خدا کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرو۔ اور اس کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اثر نہ لو۔ دین میں سوجھ بوجھ پیدا کرو، سختیوں کو جھیل جانے کے خوگر ہو۔ حق کی راہ میں صبر بہترین سیرت ہے اہم معاملات میں اپنے کو اللہ کے حوالے کر دو، کیونکہ ایسا کرنے سے تم اپنے کو ایک مضبوط پناہ گاہ اور قوی محافظ کے سپرد کر دو گے۔ صرف اپنے پروردگار سے سوال کرو۔ کیونکہ دینا اور نہ دینا اسی کے اختیار میں ہے۔ اپنے اللہ سے بھلائی کے طالب ہو میری وصیت کو سمجھو اچھی بات وہی ہے جو فائدہ دے اس علم میں کوئی بھلائی نہیں جو فائدہ نہ دے اور جس علم کا سیکھنا سزاوار نہ ہو اس سے کوئی فائدہ بھی اٹھایا نہیں جا سکتا۔ اے فرزند جب میں نے دیکھا کافی عمر تک پہنچ چکا ہوں اور کیونکہ کم سن کا دل اس خالی زمین کے مانند ہوتا ہے جس میں جو بیج ڈالا جاتا ہے اسے قبول کر لیتی ہے۔ لہٰذا قبل اس کے کہ تمہارا دل سخت ہو جائے، اور تمہارا ذہن دوسری باتوں میں لگ جائے میں نے تعلیم دینے کے لئے قدم اٹھایا تاکہ تم عقل سلیم کے ذریعہ ان چیزوں کے قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ جن کی آزمائش اور تجربہ کی زحمت سے تجربہ کاروں نے تمہیں بچا لیا ہے۔ اس طرح تم تلاش کی زحمت سے مستغنی اور تجربہ کی کلفتوں سے آسودہ ہو جاؤ گے۔ اور تجربہ اور علم کی وہ باتیں رہے تعب و مشقت اتم تک پہنچ رہی ہیں کہ جن پر ہم مطلع ہوئے اور پھر وہ چیزیں بھی اجاگر ہو کر تمہارے سامنے آ رہی ہیں کہ جن میں سے کچھ ممکن ہے ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئی ہوں۔ اے فرزند اگرچہ میں نے اتنی عمر نہیں پائی جتنی اگلے لوگوں کی ہوا کرتی تھی۔ پھر بھی میں نے ان کارگزاریوں کو دیکھا۔ ان کے حالات و واقعات میں غور کیا اور ان کے چھوڑے ہوئے نشانات میں سیر و سیاحت کی۔ یہاں تک کہ گویا میں بھی انہی میں کا ایک ہو چکا ہوں۔ بلکہ ان سب کے حالات و معلومات جو مجھ تک پہنچ گئے ہیں۔ ان کی وجہ سے ایسا ہے کہ گویا میں نے ان کے اول سے لے کر آخر تک کے ساتھ زندگی گزاری ہے۔ میں نے صاف کو گندے اور نفع کو نقصان

سے الگ کرکے پہچان لیا ہے اور سب کا نچوڑ تمہارے لئے مخصوص کر رہا ہوں۔ اور میں نے خوبیوں کو چن چن کر تمہارے لئے سمیٹ لیا ہے۔ اور بے معنی چیزوں کو تم سے جدا رکھا ہے اور چونکہ مجھے تمہاری ہر بات کا اتنا خیال ہے جتنا ایک شفیق باپ کو ہونا چاہیئے اور تمہاری نیت کھری اور نفس پاکیزہ ہے اور میں نے چاہا تھا کہ پہلے کتاب خدا احکام شرع اور حلال و حرام کی تعلیم دوں اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں کا رُخ نہ کروں۔ لیکن یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں وہ چیزیں جن میں لوگوں کے عقائد اور مذہبی خیالات میں اختلاف ہے تم پر اسی طرح مشتبہ نہ ہو جائیں۔ جیسے ان پر مشتبہ ہو گئی ہیں۔ گو کہ ان غلط سلط عقائد کا تذکرہ تم سے مجھے ناپسند تھا۔ مگر اس پہلو کو مضبوط کر دینا تمہارے لئے مجھے بہتر معلوم ہوا۔ اس سے کہ تمہیں ایسی صورت حال کے سپرد کر دوں، جس میں مجھے تمہارے ہلاکت و تباہی کا خطرہ ہے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تمہیں ہدایت کی توفیق دے گا اور صحیح راستے کی راہنمائی کرے گا۔ بیٹا یاد رکھو کہ میری اس وصیت سے جن چیزوں کی تمہیں پابندی کرنا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ میری نظر میں جس چیز کی اہمیت ہے وہ اللہ کا تقویٰ ہے اور یہ کہ جو فرائض اللہ کی طرف سے تم پر عائد ہیں۔ ان پر اکتفا کرو، جس راہ پر تمہارے آباؤ اجداد اور تمہارے گھرانے کے افراد چلتے رہے ہیں۔ اسی پر چلتے رہو۔

اے فرزند! میری وصیت کو سمجھو اور یقین رکھو کہ جس کے ہاتھ میں موت ہے اسی کے ہاتھ میں زندگی بھی ہے اور جو پیدا کرنے والا ہے وہی مارنے والا بھی ہے اور جو پیدا کرنے والا ہے۔ وہی دوبارہ پلٹانے والا بھی ہے اور جو بیمار ڈالنے والا ہے وہ ہی صحت عطا کرنے والا ہے اور ہر حال دنیا کا نظام وہی رہے گا جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ نعمتوں کا دینا ابتلاؤ آزمائش میں ڈالنا اور آخرت میں جزا دینا یا وہ کہ جو اس کی مشیت میں گزر چکا ہے اور تم اسے نہیں جانتے۔ پھر اسے جان لینے پر۔ اے فرزند تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ کسی ایک نے بھی اللہ سبحانہ کی تعلیمات کو ایسا پیش نہیں کیا، جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے؛ لہٰذا ان کو بطیب خاطر اپنا پیشوا اور نجات کا رہبر مانو۔ اے فرزند! اپنے اور دوسرے کے درمیان ہر معاملہ میں اپنی ذات کو میزان قرار دو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ وہی دوسروں کے لئے پسند کرو۔ روزی کمانے میں دوڑ دھوپ کرو۔ اور دوسروں کے خزانچی نہ بنو یقین رکھو کہ جس کے قبضۂ قدرت میں آسمان و زمین کے خزانے ہیں اس نے تمہیں سوال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے اور قبول کرنے کا ذمہ لیا ہے اور حکم دیا ہے کہ تم مانگو تاکہ وہ تمہیں دے۔ رحم کی درخواست کرو تاکہ وہ رحم کرے۔ اس نے اپنے اور تمہارے درمیان دربان کھڑے نہیں کئے جو تمہیں روکتے ہوں۔ اور نہ تمہیں اس پر مجبور کیا ہے۔ کہ تم کسی کو اس کے یہاں سفارش کے لئے لاؤ۔ اور جب ہی کام ہوا اور تم نے

گناہ کئے ہوں تو اس نے تمہارے لئے توبہ کی گنجائش ختم نہیں کی ہے اور نہ اپنی رحمت سے مایوس کرتا ہے بلکہ اس نے گناہ سے کنارہ کشی کو بھی ایک نیکی قرار دیا ہے اور برائی ایک ہو تو اسے ایک اور نیکی ایک ہو تو اسے دس کے برابر ٹھہرایا ہے۔ اس نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ جب بھی اسے پکارو وہ تمہاری سنتا ہے اور جب بھی راز و نیاز کرتے ہوئے اس سے کچھ کہو وہ جان لیتا ہے۔ اسی سے اپنے دکھ درد کا رونا روتے ہو اور مصیبتوں سے نکالنے کی التجا کرتے ہو اور اپنے کاموں میں مدد مانگتے ہو اور اس کی رحمت کے خزانوں سے وہ چیزیں طلب کرتے ہو جن کے دینے پر اور کوئی قدرت نہیں رکھتا جیسے عمروں میں درازی، جسمانی صحت و توانائی اور رزق میں وسعت۔ اس طرح تم جب چاہو دعا کے ذریعے اس کی نعمت کے دروازوں کو کھلوا لو، اس کی رحمت کے جھالوں کو برسالو، ہاں بعض اوقات قبولیت میں دیر ہو تو اس سے ناامید نہ ہو اس لئے کہ عطیہ نیت کے مطابق ہوتا ہے۔ اکثر قبولیت میں اس لئے دیر ہو جاتی ہے کہ سائل کے اجر میں اور اضافہ ہو اور امیدوار کو عطیے اور زیادہ ملیں اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ تم ایک چیز مانگتے ہو اور وہ حاصل نہیں ہوتی۔ مگر دنیا یا آخرت میں اس سے بہتر چیز تمہیں مل جاتی ہے یا تمہارے کسی بہتر مفاد کے پیش نظر تمہیں اس سے محروم کر دیا جاتا ہے اس لئے کہ تم کبھی ایسی چیزیں بھی طلب کر لیتے ہو کہ اگر تمہیں دے دی جائیں تو تمہارا دین تباہ ہو جائے۔ لہٰذا تمہیں بس وہ چیز طلب کرنا چاہیئے جس کا جمال پائیدار ہو اور جس کا وبال تمہارے سر نہ پڑنے والا ہو۔ رہا دنیا کا مال تو نہ یہ تمہارے لئے رہے گا اور نہ تم اس کے لئے رہو گے۔

یاد رکھو! اے فرزند! کہ تم آخرت کے لئے پیدا ہوئے ہو نہ کہ دنیا کے لئے۔ لہٰذا طلب میں نرم رفتاری اور کسب معاش میں میانہ روی سے کام لو۔ کیونکہ اکثر طلب کا نتیجہ مال گنوانا ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ رزق کی تلاش میں لگا رہنے والا کامیاب ہی ہو اور کد و کاوش میں اعتدال سے کام لینے والا محروم ہی رہے اور ہر ذلت سے اپنے نفس کو بلند تر سمجھو۔ اگرچہ وہ تمہاری من مانی چیزوں تک تمہیں پہنچا دے۔ دوسروں کے غلام نہ بن جاؤ جبکہ اللہ نے تمہیں آزاد بنایا ہے۔ اگر ہو سکے تو یہ کرو کہ اپنے اور اللہ کے درمیان کسی ولی نعمت کو واسطہ نہ بننے دو۔ کیونکہ تم اپنا حصہ اور اپنی قسمت پا کر رہو گے اور وہ تھوڑا جو اللہ سے بے منت خلق کے ملے اس بہت سے کہیں بہتر ہے جو مخلوق کے ہاتھوں سے ملے۔ اگرچہ حقیقۃً جو ملتا ہے اللہ ہی کی طرف سے ملتا ہے اور برتن میں جو ہے اس کی حفاظت یونہی ہو گی کہ منہ بند رکھو اور جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اس کو محفوظ رکھنا۔ دوسروں کے آگے دست طلب بڑھانے سے مجھے زیادہ پسند ہے۔ نیکوں سے میل جول رکھو گے تو تم بھی نیک ہو جاؤ گے۔ بروں سے بچے رہو گے۔ تو ان (کے اثرات) سے محفوظ رہو گے۔ اپنے دوست کے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔ ورنہ اس دوست کے دشمن قرار پاؤ گے۔ دوست کو کھری کھری نصیحت کی باتیں سناؤ خواہ

اسے اچھی لگیں یا بری، غصے کے کڑوے گھونٹ پی جاؤ۔ کیونکہ میں نے نتیجہ کے لحاظ سے اس سے زیادہ خوش مزہ و شیریں گھونٹ نہیں پائے۔ اور دشمن پر لطف و کرم کے ذریعے سے راہ چارہ و تدبیر مسدود کرو۔ کیونکہ دو قسم کی کامیابیوں میں یہ زیادہ مزے کی کامیابی ہے۔ جو تم سے حسن ظن رکھے۔ اس کے حسن ظن کو سچا ثابت کرو۔ اپنے کسی بھائی کی حق تلفی نہ کرو۔

اے فرزند یقین رکھو! رزق دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جس کی تم جستجو کرتے ہو، اور ایک وہ جو تمہاری جستجو میں لگا ہوا ہے۔ اگر تم اس کی طرف نہ جاؤ گے تو بھی وہ تم تک آ کر رہے گا۔ اس چیز پہ رنج و افسوس کرو کہ جو تمہیں نہیں ملی۔ موجودہ حالات سے بعد کے آنے والے حالات کا قیاس کرو۔ لوٹ پڑنے والے غم واندوہ کو صبر کی پختگی اور حسن یقین سے دور کرو۔ بہت سے بیگانے قریبیوں سے بھی زیادہ نزدیک ہوتے ہیں اور بہت سے قریبی بیگانوں سے بھی زیادہ بے تعلق ہوتے ہیں۔ پردیسی وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہوا جو حق سے تجاوز کر جاتا ہے۔ اس کا راستہ تنگ ہو جاتا ہے جو اپنی حیثیت سے آگے نہیں بڑھتا۔ اس کی منزلت برقرار رہتی ہے۔ تمہارے ہاتھوں میں سب سے زیادہ مضبوط وسیلہ وہ ہے جو تمہارے اور اللہ کے درمیان ہے جو تمہاری پرواہ نہیں کرتا وہ تمہارا دشمن ہے۔ جاہل سے علاقہ توڑنا عقلمند سے رشتہ جوڑنے کے برابر ہے۔ جو دنیا پر اعتماد کر کے مطمئن ہو جاتا ہے۔ دنیا اسے دغا دے جاتی ہے اور جو اسے عظمت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے وہ اسے پست و ذلیل کرتی ہے۔ جب حکومت بدلتی ہے تو زمانہ بدل جاتا ہے۔ راستے سے پہلے شریک سفر اور گھر سے پہلے ہمسائے کے متعلق پوچھ گچھ کر لو۔ خبردار اپنی گفتگو میں ہنسانے والی باتیں نہ لاؤ۔ اگرچہ وہ نقل قول کی حیثیت سے ہوں۔ عورتوں سے مشورہ نہ لو، عورت کو اس کے ذاتی امور کے علاوہ دوسرے اختیارات نہ سونپو۔ کیونکہ عورت ایک پھول ہے وہ کارفرما اور حکمران نہیں ہے۔ بے محل شبہ و بدگمانی کا اظہار نہ کرو۔ کہ اس سے نیک چلن اور پاکباز عورت بھی بے راہی اور بدکرداری کی راہ دیکھ لیتی ہے۔ اپنے قوم قبیلے کا اکرام و احترام کرو کیونکہ وہ تمہارے ایسے پروبال ہیں کہ جن سے تم پرواز کرتے ہو اور ایسی بنیادیں ہیں جن کا تم سہارا لیتے ہو، تمہارے وہ دست و بازو ہیں جن سے حملہ کرتے ہوا میں تمہارے دین اور تمہاری دنیا کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں اور اس سے حال و مستقبل اور دنیا و آخرت میں تمہارے لئے بھلائی کے فیصلہ کا خواستگار ہوں۔ انشاء اللہ تبارک و تعالیٰ۔

حضرت سلام اللہ علیہ نے جنگ صفین کے موقعہ پر اس وقت فرمایا جب امام حسین یا امام حسن سلام اللہ علیہما کو جنگ کی طرف تیزی سے بڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔ اس جوان کو میری طرف سے روک لو کہیں (اس کی موت) مجھے خستہ و بے حال نہ کر دے۔ کیونکہ میں ان دونوں نوجوانوں حسنین علیہ السلام کو موت کے منہ میں دینے سے بخل کرتا

ہوں کہ کہیں ان کے (مرنے سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ کی نسل قطع نہ ہو جائے۔

حضرت سلام اللہ علیہ کا خطبہ ہے۔ نوف بکالی سے روایت ہے کہ امیرالمومنین سلام اللہ علیہ نے ہمیں کوفہ میں خطبہ دیا اور آپ ایک پتھر پر کھڑے ہوئے تھے جس کو جعدہ بن ہبیرہ مخزومی نے حضرت کی خاطر نصب کیا تھا اس وقت آپ کے جسم مبارک پر ایک اونی جبہ تھا۔ آپ کی تلوار کا پرتلہ لیف خرما کا تھا اور پیروں میں جوتے بھی کھجور کے پتوں کے اور (سجدوں کی وجہ سے) پیشانی یوں معلوم ہوتی تھی جیسے اونٹ کے گھٹنے پر کا گھٹا (اپنے اصحاب کے اوصاف میں فرمایا) وہ حکمت کی سپر پہنے ہو گا اور اس کو اس کے تمام شرائط و آداب کے ساتھ حاصل کیا ہو گا (جو یہ ہیں کہ) ہمہ تن اس کی طرف توجہ ہو اور اس کی اچھی طرح شناخت ہو اور دل (علائق دنیا سے) خالی ہو۔ چنانچہ وہ اس کے نزدیک اسی کی گمشدہ چیز اور اسی کی حاجت و آرزو ہے کہ جس کا وہ طلبگار و خواستگار ہے۔ وہ اس وقت (نظروں سے اوجھل ہو کر) غریب و مسافر ہو گا کہ جب اسلام عالم غربت میں اور مثل اس اونٹ کے ہو گا جو تھکن سے اپنی دم زمین پر ملتا ہو اور گردن کا اگلا حصہ زمین پر ڈالے ہوئے ہو وہ اللہ کی باقی ماندہ حجتوں کا بقیہ اور انبیا کے جانشینوں میں سے ایک وارث و جانشین ہے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا (اے لوگو!) میں نے تمہیں اس طرح نصیحتیں کی ہیں جس طرح انبیاء اپنی امتوں کو کرتے چلے آئے ہیں۔ اور ان چیزوں کو تم تک پہنچایا ہے جو اوصیا بعد والوں تک پہنچایا کئے ہیں۔ میں نے تمہیں اپنے تازیانہ سے ادب سکھانا چاہا۔ مگر تم سیدھے نہ ہوئے اور زجر و توبیخ سے تمہیں ہنکایا۔ لیکن تم یکجا نہ ہوئے اللہ تمہیں سمجھے کیا میرے علاوہ کسی اور امام کے امیدوار ہو جو تمہیں سیدھی راہ پر چلائے اور صحیح راستہ دکھائے دیکھو! دنیا کی رخ کرنے والی چیزوں نے جو رخ کئے ہوئے تھیں، پیٹھ پھرا لی اور جو پیٹھ پھرائے ہوئے تھیں انہوں نے رخ کر لیا۔ اللہ کے نیک بندوں نے (دنیا سے) کوچ کرنے کا تہیہ کر لیا۔ اور فنا ہونے والی تھوڑی سی دنیا ہاتھ سے دے کر ہمیشہ رہنے والی بہت سی آخرت مول لے لی۔ بھلا ہمارے ان بھائی بندوں کو کہ جن کے خون صفین میں بہائے گئے۔ اس سے کیا نقصان پہنچا کہ وہ اب زندہ موجود نہیں ہیں رہی یہ کہ اگر ہوتے (تو تلخ گھونٹوں کو گوارا کرتے اور گندلا پانی پیتے۔ خدا کی قسم! وہ خدا کے حضور میں پہنچ گئے۔ اس نے ان کو پورا پورا اجر دیا اور خوف و ہراس کے بعد انہیں امن و چین والے گھر میں اتارا۔ کہاں ہیں؟ وہ میرے بھائی کہ جو سیدھی راہ پر چلتے رہے اور حق پر گزر گئے! کہاں ہیں عمار! اور کہاں ہیں ابن تیہان اور کہاں ہیں ذوالشہادتین اور کہاں ہیں ان کے ایسے اور دوسرے بھائی۔

اس کے بعد حضرت نے بلند آواز سے پکار کر کہا جہاد، جہاد، اے بندگانِ خدا دیکھو! میں آج ہی لشکر کو ترتیب دے رہا ہوں جو اللہ کی طرف بڑھنا چاہے وہ نکل کھڑا ہو۔ نوف نے کہا کہ اس کے بعد حضرت نے

دس ہزار کی سپاہ پر حسین (علیہ السلام) کو اور دس ہزار کی فوج پر قیس بن سعد (رحمہ اللہ) کو اور دس ہزار کے لشکر پر ابوایوب انصاری (رضی اللہ عنہ) کو امیر بنایا اور دوسرے لوگوں کو مختلف تعداد کی فوجوں پر سالار مقرر کیا اور آپ صفین کی طرف پلٹ کر جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ لیکن ایک ہفتہ بھی گزرنے نہ پایا تھا کہ ملعون ابن ملجم (لعنۃ اللہ) نے (آپ کے سر اقدس پر) ضرب لگائی جس سے یہ تمام لشکر پلٹ گئے۔ اور ہماری حالت ان بھیڑ بکریوں کے مانند ہوگئی جو اپنے چرواہے کو کھو چکی ہوں اور بھیڑیئے ہر طرف سے انہیں اُچک کر لئے جا رہے ہوں۔

حضرت کی وصیّت

جب آپ کو ابن ملجم لعنۃ اللہ ضربت لگا چکا تھا۔ آپ نے حسن اور حسین علیہما السلام سے فرمایا:۔ میں تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ دنیا کے خواہشمند نہ ہونا۔ اگرچہ وہ تمہارے پیچھے لگے اور دنیا کی کسی ایسی چیز پر نہ کڑھنا جو تم سے روک لی جائے۔ جو کہنا حق کے لئے کہنا اور جو کرنا ثواب کے لئے کرنا۔ ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار بنے رہنا۔ میں تم کو، اپنی تمام اولاد کو، اپنے کنبہ کو اور جن جن تک میرا یہ نوشتہ پہنچے۔ سب کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، اپنے معاملات درست اور آپس کے تعلقات سلجھائے رکھنا، کیونکہ میں نے تمہارے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو فرماتے سنا ہے کہ آپس کی کشیدگی کو مٹانا عام نماز روزے سے افضل ہے۔ دیکھو! یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ ان کے کام و دہن کے لئے فاقہ کی نوبت نہ آئے۔ اور تمہاری موجودگی میں وہ تباہ و برباد نہ ہو جائیں۔ اپنے ہمسایوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ ان کے بارے میں تمہارے پیغمبر نے برابر ہدایت کی ہے اور آپ اس حد تک ان کے لئے سفارش فرماتے رہے کہ ہم لوگوں کو یہ گمان ہونے لگا کہ آپ انہیں بھی ورثہ دلائیں گے۔ قرآن کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرے اس پر عمل کرنے میں تم سے سبقت لے جائیں۔ نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرنا کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ اپنے پروردگار کے گھر کے بارے میں اللہ سے ڈرنا، اُسے جیتے جی خالی نہ چھوڑنا۔ کیونکہ یہ خالی چھوڑ دیا گیا تو پھر (عذاب سے) مہلت نہ پاؤ گے۔ جان، مال اور زبان سے راہ خدا میں جہاد کرنے کے بارے میں اللہ کو نہ بھولنا اور تم کو لازم ہے کہ آپس میں میل ملاپ رکھنا اور ایک دوسرے کی اعانت کرنا اور خبردار ایک دوسرے کی طرف سے پیٹھ پھیرنے اور تعلقات توڑنے سے پرہیز کرنا۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے سے کبھی ہاتھ نہ اٹھانا۔ ورنہ بدکردار تم پر مسلط ہو جائیں گے پھر دعائیں مانگو گے تو قبول نہ ہوں گی (پھر ارشاد فرمایا) اے عبدالمطلب کے بیٹو! ایسا نہ ہونے پائے کہ تم امیرالمومنین قتل ہوگئے، امیرالمومنین قتل ہوگئے کے نعرے لگاتے ہوئے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا شروع کر دو۔ دیکھو! میرے بدلے میں صرف میرا قاتل ہی قتل کیا جائے۔ اور دیکھو! جب میں اس ضرب سے مرجاؤں۔ تو

اس ایک ضرب کے بدلے میں ایک ہی ضرب لگانا۔ اور اس شخص کے ہاتھ پیر نہ کاٹنا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ خبردار! کسی کے بھی ہاتھ پیر نہ کاٹو۔ اگرچہ وہ کاٹنے والا کتا ہی ہو اور گزری ہوئی دنیا سے باقی دنیا کے بارے میں عبرت حاصل کرو۔ کیونکہ اس کا ہر دور دوسرے دور سے ملتا جلتا ہے۔ اور اس کا آخر بھی اپنے اوّل سے جا ملنے والا ہے۔ موت اور موت کے بعد کی منزل کو بہت زیادہ یاد کرو۔ موت کے طلبگار نہ ہو۔ مگر قابلِ اطمینان شرائط کے ساتھ۔ بڑے بڑے شہروں میں رہائش رکھو۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کے اجتماعی مرکز ہوتے ہیں۔ غفلت اور بے وفائی کی جگہوں اور اُن مقامات سے کہ جہاں اللہ کی اطاعت میں مددگاروں کی کمی ہو پرہیز کرو۔ اور صرف مطلب کی باتوں میں اپنی فکر پیمائی کو محدود رکھو۔ اور بازاری اڈوں میں اُٹھنے بیٹھنے سے الگ رہو۔ کیونکہ یہ شیطان کی بیٹھکیں اور فتنوں کی آماجگاہیں ہوتی ہیں۔ اللہ کی اطاعت دوسری چیزوں پر مقدم ہے اپنے نفس کو بہانہ کر کے عبادت کی راہ پر لاؤ۔ اور اُس کے ساتھ نرم رویہ رکھو۔ دباؤ سے کام نہ لو۔ جب وہ دوسری فکروں سے فارغ البال اور چونچال ہو۔ اُس وقت اُس سے عبادت کا کام لو۔ مگر جو واجب عبادتیں ہیں۔ ان کی بات دوسری ہے۔ انہیں بہر حال ادا کرنا ہے۔ فاسقوں کی صحبت سے بچے رہنا۔ کیونکہ برائی برائی کی طرف بڑھا کرتی ہے۔ اور اللہ کی عظمت و توقیر کا خیال رکھو اور اس کے دوستوں سے دوستی کرو۔ اور غصے سے ڈرو کیونکہ یہ شیطان کے لشکروں میں سے ایک بڑا لشکر ہے۔

اور جو لوگ تم سے پست حیثیت کے ہیں۔ انہی کو زیادہ دیکھا کرو۔ کیونکہ یہ تمہارے لئے شکر کا راستہ ہے۔ جمعہ کے دن نماز میں حاضر ہوئے بغیر سفر نہ کرنا۔ مگر یہ کہ خدا کی راہ میں جہاد کے لئے جانا ہو یا کوئی معذوری درپیش ہو اور تمام بڑے کاموں میں اللہ کی اطاعت کرو۔

معاویہ کے نام خط

مجھے اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ کرنا ہے کہ مہاجرین و انصار کا ایک گروہ خدا کی راہ میں شہید ہوا۔ اور سب کے لئے فضیلت کا ایک درجہ ہے۔ مگر جب ہم میں کے شہید نے جامِ شہادت پیا تو اسے سید الشہداء کہا گیا۔ اور پیغمبر نے صرف اسے یہ خصوصیت بخشی کہ اس کی نماز جنازہ میں ستر تکبیریں کہیں۔ اور کیا نہیں دیکھتے کہ بہت لوگوں کے ہاتھ خدا کی راہ میں کاٹے گئے اور ہر ایک کے لئے ایک حد تک فضیلت حاصل ہے مگر جب ہمارے آدمی کے لئے یہی ہوا۔ جو اوروں کے ساتھ ہو چکا تھا۔ تو اسے الطیار فی الجنۃ (جنت میں پرواز کرنے والا) اور ذوالجناحین (دو پروں والا) کہا گیا۔ اگر خداوند عالم نے خود ستائی سے روکا نہ ہوتا تو بیان کرنے والا اپنے بھی وہ فضائل بیان کرتا کہ دوستوں کے دل جن کا اعتراف کرتے اور سننے والوں کے کان انہیں اپنے سے الگ نہیں کرنا چاہتے۔ البسول کا ذکر کیوں کرو

جن کا تیر نشانوں سے خطا کرنے والا ہے۔ ہم وہ ہیں جو براہ راست اللہ سے نعمتیں لیکر پروان چڑھے ہیں اور دوسرے ہمارے احسان پروردہ ہیں (اے معاویہ تم ہماری برابری کیونکر کرسکتے ہو) جبکہ ہم میں نبی اور تم میں جھٹلانے والا ہم میں اسد اللہ ، تم میں اسد الا . . . ، ہم میں دونوں سردار جوانان اہل جنت اور تم میں جہنمی لڑکے۔ ہم میں سردار زنان عالمیاں اور تم میں حمالۃ الحطب اور ایسی بہت باتیں ہیں جو ہماری بلندی اور تمہاری پستی کی آئینہ دار ہیں۔ چنانچہ ہمارا ظہور اسلام کا دور بھی وہ ہے جس کی شہرت ہے اور جاہلیت کے دور کا بھی ہمارا امتیاز ناقابل انکار ہے۔ اور اس کے بعد جو رہ جائے وہ اللہ کی کتاب جامع الفاظ میں ہمارے لئے بتا دیتی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے قرابتدار آپس میں ایک دوسرے۔ کے زیادہ حقدار ہیں۔

دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا ہے۔ ابراہیم کے زیادہ حقدار وہ لوگ تھے جو ان کے پیروکار تھے اور یہ نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اللہ ایمان والوں کا سرپرست ہے۔ تو ہمیں قرابت کی وجہ سے بھی دوسری پر فوقیت حاصل ہے اور اطاعت کی وجہ سے بھی ہمارا حق فائق ہے۔ تم نے مجھے لکھا ہے کہ میرے اور میرے ساتھیوں کے لئے تمہارے پاس بس تلوار ہے۔ یہ کہکر تو تم دونوں کو بھی ہنسانے لگے۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ تم نے اولاد عبد المطلب کو کب دشمن سے پیٹھ پھراتے ہوئے پایا اور کب تلوار سے خوفزدہ ہوتے دیکھا۔ تو پھر (بقول شاعر) تھوڑی دیر دم لو کہ حمل میدان جنگ میں پہنچ لے۔ عنقریب جسے تم طلب کر رہے ہو وہ خود تمہاری تلاش میں نکل کھڑا ہوگا۔ اور جسے دور سمجھ رہے ہو وہ قریب پہنچے گا۔ میں تمہاری طرف مہاجرین و انصار اور اچھے طریقے سے ان کے نقش قدم پر چلنے والے "تابعین کا لشکر جرار لے کر عنقریب اڑتا ہوا آرہا ہوں۔ ایسا لشکر کہ جس میں بے پناہ ہجوم اور پھیلا ہوا گرد و غبار ہوگا۔ اور وہ موت کے کفن پہنے ہوئے ہوں گے۔ ہر ملاقات سے زیادہ انہیں لقائے پروردگار محبوب ہوگی۔ ان کے ساتھ شہدائے بدر کی اولاد اور ہاشمی تلواریں ہوں گی کہ جن کی تیز دھاروں کی کاٹ تم اپنے ماموں، بھائی، نانا اور کنبہ والوں میں دیکھ چکے ہو تو وہ ظالموں سے اب بھی دور نہیں ہے۔" (انتہی نہج البلاغہ)

حضرت کی امام حسین سلام اللہ علیہما کو وصیت

اے فرزند! میں تمہیں اللہ عز و جل کے تقویٰ کی ظاہر میں اور باطن میں، رضامندی اور غضب کی صورت میں کلمہ حق، تونگری اور فقیری میں میانہ روی، دوست اور دشمن میں انصاف، خوشی اور سستی میں عمل، سختی اور نرمی میں اللہ عز و جل کی رضا جوئی کی وصیت کرتا ہوں۔ اے فرزند! وہ شر نہیں ہے جس شر کی وجہ سے جنت حاصل ہو، وہ بھلائی نہیں جس بھلائی کی وجہ سے دوزخ ملے۔ جنت کے بغیر تمام

یقیناً ذلیل و حقیر ہیں، ہر امتحان دوزخ کے سوا آسان ہے۔ اے فرزند یقین رکھو! جو شخص اپنی ذات کا عیب ملاحظہ کرتا ہے وہ دوسرے کے عیبوں کی طرف دھیان نہیں دیتا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہوتا ہے وہ کسی چیز کے فوت ہو جانے سے حزن و ملال میں نہیں پڑتا۔ جو شخص اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودتا ہے۔ وہ خود اسی میں گرتا ہے۔ جس شخص نے اپنے جرم کو بھلا دیا اس نے دوسرے کے جرم کو بڑا خیال کیا۔ جس نے اموز کو سرزنش کی وہ ہلاک ہو گیا، جس نے اپنی رائے کو عجیب خیال کیا وہ گمراہ ہو گیا۔ جس نے اپنی عقل پر بھروسہ کیا وہ ٹھوکر کھا گیا، جس نے لوگوں کے سامنے تکبر کیا وہ ذلیل ہو گیا، جو شخص بری جگہ داخل ہوا وہ بدنام ہوا۔ رذیلوں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والا ذلیل ہوتا ہے۔ جو شخص علماء کی مجلس میں بیٹھا با توقیر ہوا۔ جس شخص نے مزاح کیا وہ ہلکا ہوا۔ جس نے جس چیز میں زیادتی کی اسے پہچانا گیا۔ جس شخص کی بات زیادہ ہو گی اس کی خطا زیادہ ہو گی۔ جس کی خطا زیادہ ہو گی۔ اس میں حیا تھوڑی ہو گی۔ جس میں حیا کم ہو گی۔ اس میں پرہیزگاری تھوڑی ہو گی، جس کی پرہیزگاری تھوڑی ہو گی اس کا دل مردہ ہو گا۔ جس کا دل مردہ ہو گا وہ آگ میں داخل ہو گا۔ اے فرزند جس شخص نے لوگوں کے عیب کی طرف نظر کی اور اپنی ذات کے لئے ان عیوب پر راضی ہوا وہ شخص بذات خود احمق ہے، جو شخص عقلمند ہوتا ہے وہ عبرت پکڑتا ہے جو عبرت پکڑتا ہے وہ لوگوں سے الگ ہو جاتا ہے اور جو الگ ہو جاتا ہے وہ صحیح سالم رہتا ہے۔ جس نے خواہشات کو چھوڑ دیا وہ آزاد ہے۔ مومن کی عزت لوگوں سے مستغنی ہونے میں ہے۔ کفایت شعاری ایک ایسی کان ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ جس شخص نے موت کو زیادہ یاد کیا وہ دنیا کی تھوڑی چیز سے راضی ہو گیا۔ جس شخص نے جانا کہ اس کا کلام اس کے عمل کے مطابق ہے اس کا کلام کم ہو گا۔ صرف وہی بات کرے گا جو اس کو فائدہ دے گی۔

باب ۱۰۰

آئمہ اہل بیت سلام اللہ وتحیاتہ وبرکاتہ علیہم دائماً کے فضائل

کتاب نہج البلاغہ میں امیر المومنین امام المتقین قائد الغر المحجلین، یعسوب الدین مولانا ومولی الانس والجن اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہ وعلی الائمۃ من اولادہ دائماً ابداً متزایداً متنامیاً متکاثراً باقیاً سرمداً کا ایک خطبہ درج ہے۔ جس کو آپ نے صفین کی واپسی کے بعد ارشاد فرمایا۔ اس میں کا ایک حصہ یہ ہے جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے متعلق ہے۔

وہ سِرّ خدا کے امین اور اس کے دین کی پناہ گاہ ہیں۔ علم الہٰی کے مخزن اور حکمتوں کے مرجع ہیں۔ کتب (آسمانی) کی گھاٹیاں اور دین کے پہاڑ ہیں۔ انہی کے ذریعے اللہ نے اس کی پشت کا خم سیدھا کیا اور اس کے پہلو سے ضعف کی کپکپی دور کی۔

اسی خطبہ کا ایک حصہ ہے، جو منافقین کے متعلق ہے:۔

انہوں نے فسق وفجور کی کاشت کی۔ غفلت اور فریب کے پانی سے اسے سینچا اور اس سے ہلاکت کی جنس حاصل کی۔ اس امت میں کسی کو آل محمد پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ جن لوگوں پر ان کے احسانات ہمیشہ جاری رہے ہوں وہ ان کے برابر نہیں ہو سکتے۔ وہ دین کی بنیاد اور یقین کے ستون ہیں۔ آگے بڑھ جانے والے کو ان کی طرف پلٹ کر آنا ہے اور پیچھے رہ جانے والے کو ان سے آکر ملنا ہے۔ حق ولایت کی خصوصیات انہی کے لئے ہیں اور انہی کے بارے میں پیغمبر کی وصیت اور انہی کے لئے (نبی کی) وراثت ہے۔ اب یہ وقت ہے کہ حق اپنے اہل کی طرف پلٹ آیا اور اپنی صحیح جگہ پر منتقل ہو گیا۔

حضرت سلام اللہ علیہ کے خطبہ کا ایک حصہ ہے:۔

ہماری وجہ سے تم نے (گمراہی) کی تیرگیوں میں ہدایت کی روشنی پائی اور رفعت اور بلندی کی چوٹی پر قدم رکھا اور ہمارے سبب سے اندھیری راتوں کی اندھیاریوں سے صبح (ہدایت) کے اجالوں میں آگئے۔ میں نے جب سے حق کو دیکھا اس میں کبھی شک نہ کیا۔ حضرت موسیٰ کو اپنی جان کا خوف نہیں تھا بلکہ جاہلوں اور گمراہ سلطنتوں کے غلبہ کا خوف تھا۔

حضرت سلام اللہ علیہ کے کلام کا ایک حصہ ہے:۔

میں اپنے رب کی دلیل پر قائم ہوں، میں اپنی نبیت کے منہاج پر قائم ہوں۔ میں روشن راستے پر مقیم ہوں، اپنے نبی کے اہل بیت کا خیال رکھو! ان کی سمت کو لازم پکڑو اور ان کے آثار کی پیروی کرو۔ وہ تمہیں ہدایت سے ہرگز باہر نہ نکالیں گے اور تمہیں دوبارہ ہلاکت میں نہیں دے ماریں گے۔ اگر وہ بیٹھ جائیں تو تم بھی بیٹھ جاؤ۔ اگر وہ اُٹھ کھڑے ہوں تو تم بھی اُٹھ کھڑے ہو۔ ان سے آگے نہ بڑھو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے اور ان سے پیچھے بھی نہ رہو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

حضرت سلام اللہ علیہ کے خطبہ کا ایک حصہ یہ ہے :-

خبردار! آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی مثال آسمان کے ستاروں کی مانند ہے۔ اگر ایک ستارہ گر جاتا ہے تو اور ستارہ طلوع کرتا ہے۔ ہم لوگ نبوت کا درخت ہیں۔ رسالت کے اترنے کی جگہ ہیں۔ فرشتوں کے آنے جانے کا مقام ہیں۔ علم کے معادن ہیں۔ داناپیوں کے چشمے ہیں۔ ہماری مدد کرنے والا اور ہمارا محب رحمت (خداوندی) کا منتظر ہے۔

سلام اللہ علیہ کے خطبہ کا ایک حصہ ہے :-

یہ ادعا کرتے ہیں کہ وہ راسخون فی العلم ہیں نہ ہم۔ چونکہ اللہ نے ہمیں بلند کیا اور انہیں گرایا ہے۔ اور ہمیں منصب امامت دیا ہے اور انہیں محروم رکھا ہے اور ہمیں (منزل علم میں) داخل کیا ہے۔ اور انہیں دور کر دیا ہے۔ اور ہم ہی سے ہدایت کی طلب اور گمراہی کی تاریکیوں کو چھانٹنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔ بلاشبہ امام قریش سے ہوں گے جو اسی قبیلہ کی ایک شاخ بنی ہاشم کی کشت زار سے ابھریں گے۔ نہ امامت کسی اور کو زیب دیتی ہے اور نہ ان کے علاوہ کوئی اس کا اہل ہو سکتا ہے۔ میرے بعد عنقریب تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ اس میں حق سے کوئی چیز پوشیدہ نہ ہوگی اور باطل سے زیادہ اور کوئی چیز ظاہر نہ ہوگی۔ اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ زیادہ باندھا جائے گا۔ اس زمانے کے رہنے والے لوگوں کے نزدیک کتاب (خدا) سے زیادہ سستا سودا کوئی نہیں ہو گا۔ جب اس کو پوری طرح تلاوت کیا جائے گا۔ اور اس سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا جائے گا جبکہ اس کے مقامات کی تحریف کی جائے گی۔ شہروں میں نیکی بُرائی بن جائے گی اور برائی نیکی شمار ہوگی۔ یقین رکھو! تم ہدایت کو نہیں پہچان سکو گے جب تک اس شخص کو نہ جان لو جس نے اس کو چھوڑ دیا تھا، تم کتاب کے عہد و پیمان کو اس وقت تک نہیں پکڑ سکو گے جب تک اس شخص کو نہ جان لو کہ کس نے اس کو پھاڑ دیا تھا۔ تم اس کو ہرگز ہرگز اس وقت تک نہ پکڑ سکو گے جب تک اس شخص کو جان نہ لو جس نے اس کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ اس کو اس کے اہل کے ہاں تلاش کرو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو علم کی زندگی ہیں اور جاہلیت کی موت ہیں (یہ)

وہ لوگ ہیں جو اپنے علم سے تمہیں دانائی کی باتوں سے آگاہ کریں گے۔ ان کی خاموشی ان کے بولنے کا مظہر ہوگی ان کا ظاہر ان کے باطن کے موافق ہوگا۔ وہ دین کی مخالفت نہیں کریں گے۔ اور نہ اس میں اختلاف کریں گے۔ وہ (دین) ان کے درمیان سچا گواہ اور خاموش بولنے والا ہوگا۔

حضرت سلام اللہ علیہ کے خطبہ کا ایک حصہ ہے:۔

طلوع ہونے والا طلوع ہوا۔ چمکنے والا چمکا اور ظاہر ہونے والا ظاہر ہوا۔ اور جھکنے والا اعتدال پر آگیا اللہ تعالیٰ نے قوم کے عوض اور قوم کو دن کے عوض میں اور دن کو بدل دیا، ہم نے مصیبت کا انتظار اس طرح کیا جس طرح خشک سالی والا بارش کا انتظار کرتا ہے۔ آئمہ اللہ کی مخلوق پر اللہ کے قوام ہیں۔ اس کے بندوں پر اس کے پہچاننے والے ہیں۔ جنت میں وہ شخص داخل ہوگا جو ان حضرات کو جانتا ہوگا۔ اور یہ حضرات اس کو جانتے ہوں گے۔ اور جہنم میں وہی داخل ہوگا جو شخص ان کا انکار کرے گا اور وہ اس کا انکار کریں گے"

حضرت کے خطبہ کا ایک حصہ ہے:۔

ہم لوگ شعار ہیں، اصحاب ہیں، خزانچی ہیں، دروازے ہیں، گھروں میں دروازوں سے آنا چاہئے جو شخص گھروں میں دروازوں کے بغیر آئے گا۔ وہ چور کے نام سے موسوم ہوگا۔

اسی خطبہ کا ایک جزء یہ ہے:۔

(آل محمد) انہی کے بارے قرآن کی نفیس آیتیں اتری ہیں۔ وہ اللہ کے خزینے ہیں اگر بولتے ہیں تو سچ بولتے ہیں اگر خاموش رہتے ہیں تو کسی کو بات میں پہل کا حق نہیں، دل (کی آنکھوں) سے دیکھنے والے اور بصیرت کے ساتھ عمل کرنے والے کے عمل کی ابتداء یوں ہوتی ہے کہ وہ (پہلے) یہ جان لیتا ہے کہ یہ عمل اس کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے یا نقصان رساں اگر مفید ہوتا ہے تو آگے بڑھتا ہے مضر ہوتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے اس لئے کہ بے جانے بوجھے ہوئے بڑھنے والا ایسا ہے جیسے کوئی غلط راستے پر چل نکلے تو جتنا وہ اس راہ پر بڑھتا جائے گا اتنا ہی مقصد سے دور ہوتا جائے گا۔ اور علم کی (روشنی میں) عمل کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی روشن راہ پر چل رہا ہو (تو اب) دیکھنے والے کو چاہئے کہ وہ دیکھے کہ آگے بڑھ رہا ہے یا پیچھے کی طرف پلٹ رہا ہے"

حضرت سلام اللہ علیہ کے خطبہ کا ایک حصہ یہ ہے:۔

اللہ نے اپنے رسول کو چمکتے ہوئے نور، روشن دلیل، کھلی راہ شریعت اور ہدایت دینے والی کتاب کے ساتھ بھیجا۔ ان کا قوم و قبیلہ بہترین قوم و قبیلہ اور شجرہ بہترین شجرہ ہے کہ جس کی شاخیں سیدھی اور پھل

جھکے ہوئے ہیں۔ ان کا مولد مکہ اور ہجرت کرنے کا مقام مدینہ ہے کہ جہاں سے آپ کے نام کا بول بالا ہوا۔ اور آپ کا آوازہ (چارسو) پھیلا۔ اللہ نے آپ کو مکمل دلیل، شفا بخش نصیحت اور پہلی جہالتوں کی تلافی کرنے والا پیغام دے کر بھیجا اور ان کے ذریعے سے (شریعت کی) نامعلوم راہیں آشکار کیں اور غلط سلط بدعتوں کا قلع قمع کیا اور (قرآن اور سنت میں) بیان کئے ہوئے احکام واضح کئے تو اب جو شخص بھی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے تو اس کی بدبختی مسلم، اس کا شیرازہ درہم برہم اور اس کا منہ کے بل گرنا سخت (ناگوار) اور انجام طویل حزن اور مہلک عذاب ہے۔"

حضرت سلام اللہ علیہ کا ایک خطبہ یہ ہے:۔

"ایک ایمان وہ ہوتا ہے جو دلوں میں جما ہوا اور برقرار ہوتا ہے اور ایک وہ کہ جو دلوں اور سینوں (کی تہوں) میں ایک مقررہ مدت تک عارضی ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی ایک میں تمہیں ایسی برائی نظر آئے کہ جس سے تمہیں اظہار بیزاری کرنا پڑے تو اسے اس وقت تک موقوف رکھو کہ اس شخص کی موت آجائے کہ اس موقع پر اظہار بیزاری اپنی حد پر واقع ہوگی۔ ہجرت کا اصول پہلے کی طرح اب بھی برقرار ہے۔ اہل زمین میں کوئی گروہ چھپکے سے خدا کا راستہ اختیار کرے یا علانیہ۔ بہرحال اللہ کو اس کی احتیاج نہیں ہے زمین میں حجت خدا کی معرفت کے بغیر کسی ایک کو بھی صحیح معنوں میں مہاجر نہیں کہا جا سکتا۔ ہاں جو اسے پہچانے اور اس کا اقرار کرے وہی مہاجر ہے۔ اور جس تک حجت (الہیہ) کی خبر پہنچے کہ اس کے کان سن لیں اور دل محفوظ کر لیں تو اسے مستضعفین میں (جو ہجرت سے مستثنیٰ) ہیں داخل نہیں سمجھا جا سکتا۔ بلاشبہ ہمارا معاملہ ایک امر مشکل و دشوار ہے جس کا متحمل وہی بندہ ہوگا کہ جس کے دل کا امتحان اللہ نے لے لیا ہو اور ہمارے قول و حدیث کو صرف امانتدار سینے اور ٹھوس عقلیں ہی محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ اے لوگو! مجھے کھو دینے سے پہلے مجھ سے پوچھ لو اور میں زمین کی راہوں سے زیادہ آسمان کے راستوں سے واقف ہوں۔ قبل اس کے کہ وہ فتنہ اپنے پیروں کو اٹھائے جو مہار کو بھی اپنے پیروں کے نیچے روندتا رہا ہو اور جس نے لوگوں کی عقلیں زائل کر دی ہوں۔

حضرت سلام اللہ علیہ کے خطبہ کا ایک حصہ یہ ہے:۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کی توفیق دے۔ اپنی رحمت سے ہمیں اور تمہیں معاف کرے۔ دین کو لازم پکڑو۔ مصیبت پر صبر اختیار کرو۔ اپنے ہاتھوں، اپنی تلواروں کو، اپنی زبانوں کی خواہش کی وجہ سے حرکت نہ دو۔ اس چیز کی جلدی مت کرو۔ جس کے متعلق اللہ نے تمہارے لئے جلدی نہیں کی ہے۔ اس لئے کہ جو شخص تم میں سے اس حالت میں اپنے بستر پر مر گیا جس نے اللہ

اور اس کے رسول اور ان کے اہل بیت کے حق کی معرفت رکھتا تھا تو وہ شخص شہید ہو کر مرا اور اس کا اجر اللہ پہ ہے۔ جس نیک عمل کی اس نے نیت کی تھی وہ اس کے ثواب کا حق دار ہو گیا۔ اس کی نیت ایسے ثابت ہوئی جیسے وہ شخص خود تلوار نکال کر (میدان جہاد میں) کھڑا ہوا تھا۔ ہر چیز کے لئے مدت اور وقت مقرر ہے۔

حضرت سلام اللہ کا ایک خطبہ یہ ہے جس میں آپ نے آل محمد کا ذکر کیا ہے۔ کہ وہ لوگ علم کی زندگی کا باعث ہیں اور جہالت کی موت کا سبب ہیں۔ ان کا حلم ان کے علم کا اور ان کا ظاہر ان کے باطن کا اور ان کی خاموشی ان کے کلام کی حکمتوں کا پتہ دیتی ہے۔ وہ نہ حق کی خلاف ورزی کرتے ہیں نہ اس میں اختلاف پیدا کرتے ہیں اور وہ اسلام کے ستون اور بچاؤ کا ٹھکانا ہیں۔ ان کی وجہ سے حق اپنے اصلی مقام پر پلٹ آیا۔ اور باطل اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ اور اس کی زبان جڑ سے کٹ گئی، انہوں نے دین کو سمجھ کر اور اس پر عمل کر کے اسے پہچانا ہے۔ نہ صرف نقل و سماعت سے اسے جانا ہے یوں تو علم کے راوی بہت ہیں مگر اس پر عمل پیرا ہو کر اس کی نگہداشت کرنے والے کم ہیں۔ (حضرت کا کلام ہے) کمیل بن زیاد نخعی کہتے ہیں کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور قبرستان کی طرف لے چلے جب آبادی سے دور نکلے تو ایک لمبی آہ کی اور پھر فرمایا اے کمیل! یہ دل اسرار و حکم کے ظروف ہیں ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو زیادہ نگہداشت کرنے والا ہو۔ لہٰذا جو میں تمہیں بتاؤں اسے یاد رکھنا۔ دیکھو تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک عالم ربانی دوسرا متعلم جو نجات کی راہ پر برقرار ہے اور تیسرا عوام الناس کا وہ پست گروہ ہے کہ جو ہر پکارنے والے کے پیچھے ہو لیتا ہے اور ہر ہوا کے رخ پر مڑ جاتا ہے۔ نہ انہوں نے نور علم سے کسب ضیا کیا نہ کسی مضبوط سہارے کی پناہ لی۔ اے کمیل! یاد رکھو! کہ علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمہاری نگہداشت کرتا ہے اور مال کی تمہیں حفاظت کرنی پڑتی ہے اور مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے۔ لیکن علم صرف کرنے سے بڑھتا ہے اور مال و دولت کے نتائج و اثرات مال کے فنا ہونے سے فنا ہو جاتے ہیں۔ اے کمیل! علم کی شناسائی ایک دین ہے کہ جس کی اقتدا کی جاتی ہے۔ اسی سے انسان اپنی زندگی میں دوسری سے اپنی اطاعت منواتا ہے اور مرنے کے بعد نیک نامی حاصل کرتا ہے۔ یاد رکھو! علم حاکم ہوتا ہے اور مال محکوم۔ اے کمیل! مال اکٹھا کرنے والے زندہ ہونے کے باوجود مردہ ہوتے ہیں۔ اور علم حاصل کرنے والے رہتی دنیا تک باقی رہتے ہیں۔ بے شک ان کے اجسام نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان کی صورتیں دلوں میں موجود رہتی ہیں۔ اس کے بعد حضرت نے اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا) دیکھو! یہاں علم کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ کاش! اس کے اٹھانے والے مجھے مل جاتے۔

ہاں ملا ، کوئی تو ، یا ایسا جو ذہین تو ہے مگر ناقابل اطمینان ہے ۔ جو دنیا کے لئے دین کو آلۂ کار بنانے والا ہے اور اللہ کی ان نعمتوں کی وجہ سے اس کے بندوں پر اور اس کی حجتوں کی وجہ سے اس کے دوستوں پر تفوق و برتری جتلانے والا ہے یا ارباب حق و دانش کا مطیع تو ہے مگر اس کے . . . . دل کے گوشوں میں بصیرت کی روشنی نہیں ہے ۔ بس ادھر ذرا سا شبہ عارض ہوا کہ اس کے دل میں شکوک و شبہات کی چنگاریاں بھڑکنے لگیں تو معلوم ہونا چاہیئے کہ نہ یہ اس قابل ہے اور نہ وہ اس قابل ہے یا ایسا شخص ملتا ہے کہ جو لذتوں پر مٹا ہوا ہے اور باسانی خواہش نفسانی کی راہ پر کھنچ جانے والا ہے یا ایسا شخص جو جمع آوری و ذخیرہ اندوزی پر جان دیئے ہوئے ہے ۔ یہ دونوں بھی دین کے کسی امر کی رعایت و پاسداری کرنے والے نہیں ہیں ۔ ان دونوں سے انتہائی مشابہت چرنے والے چوپائے رکھتے ہیں ۔ اسی طرح تو علم کے خزینہ داروں کے مرنے سے علم ختم ہو جاتا ہے ۔ ہاں مگر زمین ایسے فرد سے خالی نہیں رہتی کہ جو خدا کی حجت کو برقرار رکھتا ہے ۔ چاہے وہ ظاہر و مشہور ہو یا خائف و پنہاں ۔ تاکہ اللہ کی دلیلیں اور نشان مٹنے نہ پائیں اور وہیں ہی کتنے اور کہاں پر ہیں ؟ خدا کی قسم وہ تو گنتی میں بہت تھوڑے ہوتے ہیں اور اللہ کے نزدیک قدر و منزلت کے لحاظ سے بہت بلند ۔ خداوند عالم ان کے ذریعے سے اپنی حجتوں اور نشانیوں کی حفاظت کرتا ہے ۔ یہاں تک کہ وہ ان کو اپنے الیسوں کے سپرد کر دیں اور اپنے الیسوں کے دلوں میں انہیں بو دیں ۔ علم نے انہیں ایک دم حقیقت و بصیرت کے انکشافات تک پہنچا دیا ہے ۔ وہ یقین و اعتماد کی روح سے گھل مل گئے ہیں اور ان چیزوں کو جنہیں آرام پسند لوگوں نے دشوار قرار دے رکھا تھا ۔ اپنے لئے سہل و آسان سمجھ لیا ہے اور جن چیزوں سے جاہل بھڑک اٹھتے ہیں ان سے وہ جی لگائے بیٹھے ہیں ۔ وہ ایسے جسموں کے ساتھ دنیا میں رہتے ہیں کہ جن کی روحیں ملاء اعلیٰ سے وابستہ ہیں ۔ یہی لوگ تو زمین پر اللہ کے نائب اور اس کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں ۔ ہائے ان کی دید کے لئے میرے شوق کی فراوانی ! پھر حضرت نے کمیل سے فرمایا اے کمیل ! اب جس وقت چاہو واپس چلے جاؤ " ۔

حضرت سلام اللہ علیہ کے خطبہ کا ایک حصہ یہ ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ و آلہ کے آباؤ اجداد کی صفت بیان فرمائی ہے :-

فرمایا اس (اللہ) نے ان (انبیاء) کو بہترین سونپے جانے کی جگہوں میں رکھا اور بہترین ٹھکانوں میں ٹھہرایا وہ بلند مرتبہ صلبوں سے پاکیزہ شکموں کی طرف منتقل ہوتے رہے ۔ جب ان میں کوئی گزر جانے والا گزر گیا ۔ دوسرا دین خدا کو لے کر کھڑا ہو گیا ۔ یہاں تک کہ یہ الٰہی شرف محمد صلی اللہ علیہ و آلہ تک پہنچا ۔ جنہیں ایسے معدنوں سے کہ جو پھلنے پھولنے کے اعتبار سے بہترین اور ایسی اصلوں سے جو نشو و نما کے لحاظ سے بہت باوقار

تھیں پیدا کیں اسی شجرہ سے کہ جس سے انبیاء پیدا کئے اور جس میں سے اپنے امین منتخب کئے۔ ان کی عترت بہترین عترت اور قبیلہ بہترین قبیلہ اور شجرہ بہترین شجرہ جو سرزمین حرم پر اُگا اور بزرگی کے سائے میں بڑھا جس کی شاخیں دراز اور پھل دسترس سے باہر ہیں۔ وہ پرہیزگاروں کے امام ہدایت حاصل کرنے والوں کے سرچشمہ بصیرت ہیں۔ وہ ایسا چراغ ہیں جس کی روشنی لَو دیتی ہے اور ایسا روشن ستارہ جس کا نور ضیا پاش اور ایسا چقماق جس کی ضو شعلہ فشاں ہے۔ ان کی سیرت (افراط و تفریط سے بچ کر) سیدھی راہ چلنا اور سنت ہدایت کرنا ہے۔ ان کا کلام حق و باطل کا فیصلہ کرنے والا اور حکم عین عدل ہے۔ اللہ نے انہیں اس وقت بھیجا کہ جب رسولوں کی آمد کا سلسلہ رکا ہوا تھا۔ بدعملی پھیلی ہوئی اور اُمتوں پر غفلت چھائی ہوئی تھی۔ (انتہی نہج البلاغہ)

غرر الحکم میں تحریر ہے کہ حضرت نے فرمایا لا الہ الا اللہ کے کچھ شرائط ہیں۔ میں اور میری ذریت ان شرائط میں سے ایک شرط ہیں۔ میں جہنم کی تقسیم کرنے والا ہوں، میں جنتوں کا خازن ہوں، میں صاحب حوض ہوں، میں صاحب اعراف ہوں۔ ہم اہل بیت میں سے جو شخص امام ہے وہ اپنے اہل ولایت کو جانتا ہے اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے انما انت منذر ولکل قوم ھاد میں مومنوں کا یعسوب ہوں اور مال بدکاروں کا یعسوب ہوتا ہے۔ جس شخص نے اپنے امام کی اطاعت کی اس نے اپنے رب کی اطاعت کی۔ (انتہی غرر الحکم)

حضرت کے وہ فضائل جو کتاب نہج البلاغہ میں مذکور ہیں وہ کتاب غرر الحکم میں بھی موجود ہیں۔ میں نے ان کو اس لئے وارد نہیں کیا تاکہ تکرار لازم نہ آجائے۔

شیخ بہاؤالدین عاملی قدس سرہ کی کتاب اربعین میں آپ صاحب کشکول اور اور دیگر بھی ہیں۔ تحریر ہے کہ یہ حدیث عامہ اور خاصہ کے ہاں متفق علیہ موجود ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص اس حالت میں مرگیا کہ اس نے اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرگیا۔ علامہ محمد شہرستانی کی کتاب ملل و نحل میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ میں نے اس قصیدہ کو بھی ذکر کر دیا ہے جو کتاب جنۃ الاسعاد اور کتاب مشارق الانوار میں موجود ہے اور تیمناً اور تبرکاً اس کتاب میں اس قصیدہ کے بعض اشعار کو ذکر کرتا ہوں۔

فانما نحن ملوک الارض	وحکمنا فی الخافقین یمضی
وکل علم من علوم ناخرہ	من مبداء الدنیا لیوم الاخرۃ
قد مار کشفاً عندنا مصانا	وکل ذی شذاۃ عندنا مھانا
وکل ما قد جاء فیہ النص	فھو الذی من جفرنا یقص
فمن اراد غبطہ الامان	فی کل عصر مع کل ان

فلیتمسک بحبال قولنا ولا یزغ یوماً بعون امرنا
فانما نحن علی التحقیق غفرت لکل کربۃ وضیق
(ان اشعار کا ترجمہ پہلے گزر چکا ہے)

اور حضرت نے اپنے خطبہ بیان میں ارشاد فرمایا ہے (ص)

وکاشفت اسرار العلوم باسرھا وعندی حدیث حادث وقدیم
وانی لقیوم علی کل قیم محیط بکل العالمین علیم
(ان اشعار کا ترجمہ پہلے گزر چکا ہے)

حضرت نے فرمایا اگر میں چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اُونٹوں کا بار بنا دوں۔"

قد تم بحمد اللہ وفضلہ تالیف ینابیع المودۃ لذی القربیٰ من اھل العباء صلی اللہ علی سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ وعترتہ واھل بیتہم ومحبیہم وذریتہم دائماً مترادفاً ابداً۔

اللھم انی اسئلک یا من لا تراہ العیون ولا تحیط بہ الظنون ان یجعل ذلک لی ولوالدی وسیلۃ الی نیل مرضاتک بجاہ محمد والہ الطاھرین یوم الدین بمنک وکرمک وانت ارحم الراحمین واجعلہ یا رب العالمین نافعاً للعالمین من العباد ومنتشراً فی البلاد متداولاً بین العباد وباقیاً الی یوم الفصل والمیعاد۔

یکم ذوالحجہ ۱۳۸۲ھ - ۲۶ راپریل ۱۹۶۳ء - شب جمعۃ المبارک
بمقام ملتان (مغربی پاکستان)

حررہ
محمد شریف عفی عنہ

فہرست مضامین

قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ

معالم العترۃ

اردو ترجمہ

ینابیع المودۃ

علامہ جلیل شیخ سلیمان حسینی بلخی، قندوزی حنفی سنی مفتی اعظم قسطنطنیہ

ترجمہ وحواشی

از جناب مولانا ملک محمد شریف صاحب قبلہ ملتان

حسب فرمائش

عالی جناب حاجی الحرمین الشریفین ملک صادق علی صاحب عرفانی

ملنے کا پتہ:- شیعہ جنرل بک ایجنسی محلہ شیعہ لاہور

مطبوعہ انصاف پریس ریلوے روڈ - لاہور